﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت سیدِ الامم صلی اللہ علیہ وسلم

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ و تاریخ

جلد ۱۳

مولوی محمد اصغر ہاشمی

صفحہ نمبر	فہرست مضامین
۱۲۷	۹ہجری
۱۲۸	عمال کا تقرر
۱۳۴	سریہ عیینہ رضی اللہ عنہ بن حصن فزاری (بنو تمیم کی طرف)
۱۳۵	سریہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ خزرجی (یمن کی طرف)
۱۳۷	سریہ ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ (بنی مصطلق کی طرف)
۱۳۹	فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو
۱۴۵	عام الوفود
۱۴۵	وفد بنی تمیم
۱۴۶	نزول سورۂ الحجرات
۱۷۰	وفد بنی اسد بن خزیمہ
۱۷۲	وفد بنی ثمالہ
۱۷۲	وفد بنی حدان
۱۷۳	وفد بنی ثعلبہ
۱۷۳	وفد بنی اسلم
۱۷۴	وفد بنی ہلال بن عامر
۱۷۶	وفد بکر بن وائل
۱۷۷	وفد بنی جرم
۱۷۹	سریہ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی (تبالہ کی طرف)
۱۸۰	وفد بنی عذرہ

وفد بنو ازد	۱۸۱
وفد جرش	۱۸۳
سریہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عوسجہ	۱۸۵
وفد از دعمان	۱۸۶
سریہ ضحاک رضی اللہ عنہ بن سفیان کلابی (بنو کلاب کی طرف)	۱۸۷
سریہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (بنو طے کی طرف)	
وفد قبیلہ بلی	۱۸۸
وفد بنی عقیل بن کعب	۱۹۰
وفد بنی رؤاس	۱۹۱
وفد بنی جیشان	۱۹۲
وفد بنی تغلب	۱۹۳
وفد بنی کلاب	۱۹۳
سریہ علقمہ رضی اللہ عنہ بن مجزز مدلجی (جدہ کی طرف)	۱۹۴
سریہ عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن اسدی (جناب کی طرف)	۱۹۵
کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر بن ابی سلمی مزنی کا اسلام قبول کرنا	۱۹۵
وفد بنی سعد ہذیم	۲۰۳
وفد بنی عریض	۲۰۵
وفد بنی صدف	۲۰۶
وفد بنی جعدہ	۲۰۷
واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع کا قبول اسلام	۲۰۷
وفد بنی شیبان	۲۰۹
وفد بنی البکاء	۲۱۲

وفد حضرموت	۲۱۴ے
وفد نجران	۲۱۹ے
مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کو نجران روانہ کرنا	۲۲۰ے
سورۃ آل عمران آیات ۳۳تا۶۳	۲۲۶ے
پیدائش کے پہلے دن بچے کا نام رکھنا	۲۳۰ے
معاہدہ صلح	۲۵۲ے
دجال کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ	۲۵۵ے
تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اور دجال کا قصہ	۲۵۹ے
وفد بنی بارق	۲۶۲ے
وفد بنی غافق	۲۶۵ے
وفد بنی تجیب	۲۶۵ے
وفد بنی سعد بن بکر	۲۶۸ے
وفد بنی کلب	۲۷۲ے
وفد عبد القیس	۲۷۴ے
ابو رزین العقیلی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۲۸۰ے
وفد بنو المنتفق	۲۸۱ے
وفد بہراء	۲۸۸ے
وفد بنی عامر بن صعصعہ	۲۸۹ے
رسول اللہ ﷺ کا ایک خواب	۲۹۲ے
مسیلمہ کذاب کی مدینہ منورہ میں آمد	۲۹۲ے
تمیم رضی اللہ عنہ بن اسید کا قبول اسلام	۳۰۰ے
وفد بنی لیث	۳۰۰ے

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید ایک اور جہاد میں	۳۰۱ے
غزوہ تبوک (جیش العسرۃ)	۳۰۲ے
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایثار و قربانی	۳۰۵ے
منافقین کا کردار	۳۱۰ے
سورہ توبہ آیات ۳۸ تا ۷۲	۳۱۱ے
مسجد ضرار کی تعمیر	۳۴۶ے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک روانگی	۳۴۹ے
ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۳۵۵ے
سفر میں نمازیں جمع کرنا	۳۵۶ے
بستی ثمود میں آمد	۳۵۷ے
وادی القریٰ سے گزر	۳۵۸ے
تبوک کے چشمہ پر پہنچنا	۳۶۲ے
سخت آندھی کی پیشین گوئی	۳۶۳ے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ایک خطبہ	۳۶۴ے
دومۃ الجندل کے حکمران اکیدر بن عبد الملک کی گرفتاری	۳۶۶ے
سترہ کے متعلق سوال	۳۷۰ے
کعب بن مالک کا تذکرہ	۳۷۰ے
زادِ راہ کا خاتمہ	۳۷۰ے
ایک مقدمہ	۳۷۱ے
علامات قیامت	۳۷۲ے
عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کی امامت	۳۷۲ے
شاہ ایلہ کا ہدیہ	۳۷۳ے

سیاسی حکمت عملی	۷۳۷۳
نصرانی حکمرانوں سے صلح نامہ	۷۳۷۴
تبوک سے واپسی	۷۳۷۶
جابر رضی اللہ عنہ کی شادی	۷۳۷۶
غزوہ تبوک کے دوران رونما ایک معجزہ	۷۳۷۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش	۷۳۸۰
سورہ التوبہ ۳۷ تا ۱۲۹	۷۳۸۳
مسجد ضرار کو منہدم کرنا	۷۴۱۲
احد پہاڑ جو ہم سے محبت کرتا ہے	۷۴۲۸
خلوص نیت کا اجر	۷۴۲۸
انصار کے بہترین خاندان	۷۴۲۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال	۷۴۳۰
کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کی پریشانی	۷۴۳۰
مدینہ منورہ میں داخلہ	۷۴۳۱
صحابہ کی ایک جماعت کا خود کو سزا دینا	۷۴۳۲
تین صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقاطعہ	۷۴۳۴
کعب رضی اللہ عنہ کی آزمائش	۷۴۳۷
تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم کی توبہ قبول ہوگئی	۷۴۴۲
لعان کا طریقہ	۷۴۴۳
حدود کا نفاذ	۷۴۴۸
شاہان حمیر سے خط و کتابت	۷۴۴۹
قیصر روم ہرقل کا خط	۷۴۵۱

وفد بنی فزارہ	۴۵۲
ربیعہ بن ذی مرحب الحضرمی (حضرموت) کو خط	۴۵۳
رسول اللہ ﷺ نے لخم کے قبیلہ حدس کو فرمان تحریر فرمایا	۴۵۴
رسول اللہ ﷺ کا یزید رضی اللہ عنہ بن الطفیل الحارثی کے لیے فرمان	۴۵۴
وفد داریین	۴۵۵
وفد بنی مرہ	۴۵۶
وفد ہمدان	۴۵۷
سانڈھے کا گوشت	۴۶۱
تہجد کا ایک واقعہ	۴۶۱
زاہر رضی اللہ عنہ بن حرام اشجعی	۴۶۳
رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کا انتقال	۴۶۴
نماز جنازہ اور اس سے متعلق مسائل	۴۶۷
مریض کی عیادت کرنا مسنون ہے	۴۶۷
عیادت کے وقت مریض کو دعا دینا	۴۷۰
قریب الموت شخص کو کلمہ شہادت کی تلقین کرنا	۴۷۲
اسے قبلہ رخ کرنا اور (وفات کے بعد) اس کی آنکھیں بند کرنا	۴۷۳
میت کی آنکھیں بند کر دینا	۴۷۵
مرنے والے پر سورہ یٰسین کی تلاوت کرنا	۴۷۵
تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا	۴۷۶
میت کا قرض ادا کرنا	۴۷۸
میت کو کسی کپڑے سے ڈھانپنا	۴۷۹
	۴۷۹

میت کا بوسہ لینا جائز ہے	۴۸۰ے
مریض کو اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے	۴۸۰ے
(موت سے پہلے) اپنی تمام تر ذمہ داریوں سے عہدہ براہو جانا چاہیے	۴۸۲ے
مگر وصیت ثلث مال سے زائد نہ ہو	۴۸۳ے
ورثاء کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں	۴۸۴ے
متفرقات	۴۸۴ے
اہل وعیال کو وفات کے وقت رونے سے روکنا	۴۸۵ے
قریب المرگ کافر کے پاس دعوت اسلام کے لیے جانا	۴۸۵ے
میت کے چہرے سے کپڑا ہٹانا	۴۸۷ے
حسن خاتمہ کی علامات	۴۸۸ے
وفات کے وقت کلمہ شہادت پڑھنا	۴۸۸ے
وفات کے وقت پیشانی پر پسینہ نمودار ہونا	۴۸۸ے
جمعہ کی رات یا دن میں فوت ہونا	۴۸۹ے
میدان قتال میں شہادت کی موت حاصل کرنا	۴۸۹ے
فی سبیل اللہ غزوہ کے لیے جاتے ہوئے طبعی موت سے وفات پا جانا	۴۹۰ے
طاعون کے مرض سے موت آنا	۴۹۰ے
سل کی بیماری سے موت آنا	۴۹۲ے
اپنی جان، مال، دین، اہل وعیال اور عزت کے دفاع میں موت آنا	۴۹۲ے
پہرے کی حالت میں موت آنا	۴۹۲ے
کسی بھی نیک عمل پر موت آنا	۴۹۳ے
لوگوں کا میت کی تعریف کرنا	۴۹۳ے
میت کو غسل دینا	۴۹۴ے

غسل کے لیے عورت کے بال کھولنا	۴۹۹
میت کے بالوں میں کنگھی کرنا بالخصوص عورت کے	۵۰۰
داہنے اعضاء کو پہلے دھویا جائے	۵۰۰
شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا	۵۰۱
جن پر شہید کا لفظ بولا گیا ہے انہیں غسل دینا	۵۰۲
نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا	۵۰۲
میت کو کفن دینا	۵۰۳
میت کو ایسا کفن دینا واجب ہے جو اسے چھپالے خواہ وہ اس کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہ ہو	۵۰۳
حسب توفیق عمدہ کفن پہنانے میں کوئی حرج نہیں لیکن بہت زیادہ قیمتی نہ ہو	۵۰۶
شہید کو انہی کپڑوں میں کفن دیا جائے جن میں وہ شہید ہوا	۵۰۷
میت کے جسم اور کفن کو خوشبو لگانا بہتر ہے	۵۰۸
کفن کا رنگ سفید ہو	۵۰۹
تین کپڑوں میں کفن دینا	۵۱۰
کفن میں ایک کپڑا بھی ثابت ہے	۵۱۲
اور تین کپڑے بھی ثابت ہیں	۵۱۲
میت کا سوگ	۵۱۳
نماز جنازہ	۵۱۳
میت پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے	۵۱۳
امام مرد کے سر کے برابر اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہو	۵۱۴
جنازہ میں چار یا پانچ تکبیریں کہنا	۵۱۶
چار تکبیروں کے دلائل	۵۱۶
پانچ تکبیروں کے دلائل	۵۱۷

نو تکبیروں کے دلائل	۵۱۷
پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھنا	۵۱۹
جنازے میں قرات سری اور جہری دونوں طرح ثابت ہے	۵۲۲
سری قرات کی دلیل	۵۲۳
بقیہ تکبیروں کے درمیان مسنون دعائیں	۵۲۳
آخری تکبیر کے بعد دونوں جانب سلام پھیرا جائے	۵۲۶
خائن، خودکشی کرنے والے (گناہ کبیرہ ہے) کافر، اور شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی	۵۲۶
نماز جنازہ قبر پر اور غائبانہ بھی پڑھی جاسکتی ہے	۵۳۲
کفار و منافقین کی نماز جنازہ یا ان کے لیے دعاواستغفار قطعاً ناجائز ہے	۵۳۸
جسے شرعی حد لگائی گئی ہو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی	۵۳۸
بچہ خواہ مردہ پیدا ہو اس کی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے	۵۴۰
بوقت ضرورت مسجد میں بھی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے	۵۴۳
قبروں کے درمیان نماز جنازہ جائز نہیں	۵۴۶
جنازے کی تکبیروں میں رفع الیدین	۵۴۶
مردوں اور عورتوں کے (ایک سے زائد) جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟	۵۴۷
خواتین کی نماز جنازہ میں شرکت	۵۴۹
نماز جنازہ کے لیے صفیں طاق ہونا ضروری نہیں	۵۴۹
نمازیوں کی تعداد جتنی زیادہ ہو گی میت کو اتنا زیادہ فائدہ ہو گا	۵۵۰
نماز جنازہ کی فضیلت	۵۵۱
نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا	۵۵۱
جنازے کے ساتھ چلنا	۵۵۱
جنازے کو لے کر جلدی چلنا چاہیے	۵۵۱

جنازے کے ساتھ چلنا اور اسے کندھا دینا سنت ہے	۵۵۴
جنازے کے آگے اور پیچھے چلنے میں کوئی حرج نہیں	۵۵۶
(جنازے کے ساتھ) سوار ہو کر جانا مکروہ ہے	۵۵۸
موت کا اعلان کرنا اور نوحہ کرانا حرام ہے	۵۵۹
میت پر رونے کی جائز صورت	۵۶۳
جنازے کے ساتھ آگ لے کر جانا، گریبان پھاڑنا اور ہلاکت و بربادی کی دعا کرنا حرام ہے	۵۶۷
جنازے کے ساتھ جانے والا اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے	۵۶۹
جنازے کے لیے کھڑا ہونا منسوخ ہے	۵۷۱
جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے اونچی آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے	۵۷۳
میت کی تدفین	۵۷۴
ایک قبر میں ایک سے زائد افراد کی تدفین	۵۷۵
میت کو قبر کے پچھلے (یعنی نچلے) حصے سے داخل کیا جائے	۵۷۷
اور میت کو دائیں پہلو پر قبلہ رخ رکھا جائے	۵۷۸
ہر حاضر شخص پر تین لپ مٹی ڈالنا مستحب ہے	۵۷۹
میت کو قبر میں داخل کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے	۵۷۹
میت خواہ عورت ہو اسے قبر میں صرف مرد ہی اتاریں گے	۵۷۹
میت کے اولیا اسے قبر میں اتارنے کے زیادہ مستحق ہیں	۵۸۰
خاوند اپنی بیوی کو دفن کر سکتا ہے	۵۸۰
غیر عورت کو قبر میں کیسا مرد اتارے؟	۵۸۰
قبر کو ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ کیا جائے	۵۸۱
قبر کو کوہان نما بنانا مستحب ہے	۵۸۳
قبر پر لکھنا جائز نہیں	۵۸۴

تدفین کے بعد میت کے لیے استغفار کرنا مشروع ہے	۵۸۴
تدفین کے وقت قبر کے قریب بیٹھنا جائز ہے	۵۸۵
میت کو کسی شرعی عذر کی بنا پر قبر سے نکالا جا سکتا ہے	۵۸۶
تدفین سے پہلے میت کو کسی دوسرے شہر منتقل کرنا	۵۸۶
وفات سے پہلے اپنی قبر خود کھود لینا	۵۸۷
تین اوقات میں تدفین ممنوع ہے	۵۸۷
رات کو دفن کرنا	۵۸۸
مسلمانوں کو کفار کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم	۵۸۹
مردوں (یعنی قبروں) زیارت مشروع ہے اور زائر قبلہ رخ کھڑا ہو	۵۸۹
صرف عبرت کے لیے مشرک کی قبر کی زیارت جائز ہے	۵۹۴
کافر کی قبر کی زیارت کرتے ہوئے اسے دعا نہیں بلکہ آگ کی بشارت دی جائے	۵۹۴
زیارت کے دوران قرآن کی قرات یکسر ثابت نہیں	۵۹۵
قبروں کی زیارت کرنے والا یہ دعا پڑھے	۵۹۶
مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر نہیں چلنا چاہیے	۵۹۶
قبروں کو مسجدیں بنا لینا حرام ہے	۵۹۷
قبروں کو مزین کرنا اور چراغوں سے روشن کرنا بھی (حرام ہے)	۵۹۸
قبروں پر بیٹھنا اور مرنے والوں کو گالیاں دینا (حرام ہے)	۵۹۹
قبر کو عید بنا لینا ممنوع ہے	۶۰۲
مردے کی ہڈی توڑنا جائز نہیں	۶۰۳
تعزیت کے الفاظ	۶۰۶
مصیبت زدہ شخص ابتدائی طور پر صبر کا مظاہرہ کرے	۶۰۷
مصیبت زدہ شخص مندرجہ ذیل دعائیں پڑھے	۶۰۸

میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجنا بھی مشروع ہے	۶۰۸
تعزیت کے لیے کسی ایک جگہ پر اکٹھے ہونا	۶۰۸
یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اس کا اکرام کرنا مستحب ہے	۶۰۹
وفات کے بعد میت کو جن اشیا کا فائدہ ہوتا ہے	۶۱۰
مسلمانوں کی دعا	۶۱۰
ولی کا میت کے روزوں کی قضائی دینا	۶۱۰
میت کی نذر پوری کرنا	۶۱۰
میت کی طرف سے کوئی بھی شخص قرض ادا کر سکتا ہے	۶۱۱
صدقہ جاریہ اور اچھے اثرات	۶۱۲
قبر پر میت کا نام اور تاریخ وفات لکھنا	۶۱۳
وفات کے تیسرے اور چالیسویں دن ختم وغیرہ کی مجالس	۶۱۴
سرکاری ملازم کو تحفہ لینا حرام ہے	۶۱۵
وفد بنی طی	۶۱۶
بحرین کا جزیہ	۶۱۹
وفد بنی ثقیف	۶۲۰
عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کا قبول اسلام	۶۳۲
عدی رضی اللہ عنہ کی سحری کے وقت میں غلط فہمی	۶۳۷
عرب میں مکمل امن وامان کی پیشین گوئی	۶۳۸
شکار کے مسائل	۶۴۰
ناجائز نذر پوری نہ کی جائے	۶۴۱
کثرت عبادت کی ممانعت	۶۴۱
اعتکاف	۶۴۳

نماز عید الفطر	۶۴۴
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ کرنا	۶۴۵
نزول سورہ التوبہ ا تا ۳۷	۶۴۷
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سورہ برات کے اعلان کے لئے روانہ کرنا	۶۸۰
قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا	۶۸۳
ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی درخواست	۶۸۳
عوف رضی اللہ عنہ بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی بیعت	۶۸۴
شاہ حبشہ کی غائبانہ نماز جنازہ	۶۸۴
ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال	۶۸۵
ایک اعرابی کا قبول اسلام	۶۸۶

۹ ہجری

وَمُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ، وَالسُّدِّيُّ: أَنَّ هَذَا السِّيَاقَ نَزَلَ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عُمَيْرٍ مِنْ ثَقِيفٍ، وَبَنِي الْمُغِيرَةِ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ، كَانَ بَيْنَهُمْ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ وَدَخَلُوا فِيهِ، طَلَبَتْ ثَقِيفٌ أَنْ تَأْخُذَهُ مِنْهُمْ، فَتَشَاوَرُوا وَقَالَتْ بَنُو الْمُغِيرَةِ: لَا نُؤَدِّي الرِّبَا فِي الْإِسْلَامِ فَكَتَبَ فِي ذَلِكَ عَتَّابُ بْنُ أَسِيدٍ نَائِبُ مَكَّةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَكَتَبَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ:{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ * فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ} فَقَالُوا: نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ، وَنَذَرُ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا، فَتَرَكُوهُ كُلُّهُمْ.

مقاتل بن حیانؒ اور سدیؒ سے مروی ہے دور جاہلیت میں قبیلہ ثقیف بنی عمرو بن عمیر اور بنو مخزوم کے قبیلے بنو مغیرہ کا سودی کاروبار تھا، اسلام کے بعد بنو عمرو نے مغیرہ سے اپنا سود طلب کیا اور انہوں نے کہا کہ اب ہم اسے اسلام لانے کے بعد ادا نہیں کریں گے اس بات سے جھگڑا بڑھ گیا، مکہ مکرمہ کے نائب عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں لکھا اس پر یہ آیت "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم ایمان لائے ہو، لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا، تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔" نازل ہوئی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لکھوا کر انہیں بھیج دیا اور انہیں قابل وصول سود لینا حرام قرار دیا، چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور اپنا باقی سود بالکل چھوڑ دیا۔[1]

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَذَرُوا۟ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۖ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ

اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو تو

أَمْوَٰلِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٩﴾ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ

تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے، اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے

[1] تفسیرابن کثیر۱/۷۱۶، توفيق الرحمن في دروس القرآن۱/۳۵۵، التفسير الوسيط للقرآن الكريم۱/۶۳۹

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸۰ (البقرۃ ۲۷۸تا۲۸۰)

اور صدقہ کرو تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم ایمان لائے ہو، لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب بھی وقت ہے توبہ کر لو اور سود چھوڑ دو تو تم اپنا اصل سرمایہ لینے کے تم حق دار ہو، اگر اصل زر سے زیادہ وصول کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے ظلم ہوگا، اور اگر تمہیں اصل زر نہ دیا جائے تو یہ تم پر ظلم ہوگا، زمانہ جاہلیت میں قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں اصل زر میں سود در سود اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا تھا، جس سے معمولی رقم بھی ایک بڑی رقم بن جاتی تھی جس کا ادا کرنا ممکن نہ ہوتا تھا، اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اگر تمہارا قرض دار تنگ دست ہو اور قرض کی ادائیگی کے لئے اس کے پاس مال میسر نہ ہو، تو آسانی تک اسے مہلت دو، اور اگر قرض کا کچھ حصہ یا سارے کا سارا ہی معاف کر دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

قَالَ حُذَيْفَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَتَاهُ المَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ، فَقِيلَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُ، قِيلَ لَهُ: انْظُرْ، قَالَ: مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيهِمْ، فَأُنْظِرُ المُوسِرَ، وَأَتَجَاوَزُ عَنِ المُعْسِرِ، فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الجَنَّةَ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے زمانے میں ایک شخص کے پاس ملک الموت ان کی روح قبض کرنے آئے تو ان سے پوچھا گیا کوئی اپنی نیکی تمہیں یاد ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے یاد تو نہیں پڑتی، اسے دوبارہ کہا گیا کہ یاد کرو! انہوں نے کہا مجھے کوئی اپنی نیکی یاد نہیں، سوا اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور لین دین کیا کرتا تھا، جو لوگ خوشحال ہوتے تو انہیں تو میں (اپنا قرض وصول کرتے وقت) مہلت دیا کرتا تھا، اور تنگ دست لوگوں کو معاف کر دیا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی پر جنت میں داخل فرما دیا۔[1]

۹ ہجری

عمال کا تقرر:

فتح مکہ کے بعد تمام جزیرۃ العرب اسلام کے زیر نگیں ہو گیا لہذا اب سلطنت اسلامی کے نظم و نسق کی ضرورت تھی، اس لئے آپ ﷺ نے مختلف علاقوں میں جدا جدا والی اور حاکم مقرر فرمائے۔

مِنْهُمْ باذان بن ساسان، من ولد بهرام جور، أَمَّرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْيَمَنِ كُلِّهَا بَعْدَ مَوْتِ

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاءِ بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۴۵۱، صحیح مسلم کتاب المساقاۃ بَابُ فَضْلِ إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ ۳۹۹۳

كِسْرَى، فَهُوَ أَوَّلُ أَمِيرٍ فِي الْإِسْلَامِ عَلَى الْيَمَنِ، وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ مُلُوكِ الْعَجَمِ.ثُمَّ أَمَّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِ باذان ابْنَهُ شهر بن باذان عَلَى صَنْعَاءَ وَأَعْمَالِهَا. ثُمَّ قُتِلَ شهر فَأَمَّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَنْعَاءَ خَالِدَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ

باذان کسریٰ کی طرف سے یمن کا والی تھا، کسریٰ کے ہلاک ہونے کے بعد باذان مسلمان ہوگیا تھا،اس لئے رسول اللہ ﷺ نے باذان رضی اللہ عنہ بن ساسان کو بدستور یمن کی ولایت پر قائم رکھا،باذان غیر عرب سے اسلام لانے میں سرفہرست ہے،اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے شہر بن باذان کو صنعاء کا والی مقرر فرمایا،اس کے مرجانے کے بعد خالد بن سعید ابن العاص اموی صنعاء کے والی مقرر ہوئے۔

وَوَلَّى زياد بن أمية الأنصاري حَضْرَمَوْتَ،وَوَلَّى أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ زَبِيدَ وَعَدَنَ وَالسَّاحِلَ،وَوَلَّى مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْجَنَدَ

زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ حضر موت کے حاکم مقرر ہوئے۔ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو زبید اور عدن وساحل کا حاکم مقرر فرمایا۔معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کے ایک علاقہ جند کا والی مقرر فرمایا،معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے والی یمن مقرر کیے جانے کے سلسلہ میں ایک روایت ہے۔

عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَحَدَ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَالَ: كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ادَّانَ بِدَيْنٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحَاطَ ذَلِكَ بِمَالِهِ، وَكَانَ مُعَاذٌ مِنْ صُلَحَاءِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ مُعَاذٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا جَعَلْتُ فِي نَفْسِي حِينَ أَسْلَمْتُ أَنْ أَبْخَلَ عَلَى الْإِسْلَامِ بِمَالٍ مَلَكْتُهُ، وَإِنِّي أَنْفَقْتُ مَالِي فِي أَمْرِ الْإِسْلَامِ، فَأَبْقَى ذَلِكَ عَلَيَّ دَيْنًا عَظِيمًا: فَادْعُ غُرَمَائِي، فَاسْتَرْفِقْهُمْ، فَإِنْ أَرْفَقُوا بِي فَسَبِيلُ ذَلِكَ، وَإِنْ أَبَوْا فَاخْلَعْنِي لَهُمْ مِنْ مَالِي قَالَ:فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرَمَاءَهُ، فَعَرَضَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَرْفُقُوا بِهِ فَقَالُوا: نَحْنُ نُحِبُّ أَمْوَالَنَا،

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عہد رسالت میں اتنے مقروض ہوگئے کہ ان کا قرض ان کے پورے مال سے زیادہ ہوگیا معاذ رضی اللہ عنہ بڑے صالح صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے،معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ!اسلام لانے کے بعد میں نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا میں نے اپنا سارا مال اسلام کی نشرواشاعت کے لئے صرف کیا ہے اس کے نتیجے میں میں مقروض ہوگیا ہوں،لہذا آپ میرے قرض خواہوں کو بلاکر میرے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کے لئے فرمایئے،اگر وہ مان جائیں تو ٹھیک ورنہ آپ میرا مال ان کو دے دیں،رسول اللہ ﷺ نے ان کے قرض خواہوں کو بلاکر ان سے نرمی کے لئے فرمایا،وہ بولے ہم اپنا مال لینا چاہتے ہیں،

فَدَفَعَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَ مُعَاذٍ كُلَّهُ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا عَلَى بَعْضِ الْيَمَنِ لِيَجْبُرَهُ ، فَأَصَابَ مُعَاذٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ مَرَافِقِ الْإِمَارَةِ مَالًا، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ بِالْيَمَنِ، فَارْتَدَّ بَعْضُ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَاتَلَهُمْ مُعَاذٌ وَأُمَرَاءُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّرَهُمْ عَلَى الْيَمَنِ حَتَّى دَخَلُوا فِي الْإِسْلَامِ،

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا سارا مال دے دیا، اس کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن جبل کو یمن کے شہر جند کا والی مقرر فرمایا، اس منصب کی وجہ سے معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو یمن سے کچھ مال حاصل ہوا، جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وفات پائی تو معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اس وقت یمن میں تھے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے بعد یمن کے کچھ لوگ اسلام سے پھر گئے معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن جبل اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقرر کردہ دوسرے عمال ان کے خلاف نبرد آزما ہوئے حتی کہ وہ لوگ پھر سے اسلام کے دائرہ میں داخل ہو گئے،

ثُمَّ قَدِمَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِمَالٍ عَظِيمٍ، وَأَتَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: إِنَّكَ قَدِمْتَ بِمَالٍ عَظِيمٍ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْتِيَ أَبَا بَكْرٍ، فَتَسْتَحِلَّ مِنْهُ، فَإِنْ أَحَلَّهُ لَكَ طَابَ لَكَ، وَإِلَّا دَفَعْتَهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ مُعَاذٌ:لَقَدْ عَلِمْتَ يَا عُمَرُ، مَا بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا لِيَجْبُرَنِي حِينَ دَفَعَ مَالِي إِلَى غُرَمَائِي، وَمَا كُنْتُ لِأَدْفَعَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا مِمَّا جِئْتُ بِهِ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَنِيهِ، فَإِنْ سَأَلَنِيهِ دَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَأْخُذْ أَمْسَكْتُهُ،

سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے دور خلافت میں معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بہت سامان لے کر مدینہ منورہ آئے، سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ان سے مل کر کہا تم بہت سامال لائے ہو اس لئے سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے اس مال کے بارے میں دریافت کرو، اگر وہ اس مال کو تمہارے لئے حلال قرار دیں تو حلال ہے ورنہ یہ مال ان کے تحویل میں دیدینا، معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا اے سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے یمن اپنے مال کی تلافی کرنے کے لئے بھیجا تھا، جب کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرا تمام مال قرض خواہوں کو دے دیا تھا، میں جو کچھ اپنے ساتھ لایا ہوں اس میں سے کچھ بھی سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو نہیں دینا چاہتا ہوں الایہ کہ وہ مجھ سے طلب کریں، اگر وہ طلب کریں گے تو میں ان کے حوالے کر دوں گا، اور اگر انہوں نے نہ لیا تو میں اسے پاس رکھوں گا،

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنِّي لَمْ آلُكَ وَنَفْسِي إِلَّا خَيْرًا، ثُمَّ قَامَ عُمَرُ، فَانْصَرَفَ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ، فَعَادَ، فَقَالَ: إِنِّي مُطِيعُكَ، وَلَوْلَا رُؤْيَا رَأَيْتُهَا لَمْ أُطِعْكَ، إِنِّي أَرَانِي فِي نَوْمِي غَرِقْتُ فِي حَوْمَةِ مَاءٍ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِيَدِي، فَأَنْجَيْتَنِي مِنْهَا، فَانْطَلِقْ بِنَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَانْطَلَقَا حَتَّى دَخَلَا عَلَيْهِ، فَذَكَرَ لَهُ مُعَاذٌ كَنَحْوٍ مِمَّا كَلَّمَ بِهِ عُمَرُ فِيمَا كَانَ مِنْ غُرَمَائِهِ، وَمَا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَبْرِهِ، ثُمَّ أَعْلَمَهُ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنَ الْمَالِ،

سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا میں اپنے اور تمہارے لئے صرف بھلائی کا خواہاں ہوں، یہ کہہ کر سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جانے کے لئے کھڑے ہوئے، معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے پھر آپ کو بلایا اور کہا میں آپ کی اطاعت کروں گا، اس لئے کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں جہنم کے کنارے پر کھڑا ہوں اور سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پیچھے سے میری کمر پکڑ کر کھینچ رہے ہیں کہ معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہیں جہنم میں نہ جا پڑیں، معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ اسی طرح بیان کر دیا جیسے سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے انہیں فرمایا تھا، سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو اجازت دی کہ وہ غلاموں کو اپنے پاس رکھ لیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا تھا کہ امید ہے اللہ تعالیٰ تمہارے نقصان کی تلافی کر دے گا، چنانچہ معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے قرض خواہوں کا باقی ماندہ قرض چکا دیا۔[1]

[1] معجم الاوسط ۳۲۵۰

وَوَلَّى عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ الْأَخْمَاسَ بِالْيَمَنِ وَالْقَضَاءَ بِهَا،وَوَلَّى أَبَا سُفْيَانَ صَخْرَ بْنَ حَرْبٍ نَجْرَانَ ، وَوَلَّى ابْنَهُ يزيد تَيْمَاءَ،وَوَلَّى عتاب بن أسيد مَكَّةَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا۔ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب نجران کے حاکم مقرر ہوئے۔ابوسفیان کے بیٹے یزید رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان تیماء کے حاکم مقرر فرمائے۔عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ کا والی مقرر فرمایا۔ (۱)

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَبْعَثُنِي إِلَى قَوْمٍ أَسَنَّ مِنِّي، وَأَنَا حَدَثٌ لَا أُبْصِرُ الْقَضَاءَ؟ قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ:اللَّهُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهُ، وَاهْدِ قَلْبَهُ، يَا عَلِيُّ، إِذَا جَلَسَ إِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتَّى تَسْمعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ: فَمَا اخْتَلَفَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ، أَوْ مَا أَشْكَلَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں جبکہ میں ایک نوجوان آدمی ہوں اور مقدمات کے فیصلے کرنے کا طریقہ مجھے نہیں آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا اے علی! اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی رہنمائی کرے گا اور تمہاری زبان کو حق پر قائم رکھے گا جب فریقین تمہارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے فریق کا نقطہ نظر اس طرح نہ سن لو جیسے تم نے فریق اول کی بات سنی ہے اس طرح فیصلہ کرنا تمہارے لیے آسان ہو جائے گا،سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں وہاں قاضی رہا اور فیصلہ کرنے میں مجھے کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ (۲)

بعض ضعیف العقل معتزلہ اور جہمیہ جو دین میں عقل کو معیار بناتے ہیں،سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں،ان کے نزدیک عقل ہی سب کچھ ہے،جو بات عقل کے معیار پر پوری اترتی ہے اس کو قبول کرتے ہیں،اور جو اس کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دیتے ہیں،وہ اس بات کو نہ سمجھ سکے کہ شرعی احکام حکمت پر مبنی ہیں جو بعض اوقات عقل انسانی کی سمجھ میں آجاتی ہیں،اور بعض اوقات وہ اس کے فہم وادراک سے قاصر رہتی ہے،اس طرح یہ لوگ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بھی بنے،اپنے من گھڑت اور گمراہ کن اصولوں کی بنا پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا پر جو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے فرمائی چند شکوک وشبہات وارد کیے ہیں،ان کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی محل نظر ہے کہ اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کبھی دشواری پیش نہیں آئی وہ کہتے ہیں۔

یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ایسا دعویٰ ہے جو خلاف عقل ہونے کے ساتھ ساتھ خلاف واقعہ بھی ہے،خلاف عقل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا کیسے کر سکتے تھے،اللہ تعالیٰ ان کی زبان کو غلط فیصلہ صادر کرنے سے محفوظ رکھے اس لیے کہ خطا ونسیان انسانی

---

(۱) زاد المعاد ۱/۱۲۲

(۲) فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل ۱۱۹۵،مسند احمد ۸۸۲، الجامع الصحيح للسنن والمسانيد ۳۶/۲۴۶،مستدرک حاکم ۴۶۵۸، المسند الموضوعي الجامع للكتب العشرة ۱۶/۴۷۷

فطرت ہے، اور خلاف واقعہ اس لیے ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متعدد فیصلے کیے اور پھر ان سے رجوع کیا، صحابہ کی ایک جماعت ان فیصلوں کے خلاف تھی، اور فقہا اور تابعین نے بھی ان کو سند نہیں مانا، مثلاً مندرجہ ذیل فیصلے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے امہات الاولاد کے بارے میں ایک فیصلہ کیا اور پھر اس سے رجوع کرلیا۔ جد کے بارے میں مختلف قسم کے فیصلے صادر کیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتوی پہنچا تو انہوں نے مرتدین کو آگ میں ڈالنے کی سزا دینے پر اظہار ندامت کیا۔ آپ نے حاطب کی آزاد کردہ لونڈی کو رجم کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ قول سنا کہ حد شرعی تو اس پر لگائی جاتی ہے جو اسے جانتا ہو، اور یہ لونڈی عجمی ہونے کی وجہ سے اس سے آشنا نہیں، تو آپ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے موقف کو تسلیم کرلیا۔ شراب نوشی کے جرم میں ایک شخص کو اسی کوڑی لگائے تو اس کی موت واقع ہوگئی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی دیت ادا کی اور فرمایا یہ دیت میں نے اس لیے ادا کی ہے کہ اسی کوڑے میں نے اپنی مرضی سے مارے تھے۔ آپ نے اس قول سے رجوع کرلیا تھا کہ اگر کوئی شخص کہہ دے تو مجھ پر حرام ہے تو تین طلاقیں وارد ہو جائیں گی، آپ نے اس سے بھی رجوع کیا کہ چوری کے جرم میں ہاتھ انگلیوں تک کاٹا جائے، اور اگر چوری بچہ کرے تو اس کی انگلیوں کو رگڑ دیا جائے، آپ نے بچوں پر بچوں کی گواہی بھی قبول کی۔

ابن قتیبہ رحمہ اللہ نے ان تمام اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔

وَنَحْنُ نَقُولُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دَعَا لَهُ بِتَثْبِيتِ اللِّسَانِ وَالْقَلْبِ، لَمْ يُرِدْ أَنْ لَا يَزِلَّ أَبَدًا، وَلَا يَسْهُوَ، وَلَا يَنْسَى، وَلَا يَغْلَطَ فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ، لِأَنَّ هَذِهِ الصِّفَاتِ، لَا تَكُونُ لِمَخْلُوقٍ، وَإِنَّمَا هِيَ مِنْ صِفَاتِ الْخَالِقِ سُبْحَانَهُ جَلَّ وَعَزَّ.وَإِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ، بِأَنْ يَكُونَ الصَّوَابُ أَغْلَبَ عَلَيْهِ، وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الْقَضَاءِ أَكْثَر مِنْهُ.ومثل هَذَا، دُعَاؤُهُ لِابْنَ عَبَّاسٍ بِأَنْ يُعَلِّمَهُ اللهُ التَّأْوِيلَ، وَيُفَقِّهَهُ فِي الدِّينِ.

ابن قتیبہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دل اور ان کی زبان کی رہنمائی کے لیے دعا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ نہ تھا کہ کبھی ان سے لغزش سرزد نہ ہوگی نہ یہ کہ ان سے سہو ونسیان اور غلطی کسی حالت میں بھی نہیں ہوگی، اس لیے کہ یہ ایسی صفات ہیں جو کسی مخلوق میں نہیں پائی جاتیں، یہ صفات تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، اس دعا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ حق وصواب ان پر غالب رہے گا، اور ان کے اکثر فیصلے عدل وانصاف کے تقاضوں پر مبنی ہوں گے، اس قسم کی دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں بھی فرمائی تھی کہ اے اللہ! ان کو تفسیر قرآن کا علم اور دین کا فہم عطا فرما۔

وَكَانَ بن عَبَّاسٍ مَعَ دُعَائِهِ لَا يَعْرِفُ كُلَّ الْقُرْآنِ، وَقَالَ: لَا أَعْرِفُ حَنَانًا وَلَا الْأَوَّاهُ وَلَا الْغِسْلِينَ وَلَا الرَّقِيمَ، وَعُمَرُ مَعَ هَذَا يَقُولُ فِي قَضِيَّةٍ نَبَّهَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَيْهَا :لَوْلَا قَوْلُ عَلِيٍّ، لَهَلَكَ عُمَرُ، وَيَقُولُ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ كُلِّ مُعْضِلَةٍ، لَيْسَ لَهَا أَبُو حَسَنٍ

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے باوجود عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پورے قرآن کے معانی ومطالب سے آگاہ نہ تھے، وہ خود فرماتے ہیں مجھے نہیں معلوم حَنَانًا، الْأَوَّاهُ ، الْغِسْلِينَ والرَّقِيمَ کے کیا معنی ہیں، بہرحال یہ حقیقت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بہت سے مقدمات کے ایسے

درست فیصلے صادر کیے کہ ان کو حل کرنے سے بڑے بڑے صحابہ قاصر رہے تھے، چنانچہ صحابہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ بھی تھے، وہ فرمایا کرتے تھے اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر تباہ ہو جاتا، ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ میں ہر اس پیچیدہ مسئلے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس کو حل کرنے کے لیے ابوحسن (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) موجود نہ ہوں، ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی یہ رائے بڑی مناسب ہے۔ [1]

ثُمَّ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُصَدِّقِينَ، قَالُوا: لَمَّا رأى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِلالَ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ تِسْعٍ، بَعَثَ الْمُصَدِّقِينَ يُصَدِّقُونَ الْعَرَبَ ، وَبَعَثَ رَجُلا مِنْ سَعْدِ هُذَيْمٍ عَلَى صَدَقَاتِهِمْ وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَدِّقِيهِ أَنْ يَأْخُذُوا الْعَفْوَ مِنْهُمْ وَيَتَوَقَّوْا كَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، فَبَعَثَ عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ إِلَى بَنِي تَمِيمٍ يُصَدِّقُهُمْ، وَبَعَثَ يَزِيدَ بْنَ الْحُصَيْنِ إِلَى أَسْلَمَ وَغِفَارٍ، وَبَعَثَ عَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ الأَشْهَلِيَّ إِلَى سُلَيْمٍ وَمُزَيْنَةَ، وَبَعَثَ رَافِعَ بْنَ مَكِيثٍ إِلَى جُهَيْنَةَ، وَبَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ إِلَى بَنِي فَزَارَةَ

ابن سعد کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو ہجری محرم کا چاند دیکھ کر عاملین زکوٰۃ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مختلف قبائل میں روانہ فرمایا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ہذیم سے بھی ایک آدمی ان کے صدقات پر مبعوث فرمایا اور انہیں تاکید فرمائی کہ ان سے زکوٰۃ وصول کرتے وقت ان کے بہترین اموال سے بچیں۔

عیینہ رضی اللہ عنہ بن حصن فزاری کو بنو تمیم کی طرف، یزید بن حصین رضی اللہ عنہ کو اسلم اور غفار کی طرف (ابن سعد میں بُرَیْدَةَ بْنَ الْحُصَيْبِ لکھا ہوا ہے) عباد بن بشر اشہلی کو سلیم و مزینہ کی طرف، رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ کو جہینہ کی طرف، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بنی فزارہ کی طرف

وَبَعَثَ الضحاك بن سفيان الكلابي إلى بني كلاب، وَبَعَثَ بُسْرَ بْنَ سُفْيَانَ الْكَعْبِيَّ إِلَى بَنِي كَعْبٍ، وَالْعَلاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ عَلَى الْبَحْرَيْنِ، وَبَعَثَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِ نَجْرَانَ، لِيَجْمَعَ صَدَقَتَهُمْ وَيَقْدَمَ عَلَيْهِ بِجِزْيَتِهِمْ، وَبَعَثَ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ عَلَى طَيِّئٍ وَصَدَقَاتِهَا، وَعَلَى بَنِي أَسَدٍ

ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ کو بنی کلاب کی طرف، بسر بن سفیان کعبی رضی اللہ عنہ کو بنی کعب کی طرف، علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف۔ [2] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو نجران کی طرف (زکوٰۃ اور جزیہ کے لئے)۔ [3]

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو طی و بنی اسد کی طرف

وَبَعَثَ زِيَادَ بْنَ لَبِيدٍ، أَخَا بَنِي بَيَاضَةَ الأَنْصَارِيَّ، إِلَى حَضْرَمَوْتَ وَعَلَى صَدَقَاتِهَا، فَبَعَثَ الزِّبْرِقَانَ بْنَ بَدْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ مِنْهَا، وَقَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ عَلَى نَاحِيَةٍ، وَبَعَثَ ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ الأَزْدِيَّ إِلَى بَنِي ذُبْيَانَ، وَبَعَثَ مالك بن نويرة عَلَى

---

[1] تاويل مختلف الحديث ۱،۲۳۷

[2] عيون الآثر ۲،۲۵۲

[3] عيون الآثر ۲،۲۵۲، ابن ہشام ۲،۶۰۰

صَدَقَاتِ بَنِي حَنْظَلَةَ

زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کو علاقہ حضر موت کی طرف۔ (۱)

زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ کو بنوسعد کی ایک شاخ کی طرف۔ (۲)

قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کو بنوسعد کی دوسری شاخ کی طرف۔ (۳)

ابن اللتبیہ ازدی رضی اللہ عنہ کو بنی ذبیان کی طرف۔ (۴)

مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو بنی حنظلہ کی طرف۔ (۵)

فَبَعَثَ الْمُهَاجِرَ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ ابْنِ الْمُغِيرَةِ إلَى صَنْعَاءَ، وَبَعَثَ الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ إِلَى بَنُو الْمُصْطَلِقِ

مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو شہر صنعاء کی طرف۔ (۶)

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو بنی مصطلق کی طرف۔ (۷)

اور چند وجوہات کی بناپر مختلف مقامات کی طرف کچھ فوجی دستے روانہ کیے گئے جن کی تفصیل یوں ہے۔

سریہ عیینہ رضی اللہ عنہ بن حصن فزاری (بنوتمیم کی طرف)

محرم نوہجری

لما بَعَثَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إليهم بِشْرَبْنَ أَبي سُفْيَانَ العدوي الكلبي يَأْخُذ منهم الصَدَقَاتِ، ونهاه عن كَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، فجمعوا له ما طلبه، فاستكثره بَنُو تَمِيمٍ، وقالوا: ما لهذا يأخذ أَمْوَالُكُمْ مِنْكُمْ بِالْبَاطِلِ ، فشهروا السيو،فَقَالَ الْخُزَاعِيّونَ: نحن مسلمون وهذا أمر دِينِنَا، فقَالَ التَمِيمِيّونَ: لَا يَصِلُ إلَى بَعِيرٍ مِنْهَا أَبَدًا، هَرَبَ الرسول ورجع فَأَخْبَرَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن ابی سفیان عدوی کو بنو کعب بن خزاعہ کی طرف واجب زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لئے روانہ فرمایااور یہ وصیت کی کہ ان کے بہترین اموال سے پرہیز کریں،بنو کعب نے کہاہم اسلام قبول کر چکے ہیں اور زکوٰۃ ہمارا اہم مذہبی فریضہ ہے اور ہم اس کے

---

(۱) ابن ہشام۶۰۰؍۲

(۲) ابن ہشام۶۰۰؍۲

(۳) ابن ہشام۶۰۰؍۲

(۴) ابن سعد۱۲۲؍۲

(۵) زادالمعاد۴۴۵؍۳

(۶) زادالمعاد۴۴۵؍۳،ابن ہشام۶۰۰؍۲

(۷) ابن ہشام۲۹۶؍۲،الروض الانف۲۸؍۷

لئے تیار ہیں مگر بنوتمیم جو ایک زرعی کنوئیں پر بنو کعب کے شریک تھے انہیں یہ مطالبہ بہت گراں گزرا، چنانچہ بنوتمیم جمع ہو گئے اور تلواریں سونت کر لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! یہاں سے ایک اونٹ بھی نہ جائے گا، بشر بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ یہ حالت دیکھ کر واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا،

بَعَثَهُ إِلَيْهِمْ فِي سَرِيَّةٍ لِيَغْزُوَهُمْ فِي خَمْسِينَ فَارِسًابالسقيا، وهي أرض بني تميم،هي قرية عظيمة قريبة من البحر على مسيرة يوم وليلة، لَيْسَ فِيهِمْ مُهَاجِرِيٌّ وَلَا أَنْصَارِيٌّ،فَكَانَ يَسِيرُ اللیْلَ وَيَكْمُنُ النَّهَارَ،فَلَمَّا رَأَوُا الْجَمْعَ وَلَّوْا، وَأَخَذَ مِنْهُمْ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلا، وَوَجَدُوا فِي الْمَحَلَّةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ امْرَأَةً وَثَلَاثِينَ صَبِيًّا، فَجَلَبَهُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ، فأمر بهم رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحُبِسُوا فِي دَارِ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابومالک تھی (یہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے، غزوہ حنین اور طائف میں شریک ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تالیف قلب کے لئے کافی مال عطا فرمایا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ مرتد ہو کر طلیحہ اسدی کے ساتھ مل گئے تھے پھر قید ہو کر خلیفہ اول کی سامنے پیش ہوئے اور دوبارہ اسلام قبول کر لیا تھا) کو پچاس سواروں کے ایک دستہ پر امیر مقرر فرما کر بنوتمیم کی طرف روانہ کیا، یہ لوگ سقیا جو ارض بنی تمیم کے درمیان تھے، خوارزمی کہتے ہیں یہ سمندر کے قریب رات اور دن کی مسافت پر ایک بڑی بستی ہے۔[1] اس دستہ میں کوئی مہاجر یا انصار رضی اللہ عنہم شامل نہیں تھا بلکہ اہل عرب شامل تھے، یہ لوگ راز داری کے پیش نظر دن میں چھپے رہتے اور رات کو سفر جاری رکھتے، انہوں نے رات کے وقت ان پر چھاپہ مارا مگر وہی لوگ جو عامل زکوٰۃ بشر بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو اکیلا دیکھ کر تلواریں سونت کر لڑنے مرنے پر تیار تھے مسلمانوں کے گھڑ سوار دستے کو دیکھ کر فرار ہو گئے، انہوں نے ان لوگوں کے مویشی اور گیارہ مرد، اکیس عورتیں اور تیس بچے اسیر کر لئے اور انہیں لے کر مدینہ منورہ واپس آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اسیروں کو رملہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے گھر میں مقید رکھنے کا حکم فرمایا۔[2]

سریہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ خزرجی (یمن کی طرف)

نوہجری

لَمَّا انْصَرَفَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ بَعَثَ بُعُوثًا وَهَيَّأَ بَعْثًا اسْتَعْمَلَ عَلَيْهِ قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، وَعَقَدَ لَهُ لِوَاءً أَبْيَضَ، وَدَفَعَ إِلَيْهِ رَايَةً سَوْدَاءَ، وَعَسْكَرَ بِنَاحِيَةِ قَنَاةَ فِي أَرْبَعِمِائَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَطَأَ نَاحِيَةً مِنَ الْيَمَنِ كَانَ فِيهَا صُدَاء،فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، وَعَلِمَ بِالْجَيْشِ،فَخَرَجَ سَرِيعًا حَتَّى وَرَدَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: جِئْتُكَ وَافِدًا عَلَى مَنْ وَرَائِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب الْجِعْرَانَةِ سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے قیس بن سعد خزرجی رضی اللہ عنہ کو چار سو مجاہدین کا سرلشکر مقرر فرما کر یمن

[1] معجم البلدان ۲۲۸؍۳

[2] عیون الاثر ۲۵۳؍۲،ابن سعد ۱۲۲؍۲، زادالمعاد ۴۴۵؍۳،شرح الزرقانی علی المواهب ۳۱؍۴

کی طرف روانہ فرمایاان کے لیے سفید جھنڈا عقد کیا لیکن تھمایا سیاہ جھنڈا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ جاکر یمن کے ایک قبیلہ صدا سے جہاد کریں (صدا یمن میں ایک پہاڑی درہ کی آبادی ہے،اس کے اور صنعاء کے درمیان بیالیس فرسخ کا فاصلہ ہے اس کا یہ نام ایک قبیلہ کے نام پر رکھا گیا تھا) ابھی مجاہدین وادی قناۃ کے سرے پرہی خیمہ زن تھے کہ زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا علم ہوگیا،وہ بھاگ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے پیچھے والوں کی طرف سے وفد کے طور پر حاضر ہوا ہوں،

فَارْدُدِ الْجَيْشَ، وأنا أتكفل لك بقومي، أن بمجيئهم مسلمين،فَرَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بن صُدُورِ قَنَاةَ،وَخَرَجَ الصُّدَائِيُّ إِلَى قَوْمِهِ فَقَدِمَ مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خمسة عَشَرَ رَجُلا فَأَسْلَمُوا وَبَايَعُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَرَجَعُوا إِلَى بِلادِهِمْ

زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس لشکر کو واپس بلالیں میں اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے اور آپ کی اطاعت اختیار کرنے کا ذمہ دار ہوں،میں انہیں لاکر آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا،اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد کو بھیج کر قیس بن سعد کو وادی قناۃ سے ہی واپس بلوالیا،پھر زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس پہنچے اور انہیں ترغیب دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں،صدائی اپنی قوم میں واپس چلے گئے اور ان کی مساعی سے ان کی قوم کے پندرہ لوگوں نے حاضر خدمت اقدس ہوکر اسلام قبول کرلیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کی طرف سے بیعت کی اور اپنے وطن واپس لوٹ گئے،

قَالَ الصُّدَائِيُّ: وَكَتَبْتُ إِلَيْهِمْ كِتَابًا، فَقَدِمَ وَفْدُهُمْ بِإِسْلَامِهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَخَا صُدَاءٍ إِنَّكَ لَمُطَاعٌ فِي قَوْمِكَ، فَقُلْتُ: بَلِ اللهُ هَدَاهُمْ لِلْإِسْلَامِ،فَقَالَ: أَفَلَا أُؤَمِّرُكَ عَلَيْهِمْ،لَا خَيْرَ لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْإِمَارَةِ

ایک روایت ہے زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو خط لکھا تھا اس پر اس کی قوم کا وفد حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوگیا،اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صدا! واقعی آپ اپنی قوم میں محترم اور واجب الاطاعت شخص ہیں،انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بات یہ نہیں بلکہ اللہ نے انہیں ہدایت عطا فرمادی،پھر انہوں نے عرض کیا کیا آپ مجھے ان کا امیر مقرر نہ فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور لیکن ایک مومن کے لئے امارت میں کوئی بھلائی نہیں ہے،یہ سن کر انہوں نے امارت کا خیال ترک کردیا۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خاطر تواضع کے لئے رئیس الخزرج سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کو مامور فرمایا

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لَنَا بِئْرًا إِذَا كَانَ الشِّتَاءُ كَفَانَا مَاؤُهَا، وَإِذَا كَانَ الصَّيْفُ قَلَّ عَلَيْنَا، فَتَفَرَّقْنَا عَلَى الْمِيَاهِ، وَالْإِسْلَامُ الْيَوْمَ فِينَا قَلِيلٌ، وَنَحْنُ نَخَافُ فَادْعُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنَا فِي بِئْرِنَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَاوِلْنِي سَبْعَ حَصَيَاتٍ،فَنَاوَلْتُهُ فَعَرَكَهُنَّ بِيَدِهِ، ثُمَّ دَفَعَهُنَّ إِلَيَّ وَقَالَ: إِذَا انْتَهَيْتَ، إِلَيْهَا فَأَلْقِ فِيهَا حَصَاةً حَصَاةً، وَسَمِّ اللهَ،قَالَ: فَفَعَلْتُ فَمَا أَدْرَكْنَا لَهَا قَعْرًا حَتَّى السَّاعَةِ

[1] البداية والنهاية۹۷/۵،السيرة النبوية لابن كثير۱۶۲/۴

زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ہاں صرف ایک ہی کنواں ہے، موسم سرما میں اس میں بہت پانی ہوتا ہے اور ہمیں کفایت کر جاتا ہے لیکن موسم گرما میں یہ خشک ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارا قبیلہ پانی کے لئے ادھر ادھر کی گھاٹیوں میں متفرق ہو جاتا ہے، ابھی ہم مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہے (ہمارا اس طرح پراگندہ ہونا) خطرے سے خالی نہیں لہذا اللہ عزوجل سے دعا فرمائیں کہ کنوئیں کا پانی ختم نہ ہوا کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سات کنکریاں اٹھالاؤ، چنانچہ میں کنکریاں اٹھالایا، آپ نے ان کو اپنے دست مبارک میں رکھ کر پھر واپس دے دیا، اور فرمایا ایک ایک کنکری اس کنوئیں میں گرادینا، اور ہر ایک کنکری پر اللہ، اللہ پڑھتے جانا، زیاد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا پھر اس کنوئیں میں اس قدر پانی ہو گیا کہ اس کی گہرائی کا پتہ ہی نہ چلتا تھا اور یہ پانی کبھی ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔[1]

ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ هُوَ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز فجر کی اذان دینے کا حکم فرمایا تو انہوں نے اذان دی پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنی چاہی تو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدائی نے اذان دی ہے اور جو اذان دے اسے ہی اقامت بھی کہنی چاہیے۔[2]

فَفَشَا فِيهِمُ الإِسْلامُ. فَوَافَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةُ رَجُلٍ مِنْهُمْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

پھر ان لوگوں نے اپنے قبیلہ میں جاکر وعظ و نصیحت کا کام شروع کر دیا جس کے نتیجے میں وہاں اسلام پھیل گیا، حجۃ الوداع کے موقع پر اس قبیلہ کے سو آدمیوں نے شرف باریابی حاصل کیا۔[3]

سریہ ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ (بنی مصطلق کی طرف)

نو ہجری

بعث رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ إِلَى صَدَقَاتِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَكَانُوا قَدْ أَسْلَمُوا وَبَنَوْا الْمَسَاجِدَ بِسَاحَاتِهِمْ،وكان بينه وبينهم عداوة فى الجاهلية،فَلَمَّا خَرَجَ إِلَيْهِمُ الْوَلِيدُ وَسَمِعُوا بِهِ قَدْ دَنَا مِنْهُمْ، خَرَجَ مِنْهُمْ عِشْرُونَ رَجُلًا يَتَلَقَّوْنَهُ بِالْجُزُرِ وَالنَّعَمِ فَرَحًا بِهِ، وَلَمْ يَرَوْا أَحَدًا يُصَدِّقُ بَعِيرًا قَطّ. وَلَا شَاةً،فَلَمَّا رَآهُمْ وَلَّى رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَمْ يَقْرَبْهُمْ، فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمَّا دَنَا مِنْهُمْ لَقُوهُ. مَعَهُمُ السِّلَاحُ يَحُولُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّدَقَةِ

---

[1] زادالمعاد۵۸۲/۳،عیون الآثر۳۲۰/۲،البدایۃ النہایۃ۹۸/۵،شرح الزرقانی علی المواھب۲۲۲/۵، امتاع الاسماع ۱۳۵/۵،سبل الھدی والرشادفی سیرۃ خیرالعباد۴۵۷/۹

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی۱۴۷/۴

[3] ابن سعد۲۴۷/۱، زادالمعاد۵۸۰/۳،عیون الآثر۳۱۸/۲،شرح الزرقانی علی المواھب۲۹/۴

رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ کو بنی مصطلق سے صدقات وصول کرنے کے لئے روانہ کیا یہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اور انہوں نے عبادت کے لئے مساجد بھی تعمیر کر لی تھیں، دور جاہلیت میں ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور بنو مصطلق کے درمیان عداوت تھی، جب بنو مصطلق نے زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لئے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر سنی تو ان کے بیس آدمی زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے کے لئے اونٹ اور بکریاں ساتھ لے کر ولید رضی اللہ عنہ کی آمد پر مسرت اور اللہ اور رسول کی تعظیم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے استقبال کو بستی سے باہر نکلے، ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی طرف ہتھیار لئے ہوئے آتا دیکھا تو ان کے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی کہ یہ لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ ہتھیار صرف زینت کے طور پر ساتھ لے کر نکلے تھے، چنانچہ ولید رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے اپنے پاس پہنچنے سے پہلے ہی واپس پلٹ کر مدینہ منورہ پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کہ بنو مصطلق مرتد ہو گئے ہیں اور وہ ہتھیار بند ہو کر ان کی طرف آ رہے تھے تاکہ انہیں زکوٰۃ وصول کرنے سے روک دیں،

فَهَمّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهِمْ مَنْ يَغْزُوهُمْ. وَبَلَغَ ذَلِكَ الْقَوْمَ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ الرَّكْبُ الَّذِينَ لَقُوا الْوَلِيدَ، فَأَخْبَرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، سَمِعْنَا بِرَسُولِكَ حِينَ بَعَثْتَهُ إِلَيْنَا، فَخَرَجْنَا إِلَيْهِ لِنُكْرِمَهُ، وَنُؤَدِّي إِلَيْهِ مَا قِبَلَنَا مِنَ الصَّدَقَةِ، فَانْشَمَرَ رَاجِعًا، فَبَلَغَنَا أَنَّهُ زَعَمَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّا خَرَجْنَا إِلَيْهِ لنقتله، وو الله مَا جِئْنَا لِذَلِكَ

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے کسی کو بنو مصطلق کی سرکوبی کے لئے روانہ کرنے کا قصد فرمایا جب یہ خبر بنو مصطلق کو معلوم ہوئی تو ان کا وہی بیس رکنی وفد جو ولید رضی اللہ عنہ کا استقبال کرنے نکلا تھا فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے سنا کہ آپ نے اپنا پیام بر ہماری طرف بھیجا ہے ہم اس کے اکرام وتکریم کے لیے بستی سے باہر کی طرف نکلے اور ہم نے انہیں پکار کر کہا کہ ہمارے صدقات لے کر جاؤ مگر وہ واپس چلا گیا اور آ کر یہ کہا کہ ہم اپنی بستی سے اس کو قتل کرنے کے لیے نکلے تھے اللہ کی قسم! ایسی بات ہرگز نہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ

اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو

فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝۶ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ

پھر اپنے لیے پریشانی اٹھاؤ، اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں اگر وہ تمہارا کہا کرتے رہے، بہت امور میں تو

فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ

تم مشکل میں پڑ جاؤ، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں

[1] مغازی واقدی ۹۸۰/۳

فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ

زینت دے رکھی ہے اور کفر کو اور گناہ کو اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنادیا ہے، یہی لوگ

هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۷ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۸ (الحجرات۶تا۸)

راہ یافتہ ہیں اللہ کے احسان وانعام سے اور اللہ دانااور باحکمت ہے۔ (۱)

فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو:

وَرُوِّينَا عَنْ مُجَاهِدٍ فِي نُزُولِ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنْ جاءَكُمْ فاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا فِي الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ آیت ’’اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو۔‘‘ ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (۲)

عَنْ مُجَاهِدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ مُصَدِّقًا

مجاہد کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو صدقات کی وصولی کے لیے بنی المصطلق کی طرف بھیجا تھا۔ (۳)

ولید بن عقبہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی تھے اور فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے یہ شاعر اور سخی مگر شراب نوش تھے،

قَالَ: صَلَّى الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ بِالنَّاسِ الْفَجْرَ أَرْبَعًا وَهُوَ سَكْرَانُ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِمْ ،فَقَالَ: أَزِيدُكُمْ؟!فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَشَغَبَ النَّاسُ وحصبوه،فعزله عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کوفہ والوں کو نشہ کی حالت میں نماز فجر میں چار رکعتیں پڑھادی تھیں،اور پھر کہا تھا کیا اور زیادہ پڑھاؤں، یہ بات سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پہنچائی گئی، جب لوگوں نے ان کی شراب نوشی پر ان کے خلاف گواہی دی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے انہیں کوڑے لگائے گئے،اور انہیں کوفہ سے معزول کر دیا گیا تھا۔ (۴)

گزشتہ آیت میں یہی مراد ہیں کیونکہ انہوں نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو مصطلق کے مرتد ہونے کی اطلاع دی تھی۔

الْحَارِثَ بْنَ أَبِي ضِرَارٍ الْخُزَاعِيِّ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَانِي إِلَى الْإِسْلَامِ، فَدَخَلْتُ فِيهِ، وَأَقْرَرْتُ بِهِ، فَدَعَانِي إِلَى الزَّكَاةِ، فَأَقْرَرْتُ بِهَا، وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرْجِعُ إِلَى قَوْمِي، فَأَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَدَاءِ الزَّكَاةِ، فَمَنْ اسْتَجَابَ لِي جَمَعْتُ زَكَاتَهُ، فَيُرْسِلُ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا لِإِبَّانِ كَذَا وَكَذَا لِيَأْتِيَكَ مَا جَمَعْتُ مِنَ الزَّكَاةِ، فَلَمَّا جَمَعَ الْحَارِثُ الزَّكَاةَ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لَهُ، وَبَلَغَ الْإِبَّانَ الَّذِي أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

(۱) مغازی واقدی ۹۸۰؍۳،ابن ہشام ۲۹۶؍۲،الروض الانف ۲۹؍۷

(۲) دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۹۸؍۶

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی ۴۰۴

(۴) دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۹۸؍۶،تاریخ خمیس ۱۳۰؍۲،البدئ والتاریخ ۲۰۱؍۵

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبْعَثَ إِلَيْهِ، احْتَبَسَ عَلَيْهِ الرَّسُولُ، فَلَمْ يَأْتِهِ، فَظَنَّ الْحَارِثُ أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ فِيهِ سَخْطَةٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ، فَدَعَا بِسَرَوَاتِ قَوْمِهِ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ وَقَّتَ لِي وَقْتًا يُرْسِلُ إِلَيَّ رَسُولَهُ لِيَقْبِضَ مَا كَانَ عِنْدِي مِنَ الزَّكَاةِ، وَلَيْسَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُلْفُ، وَلَا أَرَى حَبْسَ رَسُولِهِ إِلَّا مِنْ سَخْطَةٍ كَانَتْ، فَانْطَلِقُوا،

بنی المصطلق کے سردار حارث بن ضرار خزاعی رضی اللہ عنہ (ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد) فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعوت اسلام پیش کی جو میں نے قبول کر لی اور مسلمان ہو گیا، پھر آپ نے زکوٰۃ کی فرضیت سنائی میں نے اس کا بھی اقرار کر لیا، اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں واپس اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور انہیں دعوت اسلام پیش کرتا ہوں ان میں سے جو ایمان لائیں گے اور زکوٰۃ دیں گے میں ان سے زکوٰۃ لے کر جمع کر لوں گا آپ اتنے دنوں کے بعد میری طرف اپنا کوئی نمائندہ بھیج دیں تاکہ میں زکوٰۃ آپ کی خدمت میں بھجوا دوں چنانچہ حارث رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم میں واپس آ کر لوگوں کو دعوت اسلام دی جس پر قبیلہ بنی المصطلق مسلمان ہو گیا، حارث رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ سے زکوٰۃ وصول کر کے قاصد کا انتظار کرنے لگے جب مقررہ وقت گزر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی قاصد وہاں نہ پہنچا تو انہوں نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ یہ تو ناممکن ہے کہ اللہ کے رسول وعدے کے مطابق اپنا کوئی قاصد نہ بھیجیں مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں کسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ناراض نہ ہو گئے ہوں؟ اور اس بنا پر آپ نے اپنا کوئی قاصد مال زکوٰۃ کی وصولی کے لئے نہ بھیجا ہو اگر آپ لوگ متفق ہوں تو ہم خود ہی مدینہ منورہ جا کر یہ مال ان کی خدمت میں پیش کر دیں یہ تجویز طے ہو گئی اور یہ اپنا مال زکوٰۃ ساتھ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے،

فَنَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ إِلَى الْحَارِثِ لِيَقْبِضَ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِمَّا جَمَعَ مِنَ الزَّكَاةِ، فَلَمَّا أَنْ سَارَ الْوَلِيدُ حَتَّى بَلَغَ بَعْضَ الطَّرِيقِ، فَرِقَ، فَرَجَعَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْحَارِثَ مَنَعَنِي الزَّكَاةَ، وَأَرَادَ قَتْلِي، فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَعْثَ إِلَى الْحَارِثِ، فَأَقْبَلَ الْحَارِثُ بِأَصْحَابِهِ إِذْ اسْتَقْبَلَ الْبَعْثَ وَفَصَلَ مِنَ الْمَدِينَةِ، لَقِيَهُمُ الْحَارِثُ، فَقَالُوا: هَذَا الْحَارِثُ، فَلَمَّا غَشِيَهُمْ، قَالَ لَهُمْ: إِلَى مَنْ بُعِثْتُمْ؟ قَالُوا: إِلَيْكَ، قَالَ: وَلِمَ؟ قَالُوا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَعَثَ إِلَيْكَ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ، فَزَعَمَ أَنَّكَ مَنَعْتَهُ الزَّكَاةَ، وَأَرَدْتَ قَتْلَهُ قَالَ: لَا، وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ، مَا رَأَيْتُهُ بَتَّةً، وَلَا أَتَانِي

ادھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو اپنا قاصد بنا کر حارث رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر چکے تھے لیکن یہ ڈر کے مارے راستے سے ہی واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ آئے اور آ کر کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! حارث رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ روک لی ہے اور وہ میرے قتل کے بھی درپے ہو گیا، اس رپورٹ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور کچھ آدمی حارث رضی اللہ عنہ کی گوشمالی کے لئے روانہ فرمائے، مدینہ منورہ کے قریب راستے ہی میں اس مختصر دستہ نے حارث رضی اللہ عنہ کو پا کر گھیر لیا حارث رضی اللہ عنہ نے پوچھا آخر بات کیا ہے؟ تم

کہاں اور کس کی طرف جا رہے ہو؟ دستہ کے امیر نے کہا ہم تیری طرف بھیجے گئے ہیں، حارث رضی اللہ عنہ نے پوچھا مگر تمہیں میری طرف کیوں بھیجا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قاصد ولید کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور انہیں قتل کرنے کے درپے ہوا ،حارث رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم جس نے محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و رسول بنا کر بھیجا ہے ولید تو نہ میرے پاس آیا اور نہ میں نے اسے دیکھا بلکہ میں تو مال زکوٰۃ لے کر خود رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں،

فَلَمَّا دَخَلَ الْحَارِثُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنَعْتَ الزَّكَاةَ، وَأَرَدْتَ قَتْلَ رَسُولِي؟ قَالَ: لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُهُ، وَلَا أَتَانِي، وَمَا أَقْبَلْتُ إِلَّا حِينَ احْتَبَسَ عَلَيَّ رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَشِيتُ أَنْ تَكُونَ كَانَتْ سَخْطَةً مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَسُولِهِ. قَالَ: فَنَزَلَتِ الْحُجُرَاتُ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ}--، [1] إِلَى هَذَا الْمَكَانِ: {فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ، [2]

جب حارث رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دریافت کیا تو نے زکوٰۃ بھی روک لی اور میرے قاصد کو قتل بھی کرنا چاہا، حارث رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہرگز نہیں اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اللہ کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے میں تو آپ کے قاصد کا انتظار ہی کرتا رہا، جب میرے پاس کوئی قاصد نہ آیا تو اس ڈر کے مارے کہ کہیں اللہ اور اس کا رسول مجھ سے ناراض نہ ہو گئے ہوں اور اسی وجہ سے قاصد نہ بھیجا ہو میں خود حاضر خدمت ہو رہا تھا کہ راستے میں آپ کے دستے سے ملاقات ہوگئی، تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو، خوب جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیا کرے تو تم خود ہی مشکلات میں مبتلا ہو جاؤ مگر اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے لیے دل پسند بنا دیا اور کفر و فسق اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل و احسان سے راست رو ہیں اور اللہ علیم و حکیم ہے۔“ نازل فرمائی۔ [3]

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ : قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ يَصْدُقُ أَمْوَالَهُمْ، فَلَمَّا سَمِعُوا بِهِ أَقْبَلَ رَكْبٌ مِنْهُمْ فَقَالُوا: نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْمِلُهُ، فَلَمَّا سَمِعَ بِذَلِكَ ظَنَّ أَنَّهُمْ سَارُوا إِلَيْهِ لِيَقْتُلُوهُ فَرَجَعَ فَقَالَ: إِنَّ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مَنَعُوا صَدَقَاتِهِمْ يَا رَسُولَ اللهِ، وَأَقْبَلَ الْقَوْمُ حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ ثُمَّ صَفُّوا وَرَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ انْصَرَفُوا، فَقَالُوا: إِنَّا نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ، سَمِعْنَا يَا رَسُولَ اللهِ بِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ يَصْدُقُ أَمْوَالَنَا فَسُرِرْنَا بِذَلِكَ وَقَرَّتْ بِهِ أَعْيُنُنَا، وَأَرَدْنَا

---

[1] الحجرات: 6

[2] الحجرات: 8

[3] مسند احمد ۱۸۴۵۹

أَنْ نَلْقَاهُ وَنَسِيرُ مَعَ رَسُولِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْنَا أَنَّهُ رَجَعَ فَخَشِينَا أَنْ يَكُونَ رَدَّهُ غَضَبٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ، فَلَمْ يَزَالُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قاصد زکوۃ کی وصولی کے لیے بھیجا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد حارث رضی اللہ عنہ کی بستی کے پاس پہنچا تو یہ لوگ خوش ہو کر اس کے استقبال کے لئے خاص طور پر تیاری کر کے نکلے، ان کو اپنی طرف آتا دیکھ کر قاصد کے دل میں یہ شیطانی خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ مجھ سے لڑنے کے لئے آ رہے ہیں، چنانچہ وہ وہیں سے واپس لوٹ گئے، جب یہ دیکھا کہ قاصد واپس چلا گیا ہے تو خود ہی حاضر ہو کر ظہر کی نماز کے بعد صف بستہ کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اپنا قاصد بھیجا، ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور ہم بے حد خوش ہوئے، لیکن اللہ جانے کیا ہوا کہ وہ ہم سے ملے بغیر راستے سے ہی واپس لوٹ گیا تو اس خوف سے کہ کہیں اللہ ہم سے ناراض نہ ہو گیا ہو ہم خود حاضر خدمت ہوئے ہیں وہ اسی طرح عذر معذرت کرتے رہے چنانچہ عصر کے وقت جب بلال رضی اللہ عنہ نے آذان دی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ [1]

ایک روایت میں ہے حارث رضی اللہ عنہ کے متعلق ولید کی اس خبر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مختصر دستہ بھیجنے کا ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ ان کا وفد حاضر خدمت ہو گیا، اور انہوں نے کہا کہ آپ کا قاصد آدھے راستے سے ہی واپس لوٹ گیا، ہم نے خیال کہ کہ آپ نے کسی ناراضگی کی بنا پر انہیں واپس لوٹ آنے کا حکم فرمایا ہو گا، اس لئے ہم خود حاضر خدمت ہو گئے کہ ہم اللہ کے غصے اور آپ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ چاہیں، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور حارث رضی اللہ عنہ کا عذر سچا فرمایا۔

بعث عليه الصلاة والسلام الوليد بن عقبة بن أبي معيط لأخذ صدقات بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فلمّا علموا بقدومه خرج منهم عشرون رجلا متقلدين سلاحهم احتفالا بقدومه، ومعهم إبل الصدقة، فلمّا نظرهم ظنّهم يريدون حربه لما كان بينه وبينهم من العداوة في الجاهلية، فرجع مسرعا إلى المدينة، وأخبر الرَّسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنّ القوم ارتدوا ومنعوا الزكاة

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن ابی معیط کو بنی مصطلق سے زکوٰۃ کی وصولی کے لیے بھیجا جب بنو مصطلق نے زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لئے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر سنی تو ان کے بیس آدمی زکوٰۃ کے اونٹ لے کر ولید رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لیے بستی سے باہر نکلے، ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی طرف ہتھیار لئے ہوئے آتا دیکھا تو ان کے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی کہ یہ لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ولید اور ان کے درمیان زمانہ جاہلیت میں عداوت تھی، چنانچہ ولید رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے اپنے پاس پہنچنے سے پہلے ہی واپس پلٹ کر مدینہ منورہ پہنچ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ بنو مصطلق مرتد ہو گئے ہیں اور وہ ہتھیار بند ہو کر ان کی طرف آ رہے تھے تاکہ انہیں زکوٰۃ وصول کرنے سے روک دیں۔ [2]

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۹۶۰

[2] نور اليقين في سيرة سيد المرسلين ۱/۲۱۴

وبعث خالد بن الوليد فی عسکر خفیة وأمره أن یخفی علیهم قدومه وقال له انظر فان رأیت منهم ما یدل علی ایمانهم فخذ منهم زکاة أموالهم وان لم تر ذلك فاستعمل فیهم ما تستعمل فی الکفار، فأتاهم خالد فسمع منهم أذان صلاتی المغرب والعشاء فأخذ صدقاتهم ولم یر منهم الا الطاعة والخیر وانصرف خالد الی رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فأخبره الخبر ،فأنزل الله تعالی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی زیر امارت ایک فوجی دستہ روانہ کر دیا لیکن انہیں ہدایت فرمادی کہ کوئی کاروائی کرنے سے پہلے اچھی طرح تحقیق و تفقیش کر لینا اگر انہیں اسلام پر پاؤ توان سے زکوۃ وصول کر لینا اگر ایسا نہ ہو توان کے ساتھ وہی سلوک کرنا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے،اس ہدایت کے مطابق خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر خود مغرب اور عشاء کی آذان سنی چنانچہ انہوں نے ان سے زکوۃ وصول کی اور ان میں اطاعت اور خیر کے سوا کچھ نہ پایا پھر خالد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ گئے اور وہاں پہنچ کر صحیح صورت حال سے باخبر کیا،اس پر یہ آیت ’’ اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اگر فاسق اور مفسد قسم کے لوگوں کی طرف سے تمہارے پاس کوئی خبر آئے تو پہلے اس کی خوب تحقیق و تفقیش کر لیا کرو تا کہ اصل واقعہ صاف طور پر معلوم ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانستگی میں کسی گروہ کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔‘‘ نازل ہوئی۔ [1]

ولید بن عقبہ کی دی ہوئی اطلاع پر رسول اللہ ﷺ ان کے خلاف فوجی اقدام کرنے میں متامل تھے مگر بعض لوگوں نے اصرار کیا کہ ان پر فوراً چڑھائی کر دینی چاہیے،اس پر ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی کہ تم اس بات کو بھول نہ جاؤ کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں جو تمہاری مصلحتوں کو تم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں، جیسے فرمایا

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ... ۝۶ [2]

ترجمہ: بلاشبہ نبی مومنین پر خود ان کے نفس سے زیادہ شفقت کرنے والا ہے۔

اس لئے ان کی تعظیم اور اطاعت کرو اور ان کے پیچھے چلو ان کو اپنے پیچھے چلانے کی کوشش نہ کرو اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیا کرے تو بکثرت مواقع پر ایسی غلطیاں ہوں گی جن کا خمیازہ خود تم کو بھگتنا پڑے گا، جیسے فرمایا

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۗءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ... ۝۷۱ [3]

ترجمہ: اور اگر حق ان کی خواہشوں کے مطابق ہوتا تو آسمان اور زمین میں اور جو کچھ ان میں ہے درہم برہم ہو گیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کی گواہی دی کہ اللہ نے تم کو ایمان کی محبّت دی اور اس کو تمہارے لیے دل پسند بنادیا اور کُفر وفسق

---

[1] تاریخ الخمیس في أحوال أنفس النفیس ۱۱۹؍۲

[2] الاحزاب ۶

[3] المومنون ۷۱

اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا، اس میں ان کی اپنی قوت واختیار کو کوئی دخل نہیں بلکہ یہ اللہ کے فضل واحسان سے راست رو ہیں، اس کے برعکس وہ لوگ ہیں جن کے لئے کفر، فسق اور عصیان کو پسندیدہ اور ایمان کو ناپسندیدہ بنادیا گیا ہے اور ان کی کج روی پر اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی، جیسے فرمایا

... فَلَمَّا زَاغُوٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ [1]

ترجمہ: جب ان لوگوں نے کج روی کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیے اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ جانتا ہے کہ کون اس کی نعمت کی قدر کرتا ہے، پس وہ اسے اس نعمت کی توفیق بخش دیتا ہے اور اس شخص کو بھی جانتا ہے جو اس نعمت کی قدر نہیں کرتا، اور یہ عظیم نعمت اس کے لائق نہیں، پس وہ اپنے فضل وکرم کو اس مقام پر رکھتا ہے جہاں اس کی حکمت تقاضا کرتی ہے، غزوہ احد کے دن جب مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا درستگی کے ساتھ ٹھیک ٹھاک ہو جاؤ، تو میں اپنے رب عزوجل کی ثنابیان کروں، پس لوگ آپ ﷺ کے پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے، اور آپ نے یہ دعا پڑھی اللهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اللهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ،وَلَا هَادِيَ لِمَا أَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اللهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ،اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ الَّذِي لَا يَحُولُ وَلَا يَزُولُ، اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْأَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ، اللهُمَّ إِنِّي عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَ، اللهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا، وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ، وَالْفُسُوقَ، وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ، اللهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ، وَأَحْيِنَا مُسْلِمِينَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِينَ،اللهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَهَ الْحَقِّ

اے اللہ! تمام تر تعریف تیرے لئے ہی ہے، تو جسے کشادگی دے اسے کوئی تنگ نہیں کرسکتا اور جس پر تو تنگی کرے اسے کوئی کشادہ نہیں کرسکتا، تو جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جسے تو ہدایت بخش دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، جس سے تو روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور جسے تو دے اس کوئی باز نہیں رکھ سکتا، جسے تو دور کر دے اسے قریب کرنے والا کوئی نہیں اور جسے تو قریب کر لے اسے دور ڈالنے والا کوئی نہیں، اے اللہ! ہم پر اپنی برکتیں، رحمتیں اور رزق کشادہ فرمادے، اے اللہ! میں تجھ سے وہ ہمیشگی کی نعمتیں چاہتا ہوں جو نہ ادھر ادھر ہوں نہ زائل ہوں، اے میرے رب! فقیری اور احتیاج والے دن مجھے اپنی نعمتیں عطا فرمانا اور خوف والے دن مجھے امن عطا فرمانا، پروردگار! جو تو نے مجھے عطا فرما رکھا ہے اور جو نہیں دیا ہے اب سب کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے میرے معبود! ہمارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دے اور اسے ہماری نظروں میں زینت دار بنادے اور کفر، بدکاری اور نافرمانی سے ہمارے دل میں دوری اور عداوت پیدا فرمادے اور ہمیں راہ یافتہ لوگوں میں شامل کر دے، اے ہمارے رب! ہمیں اسلام کی حالت میں فوت

[1] الصف ۵

کر اور اسلام پر ہی زندہ رکھ اور نیکو کار لوگوں سے ملادے، ہم رسوانہ ہوں، ہم فتنے میں نہ ڈالے جائیں، پروردگار! ان کافروں کا ستیاناس کر جو تیرے رسولوں کو جھٹلائیں اور تیری راہ سے روکیں تو ان پر اپنی سزا اور اپنا عذاب نازل فرما، الٰہی! اہل کتاب کے کافروں کو بھی تباہ کر اے سچے معبود۔ (۱)

عام الوفود

نو ہجری

وفد بنی تمیم:

بنو تمیم مشہور عدنانی قبیلہ تھا، ظہور اسلام کے وقت بنو تمیم نجد کے شمال میں وادی الرمہ کے قریب بریدہ کے شمال میں آباد تھے، یہ قبیلہ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں بڑے اہم قبائل میں شمار کیا گیا ہے،

فَقَدِمَ عَلَيْهِ عُطَارِدُ بْنُ حَاجِبِ بْنِ زُرَارَةَ التَّمِيمِيُّ فِي أَشْرَافٍ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ مِنْهُمْ: الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ، وَالزِّبْرِقَانُ بْنُ بَدْرٍ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَهْتَمِ، وَالْحَبْحَابُ بْنُ يَزِيدَ، وَنُعَيْمُ بْنُ زَيْدٍ، وَقَيْسُ بْنُ الْحَارِثِ، وَقَيْسُ بْنُ عَاصِمٍ فِي وَفْدٍ عَظِيمٍ مِنْ تَمِيمٍ، فِيهِمْ: عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ

نو ہجری میں بنی تمیم کے ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) آدمیوں پر مشتمل ایک وفد جن میں عطارد بن حاجب، زبرقان بن بدر، قیس بن عاصم، اقرع بن حابس، قیس بن حارث، نعیم بن زید، عمرو بن اہتم اور حبحاب بن یزید وغیرہ شامل تھے بڑی شان وشوکت اور جاہلی ٹھاٹھ کے ساتھ مدینہ آئے، اس وفد میں قبیلے کے بڑے بڑے روساء، شعلہ بیان خطیب اور سحر البیان شاعر میں سرفہرست عیینہ بن حصن فزاری بھی شامل تھے،

لما رآهم النساء والذراري، وبكوا، فعجلوا ،فَلَمَّا دَخَلَ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ الْمَسْجِدَ نَادَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرَاءِ حُجُرَاتِهِ: أَنْ اُخْرُجْ إِلَيْنَا يَا مُحَمَّدُ فَآذَى ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صِيَاحِهِمْ ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ الأَقْرَعُ: يَا مُحَمَّدُ ائذن لي فو الله إِنَّ حَمْدِي لَزَيْنٌ وَإِنَّ ذَمِّي لَشَيْنٌ،فَقَالَ له رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَذَبْتَ ذَلِكَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى،فقالوا: إنا جئناك يا محمد نفاخرك

عورتیں اور بچے اپنے سرداروں کو دیکھ کر رونے لگے، زمانہ جاہلیت میں عربوں میں مفاخرت اور مقابلت کا جذبہ بہت شدید تھا اور وہ لوگ ہر وصف میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا کرتے تھے (اسلام نے مفاخرہ کو مذموم قرار دیا اور فضیلت کی بنیاد تقویٰ کو ٹھہرایا)، بنو تمیم کے دماغوں میں خاندانی فخر وغرور کا نشہ سمایا ہوا تھا، ان لوگوں نے جلدی کی اور مسجد نبوی میں گھس پڑے، رسول اللہ ﷺ اس وقت حجرے کے اندر تھے، ان لوگوں کی بیباکی اور اکھڑ پن کی یہ کیفیت تھی کہ انہوں نے نہ تو آپ ﷺ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کیا، اور نہ اس بات کا لحاظ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کس درجہ کی شخصیت ہیں، بلکہ نبی کریم ﷺ کے حجرے پر جاکر اونچی آواز سے پکارنے لگے اے محمد

(۱) مسند أحمد ۱۵۴۹۲

(ﷺ)! باہر آؤ تا کہ ہم آپ سے مفاخرت ومشاعرت میں مقابلہ کریں گے، رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کا اکھڑ پن ناگوار تو گزرا لیکن آپ ﷺ حجرے سے باہر تشریف لائے، آپ ﷺ چاہتے تو ان لوگوں کو سخت سزا دے سکتے تھے لیکن آپ ﷺ کی شان عفو وکرم دیکھیے کہ ان سے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات فرمائی، وفد کے ایک رئیس اقرع بن حابس نے رسول اکرم ﷺ سے کہا اے محمد (ﷺ)! میں وہ ہوں کہ اللہ کی قسم میری مدح انسان کی عزت کو بڑھادیتی ہے اور میری ہجو انسان کو داغ لگادیتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بات سچ نہیں ہے کسی کو عزت بخش دینا یا ذلیل کر دینا یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کام ہے، انہوں نے کہا ہم سب سے زیادہ معزز ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تم سے زیادہ معزز یوسف علیہ السلام بن یعقوب تھے، اقرع نے کہا اے محمد! ہم آپ سے مفاخرت کرنا چاہتے ہیں، یہ بڑی نامعقول بات تھی، آپ ﷺ نے فرمایا میں فخاری اور شعر بازی کے لئے مبعوث نہیں ہوا لیکن اگر تم اسی کے لئے آئے ہو تو ٹھیک ہے تم اپنا کمال دکھاؤ ہم جواب دیں گے، آپ تھوڑی دیر ان کے پاس ٹھہر کر مسجد میں تشریف لے گئے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُنَادُوۡنَكَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ۝۴ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ

جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر (بالکل) بے عقل ہیں، اگر یہ لوگ یہاں تک

صَبَرُوۡا حَتّٰى تَخۡرُجَ اِلَيۡهِمۡ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ‏ ۝۵ (الحجرات ۵،۴)

صبر کرتے کہ آپ خود سے نکل کر ان کے پاس آجاتے تو یہی ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ غفور و رحیم ہے۔

فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقَامَ بلال الصَّلَاةَ وَتَعَلَّقُوا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُونَهُ، فَوَقَفَ مَعَهُمْ ثُمَّ مَضَى فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ جَلَسَ فِي صَحْنِ الْمَسْجِدِ ،قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ ائْذَنْ لِشَاعِرِنَا،فَأَذِنَ لَهُ

جب بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز کے لئے اقامت کہی تو آپ ﷺ نماز کے لئے چلے گئے، ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد کی صحن میں تشریف فرما ہوئے، بنو تمیم کے وفد نے کہا اے محمد (ﷺ) ہمارے شاعر اور خطیب کو کچھ کہنے کی اجازت فرمائیں، آپ ﷺ نے اجازت فرمادی، چنانچہ بنو تمیم کے شعلہ بیاں خطیب عطارد بن حاجب جو ایک دفعہ نوشیرواں کے دربار میں اپنی خطابت کے جوہر دکھا کر کمخواب کا خلعت حاصل کر چکے تھے اجازت پاکر کھڑے ہوئے اور مفاخرہ کا آغاز اپنی اس تقریر سے کیا۔

الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي جَعَلَنَا مُلُوكًا، الَّذِي لَهُ الْفَضْلُ عَلَيْنَا، وَالَّذِي وَهَبَ لَنَا أَمْوَالًا عِظَامًا، نَفْعَلُ بِهَا الْمَعْرُوفَ، وَجَعَلَنَا أَعَزَّ أَهْلِ الْمَشْرِقِ، وَأَكْثَرَهُ عَدَدًا وَأَيْسَرَهُ عُدَّةً، فَمَنْ مِثْلُنَا فِي النَّاسِ؟ أَلَسْنَا رُءُوسَ النَّاسِ وَأُولِي فَضْلِهِمْ؟ فَمَنْ فَاخَرَنَا فَلْيَعُدَّ مِثْلَ مَا عَدَدْنَا، فَلَوْ شِئْنَا لَأَكْثَرْنَا مِنَ الْكَلَامِ، وَلكِنَّا نَسْتَحِي مِنَ الْإِكْثَارِ لِمَا أَعْطَانَا، أَقُولُ هَذَا لِأَنْ تَأْتُوا بِمِثْلِ قَوْلِنَا وَأَمْرٍ أَفْضَلَ مِنْ أَمْرِنَا، ثُمَّ جَلَسَ

اس ذات پاک کی حمد ہے جس نے ہمیں فضیلت دی اور سردار بنایا، اور مال و دولت دی، جسے ہم فیاضی سے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں

خرچ کرتے ہیں، اور ہمیں اہل مشرق میں سب سے زیادہ عزت والا، کثرت والا اور قوت وشان وشوکت والا بنایا، پس لوگوں میں ہمارا مثل ونظیر نہیں، کیا ہمارے سرداران کے سرداروں سے بالاتر نہیں جو ہم سے فخر میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ جس طرح ہم نے اپنے مفاخر اور مناقب بیان کیے ہیں وہ بھی اپنے مفاخر ومناقب شمار کرے، اگر ہم چاہیں تو اپنے مفاخر ومناقب کے بارے میں لمبی گفتگو کر سکتے ہیں لیکن ہمیں اپنی بڑائی اپنے منہ سے بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے اس لئے میں نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی اس کے مثل یا اس سے بہتر لا سکتا ہے تو سامنے بیان کرے پھر بیٹھ گیا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ: قُمْ فَأَجِبْ خَطِيبَهُمْ! فَقَامَ ثَابِتٌ- وَمَا كَانَ دَرَى مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ، وَمَا هَيَّأَ قَبْلَ ذٰلِكَ مَا يَقُولُ

جب بنو تمیم کا خطیب اپنی تقریر سے فارغ ہوا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس کو جواب دینے کا حکم فرمایا، وہ کھڑے ہوئے اور بغیر کسی استعداد و تیاری کے یوں فرمایا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ خَلْقُهُ، قَضَى فِيهِنَّ أَمْرَهُ، وَوَسِعَ كُرْسِيُّهُ عِلْمَهُ، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَطُّ إِلَّا مِنْ فَضْلِهِ، ثُمَّ كَانَ مِنْ فَضْلِهِ أَنْ جَعَلَنَا مُلُوكًا، وَاصْطَفَى مِنْ خَيْرِ خَلْقِهِ رَسُولًا أَكْرَمَهُ نَسَبًا، وَأَصْدَقَهُ حَدِيثًا، وَأَفْضَلَهُ حَسَبًا، فَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَائْتَمَنَهُ عَلَى خَلْقِهِ، فَكَانَ خِيرَةَ اللهِ مِنَ الْعَالَمِينَ، ثُمَّ دَعَا النَّاسَ إِلَى الْإِيمَانِ بِاللهِ فَآمَنَ بِهِ الْمُهَاجِرُونَ مِنْ قَوْمِهِ، وَذَوِي رَحِمِهِ أَكْرَمُ النَّاسِ أَحْسَابًا وَأَحْسَنُهُمْ وُجُوهًا، وَخَيْرُ النَّاسِ فِعْلًا، ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ الْخَلْقِ إِجَابَةً وَاسْتَجَابَ اللهُ حِينَ دَعَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ، فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ وَوُزَرَاءُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نُقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يُؤْمِنُوا، فَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ مَنَعَ مَالَهُ وَدَمَهُ، وَمَنْ نَكَثَ جَاهَدْنَاهُ فِي اللهِ أَبَدًا، وَكَانَ قَتْلُهُ عَلَيْنَا يَسِيرًا. أَقُولُ هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

اس ذات کی حمد وثنا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو تخلیق فرمایا، اس میں اپنا حکم جاری کیا، اپنی کرسی اور علم کو وسعت دی، وہ قادر مطلق ہے، جو کچھ ہوتا ہے اسی کی قدرت سے ہوتا ہے، اس کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی مخلوق میں سے ہمارے لئے ایک پیغمبر مبعوث کیا جو سب سے زیادہ شریف النفس ہے، جو تمام مخلوق میں حسب ونسب میں سب سے بڑھ کر ہے، اللہ نے ان پر ایک کتاب نازل فرمائی اور ان کو تمام مخلوق پر امین بنایا، وہ تمام جہانوں میں سب سے زیادہ اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں، اس کے رسول نے تمام لوگوں کو دعوت اسلام پیش کی، پس سب سے پہلے اس رسول پر مہاجرین ایمان لائے جو حسب ونسب میں افضل ہیں، ان کے چہرے سب سے زیادہ روشن ہیں، یہ افعال واعمال کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں، مہاجرین کے بعد ہم انصار نے اسلام قبول کیا اس لئے دوسرے لوگوں سے مقدم ہیں، ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وزیر ہیں، ہم لوگ اس وقت تک جہاد وقتال کرتے ہیں جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں لیکن جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اس نے اپنی جان ومال کو محفوظ کر لیا اور جس نے کفر کیا اس سے ہم جہاد فی سبیل اللہ کریں گے اور اس

کا قتل ہم پر آسان ہے، مجھے یہی کچھ کہنا تھا اور میں اللہ سے تمام مومن مرد وعورت کے لئے مغفرت کے لئے دعا کرتا ہوں، والسلام۔ [1]

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِشَاعِرِنَا، فَأَذِنَ لَهُ، فَأَقَامُوا الزِّبْرِقَانَ بْنَ بَدْرٍ فَقَالَ:

تقریریں ہو چکیں تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ہمارے شاعروں کو بولنے کی اجازت فرمائی، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اجازت فرمادی، بنو تمیم کی طرف سے ان کے سحر البیان شاعر زبرقان بن بدر کھڑا ہوا اور اس نے اپنی قوم کے مناقب میں یہ اشعار کہے۔

نَحْنُ الْكِرَامُ فَلَا حَيٌّ يُعَادِلُنَا — مِنَّا الْمُلُوكُ وَفِينَا تُنْصَبُ الْبِيَعُ

ہم معزز لوگ ہیں، کوئی خاندان ہمارا ہمسر نہیں — ہم میں بادشاہ بھی ہوئے ہیں اور ہمارے علاقوں میں عبادت گاہیں بھی بنائی گئی ہیں

وَكَمْ قَسَرْنَا مِنَ الْأَحْيَاءِ كُلِّهِمُ — عِنْدَ النِّهَابِ وَفَضْلُ الْعِزِّ يُتَّبَعُ

جنگ کے وقت ہم نے کتنے ہی قبائل کی قوت وشوکت کو کچل دیا — اور عز و شرف ہی کی اتباع کی ہے

وَنَحْنُ يُطْعِمُ عِنْدَ الْقَحْطِ مُطْعِمُنَا — مِنَ الشِّوَاءِ إِذَا لَمْ يُؤْنَسِ الْقَزَعُ

جب بادل بارش نہ برسائیں اور قحط سالی ہو — تو ہمارے لوگ ہی دوسروں کو بھنے ہوئے گوشت سے تواضع کرتے ہیں۔

بِمَا تَرَى النَّاسَ تَأْتِينَا سُرَاتُهُمْ — مِنْ كُلِّ أَرْضٍ هُوِيًّا ثُمَّ نَصْطَنِعُ

آپ دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے سردار ہمارے پاس — ہر علاقے سے دوڑ کر آتے ہیں، پھر ہم ان سے بہترین سلوک کرتے ہیں

فَنَنْحَرُ الْكَوْمَ عُبْطًا فِي أَرُومَتِنَا — لِلنَّازِلِينَ إِذَا مَا أُنْزِلُوا شَبِعُوا

چنانچہ آنے والے مہمانوں کے لئے ہم اپنی اصلیت کی بنا پر — موٹے تازے اونٹوں کا گلہ ذبح کر دیتے ہیں، اور آنے والے شکم سیر ہو جاتے ہیں

فَلَا تَرَانَا إِلَى حَيٍّ نُفَاخِرُهُمْ — إِلَّا اسْتَفَادُوا فَكَانُوا الرَّأْسَ يُقْتَطَعُ

تو ہمیں جس قبیلے کے لوگوں کے ساتھ بھی فخر کرتا دیکھے گا — وہ سر کٹے ذلیل ہو کر رہ جائیں گے

فَمَنْ يُفَاخِرُنَا فِي ذَاكَ نَعْرِفُهُ — فَيَرْجِعُ الْقَوْمُ وَالْأَخْبَارُ تُسْتَمَعُ

جو شخص اس معاملہ میں ہم سے فخر کرتا ہے، ہم اسے خوب جانتے ہیں کیونکہ لوگ واپس جاتے ہیں اور خبریں سننے میں آجاتی ہیں

إِنَّا أَبَيْنَا وَلَا يَأْبَى لَنَا أَحَدٌ — إِنَّا كَذَلِكَ عِنْدَ الْفَخْرِ نَرْتَفِعُ

ہم دوسروں کی باتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، جبکہ ہماری بات کا کوئی انکار نہیں کرتا فخر کے وقت ہم اسی طرح رفیع المرتبت ثابت ہوتے ہیں۔

---

[1] دلائل النبوة للبيهقي ۵/۳۱۳،مغازی واقدی ۳/۹۷۶

زبرقان بن بدر کے زور بیان اور فصاحت و بلاغت میں کوئی کلام نہ تھا

وَلَمَّا دَارَ بَيْنَ عَمْرٍو وَزِبْرِقَانَ، قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَئِذٍ: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

زبرقان کے اشعار سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض بعض تقریروں میں جادو ہوتا ہے۔ (۱)

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اقلیم سخن کے بادشاہ تھے، زمانہ جاہلیت میں شاہان غسان کے درباروں میں اپنے حسن کلام اور طلاقت لسانی کا لوہا منوا چکے تھے، قبول اسلام کے بعد ان کی شاعری کے جوہر اور بھی چمک گئے تھے کیونکہ انہوں نے محض رضائے الٰہی کو اپنا مقصود بنالیا تھا اور اپنی شاعری کو مدحت رسول کے لئے وقف کر دیا تھا۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَكَانَ حَسَّانُ غَائِبًا، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسَّانُ: جَاءَنِي رَسُولُهُ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ إِنَّمَا دَعَانِي لِأُجِيبَ شَاعِرَ بَنِي تَمِيمٍ، فَخَرَجْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَقُولُ:

ابن اسحاق لکھتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اس موقع پر وہاں موجود نہیں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پیغام بھیجا، فرماتے ہیں میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا اور اس نے آکر مجھے یہ پیغام دیا کہ مجھے بنو تمیم کے شاعر کا جواب دینے کے لئے طلب فرمایا ہے، چنانچہ میں یہ شعر پڑھتا ہوا آپ کی طرف روانہ ہوا۔

مَنَعْنَا رَسُولَ اللهِ إِذْ حَلَّ وَسْطَنَا — عَلَى أَنْفِ رَاضٍ مِنْ مَعَدٍّ وَرَاغِمِ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف لائے — تو بنو معد کے علی الرغم ہم نے آپ کی حفاظت و حمایت کی ہے

مَنَعْنَاهُ لَمَا حَلَّ بَيْنَ بُيُوتِنَا — بِأَسْيَافِنَا مِنْ كُلِّ بَاغٍ وَظَالِمِ

جب آپ نے ہمارے گھروں کے درمیان پڑاؤ ڈالا — تو ہم نے اپنی تلواروں کے ساتھ ہر باغی و ظالم سے آپ کا دفاع کیا

هَلِ الْمَجْدُ إِلَّا السُّؤْدَدُ الْعَوْدُ وَالنَّدَى — وَجَاهُ الْمُلُوكِ وَاحْتِمَالُ الْعَظَائِمِ

مجد و شرف صرف، وراثت میں منتقل ہونے والی قدیم سرداری سخاوت و فیاضی، بادشاہوں کے دبدبے اور بڑی بڑی ذمہ داریاں اٹھانے میں ہے

وَنَحْنُ ضَرَبْنَا النَّاسَ حَتَّى تَتَابَعُوا — عَلَى دِينِهِ بِالْمُرْهَفَاتِ الصَّوَارِمِ

ہم نے قاطع تلواروں کے ساتھ لوگوں کو مارا — حتی کہ وہ پے در پے آپ کے دین کی اتباع کرنے لگے

بعض نے ان کے یہ اشعار مزید درج کیے ہیں۔

بَنِي دَارِمٍ لَا تَفْخَرُوا إِنَّ فَخْرَكُمْ — يَعُودُ وَبَالًا عِنْدَ ذِكْرِ الْمَكَارِمِ

بنی دارم کے لوگو! فخر نہ کرو اگر فخر کرو گے تو — جب مکارم اخلاق کا تذکرہ شروع ہوگا تو یہ وبال بن کر لوٹے گا

---

(۱) عیون الاثر ۲/۲۵۵، اسد الغابة ۲/۳۰۳، فتح الباری ۹/۲۰۲

فَإِنْ كُنْتُمْ جِئْتُمْ لِحَقْنِ دِمَائِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ أَنْ تُقْسَمُوا فِي الْمَقَاسِمِ

اور اگر تم ہمارے پاس اپنے خون کی حفاظت کی غرض سے آئے ہو تو اپنی جانوں اور مالوں کو بطور غنیمت تقسیم ہونے سے بچا سکو

فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ نِدًّا وَأَسْلِمُوا وَلَا تَلْبَسُوا زِيًّا كَزِيِّ الْأَعَاجِمِ

تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور مسلمان ہو جاؤ نیز عجمیوں کا سا لباس نہ پہنو

جب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے زبرقان ہی کے بحر اور قافیہ میں فی البدیہہ ایسے فصیح و بلیغ اشعار سنائے تو بنی تمیم انگشت بدنداں ہو گئے لیکن وہ آسانی سے ہار ماننے والے نہ تھے، زبرقان یا بنو تمیم کے ایک اور شاعر عطارد نے کھڑے ہو کر چند اشعار اپنی فضیلت میں پڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان اشعار کا جواب دیں، چنانچہ تعمیل ارشاد میں کھڑے ہو کر ان اشعار کا بھی برجستہ جواب دیا۔

إِنَّ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرٍ وَإِخْوَتِهِمْ قَدْ بَيَّنُوا سُنَّةً لِلنَّاسِ تُتَّبَعُ

خاندان فہر کے سرداروں اور ان کے بھائیوں نے لوگوں کے لئے ایسا طریقہ جاری کیا ہے جس کی اتباع کی جاتی ہے

يَرْضَى بِهَا كُلُّ مَنْ كَانَتْ سَرِيرَتُهُ تَقْوَى الْإِلَهَ وَكُلَّ الْخَيْرِ مُصْطَنَعُ

ان طریقوں سے ہر وہ شخص خوش ہے جس کا باطن اللہ کے خوف سے آشنا ہو اور وہ ہر نیکی کا کام کرتا ہو

قَوْمٌ إِذَا حَارَبُوا ضَرُّوا عَدُوَّهُمُ أَوْ حَاوَلُوا النَّفْعَ فِي أَشْيَاعِهِمْ نَفَعُوا

یہ لوگ ایسی قوم کے افراد ہیں کہ جب برسرپیکار ہوتے ہیں اگر چاہیں تو اپنے دشمن کو نقصان پہنچاتے ہیں، چاہیں تو فائدہ بھی پہنچا دیتے ہیں

سَجِيَّةٌ تِلْكَ فِيهِمْ غَيْرُ مُحْدَثَةٍ إِنَّ الْخَلَائِقَ فَاعْلَمْ شَرُّهَا الْبِدَعُ

پھر یہ ان کی کوئی نئی عادت نہیں اور جان لو کہ خلائق میں سے بدترین بدعات (نئی چیز) ہوتی ہے

إِنْ كَانَ فِي النَّاسِ سَبَّاقُونَ بَعْدَهُمُ فَكُلُّ سَبْقٍ لِأَدْنَى سَبْقِهِمْ تَبَعُ

اگر ان کے بعد لوگوں میں کچھ سبقت کا مظاہرہ کرنے والے ہوں تو سبقت کا مظاہرہ کرنے والا ہر شخص ان میں سے ادنیٰ ترین آدمی کے تابع ہوگا

لَا يَرْقَعُ النَّاسُ مَا أَوْهَتْ أَكُفُّهُمُ عِنْدَ الدِّفَاعِ وَلَا يُوهُونَ مَا رَقَعُوا

دفاع کے وقت ان کی ہتھیلیوں سے توڑی ہوئی چیز کو لوگ جوڑ نہیں سکتے اور نہ ہی ان کی جوڑی ہوئی چیز کو وہ توڑ سکتے ہیں

لَا يَبْخَلُونَ عَلَى جَارٍ بِفَضْلِهِمُ وَلَا يَمَسُّهُمُ مِنْ مَطْمَعٍ طَبَعُ

یہ لوگ پڑوسی پر خرچ کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتے اور لالچ کا میل انہیں چھوتا تک نہیں

إِذَا نَصَبْنَا لِحَيٍّ لَمْ نَدِبَّ لَهُمْ كَمَا يَدِبُّ إِلَى الْوَحْشِيَّةِ الذُّرُعُ

جب ہم کسی قبیلہ کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو ہم اس طرح ان کی جانب نہیں جاتے جیسے بقر وحشی کا بچہ اپنی ماں کی طرف جاتا ہے

نَسمُوا إِذَا الْحَرْبُ نَالَتْنَا مَخَالِبُهَا إِذَا الزَّعَانِفُ مِنْ أَظْفَارِهَا خَشَعُوا

جب لڑائی ہم پر اپنے پنجے گاڑ دے تو ہم سر بلند ہوتے ہیں جبکہ ذلیل لوگ لڑائی کے ناخنوں تک سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں

لَا يَفْخَرُونَ إِذَا نَالُوا عَدُوَّهُمُ وَإِنْ أُصِيبُوا فَلَا جَوْرٌ وَلَا هَلَعُ

جب دشمن پر غلبہ حاصل کر لیں تو مفتخر نہیں ہوتے اور اگر شکست سے دوچار ہوں تو کمزوری نہیں دکھاتے نہ جزع فزع کرتے ہیں

كَأَنَّهُمْ فِي الْوَغَى وَالْمَوْتُ مُكْتَنِعٌ أُسْدٌ بِحِلْيَةَ فِي أَرْسَاغِهَا فَدَعُ

موت قریب ہونے کی حالت میں وہ لڑائی میں آراستہ شیروں کی طرح ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں ٹیڑھا پن ہو

خُذْ مِنْهُمْ مَا أَتَوْا عَفْوًا إِذَا غَضِبُوا وَلَا يَكُنْ هَمُّكَ الْأَمْرَ الَّذِي مَنَعُوا

جب وہ غضبناک ہوں تو ان سے جو چیز فضل و مہربانی سے حاصل ہو وہ لے لو۔ اور اس کام کا ہرگز ارادہ نہ کرنا جس سے انہوں نے روکا ہو

فَإِنَّ فِي حَرْبِهِمْ فَاتْرُكْ عَدَاوَتَهُمْ شَرًّا يُخَاضُ عَلَيْهِ السُّمُّ وَالسَّلَعُ

ان کے ساتھ دشمنی کرنے سے الگ بیٹھے رہنا کیونکہ ان سے لڑنا ایک ایسا شر ہے، جس کی وجہ سے تو زہر اور ایلوے میں گھس جائے گا

أَكْرِمْ بِقَوْمٍ رَسُولُ اللهِ شِيعَتُهُمْ إِذَا تَفَاوَتَتِ الْأَهْوَاءُ وَالشِّيَعُ

یہ کس قدر معزز قوم ہے کہ رسول اللہ جس کا ایک فرد ہیں جبکہ دیگر لوگوں کی خواہشات اور جماعتیں متفاوت ومتفرق ہیں

أَهْدَى لَهُمْ مِدْحَتِي قَلْبٌ يُوَازِرُهُ فِيمَا أَحَبَّ لِسَانٌ حَائِكٌ صَنَعُ

آپ نے لوگوں کو میری مدحت کا یہ تحفہ پیش کیا ہے جس کی نیابت میری پسندیدہ، اور عمدہ باتیں کرنے والی زبان کرتی ہے

فَإِنَّهُمْ أَفْضَلُ الْأَحْيَاءِ كُلِّهِمِ إِنْ جَدَّ بِالنَّاسِ جِدُّ الْقَوْلِ أَوْ شَمَعُوا

بلاشبہ وہ تمام قبائل میں سے بہترین لوگ ہیں کیونکہ لوگوں میں بانصیب وہ ہوتے ہیں جو خوش طبع اور جن کی

گفتگو دلآویز ہو

فَلَمَّا فَرَغَ حسان قَالَ أَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ لَمُؤَتًّى لَهُ، لَخَطِيبُهُ أَخْطَبُ مِنْ خَطِيبِنَا، وَلَشَاعِرُهُ أَشْعَرُ مِنْ شَاعِرِنَا، وَلَأَصْوَاتُهُمْ أَعْلَى مِنْ أَصْوَاتِنَا، ثُمَّ أَسْلَمُوا

جب حسان رضی اللہ عنہ اپنے اشعار سنا کر فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس (اہل سیر لکھتے ہیں یہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو چکے تھے اور انہوں نے حنین کی جنگ میں مال غنیمت حاصل کیا تھا) جو خود بڑے فصیح البیان شاعر اور خطیب تھے، اور جن کی اصابت رائے کا سارا عرب معترف تھا، یہاں تک کہ متحارب قبائل اپنے جھگڑوں میں ان کو حکم (ثالث) بنایا کرتے تھے نے بے اختیار کہا، باپ کی قسم! یہ آدمی یقیناً اللہ کا پیغمبر معلوم ہوتا ہے، اس کا خطیب ہمارے خطیب سے زیادہ خطیبانہ صلاحتیں رکھتا ہے اور اس کا شاعر ہمارے شاعر سے زیادہ قادر الکلام ہے، ان کا کلام ہمارے کلام سے زیادہ فصیح اور ان کی آوازیں بھی ہماری آوازوں سے کہیں بڑھ کر شریں ہیں۔ اہل وفد نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور بالآخر سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَخْطَبَ قَالَ:اسْتَسْقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِجُمْجُمَةٍ وَفِيهَا مَاءٌ وَفِيهِ شَعْرَةٌ فَرَفَعْتُهَا فَنَاوَلْتُهُ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَقَالَ:اللَّهُمَّ جَمِّلْهُ

عمرو رضی اللہ عنہ بن اخطب انصاری کہتے ہیں دوران گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پانی طلب کیا میں لپک کر اٹھا اور پیالے میں پانی بھر لایا یکا یک میں نے دیکھا کہ پانی میں ایک بال پڑا ہوا ہے، میں نے جلدی سے یہ بال نکال کر باہر پھینک دیا، اور صاف پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا، سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی اے اللہ! اس کو صاحب جمال کر دے۔ (۱)

قَالَ:اللهُمَّ جَمِّلْهُ وَأَدِمْ جَمَالَهُ

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اس کو صاحب جمال بنا دے اور اس کا جمال قائم رکھ۔ (۲)

قال :مسح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِيَدِهِ عَلَى رَأْسِي ولحيتي، ثم قَالَ:اللهُمَّ جَمِّلْهُ،قال الراوي عنه وهو علباء بكسر المهملة، وسكون اللام، بعدها موحدة:فبلغ بضعًا ومائة سنة، وما في لحيته بياض ببركة اليد الميمونة

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر اور چہرے پر دست مبارک پھیر کر دعا فرمائی اے اللہ! اس کا صاحب جمال کر دے، راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ بڑھاپے میں بھی ان کے چہرے پر جوانی کی آب و تاب تھی، اور سو سال کی عمر تک ان کے سر اور داڑھی کے تمام بال سیاہ تھے۔ (۳)

---

(۱) شرف المصطفی۳،۴۹۲،دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني۱،۴۵۸،دلائل النبوة للماوردی۱،۱۳۳، دلائل النبوة للبیہقی۶،۲۱۱،امتاع الاسماع۱۱،۳۴۶،الخصائص الکبری۲،۱۳۹،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد۱۰،۲۰۸

(۲) دلائل النبوة للبیہقی۶،۲۱۱،معجزات النبي صلى الله عليه وسلم۱،۲۰۵

(۳) شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية۵،۴۵۹،المواهب اللدنية بالمنح المحمدية۲،۶۶

أَنَّ عُطَارِدَ بْنَ حَاجِبٍ، جَاءَ بِثَوْبٍ دِيبَاجٍ كَسَاهُ إِيَّاهُ كِسْرَى،فَقَالَ عُمَرُ أَلَا أَشْتَرِيهِ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ،فَقَالَ:إِنَّمَا يَلْبَسُهُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ

عطارد رضی اللہ عنہ بن حاجب اسلام سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے نوشیرواں سے انعام میں پایا ہوا کمخواب کا خلعت مدینہ منورہ کے بازار میں فروخت کر دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عطارد اپنا خلعت جو اس نے نوشیرواں کے دربار سے حاصل کیا تھا فروخت کر رہا ہے کیا میں آپ کے لیے خرید لوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ریشم کا بنا ہوا ہے اسے وہ مرد استعمال کرے جس کا عاقبت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ [۱]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَى عُمَرُ عُطَارِدًا التَّمِيمِيَّ يُقِيمُ بِالسُّوقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ، وَكَانَ رَجُلًا يَغْشَى الْمُلُوكَ وَيُصِيبُ مِنْهُمْ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي رَأَيْتُ عُطَارِدًا يُقِيمُ فِي السُّوقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ، فَلَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا لِوُفُودِ الْعَرَبِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ وَأَظُنُّهُ قَالَ وَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ،

اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عطارد تمیمی کو بازار میں ایک ریشمی جوڑا بیچتے ہوئے دیکھا اور وہ ایک ایسا شخص تھا جو بادشاہوں کے پاس جایا کرتا تھا اور ان سے مال حاصل کرتا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے عطارد کو دیکھا ہے اس نے ایک ریشمی جوڑا بازار میں بیچنے کے لیے رکھا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خرید لیں اور جب عرب کے ایلچی آئیں اس وقت پہنا کریں تو مناسب ہے، راوی کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جمعہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ [۲]

ثُمَّ خرجوا إِلَى قومهم، فأعطاهم النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وكساهم،فَرَدّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عليهم السَّبْيَ وَالْأَسْرَى

جب یہ وفد مدینہ منورہ سے رخصت ہوا تو سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اراکین کو عمدہ تحائف سے سرفراز فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرماتے ہوئے ان قیدیوں کو رہا فرما دیا۔ [۳]

وبقوا بِالْمَدِينَةِ مدة يَتَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ والدين،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ،فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي،فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ، فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ

[۱] المعجم الکبیر للطبرانی ۳۹۵

[۲] صحيح مسلم كتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ، وَإِبَاحَتِهِ لِلنِّسَاءِ، وَإِبَاحَةِ الْعَلَمِ وَنَحْوِهِ لِلرَّجُلِ مَا لَمْ يَزِدْ عَلَى أَرْبَعِ أَصَابِعَ ۵۴۰۳

[۳] زادالمعاد ۴۴۸/۳،ابن ہشام ۵۶۲/۲ ، الروض الانف ۴۴۶/۷، تاريخ طبری ۱۱۵/۳،البداية والنهاية ۵۱/۵، اسد الغابة ۱۸۴/۴ ، شرح الزرقانی علی المواهب ۷۸/۵

أَصْوَاتُهُمَا، فَنَزَلَتْ:

یہ لوگ چند دن مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور قرآن اور عقائد دین کی تعلیم حاصل کی، مدینہ منورہ میں بنی تمیم کے دوران قیام میں اس سوال پر کہ بنوتمیم کا امیر کسے مقرر کیا جائے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف رائے پیدا ہوگیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ قعقاع رضی اللہ عنہ بن معبد بن زرارہ کو امیر بنایا جائے، مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ اقرع رضی اللہ عنہ بن حابس کو امیر بنایا جائے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم میری مخالفت کرتے ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا، اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اے ایمان والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سن

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

نے والا جاننے والا ہے، اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور

وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال

وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② (الحجرات ۱،۲)

اکارت جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے بڑھ کر نہ چلو بلکہ پیچھے چلو، مقدم نہ بنو بلکہ تابع بن کر رہو، اپنے معاملات میں پیش قدمی کر کے بطور خود فیصلے نہ کرنے لگو، بلکہ پہلے یہ دیکھو کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت میں ان کے متعلق کیا ہدایات ملتی ہیں، اور اللہ وحدہ لاشریک سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جیسے ایک مقام پر ہے

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴿۶۳﴾ [۱]

ترجمہ: مسلمانو! اپنے درمیان رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا سابلانا نہ سمجھ بیٹھو۔

عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ الْآيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ آلَيْتُ أَنْ لَا أُكَلِّمَكَ إِلَّا كَأَخِي السِّرَارِ ، فَكَانَ عُمَرُ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان آیات کے نزول کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے قسم کھائی ہے کہ اب میں آپ سے اس طرح بات کروں گا جیسے کوئی (سرگوشی میں) اپنا راز کہتا ہے، دوسری طرف نافع رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ بارگاہ رسالت میں اس قدر پست آواز میں گفتگو کرنے لگے کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے دوبارہ دریافت نہ فرماتے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہتے ہیں۔ [۲]

لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ قَالَ: قَعَدَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي الطَّرِيقِ يَبْكِي، قَالَ: فَمَرَّ بِهِ عَاصِمُ بْنُ عِدِيٍّ مِنْ بَنِي العَجلان، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ يَا ثَابِتُ؟ قَالَ: هَذِهِ الْآيَةُ، أَتَخَوَّفُ أَنْ تَكُونَ نَزَلَتْ فِيَّ وَأَنَا صَيِّتٌ، رَفِيعُ الصَّوْتِ ، قَالَ: فَمَضَى عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ إِلَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَغَلَبَهُ الْبُكَاءُ،

جب یہ آیت "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو نازل ہوئی۔" تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ راستے میں بیٹھ گئے اور رونے لگے، عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ جب وہاں سے گزرے اور انہیں روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا اے ثابت رضی اللہ عنہ کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل نہ ہوئی ہو میری آواز بلند ہے؟ عاصم رضی اللہ عنہ بن عدی یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے اور ثابت رضی اللہ عنہ کی ہچکی بندھ گئی اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے،

فَأَتَى امْرَأَتَهُ جَمِيلَةَ ابْنَةَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ سَلُولَ فَقَالَ لَهَا: إِذَا دخلتُ بَيْتَ فَرَسِي فَشُدِّي عَلَيَّ الضبَّةَ بِمِسْمَارٍ فَضَرَبَتْهُ بِمِسْمَارٍ حَتَّى إِذَا خَرَجَ عَطَفَهُ، وَقَالَ: لَا أَخْرُجُ حَتَّى يَتَوَفَّانِي اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، أَوْ يَرْضَى عَنِّي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قال: وَأَتَى عَاصِمٌ رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ خَبَرَهُ

گھر گئے اور اپنی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ابن سلول سے کہا میں اپنے گھوڑے کے طویلے میں جا رہا ہوں تم اس کے باہر دروازہ باہر سے بند کر کے لوہے کی کیل سے اسے جڑ دو، اور کہا اللہ کی قسم! میں اس میں سے نہ نکلوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں یا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو مجھ سے راضی کر دے، عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ثابت رضی اللہ عنہ کی کیفیت بیان کی،

---

[۱] النور ۶۳

[۲] فتح الباری ۸/۵۹۰

فَقَالَ: اذْهَبْ فَادْعُهُ لِي، فَجَاءَ عَاصِمُ إِلَى الْمَكَانِ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَجَاءَ إِلَى أَهْلِهِ فَوَجَدَهُ فِي بَيْتِ الْفَرَسِ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوكَ، فَقَالَ: اكْسِرِ الضَّبَّةَ، قَالَ: فَخَرَجَا فَأَتَيَاالنَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا يُبْكِيكَ يَا ثَابِتُ؟

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے حکم فرمایا کہ تم جاؤ اور عاصم رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلالاؤ عاصم رضی اللہ عنہ اس جگہ آئے تو دیکھا کہ ثابت وہاں نہیں تو ان کے مکان پر گئے تو معلوم ہوا کہ وہ تو گھوڑے کے طویلے میں ہیں،وہاں پہنچ کر کہا ثابت!چلو تم کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یاد فرمارہے ہیں،ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا بہت خوب، کیل نکال دو اور دروازہ کھول دو،طویلے سے نکل کر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے دریافت فرمایا اے ثابت رضی اللہ عنہ! کیوں رورہے تھے؟

فَقَالَ: أَنَا صَيِّتٌ وَأَتَخَوَّفُ أَنْ تَكُونَ هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ فِيَّ:لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ ،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَا تَرْضَى أَنْ تَعِيشَ حَمِيدًا ، وَتُقْتَلَ شَهِيدًا، وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: رَضِيتُ بِبُشْرَى اللهِ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَرْفَعُ صَوْتِي أَبَدًا عَلَى صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

انہوں نے عرض کیا مجھے یہ آیت ’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔‘‘سن کر خوف ہوا کہ کہیں یہ میرے بارے تو نازل نہیں ہوئے ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ بات سن کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم قابل تعریف زندگی جیو،اور شہید ہو کر مرو اور جنت میں جاؤ؟رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے یہ بشارت سن کر ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اللہ تعالیٰ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی بشارت پر بہت خوش ہوں،اور اب آئندہ کبھی بھی اپنی آواز آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی آواز سے اونچی نہیں کروں گا۔[1]

ایک روایت میں ہے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے ان کی آواز بہت بلند تھی،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ، مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ مُوسَى: فَرَجَعَ إِلَيْهِ المَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ: " اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے سامنے بلند آواز سے بولنے سے منع کیا گیا تو اتنے غم زدہ ہوئے کہ گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے جب انہیں کئی دن تک انہیں اپنی مجلس میں نہیں دیکھا تو ان کے متعلق پوچھا،ایک صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ!میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں،چنانچہ وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے گھر آئے دیکھا کہ گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں،پوچھا کیا حال ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ براحال ہے،میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی آواز کے

[1] تفسیرطبری ۲۷۹/۲۲،تفسیرالقرطبی ۳۰۵/۱۶،تفسیرابن کثیر ۳۶۷/۷

مقابلہ میں بلند آواز سے بولا کرتا تھا، اب سارے نیک اعمال اکارت ہوئے اور اہل دوزخ میں سے قرار دے دیا گیا ہوں، وہ صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا اس کی اطلاع دے دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ تم اہل دوزخ میں سے نہیں ہو بلکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔ [1]

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

بیشک جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے

لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ (الحجرات ۳)

پرہیزگاری کے لیے جانچ لیا ہے، ان کے لیے مغفرت اور بڑا ثواب ہے۔

چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس طرز عمل کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ سے بات کرتے ہوئے ان کی عظمت وجلالت کا خیال رکھتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے جانچ لیا ہے، اللہ کے ہاں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا

اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو، پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت

عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ج

دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف

فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ

لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ

انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ع ۝۱۰ (الحجرات ۹، ۱۰)

کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

معاشرتی زندگی: اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو نصیحتیں فرمائیں کہ اگر ان میں سے دو چھوٹے گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کو اللہ کی کتاب اور اس

[1] صحيح بخارى كتاب التفسير سورة الحجرات بَابُ لاَ تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۴۸۴۶

کے رسول کی سنت کی طرف بلاؤ اور ان کے درمیان صلح کراؤ،

أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى المِنْبَرِ وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً، وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ:إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی ان کی طرف اور پھر فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دے۔[1]

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی، چنانچہ طویل جنگوں اور ہولناک واقعات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل شام اور اہل عراق میں صلح کرا دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اگر کوئی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق اپنا اختلاف دور کرنے پر آمادہ نہ ہو بلکہ بغاوت کی روش اختیار کرے، تو دوسرے مسلمانوں کی ذمے داری ہے کہ وہ سب مل کر بغاوت کرنے والے گروہ کے خلاف طاقت کا استعمال کریں، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کو ماننے کے لئے تیار ہو جائے، پھر اگر وہ باغی گروہ بغاوت سے باز آ جائے تو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق دونوں گروہوں کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرا دو،

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ:تَحْجُزُهُ، أَوْ تَمْنَعُهُ، مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر، ظالم ہو تو بھی اور مظلوم ہو تو بھی، انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مظلوم ہونے کی حالت میں تو ظاہر ہے لیکن ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ظلم سے باز رکھو یہی اس کی اس وقت کی مدد ہے۔[2]

اور یاد رکھو ہر معاملے میں انصاف کی روش اختیار کرو اس لئے کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انصاف کرنے والے رحمن کے دائیں جانب اور اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں دائیں ہاتھ ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل وعیال میں عدل وانصاف کرتے ہوں

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الصُّلْحِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۲۷۰۴

[2] صحیح بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل صاحبه انه اخوه ۶۹۵۲

گے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمُقْسِطِينَ فِي الدُّنْيَا عَلَى مَنَابِرَ مِنْ لُؤْلُؤٍ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ بِمَا أَقْسَطُوا فِي الدُّنْيَا

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً دنیا میں عدل وانصاف کرنے والے، دنیا میں اس انصاف کی وجہ سے رحمان عزوجل کے سامنے موتیوں سے بنے ہوئے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے کسی مومن سے دنیا میں مصیبتوں کو دور کیا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی مصیبتوں کو دور کرے گا، اور جس نے تنگ دست پر آسانی کی اللہ اس پر دنیا میں اور آخرت میں آسانی کرے گا، جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا عیب چھپائے گا، اور اللہ اس بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جو اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے، اور جو ایسے راستے پر چلا جس میں علم کی تلاش کرتا ہو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ذریعہ جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں، اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اس کی تعلیم میں مصروف ہوتے ہیں ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتے ہیں، اور جس شخص کو اس کے اپنے اعمال نے پیچھے کر دیا تو اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔ (۳)

أُمُّ الدَّرْدَاءِ، قَالَتْ: حَدَّثَنِي سَيِّدِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ دَعَا لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب کوئی مسلمان اپنے غیر حاضر مسلمان بھائی کے لئے اس کی پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تجھے بھی اللہ ایسا ہی دے۔ (۴)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ ۴۷۲۱،السنن الکبری للنسائی ۵۸۸۵

(۲) تفسیرابن ابی حاتم ۳۳۰۴، ۱۰

(۳) صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ ۶۸۵۳

(۴) مسلم صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ لِلْمُسْلِمِينَ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ۶۹۲۸

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، قَالَ:، وَكَانَتْ تَحْتَهُ الدَّرْدَاءُ، قَالَ: أَتَيْتُ الشَّامَ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَلَمْ أَجِدْهُ وَوَجَدْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ، فَقَالَتْ: تُرِيدُ الحَجَّ العَامَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَتْ: فَادْعُ لَنَا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ، كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ: آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ، فَخَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ، فَأَلْقَى أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ، يَأْثُرُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صفوان بن عبد اللہ جن کے نکاح میں درداء تھیں کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شام آیا اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن وہ گھر پر نہیں ملے البتہ ان کی اہلیہ موجود تھیں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا اس سال تمہارا حج کا ارادہ ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لیے بھی خیر کی دعاء کرنا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی پیٹھ پیچھے جو دعاء کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے اور اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ اس مقصد کے لئے مقرر ہوتا ہے کہ جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے خیر کی دعاء مانگے تو وہ اس پر آمین کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تمہیں بھی یہی نصیب ہو۔ پھر میں بازار کی طرف نکلا تو ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی ملاقات ہوگئی انہوں نے بھی مجھ سے یہی کہا اور یہی حدیث انہوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے سنائی۔ [1]

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرَى المُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالحُمَّى

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے، ایسی کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ [2]

أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: المُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لئے اس طرح ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رہتا ہے، پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو قینچی کی طرح کر لیا۔ [3]

مشرق و مغرب کے تمام مومن جو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں چاہے وہ عربی ہوں یا عجمی، کالے ہوں یا گورے سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں، جیسے فرمایا

---

[1] مسند احمد ۲۱۷۰۷

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالبَهَائِمِ ۶۰۱۱، صحیح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ ۶۵۸۶

[3] صحیح بخاری کتاب الادب باب تعاون المومنین بعضهم بعضا ۶۰۲۶

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ... ﴿۷۱﴾ [۱]

ترجمہ:اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے اور اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔ [۲]

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے میں نے نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ [۳]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو،اور نہ ہی تناجش کرو(تناجش بیع کی ایک قسم ہے) اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھو،اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو،اور تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے،اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہوجاؤ،مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے، آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا تقوی یہاں ہے، کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے،ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پورا پورا احرام ہے اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو [۴]

---

[۱] التوبة۷۱

[۲] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۱۳

[۳] صحیح بخاری کتان الایمان بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ: لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ المُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ۵۷

[۴] ۔ صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ ۶۵۴۱

لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو تا کہ وہ ایک دوسرے کے دست و بازو، ہمدرد و غم گسار اور مونس و خیر خواہ بن کر رہیں اور ہر معاملے میں اللہ سے ڈرو، یہی وہ اوصاف ہیں جن کی وجہ سے تم اللہ کی رحمت کے مستحق قرار پا جاؤ گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ

اے ایمان والو ! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں

مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ

عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو،

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾

ایمان کے بعد فسق برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں ،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ؗ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا

اے ایمان والو! بہت بد گمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بد گمانیاں گناہ ہیں، اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں کوئی کسی کی

وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ

غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے ؟ تم کو اس سے گھن آئے گی ،

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ

اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے، اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت

وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک

اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ (الحجرات ۱۱ تا ۱۳)

تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے، یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔

معاشرے میں پھیلی ہوئی بڑی بڑی برائیوں کے سد باب کا حکم فرمایا کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! کوئی مرد خود کو بہتر اور دوسرے مردوں کو اپنے سے حقیر اور کمتر سمجھ کر ان کی تذلیل و تحقیر نہ کرے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان و عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے اور کون نہیں؟ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، اس لئے خود کو بہتر اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کا کوئی جواز نہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر سمجھے۔[1]

کیونکہ عورتوں میں یہ ملعون خصلت عام ہے اس لئے عورتوں کا الگ ذکر کر کے انہیں بھی بطور خاص اس حرکت سے روک دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو کمتر اور حقیر سمجھنے کو کبر سے تعبیر فرمایا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَانَ رَجُلًا جَمِيلًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَجُلٌ حُبِّبَ إِلَيَّ الْجَمَالُ، وَأُعْطِيتُ مِنْهُ مَا تَرَى، حَتَّى مَا أُحِبُّ أَنْ يَفُوقَنِي أَحَدٌ، إِمَّا قَالَ: بِشِرَاكِ نَعْلِي، وَإِمَّا قَالَ: بِشِسْعِ نَعْلِي، أَفَمِنَ الْكِبْرِ ذَلِكَ؟ قَالَ لَا، وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطِرَ الْحَقَّ، وَغَمَطَ النَّاسَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ایک خوبصورت شخص تھا اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ مجھے خوبصورتی پسند اور محبوب ہے اور آپ دیکھ ہی رہے ہو جو مجھے دیا گیا ہے حد یہ ہے کہ میں نہیں پسند کرتا کہ کوئی مجھ سے (خوبصورتی میں) جوتے کے تسمے کے برابر بھی برتر ہو جائے کیا یہ بات تکبر کی وجہ سے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ متکبر وہ ہے جو حق کو (واضح ہو جانے کے بعد) چھپائے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔[2]

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳۲ [3]

ترجمہ: اے نبی! اِن سے کہو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ کہو یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے روز تو خالصتہً انہی کے لیے ہوں گی، اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھنے والے ہیں۔

اور کبر اللہ کو سخت ناپسند ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے فرمایا کبر میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے، سو جو کوئی ان

---

[1] صحيح مسلم كتاب البروالصلة بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ ۲۵۶۴

[2] سنن ابوداودكتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ ۴۰۹۲، صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ ۹۱

[3] الاعراف ۳۲

دونوں میں میرا شریک ہونا چاہے تو میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ (۱)

اور ایک دوسرے پر طعن و تشنیع مت کرو، جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو یہاں ہر شخص کے دو دو تین تین نام تھے جب آپ ﷺ کسی کو کسی نام سے پکارتے تو لوگ کہتے اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اس نام سے چڑتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ کسی کی تحقیر و تنقیص کے لئے ان کے اچھے خاصے ناموں کو بگاڑ کر بُرے القاب سے مت پکارو جو انہیں ناپسند ہوں، ایک مومن کے لئے یہ سخت شرمناک بات ہے کہ وہ مومن ہونے کے باوجود بدزبانی اور شہد پن میں نام پیدا کرے، جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اہل خیر و اہل اصلاح و تقویٰ کے بارے میں بلا سبب بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور کسی کے پوشیدہ حالات اور خانگی زندگی کے معاملات میں کوئی خامی یا عیب یا راز معلوم کرنے کے لئے تجسّس نہ کرو،

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا، كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْءُودَةً

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے کسی نے زندہ درگور لڑکی کو بچالیا۔ (۲)

حكم الألباني: ضعيف

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ، وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ، لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو جو زبان سے ایمان لے آئے ہو مگر ابھی تمہارے دلوں میں ایمان نہیں اترا ہے مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا تو اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائے گا، اور اللہ جس کے درپے ہو جائے اسے اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے۔ (۳)

اور تم میں سے کوئی دوسرے لوگوں کے سامنے کسی کی برائیوں اور کوتاہیوں کا ذکر نہ کرے جسے وہ برا سمجھے، یا اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کی جائیں جو اس کے اندر موجود ہی نہ ہوں، جیسے فرمایا

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١ (۴)

ترجمہ: تباہی ہے ہر اس شخص کے لئے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے۔

---

(۱) سنن ابوداودكتاب اللباس بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ ۴۰۹۰، صحيح مسلم كتاب البروالصلة بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ ۶۶۸۰

(۲) سنن ابوداودكتاب الادب بَابٌ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ ۴۸۹۱

(۳) سنن ابوداودكتاب الادب بَابٌ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ ۴۸۸۰ ،مسنداحمد ۱۹۷۷۶

(۴) الهمزة ۱

پس تمہیں اس میں پوری احتیاط برتنی چاہیے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی ثابت ہوتی ہے،اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑجاؤ، کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو بغض نہ رکھو کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ [1]

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں بغض نہ رکھو حسد نہ کرو پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو بلکہ اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو،اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ ایک مسلمان بھائی کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑ کر رہے۔ [2]

غیبت کو انتہائی گھناؤنے فعل کا تصور دلانے کے لئے فرمایا کسی مسلمان بھائی کی کسی کے سامنے برائی کرنا ایسے ہی ہے جیسے مردار بھائی کا گوشت کھانا،توکیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ، جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى قَالَهَا أَرْبَعًا، فَلَمَّا كَانَ فِي الْخَامِسَةِ قَالَ:زَنَيْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ:وَتَدْرِي مَا الزِّنَى؟ قَالَ: نَعَمْ. أَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ حَلاَلًا. قَالَ:مَا تُرِيدُ إِلَى هَذَا الْقَوْلِ قَالَ: أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَدْخَلْتَ ذَلِكَ مِنْكَ فِي ذَلِكَ مِنْهَا كَمَا يَغِيبُ الْمِيلُ فِي الْمُكْحُلَةِ وَالْعَصَا فِي الشَّيْءِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ماعز رضی اللہ عنہ بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!میں نے زنا کرلیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا حتی کہ اس نے یہ بات چار مرتبہ کہی،جب اس نے یہ بات پانچویں مرتبہ کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے زنا کیا ہے؟اس نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو زنا کیا ہوتا ہے؟اس نے عرض کی جی ہاں، آدمی اپنی عورت سے جو کام حلال طریقے سے کرتا ہے میں نے اس کا ارتکاب حرام طریقے سے کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات سے تمہارا کیا ارادہ

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلاَ تَجَسَّسُوا}٦٠٦٦،صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ بَابُ تَحْرِيمِ الظَّنِّ، وَالتَّجَسُّسِ، وَالتَّنَافُسِ، وَالتَّنَاجُشِ وَنَحْوِهَا٦٥٣٦

[2] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ ٦٠٦٥،صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّبَاغُضِ وَالتَّدَابُرِ ٦٥٢٦, جامع ترمذی کتاب البروالصلۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَسَدِ١٩٣٥

ہے؟اس نے جواب دیا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں، راوی نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا تم نے اپنے عضوخاص کو اس کے مقام مخصوص میں اس طرح داخل کر دیا تھا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں یا ڈول کنوئیں میں غائب ہو جاتا ہے؟اس نے جواب دیا جی ہاں، اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!

قَالَ: فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَلَمْ تَرَ إِلَى هَذَا، سَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتَّى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ؟ فَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، ثُمَّ مَرَّ بِجِيفَةِ حِمَارٍ، فَقَالَ:أَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هَذَا الْحِمَارِ قَالَا: غَفَرَ اللَّهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يُؤْكَلُ هَذَا؟ قَالَ:فَمَا نِلْتُمَا مِنْ أَخِيكُمَا آنِفًا أَشَدُّ أَكْلًا مِنْهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ الْآنَ فِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَتَقَمَّصُ فِيهَا

راوی کہتے ہیں پھر آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا تو اسے رجم کر دیا گیا، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دو آدمیوں کو باتیں کرتے ہوئے سنا ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے یہ کہہ رہا تھا کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا تھا، مگر اس نے اپنے آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک اسے کتے کی طرح رجم نہ کر دیا گیا، پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم چلتے رہے حتی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک گدھے کی لاش کے پاس سے گزر ہوا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا فلاں اور فلاں شخص کہاں ہیں؟ اترو اور تم اس گدھے کی لاش کو کھاؤ، وہ بولے کہ اللہ آپ کو معاف فرمائے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا یہ چیز بھی کھائی جاتی ہے؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کی جو ابھی غیبت کی تھی وہ تو اس کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ تو اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ [1]

حكم الألباني: ضعيف

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَفَعَتْ رِيحُ جِيفَةٍ مُنْتِنَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَدْرُونَ مَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ هَذِهِ رِيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ

جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھے کہ ایک بدبودار لاش کی بدبو بلند ہوئی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ بدبو کیسی ہے؟ یہ ان کی بدبو ہے جو مومنوں کی غیبت کرتے ہیں۔ [2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْغِيبَةُ؟ قَالَ:ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم غیبت کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا کہ اگر وہ سنے تو اسے ناگوار ہو، کسی نے کہا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں ذکر کروں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اگر اس میں وہ عیب ہے جب ہی تو یہ غیبت ہے، اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو تو تو نے اس پر بہتان

[1] مسند ابی یعلی ۶۱۴۰

[2] مسند احمد ۱۴۷۸۴

باندھا۔ (۱)

وَقَالَ النَّوَوِيُّ: فِي الْأَذْكَارِ تَبَعًا لِلْغَزَالِيِّ ذِكْرُ الْمَرْءِ بِمَا يَكْرَهُ سَوَاءً كَانَ فِي بَدَنِ الشَّخْصِ أَوْ دِينِهِ أَوْ دُنْيَاهُ أَوْ نَفْسِهِ أَوْ خُلُقِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ وَالِدِهِ أَوْ وَلَدِهِ أَوْ زَوْجِهِ أَوْ خَادِمِهِ أَوْ حَرَكَتِهِ أَوْ طَلَاقَتِهِ أَوْ عَبُوسَتِهِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِهِ ذِكْرُ سُوءٍ سَوَاءً ذُكِرَ بِاللفْظِ أَوْ بِالرَّمْزِ أَوْ بِالْإِشَارَةِ

امام نووی رحمہ اللہ نے کتاب الاذکار میں امام غزالی رحمہ اللہ کی پیروی کرتے ہوئے کہا ہے کہ غیبت یہ ہے کہ کسی آدمی کا تذکرہ اس طور پر کیا جائے جو اسے ناپسند ہو خواہ اس کا تعلق بدن انسان سے ہو یا اس کے دین اس کی دنیا اس کے نفس، اس کے اخلاق وعادات، اس کے مال اس کے والد اولاد بیوی خادم، اس کی حرکات اس کی خندہ پیشانی یا اس کی خشک مزاجی وغیرہ سے یہ ساری چیزیں اس کے برے ذکر میں شمار ہوں گی خواہ یہ ذکر الفاظ میں ہو یا اشارہ وکنایہ میں۔ (۲)

دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو لہذا اللہ کی گرفت سے ڈرو اور ان گناہوں سے باز آجاؤ، اور اللہ سے اپنے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کی بخشش ومغفرت چاہو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے، لوگو! تم کس چیز پر نسب، رنگ، زبان، وطن اور قومیت پر فخر کرتے ہو حالانکہ ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور پھر تمہاری پہچان کے لئے قومیں اور برادریاں بنادیں تا کہ آپس میں صلہ رحمی کرسکو، اللہ کے ہاں فضیلت وبرتری کا معیار نسب، رنگ، زبان، وطن اور قومیت نہیں ہے بلکہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ؟ قَالَ:أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا انسانوں میں کون سب سے زیادہ شریف ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھے گا لیکن تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھے گا۔ (۴)

(۱) سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الْغِيبَةِ ۴۸۷۴، جامع ترمذی کتاب البروالصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي الغِيبَةِ ۱۹۳۴

(۲) سبل السلام ۲؍۶۶۹

(۳) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة یوسف بَابُ قَوْلِهِ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ۴۶۸۹، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۶۱۶۱

(۴) صحیح مسلم کتاب البر و الصلة بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ ۶۵۴۳، مسند احمد ۷۸۲۷

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ خُطْبَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ فَقَالَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى

ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے ایام تشریق کے درمیانی دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے یاد رکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ کو سوائے تقویٰ کے اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے۔ [1]

یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا

دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، آپ کہہ دیجئے کہ درحقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے

وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

(مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے) حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا، تم اگر اللہ کی اور اس کے رسول

لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

کی فرماں برداری کرنے لگو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے،

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں

وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ

سے جہاد کرتے رہیں (اپنے دعوائے ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں، کہہ دیجئے! کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنی

بِدِيْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ

دینداری سے آگاہ کر رہے ہو، اللہ ہر چیز سے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ (الحجرات ۱۴تا۱۶)

اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

---

[1] مسند احمد ۲۳۴۸۹

بادیہ نشین اعراب جو نئے نئے مسلمان ہوتے تھے اور پھر اپنے ایمان کا بڑھا چڑھا کر دعوی کرنے لگتے تھے حالانکہ ان کے دل میں اب تک ایمان کی جڑیں مضبوط نہیں ہوئی تھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تردید فرمائی اور فرمایا یہ بدو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، اے پیغمبر ﷺ! ان سے کہو تم اپنے لئے ظاہری اور باطنی طور پر کامل ایمان کا دعویٰ نہ کرو بلکہ یوں کہو کہ ہم مخالفت چھوڑ کر اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے اور نبی ﷺ کی اطاعت میں آگئے ہیں، جہاں تک کامل ایمان کا تعلق ہے تو یہ کسی شعوری عمل کے ذریعہ یا غور و فکر کے نتیجے میں یا تحریک اسلامی کے ساتھ مل کر جد و جہد کرنے کے نتیجے میں ابھی تمہارے دل کی گہرائیوں میں راسخ نہیں ہوا ہے، اور ایمان کو دل میں راسخ کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ تم اللہ کے احکام اور اس کے رسول کی سنت کا کامل اتباع کرو تو وہ تمہارے اعمال کے اجر میں کوئی کمی نہ کرے گا بلکہ تمہارے اعمال کا پورہ پورہ بدلہ دے گا، جیسے فرمایا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ... ﴿۲۱﴾ (۱)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت) میں ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔

جو ہر طرف سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرے اور برائیوں سے باز آجائے تو یقیناً اللہ اپنے بندوں کے گناہوں سے بڑا درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے اور راست گو لوگ ہیں، اے نبی ﷺ! ان (مدعیان ایمان) سے کہو کیا تم اللہ کو اپنے دین اور اپنے دلوں کی کیفیت کی اطلاع دے رہے ہو؟ حالانکہ اللہ زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کو جانتا ہے اور وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے، کیا وہ تمہارے دلوں کی کیفیت اور تمہارے ایمان کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ

اپنے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

بلکہ دراصل اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم راست گو ہو،

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ (الحجرات ۱۷،۱۸)

یقین مانو کہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں اللہ خوب جانتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے۔

---

(۱) الطور ۲۱

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِي اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَتْ بَنُو أَسَدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم فَقَالُوا: يَا رَسولَ اللهِ أَسْلَمْنَا وَقَاتَلَتْكَ الْعَرَبُ وَلَمْ نُقَاتِلْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: إِنَّ فِقْهَهُمْ قَلِيلٌ، وَإِن الشَّيْطَانَ يَنْطِقُ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: {يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسلامكم} الآية.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بنو اسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مسلمان ہوئے ،عرب آپ سے لڑتے رہے لیکن ہم آپ سے نہیں لڑے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں بہت کم سمجھ بوجھ ہے ،شیطان ان کی زبان پر بول رہاہے ،اور یہ آیت نازل ہوئی یہ لوگ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا ان سے کہو اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی اگر تم واقعی اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہو۔[1]

فرمایا یہ لوگ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا ان سے کہو اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی اگر تم واقعی اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہو ،اللہ زمین اور آسمانوں کی ہر پوشیدہ چیز کا علم رکھتا ہے ،جیسے فرمایا

...وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۵۹ [2]

ترجمہ: زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو ،خشک وتر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔اور اللہ تمہارے ان اعمال کو دیکھتا ہے جن کا تم ارتکاب کرتے ہو۔

وفد بنی اسد بن خزیمہ:

بنو اسد مشہور عدنانی مضری قبیلہ ہے ،یہ لوگ جبال طے کے جنوب مشرق میں آباد تھے ،بنو اسد بڑا جنگجو قبیلہ تھا اور کفرواسلام کے معرکوں میں قریش کا حلیف رہا تھا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کوئی مبلغ نہیں بھیجا تھا ،

وَقَدِمَ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِي أَسَدٍ عَشَرَةُ رَهْطٍ ،فِيهِمْ حَضْرَمِيُّ بْنُ عَامِرٍ. وَضِرَارُ بْنُ الأَزْوَرِ. وَوَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ. وَقَتَادَةُ بْنُ الْقَايِفِ. وَسَلَمَةُ بْنُ حُبَيْشٍ ،وَطَلْحَةُ بْنُ خُوَيْلِدٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ مَعَ أَصْحَابِهِ فِي الْمَسْجِدِ ،يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا شَهِدْنَا أَنَّ اللهَ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ،فَقَالَ حَضْرَمِيُّ بْنُ عَامِرٍ: أَتَيْنَاكَ نَتَدَرَّعُ اللَيْلَ الْبَهِيمَ. فِي سَنَةٍ شَهْبَاءَ. وَلَمْ تَبْعَثْ إِلَيْنَا بَعْثًا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ {يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ}[3]،

حالات سے مجبور ہو کر نو ہجری کے اوائل میں اس قبیلہ کا ایک دس رکنی وفد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ،وفد میں حضرمی بن

---

[1] مسند البزار ۵۱۴۱

[2] الانعام ۵۹

[3] الحجرات: 17

عامر، ضرار بن الازور، وابصہ بن معبد، قتادہ بن القائف، سلمہ بن حبیش اور طلحہ بن خویلد جیسے مشہور لوگ شامل تھے، اس وقت آپ ﷺ مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے، اراکین وفد نے آ کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں (یعنی کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کیا)، اور وفد کے سردار حضرمی بن عامر نے فخریہ لہجے میں کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم لوگ سخت اندھیری رات اور سخت خشک سالی میں دور دراز کی مسافت طے کر کے آپ کے پاس آئے ہیں حالانکہ آپ نے کوئی مہم یا تبلیغی جماعت ہماری طرف نہیں بھیجی، اللہ عزوجل کو ان کی یہ تعلّی پسند نہ آئی اور یہ آیت نازل ہوئی، یہ لوگ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا، ان سے کہو اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی اگر تم واقعی اپنے (دعوائے ایمان میں) سچے ہو۔

اراکین وفد نے آپ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! جانوروں کی بولیوں سے شگون لینا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا ناجائز ہے، پھر انہوں نے پوچھا خط کشی (رمل) کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

قَالَ: عَلِمَهُ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ فَمَنْ صَادَفَ مِثْلَ عِلْمِهِ عُلِّمَ

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک نبی یہ علم جانتا تھا جو اس نبی کے علم کے مطابق لکیر کھینچ لے وہ درست ہے۔[1]

كان فارسًا شجاعًا شاعرًا، ولما قدم عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان له ألف بعير برعاتها، فأخبره بما خلف

رکن وفد ضرار رضی اللہ عنہ بن الازور شہسوار، دلیر و بہادر شاعر اور اپنے قبیلے کے ارباب ثروت میں سے تھے، ان کے پاس ایک ہزار اونٹوں کا گلہ تھا، دولت اسلام سے بہرہ یاب ہوئے تو جہاں ہر قسم کے لہو ولعب سے توبہ کر لی وہاں سب مال مویشی بھی اللہ کی راہ میں دے دیئے اور خالی ہاتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ شعر پڑھے۔

تركت الخُمُور وَضرب القداح	وَاللهْو تعللة وانتهالا
میں نے بادہ نوشی ترک کر دی اور ظروف بادہ توڑ ڈالے	اور اس ذات کی طرف آیا جو بہت بلند ہے۔
فيا رب لَا تغبن صفقتي	فقد بِعْت أَهلِي وَمَالِي بدالا
اے میرے رب، میری تجارت کو خسارہ میں نہ کر	میں نے اپنا مال اور اقرباء ہمیشہ کے لئے تیری راہ میں بیع کر دیئے ہیں۔

فقال النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " ما غبنت صفقتك يا ضرار

سید الامم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ضرار! تمہاری تجارت خسارے میں نہیں رہی۔[2]

ان لوگوں نے اپنے قبیلہ میں جا کر بڑے جوش وخروش اور اخلاص کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کی،

ثم توفي رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فعظم أمر طليحة، وأطاعه الحليفان أسد وغطفان ،وكان يزعم أَنَّهُ يأتيه

[1] عیون الاثر ۳۱۳؍۲،زادالمعاد ۵۷۲؍۳،البداية والنهاية ۱۰۲؍۵،ابن سعد ۲۲۳؍۱،السيرة النبوية لابن كثير ۱۷۰؍۴

[2] اسد الغابة ۵۲؍۳، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۳۶۰؍۱۱

جبريل بالوحي، فأرسل إليه أبو بكر رضي الله عنه، خَالِد بْن الْوَلِيد، ولما انهزم طليحة لحق بنواحي الشام،وأسلم طليحة إسلامًا صحيحًا

جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو طلیحہ بن خویلد فتنہ ارتداد میں مبتلا ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا،اس کے حلیف اسد اور غطفان نے اس کی تصدیق اور اطاعت کی،اسے یہ زعم پیدا ہوا کہ جبریل اس کے پاس اللہ کی وحی لاتے ہیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو اس کی طرف روانہ کیا جنھوں نے لڑائی میں اس کی کمر توڑ شکست دی،جب شکست کے آثار رونما ہوئے تو وہ شام کی طرف بھاگ گیا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اللہ نے اسے دوبارہ قبول اسلام اور توبہ کی توفیق بخشی اور اس نے دوبارہ دربار خلافت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور اس کا اسلام اچھا رہا،اس کے بعد اس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ میدان جہاد میں گزارا اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔[1]

وشهد القادسية ونهاوند مع المسلمين

وہ جنگ قادسیہ اور نہاوند میں مجاہدین اسلام کے ساتھ تھے۔[2]

وتاب طليحة ومات على الإسلام على الصحيح في خلافة عمر

ارتداد سے تائب ہو کر طلیحہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلام کی حالت میں وفات پائی۔[3]

وفد بنی ثمالہ:

یہ قبیلہ ازدشنواۃ کی ایک شاخ تھی،یہ لوگ طائف کے نزدیک آباد تھے،

قدم عبد الله بن عبس الثمالى ومسلمة بن هزان الحدانى على رَسُول الله فِي رَهْطٍ مِنْ قَوْمِهِمَا بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَأَسْلَمُوا وَبَايَعُوا عَلَى قَوْمِهِمْ، وَكَتَبَ لَهُمْ كِتَابًا بِمَا فُرِضَ عَلَيْهِمْ مِنَ الصَّدَقَةِ فِي أَمْوَالِهِمْ، كَتَبَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَشَهِدَ فِيهِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ رضى الله عَنْهُم

فتح مکہ کے بعد بنو ثمالہ کا ایک وفد عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبس ثمالی اور مسلمہ بن ہزان الحدانی کی قیادت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا اور اپنی قوم کی جانب سے آپ ﷺ کی بیعت کی،آپ ﷺ نے ان کے لئے ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس انصاری سے ایک تحریر لکھوائی جس میں ان کے اموال پر فرض زکوٰۃ کے بارے میں ہدایات تھیں اور اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی لکھی گئی۔[4]

وفد بنی حدان:

بنو حدان ازد کا ایک بطن تھا جو حجاز میں جبال السراۃ کی وادیوں میں آباد تھا،بنو ثمالہ کے وفد کے ساتھ ہی بنو حدان کا وفد بھی پیش خدمت ہوا ان

---

[1] اسدالغابة۹۴؍۳،شرح الزرقانی علی المواهب۲۱۱؍۵

[2] شرح الزرقانی علی المواهب۴۷؍۲

[3] شرح الزرقانی علی المواهب۱۷۳؍۱۰

[4] ابن سعد۲۶۵؍۱،السیرة النبویة لابن کثیر۷۶؍۴

کے امیر مسلمہ رضی اللہ عنہ بن ہزان الحدانی تھے،اس وفد نے بھی اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کی بیعت کی،آپ نے جو تحریر بنو ثمالہ کے لئے لکھوائی تھی وہ بنی حدان کے لئے بھی تھی گویا دونوں قبیلوں کی یہ مشترک تحریر تھی۔[1]

وفد بنی ثعلبہ:

بنو ثعلبہ کا نام متعدد عدنانی اور قحطانی قبائل کے لئے بولا جاتا ہے جن کی تعداد بیس تک پہنچتی ہے،

قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ سَنَةَ ثَمَانٍ قَدِمْنَا عَلَيْهِ أَرْبَعَةُ نَفَرٍ وَقُلْنَا: نَحْنُ رُسُلُ مَنْ خَلْفَنَا مِنْ قَوْمِنَا. وَنَحْنُ وَهُمْ مُقِرُّونَ بِالإِسْلامِ، فَأَمَرَ لَنَا بِضِيَافَةٍ وَأَقَمْنَا أَيَّامًا ثُمَّ جِئْنَاهُ لِنُوَدِّعَهُ،فَقَالَ لِبِلالٍ: أَجِزْهُمْ كَمَا تُجِيزُ الْوَفْدَ. فَجَاءَ بِنَقَرٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَعْطَى كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا خَمْسَ أَوَاقٍ، قَالَ لَيْسَ عِنْدَنَا دَرَاهِمُ. فَانْصَرَفْنَا إِلَى بِلادِنَا

فتح مکہ کے بعد جب آپ ﷺ آٹھ ہجری مدینہ منورہ تشریف لائے تو بنو ثعلبہ (معلوم نہیں کہ عدنانی تھے یا قحطانی) کے چار آدمی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے قاصد ہیں ہم نے اور ہمارے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا ہے،آپ ﷺ نے ان کی ضیافت کرنے کا حکم فرمایا وہ لوگ چند دن مدینہ منورہ میں مقیم رہے پھر رخصت کی اجازت حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے،جب یہ رخصت ہونے لگے تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان کو بھی اسی طرح انعام دو جس طرح تم وفد کو دیتے ہو،وہ چاندی کے چند ٹکڑے لائے اور وفد کے ہر ایک آدمی کو پانچ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی، کہتے ہیں ہمارے پاس درہم (روپیہ) نہیں تھا اور ہم اپنے وطن واپس آ گئے۔[2]

وفد بنی اسلم:

بنو اسلم بنو خزاعہ کا ایک بطن تھے، بعض کہتے ہیں کہ یہ مدینہ منورہ کے نواح میں آباد تھے،اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی سکونت مرالظہران کے قرب وجوار میں تھی اور بعض کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے قریب آباد تھے،اصل میں بنو خزاعہ کی بہت سی شاخیں تھیں جو مختلف مقامات پر آباد تھیں،اسی طرح بنو اسلم کا نام بھی مختلف قبائل پر بولا جاتا ہے جو مختلف مقامات پر آباد تھے،ایک قبیلہ بنی اسلم بھی تھا مگر وہ بنو قضاعہ کی شاخ تھا،

قَالُوا: قَدِمَ عَمِيرَةُ بْنُ أَفْصَى فِي عِصَابَةٍ مِنْ أَسْلَمَ ،فَقَالُوا

فتح مکہ کے بعد بنو اسلم کا ایک وفد عمیر رضی اللہ عنہ بن افصی کی سرکردگی میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

قَدْ آمَنَّا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّبَعْنَا مِنْهَاجَكَ فَاجْعَلْ لَنَا عِنْدَكَ مَنْزِلَةً تَعْرِفُ الْعَرَبُ فَضِيلَتَهَا، فَإِنَّا إِخْوَةُ الأَنْصَارِ وَلَكَ عَلَيْنَا الْوَفَاءُ وَالنَّصْرُ فِي الشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا

اے اللہ کے رسول ﷺ!ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور آپ کے طریقے کی پیروی اختیار کی ہے آپ ہمیں ایسا مقام عطا فرمائیں کہ ہم دوسرے قبائل کے سامنے اپنا سر عزت کے ساتھ بلند کر سکیں،ہم انصار کے بھائی ہیں ہم ہر سختی اور آسائش میں آپ کی پیروی

---

[1] ابن سعد ۲۶۵؍۱

[2] ابن سعد ۲۲۷؍۱

کریں گے اور آپ کی امداد کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ قبیلہ اسلم کو سلامت رکھے اور قبیلہ غفار کی مغفرت فرمائے۔ [۱]

ابن اثیر رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ عمیر رضی اللہ عنہ بن افصی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

يا رَسُول الله، إنا من أُرُومَةِ الْعَرَبِ، نكافئ العدو بأسنة حداد وأدرع شداد، ومن ناوانا أوردناه السامة وذكر حديثًا طويلًا في فضل الأنصار

اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم لوگ سرداران عرب میں سے ہیں اور دشمن کا مقابلہ تیر، نیزوں اور مضبوط زرہوں کے ساتھ کرتے ہیں، جو ہم سے لڑتا ہے ہم اس کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں پھر انہوں نے انصار کے بہت سے فضائل بیان کیے۔ [۲]

وَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَسْلَمَ وَمَنْ أَسْلَمَ مِنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ مِمَّنْ يَسْكُنُ السَّيْفَ وَالسَّهْلَ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُ الصَّدَقَةِ وَالْفَرَائِضِ فِي الْمَوَاشِي، وَكَتَبَ الصَّحِيفَةَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَشَهِدَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

اس پر رسول اللہ ﷺ نے عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو ایک تحریر عطا فرمائی جس میں صدقہ اور چوپایوں کے فرض صدقات کا ذکر تھا، یہ تحریر سمندر کے کنارے اور ہموار زمین کے رہنے والے قبیلہ اسلم سمیت سب مسلم قبائل کے لئے تھی، یہ تحریر ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس نے لکھی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اور ابو عبیدہ بن الجراح نے اپنی گواہی ثبت کی۔ [۳]

وفد بنی ہلال بن عامر:

یہ قبیلہ بنی عامر بن صعصعہ کا ایک بطن تھا اور یہ لوگ نجد اور حجاز میں آباد تھے، طائف کے علاقے میں بیشہ اور تربہ کی اراضی پر بنو ہلال کا تصرف تھا،

قالوا: وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نفر من بني هلال فيهم عبد عوف بن أصرم، فسأله عن أسمه فأخبره، فقال: أنت عبد الله، وأسلم، ومنهم قبيصة بن المخارق، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ وَرَحَّبَ بِهِ، وَقَالَ: يَا قَبِيصَةُ، جِئْتَ حَيْثُ كَبُرَتْ سِنُّكَ وَرَقَّ عَظْمُكَ، وَاقْتَرَبَ أَجَلُكَ ؟!

فتح مکہ کے بعد بنو ہلال کے چند افراد ایک وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے وفد کے ایک رکن کا نام عبدعوف بن اصرم تھا، آپ ﷺ نے اس شخص سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا عبدعوف بن اصرم، آپ ﷺ نے فرمایا تو عبداللہ ہے، انہوں نے آپ ﷺ کے عطا کیے ہوئے نام کو بسروچشم قبول کر لیا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے، اس وفد کا ایک رکن قبیصہ رضی اللہ عنہ بن مخارق تھے وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا، اور فرمایا اے قبیصہ! تم اب آئے ہو جب تمہاری عمر

---

[۱] ابن سعد ۲۶۵/۱

[۲] اسدالغابة ۲۷۳/۴

[۳] اسدالغابة ۲۷۳/۴، ابن سعد ۳۵۴/۱

زیادہ ہوگئی ہے ہڈیاں پتلی ہوگئی ہیں اور موت تمہارے قریب آگئی ہے،

قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، جِئْتُكَ وَمَا كِدْتُ أَنْ أَجِيئَكَ، كَبُرَتْ سِنِّي، وَرَقَّ عَظْمِي، وَاقْتَرَبَ أَجَلِي، وَافْتَرَقَتْ وَهُنْتُ عَلَى النَّاسِ، فَجِئْتُكَ تُعَلِّمُنِي شَيْئًا يَنْفَعُنِي اللهُ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَلا تُكْثِرْ عَلَيَّ، فَإِنِّي شَيْخٌ نَسِيٌّ

انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر حاضر ہونے کی طاقت مجھ میں نہ تھی، میری عمر بہت زیادہ ہوگئی ہے، ہڈیاں پتلی ہوگئی ہیں، موت کا وقت قریب ہے اور میں محتاج ہوں اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ مجھے کچھ تعلیم فرمائیں جس سے اللہ مجھے دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچائے اور بہت باتیں نہ بتلائے گا کیونکہ میں بوڑھا ہوں اور مجھ پر نسیان کا غلبہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں چند مختصر دعاؤں کی تلقین فرمائی،

قَالَ: يَا قَبِيصَةُ، إِذَا أَصْبَحْتَ وَصَلَّيْتَ الْفَجْرَ، فَقُلْ: سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللهِ، أَرْبَعًا، يُعْطِكَ اللهُ بِهِنَّ أَرْبَعًا لِدُنْيَاكَ وَأَرْبَعًا لآخِرَتِكَ، فَأَمَّا الأَرْبَعَةُ لِدُنْيَاكَ: فَأَنْ تُعَافَى مِنَ الْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَالْبَرَصِ، وَالْفَالِجِ، وَأَمَّا الأَرْبَعَةُ لآخِرَتِكَ، فَقُلِ: اللهُمَّ اهْدِنِي مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفْضِ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَحْمَتِكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَتِكَ

اے قبیصہ! جب صبح اٹھے اور نماز فجر پڑھ لے تو چار مرتبہ ان کلمات کا ورد کیا کر سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللهِ ، تو اللہ تعالیٰ انہی کلمات کی وجہ سے تجھے چار انعام دنیا میں اور چار انعام آخرت میں فرمائے گا، پس جن چار انعامات کا تعلق دنیا سے وہ یہ کہ تجھے جنون، جذام، برص اور فالج سے عافیت میں رہے گا، اور جن چار کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے وہ یہ کہ تو کہہ اے اللہ! مجھے اپنی طرف سے ہدایت عطا فرما، اپنا فضل میرے اوپر انڈیل دے، اپنی رحمت میرے اوپر بکھیر دے اور میرے اوپر اپنی برکت نازل فرما۔[1]

ایک اور روایت میں ہے کہ قبیصہ رضی اللہ عنہ پر کچھ قرض تھا (یہ قرض ان پر اپنی قوم کا ضامن ہونے کی وجہ سے ہوگیا تھا)

قال :يا رَسُولَ الله إني حملت عن قومي حمالة فأعني فيها، فَقَالَ: أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ، فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ یہ قرض اتارنے میں میری مدد فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا، تم یہاں رہو جب صدقات آئیں گے تو تمہارا قرضہ ادا کر دیا جائے گا، اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ، تَحَمَّلَ حَمَالَةً، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ: لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتًا يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا

اے قبیصہ! سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے جائز ہے، ایک وہ جس پر قرض ہو تو اس کو اس حد تک سوال کرنا حلال ہے کہ اس کا قرضہ

[1] اسد الغابة ۳۶۶؍۴

ادا ہو جائے، قرضہ ادا ہونے کے بعد سوال نہ کرے، دوسرا وہ جس کا مال کسی ناگہانی آفت سے تلف ہو گیا ہو، تو اسے سوال کرنا حلال ہے حتی کہ اسے اتنی رقم مل جائے کہ اس سے اس کی گزر اوقات ہو جائے، تیسرا وہ جو فاقہ میں مبتلا ہو اور اس کی قوم کے تین ذی عقل آدمی گواہی دیں کہ واقعی یہ شخص فاقہ میں مبتلا ہے، پھر اس کو بھی اتنا ہی سوال درست ہے کہ جس سے اس کی گزر ہو جائے بس ان تین شخصوں کے سوا اے قبیصہ رضی اللہ عنہ کسی اور کو سوال کرنا جائز نہیں اور سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔[1]

وفد کا ایک نوجوان رکن زیاد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بھی تھے جو ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے،

فَلَمَّا دَخَلَ الْمَدِينَةَ تَوَجَّهَ إِلَى مَنْزِلِ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ خَالَةُ زِيَادٍ أُمَّهُ غُرَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ. وَهُوَ يَوْمَئِذٍ شَابٌّ،فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَهَا. فَلَمَّا أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضِبَ فَرَجَعَ ، فَقَالَتْ:يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا ابْنُ أُخْتِي!

جب وفد مدینہ میں داخل ہوا تو زیاد رضی اللہ عنہ اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں چلے گئے اور وہ ان دنوں جوان تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے حجرہ میں تشریف لائے تو زیاد رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس دیکھا چونکہ آپ ان سے واقف نہیں تھے اس لئے ناراضگی کا اظہار فرمایا، ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بھانجا ہے (یہ میری بہن غرہ بنت الحارث کا بیٹا ہے)

فَدَخَلَ إِلَيْهَا ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ وَمَعَهُ زِيَادٌ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَدْنَى زِيَادًا فَدَعَا لَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَدَرَهَا عَلَى طَرَفِ أَنْفِهِ، فَكَانَتْ بَنُو هِلالٍ تَقُولُ: مَا زِلْنَا نَتَعَرَّفُ الْبَرَكَةَ فِي وَجْهِ زِيَادٍ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیاد رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیکر مسجد تشریف لے گئے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی، پھر آپ نے زیاد رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب کیا اور ان کے لئے دعا فرمائی اور اپنا دست مبارک ان کے سر پر پھیرا اور پھیرتے ہوئے ان کی ناک تک لے آئے، بنو ہلال کے لوگ کہا کرتے تھے کہ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پھر جانے کی وجہ سے) ہم زیاد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ہمیشہ برکت دیکھتے تھے۔[2]

وفد بکر بن وائل:

یہ لوگ بنی ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان کا ایک عظیم بطن تھے، ان سے بہت بطون متفرع ہوئے، بکر بن وائل عرب کے وسیع علاقوں پر قابض تھے جو یمامہ سے بحرین تک پھیلے ہوئے تھے، بنو بکر بن وائل کا شمار عرب کے بڑے جنگجو قبیلوں میں ہوتا تھا، ۳۳۰ء میں انہوں نے پہلی مرتبہ ایران کی حکومت سے ٹکر لی تھی،

قدم وفد بَكْر بْن وائل عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وكان فِي الوفد بشير بْن الخصاصية. وَعَبْد الله بْن مرثد. وحسان بْن حوط، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ: هَلْ تَعْرِفُ قُسَّ بْنَ سَاعِدَةَ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزكوة بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْأَلَةُ عن قبیصه ۲۴۰۴،اسدالغابة۳۶۵؍۴

[2] ابن سعد۲۳۵؍۱، البداية والنهاية۱۰۷؍۵،السيرة النبوية لابن كثير۱۷۸؍۴

وَسَلَّمَ:لَيْسَ هُوَ مِنْكُمْ هَذَا رَجُلٌ مِنْ إِيَادٍ تَحَنَّفَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَوَافَى عُكَاظًا وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ فَيُكَلِّمُهُمْ بِكَلَامِهِ الَّذِي حُفِظَ عَنْهُ

فتح مکہ کے بعد قبیلہ بکر بن وائل کا ایک وفد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، وفد کے اراکین میں بشیر رضی اللہ عنہ بن الخصاصیہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مرثد اور حسان رضی اللہ عنہ بن حوط شامل تھے، تمام اراکین نے اسلام کی دعوت قبول کر لی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، وفد کے ایک رکن نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ قس بن ساعدہ کو جانتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تم میں سے نہیں تھا بلکہ قبیلہ ایاد سے تھا، وہ زمانہ جاہلیت میں موحد ہو گیا تھا وہ عکاظ آیا تھا اور لوگوں کے ہجوم کے سامنے گفتگو کی تھی یا یہ کہ وہ عکاظ میں لوگوں کے اجتماع کو اپنی (حکیمانہ) باتیں سنایا کرتا تھا، حسان کی اولاد میں سے کسی نے یہ شعر کہا ہے۔

أَنَا ابن حسان بْن حوط وَأَبِي　　　رسول بَكْر كلها إلى النَّبِيِّ

میں حسان بن حوط کا بیٹا ہوں　　　میرے والد تمام قبیلہ بکر کی طرف سے قاصد بن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تھے

اراکین وفد میں سے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن اسود کے متعلق بیان کیا گیا ہے

فباع ما كَانَ لَهُ مِن مال بِالْيَمَامَةِ وهاجر وَقَدِمَ عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بجراب مِن تمر ،فدعا لَهُ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالبركة

انہوں نے یمامہ میں اپنا مال فروخت کیا اور ہجرت فرما کر مدینہ منورہ چلے آئے جب بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو کھجوروں کی ایک تھیلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً پیش کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔[1]

وفد بنی جرم:

قبیلہ جرم بنو قضاعہ کا ایک بطن تھا، یہ لوگ حجاز کے شمال میں آباد تھے،

حِينَ أَسْلَمَ النَّاسُ.وَتَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ،فَقَالُوا لَهُ: مَنْ يُصَلِّي بِنَا أَوْ لَنَا؟فَقَالَ: لِيُصَلِّ بِكُمْ أَكْثَرُكُمْ جَمْعًا أَوْ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ،قَالَ: فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَكُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتِّ سِنِينَ. قَالَ: وَكَانَ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي،قَالَ: فَكَسُونِي قَمِيصًا مِنْ مَعْقِدِ الْبَحْرَيْنِ

فتح مکہ کے بعد قبیلہ جرم کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور اسلام قبول کر لیا اسلام قبول کرنے کے بعد وفد کے اراکین کچھ عرصہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے اس دوران انہوں نے قرآن پڑھا اور دین اسلام کے احکامات سیکھے، جب وفد رخصت ہونے لگے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں نماز کون پڑھایا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جس کو قرآن سب سے زیادہ یاد ہو اور وہ امامت کرائے، یہ لوگ اپنے قبیلے میں واپس آئے تو جستجو کرنے پر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو مجھ (عمرو بن سلمہ) سے زیادہ قرآن کا جاننے والا ہو حالانکہ میں اس زمانہ میں اتنا چھوٹا تھا کہ میرے بدن پر صرف ایک چادر تھی جو میری ستر پوشی

---

[1] ابن سعد۲۳۹؍۱، البداية والنهاية ۱۰۸؍۵،شرف المصطفى۲۱۵؍۱،السيرة النبوية لابن كثير ۱۷۸؍۴

کے لئے بمشکل کفالت کرتی تھی، بالخصوص سجدے کے وقت اس کا ستر قائم نہ رہتا ان لوگوں نے انہیں امام بنالیا یہ دیکھ کر قبیلہ کے لوگوں میں سے ایک شخص نے اسے بحرین کا گرہ دار قمیص پہنادی۔

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے عمرو رضی اللہ عنہ بن سلمہ کا بیان نقل کیا ہے کہ میں بنو جرم کے اس وفد میں شریک تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا مگر ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ بن سلمہ کے والد حاضر ہوئے تھے،

قَالَ: كُنَّا بِحَضْرَةِ مَاءٍ مَمَرُّ النَّاسِ عَلَيْهِ. وَكُنَّا نَسْأَلُهُمْ مَا هَذَا الأَمْرُ فَيَقُولُونَ: رَجُلٌ زَعَمَ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَّ اللهَ أَرْسَلَهُ. وَأَنَّ اللهَ أَوْحَى إِلَيْهِ كَذَا وَكَذَا. فَجَعَلْتُ لا أَسْمَعُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ إِلا حَفِظْتُهُ كَأَنَّمَا يُغْرَى فِي صَدْرِي بِغِرَاءٍ. حَتَّى جَمَعْتُ فِيهِ قُرْآنًا كَثِيرًا، قَالَ: وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلامِهَا الْفَتْحَ. يَقُولُونَ: انْظُرُوا فَإِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ صَادِقٌ وَهُوَ نَبِيٌّ،فَلَمَّا جَاءَتْنَا وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلامِهِمْ. فَانْطَلَقَ أَبِي بِإِسْلامِ حِوَائِنَا ذَلِكَ وَأَقَامَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يُقِيمَ

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا قیام عام گزر گاہ پر واقع ایک چشمہ پر تھا ہم اس طرف سے گزرنے والوں سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سنتے رہتے تھے کہ اللہ نے انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان پر وحی نازل ہوتی ہے، ان میں سے بعض ہمیں نازل کردہ کلام بھی سنایا کرتے تھے جو میں یاد کر لیتا تھا اس طرح مجھے قرآن مجید کا کافی حصہ حفظ ہو گیا اہل عرب قبول اسلام کے لیے فتح مکہ کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ دیکھتے رہو اگر رسول اللہ ﷺ ان لوگوں پر غالب آجائیں تو آپ ﷺ سچے نبی ہیں، جب فتح مکہ مکرمہ کی خبر آئی تو ارد گرد کے تمام قبائل اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنے لگے میرے والد بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ مدت مدینہ منورہ میں قیام کرنے کے بعد واپس آگئے،

فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قَالَ: جِئْتُكُمْ وَاللهِ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ حَقًّا. ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ يَأْمُرُكُمْ بِكَذَا وَكَذَا .وينهاكم عن كذا وكذا. وأن تصلوا كذا في حين وكذا. وَصَلاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ. وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا ، قَالَ: فَنَظَرَ أَهْلُ حِوَائِنَا فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِلَّذِي كُنْتُ أَحْفَظُهُ مِنَ الرُّكْبَانِ، قَالَ: فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَكُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتِّ سِنِينَ.

انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں سچے رسول کے پاس سے آیا ہوں، رسول اللہ ﷺ تمہیں اس اس بات کا حکم فرماتے ہیں اور اس اس بات سے منع فرماتے ہیں، فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھو، اور جب نماز کا وقت آئے تو کوئی تم میں سے اذان کہے اور حکم دیا ہے کہ تم میں سے جس آدمی کو زیادہ قرآن حفظ ہو وہ تمہیں نماز پڑھایا کرے، لوگوں نے جستجو کی تو مجھ سے زیادہ کسی کو قرآن مجید حفظ نہ تھا اس لیے کہ میں شتر سواروں سے سن کر قرآن یاد کر لیا کرتا تھا چنانچہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق انہوں نے مجھے امام بنالیا اس وقت میری عمر چھ سال کی تھی،

قَالَ: وَكَانَ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ: أَلَا تُغَطُّونَ عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ؟ قَالَ: فَكَسُونِي قَمِيصًا مِنْ مَعْقَدِ الْبَحْرَيْنِ، قَالَ: فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ أَشَدَّ مِنْ فَرَحِي بِذَلِكَ الْقَمِيصِ

اور میرے پاس اتنی چھوٹی چادر تھی کہ میں بمشکل اس سے اپنا ستر ڈھانپ سکتا تھا، اور بالخصوص سجدے کے وقت اس کا ستر قائم نہ رہتا، قبیلے کی ایک عورت نے کہا کہ تم لوگ اپنے قاری کے سرین کو ہم سے کیوں نہیں چھپاتے؟ چنانچہ میرے قبیلہ والوں نے مجھے بحرین کا کرتا پہنایا، مجھے قمیص کے ملنے سے بڑھ کر کسی چیز کے ملنے کی خوشی نہیں ہوئی۔ [1]

سریہ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی (تبالہ کی طرف)

صفر نو ہجری

وَكَانَتْ فِي صَفَرٍ سَنَةَ تِسْعٍ، قَالَ ابن سعد: قَالُوا: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ قطبة بن عامر فِي عِشْرِينَ رَجُلًا إِلَى حَيٍّ مِنْ خَثْعَمَ بِنَاحِيَةِ تَبَالَةَ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَشُنَّ الْغَارَةَ، فَخَرَجُوا عَلَى عَشَرَةِ أَبْعِرَةٍ يَعْتَقِبُونَهَا، فَأَخَذُوا رَجُلًا فَسَأَلُوهُ فَاسْتَعْجَمَ عَلَيْهِمْ، فَجَعَلَ يَصِيحُ بِالْحَاضِرَةِ وَيُحَذِّرُهُمْ فَضَرَبُوا عُنُقَهُ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر نو ہجری میں قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو جن کی کنیت ابو زید تھی بیس مجاہدین کے ایک دستہ پر امیر مقرر فرما کر خثعم کے ایک قبیلے کی طرف تبالہ نامہ جگہ کی طرف بھیجا (یہ یمن کے راستے میں ارض تہامہ کا ایک قصبہ ہے، تبالہ اور مکہ کے درمیان ۵۲ فرسخ کا فاصلہ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ دشمن پر اچانک حملہ کر دینا، مجاہدین کے پاس دس اونٹ تھے جن پر وہ باری باری سفر کرتے ہوئے دشمن کے علاقہ میں پہنچ گئے، وہاں انہوں نے ایک آدمی کو گرفتار کر کے معلومات حاصل کرنی چاہیں مگر خوف کے غلبہ سے اس سے کچھ جواب نہ بن پڑا اور آبادی والوں کو چیخ چیخ کر پکارنے اور خطرہ سے ہوشیار کرنا شروع کر دیا مجاہدین نے یہ صورت دیکھ کر اسے قتل کر دیا،

ثُمَّ أَقَامُوا حَتَّى نَامَ الْحَاضِرَةُ فَشَنُّوا عَلَيْهِمُ الْغَارَةَ فَاقْتَتَلُوا قِتَالًا شَدِيدًا حَتَّى كَثُرَ الْجَرْحَى فِي الْفَرِيقَيْنِ جَمِيعًا، وَقَتَلَ قطبة بن عامر مَنْ قَتَلَ، وَسَاقُوا النَّعَمَ وَالنِّسَاءَ وَالشَّاءَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَكَانَتْ سُهْمَانُهُمْ أَرْبَعَةَ وَالْبَعِيرُ يُعْدَلُ بِعَشْرٍ مِنَ الْغَنَمِ بَعْدَ أَنْ أفراد الْخُمُسُ

پھر یہ لوگ رات گئے تک رکے رہے یہاں تک کہ آبادی کے لوگ سو گئے، تب یہ لوگ یکا یک چاروں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے، فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں دونوں طرف کے بہت سے افراد زخمی ہوئے مگر دشمن کو شکست ہوئی، امیر دستہ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے ان کے بہت سے آدمی قتل کیے اور دشمن کے بہت سے اونٹ و بکریاں اور عورتیں بطور غنیمت پکڑ کر مدینہ منورہ لے آئے، خمس نکالنے کے بعد ہر شخص کے حصہ میں چار چار اونٹ آئے، ایک اونٹ کو دس بکریوں کے مساوی قرار دیا گیا۔ [2]

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب باب ۴۳۰۲، البدایۃ والنہایۃ ۳۶۸؍۴، ابن سعد ۲۵۳؍۱

[2] ابن سعد ۱۲۲؍۲، عیون الآثر ۲۵۶؍۲، زادالمعاد ۴۴۹؍۳

وفد بنی عذرہ:

بنوعذرہ،قحطانی قبیلہ قضاعہ کاایک عظیم بطن تھا،یہ لوگ شمالی حجاز میں مدائن صالح کے شمال میں آباد تھے،

وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ عُذْرَةَ فِي صَفَرٍ سَنَةَ تِسْعٍ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فِيهِمْ جمرة بن النعمان،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْقَوْمُ ؟فَقَالَ مُتَكَلِّمُهُمْ: مَنْ لَا تُنْكِرُهُ، نَحْنُ بَنُو عُذْرَةَ، إِخْوَةُ قُصَيٍّ لِأُمِّهِ، نَحْنُ الَّذِينَ عَضَدُوا قُصَيًّا، وَأَزَاحُوا مِنْ بَطْنِ مَكَّةَ خُزَاعَةَ وَبَنِي بَكْرٍ، وَلَنَا قَرَابَاتٌ وَأَرْحَامٌ ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَرْحَبًا بِكُمْ وَأَهْلًا، مَا أَعْرَفَنِي بِكُمْ، فَأَسْلَمُوا، وَبَشَّرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَتْحِ الشَّامِ، وَهَرَبِ هرقل إِلَى مُمْتَنَعٍ مِنْ بِلَادِهِ

صفر نو ہجری میں اس قبیلہ کے انیس اور ایک روایت کے مطابق بارہ یا پندرہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان میں ایک جمرہ بن نعمان بھی تھا،رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو؟انہوں نے عرض کیا ہم بنی عذرہ ہیں، قصی کے (ماں کی طرف سے) بھائی ہیں،ہم نے قصی کے انصار بن کر خزاعہ اور بنی بکر کو مکہ مکرمہ سے نکالا تھا اس لئے ہم آپ کے قرابت دار بھی ہیں،رسول اللہ ﷺ نے ان کو خوش آمدید کہا،ان لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور اس بات کی شہادت دو کہ میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں،ان لوگوں نے فرائض اسلام دریافت کیے آپ ﷺ نے ان کو فرائض اسلام کی خبر دی، پھر ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا،رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دی کہ انشاء اللہ جلد ہی شام کا علاقہ فتح ہو جائے گا اور ہرقل وہاں سے بھاگ جائے گا۔

وَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سُؤَالِ الْكَاهِنَةِ، وَعَنِ الذَّبَائِحِ الَّتِي كَانُوا يَذْبَحُونَهَا وَأَخْبَرَهُمْ أَنْ لَيْسَ عَلَيْهِمْ إِلَّا الْأُضْحِيَّةُ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ کاہنوں سے سوال نہ پوچھا کرو اور جو قربانیاں تم (بتوں کے نام پر) اب دیتے ہو وہ سب منسوخ ہیں، صرف عید الاضحیٰ کی قربانی باقی رہ گئی ہے استطاعت ہو تو ضرور دیا کرو۔

فَأَقَامُوا أَيَّامًا بِدَارِ رَمْلَةَ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَقَدْ أُجِيزُوا

یہ لوگ چند دن بطور مہمان آپ کے پاس ٹھہرے،جب رخصت ہونے لگے تو آپ نے انہیں عطیات سے نوازا۔[۱]

ثم جاؤوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوا بِسَلَامِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالُوا: نَحْنُ إِخْوَةُ قُصَيٍّ لِأُمِّهِ ،مَا مَنَعَكُمْ مِنْ تَحِيَّةِ الإِسْلَامِ؟ قَالُوا :قَدِمْنَا مُرْتَادِينَ لِقَوْمِنَا،وَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ فَأَجَابَهُمْ فِيهَا .وَأَسْلَمُوا وَأَقَامُوا أَيَّامًا ثُمَّ انْصَرَفُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ. فَأَمَرَ لَهُمْ بِجَوَائِزَ كَمَا كَانَ يُجِيزُ الْوَفْدَ

ایک روایت میں ہے بنوعذرہ کے وفد نے بارگاہ نبوی میں حاضری کے وقت جاہلیت کا سلام کہا اور کہا ہم قصی کی ماں کی طرف سے بھائی

---

[۱] زادالمعاد ۵۷۴/۳

ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے پوچھا کہ تمہیں اسلام کے سلام سے کس بات نے روکا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم یہاں چراگاہ کی تلاش میں آئے ہیں، پھر انہوں نے دین کے بارے میں کچھ باتیں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دریافت کیں، آپ نے ان کا جواب دیا اور وہ مسلمان ہو گئے، وہ چند دن مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے پھر وہ اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ گئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رخصت کے وقت انہیں تحائف دینے کا حکم فرمایا جس طرح دوسرے وفود کو عطا کیا جاتا تھا۔[1]

وفد بنوازد:

جمہور مورخین کے نزدیک یہ ایک قحطانی قبیلہ تھا، یہ پہلے یمن میں آباد تھے سد مارب ٹوٹنے کے بعد ازدی قبائل یمن سے نکل کر شام، عراق، نجد، عمان، یمامہ، بحرین، حجاز اور عرب کے دوسرے مختلف مقامات پر آباد ہو گئے (جزیرۃ العرب، غزوہ تبوک) ایک خیال یہ ہے کہ بنوازد نابت بن اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے (یعنی عدنانی النسل تھے) وہ کسی نہ معلوم زمانہ میں مکہ سے یمن جا کر آباد ہوئے اور قحطانی النسل مشہور ہو گئے۔ (سیر انصار جلد اول از مولانا سعید انصاری)

قَالَ:وَفَدْتُ سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ قَوْمِي عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ وَكَلَّمْنَاهُ، أَعْجَبَهُ مَا رَأَى مِنْ سَمْتِنَا وَزِيِّنَا،فَقَالَ مَن أَنْتُمْ؟قُلْنَا: مُؤْمِنُونَ،فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ:إِنَّ لِكُلِّ قَوْلٍ حَقِيقَةً، فَمَا حَقِيقَةُ قَوْلِكُمْ وَإِيمَانِكُمْ؟

فتح مکہ کے بعد بنوازد کا ایک سات رکنی وفد صرد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کی سربراہی میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ان کی خوش کلامی اور وضع قطع بہت پسند آئی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم مومن ہیں، ان کے جواب پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تبسم فرمایا اور کہا ہر دعویٰ کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تم بتاؤ تمہارے قوم اور ایمان کی کیا حقیقت ہے؟

قُلْنَا: خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً؛ خَمْسٌ مِنْهَا أَمَرَتْنَا بِهَا رُسُلُكَ أَنْ نُؤْمِنَ بِهَا، وَخَمْسٌ أَمَرْتَنَا أَنْ نَعْمَلَ بِهَا، وَخَمْسٌ تَخَلَّقْنَا بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَنَحْنُ عَلَيْهَا الْآنَ، إِلَّا أَنْ تَكْرَهَ مِنْهَا شَيْئًا،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا الْخَمْسُ الَّتِي أَمَرَتْكُمْ بِهَا رُسُلِي أَنْ تُؤْمِنُوا بِهَا؟

انہوں نے عرض کیا ہم میں پندرہ خصلتیں ہیں ان میں سے پانچ تو ایسی ہیں جن کے متعلق داعیان اسلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ان پر ایمان رکھیں، پانچ خصلتیں ایسی ہیں جن کے متعلق ہدایت کی جاتی ہے کہ ان پر عمل کریں اور پانچ خصلتیں وہ ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت سے پابند ہیں اور اب تک ان پر قائم ہیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا وہ پانچ خصلتیں کون سی ہیں جن پر تمہیں ایمان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے؟

قُلْنَا: أَمَرَتْنَا أَنْ نُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ،قَالَ: وَمَا الْخَمْسُ الَّتِي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا بِهَا؟قُلْنَا: أَمَرَتْنَا أَنْ نَقُولَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَنُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَنُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَنَصُومَ رَمَضَانَ، وَنَحُجَّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

---

[1] ابن سعد ۱؍۲۵۰

اہل وفد نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی نازل کردہ کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانیں اور مرنے کے بعد روز قیامت دوبارہ زندہ ہونے کا یقین رکھیں، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ پانچ خصلتیں کون سی ہیں جن پر تمہیں عمل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ کہ ہم اقرار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، پابندی سے نماز قائم کریں، سال میں ایک مرتبہ زکوٰۃ ادا کریں، رمضان المبارک کے روزے رکھیں اور اگر استطاعت ہو تو زندگی میں کم از کم ایک بار بیت اللہ کا حج کریں۔

فَقَالَ: وَمَا الْخَمْسُ الَّتِي تَخَلَّقْتُمْ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟قَالُوا :الشُّكْرُ عِنْدَ الرَّخَاءِ، وَالصَّبْرُ عِنْدَ الْبَلَاءِ، وَالرِّضَى بِمُرِّ الْقَضَاءِ، وَالصِّدْقُ فِي مَوَاطِنِ اللِّقَاءِ، وَتَرْكُ الشَّمَاتَةِ بِالْأَعْدَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُكَمَاءُ عُلَمَاءُ كَادُوا مِنْ فِقْهِهِمْ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ ثُمَّ قَالَ: وَأَنَا أَزِيدُكُمْ خَمْسًا، فَتَتِمُّ لَكُمْ عِشْرُونَ خَصْلَةً إِنْ كُنْتُمْ كَمَا تَقُولُونَ

رسول اکرم ﷺ نے پوچھا اچھا اب وہ پانچ خصلتیں بیان کرو جن پر تم زمانہ جاہلیت سے کاربند ہو۔ انہوں نے عرض کیا خوشحالی کے وقت شکر بجالانا، مصیبت کے وقت صبر کرنا اور اللہ کی رضا پر راضی رہنا، آزمائش کے وقت راستبازی پر قائم رہنا اور دشمنوں کی مصیبت پر ہنسی نہ اڑانا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ تو بڑے حکیم اور عالم نکلے، تمہاری حکمت و دانش گویا انبیاء کی حکمت و دانش ہے،
اچھا اب میں تمہیں پانچ باتیں بتلاتا ہوں تاکہ کل بیس باتیں ہو جائیں۔

فَلَا تَجْمَعُوا مَا لَا تَأْكُلُونَ، وَلَا تَبْنُوا مَا لَا تَسْكُنُونَ، وَلَا تَنَافَسُوا فِي شَيْءٍ أَنْتُمْ عَنْهُ غَدًا تَزُولُونَ، وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ، وَعَلَيْهِ تُعْرَضُونَ، وَارْغَبُوا فِيمَا عَلَيْهِ تَقْدَمُونَ وَفِيهِ تَخْلُدُونَ

ضرورت سے زیادہ اشیائے خورد و نوش کا ذخیرہ نہ کرو، ضرورت سے زیادہ مکانات تعمیر نہ کرو، جس چیز کو کل تمہیں چھوڑ کر رخصت ہو جانا ہے اس میں ایک دوسرے کی حرص نہ کرو، اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو جس کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے، اور اس کے حضور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے، ان چیزوں کی طرف رغبت رکھو جو روز آخرت تمہارے کام آئیں گی جہاں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔

فَانْصَرَفَ الْقَوْمُ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَفِظُوا وَصِيَّتَهُ وَعَمِلُوا بِهَا

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سن کر اہل وفد نے ان باتوں کو تسلیم کیا اور واپس لوٹ کر ہمیشہ ان پر عمل کیا۔[1]

عَنْ مُنِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَزْدِيِّ قَالَ: قَدِمَ صُرَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَزْدِيُّ فِي بَضْعَةَ عَشَرَ رَجُلا مِنْ قَوْمِهِ وَفْدًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَنَزَلُوا عَلَى فَرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو فَحَيَّاهُمْ وَأَكْرَمَهُمْ. وَأَقَامُوا عِنْدَهُ عَشَرَةَ أَيَّامٍ. وَكَانَ صُرَدُ أَفْضَلَهُمْ فَأَمَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى مَنْ أَسْلَمَ مِنْ قَوْمِهِ.وَأَمَرَهُ أَنْ يُجَاهِدَ بِهِمْ مَنْ يَلِيهِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ مِنْ قَبَائِلِ الْيَمَنِ. فَخَرَجَ حَتَّى نَزَلَ جُرَشَ. وَهِيَ مَدِينَةٌ حَصِينَةٌ مُغْلَقَةٌ. وَبِهَا قَبَائِلُ مِنَ الْيَمَنِ قَدْ تَحَصَّنُوا فِيهَا.

منیر بن عبداللہ الازدی کا بیان ہے صرد بن عبداللہ الازدی اپنی قوم کے انیس آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

[1] زادالمعاد ۵۸۷؍۳، البداية والنهاية ۱۰۹؍۵، شرح الزرقانی علی المواهب ۲۲۹؍۵، السيرة النبوية لابن كثير ۵۸۶؍۳

حاضر ہوئے اور فروہ بن عمرو کے پاس اترے، فروہ نے ان لوگوں کو سلام کیا اور ان کا اکرام کیا یہ لوگ فروہ بن عمرو کے یہاں دس روز ٹھہرے ،وفد میں صرو ان سب سے افضل تھے چنانچہ جب یہ وفد رخصت ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے صرد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ کو قبیلہ بنو ازد کے مسلمانوں پر امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ مسلمانوں کو ساتھ لے کر یمن کے قریبی مشرک قبائل کے ساتھ جہاد کرو، انہوں نے تعمیل ارشاد کا وعدہ کیا۔[1]

وفد جرش:

یہ قحطانی حمیری قبیلہ تھا، اس قبیلے کی سکونت جرش میں تھی جو یمن کا ایک بہت بڑا شہر اور وسیع صوبہ تھا

فَخَرَجَ صُرَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يَسِيرُ بِأَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى نَزَلَ بِجُرَشَ ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مَدِينَةٌ مُغلَّقَةٌ، وَبِهَا قَبَائِلُ مِنْ قَبَائِلِ الْيَمَنِ،وَقَدْ ضَوَتْ إلَيْهِمْ خَثْعَمُ ، فَدَخَلُوهَا مَعَهُمْ حِينَ سَمِعُوا بِسَيْرِ الْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِمْ، فَحَاصَرُوهُمْ فِيهَا قَرِيبًا مِنْ شَهْرٍ، وَامْتَنَعُوا فِيهَا مِنْهُ ثُمَّ إِنَّهُ رَجَعَ عَنْهُمْ قَافِلًا، حَتَّى إذَا كَانَ إلَى جَبَلٍ لَهُمْ يُقَالُ لَهُ شَكَرُ، ظَنَّ أَهْلُ جُرَشَ أَنَّهُ إنَّمَا وَلَّى عَنْهُمْ مُنْهَزِمًا، فَخَرَجُوا فِي طَلَبِهِ، حَتَّى إذَا أَدْرَكُوهُ عَطَفَ عَلَيْهِمْ، فَقَتَلَهُمْ قَتْلًا شَدِيدًا

صرد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ الازدی نے اپنے وطن پہنچ کر تعمیل حکم میں یمن کے مشہور شہر جرش پر جہاں قلعہ شکن آلات منجنیقین، دبابے وغیرہ اور دیگر دفاعی آلات حرب تیار کیے جاتے تھے حملہ کر دیا شہر کے گرد ایک مضبوط فصیل تھی چنانچہ اہل شہر نے لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر کھلے میدان میں لڑنے کے بجائے قلعہ بند ہو کر لڑنا مناسب تصور کیا اور انہوں نے اندر داخل ہو کر شہر پناہ کے تمام دروازے بند کر دیئے، ایک روایت کے مطابق قبیلہ خثعم کے مشرکین بھی ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے مگر انہیں شہر سے باہر نکل کر لڑنے کی ہمت نہ ہوئی، مجاہدین اسلام نے شہر کا ایک ماہ تک محاصرہ جاری رکھا مگر شہر فتح ہونے کے کوئی آثار نظر نہ آئے، آخر امیر لشکر صرد رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ نے اہل شہر کو قلعہ سے باہر نکالنے کے لئے ایک منصوبہ بنایا انہوں نے محاصرہ اٹھایا اور واپسی کی راہ لی جب وہ شکر نامی پہاڑ کے قریب تک پہنچ گئے تو اہل جرش نے خیال کیا کہ مسلمان پسپا ہو کر چلے گئے ہیں چنانچہ انہوں نے شہر سے نکل کر مسلمانوں کا تعاقب کیا، مگر جب وہ مجاہدین کے قریب پہنچے تو انہوں نے منصوبے کے مطابق یکا یک پلٹ کر ان پر اس قدر زوردار حملہ کر دیا کہ مشرکین کے کشتوں کے پشتے لگ گئے،

وَقَدْ كَانَ أَهْلُ جَرْشٍ بَعَثُوا رَجُلَيْنِ مِنْهُمْ إلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ يَرْتَادَانِ وَيَنْظُرَانِ ،فَبَيْنَا هُمَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، إذْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِأَيِّ بِلَادِ اللهِ شَكَرُ؟فَقَامَ إلَيْهِ الْجُرَشِيَّانِ فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ، بِبِلَادِنَا جَبَلٌ يُقَالُ لَهُ كَشَرُ، وَكَذَلِكَ يُسَمِّيهِ أَهْلُ جُرَشٍ،فَقَالَ: إنَّه لَيْسَ بكشر، وَلَكِنَّهُ شَكَرُ

محاصرہ کے دوران اہل جرش نے حالات کا جائزہ لینے کے لئے اپنے دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور ان کے آنے کے منتظر تھے، ایک دن یہ دونوں عصر کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شکر نامی

[1] ابن سعد ۲۵۴؍۱،ابن ہشام ۵۸۷؍۲

پہاڑ کہاں ہے؟ان دونوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ!ہمارے علاقہ میں ایک پہاڑ کشر ہے اور جرش کے لوگ اس کو کشر ہی کہتے ہیں،آپ ﷺ نے فرمایا یہ کشر نہیں بلکہ اس کا نام شکر ہے،

قَالَا: فَمَا شَأْنُهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ: إِنَّ بُدْنَ اللهِ لَتُنْحَرُ عِنْدَهُ الْآنَ، قَالَ: فَجَلَسَ الرَّجُلَانِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَوْ إِلَى عُثْمَانَ، فَقَالَ لَهُمَا: وَيْحَكُمَا! إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْعَى لَكُمَا قَوْمَكُمَا،فَقُومَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْأَلَاهُ أَنْ يَدْعُوَ اللهَ أَنْ يَرْفَعَ عَنْ قَوْمِكُمَافَقَامَا إِلَيْهِ، فَسَأَلَاهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: اللهمّ ارْفَعْ عَنْهُمْ

انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ!اس پہاڑ کے بارے میں کیا خبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہاں اللہ تعالیٰ کے اونٹ ذبح کیے جارہے ہیں، مگر ان دونوں کو اس کا مطلب سمجھ نہ آیا وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا انہیں گوش گزار کیا انہوں نے فرمایا اللہ کے بندو!رسول اللہ ﷺ تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دے رہے ہیں، تم لوگ ان کی خدمت اقدس میں عرض کرو کہ آپ اللہ سے تمہاری قوم کی ہلاکت سے بچانے کی دعا کریں،انہوں نے اس ہدایت پر عمل کیا اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کے حق میں دعا کی درخواست کی، رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی الٰہی!جرش والوں سے ہلاکت کو اٹھا لے،

فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعِينَ إِلَى قَوْمِهِمَا، فَوَجَدَا قَوْمَهُمَا قَدْ أُصِيبُوا يَوْمَ أَصَابَهُمْ صُرَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، فِي الْيَوْمِ الَّذِي قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ، وَفِي السَّاعَةِ الَّتِي ذَكَرَ فِيهَا مَا ذَكَرَ، وَخَرَجَ وَفْدُ جُرَشَ حَتَّى قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمُوا، وَحَمَى لَهُمْ حِمًى حَوْلَ قَرْيَتِهِمْ، عَلَى أَعْلَامٍ مَعْلُومَةٍ، لِلْفَرَسِ وَالرَّاحِلَةِ وَلِلْمُثِيرَةِ، بَقَرَةُ الْحَرْثِ، فَمَنْ رَعَاهُ مِنَ النَّاسِ فَمَا لَهُمْ سُحْتٌ

جب یہ دونوں واپس اپنے وطن پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ جس دن آپ ﷺ نے اونٹوں کے ذبح ہونے کی بات فرمائی تھی اسی دن مجاہدین نے اہل جرش پر حملہ کیا تھا،جب مجاہدین اسلام نے پلٹ کر اہل جرش پر تباہ کن حملہ کیا،اور ان کے بہت سے لوگ مارے گئے تو وہ پسپا ہو کر دوبارہ شہر پناہ میں داخل ہو گئے،اب ان کے ہوش ٹھکانے لگ گئے اور انہیں اسلام کی طرف رغبت ہوئی،چنانچہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک وفد روانہ کیا اور اپنے اسلام قبول کرنے کی اطلاع پہنچائی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے شہر کے آس پاس کی جگہ اونٹوں گھوڑوں کی چراگاہ مقرر فرمائی اور دوسرے لوگوں کے لیے اس میں جانور چرانے سے ممانعت فرمائی۔[1]

اس سلسلہ میں اہل جرش کو ایک تحریری فرمان عطا فرمایا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ لأَهْلِ جَرْشٍ

[1] زادالمعاد ۳؍۵۴۲،ابن ہشام ۲؍۵۸۷،عیون الآثر ۲؍۳۰۱،الروض الانف ۷؍۴۸۴،تاریخ طبری ۳؍۱۳۰،اسد الغابۃ ۳؍۱۶،دلائل النبوۃ للبیہقی ۵؍۳۷۲، شرح الزرقانی علی المواھب ۵؍۱۶۹

أَنَّ لَهُمْ حِمَاهُمُ الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ، فَمَنْ رَعَاهُ بِغَيْرِ بِسَاطِ أَهْلِهِ فَمَالُهُ سُحْتٌ، وَإِنَّ زُهَيْرَ بْنَ الْحماطَةَ , فَإِنَّ ابْنَهُ الَّذِي كَانَ فِيخَثْعَمٍ فَأَمْسِكُوهُ فَإِنَّهُ عَلَيْهِم ضَامِنٌ

وَشَهِدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر ہے محمد نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے اہل جرش کے حق میں

اسلام قبول کرتے وقت یہ جس محفوظ چراگاہ کے مالک تھے وہ انہی کی رہے گی، جس نے اپنے خاندان کی وسیع زمین کو چھوڑ کر اس محفوظ چراگاہ میں اپنے مویشی چرائے اس کے مال مویشی لینا جائز ہے (یعنی یہ ضبط کر لئے جائیں گے) اور زہیر بن الحماطہ اس کا بیٹا قبیلہ خثعم میں فرار ہے اسے گرفتار کرو کیونکہ وہ ان کا ضامن ہے۔

کاتب معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ   گواہ سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن الخطاب و معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن ابی سفیان۔[1]

ابن الاثیر رَحِمَہُ اللّٰہُ نے نومسلم اہل جرش کے نام رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اہل جرش کے لئے ایک چراگاہ مخصوص فرمائی تھی اور ان کے لئے اس بارے میں ایک فرمان لکھا جس کے الفاظ یہ تھے،

فَمَنْ رَعَاهُ مِنَ النَّاسِ فَمَالُهُ سُحْتٌ

لوگوں میں سے (اہل جرش کے علاوہ) جس نے بھی اپنے مویشی اس چراہ گاہ میں چرائے اس کا مال ہدر رہے (یعنی اس کے مویشی ضبط کر لئے جائیں گے)۔[2]

اہل جرش نے معاہدہ کیا ان کی جائداد انہی کی رہے گی، آئندہ مسلمان مسافروں کی گزرتے وقت یہ مہمان نوازی کیا کریں گے، نیز یہاں کے اہل کتاب یہود وغیرہ پر جزیہ بھی لگایا گیا اور ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو یہاں کا گورنر مقرر کر کے بھیجا گیا۔[3]

سریہ عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن عوسجہ

صفر نو ہجری

كَانَ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعثه بكتابه إِلَى بني حارثة بْن عَمْرو بْن قريط، يدعوهم إِلَى الْإِسْلَام، فأخذوا الصحيفة فغسلوها، فرقعوا بها أسفل دلوهم، وَأَبُو أن يجيبوا رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ رَسُول الله صَلَّى

---

[1] إعلام السائلين عن كتب سيد المرسلين لابن طولون ١٢١، ١٦٢/١،مجموعة الوثائق السياسيه العهدالنبوى والخلافته الراشده٢٩٠/١،تاريخ طبرى ١٣١/٣

[2] مجموعة الوثائق السياسيه العهدالنبوى والخلافته الراشده ٢٩٠/١،ابن ہشام٥٨٨/٢،الروض الانف ٤٨٥/٧ ،رسول اللہ کی سیاسی زندگی٣٠٥

[3] رسول اللہ کی سیاسی زندگی٣٠٤

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أذهب الله عقولهم فهم أهل سفة، وكلام مختلط

رسول اللہ ﷺ نے صفر ۹ ہجری کو عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام کا ایک دعوت نامہ دے کر بنی عمرو بن حارثہ کی طرف روانہ فرمایا، مگر ان لوگوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ ﷺ کے دعوت نامہ کو دھو کر ڈول کی تلی میں باندھ دیا، عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر رسول اللہ کو یہ سارا واقع بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ان لوگوں کی عقل جاتی رہے؟ اس وقت سے اس وقت تک اس قبیلہ کے لوگ احمق اور نادان ہیں، فاتر العقل اور گونگے ہیں۔ أَعَاذَنَا اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مِنْ ذلک ،أَمِين ۔[1]

وفد ازدعمان:

قبیلہ ازد کی جو شاخ عمان میں آباد ہوئی وہ ازدعمان کہلائی،

قالوا: أسلم أهل عمان فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العلاء بن الحضرمي ليعلمهم شرائع الإسلام ويصدق أموالهم،فخرج وفدهم إلى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيهم أسد بن يبرح الطاحي. فلقوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فسألوه أن يبعث معهم رجلا يقيم أمرهم،فقال مخربة العبدي.واسمه مدرك بن خوط: ابعثني أليهم. فإن لهم علي منة. أسروني يوم جنوب فمنوا علي، فوجهه معهم إلى عمان

رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ازد کے لوگوں کو جو عمان پر طویل مدت تک بڑی شان وشوکت سے حکومت کر چکے تھے دعوت اسلام دی جسے انہوں نے قبول کرلیا، جب رسول اللہ ﷺ کو ان کے قبول اسلام کی اطلاع ملی تو آپ نے علاء رضی اللہ عنہ بن عبداللہ حضرمی کو اہل عمان کو اسلامی احکامات کی تعلیمات اور صدقات کی وصولی پر مامور فرمایا کچھ مدت کے بعد ازدعمان کا ایک وفد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اس وفد میں اس قبیلہ کے ایک سرکردہ شخص اسد رضی اللہ عنہ بن یبرح الطاحی بھی تھے، انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ہم میں صحیح دینی شعور اور احکام اسلام کا پابند بنائے، اس موقعہ پر مخربہ العبدی جب کا نام مدرک رضی اللہ عنہ بن خوط تھا بھی موجود تھے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ان کے ہاں بھیجیں کیونکہ ان لوگوں کا میرے اوپر ایک احسان ہے، انہوں نے مجھے جنوب کی جنگ میں گرفتار کرلیا تھا پھر مجھ پر احسان کیا (یعنی بغیر کسی معاوضہ کے رہا کر دیا تھا، اس طرح وہ ان کی اصلاح وتبلیغ کے ذریعہ احسان کا بدلہ چکانا چاہتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمالی اور انہیں ازدعمان کے وفد کے ساتھ عمان بھیج دیا۔

وقدم بعضهم سلمة بن عياذ الأزدي في ناس من قومه فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عما يعبد وما يدعو إليه،فأخبره رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فقال :ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْمَعَ كَلِمَتَنَا وَأُلْفَتَنَا، فَدَعَا لَهُمْ، وَأَسْلَمَ سَلَمَةُ وَمَنْ مَعَهُ

ان کے بعد سلمہ رضی اللہ عنہ بن عیاذ ازدی ایک وفد کے ساتھ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کس کی عبادت کرتے ہیں اور کس کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سوالوں کا جواب دیا، تو انہوں نے عرض کیا اے

[1] اسدالغابة ۳۵۴/۳

اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ اللہ سے دعافرمائیں کہ وہ ہمیں متحد کر دے اور ہم میں باہم الفت پیدا کر دے،آپ نے ان کے لئے دعافرمائی ،اور سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے دوسرے اراکین وفد کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔[1]

سریہ ضحاک رضی اللہ عنہ بن سفیان کلابی(بنو کلاب کی طرف)

ربیع الاول نوہجری

بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا إِلَى بَنِي كِلَابٍ، وَعَلَيْهِمُ الضحاك بن سفيان بن عوف الطائي، وَمَعَهُ الأصيد بن سلمة، فَلَقُوهُمْ بِالزَّجِّ زَجِّ لَاوَةَ، فَدَعَوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبَوْا فَقَاتَلُوهُمْ فَهَزَمُوهُمْ، فَلَحِقَ الأصيد أَبَاهُ سلمة، وسلمة عَلَى فَرَسٍ لَهُ فِي غَدِيرٍ بِالزَّجِّ، فَدَعَاهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَعْطَاهُ الْأَمَانَ. فَسَبَّهُ وَسَبَّ دِينَهُ، فَضَرَبَ الأصيد عُرْقُوبَيْ فَرَسِ أَبِيهِ، فَلَمَّا وَقَعَ الْفَرَسُ عَلَى عُرْقُوبَيْهِ ارْتَكَزَ سلمة عَلَى الرُّمْحِ فِي الْمَاءِ ، ثُمَّ اسْتَمْسَكَ حَتَّى جَاءَ أَحَدُهُمْ فَقَتَلَهُ وَلَمْ يَقْتُلْهُ ابْنُهُ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ربیع الاول نوہجری میں ضحاک بن سفیان بن عوف طائی رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابوسعید تھی،یہ مدینہ کے نواح میں رہتے تھے اور بڑے دلیراور بہادر لوگوں میں سے تھے کو بنو کلاب کی شاخ قرطاء کی طرف دعوت اسلام دینے کے لئے روانہ کیاان کے ساتھ اصید بن سلمہ بن قرط رضی اللہ عنہ بھی تھے،مقام زج لاوہ پر دشمن سے آمنا سامنا ہوا

(زجّ لاوة موضع نجديّ،بزجّ بناحية ضرية

زج لاوہ نجد کا ایک مقام ہے،نیز زج ضریہ کے نواح میں ایک تالاب کا نام ہے۔[2]

امیر دستہ ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں دعوت اسلام پیش کی مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیااور مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے،بالآخرلڑائی شروع ہوگئی اور خوب لڑائی ہوئی اور مجاہدین اسلام نے دشمن کو شکست فاش دی،اسی دوران اصید رضی اللہ عنہ کااپنے باپ سلمہ سے آمناسامناہواجو گھوڑے پر سوار تھاانہوں رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو دعوت اسلام پیش کی اور اسے امن دینے کاوعدہ کیا، مگر ان کے والد نے اسلام قبول کرنے کے بجائے اصید اور دین اسلام کو گالیاں دیں،اصید رضی اللہ عنہ نے غصہ سے اپنے باپ کے گھوڑے کی کونچوں پر تلوار ماری جس سے گھوڑااپنے سوارسمیت زمین پر گر گیا،توان کاوالد اپنانیزہ گاڑ کر اس کے سہارے پانی میں کھڑاہوگیایہاں تک کہ ایک مجاہد نے اسے قتل کر دیا،اصید رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے قتل سے اجتناب کیااور مجاہدین مظفر ومنصور ہو کر مال غنیمت لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔[3]

[1] ابن سعد۲۶۳؍۱

[2] معجم البلدان ۱۳۳؍۳

[3] زادالمعاد۴۵۰؍۳،عیون الآثر۲۵۶؍۲،ابن سعد ۱۲۳؍۲، مغازی واقدی۹۸۲؍۳

سریہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (بنو طے کی طرف)

ربیع الاول نوہجری

قبیلہ طے کے دوسرے بڑے سردار مشہور سخی حاتم طائی کے بیٹے عدی تھے،ان کے قبیلے نے مدت سے عیسائیت قبول کرلی تھی اور وہ عیسائیوں کے فرقہ رکوی میں شامل ہوگیا تھا بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ وَخَمْسِينَ فَرَسًا، وَمَعَهُ رَايَةٌ سَوْدَاءُ وَلِوَاءٌ أَبْيَضُ، إِلَى الْفُلْسِ لِيَهْدِمُوهُ وَمَعَهُ رَايَةٌ سَوْدَاءُ وَلِوَاءٌ أَبْيَضُ،فَشَنُّوا الْغَارَةَ عَلَى مَحِلَّةِ آلِ حَاتِمٍ مَعَ الْفَجْرِ، فَهَدَمُوا الْفُلْسَ وَحَرَّقُوهُ، وملأوا أَيْدِيَهُمْ مِنَ السَّبْيِ وَالنَّعَمِ وَالشَّاءِ، وَفِي السَّبْيِ أُخْتُ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، وَهَرَبَ عَدِيٌّ إِلَى الشَّامِ، وَوَجَدُوا فِي خِزَانَةِ الْفُلْسِ ثَلاثَةَ أَسْيَافٍ رسوب، والمخدم، وَسَيْفٍ يُقَالُ لَهُ الْيَمَانِيُّ، وَثَلاثَةَ أَدْرَاعٍ رَسُوبٌ، الْمِخْذَمَ السَّيْفُ

نوہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جن کی کنیت ابوالحسن وابوتراب اور لقب حیدر تھا انصار کے ایک سو پچاس مجاہدین کے دستہ کا امیر مقرر فرما کر بنو طے کا فلس نامی بت توڑنے اور ان میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ فرمایا، مجاہدین کے پاس ایک سو اونٹ اور پچاس گھوڑے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے پاس ایک بڑا سیاہ اور ایک چھوٹا سفید جھنڈا تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صبح ہوتے ہی آل حاتم کے محلہ پر حملہ کر دیا اور ان کے معبود فلس کو منہدم کر کے جلادیا، مجاہدین کو قیدیوں، مویشیوں، بکریوں اور چاندی کی ایک معقول مقدار ہاتھ آئی، ان قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی تھی مگر عدی بھاگ کر شام چلے گئے، مجاہدین اسلام کو فلس کے خزانہ سے تین تلواریں اسیاف، رسوب، اور مخذم ملیں جو حارث بن شمر نے چڑھائی تھیں اور تین زرہیں دستیاب ہوئیں،

فَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ أَبُو قَتَادَةَ، وَاسْتَعْمَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَتِيكٍ السَّلَمِيّ عَلَى الْمَاشِيَةِ وَالرِّثَّةِ، ثُمَّ سَارُوا حَتَّى نَزَلُوا رَكَكَ فَاقْتَسَمُوا السَّبْيَ وَالْغَنَائِمَ، وَعَزَلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيًّا رَسُوبًا وَالْمِخْذَمَ، ثُمَّ صَارَ لَهُ بَعْدُ السَّيْفُ الآخَرُ، وَعَزَلَ الْخُمُسَ، وَعَزَلَ آلَ حَاتِمٍ ، فَلَمْ يَقْسِمْهُمْ حَتَّى قَدِمَ بِهِمْ الْمَدِينَةَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قیدیوں پر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور مویشیوں اور رسونے چاندی پر عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو نگران مقرر کیا، راستہ میں مقام رکک پر پہنچے تو باہم غنیمت تقسیم کی، مال غنیمت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کی رسوب اور مخذم تلواریں علیحدہ کر دی گئیں، بعد میں آپ کو سیف بھی پیش کر دی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں حصہ صفی نکال کر الگ کرلیا اور آل حاتم کو تقسیم کیے بغیر مدینہ لے آئے۔[1]

وفد قبیلہ بلی:

یہ قحطانی قبیلہ قضاعہ کا ایک بطن تھا، اور ان کی بستیاں مدینہ اور وادی القریٰ (العلا) کے مابین اور نبک عینونا (بحیرہ احمر کی ساحل پر) تبوک، جبال شراۃ، معان (اردن) اور ایلہ تک پھیلی ہوئی تھیں، بلج اور رغران کی وادیوں میں بھی بلی آباد تھے، یہ دونوں ندیاں حرہ بنی سلیم سے نکل کر سمندر میں گرتی ہیں، ابن خلدون کے بقول بلی صعید مصر، نوبیہ اور حبشہ کے علاقوں میں بھی پھیل گئے تھے، ظہور اسلام سے پہلے ہند کے

[1] عیون الآثر۲۵۷؍۲،ابن سعد ۱۲۴؍۲

گرم مسالوں وغیرہ کی تجارت انہی کے ذریعہ ہوتی تھی، غزوہ موتہ میں یہ قبیلہ ہرقل کے جھنڈے کے نیچے تھا۔

وَقَدِمَ عَلَيْهِ وَفْدُ بَلِيٍّ فِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ مِنْ سَنَةِ تِسْعٍ، فَأَنْزَلَهُمْ رويفع بن ثابت البلوي عِنْدَهُ وَقَدِمَ بِهِمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: هَؤُلَاءِ قَوْمِي،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَرْحَبًا بِكَ وَبِقَوْمِكَ ، فَأَسْلَمُوا

اس قبیلہ کا وفد ربیع الاول نو ہجری میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا رویفع بن ثابت بلوی نے انہیں اپنے ہاں ٹھیرایا، پھر وہی ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یہ میری قوم کے لوگ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے اور تیری قوم کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے محاسن اسلام بیان فرمائے جسے سن کر تمام ارا کین وفد حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

وَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكُمْ لِلْإِسْلَامِ، فَكُلُّ مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ فِي النَّارِ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا ہر طرح کی حمد وثنا اس ذات کے لیے ہے جس نے تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین پر مرے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

فَقَالَ لَهُ أبو الضبيب شَيْخُ الْوَفْدِ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي رَغْبَةً فِي الضِّيَافَةِ، فَهَلْ لِي فِي ذَلِكَ أَجْرٌ؟قَالَ: نَعَمْ، وَكُلُّ مَعْرُوفٍ صَنَعْتَهُ إِلَى غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ فَهُوَ صَدَقَةٌ، قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: مَا وَقْتُ الضِّيَافَةِ؟قَالَ: ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ،فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لِلضَّيْفِ أَنْ يُقِيمَ عِنْدَكَ فَيُحْرِجَكَ

وفد کے قائد بوڑھا آدمی ابو الضبیب نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے مہمانی کا بڑا شوق ہے کیا اس میں میرے لئے کوئی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اس میں بھی اجر ہے، امیر یا فقیر جس پر بھی تو احسان کرے گا وہ صدقہ ہے، اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کسی مہمان کی کتنے دن تک ضیافت کی جاسکتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا مہمانی تین دن ہے، اس نے عرض کیا اس کے بعد کیا ہے؟ فرمایا پھر خیرات ہے، مہمان کے لئے جائز نہیں کہ اس سے زیادہ مدت تک تمہارے پاس ٹھیرا رہے اور میزبان کو تنگی میں ڈالے،

قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: أَرَأَيْتَ الضَّالَّةَ مِنَ الْغَنَمِ أَجِدُهَا فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ؟قَالَ: هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ، قَالَ: فَالْبَعِيرِ؟قَالَ: مَا لَكَ وَلَهُ؟ادَعْهُ حَتَّى يَجِدَهُ صَاحِبُهُ

اس نے پھر پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کسی نامعلوم شخص کی گمشدہ بکری مل جائے تو اس بارے میں کیا کیا جائے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ تمہارے لئے ہے یا تمہارے بھائی کے لئے ہے یا پھر بھیڑیئے کے لئے ہے، اس نے اسی سے ملتا جلتا سوال کیا گمشدہ اونٹ کے متعلق کیا کیا جائے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا تمہیں اس سے کیا واسطہ؟ اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ اسکا مالک اسے پالے،

قَالَ رويفع: ثُمَّ قَامُوا فَرَجَعُوا إِلَى مَنْزِلِي، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَنْزِلِي يَحْمِلُ تَمْرًا فَقَالَ:اسْتَعِنْ بِهَذَا التَّمْرِ ، وَكَانُوا يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَمِنْ غَيْرِهِ، فَأَقَامُوا ثَلَاثًا، ثُمَّ وَدَّعُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَجَازَهُمْ وَرَجَعُوا

إِلَى بِلَادِهِمْ

رویفع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر یہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میرے گھر واپس آ گئے، فرماتے ہیں اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے کھجوروں کا ایک بوجھ خود اٹھا کر لا رہے ہیں، اور فرمایا ان کھجوروں سے ان کی دعوت کرنے کی سکت پیدا کرو، وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم دیکھ کر ششدر رہ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین دن مہمان رکھا اور پھر ہر ایک کو انعام و اکرام دے کر رخصت کیا اور وہ اپنے علاقہ کی طرف لوٹ گئے۔[1]

وفد بنی عقیل بن کعب:

یہ قبیلہ ہوزان کے بطن عامر بن صعصعہ کی ایک شاخ تھا۔

وَفَدَ مِنَّا مِنْ بَنِي عَقِيلٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيعُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ خَفَاجَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَقِيلٍ. وَمُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَعْلَمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ ربيعة عَقِيلٍ. وَأَنَسُ بْنُ قَيْسِ بْنِ الْمُنْتَفِقِ بْنِ عَامِرِ بْنِ عَقِيلٍ. فَبَايَعُوا وَأَسْلَمُوا وَبَايَعُوهُ عَلَى مَنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ ، فَأَعْطَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الْعَقِيقَ عَقِيقَ بَنِي عَقِيلٍ. وَهِيَ أَرْضٌ فِيهَا عُيُونٌ وَنَخْلٌ

فتح مکہ کے بعد بنو عقیل بن کعب سے ربیع بن معاویہ، مطرف رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ اور انس رضی اللہ عنہ بن قیس پر مشتمل تین رکنی وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور آپ کے دست مبارک پر اپنی اور اپنے قبیلے کے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کی طرف سے بیعت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (مقام) عقیق بن عقیل عطا فرمایا یہ ایک زمین تھی جس میں کھجور کے درخت اور پانی کے چشمے تھے، اور ان کے لئے سرخ چمڑے پر ایک دستاویز لکھوائی جس کا متن یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا مَا أَعْطَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلم رَبِيعًا وَمُطَرَّفًا وَأَنَسًا أَعْطَاهُمُ الْعَقِيقَ مَا أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَسَمِعُوا وَأَطَاعُوا وَلَمْ يُعْطِهِمْ حَقًّا لِمُسْلِمٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ربیع، مطرف اور انس کو عقیق عطا کیا ہے، جب تک وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور سمع و اطاعت کریں اور انہیں کسی مسلمان کا حق نہیں دیا۔

فَكَانَ الْكِتَابُ فِي يَدِ مُطَرِّفٍ

یہ دستاویز مطرف رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ کے پاس تھی۔[2]

[1] زاد المعاد ۵۷۵، ۳؍۵۷۴، عیون الآثر ۲؍۳۱۵

[2] ابن سعد ۱؍۳۰۲

وفد بنی رؤاس:

قبیلہ رؤاس، بنو ہوزان کے بطن عامر بن صعصعہ کی ایک شاخ تھا۔

قَدِمَ رَجُلٌ مِنَّا يُقَالُ لَهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكِ بْنِ قَيْسِ بْنِ بُجَيْدِ بْنُ رُؤَاسِ بْنِ كِلابِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فَأَسْلَمَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَدَعَاهُمْ إِلَى الإِسْلامِ،فَقَالُوا: حَتَّى نُصِيبَ مِنْ بَنِي عَقِيلِ بْنِ كَعْبٍ مِثْلَ مَا أَصَابُوا مِنَّا،فَخَرَجُوا يُرِيدُونَهُمْ. وَخَرَجَ مَعَهُمْ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ فَأَصَابُوا فِيهِمْ ثُمَّ خَرَجُوا يَسُوقُونَ النَّعَمَ، فَأَدْرَكَهُمْ فَارِسٌ مِنْ بَنِي عَقِيلٍ يُقَالُ لَهُ رَبِيعَةُ بْنُ الْمُنْتَفِقِ بْنِ عَامِرِ بْنِ عَقِيلٍ وَهُوَ يَقُولُ:

عمرو رضی اللہ عنہ بن مالک جو قبیلہ رؤاس سے تعلق رکھتے تھے (ایک روایت کے مطابق اپنے والد کے ہمراہ) بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا پھر اپنے قبیلہ میں واپس لوٹ کر انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو بھی دعوت اسلام پیش کی، اس دعوت کے جواب میں بنو رؤاس نے عمرو رضی اللہ عنہ بن مالک سے کہا جب ہم بنی عقیل بن کعب کو اتنا نقصان پہنچا لیں گے جتنا انہوں نے ہمیں پہنچایا ہے تو پھر ہم تمہاری دعوت کو تسلیم کر لیں گے، چنانچہ وہ عمرو رضی اللہ عنہ بن مالک کے ہمراہ ہو کر بنو عقیل بن کعب پر حملہ آور ہوئے اور ان کے مویشی ہنکاتے ہوئے نکلے، بنی عقیل کے ایک سوار نے جس کا نام ربیعہ بن منتفق بن عامر بن عقیل تھا ان کو پالیا وہ یہ شعر کہہ رہا تھا۔

أَقْسَمْتُ لا أَطْعَنُ إِلا فَارِسًا إِذَا الْكُمَاةُ لَبِسُوا الْقَوَانِسَا

میں نے قسم کھائی ہے کہ سوائے سوار کے کسی کو نیزہ نہ ماروں گا جبکہ مسلم لوگ خود پہنیں

قَالَ أَبُو نُفَيْعٍ: فَقُلْتُ نَجَوْتُمْ يَا مَعْشَرَ الرَّجَّالَةِ سَائِرَ الْيَوْمِ. فَأَدْرَكَ الْعُقَيْلِيُّ رَجُلا مِنْ بَنِي عُبَيْدِ بْنِ رُؤَاسٍ. يُقَالُ لَهُ الْمُحْرِسُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رُؤَاسٍ. فَطَعَنَهُ فِي عَضُدِهِ فَاخْتَلَّهَا، فَاعْتَنَقَ الْمُحْرِسُ فَرَسَهُ وَقَالَ: يَا آلَ رُؤَاسٍ! فَقَالَ رَبِيعَةُ: رُؤَاسٌ خَيْلٌ أَوْ أُنَاسٌ؟فَعَطَفَ عَلَى رَبِيعَةَ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ

ابو نفیع بے کہا اے پیادہ گروہ! آج کے دن تو تم بچ گئے (کیونکہ تم پیادہ ہو اور یہ سوار کے قتل کی قسم کھاتا ہے) اسی عقیلی نے بنی عبید بن رؤاس کے ایک شخص کو جس کا نام محرس بن عبد اللہ بن عمرو بن عبید بن رؤاس تھا پالیا اور اس کے بازو میں نیزہ مار کر اسے بے کار کر دیا، محرس اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے اور کہا اے رؤاس والو! ربیعہ نے کہا کہ گھوڑوں کے رؤاس کو پکارتے ہو یا آدمیوں کے؟ عمرو بن مالک ربیعہ کی طرف پلٹ پڑے اور نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا،

قَالَ: ثُمَّ خَرَجْنَا نَسُوقُ النَّعَمَ. وَأَقْبَلَ بَنُو عَقِيلٍ فِي طَلَبِنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى تُرَبَةَ. فَقَطَعَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَادِي تُرَبَةَ. فَجَعَلَتْ بَنُو عَقِيلٍ يَنْظُرُونَ إِلَيْنَا وَلا يَصِلُونَ إِلَى شَيْءٍ ، فَمَضَيْنَا، قَالَ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ: فَأَسْقَطَ فِي يَدَيَّ وَقُلْتُ قَتَلْتُ رَجُلا وَقَدْ أَسْلَمْتُ وَبَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

ابو نفیع نے کہا کہ ہم لوگ مویشیوں کو ہنکاتے ہوئے نکلے بنی عقیل ہماری تلاش میں آ گئے یہاں تک کہ ہم لوگ وادی تربہ پہنچ گئے، وادی

تربہ نے ہمارے اور ان کے درمیان سلسلہ منقطع کر دیا، بنی عقیل ہماری طرف دیکھ رہے تھے مگر کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتے تھے، پھر ہم لگاتار چل پڑے، عمرو رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے ہیں میں حیران تھا کہ میں نے بنو عقیل کا ایک آدمی قتل کر دیا ہے حالانکہ میں نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عمرو رضی اللہ عنہ بن مالک کے اس فعل پر ناراضگی کا اظہار فرمایا، عمرو رضی اللہ عنہ بن مالک کو بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ناراضگی کا علم ہو گیا،

فَشَدَدْتُ يَدِيَّ فِي غُلٍّ إِلَى عُنُقِي ثُمَّ خَرَجْتُ أُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَقَدْ بَلَغَهُ ذَلِكَ. فَقَالَ: لَئِنْ أَتَانِي لَأَضْرِبَنَّ مَا فَوْقَ الْغُلِّ مِنْ يَدِهِ ،قَالَ: فَأَطْلَقْتُ يَدِيَّ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَعْرَضَ عَنِّي ،فَأَتَيْتُهُ عَنْ يَمِينِهِ فَأَعْرَضَ عَنِّي. فَأَتَيْتُهُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الرَّبَّ لَيُتَرَضَّى فَيَرْضَى فَارْضَ عَنِّي. رَضِيَ اللهُ عَنْكَ، قَالَ: قَدْ رَضِيتُ عَنْكَ

چنانچہ انہوں نے اپنا ہاتھ اپنی گردن کے طوق سے باندھ دیا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ اگر یہ (عمرو بن مالک) میرے پاس آئیں گے تو میں طوق او پر ضرور ماروں گا، کہتے ہیں میں نے اپنا ہاتھ کھول دیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میری طرف سے اعراض فرمایا، میں داہنی طرف سے آیا اور سلام کہا مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دوبارہ منہ پھیر لیا اور جب میں باہنی طرف سے آیا تو آپ نے اپنا چہرہ مبارک موڑ لیا، میں بائیں طرف سے آیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اللہ بھی راضی ہو جاتا ہے (یعنی خطا کاروں کی خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے) آپ بھی مجھ سے راضی ہو جائیں اللہ آپ سے راضی ہو گا، اب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم راضی ہو گئے اور فرمایا میں تجھ سے راضی ہو گیا ہوں۔[1]

وفد بنی جیشان:

جیشان عرب کا ایک غیر معروف قبیلہ تھا، بعض اہل سیر کے مطابق اس کا تعلق یمن سے تھا بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قحطانی قبیلہ تھا۔

قَالَ: قَدِمَ أَبُو وَهْبٍ الْجَيْشَانِيُّ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَسَأَلُوهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تَكُونُ بِالْيَمَنِ،قَالَ: فَسَمُّوا لَهُ الْبِتْعَ مِنَ الْعَسَلِ وَالْمِزْرَ مِنَ الشَّعِيرِ،فقال رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَسْكَرُونَ مِنْهَا؟قَالُوا: إِنْ أَكْثَرْنَا سَكِرْنَا،قَالَ: فَحَرَامٌ قَلِيلُ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ،وَسَأَلُوهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتَّخِذُ الشَّرَابَ فَيَسْقِيهِ عُمَّالَهُ،فَقَالَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

فتح مکہ کے بعد بنو جیشان کا ایک وفد ابو وہب الجیشانی کی سر کردگی میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یمن میں استعمال کی جانے والی دو شرابوں کے بارے میں دریافت کیا ایک شراب شہد سے تیار کی جاتی تھی اور دوسری جو سے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے دریافت کیا کیا ان کے پینے سے تمہیں نشہ ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اگر زیادہ مقدار میں پیئیں تو نشہ ہو جاتا ہے ، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جس چیز کے زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے، پھر اہل وفد نے سوال کیا اس شخص کے بارے میں

[1] ابن سعد ۲۳۰؍۱، اسد الغابة ۲۹۳؍۵

آپ کا کیاارشاد ہے جو شراب بناتااور اپنے کارندوں کو پلاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے،اس وفد کے بارے میں اس سے زیادہ معلومات نہیں ملتیں۔[1]

وفد بنی تغلب:

یہ ایک بڑا عدنانی قبیلہ تھا،اور جزیرۃ العرب کے شمال مشرق میں اس تجارتی راستے پر آباد تھا جو عرب سے عراق کو جاتا ہے،اس قبیلے نے نصرانیت قبول کرلی تھی،اس کی بعض شاخیں عراق میں بخارااور نصیبین کے نواح میں آباد تھیں۔

قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِي تَغْلِبَ سِتَّةَ عَشَرَ رَجُلا مُسْلِمِينَ وَنَصَارَى عَلَيْهِمْ صُلُبُ الذَّهَبِ،فَنَزَلُوا دَارَ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ،فَصَالَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّصَارَى عَلَى أَنْ يُقِرَّهُمْ عَلَى دِينِهِمْ عَلَى أَنْ لا يُصْبِغُوا أَوْلادَهُمْ فِي النَّصْرَانِيَّةِ، وَأَجَازَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهُمْ بِجَوَائِزِهِمْ

فتح مکہ کے بعد بنو تغلب کاایک سولہ رکنی وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا،وفد کے اراکین میں سے کچھ لوگ پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے،جبکہ کچھ نصاریٰ(عیسائی) تھے جنہوں نے اپنے سینوں پر طلائی صلیبیں سجا رکھی تھیں،رسول اللہ ﷺ نے اس وفد کو رملہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے گھر ٹھہرایا،وفد کے مسلمان اراکین نے تو آپ ﷺ کی بیعت کو شرف حاصل کیااور دین اسلام کے احکامات سیکھے لیکن نصاریٰ بدستور اپنے دین پر قائم رہے اور صرف صلح کی درخواست کی،رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ اپنی اولاد کو نصرانیت کے رنگ میں نہیں رنگیں گے،جب یہ وفد واپس جانے لگا تو سید الامم ﷺ نے وفد کے مسلمان اراکین کو عطیات سے نوازا۔[2]

وفد بنی کلاب:

بنو کلاب کانام متعدد عدنانی قبائل کے لئے بولا جاتا ہے،بنو کلاب کے جو لوگ حاضر خدمت ہوئے تھے وہ کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کی اولاد سے تھے یہ قبیلہ بنو ہوزان کاایک بطن تھا۔

قَدِمَ وَفْدُ بَنِي كِلابٍ فِي سَنَةِ تِسْعٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ ثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلا فِيهِمْ لَبِيدُ بْنُ رَبِيعَةَ. وَجَبَّارُ بْنُ سَلْمَى، فَأَنْزَلَهُمْ دَارَ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ،وَكَانَ بَيْنَ جَبَّارٍ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ خُلَّةٌ. فَبَلَغَ كَعْبًا قُدُومُهُمْ فَرَحَّبَ بِهِمْ وَأَهْدَى لِجَبَّارٍ وَأَكْرَمَهُ ، وَخَرَجُوا مَعَ كعب فدخلوا على رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ بِسَلامِ الإِسْلامِ وَقَالُوا: إِنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ سُفْيَانَ سَارَ فِينَا بِكِتَابِ اللهِ وَبِسُنَّتِكَ الَّتِي أَمَرْتَهُ. وَإِنَّهُ دَعَانَا إِلَى اللهِ فَاسْتَجَبْنَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ. وَإِنَّهُ أَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَرَدَّهَا عَلَى فُقَرَائِنَا

نو ہجری میں بنو کلاب کاایک تیرہ رکنی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا،اراکین وفد میں جبار رضی اللہ عنہ بن سلمیٰ اور عرب کے نامور شاعر لبید رضی اللہ عنہ

[1] ابن سعد ۲۶۹؍۱

[2] ابن سعد۲۳۹؍۱،البداية والنهاية ۱۰۸؍۵، السيرة النبوية لابن كثير۱۷۸؍۴

بن ربیعہ بھی شامل تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس وفد کو رملہ بنت حارث کے گھر پر ٹھیرایا، جبار بن سلمیٰ اور اور انصار کے مشہور شاعر کعب بن مالک میں دوستی تھی جب کعب کو ان لوگوں کے آنے کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے ان لوگوں کو خوش آمدید کہا جبار کو ہدیہ دیا اور ان کی خوب خاطر تواضع کی، یہ لوگ کعب کے ہمراہ نکلے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور اسلامی طریقے کے مطابق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سلام کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ کی طرف سے ضحاک بن سفیان ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور آپ کی وہ سنت لے کر پہنچے جس کا آپ نے انہیں حکم دیا ہے، انہوں نے ہمیں دین حق کی دعوت دی چنانچہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو قبول کر لیا، ضحاک بن سفیان نے ہمارے اغنیاء سے صدقہ وصول کیا اور اسے ہمارے فقراء و مساکین پر تقسیم کر دیا۔[1]

سریہ علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن مجزز مدلجی (جدہ کی طرف)

ربیع الآخر نو ہجری (جولائی ۶۳۰ء)

فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْحَبَشَةِ تَرَايَاهُمْ أَهْلُ جَدَّةَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ علقمة بن مجزز فِي ثَلَاثِمِائَةٍ، فَانْتَهَى إِلَى جَزِيرَةٍ فِي الْبَحْرِ وَقَدْ خَاضَ إِلَيْهِمُ الْبَحْرَ فَهَرَبُوا مِنْهُ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اطلاع ملی کہ حبشہ کے کچھ آدمیوں کو اہل جدہ نے مسلمانوں کے خلاف اپنا ہم نوا بنا لیا ہے، اور وہ ایک جزیرہ میں جمع ہو کر اہل مکہ کے خلاف ڈاکہ زنی کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ربیع الاول نو ہجری کو علقمہ بن مجزز مدلجی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو تین سو مجاہدین پر امیر مقرر فرما کر ان کے مقابلے کے لئے ساحل جدہ کی طرف روانہ کیا، علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے بحیرہ قلزم کے اس جزیرے کی طرف پیش قدمی کی مگر جیسے ہی حبشیوں کو مجاہدین کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ وہاں سے فرار ہو گئے۔[2]

فَلَمَّا رَجَعَ تَعَجَّلَ بَعْضُ الْقَوْمِ إِلَى أَهْلِهِمْ فَأَمَّرَ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ ابْنَ حُذَافَةَ السَّهْمِيَّ،فَغَضِبَ، فَقَالَ: أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا فَجَمَعُوا،فَقَالَ: أَوْقِدُوا نَارًا، فَأَوْقَدُوهَا، فَقَالَ: ادْخُلُوهَا ،فَهَمُّوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا، وَيَقُولُونَ: فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ، فَسَكَنَ غَضَبُهُ،فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ،الطَّاعَةُ فِي المَعْرُوفِ

مقابلہ سے واپسی پر کچھ مسلمانوں نے اپنے اہل و عیال میں جلد واپس ہونا چاہا، علقمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے انہیں اجازت دے دی اور عبداللہ بن حذافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو ان پر امیر مقرر کر دیا، راستے میں کسی بات پر امیر دستہ کو غصہ آ گیا، عبداللہ بن حذافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ان لوگوں سے کہا کیا تم پر میری اطاعت لازم نہیں ہے، سب مجاہدین نے کہا بیشک آپ کی اطاعت ہم پر لازم ہے، عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا تو پھر لکڑیاں جمع کرو، لوگوں نے لکڑیاں جمع کر دیں، پھر امیر دستہ نے کہا آگ جلاؤ، انہوں نے آگ جلا دی، پھر امیر دستہ نے کہا اس آگ میں چھلانگ لگا دو، اس حکم پر بعض

[1] ابن سعد ۲۲۸؍۱

[2] فتح الباری ۵۸؍۸، ابن سعد ۱۲۳؍۲، زادالمعاد ۴۵۲؍۳، عیون الآثر ۲۵۷؍۲، مغازی واقدی ۹۸۴؍۳

لوگ آگ کے گرد جمع ہو گئے (اور بعض نے تعمیل سے انکار کر دیا بلکہ وہ دوسروں کو بھی) تعمیل سے روکتے رہے، انہوں نے کہا ہم آگ ہی سے تو بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے ہیں (اور اب خودکشی کر کے کیوں دوزخ کی آگ میں چلے جائیں) اس بحث وتمحیص میں آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امیر لشکر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا، جب یہ خبر نبی اکرم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے، پھر آپ نے ان لوگوں کی تعریف کی جنھوں نے آگ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا، اس کے بعد فرمایا اطاعت تو صرف معروف کاموں میں ہے، اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔[1]

سریہ عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن اسدی (جناب کی طرف)

ربیع الآخر نو ہجری (جولائی ۶۳۰ء)

سرية عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيِّ إِلَى الْجِبَابِ أَرْضُ عَذْرَةَ وَبَلَى

رسول اللہ ﷺ نے عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو عذرہ (قحطانی قبیلہ کی ایک شاخ) اور بلی (یہ قحطانی قبیلہ بھی قضاعہ کی ایک شاخ ہے) کی طرف روانہ فرمایا جو کے آس پاس رہتے تھے، چنانچہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کی۔[2]

کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر بن ابی سلمی مزنی کا اسلام قبول کرنا

کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر اور ان کے بھائی بجیر رضی اللہ عنہ بن زہیر دونوں بڑے فاضل شعراء میں سے تھے، جس زمانے میں ان دونوں بھائیوں کی شاعری کی شہرت نجد سے نکل کر عرب کے دور دراز گوشوں تک جا پہنچی تھی، اسلام کی نور ہدایت نے بھی عرب کے گوشے گوشے کو منور کرنا شروع کر دیا تھا، کعب رضی اللہ عنہ اور بجیر رضی اللہ عنہ کے کانوں تک بھی دعوت توحید کی آواز پہنچی مگر وہ اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے، بلکہ کعب رضی اللہ عنہ نے اسلام کی پرزور مخالفت کی اور رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہے، ذلقیعدہ ۶ ہجری صلح حدیبیہ کے کچھ عرصہ بعد کعب رضی اللہ عنہ اور بجیرہ رضی اللہ عنہ اپنے وطن سے نکل کر مقام ابرق العزاف میں آئے (یاقوت حموی کا بیان ہے کہ ابرق العزاف بنی اسد بن خزیمہ کا ایک مشہور چشمہ اور پانی کا گھاٹ تھا، یہ مقام بصرہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے راستے میں آتا ہے) یہاں بجیر رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے کہا تم یہیں ٹھہرے رہو اور اپنی بھیڑ بکریوں کی نگرانی کرو میں مدینہ منورہ جا کر قریش کے اس شخص سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں، چنانچہ بجیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر بلا تامل مشرف بہ اسلام ہو گئے، اور مدینہ طیبہ میں ہی سکونت اختیار کر لی اور کعب کو اپنے قبول اسلام کی اطلاع دی، اور انہیں بھی دین حق قبول کرنے کا مشورہ دیا، لیکن کعب نے اسلام قبول کرنے کے بجائے کچھ اور ہجویہ اشعار کہہ ڈالے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ سَرِيَّةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ: إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِ ۴۳۴۰، صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ عن علی ۴۷۶۶

[2] ابن ہشام ۲۵۸/۲

مَنْ مُبلِغٌ عَنِّي بُجَيْرًا رِسَالَةً عَلَى أَيِّ شَيْءٍ وَيبَ غَيْرِكَ دَلَّكَا

بجیر کو میرا یہ پیغام کون پہنچائے گا آخر کس چیز نے تمہیں غیروں کی تباہی و ہلاکت اپنے سر لینے پر مجبور کیا۔

عَلَى خُلُقٍ لَمْ تُلْفِ أُمًّا وَلَا أَبًا عَلَيْهِ وَلَمْ تُدْرِكْ عَلَيْهِ أَخًا لَكَا

تم نے وہ وطیرہ اختیار کر لیا جو نہ تیرے ماں باپ کا تھا اور نہ تمہارے بھائی نے اسے اختیار کیا۔

سَقَاكَ بِهَا الْمَأْمُونُ كَأْسًا رَوِيَّةً فَأَنْهَلَكَ الْمَأْمُونُ مِنْهَا وَعَلَّكَا

مامون نے تمہیں کوئی (نشے کا) بھر پور پیالہ پلا دیا ہے اور مامون نے تو تمہیں اس پیالے سے خوب سیراب کیا ہے۔[1]

بجیر رضی اللہ عنہ نے جواب میں اپنے بھائی کعب کو یہ اشعار لکھے۔

مَنْ مُبلِغٌ كَعْبًا فَهَلْ لَكَ فِي الَّتِي تَلُومُ عَلَيْهَا بَاطِلًا وَهْيَ أَحْزَمُ

کون شخص جا کر کعب کو میرا یہ پیغام پہنچائے گا اور اس سے پوچھے گا کہ جس دین کی تم مذمت کرتے ہو اس میں آخر کون سی بات غلط ہے، وہ دین تو سراسر بھلائی ہے

إِلَى اللهِ (لَا الْعُزَّى وَلَا اللاتِ) وَحْدَهُ فَتَنْجُو إِذَا كَانَ النَّجَاءُ وَتَسْلَمُ

نجات کی طرف لے جانے والا صرف اللہ کا راستہ ہے، عزیٰ اور لات کے راستے نہیں، اگر نجات اور سلامتی چاہتے ہو تو اللہ کے راستے پر چل کر حاصل کرو

لَدَى يَوْمِ لَا يَنْجُو وَلَيْسَ بِمُفْلِتٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا طَاهِرُ الْقَلْبِ مُسْلِمُ

ایک دن یقیناً آنے والا ہے جب پاکباز اور نیک دل مسلمان کے سوا کوئی نجات نہ پا سکے گا

فَدِينُ زُهَيْرٍ وَهُوَ لَا شَيْءَ دِينُهُ وَدِينُ أَبِي سُلْمَى عَلَيَّ مُحَرَّمٍ

ہمارے باپ زہیر کا دین بے حقیقت تھا اور اسی طرح (ہمارے دادا) ابی سلمی کا (باطل) دین بھی مجھ پر حرام ہے۔[2]

چنانچہ دونوں بھائیوں کی راہیں جدا جدا ہو گئیں، بجیر رضی اللہ عنہ راہ حق کے جانباز سپاہی بن گئے، اور کعب مکہ مکرمہ واپس جا کر مشرکین مکہ سے مل گئے اور اسلام کے خلاف معاندانہ سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے، وہ اپنے اشعار میں مسلمانوں کی ہجو کرتے اور مشرکین کو اہل حق کے خلاف خوب اشتعال دلاتے تھے، بجیر رضی اللہ عنہ بن زہیر غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں رسول اللہ ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ کعب کی رسول اللہ ﷺ اور عام مسلمانوں کی ہجو کرنا، مسلم خواتین کے بارے میں عشقیہ اشعار کہنا، مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانا، رسول اللہ ﷺ کی ایذا پہنچانے کا منصوبہ بنانا اور آپ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب جیسے جرائم کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے کعب

[1] الاصابة فی تمییز الصحابة ۵/۴۴۳، اسد الغابة ۴/۴۴۹، الاستیعاب ۳/۱۳۱۴

[2] ابن ھشام ۲/۵۰۲

کو واجب القتل قرار دے دیا

قَالَ: خَرَجَ كَعْبٌ وَبُجَيْرٌ ابْنَا زُهَيْرٍ حَتَّى أَتَيَا أَبْرَقَ الْعَزَّافِ ، وَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّائِفِ كَتَبَ بجير بن زهير إِلَى أَخِيهِ كعب يُخْبِرُهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ رِجَالًا بِمَكَّةَ مِمَّنْ كَانَ يَهْجُوهُ وَيُؤْذِيهِ، وَأَنَّ مَنْ بَقِيَ مِنْ شُعَرَاءِ قُرَيْشٍ ابن الزبعرى وهبيرة بن أبي وهب، قَدْ هَرَبُوا فِي كُلِّ وَجْهٍ، فَإِنْ كَانَتْ لَكَ فِي نَفْسِكَ حَاجَةٌ فَطِرْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَا يَقْتُلُ أَحَدًا جَاءَهُ تَائِبًا مُسْلِمًا، وَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَانْجُ إِلَى نَجَائِكَ مِنْ الْأَرْضِ

فتح مکہ کے وقت جب اسے علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم فرما دیا ہے تو ڈر کر بھاگ گیا اور مقام ابرق العزاف میں جا ٹھہرا (مَاء لبنى أسد فِي طَرِيق القاصد إِلَى الْمَدِينَة من الْبَصْرَة یہ مدینہ منورہ اور بصرہ کے درمیان قاصدوں کی گزرگاہ تھی اور بنی اسد کی پانی کی جگہ تھی) علامہ ابن خلدون کا بیان ہے کہ کعب فتح مکہ کے بعد نجران کی طرف فرار ہو گئے تھے، بجیر رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ ان کا بھائی بھی اسلام کی بے بہا نعمت سے بہرہ مند ہو جائے اور اچانک قتل نہ ہو جائے، چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے تو بجیر رضی اللہ عنہ بن زہیر نے کعب کو ایک خط لکھ کر اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ان شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کو ایذا پہنچایا کرتے تھے، اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب بھاگ گئے ہیں اور ان کا کہیں پتہ نہیں ہے، اس لئے اگر تمہارا دل چاہے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کر لو کیونکہ آپ کی خدمت میں جو شخص تائب ہو کر حاضر ہو جاتا ہے آپ اسے قبول فرما لیتے ہیں، اور اس کی گزشتہ خطاؤں سے درگزر فرماتے ہیں، اگر یہ بات تمہارا دل قبول نہ کرے تو اپنی نجات کی کوئی جگہ تلاش کر لو، کعب نے مختلف قبیلوں میں پناہ لینے کی کوشش کی مگر کسی قبیلے نے بھی انہیں پناہ دینے کی ہامی نہ بھری، اب انہیں زمین خود پر تنگ محسوس ہونے لگی اور عافیت اسی میں نظر آئی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی مدح کرے۔

کعب بن زہیر بارگاہ نبوت میں کس طرح حاضر ہوئے اس سلسلہ میں پانچ مختلف روایات ہیں۔

ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلَ عَلَى رَجُلٍ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ مَعْرِفَةٌ، مِنْ جُهَيْنَةَ، كَمَا ذُكِرَ لِي، فَغَدَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ، فَصَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَشَارَ لَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَذَا رَسُولُ اللهِ، فَقُمْ إِلَيْهِ فَاسْتَأْمِنْهُ. فَذُكِرَ لِي أَنَّهُ قَامَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى جَلَسَ إِلَيْهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ كَعْبَ بْنَ زُهَيْرٍ قَدْ جَاءَ لِيَسْتَأْمِنَ مِنْكَ تَائِبًا مُسْلِمًا، فَهَلْ أَنْتَ قَابِلٌ مِنْهُ إِنْ أَنَا جِئْتُكَ بِهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ

○ کعب نے مدینہ پہنچ کر جہینہ کے اپنے ایک واقف کار شخص کے ہاں قیام کیا، اس شخص نے صبح کی نماز کے بعد کعب کو رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں پیش کیا پھر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں کھڑے ہو کر ان سے امان طلب فرمائیں چنانچہ وہ آپ کی طرف بڑھا اور آپ کے سامنے اس حالت میں بیٹھا کہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا، آپ ﷺ کعب کو پہچانتے نہیں تھے یہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اجنبی بن کر عرض کیا اے اللہ کے رسول (ﷺ) کعب بن زہیر تائب اور مسلمان ہو کر آنا چاہتا ہے اگر میں اس کو آپ کی خدمت میں لے آؤں تو کیا آپ اسے امان دے دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں اگر وہ سچے دل سے ایمان لے آئے اور گزشتہ خطاؤں سے توبہ کرلے تو اس کو امان ہے، اس پر کعب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں گنہگار ہی کعب بن زہیر ہوں، میں اسلام قبول کرتا ہوں آپ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ [1]

فأتى أبا بكر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فاستجاره، فقال: أكره أن أجير على رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وقد أهدر دمك، فأتى عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فقال له مثل ذلك، فأتى علياً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فقال: أدلك على أمرٍ تنجو به. قال: وما هو؟ قال: تصلي مع رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فإذا انصرف فقم خلفه، وقل: يدك يَا رَسُولَ اللهِ أبايعك! فإنه سيناولك يده من خلفه، فخذ يده فاستجره، فإني أرجو أن يرحمك، ففعل، فلما ناوله رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يده استجاره

○ کعب نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پناہ طلب کی انہوں نے فرمایا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے خلاف پناہ نہیں دے سکتا رسول اللہ ﷺ نے تمہارے قتل کا حکم فرمایا ہے، اس کے بعد وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ کے خواستگار ہوئے انہوں نے بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح کہا اور پناہ دینے سے انکار کر دیا، پھر وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے پاس گئے انہوں نے بھی پناہ دینے کی ہامی نہ بھری البتہ انہیں مشورہ دیا کہ تم مسجد میں جا کر رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھو اور نماز کے بعد آپ کی خدمت میں عرض کرو اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اسلام قبول کیا ہے اور اب آپ کی بیعت چاہتا ہوں آپ اپنا دست مبارک بڑھائیں گے تو تم اسے تھام کر امان طلب کرنا، کعب رضی اللہ عنہ نے ان کے مشورہ پر عمل کیا اور معافی پائی۔ [2]

قَالَ كَعْبٌ: فَأَنَخْتُ رَاحِلَتِي بِبَابِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَعَرَفْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصِّفَةِ، فَتَخَطَّيْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَأَسْلَمْتُ، فَقُلْتُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، الْأَمَانَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: وَمَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ، قَالَ: الَّذِي يَقُولُ ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ:كَيْفَ يَا أَبَا بَكْرٍ، فَأَنْشَدَهُ أَبُو بَكْرٍ

○ کعب کہتے ہیں میں نے مسجد نبوی کے دروازے پر اپنی سانڈنی (اونٹنی) بٹھائی اور مسجد میں داخل ہوا اس وقت رسول اللہ ﷺ ایک چبوترے میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے، آپ ﷺ کبھی ایک جانب متوجہ ہوتے

---

[1] ابن ہشام ۲٫۵۰۱

[2] جمهرة اشعار العرب ۱٫۳۶

اور کبھی دوسری جانب، میں آپ کی خدمت میں جا کر بیٹھ گیا اور کلمہ شہادت اشھد ان لاالٰہ الااللہ و انک محمد رسول اللہ پڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں امان کا طالب ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کون ہو؟ اس نے عرض کیا میں کعب بن زہیر ہوں، اچھا تو تم وہی ہو جس نے اشعار کہے تھے، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! اس نے کیا کہا تھا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تعمیل ارشاد کی، جب تیسرے شعر کا دوسرا مصرع پڑھا

وَأَنْهَلَكَ الْمَأْمُورُ مِنْهَا وَعَلَّكَا

تو کعب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ مصرع یوں ہونا چاہیے تھا

فَأَنْهَلَكَ الْمَأْمُونُ مِنْهَا وَعَلَّكَا

مامون نے تجھے اس پیالے سے خوب سیراب کیا ہے،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَأْمُونٌ وَاللهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم مامون ہی درست ہے، پھر ارشاد ہوا کہ تم کو امان ہے اور تم بھی اب مامون ہو۔ [1]

فقدم على رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فبدأ بأبي بكر، فلما سلّم النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من صلاة الصّبح جاء به وهو متلثّم بعمامته، فقال: يَا رَسُولَ اللهِ، هذا رجل جاء يبايعك على الإسلام، فبسط النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يده، فحسر كعب عن وجهه، وقال: هذا مقام العائذ بك يَا رَسُولَ اللهِ،أَنَا كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ

○ مدینہ منورہ پہنچ کر کعب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دوسرے دن نماز فجر کے بعد کعب کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا اس وقت کعب نے چہرہ اپنی پگڑی سے ڈھانک رکھا تھا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ شخص اسلام لانا چاہتا ہے اور آپ کی بیعت کا شرف حاصل کرنے کا متمنی ہے، یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک آگے بڑھا دیا، کعب کلمہ توحید پڑھنے کے بعد آپ کی بیعت کر چکے تو انہوں نے اپنا ڈھکا ہوا چہرہ کھول دیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کعب بن زہیر ہوں اور امان کا خواستگار ہوں۔ [2]

علامہ ابن کثیر نے کعب رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ واقعہ اس طرح نقل کیا ہے۔

قَالَ كَعْبٌ: فأنخت رَاحِلَتِي بِبَاب الْمَسْجِدَ [ثمّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ] فَعَرَفْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم بِالصّفةِ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَيْهِ فَأَسْلَمْتُ وَقُلْتُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ الْأَمَانَ يَا رَسُولَ اللهِ.قَالَ: وَمَنْ أَنْت؟ قَالَ: كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ.قَالَ:الَّذِي يَقُولُ ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَيْفَ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَأَنْشَدَهُ أَبُو بكر: سقاك بِهَا الْمَأْمُون كَأسا رَوِيَّةٍ * وَأَنْهَلَكَ الْمَأْمُورُ مِنْهَا وَعَلَّكَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا قُلْتُ هَكَذَا قَالَ:

---

[1] دلائل النبوة للبيهقي۵/۲۰۷،الاصابة فى تميز الصحابة۵/۴۴۳، اسد الغابة۴/۴۴۹

[2] الشعراوالشعراء لابن بن قتيبه۱/۲۵۳

فَكَيْفَ قلت؟ قَالَ قلت: سقاك بها الْمَأْمُون كأسا رَوِيَّةٍ * وَأَنْهَلَكَ الْمَأْمُونُ مِنْهَا وَعَلَّكَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَأْمُونٌ وَاللهِ

○ کعب کہتے ہیں میں نے مسجد نبوی کے دروازے پر اپنی سانڈنی (اونٹنی) بٹھائی اور مسجد میں داخل ہوا اس وقت رسول اللہ ﷺ ایک چبوترے میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے، آپ ﷺ کبھی ایک جانب متوجہ ہوتے اور کبھی دوسری جانب، میں آپ کی خدمت میں جا کر بیٹھ گیا اور کلمہ شہادت اشھد ان لاالٰہ الا اللہ وانک محمد رسول اللہ پڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا، پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کعب بن زہیر ہوں اور امان کا طالب ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تو تم وہی ہو جس نے یہ شعر کہے تھے، پھر آپ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے وہ اشعار پڑھنے کے لئے کہا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شعر پڑھتے ہوئے جب المامور کہا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! المامور نہیں بلکہ المامون، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم مامون ہی صحیح ہے۔[1]

ابن ہشام نے ابن اسحاق کے حوالے سے بیان کیا ہے عاصم بن عمر بن قتادہ کہتے ہیں

أَنَّهُ وَثَبَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، دَعْنِي وَعَدُوَّ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُ عَنْكَ، فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَ تَائِبًا، نَازِعًا

جب لوگوں کو علم ہوا کہ امان طلب کرنے والا کعب بن زہیر شاعر ہے جس کا خون رسول اللہ ﷺ نے ہدر کر دیا ہے تو ایک انصاری جوش میں آ گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت فرمائیں میں اللہ کے اس دشمن کی گردن اڑا دوں، رسول اللہ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ اپنے سابقہ رویہ سے تائب ہو کر ہمارے پاس آ گیا ہے اب اس سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔[2]

اب کعب رضی اللہ عنہ مسرور اور مطمئن ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ایک قصیدہ کہا ہے اگر اجازت ہو تو پیش کروں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں تم اپنے اشعار سناؤ، اس پر کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر نے آپ کو اپنا ۵۸ اشعار پر مشتمل وہ قصیدہ سنایا جو بانت سعاد (اور لامیہ کعب) کے نام سے مشہور ہے، جس کا مطلع یہ ہے۔

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَتْبُولُ	مُتَيَّمٌ إِثْرَهَا لَمْ يُفْدَ مَكْبُولُ
سعاد مجھ سے جدا ہو گئی آج میرا دل بے قراری سے کٹا جا رہا ہے،	اور وہ ایسا غلام اور قیدی ہے جسے کوئی فدیہ دے کر بھی رہائی

دلانے والا نہیں۔

وَمَا سُعَادُ غَدَاةَ الْبَيْنِ إِذْ رَحَلُوا	إِلَّا أَغَنُّ غَضِيضُ الطَّرْفِ مَكْحُولُ
جوانی کی صبح، جبکہ انہوں نے کوچ کیا	سعاد اپنی سرمگیں آنکھوں کو جھکائے ہوئے گنگنا رہی تھی
هَيْفَاءُ مُقْبِلَةً عَجْزَاءُ مُدْبِرَةً	لَا يُشْتَكَى قِصَرٌ مِنْهَا وَلَا طُولُ

[1] دلائل النبوة للبيهقى ۵/۲۰۷، البداية والنهاية ۴/۴۲۸، السيرة النبوية لابن كثير ۳/۷۰۶

[2] ابن ہشام ۲/۵۰۱

گردن دراز کیے آنے والی، لیکن عاجز ہو کر جانے والی
جس سے کوتاہ قامت ہونے یا درازی قد کی شکایت نہیں ہوتی

يَسْعَى الْغُوَاةُ جَنَابَيْهَا وَقَوْلُهُمُ
إِنَّكَ يَا ابْنَ أَبِي سلمى لَمَقْتُولُ

مفسد لوگ بغلیں بجا رہے ہیں اور ان کا کہنا یہ ہے کہ
اے ابن ابی سلمی، اب تمہیں قتل کر دیا جائے گا

وَقَالَ كُلُّ صَدِيقٍ كُنْتُ آمُلُهُ
لَا أُلْهِيَنَّكَ إِنِّي عَنْكَ مَشْغُولُ

ہر اس دوست نے جس سے مجھے اعانت کی توقع تھی
مجھ سے ہی کہا کہ مجھ سے تعاون کی توقع مت رکھو کیونکہ میں مشغول ہوں

فَقُلْتُ خَلُّوا طَرِيقِي لَا أَبًا لَكُمُ
فَكُلُّ مَا قَدَّرَ الرَّحْمَنُ مَفْعُولُ

تو میں نے کہا میرا راستہ چھوڑ و تمہارا باپ نہ ہو
رحمان نے میرے لئے جو مقدر کر رکھا ہے وہی ہو کر رہے گا

كُلُّ ابْنِ أُنْثَى وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهُ
يَوْمًا عَلَى آلَةٍ حَدْبَاءَ مَحْمُولُ

ہر عورت زاد خواہ اس کی صحت وسلامتی کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو ایک دن ضرور میت والی چارپائی پر اٹھایا جائے گا

بعض روایتوں میں ہے کہ جب کعب رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار پڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو توجہ سے سننے کے لئے ارشاد فرمایا۔

نُبِّئْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ أَوْعَدَنِي
وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ مَأْمُولُ

مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے حالانکہ (ہمیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عفو اور درگزر کی امید ہے۔

مَهْلًا هُدَاكَ الَّذِي أَعْطَاكَ نَافِلَةَ الْ
قُرْآنِ فِيهَا مَوَاعِيظٌ وَتَفْصِيلُ

ٹھہریں! اللہ آپ کی رہنمائی کرے
جس نے نبوت کے علاوہ آپ پر مواعظ اور تفصیل سے بھرا ہوا قرآن نازل فرمایا ہے

لَا تَأْخُذَنِّي بِأَقْوَالِ الْوُشَاةِ وَلَمْ
أُذْنِبْ وَلَوْ كَثُرَتْ فِيَّ الْأَقَاوِيلُ

غیبت کرنے والے لوگوں کی بنا پر میرا مواخذہ نہ کریں میرے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن میں نے کوئی گناہ نہیں کیا

لَقَدْ أَقُومُ مَقَامًا لَوْ يَقُومُ بِهِ
أَرَى وَأَسْمَعُ مَا لَوْ يَسْمَعُ الْفِيلُ

میں اس جگہ کھڑا ہوں، کاش وہ بھی اسی جگہ کھڑا ہو
جہاں میں ایسی چیزیں دیکھتا اور سنتا ہوں کہ اگر ہاتھی بھی سن لے

لَظَلَّ تُرْعَدُ مِنْ خَوْفٍ بَوَادِرُهُ
إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ رَسُولِ اللهِ تَنْوِيلُ

تو وہ خوف سے کانپنے لگے الا یہ کہ
اس کھڑے ہونے والے پر اللہ کے حکم سے رسول کی نوازش ہو

حَتَّى وَضَعْتُ يَمِينِي مَا أُنَازِعُهَا فِي كَفِّ ذِي نَقَمَاتٍ قَوْلُهُ الْقِيلُ

میں نے اپنا ہاتھ بدلہ لینے والی ہتھیلی میں دے دیا ہے جسے میں چھڑانے والا نہیں ہوں کیونکہ آپ کی بات ہی اصل بات ہے

فَلَهُوَ أَخْوَفُ عِنْدِي إِذْ أُكَلِّمُهُ وَقِيلَ إِنَّكَ مَنْسُوبٌ وَمَسْئُولُ

یہ بات میرے لئے انتہائی خوفناک ہے کہ میں آپ سے گفتگو کروں، تو کہا جائے کہ تیری طرف یہ باتیں منسوب ہیں اور تجھ سے باز پرس کی جائے گی

مِنْ ضَيْغَمٍ بِضَرَاءِ الْأَرْضِ مُخْدَرُهُ فِي بَطْنِ عَثَّرَ غِيلٌ دُونَهُ غِيلُ

اس وقت آپ میرے لئے گھنے جنگل میں رہنے والے شیر سے بھی زیادہ ہیبتناک تھے، جس کی کچھار کسی ہلاکت خیز وادی کے بطن میں واقع کسی ایسی سخت زمین میں ہو جس سے پہلے بھی ہلاکت ہی ہو

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُولُ

بلاشبہ رسول اکرم وہ نور ہیں جن کی روشنی سے اکتساب فیض کیا جاتا ہے، اور آپ اللہ کی تلواروں میں سے ایک (بے نیام) کھنچی ہوئی ہندی تلوار ہیں۔

کیونکہ مہاجرین نے کعب کی آمد پر کوئی حرکت نہیں کی تھی جبکہ انصار کے اس شخص اس پر تلوار لے کر کھڑے ہو گئے تھے اس لئے پھر کعب نے مہاجرین قریش کی تعریف کی اور انصار پر طنز کیا۔

فِي عُصْبَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ قَائِلُهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ لَمَّا أَسْلَمُوا زُولُوا

رسول اللہ ﷺ قریش کے شریف اور کریم النفس جوانمردوں کی جماعت میں مبعوث ہوئے جب وہ جماعت اسلام لائی (اور اس کو اذیتیں پہنچائی گئیں) تو ان کے ایک ترجمان نے مکہ میں اعلان کیا کہ سب لوگ ہجرت کر جائیں۔

يَمْشُونَ مَشْيَ الْجِمَالِ الزُّهْرِ يَعْصِمُهُمْ ضَرْبٌ إِذَا عَرَّدَ السُّودُ التَّنَابِيلُ

وہ سفید اونٹوں کی چال چلتے ہیں شمشیر زنی ان کی حفاظت کرتی ہے جب سیاہ رنگت والے کوتاہ قامت لوگ بھاگ جائیں

شُمُّ الْعَرَانِينِ أَبْطَالٌ لَبُوسُهُمْ مِنْ نَسْجِ دَاوُدَ فِي الْهَيْجَا سَرَابِيلُ

وہ اونچی ناکوں والے بہادر ہیں میدان جنگ میں ان کے لباس داؤد کی زرہیں ہیں

جب انہوں نے مہاجرین کی تعریف اور نصار کی مذمت کی تو انصار ان سے ناراض ہو گئے تاہم لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد جب اس سے جاہلیت کی عادت اور فخر و غرور ختم ہو گیا تو اس نے انصار کی مدح میں کہا۔

مَنْ سَرَّهُ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ — فِي مِقْنَبٍ مِنْ صَالِحِي الْأَنْصَارِ

جس شخص کو باعزت زندگی بسر کرنا پسند ہو — اسے چاہئے کہ وہ انصار کے صالح، مجاہدین کے کسی دستے میں رہے

وَرِثُوا الْمَكَارِمَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ — إِنَّ الْخِيَارَ هُمُ بَنُو الْأَخْيَارِ

انہوں نے خوبیاں آباؤ اجداد سے ورثہ میں پائی ہیں — بلاشبہ بہترین لوگ صرف انصار کی نسل کے لوگ ہیں

الْمُكْرِهِينَ السَّمْهَرِيَّ بِأَذْرُعٍ — كَسَوَالِفِ الْهِنْدِيِّ غَيْرَ قِصَارِ

یہ اپنے ہاتھوں سے سمہری نیزوں کو — جو لمبی لمبی ہندی تلواروں کے کناروں کی طرح ہیں

،خوب چلاتے ہیں۔ [1]

(حاکم کی روایت میں ہے کہ کعب نے مِنْ سُيُوفِ الهند پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح کہو مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُولُ

جب وہ قصیدہ سناتے ہوئے اس شعر پر پہنچے

إن الرسول لنور يستضاء به — مهند من سيوف الله مسلول

رمى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إليه بردة كانت عليه. وَأَنَّ مُعَاوِيَةَ بذل فيها عشرة آلاف فقال: ما كنت لأوثر بِثَوْبِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أحدا،فَلَمَّا مَاتَ كعب بَعَثَ مُعَاوِيَةُ إِلَى وَرَثَتُهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا فَأَخَذَهَا مِنْهُمْ.قَالَ وَهِيَ الْبُرْدَةُ الَّتِي عِنْدَ السَّلَاطِينِ إلى اليوم

آپ ﷺ نے اپنی بردیمانی جو اوڑھے ہوئے تھے اتار کر کعب کے کندھوں پر ڈال دی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس چادر کے عوض ابن زہیر کو دس ہزار درہم دینے چاہے، انہوں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک کو جو آپ نے مجھے عطا فرمائی ہے کسی دوسرے کو دے کر اپنے اوپر ترجیح نہیں دے سکتا پھر ان کا انتقال ہوگیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ورثہ کے پاس بیس ہزار درہم بھیج کر یہ چادر مبارک حاصل کر لی، یہ چادر مبارک بعد کو آنے والے سلاطین کے پاس منتقل ہوتی رہی جسے تمام خلفاء آج تک عید و جشن کے مواقع پر زیب تن کیا کرتے تھے، کہاجاتا ہے یہ چادر تاتاری حملہ میں ضائع ہوگئی۔ [2]

وفد بنی سعد ہذیم:

بنوسعد ہذیم قبیلہ قضاعہ کی ایک شاخ تھے، یہ لوگ مدینہ منورہ کے شمال مغرب میں کئی سو کلومیٹر کے فاصلہ پر آباد تھے۔

قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَافِدًا فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِي، وَقَدْ أَوْطَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِلَادَ غَلَبَةً، وَأَدَاخَ الْعَرَبَ، وَالنَّاسُ صِنْفَانِ: إِمَّا دَاخِلٌ فِي الْإِسْلَامِ رَاغِبٌ فِيهِ، وَإِمَّا خَائِفٌ مِنَ السَّيْفِ، فَنَزَلْنَا

[1] زاد المعاد ۴۵۷تا۴۵۹/۳، ابن هشام ۵۰۳تا۵۱۴/۲

[2] المواهب اللدنية۴۱۷/۱

نَاحِيَةً مِنَ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ خَرَجْنَا نَؤُمُّ الْمَسْجِدَ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى بَابِهِ ، فَنَجِدُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى جِنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِفَقُمْنَا نَاحِيَةً، وَلَمْ نَدْخُلْ مَعَ النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ

ابن نعمان سے مروی ہے میں اپنی قوم کی ایک جماعت کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، رسول اللہ ﷺ بلاد کو فتح کر چکے تھے اور عربوں نے آپ ﷺ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور لوگوں کی دو قسمیں ہو چکی تھیں یا تو وہ بارضا اور رغبت اسلام میں داخل ہو رہے تھے یا تلوار سے خوفزدہ ہو کر اسلام میں داخل ہو رہے تھے، چنانچہ ہم مدینہ منورہ کی ایک جانب ٹھیرے، پھر ہم مسجد نبوی میں جانے کے ارادے سے نکلے حتی کہ ہم مسجد نبوی کے دروازے تک پہنچ گئے، ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے، یہ لوگ اگرچہ پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ہم نے جنازہ میں شرکت نہ کی اور الگ ہو کر کھڑے رہے، ہم رسول اللہ ﷺ سے ملاقات اور ان سے بیعت سے پہلے یہ کرنا نہیں چاہتے تھے،

ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَفَنَظَرَ إِلَيْنَا فَدَعَا بِنَا، فَقَالَ مَنْ أَنْتُمْ؟فَقُلْنَا: مِنْ بَنِي سَعْدِ هُذَيْمٍ،فَقَالَ:أَمُسْلِمُونَ أَنْتُمْ؟ قُلْنَا: نَعَمْ،قَالَ: فَهَلَّا صَلَّيْتُمْ عَلَى أَخِيكُمْ؟قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ ظَنَنَّا أَنَّ ذَلِكَ لَا يَجُوزُ لَنَا حَتَّى نُبَايِعَكَ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيْنَمَا أَسْلَمْتُمْ فَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ،قَالُوا: فَأَسْلَمْنَا وَبَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ

رسول اللہ ﷺ جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے اور ہم لوگوں کو الگ کھڑا دیکھا تو ہمیں بلا لیا اور دریافت کیا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم قبیلہ قضاعہ کی شاخ بنو سعد ہذیم کے لوگ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم لوگ مسلمان ہو؟ ہم نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں اور بیعت کے لئے حاضر خدمت ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ میں شریک کیوں نہیں ہوئے؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے خیال کیا کہ بیعت کے بغیر ہمیں نماز میں شریک ہونے کا حق نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں بھی تم نے اسلام قبول کر لیا تو تم مسلمان ہو، ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی،

ثُمَّ انْصَرَفْنَا إِلَى رِحَالِنَا قَدْ خَلَّفْنَا عَلَيْهَا أَصْغَرَنَافَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِنَا، فَأُتِيَ بِنَا إِلَيْهِ، فَتَقَدَّمَ صَاحِبُنَا إِلَيْهِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ،فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ أَصْغَرُنَا، وَإِنَّهُ خَادِمُنَا،فَقَالَ: أَصْغَرُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ، بَارَكَ اللهُ عَلَيْهِ،قَالَ: فَكَانَ وَاللهِ خَيْرَنَا، وَأَقْرَأَنَا لِلْقُرْآنِ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ، ثُمَّ أَمَّرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَكَانَ يَؤُمُّنَا،وَلَمَّا أَرَدْنَا الِانْصِرَافَ أَمَرَ بلالا فَأَجَازَنَا بِأَوَاقٍ مِنْ فِضَّةٍ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا،فَرَجَعْنَا إِلَى قَوْمِنَا، فَرَزَقَهُمُ اللهُ الْإِسْلَامَ

ہم لوگ پھر اپنی سواریوں کی طرف گئے جہاں ہم اپنے ایک ساتھی کو سواریوں کے پاس بٹھا آئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجا چنانچہ اسے بھی آپ ﷺ کے پاس لے جایا گیا اور اس نے بھی آگے بڑھ کر آپ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی، اراکین وفد نے

رسول اللہ ﷺ کو بتلایا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ہم میں سب سے کم عمر ہے اس لئے ہماری خدمت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا چھوٹا اپنے بڑوں کا خادم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے برکت دے، راوی جمرہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کہتے ہیں اللہ کی قسم! وہ ہم میں سب سے بہتر تھا اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے ہم سے زیادہ قرآن پڑھ گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے ہم پر امیر مقرر فرمایا اور وہی ہمیں نماز پڑھاتا تھا، جب انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو انعامات دینے کا حکم فرمایا انہوں نے وفد کے ہر آدمی کو چاندی کے کئی کئی اوقیہ تحفہ دیا، چنانچہ یہ لوگ وطن واپس ہوئے تو ان کی وعظ و نصیحت سے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔[1] وأقطعه النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رمية سوطه وحضر فرسه من وادي القرى

اور نبی کریم ﷺ نے وفد کے سردار جمرہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کو وادی القریٰ میں بقدر ان کا کوڑا مارنے اور ان کا گھوڑا دوڑانے کے زمین کا ایک ٹکڑا بطور جاگیر عطا فرمایا۔[2]

وفد بنی عریض:

بنو عریض یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو وادی قریٰ میں آباد تھا، ان کا پیشہ کھیتی باڑی اور زراعت تھا انہوں نے زراعت اور آب رسانی کو بڑی ترقی دی تھی، ان کے وہاں آباد ہونے کے بعد قبائل سعد ہذیم بھی نقل مکانی کر کے وہیں آ بسے تھے، اس ہمسائیگی کی بنا پر بنو عریض اور سعد ہذیم ایک دوسرے کے حلیف بن گئے، ان کے درمیان ایک معاہدہ قرار پایا جس کی رو سے سعد ہذیم نے دوسرے قبائل کے مقابلے میں بنو عریض کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا، اور بنو عریض نے اس کے عوض سعد ہذیم کو ہر سال غلہ کی ایک مخصوص مقدار ادا کرنے کا عہد کیا، ۹ ہجری میں جب سعد ہذیم کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو یہود بنی عریض بھی (الگ وفد کی صورت میں) ان کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کچھ تحائف بھی ساتھ لائے تھے، رسول اللہ ﷺ نے سعد ہذیم کے سردار جمرہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کو زمین کا ایک ٹکڑا بطور جاگیر عطا فرمایا تو بنی عریض پر بھی از راہ شفقت یہ احسان فرمایا کہ جتنا غلہ یہ سعد ہذیم کو ادا کرتے تھے اتنا ہی غلہ بیت المال سے ہر سال ان کے لئے مخصوص فرما دیا حالانکہ بنو عریض نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، اس سلسلے میں آپ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص سے یہ فرمان لکھوا کر بنو عریض کو عنایت فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هذا كتاب من مُحَمَّد رَسُولُ اللهِ لبني عريض: طعمة من رَسُولُ اللهِ عشرة أوسق قمح، وعشرة أوسق شعير في كل حصاد، وخمسين وسقا تمر؛ يوفون في كل عام لحينه، لا يظلمون شيئا.

وكتب خالد بن سعيد

---

[1] زاد المعاد ۵۶۹،۵۷۰/۳، عيون الاثر ۳۱۰/۲، المواهب اللدنية ۵۹۲/۱

[2] اسد الغابة ۵۵۲/۱، ابن سعد ۲۶۴/۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنو عریض کے حق میں۔

کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کی مدد معاش کے لئے دس وسق گیہوں اور دس وسق جو فصل کی کٹائی کے موقع پر اور پچاس وسق کھجوریں جب بھی کھجوریں توڑی جائیں، ہر سال اپنے موسم پر ان کو پوری پوری دی جائیں اور اس دینے دلانے پر ان پر ذرا بھر بھی ظلم نہ ہونے پائے۔ وکتب خالد بن سعید۔ (۱)

وَلَمّا نَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَادِيَ الْقُرَى أَهْدَى لَهُ بَنُو عُرَيْضٍ الْيَهُودِيّ هَرِيسًا فَأَكَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَطْعَمَهُمْ أَرْبَعِينَ وَسْقًا، فَهِيَ جَارِيَةٌ عَلَيْهِمْ، تَقُولُ امْرَأَةٌ مِنْ الْيَهُودِ: هَذَا الّذِي صَنَعَ بِهِمْ مُحَمّدٌ خَيْرٌ مِمّا وَرِثُوهُ مِنْ آبَائِهِمْ، لِأَنّ هَذَا لَا يَزَالُ جَارِيًا عَلَيْهِمْ إلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ تبوک تشریف لے جا رہے تھے تو وادی القریٰ میں بنو عریض نے آپ کی خدمت میں ہریسہ پیش کیا جو رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا اور پھر وادی القریٰ کی کھجوروں کے چالیس وسق انہیں ہر سال عطا فرمائے، ایک یہودی عورت نے کہا جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ کیا یہ ان کے آباء واجداد کی وراثت سے کئی گناہ بہتر ہے کیونکہ یہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔ (۲)

وفد بنی صدف:

بنو صدف کا نام تین قحطانی قبائل کے لئے بولا جاتا ہے، ان میں سے دو قبیلے حضرمی تھے اور ایک یمانی حمیری، اس وفد کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ بنو صدف کی کس شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔

قَالُوا: قَدِمَ وَفْدُنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم وهم بَضْعَةَ عَشَرَ رَجُلا عَلَى قَلَائِصَ لَهُمْ فِي أُزُرٍ وَأَرْدِيَةٍ، فَصَادَفُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَيْنَ بَيْتِهِ وَبَيْنَ الْمِنْبَرِ، فَجَلَسُوا وَلَمْ يُسَلِّمُوا فَقَالَ: مُسْلِمُونَ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلا سَلَّمْتُمْ؟ فَقَامُوا قِيَامًا فَقَالُوا: السَّلامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ! قَالَ: وَعَلَيْكُمُ السَّلامُ! اجْلِسُوا، فَجَلَسُوا وَسَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْقَاتِ الصَّلاةِ فأخبرهم بها

فتح مکہ کے بعد دس پندرہ آدمیوں پر مشتمل بنو صدف کا ایک وفد مدینہ طیبہ آیا یہ لوگ تہبند باندھے اور چادریں اوڑھے اپنی اونٹنیوں پر سوار تھے، جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ کاشانہ اقدس اور منبر کے درمیان تشریف فرما تھے، وفد کے اراکین نے اسلامی طریقہ سے سلام کرنے کے بجائے خاموشی سے ایک طرف بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم مسلمان ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم مسلمان ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم نے سلام کیوں نہیں

(۱) مجموعة الوثائق السياسية للعهدالنبوی والخلافة۹۸/۱

(۲) مغازی واقدی۱۰۰۶/۳، امتاع الاسماع۲۹۹/۷

کیا؟ آپ کا یہ فرمان سن کر اراکین وفد کھڑے ہو گئے اور کہا اے نبی ﷺ آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو، آپ نے جواب دیا تم پر بھی سلامتی ہو اور پھر ان سے بیٹھنے کے لئے کہا، یہ لوگ بیٹھ گئے اور انہوں نے آپ سے اوقات نماز دریافت کیے جو آپ نے انہیں بتلادیئے۔ [1]

وفد بنی جعدہ:

یہ قحطانی قبیلہ تھا اور اس کی سکونت حضرموت میں تھی۔

وفد إلى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقَادُ بْنُ عَمْرِو بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ جَعْدَةَ بْنِ كَعْبٍ. وَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَلْجِ ضَيْعَةٍ وَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا. وهو عندهم

اسی سال بنی جعدہ کے ایک نمائندے رقاد رضی اللہ عنہ بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ بن کعب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور شرف اسلام سے بہرہ ور ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں فلج (یافلج افلاج میں کھیت، درخت اور چشمے تھے) میں جاگیر عطا فرمائی اور اس کے لئے انہیں ایک تحریری فرمان عنایت فرمایا جو ان لوگوں کے پاس ہے۔ [2]

واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع کا قبول اسلام

قَالُوا: وَفَدَ وَاثِلَةُ بْنُ الأَسْقَعِ اللَيْثِيُّ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَهَّزُ إِلَى تَبُوكَ فَصَلَّى مَعَهُ الصُّبْحَ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الصّبْحَ انْصَرَفَ فَيَتَصَفَّحُ وُجُوهَ أَصْحَابِهِ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ فَلَمّا دَنَا مِنْ وَاثِلَةَ أَنْكَرَهُ فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَخْبَرَهُ عَنْ نَسَبِهِ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟وَقَالَ: أتيتك لأؤمن بِاللهِ وَرَسُولِهِ

نوہجری غزوہ تبوک سے چند روز پہلے واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع لیثی يُكَنَّى أَبَا قِرْصَافَةَ وَقَدْ قِيلَ كُنْيَتُهُ أَبُو شَدَّادٍ جن کی کنیت ابوقرصافہ اور کہا جاتا ہے ابوشداد تھی قبول اسلام کی غرض سے مدینہ منورہ تشریف لائے، اور فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ادا کی، رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد اپنا چہرہ مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف کر لیتے اور غور سے ہر آدمی کا چہرہ ملاحظہ فرماتے تھے، جب واثلہ رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے اپنا نام نسب بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کس مقصد سے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور آپ کی بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں،

قَالَ: فَبَايِعْ عَلَى مَا أَحْبَبْتُ وَكَرِهْتُ،قَالَ وَاثِلَةُ:نَعَمْ، فَبَايَعَهُ

آپ نے پوچھا کیا تو اس بات پر بیعت کرتا ہے کہ ہر مہم میں شریک ہو گا خواہ تجھے پسند ہو یا ناپسند؟ واثلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ

---

[1] ابن سعد ۱/۲۴۸، البداية والنهاية ۵/۱۱۰،السيرة النبوية لابن كثير ۴/۱۸۱

[2] ابن سعد ۱/۲۳۰

کے رسول ﷺ! چنانچہ آپ نے ان سے بیعت لے لی۔ (۱)

فَقَالَ لِي :اذْهَبْ فَاغْتَسِلْ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَمَسَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي

رسول اللہ ﷺ نے واثلہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ پانی اور بیری کے پتوں سے نہاؤ اور زمانہ کفر کے بالوں کو صاف کراؤ پھر ان کے سر پر دست شفقت (۲)

وكان من أهل الصفة،فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ، فَلَقِيَ أَبَاهُ الْأَسْقَعَ فَلَمَّا رَأَى حَالَهُ قَالَ: قَدْ فَعَلْتَهَا! قَالَ وَاثِلَةُ: نَعَمْ ،قَالَ أَبُوهُ: وَاللهِ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا ،فَأَتَى أُمَّهُ، وَهُوَ مُولِي ظَهْرَهُ الشَّمْسَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتَهَا! قَالَ: نَعَمْ.وَلَامَهُ لَائِمَةً أَيْسَرَ مِنْ لَائِمَةِ أَبِيهِ وَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَسْبِقَنَا بِأَمْرٍ ،فَسَمِعَتْ أُخْتَ وَاثِلَةَ كَلَامَهُ فَخَرَجَتْ إِلَيْهِ فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ وَاثِلَةُ:أَنَّى لَكَ هَذَا يَا أُخَيَّةُ؟قَالَتْ: سَمِعْتُ كَلَامَكَ وَكَلَامَ أُمِّكَ ،وَكَانَ وَاثِلَةُ ذَكَرَ الْإِسْلَامَ وَوَصَفَهُ لِعَمِّهِ، فَأَعْجَبَ أُخْتَهُ الْإِسْلَامُ فَأَسْلَمَتْ

قبول اسلام کے بعد وہ اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے، پھر وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے ان کے والد نے جب انہیں ملے اور ان کا حال دیکھا تو پوچھا کیا تم نے اسلام قبول کرلیا ہے،واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہاہاں میں نے اسلام قبول کرلیا ہے، مگر ان کے والد کو ان کا ایمان لانا پسند نہ آیا اس نے کہااللہ کی قسم!میں کبھی تم سے نہیں بولوں گا، وہ اپنی والدہ کے پاس گئے جو ظہرہ الشمّس کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور انہیں اسلامی طریقہ سے سلام کیا،اس نے کہاتم نے اسلام قبول کرلیا ہے،واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہاہاں میں نے اسلام قبول کرلیا ہے ان کی والدہ نے انہیں برا بھلا کہامگر ان کے والد سے کم،اور کہاتمہارے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ اس معاملہ میں سبقت کرتے،ان کی بہن سعید الفطرت نے واثلہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن لی وہ ان کے پاس آئی اور اسلامی طریقہ پر سلام کیا،واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہااے میری بہن یہ کیا معاملہ ہے؟انہوں نے کہامیں نے تمہاری والداور والدہ سے تمام گفتگو سن لی ہے،واثلہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو اسلام اور اس کی صفات کا ذکر کیا،اسلام کا بیان سن کر ان کی بہن حیران ہوگئیں اور اسلام قبول کرلیا،

وَكَانَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يومئذ يَتَجَهَّزُ إِلَى تبُوكَ،وَأَقْبَلَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَجَدَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَحَمَّلَ إِلَى تَبُوكَ، وَبَقِيَ عِيرَاتٌ مِنَ النَّاسِ وَهُمْ عَلَى الشُّخُوصِ وَإِنَّمَا رَحَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قبل ذلك بيومين، فجعل ينادى بِسُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعٍ: مَنْ يَحْمِلُنِي وَلَهُ سَهْمِي! قَالَ: وَكُنْت رَجُلًا لَا رِجْلَةَ لِي، فَدَعَانِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَنَا أَحْمِلُكَ عُقْبَةً بِاللَّيْلِ وَعُقْبَةً بِالنَّهَارِ، وَيَدُكَ أُسْوَةُ يَدِي وَلِي سَهْمُكَ!قَالَ وَاثِلَةُ: نَعَمْ

اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک پر جانے کی تیاری فرما رہے تھے،واثلہ رضی اللہ عنہ بھی جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونا چاہتے تھے اس لئے وہ مدینہ منورہ چلے آئے مگر اس اثنا میں رسول اللہ ﷺ لشکر اسلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے تبوک روانہ ہو چکے تھے،رسول

---

(۱) ابن سعد ۲۳۲؍۱،مغازی واقدی۱۰۲۸؍۳، اسد الغابة ۳۹۹؍۵

(۲) پھیرا۔مستدرک حاکم۶۴۲۸

اللہ ﷺ دو یوم قبل قافلہ لے کر روانہ ہو چکے تھے مگر قافلہ کے کچھ لوگ مقام شخوص پر رہ گئے تھے، واثلہ رضی اللہ عنہ کے پاس سواری نہیں تھی لیکن انہوں نے مدینہ طیبہ کے بازار بنی قینقاع میں گھوم گھوم کر صدا لگانی شروع کی کہ کون مجھے مال غنیمت کے بدلے میں تبوک لے چلتا ہے جو مجھے وہاں لے جائے گا میں اپنا مال غنیمت کا حصہ اس کو دے دوں گا؟ اتفاق سے کعب رضی اللہ عنہ بن عجرہ انصاری بھی پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے کہا میرے ساتھ چلو میں اپنی سواری پر بٹھاؤں گا اور کھانا بھی کھلاؤں گا مگر مال غنیمت میرا ہوگا، واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے منظور ہے،

فَقَالَ وَاثِلَةُ بَعْدَ ذَلِكَ: جَزَاهُ اللهُ خَيْرًا! لَقَدْ كَانَ يَحْمِلُنِي عُقْبَتِي، وَيَزِيدُنِي وَآكُلُ مَعَهُ وَيَرْفَعُ لِي ،حَتّى إذَا بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إلَى أُكَيْدِرِ الْكِنْدِيّ بِدُومَةِ الْجَنْدَلِ خَرَجَ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فِي جَيْشِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَخَرَجْت مَعَهُ فَأَصَبْنَا فِيهَا كَثِيرًا، فَقَسَمَهُ خَالِدٌ بَيْنَنَا، فَأَصَابَنِي سِتّ قَلَائِصَ، فَأَقْبَلْت أَسُوقُهَا حَتّى جِئْت بِهَا خَيْمَةَ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فَقُلْت: أُخْرُجْ رَحِمَك اللهُ فَانْظُرْ إلَى قَلَائِصِك فَاقْبِضْهَا! فَخَرَجَ إلَيّ وَهُوَ يَتَبَسّمُ وَيَقُولُ: بَارَكَ اللهُ لَك فِيهَا! مَا حَمَلْتُك وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ آخُذَ مِنْك شَيْئًا

اس کے بعد واثلہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اللہ اسے جزائے خیر دے وہ مجھے اپنے پیچھے بٹھا کر لے گئے، مجھے کھانا کھلایا اور وہاں پہنچا دیا وہ ان کے ساتھ ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے، پھر غزوہ تبوک میں مجاہدانہ شریک ہوئے، جب رسول اللہ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو اکیدر کے خلاف دومتہ الجندل پر حملے کے لئے روانہ کیا کعب بن عجرہ بھی خالد بن ولید کے فوجی دستے میں شامل تھے، تو واثلہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے فوجی دستے میں شامل ہو گئے، اس مہم کے مال غنیمت میں چھ اونٹنیاں واثلہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں، یہ سب اونٹنیاں وہ اپنے عہد کے مطابق کعب رضی اللہ عنہ بن عجرہ کے پاس لے آئے اور ان سے کہا یہ آپ قبول فرمائیں، انہوں نے ہنستے ہوئے فرمایا بھتیجے! تمہاری اونٹنیاں تمہیں مبارک ہوں، میں کسی لالچ کی وجہ سے تمہیں ساتھ نہیں لایا تھا، بلکہ میرا مقصد صرف ثواب آخرت حاصل کرنا تھا۔ [1]

بعض اہل علم نے واثلہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوت میں حاضری کو وفد کنانہ کا نام دیا ہے۔ [2]

عہد رسالت کے بعد انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فاروق کی عہد خلافت میں شام میں سکونت اختیار کر لی تھی،

قَالَ: رَأَيْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الأَسْقَعِ يَتَغَدَّى أَوْ يَتَعَشَّى بِفِنَاءِ مَنْزِلِهِ وَيَدْعُو النَّاسَ إِلَى طَعَامِهِ

انہیں عبادت الٰہی میں خاص شغف تھا، نہایت فیاض اور سیر چشم تھے اور دونوں وقت لوگوں کو بلا کر کھانے میں شریک کرتے تھے۔ [3]

وفد بنی شیبان:

یہ عدنانی قبیلہ تھا، ایک روایت کے مطابق وہ بکر بن وائل سے متفرع ہوا (یہ بنو بکر بن وائل کے بطن ثعلبہ بن عکابہ کی ایک شاخ تھا) اس قبیلہ کی سکونت عراق میں دریائے دجلہ کے مشرقی علاقے میں تھی، ایران کی مجوسی سلطنت کے خلاف چھاپوں اور معرکہ آرائیوں کا آغاز اسی

[1] مغازی واقدی ۹۵۲/۳، اسد الغابة ۳۹۹/۵

[2] ابن سعد ۲۳۲/۱

[3] ابن سعد ۲۸۶/۷

قبیلے نے کیا تھا نو ہجری میں بنو شیبان کی ایک خاتون قیلہ رضی اللہ عنہا بنت مخرمہ اپنے قبیلے کے ایک آدمی حریث یا الحارث بن حسان کے ساتھ بارگاہی نبوت میں حاضر ہوئیں،

فَخَرَجْتُ مَعَهُ صَاحِبَ صِدْقٍ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْغَدَاةِ، وَقَدْ أُقِيمَتْ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنُّجُومُ شَابِكَةٌ فِي السَّمَاءِ، وَالرِّجَالُ لَا تَكَادُ تَعَارَفُ مَعَ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ، فَصَفَفْتُ مَعَ الرِّجَالِ، وَكُنْتُ امْرَأَةً حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، فَقَالَ لِي الرَّجُلُ الَّذِي يَلِينِي مِنَ الصَّفِّ: امْرَأَةٌ أَنْتِ أَمْ رَجُلٌ؟ فَقُلْتُ: لَا، بَلِ امْرَأَةٌ، فَقَالَ: إِنَّكِ قَدْ كِدْتِ تَفْتِنِينِي فَصَلِّي مَعَ النِّسَاءِ وَرَاءَكَ، وَإِذَا صَفٌّ مِنْ نِسَاءٍ قَدْ حَدَثَ عِنْدَ الْحُجُرَاتِ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ حِينَ دَخَلْتُ، فَكُنْتُ فِيهِنَّ حَتَّى إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ دَنَوْتُ، فَجَعَلْتُ إِذَا رَأَيْتُ رَجُلًا ذَا رُوَاءٍ وَذَا قِشْرٍ، طَمَحَ إِلَيْهِ بَصَرِي لِأَرَى رَسُولَ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم فَوْقَ النَّاسِ حَتَّى جَاءَ رَجُلٌ وَقَدِ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم :وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَعَلَيْهِ

وہ فرماتی ہیں میں حریث کے ساتھ روانہ ہوئی، جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ لوگوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، نماز اس وقت کھڑی کی گئی جب ستارے آسمان پر ملے جلے تھے اور ابھی اتنا اندھیرا تھا کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتے تھے، کیونکہ میں جاہلیت سے نئی نئی آنے والی عورت تھی اس لئے میں بھی مردوں کی صف میں کھڑی ہوگئی، صف میں میرے قریب کھڑے ایک شخص نے مجھ سے کہا تو عورت ہے یا مرد؟ میں نے کہا میں عورت ہوں، اس نے کہا ہوسکتا ہے تو مجھے فتنہ میں ڈال دے اپنے پیچھے عورتوں کے ساتھ نماز پڑھ، میں نے دیکھا کہ عورتوں کی ایک صف حجروں کے پاس بن گئی ہے میں نے داخل ہوتے وقت اسے نہ دیکھا تھا، پس میں ان میں شامل ہوگئی، جب سورج طلوع ہوا تو میں قریب ہوئی جب کوئی لمبا یا چادر میں ملبوس آدمی دیکھتی تو میں کوشش کرتی کہ لوگوں کے اوپر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لوں، یہاں تک کہ ایک آدمی طلوع آفتاب کے وقت آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کا جواب دیا،

تَعْنِي النَّبِيَّ صلّى الله عليه وسلم أَسْمَالٌ مُلَيَّتَيْنِ كَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ فَقَدْ نُفِّضَتَا وَمَعَهُ عَسِيبُ نَخْلَةٍ مَقْشُورٌ غَيْرُ خُوصَتَيْنِ مِنْ أَعْلَاهُ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم مُتَخَشِّعًا فِي الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ، فَقَالَ جَلِيسُهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُرْعِدَتِ الْمِسْكِينَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم وَلَمْ يَنْظُرْ إِلَيَّ وَأَنَا عِنْدَ ظَهْرِهِ:يَا مِسْكِينَةُ عَلَيْكِ السَّكِينَةُ فَلَمَّا قَالَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم أَذْهَبَ اللَّهُ مَا كَانَ أُدْخِلَ قَلْبِي مِنَ الرُّعْبِ، وَتَقَدَّمَ صَاحِبِي أَوَّلَ رَجُلٍ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ عَلَيْهِ وَعَلَى قَوْمِهِ،

اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اکڑوں بیٹھے تھے اور دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے جن پر زعفران چھڑ کا ہوا تھا، آپ کے پاس

کھجور کے درخت کی بے چھال شاخ تھی جس کے سرے پر صرف دو پتے تھے جب میں نے آپ کو عجز وانکسار کی حالت میں بیٹھے دیکھا تو میں خوف سے کانپ گئی، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مسکین عورت (جلال نبوت سے) کانپ رہی ہے، رسول اللہ ﷺ نے میری طرف دیکھے بغیر فرمایا اے مسکینہ! مت ڈر، رسول اللہ ﷺ کا شفقت بھرا ارشاد سن کر میرا خوف جاتا رہا، اور حریث بن حسان آگے بڑھا اور اس نے اسلام پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، قیلہ رضی اللہ عنہا بھی اسی موقع پر مشرف بہ اسلام ہو گئیں،

وَكَتَبَ لَهَا فِي قِطْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ أَحْمَرَ لِقَيْلَةَ وَلِلنِّسْوَةِ بَنَاتِ قَيْلَةَ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے اپنے اور ان کی بیٹیوں کے لئے سرخ چمڑے پر ایک تحریر لکھوا کر عنایت فرمائی، جس کا مضمون یہ تھا۔

أَنْ لا يُظْلَمْنَ حَقًّا. وَلا يُكْرَهْنَ عَلَى مُنْكِحٍ. وَكُلُّ مُؤْمِنٍ مُسْلِمٍ لَهُنَّ نُصَيْرٌ. أَحْسِنَّ وَلا تُسِئْنَ

ان کی حق تلفی نہ کی جائے، ان سے زبردستی نکاح نہ کیا جائے اور ہر مومن مسلمان ان کا مددگار ہے، تم نیک کام کرو اور برے کاموں سے اجتناب کرو۔

قَالَ: فَقُمْتُ نَفْسِي فَقُلْتُ: وَاللهِ لا أَذْهَبُ حَتَّى أَزْدَادَ مِنَ الْعِلْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُمْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا تَأْمُرُنِي أَعْمَلُ؟فَقَالَ: يَا حَرْمَلَةُ ائْتِ الْمَعْرُوفَ وَاجْتَنِبِ الْمُنْكَرَ،وَانْصَرَفْتُ حَتَّى أَتَيْتُ رَاحِلَتِي. ثُمَّ رَجَعْتُ حَتَّى قُمْتُ مَقَامِي أَوْ قَرِيبًا مِنْهُ. ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا تَأْمُرُنِي أَعْمَلُ؟ فَقَالَ: يَا حَرْمَلَةُ ائْتِ الْمَعْرُوفَ وَاجْتَنِبِ الْمُنْكَرَ،وَانْظُرِ الَّذِي تُحِبُّ أُذُنُكَ إِذَا قُمْتَ مِنْ عِنْدِ الْقَوْمِ أَنْ يَقُولُوهُ لَكَ فَأْتِهِ وَالَّذِي تَكْرَهُ أَنْ يَقُولُوهُ لَكَ إِذَا قُمْتَ مِنْ عِنْدِهِمْ فَاجْتَنِبْهُ

قیلہ رضی اللہ عنہا بنت مخرمہ کے علاوہ بنوشیبان کے حرملہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن ایاس بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور نعمت اسلام سے بہرہ یاب ہو کر واپس چل دیئے لیکن پھر کچھ سوچ کر واپس آئے، اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے کیا کام کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے حرملہ رضی اللہ عنہ! نیکیاں کر اور برے کاموں سے بچ، حرملہ رضی اللہ عنہ لوٹ کر اپنی اونٹنی کے پاس آئی لیکن پھر واپس آ کر پہلے سے بھی زیادہ قریب کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے کون سے عمل کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے حرملہ رضی اللہ عنہ! نیکیاں کر اور برے کاموں سے اجتناب کر، اور اس بات کی طرف دیکھ کہ جب تو لوگوں کے پاس سے اٹھے تو جس کام کے بارے میں تو پسند کرتا ہے کہ وہ تیری طرف منسوب کر کے بیان کریں وہ کام کر، اور جس کام کی نسبت تو اپنی طرف پسند نہیں کرتا تو اس سے اجتناب کر۔ [1]

المثنى بن حارثة الشيباني وفد عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سنة تسع، مع وفد قومه

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا بیان ہے نو ہجری میں بنوشیبان کا ایک وفد اپنی قوم کے وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں

[1] ابن سعد ۲۴۱تا۲۴۳،۳

حاضر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہو کر اپنے وطن واپس گیا، مشہور مجاہد مثنیٰ بن حارثہ شیبانی اسی وفد میں شامل تھے۔ [1]

وفد بنی البکاء:

قبیلہ بکاء بنی عامر بن صعصعہ (ہوزانی) کی ایک شاخ تھا یہ لوگ مکہ اور سرحد عراق کے راستے پر آباد تھے

وَفَدَ مِنْ بَنِي الْبَكَّاءِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةَ تِسْعٍ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: مُعَاوِيَةُ بْنُ ثَوْرِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الْبَكَّاءِ. وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ مِائَةِ سَنَةٍ. وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ بِشْرٌ. وَالْفُجَيْعُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُنْدَحِ بْنِ الْبَكَّاءِ. وَمَعَهُمْ عَبْدُ عَمْرٍو الْبَكَّائِيّ. وَهُوَ الأَصَمُّ ،فَأَمَرَ لهم رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. بِمَنْزِلٍ وَضِيَافَةٍ، وَقَالَ معاوية للنبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أَتَبَرَّكُ بِمَسِّكَ. وَقَدْ كَبِرْتُ وَابْنِي هَذَا بَرٌّ بِي فَامْسَحْ وَجْهَهُ، فَمَسَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَ بِشْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَأَعْطَاهُ أَعْنُزًا عُفْرًا وَبَرَّكَ عَلَيْهِنَّ

نو ہجری میں بنو البکاء کے تین آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جن میں معاویہ رضی اللہ عنہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء تھے جو اس زمانے میں سو برس کے تھے، ان کے ساتھ ان کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام بشر تھا، اور فجیع بن عبد اللہ بن جندح بن البکاء جو بہرے تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، اور تمام اراکین وفد قبول اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت سے مشرف ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے قیام اور مہمان داری کا حکم دیا، معاویہ رضی اللہ عنہ بن ثور نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا یہ بیٹا (بشر) میری بہت خدمت کرتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیریں اور اسے دعائے برکت سے نوازیں، سید الامم محمد رسول اللہ ﷺ نے بشر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا اور اس کو چند بکریاں مرحمت فرما کر ان کے لیے برکت کی دعا کی۔

وكان معاوية قال لابنه بشر يَوْم قدم، وله ذؤابة: إذا جئت رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقل ثلاث كلمات لا تنقص منهن، ولا تزد عليهن، قل :السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ،أتيتك يا رَسُول اللهِ لأسلم عليك، ونسلم إليك وتدعو لي بالبركة ، قال بشر: ففعلتهن،فَمَسَحَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رأسي، ودعا لي بالبركة، وأعطاني أعنزًا عفرًا

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ وفد مدینہ منورہ پہنچا تو معاویہ رضی اللہ عنہ بن ثور نے اپنے بیٹے بشر رضی اللہ عنہ سے کہا اے بیٹے! جب تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو تو تین باتیں عرض کرنا، نہ ان سے کم اور نہ ان سے زیادہ، پہلے نہایت ادب سے السلام علیک یا رسول اللہ کہنا، پھر کہنا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو سلام کروں اور اسلام قبول کروں، اس کے بعد عرض کرنا آپ میرے لئے برکت کی دعا فرمائیں، بشر رضی اللہ عنہ بن معاویہ نے اسی ہدایت پر عمل کیا، پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست

[1] اسد الغابة ۵٫۵۵

شفقت پھیرا اور انہیں دعائے برکت سے نوازا پھر انہیں چند بکریاں عنایت فرمائیں۔[۱]

ایک روایت میں ہے

قَالُ الْجَعْدُ: فَالسَّنَةُ رُبَّمَا أَصَابَتْ بَنِي الْبَكَّاءِ وَلَا تُصِيبُهُمْ

رسول اللہ ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ بعض اوقات خشک سالی بنو البکاء کو بہت تکلیف دیتی تھی مگر بشر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس سے متاثر نہیں ہوتے تھے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ ثَوْرِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الْبَكَّاءِ:

محمد بن بشر بن معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء نے یہ اشعار کہے۔

وَأَبِي الَّذِي مَسَحَ الرَّسُولُ بِرَأْسِهِ　　　وَدَعَا لَهُ بِالْخَيْرِ وَالْبَرَكَاتِ

میرے باپ وہ ہیں جن کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے دست مبارک پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔

أَعْطَاهُ أَحْمَدُ إِذْ أَتَاهُ أَعْنُزًا　　　عُفْرًا نَوَاجِلَ لَيْسَ بِاللَّجِبَاتِ

میرے والد کو جب وہ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے چند سفید اچھی نسل والی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ دینے والی نہ تھیں۔

يَمْلَأْنَ وَفْدَ الْحَيِّ كُلَّ عَشِيَّةٍ　　　وَيَعُودُ ذَاكَ الْمِلْءُ بِالْغَدَوَاتِ

جو ہر شب کو قبیلے کے وفد کو دودھ سے بھر دیتی تھیں اور یہ دودھ بھرنا پھر صبح کو دوبارہ بھی ہوتا تھا

بُورِكْنَ مِنْ مَنْحٍ وَبُورِكَ مَانِحًا　　　وَعَلَيْهِ مِنِّي مَا حَيِيتُ صَلَاتِي

جو عطا کی وجہ سے بابرکت تھیں اور عطا کرنے والے بھی بابرکت تھے اور جب تک میں زندہ رہوں میری طرف سے آپ ﷺ پر درود پہنچتا رہے۔[۲]

عبد عمرو البکائی رضی اللہ عنہ بہرے تھے اس لئے اصم کے لقب سے مشہور تھے

فَسَماهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عبد الرَّحْمَن

رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا، اور ذوالقصہ نامی پانی کے ایک چشمہ کی ملکیت کے حقوق عطا فرمائے۔

فجیع رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کے لئے آپ ﷺ نے یہ تحریر لکھوائی۔

مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ لِلْفُجَيْعِ وَمَنْ تَبِعَهُ

وَأَسْلَمَ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ. وَآتَى الزَّكَاةَ. وَأَعْطَى اللهَ وَرَسُولَهُ وَأَعْطَى مِنَ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللهِ. وَنَصَرَ النَّبِيَّ وَأَصْحَابَهُ. وَأَشْهَدَ

۱ اسد الغابة ۳۹۰؍۱

۲ ابن سعد ۲۳۱؍۱ ، السيرة النبوية لابن كثير ۱۷۵؍۴

عَلَى إِسْلامِهِ. وَفَارَقَ الْمُشْرِكِينَ. فَإِنَّهُ آمِنٌ بِأَمَانِ اللهِ وَأَمَانِ مُحَمَّدٍ
محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے فجیع کے لئے اور اس کے لئے جو اس کی اتباع کرے اور اسلام قبول کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، غنائم سے اللہ کا خمس دے اور نبی اور اس کے اصحاب کی مدد کرے، میں اس کے اسلام کی گواہی دیتا ہوں، وہ مشرکین سے الگ ہوجائے اور وہ اللہ اور محمد ﷺ کی امان پر یقین کرنے والا ہے۔

وَأَجَازَهُمْ وَرَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ
ان اصحاب رضی اللہ عنہم نے چند دن مدینہ منورہ میں قیام کیا اور رسول اللہ ﷺ کی مہمان داری سے متمتع ہوئے، جب وہ رخصت ہونے لگے تو آپ ﷺ نے انہیں مزید عطیات سے نوازا۔[1]

وفد حضرموت:

حضرموت بلاد عرب میں یمن کے مشرق میں ۵۳،۷ درجے طول بلد مشرق کے درمیان اور ۱۹،۱۵ درجے عرض بلد شمال کے درمیان ایک وسیع علاقہ ہے جس کی تمام جنوبی سرحد پر سمندر رہے (بحر عرب) اس کے جنوب مشرق کی سمت میں مہرہ کا علاقہ، شمال مشرق اور شمال مغرب میں وسطی عرب کا صحرائے اعظم ہے،

حَضرَمَوْت هو ابن يقطن أخي قحطان
ابن حزم رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق حضرموت، قحطان کے بھائی یقطن کا بیٹا تھا۔[2]

حضرت موت کی اولاد بنی حضرموت کہلائی، پھر اس سے بہت سے بطون نکلے، جس علاقہ میں یہ لوگ آباد ہوئے وہ بھی حضرموت کے نام سے مشہور ہوگیا، قدیم زمانے میں حضرموت کی وجہ شہرت لوبان کی وجہ سے تھی، یونانی روایت کے مطابق جہاں لوبان پیدا ہوتا تھا اسے لوبان کی مہک بو کے باعث موت کی سرزمین کہا جاتا تھا، چنانچہ عرب لغت نویس یہی وجہ تسمیہ بتاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ ولادت کے قریب بنوکندہ کے تقریباً تیس ہزار افراد بحرین سے ترک وطن کرکے حضرموت چلے آئے اور اپنے آپ کو اہل حضرموت سے وابستہ کرلیا، ان لوگوں (بنوحضرموت اور بنوکندہ) نے سالہا سال تک بڑے وسیع علاقوں پر حکومت کی، حضرموت کے بادشاہ کا لقب عباہلہ ہوا کرتا تھا۔ فتح مکہ کے بعد جب عرب کے گوشے گوشے سے مختلف قبائل کے وفود جوق در جوق مدینہ منورہ آنے لگے تو حضرموت سے بھی ایک وفد وائل رضی اللہ عنہ بن حجر کی قیادت میں مدینہ منورہ پہنچا، وائل رضی اللہ عنہ بن حجر کا تعلق حضرموت کے شاہی خاندان سے تھا، اگرچہ وہاں بادشاہت ختم ہوچکی تھی لیکن وائل رضی اللہ عنہ بن حجر اب بھی وہاں کے سربرآوردہ رئیسوں میں شمار ہوتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو اسلام کی دعوت دی تو حضرموت کے روسا کو بھی خط یا مبلغ بھیج کر اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی، وائل رضی اللہ عنہ بن حجر کو اسلام کی دعوت ملی تو وہ بلاتامل اسلام قبول کرنے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہوگئے، معلوم نہیں انہوں نے خط یا قاصد بھیج کر رسول

---

[1] ابن سعد ۳۰۴/۱، اسدالغابۃ ۳۳۴/۴

[2] جمهرة أنساب العرب ۴۶۰ ، اردودائرہ معارف اسلامیہ بحوالہ عہدنامہ عتیق سفر پیدائش ۱۰:۲۶

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے ارادے کی اطلاع دی یا آپ کو وحی کے ذریعے ان کے ارادے کا علم ہو گیا،

قَدْ بَشَّرَنَا بِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلَ أَنْ تَقْدَمَ عَلَيْنَا بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ

ان کے مدینہ طیبہ داخل ہونے سے تین دن پہلے ہی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کو اس بات کی خبر دے دی تھی۔ (۱)

يأتيكم وائل بْن حجر من أرض بعيدة من حَضرمَوْت طائعًا راغبًا فِي الله وفي رسوله، وَهُوَ بقية أبناء الملوك

وائل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن حجر نے جو ملوک حضرموت کی یادگار ہیں اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کر لی ہے اور وہ دور دراز کی مسافت طے کر کے مدینہ آرہے ہیں۔ (۲)

فَلَمَّا دَخَلَ رَحَّبَ بِهِ وَأَدْنَاهُ مِنْ نَفْسِهِ وَقَرَّبَ مَجْلِسَهُ وَبَسَطَ لَهُ رِدَاءَهُ

چنانچہ چند دن بعد جب وائل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن حجر اپنے وفد کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اپنی روئے مبارک ان کے لئے بچھادی۔ (۳)

ایک روایت ہے کہ وائل بن حجر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اہل مدینہ کو مسجد میں جمع کیا اور ان کے سامنے خطبہ دیا، جس میں فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ , هَذَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ جئت راغبا فِي الْإِسْلَام والهجرة،فدعا لَهُ ومسح رأسه

اے لوگو! یہ وائل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن حجر ہے جو حضرموت سے اسلام کی رغبت سے تمہارے پاس آیا ہے۔ (۴)

وائل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن حجر نے بڑے ذوق وشوق سے اسلام قبول کیا اور آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے، دوسرے اراکین وفد نے بھی پیروی کی، اس موقع پر آپ نے اپنا دست اقدس وائل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن حجر کے چہرے یا سر پر پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔

اللهُمَّ بَارِكْ فِي وَائِلٍ وَوَلَدِهِ وَوَلِدِ وَلَدِهِ وَاسْتَعْمِلْهُ على الاقيال من حَضرمَوْت

اے اللہ! وائل اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر برکت نازل فرما، اور ان کو حضرموت کے سرداروں کا حاکم بنائے۔ (۵)

وائل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن حجر نے قبول اسلام کے بعد چند دن مدینہ منورہ میں قیام کیا،

ثُمَّ نَزَلَ , وَأَنْزَلَنِي مَعَهُ , وَأَنْزَلَنِي مَنْزِلًا شَاسِعًا عَنِ الْمَدِينَةِ , وَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ يُبَوِّئَنِي إِيَّاهُ

ایک روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ طیبہ میں وائل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن حجر کے قیام کے لئے ایک عمدہ مکان تجویز فرمایا اور ان کی خاطر تواضع

---

(۱) المعجم الصغیر للطبرانی ۱۱۷۶

(۲) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۱۵۶۲/۴، اسد الغابة ۴۰۵/۵

(۳) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۱۵۶۲/۴، اسد الغابة ۴۰۵/۵

(۴) ابن سعد ۲۶۲/۱

(۵) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۱۵۶۲/۴، اسد الغابة ۴۰۵/۵، ابن سعد ۲۶۲/۱

کا خاص اہتمام فرمایا، جب وہ بیعت کا شرف حاصل کر چکے تو آپ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان سے فرمایا کہ انہیں ناقہ پر بٹھا کر فلاں مکان میں لے جاؤ جہاں ان کی مہمان نوازی کا انتظام کیا گیا ہے۔ [1]

وأرسل معه معاوية بْن أبي سُفْيَان، فخرج معاوية راجلًا معه ووائل بْن حجر عَلَى ناقته راكبًا، فشكا إِلَيْهِ معاوية حر الرمضاء، فَقَالَ له: ابتعل ظل الناقة، فَقَالَ معاوية:وما يغني ذلك عني؟ لو جعلتني ردفك،فَقَالَ له وائل: اسكت، فلست من أرداف الملوك

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں اس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وائل بن حجر کی مشایعت کے لئے کچھ دور ان کے ساتھ جاؤ، وہ تعمیل ارشاد میں ان کے ساتھ چل پڑے، وائل رضی اللہ عنہ بن حجر سوار تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے، گرمی کا موسم تھا اور آفتاب کی تمازت سے زمین تانبے کی طرح تپ رہی تھی، معاویہ رضی اللہ عنہ نے وائل رضی اللہ عنہ سے کہا میرے پاؤں جل رہے ہیں، وائل رضی اللہ عنہ نے کہا میری سواری کے سایہ میں آجاؤ، معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ سائے میں آنے سے زمین کی گرمی کا اثر زائل نہیں ہوتا آپ مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیں، وائل رضی اللہ عنہ بن حجر نے تازہ تازہ اسلام قبول کیا تھا اور ابھی انکسار و تواضع کا رنگ طبیعت پر نہیں چڑھا تھا، بڑی تمکنت سے بولے خاموش رہو تم بادشاہوں کے ساتھ بیٹھنے کے قابل نہیں ہو۔ [2]

ثُمَّ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: انْطَلِقْ بِهِ فَأَنْزِلْهُ مَنْزِلا بِالْحَرَّةِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَانْطَلَقْتُ بِهِ وَقَدْ أَحْرَقَتْ رِجْلَيَّ الرَّمْضَاءُ فَقُلْتُ: أَرْدِفْنِي، قَالَ: لَسْتَ مِنْ أَرْدَافِ الْمُلُوكِ، قُلْتُ:فَأَعْطِنِي نَعْلَيْكَ أَتَوَقَّى بِهِمَا مِنَ الْحَرِّ، قَالَ: لا. إني لم أكن لألبسها وقد لبستهاوَلَكِنْ إِنْ شِئْتَ قَصَّرْتُ عَلَيْكَ نَاقَتِي فَسِرْتَ فِي ظِلِّهَا، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْبَأْتُهُ بِقَوْلِهِ فَقَالَ: إِنَّ فِيهِ لَعُبِيَّةً مِنْ عُبِيَّةِ الْجَاهِلِيَّةِ

ابن سعد کا بیان ہے یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب رسول اللہ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وائل رضی اللہ عنہ کو لے جاؤ، اور ان کو حرۃ میں کسی مکان میں ٹھہراؤ اور مہمان نوازی کا انتظام کرو، معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں انہیں لے گیا گرمی کی شدت سے میرے پاؤں جھلس رہے تھے، میں نے وائل رضی اللہ عنہ بن حجر سے کہا کہ مجھے (اونٹ پر) اپنے پیچھے بٹھالیں، وائل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تو بادشاہوں کے ساتھ بیٹھنے کے لائق نہیں، میں نے کہا اچھا اپنے جوتے مجھے دے دیں تاکہ انہیں پہن کر گرمی کی تکلیف سے بچوں، وائل رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تمہارے پہننے کے بعد میں انہیں پہنوں، اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے اپنی اونٹنی کو تیز چلنے سے روک دیتا ہوں اور تم اس کے سائے میں چلو تمہارے لئے یہی شرف کافی ہے، معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو وائل کی گفتگو کی خبر دی تو آپ

[1] معجم الصغیر طبرانی ۱۱۷۶

[2] الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۴/۱۵۶۲

ﷺ نے فرمایا ابھی اس میں جاہلیت کا غرور باقی ہے، جب اسلام کی تعلیمات اس کے ذہن میں راسخ ہوں تو یہ غرور بھی جاتا رہے گا۔[1]

قَالُوا: وقدم وفد حَضْرَمَوْتَ مَعَ وفد كندة عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهم بنو وليعة ملوك حَضْرَمَوْتَ حمدة ومخوس ومشرح وأبضعة فأسلموا ،وَقَالَ مخوس: يا رَسُول الله ادع الله أن يَذْهَبُ عني هذه الرتةمِنْ لِساني،فدعا لَهُ وأطعمه طعمة مِن صدقة حَضْرَمَوْتَ

ان کے علاوہ سلاطین حضرموت میں سے چار اور اصحاب حمدۃ، مخوس، مشرح اور ابضعہ بھی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور شرف اسلام سے بہرہ ور ہوئے، مخوس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ میری زبان سے ہکلاہٹ کو دور کر دے ،آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور حضرموت کے صدقات سے انہیں کھانا کھلایا۔[2]

وَقَالَ وَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ اكْتُبْ لِي بِأَرْضِي الَّتِي كَانَتْ فِي الجَاهِلِيَّةِ. وَشَهِدَ لَهُ أَقْيَالُ حِمْيَرَ وَأَقْيَالُ حَضْرَمَوْتَ ،فَكَتَبَ لَهُ:

ایک روایت میں ہے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! زمانہ جاہلیت کے زمانہ میں میرے پاس جو زمین تھی وہ مجھے عنایت فرمادیں،اور حمیر اور حضرموت کے سرداروں کو اس کا گواہ بنادیں، تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمان لکھ دیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هذا كتاب مِنْ محمد النَّبِيِّ لوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قِيلَ حَضْرَمَوْتَ:

أَنَّكَ أَسْلَمْتَ وَجَعَلْتُ لك ما في يديك من الأرضين والحصون وَأَنَّهُ يُؤْخَذُ مِنْكَ مِنْ كُلِّ عَشَرَةٍ وَاحِدٌ يَنْظُرُ فِي ذَلِكَ ذَوَا عَدْلٍ وَجَعَلْتُ لَكَ أن لا تظلم فيها ما قام الدين وَالنَّبِيُّ وَالْمُؤْمِنُونَ عَلَيْهِ أَنْصَارٌ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ فرمان محمد نبی ﷺ کی جانب سے وائل بن حجر شاہ حضرموت کے لیے ہے

تم اسلام لائے، جو زمینیں اور قلعے تمہارے قبضہ میں ہیں وہ میں نے تمہارے لیے کر دیے ہیں تم سے دس میں سے ایک حصہ لے لیا جائے گا جس میں انصاف کرنے والا غور کرے گا، میں نے تمہارے لیے یہ شرط کی ہے کہ اس میں کمی نہ کرنا جب تک کہ دین قائم ہے اور نبی و مومنین اس کے مددگار ہیں۔

وَكتب مَعَه ثَلَاثَة كُتُبٍ ; مِنْهَا كِتَابٌ إِلَى الْمُهَاجِرِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، وَكِتَابٌ إِلَى الأَقْيَالِ وَالْعَبَاهِلَةِ، وَأَقْطَعَهُ أَرْضًا

اس کے علاوہ آپ ﷺ نے ان کے بارہ میں ایک خط مہاجر رضی اللہ عنہ بن ابی امیہ کے نام اور دوسرا حضرموت کے رئیسوں اور سرداروں کے نام

---

[1] ابن سعد ۲۶۳؍۱

[2] ابن سعد ۲۶۳؍۱

لکھ کران کو دیا۔ (۱)

جب وطن جانے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے ان کو ایک قطعہ زمین بطور جاگیر مرحمت فرمایا،اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی جس میں نماز، روزہ، سود اور شراب وغیرہ کے بارے میں احکام درج تھے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَالْأَقْوَالِ الْعَيَاهِلَةِ مِنْ حَضْرَمَوْتَ

بِإِقَامِ الصَّلَاةِ , وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ مِنَ الصِّرْمَةِ التَّيِّمَةِ وَلِصَاحِبِهَا التِّبْعَةُ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ وَلَا وِرَاطَ فِي الْإِسْلَامِ , لِكُلِّ عَشَرَةٍ مِنَ السَّرَايَا مَا تَحْمِلُ الْقِرَابُ مِنَ التَّمْرِ مَنْ أَجْبَا فَقَدْ أَرْبَا , وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وائل بن حجر اور حضرت موت کے رئیسوں اور سرداروں کے لیے۔

وہ باجماعت نماز کا نظام قائم کریں گے،وہ زکوۃ۔۔۔اسلام میں جلب، جنب، شغار (وٹا سٹا کے نکاح کی) اور روراط کی کوئی حیثیت نہیں۔۔۔اور نشہ آور چیز حرام ہے۔

قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ ثُمَّ مِنْ تِنْعَةَ يُقَالُ لَهَا تَهْنَاةُ بِنْتُ كُلَيْبٍ صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِسْوَةً ثُمَّ دَعَتِ ابْنَهَا كُلَيْبَ بْنَ أَسَدِ بْنِ كُلَيْبٍ فَقَالَتِ: انْطَلِقْ بِهَذِهِ الْكِسْوَةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَأَتَاهُ بِهَا وَأَسْلَمَ. فَدَعَا لَهُ

ان کے علاوہ حضر موت میں تھناہ بنت کلیب نامی ایک خاتون تھیں،انہیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی تو انہوں نے آپ ﷺ کے لئے لباس تیار کیا،اور اسے اپنے بیٹے کلیب بن اسد بن کلیب کے سپرد کر کے کہا کہ مدینہ جاؤ،اور یہ لباس نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرو، وہ دوماہ کی مسافت طے کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ لباس آپ کی خدمت میں پیش کیا اور مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

وَقَالَ كُلَيْبٌ حِينَ أَتَى النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

کلیب جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو یہ اشعار کہے۔

مِنْ وَشْزِ بِرْهَوْتَ تَهْوِي بِي عَذَافِرُهُ   إِلَيْكَ يَا خَيْرَ مَنْ يَحْفَى وَيَنْتَعِلُ

میں برہوت سے آرہاہوں آتے ہوئے جھک جھک جاتاہوں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہورہاہوں اے ان سب سے بہتر جو پابرہنہ اور پاپوشیدہ ہیں۔

تَجُوبُ بِي صَفْصَفًا غُبْرًا مَنَاهِلُهُ   تَزْدَادُ عَفْوًا إِذَا مَا كَلَّتِ الإِبِلُ

سواری مجھے ایسے میدانوں سے لارہی ہے جہاں تالابوں کے گھاٹ بھی گرد آلود ہیں،اونٹ جب تھک جائیں تو ان کا گرد وغبار اور بڑھ

(۱) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۱۵۶۲؍۴،ابن سعد ۲۱۹؍۱، السیرة النبویة لابن کثیر ۱۵۴؍۴

جائے۔

شَهْرَيْنِ أَعْمَلُهَا نَصًّا عَلَى وَجَلٍ   أَرْجُو بِذَاكَ ثَوَابَ اللهِ يَا رَجُلُ

اسی دشت نوردی میں دو مہینے گزر گئے کہ ندامت کے ساتھ سفر کر رہا ہوں اور اس سفر سے اللہ کے اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں۔

أَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِي كُنَّا نُخَبَّرُهُ   وَبَشَّرَتْنَا بِكَ التَّوْرَاةُ وَالرُّسُلُ

آپ ﷺ وہی نبی ہیں جن کی ہمیں خبر دی جارہی تھی ہمیں تورات نے اور پیغمبروں نے آپ ﷺ کے متعلق بشارت دی تھی۔ (۱)

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ وَلَدِهِ يُعَرِّضُ بِنَاسٍ مِنْ قَوْمِهِ:

ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے اپنی قوم کی تعریف کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں۔

لَقَدْ مَسَحَ الرَّسُولُ أَبَا أَبِينَا   وَلَمْ يَمْسَحْ وُجُوهَ بَنِي بَحِيرِ

رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دادا کے چہرے پر ہاتھ پھیرا   بنی بحیر کے چہروں پر آپ ﷺ نے ہاتھ نہیں پھیرا

شَبَابُهُمْ وَشَيْبُهُمْ سَوَاءٌ   فَهُمْ فِي اللُّؤْمِ أَسْنَانُ الْحَمِيرِ

چنانچہ ان لوگوں کے بوڑھے اور جوان سب برابر ہیں   وہ سب کمینہ پن میں گدھوں کے دانتوں کی طرح ہیں

وفد نجران:

نجران مکہ معظّمہ سے یمن کی جانب سات منزل پر (حجاز اور یمن کے درمیان) ایک چھوٹی سی رساست تھی جو سارے عرب میں عیسائیت کا سب سے بڑا مرکز تھی، بعض مورخین کے نزدیک یہ ریاست حدود یمن کے اندر واقع تھی،

أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ الَّذِينَ ذُكِرُوا فِي سُورَةِ الْبُرُوجِ   وَكَانَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ قُرَاهَا قَرِيبًا مِنْ نَجْرَانَ

اصحاب اخدود جس کا ذکر سورہ بروج میں ہے وہ علاقہ نجران ہی کے کسی قصبہ یا گاؤں میں تھی۔ (۲)

وادی نجران مسیحت کی تاریخ میں ان شہداء کی وجہ سے مشہور ہے جنہیں ذوانواس نے ۵۲۳ء میں آگ کے گڑھوں میں جلایا تھا، یہاں تاریخی ٹیلے، معابد، دیواریں اور سبائی ومعینی کتبے پائے جاتے ہیں۔ (۳)

يَشْتَمِلُ عَلَى ثَلَاثَةٍ وَسبعين قَرْيَة مسيرَة يَوْم للراكب السَّرِيعِ

اس ریاست میں ۷۳ بستیاں شامل تھیں، مگر ان کا علاقہ اتنا تھا کہ ایک تیز رفتار سوار ایک دن میں سارا علاقہ طے کر سکتا تھا۔ (۴)

وَعِشْرُونَ وَمِائَةُ أَلْفِ مُقَاتِلٍ

---

(۱) ابن سعد ۱/۲۶۳

(۲) الروض الانف ۱/۱۰۷

(۳) المنجدفی الاعلام

(۴) فتح الباری ۸/۹۴

ان بستیوں سے ایک لاکھ بیس ہزار قابل جنگ مرد نکل سکتے تھے،

نجران کا علاقہ نہایت سرسبز اور شاداب تھا اور اس کے باشندے عیسائی عرب تھے، جو صنعت وحرفت اور تجارت کی بدولت بڑے خوشحال تھے، یہاں عیسائیوں کا ایک عظیم الشان گرجا تھا جو کعبہ نجران کے نام سے مشہور تھا، اس گرجا میں ایک قبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل کا بنایا گیا تھا، جو شخص اس کی حدود میں آجاتا اسے مامون سمجھا جاتا تھا، ریاست کی تمام آبادی عیسائی تھی اور تین سرداروں کے زیر حکم تھی، ایک عبد المسیح تھا جو عاقب کہلاتا تھا جس کی حیثیت امیر قوم کی تھی، یہ بڑا دانا اور عقلمند سمجھا جاتا تھا، دوسرے کا نام ایہم یا شرحبیل تھا یہ سید کہلاتا تھا، اور ان کی مذہبی، تمدنی اور سیاسی امور کا نگران تھا، تیسرے کا نام ابو حارثہ بن علقمہ تھا، جو عرب کے قبیلہ بنو بکر بن وائل سے تھا، اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا، شاہان روم اس کے علم وفضل اور مذہبی صلاحیت اور دینی پختگی کی وجہ سے بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے، اور بڑی بڑی جاگیریں دے رکھی تھیں، یہ اسقف (لاٹ پادری) تھا جو ریاست کا دینی وروحانی پیشوا تھا۔

نصارنیوں میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپس میں اختلاف رکھتے تھے، ان میں ایک فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کو الہ تسلیم کرتا تھا، جس کی وہ یہ دلیل دیتے تھے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے، بیماروں کو شفا دیتے، غیب کی باتیں بتاتے اور مٹی سے پرندے کی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتے تو وہ پرندہ بن جاتا (حالانکہ یہ سب اللہ کے حکم سے ان لوگوں کی نشانی کے لئے تھا) ایک فرقہ انہیں اللہ کا بیٹا تسلیم کرتا تھا، اور وہ اس کی یہ دلیل دیتے تھے کہ ان کا کوئی باپ نہیں ہے، انہوں نے گہوارے میں باتیں کیں حالانکہ اس سے پہلے کسی انسان نے ایسا نہیں کیا تھا، ایک فرقہ کا خیال تھا کہ وہ تینوں میں اللہ تعالیٰ، عیسیٰ علیہ السلام اور مریم سے تیسرا ہے، وہ اس کی یہ دلیل دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے کیا، ہم نے حکم دیا، ہم نے پیدا کیا، ہم نے فیصلہ کیا، اگر وہ ایک ہوتا تو کہتا میں نے کیا، میں نے فیصلہ کیا، میں نے حکم دیا اور میں نے پیدا کیا۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کو نجران روانہ کرنا:

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُونِي، فَقَالُوا: إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ يَا أُخْتَ هَارُونَ، وَمُوسَى قَبْلَ عِيسَى بِكَذَا وَكَذَا، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ:إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب میں وہاں پہنچا (اور اپنا تبلیغی کام شروع کیا) تو لوگوں نے ان سے (بطور اعتراض کے) سوال کیا کہ تم قرآن مجید میں پڑھتے ہو (یعنی مریم کو ہارون علیہ السلام کی بہن کہا گیا ہے حالانکہ ہارون علیہ السلام اور) موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام (اور ان کی والدہ محترمہ مریم رحمہا اللہ) سے بہت پہلے گزرے ہیں (لہذا مریم رحمہا اللہ، ہارون علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام کی بہن کیسے ہوسکتی ہیں) جب میں واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو میں نے یہ سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ وہ اپنے انبیاء اور صلحاء کے نام پر نام رکھا کرتے تھے (لہذا مریم کے بھائی کا نام ہارون علیہ السلام کے نام پر ہارون رکھا گیا تھا، اس لئے انہیں قرآن مجید میں ہارون کی بہن

کہا گیا ہے)۔ [1]

حاکم روایت کرتے ہیں فتح مکہ کے بعد رسول اکرم ﷺ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ ثقفی کو تبلیغ اسلام کے لئے نجران بھیجا، مگران کی تبلیغی مساعی کانجران کے نصاریٰ نے کوئی اثر قبول نہ کیا بلکہ الٹاان پر طرح طرح کے اعتراضات کیے، مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے واپس آ کر آپ ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے اسقف نجران کے نام ایک مکتوب ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِاسْمِ إِلَهِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ،

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَدْعُوكُمْ إِلَى عِبَادَةِ اللهِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ، وَأَدْعُوكُمْ إِلَى وِلَايَةِ اللهِ مِنْ وِلَايَةِ الْعِبَادِ، فَإِنْ أَبَيْتُمْ فَالْجِزْيَةُ، فَإِنْ أَبَيْتُمْ فَقَدْ آذَنْتُكُمْ بِحَرْبٍ، وَالسَّلَامُ

بنام الٰہ ابراہیم علیہ السلام واسحٰق علیہ السلام ویعقوب علیہ السلام، محمد نبی رسول اللہ کی طرف سے

حمد وثنا کے بعد تمہیں بندوں کی عبادت چھوڑ کر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور بندوں کی حکمرانی سے ہٹا کر اللہ کی حکمرانی کی دعوت دیتا ہوں، اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو جزیہ ادا کرو اور اگر جزیہ دینا بھی منظور نہیں تو لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ والسلام

فَلَمَّا أَتَى الْأُسْقُفَّ الْكِتَابُ فَقَرَأَهُ فُظِعَ بِهِ وَذُعِرَ بِهِ ذُعْرًا شَدِيدًا،وَبَعَثَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ يُقَالُ لَهُ شُرَحْبِيلُ بْنُ وَدَاعَةَ وَكَانَ مِنْ هَمْدَانَ ، وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يُدْعَى إِذَا نَزَلَتْ معضلة قبله لَا الابهم وَلَا السَّيِّدُ وَلَا الْعَاقِبُ،فَدَفَعَ الْأُسْقُفُّ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شُرَحْبِيلَ فَقَرَأَهُ، فَقَالَ الْأُسْقُفُّ: يَا أَبَا مَرْيَمَ مَا رَأْيُكَ؟فَقَالَ شُرَحْبِيلُ: قَدْ عَلِمْتَ مَا وَعَدَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ فِي ذُرِّيَّةِ إِسْمَاعِيلَ مِنَ النُّبُوَّةِ، فَمَا تؤمن أَنْ يَكُونَ هَذَا هُوَ ذَاكَ الرَّجُلَ؟ لَيْسَ لى فِي النُّبُوَّةِ رأى وَلَو كَانَ أمرا مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا لَأَشَرْتُ عَلَيْكَ فِيهِ بِرَأْيٍ وَجَهْدتُ لكَشرحبيل،فَقَالَ لَهُ الْأُسْقُفُّ: تَنَحَّ فَاجْلِسْ،فتنحى شُرَحْبِيل فَجَلَسَ ناحيته

جب یہ نامہ مبارک اسقف نے پڑھا تو اس پر سکتہ طاری ہو گیا اور مارے خوف کے بے حال ہو گیا، پھر اس نے وہ خط نجران کے ایک آدمی شرحبیل بن وداعہ کو بلا بھیجا جو ہمدان کا رہنے والا تھا، جب کوئی مشکل پیش آتی تو سید اور عاقب کے بجائے پہلے اس کو بلاتا تھا، اسقف نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی اس کو دیا، وہ اسے پڑھ چکا تو اسقف نے پوچھا ابو مریم! اس بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ بولا، آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں نبی بھیجنے کا وعدہ کیا ہے، میں نہیں جانتا کہ یہ وہی آدمی ہے، نبوت کے معاملہ میں میں کوئی رائے نہیں دے سکتا اگر کوئی دنیا کا معاملہ ہوتا تو میں اس کے متعلق خوب غور وخوض کر کے اپنا مشورہ دیتا، اسقف نے کہا ایک طرف بیٹھ جاؤ، وہ ایک جانب جا کر بیٹھ گیا،

فَبَعَثَ الْأُسْقُفُّ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ شُرَحْبِيلَ، وَهُوَ مِنْ ذِي أَصْبَحَ مِنْ حِمْيَرٍ،

[1] صحيح مسلم كتاب الاداب بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَنِّي بِأَبِي الْقَاسِمِ وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ۵۵۹۸،جامع ترمذی ابواب تفسيرالقرآن بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ مَرْيَمَ۳۱۵۵

فَأَقْرَأَهُ الْكِتَابَ وَسَأَلَهُ عَنِ الرَّأْيِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ قَوْلِ شُرَحْبِيلَ،فَقَالَ لَهُ الْأُسْقُفُ: تَنَحَّ فَاجْلِسْ فَتَنَحَّى فَجَلَسَ ناحيته،وَبعث الْأُسْقُفُ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ يُقَالُ لَهُ جَبَّارُ بْنُ فَيْضٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ كَعْبٍ أَحَدِ بَنِي الْحِمَاسِ، فَأَقْرَأَهُ الْكِتَابَ وَسَأَلَهُ عَنِ الرَّأْيِ فِيهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ قَوْلِ شُرَحْبِيلَ وَعَبْدِ اللهِ

پھراس نے ایک دوسرے آدمی عبداللہ بن شرحبیل کو بلایا جو اصبح کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا خط پڑھوایا اور مشورہ کا مطالبہ کیا، تو اس نے بھی وہی کہا جو شرحبیل بن وداعہ نے کہا تھا،اسقف نے اسے بھی ایک طرف ہوجانے کا حکم دیا اور وہ بھی ایک طرف جاکر بیٹھ گیا، پھر اسقف نے بنوحارث بن کعب کے ایک تیسرے آدمی جبار بن فیض کو بلا بھیجا رسالہ پڑھوانے کے بعد رائے ومشورہ میں اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے شرحبیل اور عبداللہ دے چکے تھے فَأَمَرَهُ الْأُسْقُفُّ فَتَنَحَّى فَجَلَسَ ناحیته اسقف نے اسے بھی ایک طرف ہوجانے کا حکم دیا اور وہ بھی ایک جانب جاکر بیٹھ گیا،

فَلَمَّا اجْتَمَعَ الرَّأْيُ مِنْهُمْ عَلَى تِلْكَ الْمَقَالَةِ جَمِيعًا، أَمَرَ الْأُسْقُفُّ بِالنَّاقُوسِ فَضُرِبَ بِهِ، وَرُفِعَتِ النيران والمسوح فِي الصَّوَامِعِ، وَكَذَلِكَ كَانُوا يفعلُونَ إِذَا فَزِعُوا بِالنَّهَارِ، وَإِذَا كَانَ فَزَعُهُمْ لَيْلًا ضَرَبُوا بِالنَّاقُوسِ وَرُفِعَتِ النِّيرَانُ فِي الصَّوَامِعِ، فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَهُمْ عَنِ الرَّأْيِ فِيهِ،فَاجْتَمَعَ رَأْيُ أَهْلِ الرَّأْيِ مِنْهُمْ عَلَى أَنْ يَبْعَثُوا شُرَحْبِيل بن وداعة الْهَمدَانِي وَعبد الله ابْنَ شُرَحْبِيلَ الْأَصْبَحِيَّ وَجَبَّارَ بْنَ فَيْضٍ الْحَارِثِيَّ، فَيَأْتُوهُمْ بِخَبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب ایک بات پر اتفاق رائے ہوگیا تو اسقف نے ناقوس بجانے کا حکم دیا اور ناقوس بجادیا گیا اور گرجوں میں چادریں اٹھالی گئیں، جب کبھی وہ دن میں گھبرا اٹھتے تھے تو ایسا ہی کیا کرتے تھے اور کبھی رات کو گھبرا اٹھتے تو ناقوس بجاتے اور گرجوں میں آگ جلاتے،الغرض ناقوس کی آواز سن کر لوگ گرجا کے نزدیک جمع ہوگئے،اسقف نے ان کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی پڑھ کر سنایا،اور ان سے رائے پوچھی کہ اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟ سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ شرحبیل بن وداعہ،عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض کو رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا جائے تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق خبر لائیں،

امام حاکم نے ان تینوں کے آنے اور رسول اللہ ﷺ سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں سوال کاذکر کیا ہے۔

وَفْدُ نَصَارَى نَجْرَانَ سِتُّونَ رَاكِبًا، مِنْهُمْ: أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ رَجُلًا مِنْ أَشْرَافِهِمْ، وَالْأَرْبَعَةُ وَالْعِشْرُونَ، مِنْهُمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَيْهِمْ يَئُولُ أَمْرُهُمْ، الْعَاقِبُ أَمِيرُ الْقَوْمِ، وَذُو رَأْيِهِمْ، وَصَاحِبُ مَشُورَتِهِمْ، وَالَّذِي لَا يَصْدُرُونَ إِلَّا عَنْ رَأْيِهِ وَأَمْرِهِ، وَاسْمُهُ عبد المسيح، وَالسَّيِّدُ: ثِمَالُهُمْ، وَصَاحِبُ رَحْلِهِمْ وَمُجْتَمَعِهِمْ، وَاسْمُهُ الأيهم، وأبو حارثة بن علقمة أخو بني بكر بن وائل أُسْقُفُهُمْ وَحَبْرُهُمْ وَإِمَامُهُمْ، وَصَاحِبُ مِدْرَاسِهِمْ،

بہرحال اس نامہ مبارک کے موصول ہونے پر اہل نجران جو جنگ کے لئے تیار نہ تھے نو ہجری میں ساٹھ سواروں پر مشتمل اپنا ایک وفد مدینہ منورہ بھیجا،اس وفد میں اسقف،سید اور عاقب سمیت نجران کے بڑے بڑے چوبیس معززین اور شرفاء شامل تھے،اس وفد میں تین اشخاص

مرجع الرئیسی تھے، عاقب قوم کے امیر، اصحاب رائے ومشورہ جن کی رائے اور مشورہ کے علاوہ کوئی کام صادر نہیں ہوتا تھا جن کا نام عبدالمسیح تھا، دوسرا شخص کو سید کے نام سے موسوم کرتے تھے یہ ان کے ثمال، صاحب رحلت اور مجتمع تھا جن کا نام الایھم تھا اور تیسرا شخص بنو بکر بن وائل کے ابوحارثہ بن علقمہ ان کے پوپ، عالم، امام اور مدارس کے متولی تھے،

فَلَمَّا وَجَّهُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَجْرَانَ، جَلَسَ أبو حارثة عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ مُوَجِّهًا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى جَنْبِهِ أَخٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ: كرز بن علقمة يُسَايِرُهُ، إِذْ عَثَرَتْ بَغْلَةُ أَبِي حارثة، فَقَالَ لَهُ كرز: تَعِسَ الْأَبْعَدُ يُرِيدُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ لَهُ أبو حارثة: بَلْ أَنْتَ تَعِسْتَ ،فَقَالَ: وَلِمَ يَا أَخِي؟فَقَالَ: وَاللهِ إِنَّهُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الَّذِي كُنَّا نَنْتَظِرُهُ،فَقَالَ لَهُ كرز: فَمَا يَمْنَعُكَ مِنَ اتِّبَاعِهِ وَأَنْتَ تَعْلَمُ هَذَا؟ فَقَالَ: مَا صَنَعَ بِنَا هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ، شَرَّفُونَا وَمَوَّلُونَا وَأَكْرَمُونَا، وَقَدْ أَبَوْا إِلَّا خِلَافَهُ، وَلَوْ فَعَلْتُ نَزَعُوا مِنَّا كُلَّ مَا تَرَى، فَأَضْمَرَ عَلَيْهَا مِنْهُ أَخُوهُ كرز بن علقمة حَتَّى أَسْلَمَ بَعْدَ ذَلِكَ

جب یہ وفد نجران سے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلا تو ابوحارثہ بن علقمہ بھی اپنی خچر پر سوار ہو کر ان کے ساتھ چلا، اس کے پہلو بہ پہلو اس کا بھائی کرز بن علقمہ بھی چلنے لگا، راستہ میں ابوحارثہ بن علقمہ کے خچر کو ٹھوکر لگی، تو کرز بن علقمہ نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں بددعا کرتے ہوئے کہا منحوس آدمی ہلاک ہو، ابوحارثہ نے کہا وہ نہیں بلکہ تو ہلاک ہو، وہ بولا بھائی! یہ کیوں؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! یہی وہ امی نبی ہے جس کا ہم (اہل کتاب) انتظار کر رہے ہیں، کرز بن علقمہ نے کہا پھر یہ سب کچھ جانتے ہوئے تم حلقہ بگوش اسلام کیوں نہیں ہوتے، بولا، یہ عیسائی بادشاہ ہمارا بڑا احترام کرتے ہیں اور انہوں نے ہمارے گھر میں مال و دولت کے ڈھیر لگادیئے ہیں، اگر میں ان کی رضا کے خلاف یہ قدم اٹھاؤں تو یہ سب مال ومتاع چھین لیں گے، کرز کے دل میں بھائی کی بات پیوست ہوگئی اور اس نے بعد میں مناسب وقت پر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔[1]

فَدَخَلُوا عَلَيْهِ مَسْجِدَهُ حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ، عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الْحِبَرَاتِ ، جُبَبٌ وَأَرْدِيَةٌ، قَالَ: يَقُولُ بَعْضُ مَنْ رَآهُمْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ: مَا رَأَيْنَا وَفْدًا مِثْلَهُمْ،وَقَدْ حَانَتْ صَلَاتُهُمْ، فَقَامُوا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلُّون،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُمْ،فَصَلَّوْا إِلَى الْمَشْرِقِ

جب نجران کا وفد مدینہ منورہ پہنچا اس وقت آپ ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے، یہ لوگ نفیس پوشاکیں پہنے ہوئے اور خوبصورت نرم چادریں اوڑھے ہوئے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ان کے بعد ان جیسا باشوکت وفد کوئی نہیں آیا، ان کے لئے مسجد نبوی کے صحن میں خیمے لگادیئے گئے اور انہوں نے وہیں قیام کیا، یہ لوگ غالباً اتوار کے دن مدینہ منورہ پہنچے تھے جو ان کا یوم عبادت تھا چنانچہ انہوں نے اپنے طریقے پر مسجد نبوی میں نماز پڑھنی چاہی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اعتراض کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

[1] زادالمعاد۵۵۰؍۳

پڑھنے دو، اجازت ملنے پر انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی نماز پڑھی۔[1]

ان لوگوں نے خاصی مدت مدینہ منورہ میں قیام کیا اس دوران مختلف مسائل پر گفتگو ہوئی، سب سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں مباحثہ شروع ہوا۔

وَقَالُوا :مَنْ أَبُوهُ؟

نصاریٰ نجران: اگر مسیح علیہ السلام ابن اللہ نہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے؟

وَقَالُوا عَلَى اللهِ الْكَذِبَ وَالْبُهْتَانَ , لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ , لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ اللہ پر صریح جھوٹ اور بہتان ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی کوئی بیوی نہیں اور نہ کوئی اولاد ہے۔

أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَا يَكُونُ وَلَدٌ إِلَّا وَهُوَ يُشْبِهُ أَبَاهُ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔

قَالُوا: بَلَى!

نصاریٰ نجران۔ یقیناً اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمہارے اس جواب سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ ہیں تو انہیں اللہ کے مماثل اور مشابہ ہونا چاہیے، لیکن تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ بے مثل ہے،

لَيْسَ كمثله شى وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

اس کی کوئی مثال نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے،

أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَا يَمُوتُ , وَأَنَّ عِيسَى يَأْتِي عَلَيْهِ الْفَنَاءُ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمہیں معلوم ہے کہ پروردگار عالم زندہ ہے، اور اس پر کبھی موت وارد نہیں ہوگی، اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت وارد ہونے والی ہے (یعنی وہ زندہ ہیں، ابھی تک ان پر موت نہیں آئی)

قَالُوا: بَلَى

نصاریٰ نجران: صحیح ہے۔

أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا قَيِّمٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ يَكْلَؤُهُ وَيَحْفَظُهُ وَيَرْزُقُهُ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا تم جانتے ہو رب العالمین ہر چیز کو قائم رکھنے والا اور تمام کائنات کا حافظ اور نگہبان ہے، وہی اپنی تمام مخلوق کو رزق مہیا کرتا ہے؟

قَالَ: بَلَى

[1] فتح الباری ۲۴۴؍۳، ابن ہشام ۵۷۴؍۱، الروض الانف ۷؍۵، عیون الآثر ۲۵۲؍۱

نصاریٰ نجران: یہ بات صحیح ہے۔

فَهَلْ يَمْلِكُ عِيسَى مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا؟

رسول اللہ ﷺ۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی ان میں کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں؟

قالوا: لا

نصاریٰ نجران: نہیں۔

أَفَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ؟

رسول اللہ ﷺ۔ کیا تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ پر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں؟

قَالُوا: بَلَى!

نصاریٰ نجران: یہ بات صحیح ہے۔

فَهَلْ يَعْلَمُ عِيسَى مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا إِلَّا مَا عُلِّمَ؟

رسول اللہ ﷺ۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ کچھ معلوم ہے جو ان کو اللہ نے بتلادیا ہے؟

قَالُوا: لَا

نصاریٰ نجران: نہیں، انہیں اتنا ہی علم تھا جتنا اللہ نے انہیں وحی کر دیا تھا۔

أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنّ رَبَّنَا صَوَّرَ عِيسَى فِي الرَّحِمِ كَيْفَ شَاءَ؟ وأَنَّ رَبَّنَا لَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ، وَلَا يَشْرَبُ الشَّرَابَ، وَلَا يُحْدِثُ الْحَدَثَ؟

رسول اللہ ﷺ: تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کے پیٹ میں جیسی چاہی شکل وصورت بنائی، اور اللہ تعالیٰ کو نہ کھانے کی حاجت ہوتی ہے اور نہ پینے کی، اور نہ ہی اسے بول وبراز کی حاجت لاحق ہوتی ہے۔

قَالُوا: بَلَى!

نصاریٰ نجران: بیشک اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہوتی۔

أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عِيسَى حَمَلَتْهُ امْرَأَةٌ كَمَا تَحْمِلُ الْمَرْأَةُ، ثُمَّ وَضَعَتْهُ كَمَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ وَلَدَهَا , ثُمَّ غُذِّيَ كَمَا يُغَذَّى الصَّبِيُّ , ثُمَّ كَانَ يَطْعَمُ الطَّعَامَ، وَيَشْرَبُ الشَّرَابَ، وَيُحْدِثُ الْحَدَثَ؟

رسول اللہ ﷺ: تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ مریم دوسری عورتوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں، اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اسی طرح جنم دیا جس طرح دوسری عورتیں جنم دیتی ہیں، پھر ان کی پیدائش کے بعد انسانی ضرورت کے مطابق انہیں غذا بھی دی گئی، وہ خوراک کھاتے تھے اور مشروبات پیتے تھے اور بول وبراز بھی کرتے تھے۔

قَالُوا: بَلَى

نصاریٰ نجران: بالکل صحیح بات ہے، وہ انسانی ضروریات کے تحت غذا کے محتاج تھے، اور بول و براز بھی کرتے تھے۔

فَكَيْفَ يَكُونُ هَذَا كَمَا زَعَمْتُمْ؟

رسول اللہ ﷺ: اب تم خود سوچو، وہ اللہ کے مشابہ کیسے ہو سکتے ہیں، انہیں کسی چیز پر قدرت بھی حاصل نہیں، انہیں علم بھی اتنا ہی حاصل ہے جتنا اللہ نے انہیں وحی کر دیا، وہ انسانوں کی طرح ماں کے پیٹ میں رہے، پیدائش کے بعد انہیں غذا بھی دی گئی، انہیں بول و براز کی حاجت بھی لاحق ہوتی تھی، انہیں موت بھی آئے گی پھر وہ الٰہ کیسے ہو گئے۔[1]

نصاریٰ ان تمام دلائل سے لاجواب ہو گئے لیکن ان لوگوں کی زبان پر ایک ہی رٹ تھی، میں نہ مانوں۔

وعرض النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على أحبار نجران وسائر الوفد أن يسلموا، فقالوا له: أَسْلَمْنَا قَبْلَكَ، قَالَ: كَذَبْتُمَا، يَمْنَعُكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ دُعَاؤُكُمَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَدًا، وَعِبَادَتُكُمَا الصَّلِيبَ، وَأَكْلُكُمَا الْخِنْزِيرَ

جب یہ سب بات چیت ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، انہوں نے کہا ہم تو آپ سے پہلے کے مسلمان ہیں، آپ ﷺ نے (سید اور عاقب سے) فرمایا تمہارا یہ اسلام قبول نہیں اس لئے کہ تم اللہ عزوجل کی اولاد مانتے ہو، صلیب کی پرستش کرتے ہو، خنزیر کا گوشت کھاتے ہو۔

انہوں نے دریافت کیا کہ آپ مسیح علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کا جواب دینے میں سارا دن توقف فرمایا یہ آیات نازل فرمائیں۔

سورۂ آل عمران آیات ۳۳ تا ۶۳

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ

بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کے لوگوں میں سے آدم (علیہ السلام) کو اور نوح (علیہ السلام) کو، ابراہیم (علیہ السلام) کے

وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۳ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۴ (آل عمران ۳۳، ۳۴)

خاندان اور عمران کے خاندان کو منتخب فرما لیا کہ یہ سب آپس میں ایک دوسرے کی نسل سے ہیں اور اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ اولیاء، اصفیاء، اور انبیاء کے منتخب افراد کا ذکر فرمایا کہ اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو فضیلت عطا فرمائی، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنا کر اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی، انہیں مسجود ملائک بنایا، انہیں اسماء کا علم، حلم اور شرف عطا فرمایا جس کی بنا پر وہ تمام مخلوقات سے افضل قرار پائے اس لیے اس کی اولاد بھی افضل ہوئی، جیسے فرمایا

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا

[1] فقه السيرة للغزامى ۴۲۵/۱، تفسیر طبری ۱۷۴/۵، تفسیر ابن ابی حاتم ۵۸۵/۲، تفسیر الرازی ۱۲۸/۷، تفسیر النیسابوری ۱۰۰/۲

تَفۡضِيۡلًا ﴿۷۰﴾ (۱)

ترجمہ: یہ تو ہماری عنایت ہے کہ بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی وتری میں سواریاں عطاکیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت (فضیلت) بخشی۔

اور انہیں جنت میں رہائش پذیر فرمایا اور پھر وہیں سے اپنی حکمت ومشیت سے انہیں زمین پر اتارا، اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی، انہیں اس وقت مبعوث فرمایا گیا جب لوگوں نے شیطان کے پنجے میں پھنس کر اپنے مالک حقیقی کی بندگی کو بھول کر طاغوت کی بندگی اختیار کر لی، اللہ نے انہیں نو سو پچاس سال سے زیادہ طویل عمر عطا کی، اس قدر لمبی عمر میں انہوں اپنی قوم کو دن رات، خفیہ اور ظاہر ہر طرح دعوت حق دی، مگر محدود چند لوگوں کے سوا باقی قوم کی آنکھوں پر شرک کی پٹی بندھی رہی، وہ ان خود ساختہ معبودوں کی پرستش سے تائب ہونے پر تیار نہ ہوئے، آخر انجام کار مشرکوں کو اپنے جرائم عظیم کی سزا کے طور پر غرق کر دیا گیا، اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کشتی کے ذریعے سے نجات بخشی، اور آپ کی نسل کو قیامت تک باقی رکھا، ہر زمانے میں لوگ آپ کی تعریف کرتے رہے اور کرتے رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم کو فضیلت عطا فرمائی جن میں خود ابراہیم علیہ السلام بھی شامل ہیں، جن کو اللہ نے خاص طور پر اپنی خلت سے نواز کر خلیل اللہ کے لقب سے مشرف فرمایا، جنہیں دعوت توحید کے نتیجے میں آگ میں پھینک دیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا، اللہ نے بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی مگر جب اللہ کا حکم ہوا تو بلا تامل اپنے پیارے بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کر دیا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا اور اس قربانی کو قبول فرمایا، آپ نے رات دن، چھپ چھپ کر اور علانیہ لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسوہ (نمونہ) قرار دیا کہ بعد کے لوگ ان کی اتباع کریں، اور بیشتر پیغمبران کی ہی نسل سے پیدا ہوئے، جن پر آسمانی کتابیں نازل ہوئیں حتی کہ تمام اولاد آدم کے سردار، رسولوں کے سردار، افضل البشر، پیغمبر آخر الزمان، سید الامم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے پیدا ہوئے، جن میں اللہ نے وہ تمام خوبیاں جمع فرمادیں جو دوسرے انبیائے کرام میں انفرادی طور پر موجود تھیں، چنانچہ آپ گزشتہ اور آئندہ تمام انسانوں سے بلند تر ہوئے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عمران کے خاندان کو بھی منتخب فرمایا جس میں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، یہ گھرانے جن کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے جہان والوں سے اس کے منتخب افراد کے گھرانے تھے، ان انسانوں کی ایک نسل سے دوسری نسل پیدا ہوتی چلی آئی، جیسے فرمایا

وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ‌ؕ كُلًّا هَدَيۡنَا‌ۚ وَنُوۡحًا هَدَيۡنَا مِنۡ قَبۡلُ‌ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡسُفَ وَمُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ‌ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَۙ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحۡيٰى وَعِيۡسٰى وَاِلۡيَاسَ‌ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَۙ ﴿۸۵﴾ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَالۡيَسَعَ وَيُوۡنُسَ وَلُوۡطًا‌ؕ وَكُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَۙ ﴿۸۶﴾ وَمِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ وَاِخۡوَانِهِمۡ‌ۚ وَاجۡتَبَيۡنٰهُمۡ وَهَدَيۡنٰهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۸۷﴾ (۲)

(۱) بنی اسرائیل ۷۰

(۲) الانعام ۸۴ تا ۸۷

ترجمہ: پھر ہم ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہِ راست دکھائی (وہی راہِ راست جو) اس سے پہلے نوح علیہ السلام کو دکھائی تھی اور اُسی کی نسل سے ہم نے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت بخشی) اس طرح ہم نیکو کاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں (اُسی کی اولاد سے) زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس کو (راہ یاب کیا) ہر ایک ان میں سے صالح تھا، (اسی کے خاندان سے) اسماعیل ،السیع علیہ السلام اور یونس اور لوط کو (راستہ دکھایا) اِن میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دُنیا والوں پر فضیلت عطا کی، نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے بہتوں کو ہم نے نوازا انہیں اپنی خدمت کے لیے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ یعنی یہ سب پیغمبر انسان ہی تھے اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار تھے، یہ الٰہ یا اللہ کے بیٹے نہیں تھے اور نہ ان میں سے کسی نے اپنی الوہیت کا دعویٰ کیا تھا، چنانچہ روز قیامت اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت فرمائے گا

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ۗ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۗ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ [1]

ترجمہ: اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی الٰہ بنالو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ، میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے، آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں، میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، میں اُسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلایا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے کہ کون اس قابل ہے کہ اسے چنا جائے اور کون نہیں۔

ان پیغمبروں کی بزرگی اور مرتبہ صرف یہ تھا کہ رب العالمین نے اپنی رحمت سے دین اسلام کی اشاعت اور دنیا کی اصلاح کے لئے ان کو منتخب فرما لیا تھا، اور ان لوگوں نے بحیثیت پیغمبر اپنا کام احسن انداز میں پورا کیا تھا، اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے، یعنی اللہ کو معلوم تھا کہ کون اس قابل ہے کہ اسے چنا جائے اور کون نہیں، یہ اللہ کا فضل و کرم ہے۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا

جب عمران کی بیوی نے کہا کے اے میرے رب! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے میں نے تیرے نام آزاد کرنے کی

---

[1] المائدہ ۱۱۶، ۱۱۷

فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ

نذر مانی، تو میری طرف سے قبول فرما! یقیناً تو خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے، جب بچی کو جنا تو کہنے لگی

رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَ لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَ اِنِّيْ

اے پروردگار! مجھے تو لڑکی ہوئی، اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ کیا اولاد ہوئی ہے اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں میں نے اس کا

سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَ اِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا

نام مریم رکھا، میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں، پس اسے اس کے پروردگار نے

بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا

اچھی طرح قبول فرمایا اور اسے بہترین پرورش دی اس کی خیر خبر لینے والا زکریا (علیہ السلام) کو بنایا، جب کبھی زکریا (علیہ السلام)

الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ

ان کے حجرے میں جاتے ان کے پاس روزی رکھی ہوئی پاتے، وہ پوچھتے اے مریم! یہ روزی تمہارے پاس کہاں سے آئی؟

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ (آل عمران ۳۵ تا ۳۷)

وہ جواب دیتیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بیشمار روزی دے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: وَكَانَتِ امْرَأَةً لَا تَحْمِلُ ،فَرَأَتْ يَوْمًا طَائِرًا يَزُقُّ فَرْخَهُ ، فَاشْتَهَتِ الْوَلَدَ، فَدَعَتِ اللهَ، عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَهَبَهَا وَلَدًا، فَاسْتَجَابَ اللهُ دُعَاءَهَا، فَوَاقَعَهَا زَوْجُهَا، فَحَمَلَتْ مِنْهُ، فَلَمَّا تَحَقَّقَتِ الْحَمْلَ نَذَرَتْهُ أَنْ يَكُونَ {مُحَرَّرًا} أَيْ: خَالِصًا مُفَرَّغًا لِلْعِبَادَةِ، وَلِخِدْمَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

محمد بن اسحاق نے لکھا ہے یہ ایسی خاتون تھیں جنہیں حمل قرار نہیں پاتا تھا انہوں نے ایک دن ایک پرندے کو دیکھا جو اپنے بچے کو اپنے منہ سے کھلا رہا تھا تو انہیں بھی بچے کی خواہش پیدا ہوئی اور انہوں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ انہیں بھی ایک بچہ عطا فرمائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور ان کے شوہر نے مقاربت کی تو انہیں حمل قرار پا گیا، پھر جب حمل نمایاں ہو گیا تو انہوں نے نذر مانی کہ ان کا بچہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف ہوگا۔[1]

ان معزز گھرانوں کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے جو نداؤں اور پکار کو سننے والا ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم علیہا السلام کا ذکر فرمایا کہ ان کی تربیت اور نشو نما میں کس طرح اللہ کا خاص لطف و کرم شامل تھا، چنانچہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ عمران کی بیوی

[1] تفسیر ابن کثیر ۳۳/۲

حَنَّةُ بِنْتُ فَاقُوذَ۔ (۱)

کی پکار کو سن رہا تھا جب وہ حاملہ ہو کر بڑے خلوص نیت سے التجا کر رہی تھیں کہ اے میرے پروردگار! میں اپنے پیٹ کے بچے کو تیرے دین کی خدمت کے لئے نذر کرتی ہوں تو اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے تو میرے نیت اور دل کے ارادے سے خوب باخبر ہے ،پس میری اس گزارش کو قبول فرما، یعنی لڑکا پیدا فرما جو تیرے دین کی خدمت کرے مگر امید کے برعکس جب لڑکا ہونے کے بجائے لڑکی پیدا ہوئی جس میں بہت سی فطری کمزوریاں اور جس پر بہت سی تمدنی پابندیاں ہوتی ہیں تو وہ بڑی حسرت سے کہنے لگیں اے میرے رب! میرا مقصود تو تیری رضا و خوشنودی کے لئے ایک خدمت گار وقف کرنا تھا اور یہ کام ایک مرد ہی بہتر طریقے سے کر سکتا ہے اور میرے ہاں لڑکی پیدا ہو گئی ہے ،اور اللہ جو علام الغیوب ہے اسے بتانے کی ضرورت نہیں اسے تو اس وقت بھی علم تھا جب ان کی والدہ کو بھی علم نہیں تھا اسے بخوبی معلوم تھا کہ اس گھر میں کس نے جنم لیا تھا، مریم علیہا السلام کی والدہ نے کہا خیر میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا ہے اور اپنی نذر کے مطابق تیری راہ میں نذر کرتی ہوں تو اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے اپنی پناہ میں رکھ، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو بھی شرف قبولیت سے نوازا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ، إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے پیدا ہوتے ہی چھوتا ہے جس سے وہ بچہ چیختا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مس سے مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو محفوظ رکھا۔ (۲)

پیدائش کے پہلے دن بچے کا نام رکھنا:

کہتے ہیں کہ جس دن بچہ پیدا ہو اسی دن اس کا نام رکھنا جائز ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وُلِدَ لِي اللَّيْلَةَ غُلَامٌ، فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا، اور میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر ابراہیم رکھا۔ (۳)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ذَهَبْتُ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيرًا لَهُ، فَقَالَ:هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَنَاوَلْتُهُ تَمَرَاتٍ،

(۱) تفسیرابن کثیر۳۳/۲،تفسیرالرازی ۲۰۲/۸

(۲) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورہ آل عمران بَابُ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۴۵۴۸ ، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ۶۱۳۳،صحیح ابن حبان۶۲۳۵،مصنف ابن ابی شیبہ ۳۱۴۹۶، مستدرک حاکم۴۱۵۸

(۳) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ رَحْمَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذَلِكَ ۶۰۲۵

فَأَلْقَاهُنَّ فِي فِيهِ فَلاَكَهُنَّ، ثُمَّ فَغَرَ فَا الصَّبِيِّ فَمَجَّهُ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:حُبُّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے ہیں جب (میرے سوتیلے بھائی) عبداللہ بن ابوطلحہ کی ولادت ہوئی تو میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عباءہ میں اپنے اونٹ کو تیار کر رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، اور میں نے کھجوروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کو اپنے منہ میں ڈال کر اچھی طرح چبایا، اور اس کے بعد نومولود کے منہ میں ڈال دیا تو وہ نومولود کھانے لگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کی پسندیدہ چیز کھجور ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ہاتھ سے گھٹی دی) اور ان کا نام عبداللہ رکھا۔[1]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلاَمٌ فَسَمَّاهُ القَاسِمَ، فَقَالُوا: لاَ نَكْنِيكَ بِأَبِي القَاسِمِ وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْنًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ:أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم میں سے ایک آدمی کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم تمہاری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور نہ تیری آنکھ اس کنیت سے پکار کر ٹھنڈی کریں گے، وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کا نام عبدالرحمٰن نام رکھ لو۔[2]

عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ، فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ، وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ، فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: قَلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:مَا اسْمُهُ قَالَ: فُلاَنٌ، قَالَ:وَلَكِنْ أَسْمِهِ المُنْذِرَ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ المُنْذِرَ

سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو اپنی ران پر رکھ لیا اور ابواسید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں جو سامنے تھی مصروف ہو گئے (اور بچہ کی طرف توجہ ہٹ گئی)، ابواسید رضی اللہ عنہ نے بچہ کے متعلق حکم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے اسے اٹھالیا گیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے تو فرمایا بچہ کہاں ہے؟ ابواسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ فلاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اس کا نام منذر رہے، چنانچہ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہی نام منذر (ڈرا دینے والا) رکھا۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العقیقة بَابُ تَسْمِيَةِ المَوْلُودِ غَدَاةَ يُولَدُ، لِمَنْ لَمْ يَعُقَّ عَنْهُ، وَتَحْنِيكِهِ ۵۴۶۰، صحیح مسلم کتاب الاداب باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته ۵۶۱۲، سنن ابوداود کتاب الادب بَابٌ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ ۴۹۵۱

[2] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي ۶۱۸۹

[3] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ تَحْوِيلِ الِاسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ ۶۱۹۱، صحیح مسلم کتاب الاداب بَابُ اسْتِحْبَابِ

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: وُلِدَ لِي غُلاَمٌ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَيَّ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا، میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور ایک کھجور اپنے دہان مبارک میں نرم کر کے اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی، پھر اسے مجھے دے دیا۔[1]

عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:كُلُّ غُلاَمٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ، وَيُسَمَّى

سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقے کے ساتھ گروی ہوتا ہے (لہذا) ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔[2]

حافظ ابن کثیر نے احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بچے کا نام ولادت کے پہلے روز رکھنا چاہیے اور ساتویں دن نام رکھنے والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، لیکن حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے تمام احادیث پر بحث کر کے آخر میں لکھا ہے

تَعْرِيفه يَوْم وجوده وَجَاز تَأْخِير التَّعْرِيف إِلَى ثَلَاثَة أَيَّام وَجَاز إِلَى يَوْم الْعَقِيقَة عَنهُ وَيجوز قبل ذَلِك وَبعده وَالْأَمر فِيهِ وَاسع

پہلے روز، تیسرے روز یا ساتویں روز نام رکھا جاسکتا ہے اس مسئلہ میں گنجائش ہے۔[3]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس کی مشیت وحکمت کو کوئی نہیں جان سکتا مریم کو ایک عظیم کام کے لئے قبول فرمالیا مریم علیہا السلام ابھی چھوٹی ہی تھیں کہ ان کی والدہ وفات پا گئیں تو وہ اپنی خالہ جو یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں کے پاس آ گئیں،

وَهَلَكَتْ أُمُّهَا فَضَمَّتْهَا إِلَى خَالَتِهَا أُمِّ يَحْيَى

مریم رحمہا اللہ بنت عمران اپنی والدہ کی وفات کے بعد اپنی خالہ ام یحییٰ کے ساتھ رہنے لگیں۔[4]

کیونکہ خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔

تَحْنِيكِ الْمَوْلُودِ عِنْدَ وِلاَدَتِهِ وَحَمْلِهِ إِلَى صَالِحٍ يُحَنِّكُهُ ۵۶۲۱

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الأَنْبِيَاءِ ۶۱۹۸

[2] سنن ابوداودکتاب الضحایابَابٌ فِي الْعَقِيقَةِ ۲۸۳۸،۲۸۳۷،جامع ترمذی ابواب الاضاحی باب من العقیقة ۱۵۲۲،سنن نسائی کتاب العقیقة باب مَتَى يُعَقُّ؟ ۴۲۲۵،سنن ابن ماجه کتاب الذبائح بَابُ الْعَقِيقَةِ ۳۱۶۵،مسنداحمد ۲۰۰۸۳

[3] تحفة المودود ۱۱۱؍۱

[4] مستدرک حاکم ۴۱۵۸

عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَقَالَ: الخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ

براء بن عازب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ (۱)

اور زکریا علیہ السلام کو جو رشتے میں ان کے خالو اور اپنے وقت کے پیغمبر تھے، صحیح بخاری میں ہے وہ ان کی بہن کے شوہر تھے،

فَإِذَا يَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ

وہاں (دوسرے آسمان پر معراج کی رات) یحییٰ و عیسیٰ علیہ السلام تھے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔ (۲)

مریم علیہا السلام کی جسمانی و مادی ضروریات اور علمی و اخلاقی تربیت کے صحیح اہتمام کرنے کے لئے کفیل بنادیئے گئے، ایک روایت ہے کہ قحط سالی کی وجہ سے ان کی کفالت کا بوجھ زکریا علیہ السلام نے اپنے ذمہ لے لیا تھا، مریم علیہا السلام کی جسمانی اور اخلاقی تربیت بہت اچھی ہوئی اور بڑے نیک اعمال و اطوار کی حامل ہوئیں، وہ ہر وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں منہمک رہتیں، اسی حال میں جب وہ جب مریم سن رشد کو پہنچ گئیں تو زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کو ہیکل (بیت المقدس) کے شرقی حصہ میں ایک حجرہ دے دیا جہاں انہوں وہ ایک پردہ لٹکا کر اپنے آپ کو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے محفوظ کرلیا، اور مکمل یکسوئی سے شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت میں منہمک ہوگئیں، زکریا علیہ السلام صبح و شام ان کی دنیاوی اور روحانی خبر گیری کے لئے ان کے پاس آتے جاتے رہتے تھے، جب بھی زکریا علیہ السلام مریم علیہا السلام کی حجرے میں داخل ہوتے ان کے پاس بے موسمی پھل، میوہ جات وغیرہ رکھے ہوئے پاتے، جبکہ زکریا علیہ السلام یا کوئی اور شخص لاکر دینے والا نہیں تھا،

لما دَخَلَ عليها زكريا المحراب وجد عندها فَاكِهَةَ الشِّتَاءِ فِي الصَّيْفِ، وَفَاكِهَةَ الصَّيْفِ فِي الشِّتَاءِ

زکریا رضی اللہ عنہ جب ان کے حجرے میں پہنچتے تو ان کے پاس سردیوں میں موسم گرما کا پھل اور گرمیوں میں موسم سرما کا پھل پاتے تھے۔ (۳)

ایک دن زکریا علیہ السلام نے بڑی حیرت و تعجب سے دریافت کیا اے مریم! یہ پھل وغیرہ تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں، مریم علیہا السلام نے بڑے سکون و اطمینان سے سادہ اور مختصر جواب دیا، کھانے پینے کے یہ سامان اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئے ہیں، وہ رزاق اپنی مشیت و حکمت سے جس بندے کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے جہاں سے بندے کو گمان بھی نہیں ہوتا اور جس کو چاہتا ہے تنگ دست کر دیتا ہے،

۔۔۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۔۔۔ ۝۳ (۴)

ترجمہ: جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔

---

(۱) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ عُمْرَةِ القَضَاءِ ۴۲۵۱، سنن ابوداود كِتَاب الطَّلَاقِ بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ ۲۲۸۰ عن سیدنا علی، مسند احمد ۲۲۸۰ عن سیدنا علی

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّاءَ، إِذْ نَادَى ۳۴۳۰

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۶۴۰

(۴) الطلاق ۲، ۳

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ

اسی جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی، کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىْ فِى الْمِحْرَابِ ۙ

بیشک تو دعا کا سننے والا ہے، پس فرشتوں نے انہیں آواز دی جب وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا

کہ اللہ تعالیٰ تجھے یحیٰی کی یقینی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا سردار، ضابطہ نفس اور نبی ہے

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ

نیک لوگوں میں سے، کہنے لگے اے میرے رب! میرے بال بچہ کیسے ہوگا؟ میں بالکل بوڑھا ہوگیا ہوں

وَ امْرَاَتِىْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ

اور میری بیوی بانجھ ہے، فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے، کہنے لگے پروردگار! میرے لیے

لِّىْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ

اس کی کوئی نشانی مقرر کر دے، فرمایا نشانی یہ ہے تین دن تک تو لوگوں سے بات نہ کر سکے گا صرف اشارے سے سمجھائے گا،

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِىِّ وَ الْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ (ال عمران ۳۸ تا ۴۱)

تو اپنے رب کا ذکر کثرت سے کر اور صبح شام اسی کی تسبیح بیان کرتا رہ۔

حاصل دعا یحیٰی علیہ السلام: زکریا علیہ السلام ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے جب انہوں نے نوجوان صالحہ لڑکی مریم علیہا السلام پر رب کی ایسی نوازشات دیکھیں تو فطرۃً ان کے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ کاش اللہ تعالیٰ اس بوڑھاپے میں انہیں بھی ایسی ہی نیک اور رصالح اولاد سے نواز دے، چنانچہ انہوں نے بظاہر ناممکن چیز کی طلب کے لئے پوشیدگی میں بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، جیسے ہے

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ [1]

ترجمہ: ذکر ہے اس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی جب کہ اس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا۔

اور عرض کیا اے میرے رب! بیشک تو دعاؤں کو سننے والا ہے پس مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ و نیک اطوار اولاد عطا فرما دے تا کہ دینی اور دنیوی دونوں قسم کی نعمتوں کی تکمیل ہو جائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو پکارنے والوں کی فریادوں، پکاروں اور دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، اور جو اس سے

---

[1] مریم ۲،۳

نہیں مانگتا اس سے ناراض ہوتا ہے، اس نے زکریا علیہ السلام کی دعا کو بھی شرف قبولیت بخشا، چنانچہ جب وہ اپنے حجرے میں رب کی عبادت اور مناجات میں مشغول تھے کہ فرشتوں نے بالمشافہ انہیں خوشخبری دیتے ہوئے کہا اے زکریا علیہ السلام! تیرے پروردگار نے تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دی ہے جس کا نام یحییٰ (یوحنا بپتسمہ دینے والا ہوگا، بائیبل) ہوگا،

وَقَالَ قَتَادَةُ: إِنَّمَا سَمَّى اللهُ يَحْيَى، لِأَنَّ اللهَ أَحْيَاهُ بِالْإِيمَانِ

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ کو یحییٰ کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمان کے ساتھ زندہ رکھا۔[۱]

عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَسَيِّدًا، قَالَ: السَّيِّدُ: الْكَرِيمُ عَلَى اللهِ

اور مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں السَّيِّدُ سے مراد یہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت معزز ہوں گے۔[۲]

اور مزید مدح اور فضیلت میں فرمایا کہ اس نام کا کوئی شخص دنیا میں نہیں پیدا ہوا اور پہلی بشارت سے بڑھ کر دوسری بشارت دی کہ وہ نبوت سے سرفراز کیا جائے گا، سرداری اور بزرگی کی شان والا ہوگا،

وَقَالَ عَطِيَّةُ: السَّيِّدُ فِي خُلُقِهِ وَدِينِهِ

عطیہ فرماتے ہیں وہ اپنے خلق اور دین کے اعتبار سے سردار ہوں گے۔[۳]

اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ (عیسیٰ علیہ السلام) کی تائید و تصدیق کریگا،

قَالَ الرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ: هُوَ أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَقَالَ قَتَادَةُ: وَعَلَى سُنَنِهِ وَمِنْهَاجِهِ.

ربیع بن انس رضی اللہ عنہ اور قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں سب سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کی نبوت کو تسلیم کرنے والے یحییٰ علیہ السلام ہیں، اور قتادہ کہتے ہیں وہ عیسیٰ کی روش اور آپ کے طریق پر تھے۔[۴]

وہ گناہوں سے پاک اور ان کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا، وہ ضبط نفس والا ہوگا یعنی وہ فواحش و منکرات سے پاک ہوں گے، اور پہلی سے بھی زیادہ بلند پایہ بشارت سنائی کہ وہ اللہ کے پیغمبروں میں شمار کیا جائے گا، جیسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بشارت فرمائی تھی

۔۔۔ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ [۵]

ترجمہ: ہم اسے تیرے ہی پاس واپس لے آئیں گے اور اس کو پیغمبروں میں شامل کریں گے۔

کامل صفات کا بیٹا ہونے اور نبی ہونے کی خوشخبری سن کر زکریا علیہ السلام نے از راہ فرح و تعجب کی کیفیت سے عرض کیا اے میرے پروردگار! اب اولاد کیسے ممکن ہوسکتی ہے میری بیوی تو جوانی سے ہی بانجھ ہے، اور بانجھ عورت بھلا کیسے بچہ پیدا کرے گی، اس کے علاوہ میں خود بھی بڑھاپے

[۱] تفسیرابن ابی حاتم ۶۴۲،۲

[۲] تفسیرطبری ۳۷۵،۶

[۳] تفسیرابن کثیر ۳۷،۲

[۴] تفسیرابن کثیر ۳۷،۲

[۵] القصص ۷

کی آخری حدود کو چھو رہا ہوں، جس میں بچے کی امید کی ہی نہیں جاسکتی، یعنی دونوں طرف کمزوریاں موجود ہیں، فرشتوں نے زکریا علیہ السلام کا تعجب دور کرنے کے لئے کہا کہ اے زکریا! جب اللہ قادر مطلق نے اولاد کی موجودگی کو اسباب مثلاً توالد و تناسل کے ساتھ متعلق کر دیا ہے، اسی طرح اگر اس نے بغیر اسباب کے تجھے بیٹا دینے کا فیصلہ فرمالیا ہے تو تیرے بڑھاپے اور تیری بیوی کے بانجھ پن کے باوجود یقیناً معجزانہ شان سے تجھے بیٹا ملے گا اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے قطعی مشکل نہیں ہے کیوں کہ جب وہ تجھے نیست سے جب تمہارا ذکر تک نہیں تھا ہست تک کر سکتا ہے تو تجھے دنیاوی ظاہری اسباب سے ہٹ کر بیٹا دے دینا اس کے لئے کیا مشکل ہے، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۱۱۷ (۱)

ترجمہ: وہ آسمانوں اور زمین کا موجِد ہے اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے، اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ... ۝۷۳ (۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہو جائے اسی دن وہ ہو جائے گا۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۴۰ (۳)

ترجمہ: ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ کرنا نہیں ہوتا کہ اسے حکم دیں ہو جاؤ اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲ (۴)

ترجمہ: وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۶۸ (۵)

ترجمہ: وہی ہے زندگی دینے والا اور وہی موت دینے والا ہے وہ جس بات کا بھی فیصلہ کرتا ہے بس ایک حکم دیتا ہے کہ وہ ہو جائے اور وہ ہو جاتی ہے۔

معجزانہ طور پر اولاد جیسی نعمت کی خوشخبری سن کر زکریا علیہ السلام کے اشتیاق میں مزید اضافہ ہوا، اور مکمل اطمینان حاصل کرنے کی غرض سے علامت معلوم کرنی چاہی کہ جس سے میں جان جاؤں کہ ولادت جیسا غیر معمولی واقعہ پیش آنے والا ہے، پروردگار نے فرمایا اے زکریا علیہ السلام! باوجود تندرست ہونے کے پیہم تین دن تک تیری زبان بند رہے گی جو ہماری طرف سے بطور نشانی ہوگی، اس وقت سمجھ لینا کہ خوشخبری کے دن قریب آگئے ہیں، جیسے فرمایا

---

(۱) البقرۃ۱۱۷

(۲) الانعام۷۳

(۳) النحل۴۰

(۴) یسین۸۲

(۵) المومن۶۸

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ⑩ [1]

ترجمہ: زکریا نے کہا پروردگار! میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر دے، فرمایا تیرے لیے نشانی یہ ہے کہ تو پیہم تین دن لوگوں سے بات نہ کر سکے۔

تو اس خاموشی میں کثرت سے صبح وشام رب کی تسبیح وتحمید کا خصوصی اہتمام کرتے رہنا، تاکہ اس نعمت الٰہی کا جو تجھے ملنے والی ہے شکر ادا ہو، گویا یہ سبق دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری طلب کے مطابق تمہیں مزید نعمتوں سے نوازے تو اسی حساب سے اس کا شکر بھی زیادہ سے زیادہ کرو، اور اگر کسی ضرورت سے بات کرنی ہی پڑے تو اشارے سے کرنا پھر اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہیں فرزند سے نوازے گا،اس طرح اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں پر ان کی غلطی کو واضح فرمایا کہ جس طرح مسیح علیہ السلام کی ولادت معجزانہ طور پر ہوئی تھی اسی طرح ان سے چھ مال قبل ہی اسی خاندان میں یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی دوسری طرح کے معجزے سے ہو چکی تھی، اگر یحییٰ علیہ السلام کو ان کی معجزانہ ولادت نے الٰہ نہیں بنایا تو مسیح علیہ السلام اپنی غیر معمولی پیدائش کے بل پر الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ کر لیا اور تجھے پاک کر لیا اور سارے جہان کی عورتوں میں

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۲﴾ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِیْ وَ ارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾

سے تیرا انتخاب کر لیا، اے مریم! تو اپنے رب کی اطاعت کر اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر، یہ

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ

غیب کی خبروں سے ہے جسے ہم تیری طرف وحی سے پہنچاتے ہیں، تو ان کے پاس نہ تھا جب کہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے

اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ ۪ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ (آل عمران ۴۲ تا ۴۴)

کہ مریم کو ان میں سے کون پالے گا؟ اور نہ تو ان کے جھگڑنے کے وقت ان کے پاس تھا۔

چار افضل ترین عورتیں: اللہ عزوجل کے حکم سے چند فرشتوں نے انہیں براہ راست مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مریم علیہا السلام! اللہ تعالیٰ نے تم کثرت عبادت، دنیا سے بے رغبتی کی شرافت اور شیطانی وسواس سے دوری کی وجہ سے برگزیدہ کر لیا ہے، اور تجھے (ایسی خرابیوں سے) پاک کر دیا جو تیری شان میں کمی کا باعث بن سکتی تھیں، اور دنیا کی تمام عورتوں پر تجھے فضیلت عطا فرما کر برگزیدہ فرمایا ہے،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ، أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى إِثْرِ ذَلِكَ: وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيرًا قَطُّ

[1] مریم ۱۰

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اونٹ پر سوار ہونے والیوں (عربی خواتین) میں سب سے بہترین قریشی خواتین ہیں، اپنے بچوں پر سب سے زیادہ محبت وشفقت کرنے والی، اور اپنے شوہر کے مال واسباب کی سب سے بہتر نگران ومحافظ، اس روایت کو بیان کرنے کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مریم بنت عمران علیہا السلام کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئی تھیں۔[1]

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ: إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں تو بہت سے کامل لوگ اٹھے لیکن عورتوں میں فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران علیہا السلام کے سوا اور کوئی کامل نہیں پیدا ہوئی، ہاں عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔[2]

ایک روایت میں مریم علیہا السلام کے ساتھ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بھی خَيْرُ نِسَائِهَا (سب عورتوں سے بہتر) کہا گیا ہے۔

قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، بِالْكُوفَةِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے میں نے کوفہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے آسمان وزمین کے اندر جتنی عورتیں ہیں (اپنے زمانہ میں) سب میں خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا افضل ہیں، اور آسمان وزمین کے اندر جتنی عورتیں ہیں (اپنے زمانہ میں) سب میں مریم بنت عمران علیہا السلام افضل ہیں۔[3]

ایک روایت میں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فضیلت والی عورتوں میں شامل کیا گیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ العَالَمِينَ: مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ.

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافی ہے تجھ کو جہان کی عورتوں سے مریم بنت عمران، اور خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى إِذْ قَالَتِ المَلاَئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ المَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۳۴۳۴، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل نساء قریش

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَضَرَبَ اللهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ۳۴۱۱،صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بَابُ فَضَائِلِ خَدِيجَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ۶۲۷۲،جامع ترمذی ابواب الاطعمة بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الثَّرِيدِ ۱۸۳۴،سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمة بَابُ فَضْلِ الثَّرِيدِ، عَلَى الطَّعَامِ ۳۲۸۰

[3] صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ خَدِيجَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا۶۲۷۱،جامع ترمذی ابواب المناقب باب فضل خدیجہ۳۸۹۳

خویلد، اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد علیہ السلام، اور آسیہ فرعون کی بیوی یعنی یہ چاروں سارے جہان سے افضل ہیں۔ (۱)

جب فرشتوں نے آپ کو اللہ کی منتخب ہونے اور پاک کرنے کی خوشخبری دی تو یہ ایک عظیم نعمت اور اللہ کا عظیم احسان تھا جس کا شکر کرنا ضروری تھا، اس لئے فرشتوں نے کہا اے مریم! علیہا السلام اپنے رحیم و کریم خالق کی اطاعت پر قائم رہنا اور ساتھ ہی رب کے سامنے عاجزی کے اظہار کے لئے جماعت کے ساتھ خشوع و خضوع سے رکوع و سجود یعنی نماز بھی پڑھتی رہو، اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں وحی کرتے ہیں، ورنہ تم اس وقت موجود نہیں تھے جب مریم علیہا السلام کی پاکیزگی کردار کو دیکھ کر ہیکل کے تمام خادموں کی خواہش تھی کہ وہ ان کے کفیل بنیں، ایک اور مقام پر فرمایا

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ (۲)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) تم اس وقت مغربی گوشے میں موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کو یہ فرمانِ شریعت عطا کیا اور نہ تم شاہدین میں شامل تھے۔

وَقَالَ لَهُمْ زَكَرِيَّا: أَنَا أَحَقُّكُمْ بِهَا تَحْتِي خَالَتُهَا

زکریا رضی اللہ عنہ نے اپنا حق جتلایا کہ میں رشتہ میں اس لڑکی کا خالو ہوں اس لئے یہ حق مجھے ملنا چاہیے۔

ہر ایک کی خواہش کی وجہ سے اچھا خاصہ جھگڑا برپا ہو گیا اور ایک اختلافی فضا قائم ہو گئی، چنانچہ اس جھگڑے کا حل قرعہ اندازی طے ہوا کہ جس کے نام کا قرعہ نکل آئے وہ ان کا کفیل بنے،

أَلْقَوْا أَقْلَامَهُمْ فَجَرَتْ بِهَا الْجِرْيَةُ إِلَّا قَلَمَ زَكَرِيَّا صَاعِدًا، فَكَفَلَهَا زَكَرِيَّا

قرعہ اندازی کا طریقہ یہ طے ہوا کہ سب لوگ اپنے اپنے قلم دریا اردن میں ڈال دیں، جس کا قلم پانی کے ساتھ نہیں بہے گا وہی مریم علیہا السلام کا سرپرست قرار پائے گا، چنانچہ جب اس طرح قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ زکریا علیہ السلام کا نام نکلا، اور یہ شرف زکریا علیہ السلام کو حاصل ہوا جو ان کے نبی اور معزز ترین فرد تھے، چنانچہ زکریا علیہ السلام مریم علیہا السلام کی حفاظت و کفالت کے ذمہ دار بن گئے۔ (۳)

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ

جب فرشتوں نے کہا اے مریم ! اللہ تعالیٰ تجھے اپنے ایک کلمے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن

مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ

مریم ہے جو دنیا اور آخرت میں ذی عزت ہے اور وہ میرے مقربین میں سے ہے، وہ لوگوں سے اپنے گہوارے میں باتیں

---

(۱) جامع ترمذی کتاب المناقب بَابُ فَضْلِ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ۳۸۷۸

(۲) القصص ۴۴

(۳) تفسیر طبری ۳۴۹،۶

فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّ لَمْ

کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا، کہنے لگیں الٰہی مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ حالانکہ مجھے تو کسی

يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا

انسان نے ہاتھ بھی نہیں لگایا، فرشتے نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے پیدا کرتا ہے جب کبھی وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ (آل عمران ۴۵ تا ۴۷)

تو صرف یہ کہہ دیتا ہے ہو جا! تو وہ ہو جاتا ہے۔

اللہ نے چند فرشتوں علیہم السلام کو ان کے پاس ایک عظیم ترین بشارت دے کر بھیجا فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ تمہیں ایک ایسے بچے کی خوشخبری دیتا ہے جس کی ولادت اعجازی شان کی مظہر اور عام انسانی اصول کے برعکس، باپ کے بغیر، اللہ کی قدرت خاص اور اپنے کلمہ کن سے تمہارے بطن سے پیدا فرمائے گا، اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا، (مسیح کے معنی کثرت سے سیاحت کرنے والا، اور ہاتھ پھیرنے والا ہے کیونکہ آپ ہاتھ پھیر کر مریضوں کو باذن اللہ شفایاب فرماتے تھے) وہ اس مادی دنیا میں اور روز آخرت میں بھی ذی عزت، بلند مرتبہ اور رب کے مقربین میں ہوگا، دوسرے اولو العزم انبیاء اور رسولوں کی طرح جس کے لئے اللہ چاہیئے گا آپ بھی شفاعت کریں گے، جس سے آپ کا بلند مقام جہان والوں کے سامنے ظاہر ہو جائے گا، وہ بچپن میں جب کہ وہ ماں کی گود میں ہوگا اور ادھیڑ عمر میں بھی لوگوں سے کلام کرے گا یعنی گہوارے میں بھی (معجزہ اور نشانی کے طور پر) اور جوان ہو کر بھی جب انہیں وحی اور رسالت سے سرفراز کیا جائے گا، لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دیں گے اور یہ اللہ کی ایک عظیم نشانی ہے، ان کے علاوہ صحیح حدیث میں دو اور بچوں کا بھی ذکر ہے جنہوں نے ماں کی گود میں کلام کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ: عِيسَى، وَكَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ، كَانَ يُصَلِّي، جَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ، فَقَالَ: أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ المُومِسَاتِ، وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَوَلَدَتْ غُلاَمًا، فَقَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الغُلاَمَ، فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا غُلاَمُ؟ قَالَ : الرَّاعِي، قَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ؟ قَالَ: لاَ، إِلَّا مِنْ طِينٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گود میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے بات نہیں کی، اول عیسیٰ، (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) بنی اسرائیل میں ایک بزرگ تھے جن کا نام جریج تھا، وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی ماں نے انہیں پکارا، انہوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں والدہ کا جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں؟ اس پر ان کی والدہ نے (غصہ ہو کر) بد دعا کی اے اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے، جریج اپنے عبادت خانے میں رہا کرتے تھے، ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک فاحشہ عورت

آئی اور ان سے بدکاری چاہی لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے) انکار کیا، پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے اوپر قابو دے دیا، اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس نے ان پر یہ تہمت دھری کہ یہ جریج کا بچہ ہے، ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا، انہیں نیچے اتار کر لائے اور انہیں گالیاں دیں، پھر انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اس کے بعد بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا اور کہا میرا باپ چرواہا ہے، اس پر (ان کی قوم شرمندہ ہوئی اور) کہا کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے، لیکن انہوں نے کہا ہرگز نہیں، مٹی ہی کا بنے گا،

وَكَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ، قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الجَبَابِرَةِ، وَهَذِهِ الأَمَةُ يَقُولُونَ: سَرَقْتِ، زَنَيْتِ، وَلَمْ تَفْعَلْ

(تیسرا واقعہ) اور ایک بنی اسرائیل کی عورت تھی وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ قریب سے ایک سوار نہایت عزت والا اور خوش پوش گزرا، اس عورت نے دعا کی اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا بنا دے، شیر خوار بچے نے اپنی ماں کا پستان چھوڑ کر (اللہ کے حکم سے) بول پڑا، اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا، پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے لگنے کی کیفیت بتلاتے وقت)، پھر ایک باندی اس کے قریب سے لے جائی گئی (جسے اس کے مالک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا، بچے نے پھر اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دے، اس عورت نے پوچھا ایسا تو کیوں کہہ رہا ہے؟ بچے نے کہا وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا، اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری کی اور زنا کیا۔ حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔[1]

ایک روایت میں اصحاب الاخدود میں شیر خوار بچے کے بولنے کا بھی ذکر ہے، ایک لمبی روایت کے آخر میں ہے

حَتَّى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ: يَا أُمَّهْ اصْبِرِي فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ

جب بادشاہ کے حکم سے لوگوں کو آگ میں ڈالا جانے لگا تو ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا ایک بچہ بھی تھا، وہ عورت آگ میں گرنے سے جھجکی (پیچھے ہٹی)، بچے نے کہا اے ماں! صبر کر تو سچے دین پر ہے۔[2]

یہ سن کر مریم علیہا السلام حیرت زدہ ہو گئیں اور اللہ کے عام قانون فطرت کے مطابق کہنے لگیں اے میرے رب! میرے ہاں ایسا لڑکا کیسے پیدا ہو گا جبکہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا ۳۴۳۶، صحیح مسلم کتاب البر والصلة بَابُ تَقْدِيمِ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى التَّطَوُّعِ بِالصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا ۶۵۰۸، البدایة والنهایة ۱۱۷/۲

[2] صحیح مسلم کتاب الزهد بَابُ قِصَّةِ أَصْحَابِ الْأُخْدُودِ وَالسَّاحِرِ وَالرَّاهِبِ وَالْغُلَامِ ۷۵۱۱، مسند احمد ۲۳۹۳۱

کسی مرد نے مجھے چھوا تک نہیں، یعنی میرا تو کوئی شوہر ہی نہیں ہے، نہ میرا شادی کرنے کا ارادہ ہے، اور اللہ کی پناہ کہ میں بدکار ہوں، فرشتوں نے جواب دیا اے مریم علیہا السلام تیری حیرت وتعجب بجا، باوجود اس کے کہ تیری شادی نہیں ہوئی ہے تیرے ہاں بچہ ہو گا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، قدرت الٰہی کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے وہ جب چاہئے اسباب عادیہ وظاہریہ کا سلسلہ ختم کر کے اپنے حکم لفظ کن سے پلک جھپکتے میں جو چاہئے کر دے، جیسے فرمایا

وَمَآ اَمۡرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمۡحٍۭ بِالۡبَصَرِ ﴿۵۰﴾ [1]

ترجمہ: اور ہمارا حکم بس ایک ہی حکم ہوتا ہے اور پلک جھپکاتے وہ عمل میں آجاتا ہے۔

وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ

اللہ تعالیٰ اسے لکھنا اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا اور وہ بنی اسرائیل کی طرف سے رسول ہوگا

اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ

کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں، میں تمہارے لیے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں

كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ

پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں مادرزاد اندھے کو

وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ

اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں اور مردے کو جلادیتا ہوں اور جو کچھ تم کھاؤ اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرو

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

میں تمہیں بتادیتا ہوں اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو، اور میں تورات کی تصدیق کرنے

يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

والا ہوں جو میرے سامنے ہے اور میں اس لیے آیا ہوں کہ تم پر بعض وہ چیزیں حلال کروں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں

وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾

اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں اس لیے تم اللہ سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو!

[1] القمر ۵۰

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیۡ وَ رَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ﴿۵۱﴾ (آل عمران ۴۸ تا ۵۱)

یقین مانو میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔

فرشتوں نے پھر اپنے سلسلہ کلام میں کہا اور اللہ اس پر یہ احسان فرمائے گا کہ اسے کتاب وحکمت کی تعلیم دے گا، اور اشرف وافضل کتابیں تورات وانجیل کا علم سکھائے گا، اور بنی اسرائیل (جو اپنے زمانے کی افضل ترین قوم تھی) کی طرف رسول بنا کر بھیجے جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہر نبی کو اس کے زمانے کے حالات کے مطابق معجزے عطا فرماتا ہے تا کہ رسولوں کی صداقت اور برتری نمایاں ہو سکے،

قَالَ كَثِيرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ: بَعَثَ اللهُ كُلَّ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بِمُعْجِزَةٍ تُنَاسِبُ أَهْلَ زَمَانِهِ، فَكَانَ الْغَالِبُ عَلَى زَمَانِ مُوسَى، عَلَيْهِ السَّلَامُ، السِّحْرُ وَتَعْظِيمُ السَّحَرَةِ، فَبَعَثَهُ اللهُ بِمُعْجِزَةٍ بَهَرَت الْأَبْصَارَ وَحَيَّرَتْ كُلَّ سَحَّارٍ، فَلَمَّا اسْتَيْقَنُوا أَنَّهَا مِنْ عِنْدِ الْعَظِيمِ الْجَبَّارِ انْقَادُوا لِلْإِسْلَامِ، وَصَارُوا مِنَ الْأَبْرَارِ،

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں اکثر علماء کا قول ہے کہ ہر ہر زمانے کے نبی کو اس کے زمانے والوں کی مناسبت سے خاص خاص معجزات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں، موسیٰ کے زمانے میں جادو کا بڑا زور تھا اور جادوگروں کی بڑی قدر وتعظیم تھی، تو اللہ نے آپ کو ایسا معجزہ عطا فرمایا جس سے تمام جادوگروں کی آنکھیں کھل گئیں اور ان پر حیرت طاری ہوگئی، اور انہیں کامل یقین ہوگیا کہ یہ اللہ واحد وقہار کی طرف سے عطیہ ہے جادو ہرگز نہیں چنانچہ ان کی گردنیں جھک گئیں اور یک لخت وہ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے اور بالاخر اللہ کے مقرب بندے بن گئے،

وَأَمَّا عِيسَى، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فبُعث فِي زَمَنِ الْأَطِبَّاءِ وَأَصْحَابِ عِلْمِ الطَّبِيعَةِ، فَجَاءَهُمْ مِنَ الْآيَاتِ بِمَا لَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ إِلَيْهِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُؤَيَّدًا مِنَ الَّذِي شَرَعَ الشَّرِيعَةَ، فَمِنْ أَيْنَ لِلطَّبِيبِ قُدْرَةٌ عَلَى إِحْيَاءِ الْجَمَادِ، أَوْ عَلَى مُدَاوَاةِ الْأَكْمَهِ وَالْأَبْرَصِ، وَبَعْثِ مَنْ هُوَ فِي قَبْرِهِ رَهِينٌ إِلَى يَوْمِ التَّنَادِ؟

عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طبیبوں اور حکیموں کا بڑا دور دورہ تھا کامل اطباء اور ماہر حکیم علم طب کے پورے عالم اور لاجواب کامل الفن استاد موجود تھے، پس اس مناسبت سے وہ ایسے ایسے معجزات لے کر آئے جن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، سوائے اس کے جسے اس ذات گرامی کی تائید وحمایت حاصل ہو جو شریعت کو نازل فرمانے والا ہے، غور فرمائیں کسی طبیب کو یہ قدرت کیسے حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ جمادات جو محض بے جان چیز ہے اس میں روح ڈال دے، یا وہ مادر زاد اندھوں کو بالکل بینا، اور کوڑھیوں کو اس مہلک بیماری سے تندرست کر دے، اور قبروں میں مدفون مردوں کو زندہ کر دے، یہ کسی کے بس کی بات نہیں؟

وَكَذَلِكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ [الله] فِي زَمَنِ الْفُصَحَاءِ وَالْبُلَغَاءِ وَنَحَارِيرِ الشُّعَرَاءِ، فَأَتَاهُمْ بِكِتَابٍ مِنَ اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ، لَوِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِهِ، أَوْ بِعَشْرِ سُوَرٍ مِنْ مِثْلِهِ، أَوْ بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ لَمْ يَسْتَطِيعُوا أَبَدًا، وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِأَنَّ كَلَامَ الرَّبِّ لَا يُشْبِهُهُ كَلَامَ الْخَلْقِ أَبَدًا

ٹھیک اسی طرح جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، اس وقت فصاحت وبلاغت، نکتہ رسی اور بلند خیالی اور بول چال میں نزاکت ولطافت کا زور تھا، اس فن میں بلند پایہ شاعروں نے وہ کمال حاصل کر لیا تھا کہ دنیا ان کے قدموں پر جھکتی تھی، تو اس مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے

آپ ﷺ کو ایسی کتاب عطا فرمائی گئی کہ اگر کائنات کے تمام جن وانس مل کر بھی اس جیسی کتاب لانا چاہیں تو ہر گز نہ لاسکیں، پوری کتاب کا لانا تو کجا اس جیسی صرف دس سورتوں کو ہی بنالاؤ بلکہ یہ ایک سورت بھی کبھی نہ لاسکیں گے خواہ ایک دوسرے کے مدد ومعاون ہی کیوں نہ بن جائیں، اس لیے کہ یہ اللہ رب العالمین کا کلام ہے اور مخلوق میں سے کسی کا کلام کبھی بھی اس کے مشابہ ہو ہی نہیں سکتا۔ [1]

چنانچہ اللہ کی طرف سے خاص قسم کے معجزات کے ساتھ جب عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو کہا، میں تمہارے پاس تمہارے خالق ومالک رب کی طرف معجزات لے کر آیا ہوں، میں تمہارے سامنے مٹی سے ظاہر شکل وصورت کا ایک پرندہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں، اور وہ جیتا جاگتا پرندہ بن کر سب کے سامنے اڑنے لگتا ہے، اسی طرح مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں، اور مردے کو زندہ کر دیتا ہوں، اور جو کچھ تم کھاتے اور کل کے لئے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو تمہیں بتلادیتا ہوں، مگر اس غلط فہمی میں مبتلا مت ہو جاؤ کہ میں خدائی صفات یا اختیارات کا حامل ہوں بلکہ میں اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں یہ جو کچھ میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہا ہے معجزہ ہے جو محض اللہ کے حکم سے صادر ہو رہا ہے، جیسے فرمایا

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝۳۰ [2]

ترجمہ: بچہ بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔

اگر تم حق کو ماننے کے لئے تیار ہو تو یہ نشانیاں میری سچائی کی دلیل ہیں کہ میں اللہ خالق کائنات اور حاکم ذی قتدار کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہوں، میرے فرستادہ خدا ہونے کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ میں تمہیں تمہارے سابق دین سے ہٹا کر نئے دین کی طرف لانے کی کوشش نہیں کر رہا، بلکہ میں اسی اصل دین کو مانتا اور اسی کی تعلیم کو صحیح قرار دے رہا ہوں جو اللہ کی طرف سے مجھ سے پہلے موسیٰ علیہ السلام لائے تھے اور وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام قرار دی تھیں، یا تمہارے جہلا کے توہمات، تمہارے فقیہوں کی قانونی موشگافیوں، تمہارے رہبانیت پسند لوگوں کے تشددات اور غیر مسلم قوموں کے غلبہ وتسلط کی بدولت تمہارے ہاں اصل شریعت الٰہی پر جن قیود کا اضافہ ہو گیا ہے میں ان کو منسوخ کروں گا اور تمہارے لئے وہی چیزیں حلال اور وہی حرام قرار دوں گا جنہیں اللہ نے حلال یا حرام کیا ہے، اس لئے تم اللہ وحدہ لاشریک سے ڈرو اور اس کے احکام کی تعمیل کرو اور اس کے منع کیے ہوئے کاموں سے پرہیز کرو اور اللہ کے رسول کی حیثیت سے میری اطاعت کرو، میرا اور تمہارا رب ایک ہی ہے، وہی ہمارا خالق، رزاق اور ہمیں تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرنے والا ہے لہذا اسی کی عبادت کرو، اسی سے ڈرو، اسی سے محبت کرو، اسی سے آس وامیدیں وابستہ کرو، مصائب ومشکلات میں اسی کو مدد کے لئے پکارو اور عبادت کی دوسری تمام صورتیں بھی اسی کے لئے مخصوص کر دو، اللہ کی عبادت، اس کا تقویٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی سیدھا راستہ ہے جو اللہ تک اور اس کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں تک پہنچاتا ہے اس کے سوا ہر راستہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۴۵/۲

[2] مریم ۳۰

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ

مگر جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کا کفر محسوس کر لیا تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی راہ میں میری مدد کرنے والا کون کون ہے؟

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

حواریوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیے کہ ہم تابعدار ہیں،

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ

اے ہمارے پالنے والے معبود! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی،

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ

پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے، اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی (مکر) خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ

سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے، جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے پورا لینے والا ہوں

وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ

اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے تابعداروں کو کافروں کے اوپر

كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

غالب کرنے والا ہوں قیامت کے دن تک، پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے میں ہی تمہارے آپس کے تمام

فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي

تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا، پھر کافروں کو تو میں دنیا اور آخرت میں

الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۫ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

سخت تر عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا لیکن ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ

اللہ تعالیٰ ان کا ثواب پورا پورا دے گا اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا، یہ جسے ہم تیرے سامنے پڑھ رہے ہیں

مِنَ الْاٰیٰتِ وَ الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ﴿۵۸﴾ (آل عمران ۵۲ تا۵۸)

آیتیں ہیں اور حکمت والی نصیحت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی رشد وہدایت کے لئے ان کی طرف پے در پے پیغمبر مبعوث فرمائے،انہیں بار بار تنبیہات اور فہمائش کی مگر وہ اپنے کفر میں اتنے بڑھ چکے تھے کہ انہوں نے اللہ کے پکڑ سے بے خوف ہو کر کئی انبیاء کو ناحق قتل کر دیا تھا،اور ہر اس نیک بندے کے خون کے پیاسے ہو جاتے تھے جو انہیں دعوت حق دیتا تھا،آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں آخری موقعہ عطا فرمایا اور دو جلیل القدر پیغمبروں عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کو بیک وقت مبعوث فرمایا جن کے پاس مامور من اللہ ہونے کی کھلی کھلی نشانیاں تھیں، مگر بنی اسرائیل نے ان دونوں کی دعوت حق کو بھی رد کر دیا،وہ اتنے خودسر اور بے خوف ہو چکے تھے کہ ایک رقاصہ کی فرمائش پر یحییٰ علیہ السلام کا سر قلم کر دیا،اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی رومی سلطنت کے کافر حکمران سے سزائے موت دلوانے کی کوشش کی،چنانچہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کی گہری سازشیں اور مشکوک حرکتوں کو محسوس کر لیا کہ وہ انہیں اللہ کا پیغمبر مان کر اطاعت کرنے کے بجائے انہیں جادوگر کہتے ہیں، جیسے فرمایا

... اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ [1]

ترجمہ: پھر جب تو بنی اسرائیل کے پاس صریح نشانیاں لے کر پہنچا اور جو لوگ ان میں سے منکرِ حق تھے انہوں نے کہا کہ یہ نشانیاں جادوگری کے سوا اور کچھ نہیں ہیں۔

اور شہید کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تو ظاہری اسباب کے مطابق قوم کے باشعور لوگوں سے مدد طلب کی اور کہا اللہ کی راہ میں میری مدد کرنے والا کون ہے؟یعنی اللہ کے دین کی نصرت کے لئے میرے ساتھ کون تعاون کرے گا؟

وَهَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي أَيَّامِ الْحَجِّ: مَنْ رَجُلٌ يُؤْوِينِي حَتَّى أُبَلِّغَ رِسَالَةَ رَبِّي، فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ رِسَالَةَ رَبِّي،حَتَّى قَيَّضَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ الْأَوْسَ وَالْخَزْرَجَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَبَايَعُوهُ وَوَازَرُوهُ، وَشَارَطُوهُ أَنْ يَمْنَعُوهُ مِنَ الْأَسْوَدِ وَالْأَحْمَرِ إِنْ هُوَ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ،رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، وَأَرْضَاهُمْ ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت سے پہلے حج کے موقع پر ہر ہر قبیلہ کے لوگوں کے پاس جا کر فرمایا کرتے تھے کہ کوئی ہے جو مجھے اللہ کا کلام پہنچانے کے لئے جگہ دے؟ قریش نے تو کلام الٰہی کی تبلیغ سے مجھے روک رہے ہیں، یہاں تک کہ مدینہ منورہ سے قبیلہ اوس وخزرج کے کے لوگ جو مکہ مکرمہ آئے ہوئے تھے اس کٹھن خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گئے،اور آپ کو مدینہ منورہ میں ہی نہیں اپنے دلوں میں جگہ دی، پھر آپ نے جب ان کی طرف ہجرت فرمائی تو انہوں نے اپنے وعدے کے مطابق آپ کی حفاظت اور خیر خواہی کی اور ہر سیاہ وسرخ کے مقابلے میں آپ کی مدد کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

حواریوں یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے چند مددگاروں (انصار) نے کہا ہم اللہ کی راہ میں آپ کے مددگار ہیں،

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ

[1] المائدة ۱۱۰

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا ہر نبی کے حواری (سچے مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۱)

اور کہنے لگے ہم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے، نبیوں کی تصدیق کی اور اس کے مطابق عمل کیا، پس اے ہمارے رب! تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ، قَالَ مَعَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے قول ”ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لکھ رکھ۔ (۲)

جب وہ دین کی نصرت کے لئے اور شریعت قائم کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا، ان کفر کرنے والوں نے اللہ کے نور کو بجھانے کے لئے اللہ کے نبی کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا، دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے بھی جو سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے خفیہ تدبیر فرمائی، اور کفر کرنے والوں کو ان کے منصوبوں کی سزا دینے کی فیصلہ فرمایا ،اللہ نے ان کی تدبیر کو ناکام بنادیا اور وہ خائب وخاسر ہو کر رہے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام! میں تجھے یہودیوں کی سازش سے بچا کر پورا کا پورا اپنی طرف آسمانوں پر اٹھا لوں گا،

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ: {إِنِّي مُتَوَفِّيكَ} يَعْنِي وَفَاةَ الْمَنَامِ، رَفَعَهُ اللهُ فِي مَنَامِهِ

حسن بصری ”اب میں تجھے واپس لے لوں گا۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں اس سے مراد وفات نیند ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیند میں آسمانوں پر اٹھایا تھا۔ (۳)

اور یہودی جن الزامات سے آپ کو متہم کرتے ہیں پاک کرنے والا ہوں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے آپ کی صفائی دنیا کے سامنے پیش کر دی گئی، بنی اسرائیل کی لگائی ہوئی آگ سے رومی فوج نے رات کے وقت آپ کو پھانسی پر لٹکانے کے لئے گھر کو گھیر لیا، مگر اللہ نے اپنے بندے اور اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف آسمانوں پر اٹھا لیا، اور کسی اور شخص پر آپ کی مشابہت ڈال دی جو اسی گھر میں تھا، جس آدمی کو آپ کا ہم شکل بنایا گیا تھا دشمنوں نے اسے پکڑ کر سخت توہین کی اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھ کر صلیب پر چڑھا دیا، اس طرح وہ ایک عظیم جرم کے مرتکب ہوئے کیونکہ ان کی نیت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کی تھی اور اپنے خیال میں وہ اس کوشش میں کامیاب بھی رہے، اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ

(۱) صحیح بخاری کتاب الجهاد بَابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ ۲۸۴۶

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۶۶۰

(۳) تفسیر ابن کثیر ۲/۴۷

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ ﴿۱۵۷﴾ (۱)

ترجمہ: اور خود کہا کہ ہم نے مسیح، عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں ہے محض گمان ہی کی پیروی ہے انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔

اور تیرے تابع داروں کو یہودیوں کے اوپر رکھنے والا ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے خلاف عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کی مدد فرمائی اور عیسیٰ علیہ السلام سے نسبت رکھنے والے نصاریٰ یہودیوں پر ہمیشہ دنیاوی طور پر غالب رہیں گے، گو اپنے غلط عقائد کی وجہ سے نجات آخروی سے محروم ہی رہیں گے، پھر تم سب میری طرف لوٹ کر آؤ گے اور میں تمہارے آپس کے تمام تر اختلافات کا فیصلہ کروں گا، پھر جنہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا، اس کی آیات کا اور رسولوں کا انکار کیا، میں انہیں دنیا میں (ظاہر نظر آنے والی مصیبتیں، سزائیں، بدامنی، ڈور و خوف، قتل و غارت، ذلت و پستی، عجیب و غریب بیماریوں، قدرتی آفات، فصلوں اور پھلوں میں کمی، بڑے پیمانے پر اموات وغیرہ) اور آخرت میں سخت تر عذاب دوں گا، اور وہاں ان کا کوئی حامی و ناصر نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے، وہ بھی جنہیں وہ اللہ کے ہاں ان کی شفاعت کرنے والے سمجھتے ہیں، وہ بھی نہیں جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر دوست بناتے ہیں، نہ ان کے رفیق نہ رشتے دار اور نہ وہ خود اپنی کچھ مدد کر سکیں۔ جیسے فرمایا

...وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ الرعد ۳۴

ترجمہ: کوئی ایسا نہیں جو انہیں خدا سے بچانے والا ہو۔

لیکن جو لوگ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے، اس کے فرشتوں پر، اس کی منزل کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، موت کے بعد کی ابدی زندگی پر اور ان سب امور پر ایمان لائے جن پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے، اور رب کی رضا و خوشنودی کے لئے اعمال صالحہ اختیار کیے، تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کا پورا پورا اجر و ثواب عنایت فرمائے گا، اور اپنے فضل و کرم سے مزید انعامات سے نوازے گا، اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا بلکہ ناراض ہوتا ہے اور انہیں عذاب دیتا ہے، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آیات اور حکمت سے لبریز تذکرے ہیں جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال ہو بہو آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے جسے مٹی سے بنا کر کے کہہ دیا

كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ (آل عمران ۶۰،۵۹)

کہ ہو جا! پس وہ ہو گیا! تیرے رب کی طرف سے حق یہی ہے خبردار شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مماثلت میں فرمایا نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ درست نہیں، ان کے پاس اس کی کوئی قوی یا ضعیف دلیل بھی نہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ چونکہ آپ کا والد نہیں اس لئے وہ حق رکھتے ہیں کہ انہیں اللہ

(۱) النساء ۱۵۷

کا بیٹا اور شریک تسلیم کیا جائے، یہ بات دلیل تو درکنار شبہ بننے کے قابل بھی نہیں، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پیدا کرنے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اکیلا اللہ ہی تخلیق و تدبیر کا مالک ہے، اور تمام اسباب اس کی مشیت و ارادہ کے تابع ہیں، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کا کوئی فرد اللہ کے ساتھ کسی لحاظ سے شریک بننے کا مستحق نہیں، علاوہ ازیں اگر محض اعجازی پیدائش ہی کسی کو الٰہ یا الٰہ کا بیٹا بنانے کے لئے کافی دلیل ہو تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر باپ اور بغیر ماں کے پیدا فرمایا ہے، اس سے لازم آتا ہے کہ عیسائی آدم علیہ السلام کے بارے میں بھی وہی عقیدہ رکھیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رکھتے ہیں، اگر مسیح علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنے کی وجہ سے اللہ کا بیٹا اور معبود قرار دیا جا سکتا ہے تو آدم علیہ السلام کے ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہونے کی وجہ سے ان کے معبود ہونے کا بالاولیٰ دعویٰ کرنا چاہیے، اسی طرح حوا کو صرف مرد کی پسلی سے بغیر عورت کے پیدا کیا، جیسے فرمایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ... ﴿۱﴾ [۱]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ... ﴿۱۸۹﴾ [۲]

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔

خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا ... ﴿۶﴾ [۳]

ترجمہ: اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر وہی ہے جس نے اس جان سے اس کا جوڑا بنایا۔

اس لئے تیرے رب نے مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو فرمایا ہے وہی حق اور اعلیٰ ترین سچائی ہے کہ جس طرح اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا اور اپنی قدرت کے کلمہ کن سے حکم دیا ہو جا پس وہ ہو گیا، اسی طرح اللہ نے مسیح علیہ السلام کو بھی اپنے مصلحتوں کے تحت کلمہ سے پیدا فرمایا ہے، مسیح علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ نے انہیں لوگوں کے لئے اپنی قدرت کا نشان بنایا، جیسے فرمایا

... وَلِنَجْعَلَهُۥٓ ءَايَةً لِّلنَّاسِ ... ﴿۲۱﴾ [۴]

ترجمہ: اور ہم یہ اس لیے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنائیں۔

ان پر کتاب انجیل نازل فرمائی اور انہیں مامور من اللہ ہونے کی کھلی کھلی نشانیاں دیں، پس اے نصاریٰ! اللہ نے جو فرمایا ہے اس میں شک

---

[۱] النساء۱

[۲] الاعراف۱۸۹

[۳] الزمر۶

[۴] مریم۲۱

کرنے کے بجائے ایمان لے آئیں اور اے نبی ﷺ! آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں کیونکہ حق کے خلاف ہر بات باطل ہی ہوسکتی ہے ،جیسے فرمایا

...فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلٰلُ... ﴿۳۲﴾ [1]

ترجمہ:پھر حق کے بعد گمراہی کے سوااور کیاباقی رہ گیا؟۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا

اس لیے جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنے

نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ قف

اپنے فرزندوں کو اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلا لیں پھر ہم

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾

عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں،یقیناً صرف یہی سچا بیان ہے

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ج وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ط وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اور کوئی معبود برحق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور بیشک غالب اور حکمت والا اللہ تعالیٰ

الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ ع (آل عمران۶۱تا۶۳)

ہی ہے۔ پھر بھی اگر قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی صحیح طور پر فسادیوں کو جاننے والا ہے۔

یہ آیت مباہلہ کہلاتی ہے،نجران کے وفد پر حقیقت واضح ہوچکی تھی،اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ان میں سے کسی کا جواب ان لوگوں کے پاس نہ تھا ،اکثر اہل وفد اپنے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے قائل بھی ہو چکے تھے یا کم از کم اپنے انکار میں متزلزل ہو چکے تھے، مگر بڑے سردار جان بوجھ کر ہٹ دھرمی اختیار کر رہے تھے،اس لئے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کرنے کے لئے فرمایا،اے محمد ﷺ! جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے بحث کرتا ہے،اور انہیں ان کے اصل مقام سے بڑھاتے ہوئے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان کا مقام عبودیت کے مقام سے بلند تر ہے،حالانکہ آپ ﷺ کے پاس یقینی علم آچکا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،اور آپ نے انہیں دلائل کے ساتھ واضح کر دیا ہے کہ وہ اللہ کے انعام یافتہ بندے ہیں،اگر اب کوئی اسے نہیں مانتا تو اس کی بحث محض اللہ اور رسول کی مخالفت اور ضد وہٹ دھرمی کی بنا پر ہے،لہذا ان سے بحث ومباحثہ کرنے میں آپ کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا،اس لئے آپ ان لوگوں کو مباہلہ کی دعوت دیں،یعنی دونوں

[1] یونس ۳۲

فریق اللہ کے سامنے عجز و نیاز کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے فریق پر اپنی لعنت اور عذاب نازل کرے، اس میں فریقین خود بھی اور ان کے سب سے پیارے افراد یعنی بیویاں اور اولاد وغیرہ بھی شریک ہوں، اے محمد ﷺ! یقیناً جو کچھ اللہ مالک الملک نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان کیا ہے وہی حق و سچ ہے اس کے خلاف ہر چیز باطل ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کے سوا کسی کی عبادت درست نہیں اور نہ کوئی ذرہ برابر عبادت کا حق رکھتا ہے، بیشک اللہ ہی ہر چیز پر غالب ہے اور ہر چیز اس کے سامنے سرنگوں ہے، وہ ہر چیز کو صحیح مقام پر رکھتا ہے، کافروں کے ذریعے سے مومنوں کی آزمائش میں بھی اس کی حکمت کاملہ موجود ہے، پھر بھی اگر وہ قبول نہ کریں تو اللہ ہی صحیح طور پر فسادیوں کو جاننے والا ہے وہ انہیں سخت ترین سزا دے گا۔

عاقب اور سید نے رسول اللہ ﷺ پر لعنت کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر تنہائی میں جاکر مشاورت کرنے لگے،

لاَ تَفْعَلْ، فَوَاللهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلاَعَنَّا لاَ نُفْلِحُ نَحْنُ، وَلاَ عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا ،فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، قَدْ رَأَيْنَا أَلَّا نُلَاعِنَكَ، وَأَنْ نَتْرُكَكَ عَلَى دِينِكَ وَنَرْجِعَ عَلَى دِينِنَا،وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا، وَلاَ تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا ،فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ، فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ،

عاقب اور سید نے کہا کہ مباہلہ نہ کرنا اللہ کی قسم! اگر یہ واقعی یہ نبی ہوئے اور ہم پر لعنت کردی، تو ہم لوگ ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہو جائیں گے، یہ سوچ کر انہوں نے مباہلہ کا ارادہ ترک کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ابو قاسم ﷺ! ہم نہ مباہلہ کرتے ہیں اور نہ اسلام قبول کرتے ہیں ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے، حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ باطل ہے، اور یہ انتہائی درجے کا عناد اور فساد ہے، البتہ ہمیں جزیہ دینا منظور ہے، آپ ہمارے ساتھ ایک دیانت دار آدمی کو بھیج دیں، ایسا کوئی آدمی نہ بھیجا جائے جو امین نہ ہو، جس کو ہم خراج کی رقم جو آپ مقرر کریں گے ادا کر دیا کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجوں گا وہ واقعی امین ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ یہ فضیلت اس کو مل جائے،

قَالَ: فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ: مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ قَطُّ حُبِّي إِيَّاهَا يَوْمَئِذٍ، رَجَاءَ أَنْ أَكُونَ صَاحِبَهَا، فَرُحْتُ إِلَى الظُّهْرِ مُهَجِّرًا، فَلَمَّا صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ سَلَّمَ، ثُمَّ نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلْتُ أَتَطَاوَلُ لَهُ لِيَرَانِي، فَلَمْ يَزَلْ يَلْتَمِسُ بِبَصَرِهِ حَتَّى رَأَى أَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب فرماتے ہیں میں نے کبھی بھی سردار بننے کی خواہش نہیں کی لیکن اس دن صرف اس خیال سے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو تعریف کی ہے، اس کا تصدیق کرنے والا اللہ کے نزدیک میں بن جاؤں، اس لئے میں اس روز سویرے سویرے ظہر کی نماز کے لئے چل پڑا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی، پھر دائیں بائیں نظریں دوڑانے لگے، میں بار بار اپنی جگہ اونچا ہوتا تھا کہ آپ کی نگاہیں مجھ پر پڑیں آپ برابر بغور دیکھتے ہی رہے یہاں تک کہ نگاہیں ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ پر پڑیں۔ (1)

فَقَالَ:قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، فَلَمَّا قَامَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ

(1) ابن ہشام ۱/۵۸۴

رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کھڑے ہو جاؤ جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اس امت کے امین ہیں، یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان عیسائیوں کے ساتھ نجران روانہ فرمایا۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ، لَآتِيَنَّهُ حَتَّى أَطَأَ عَلَى عُنُقِهِ، قَالَ: فَقَالَ:لَوْ فَعَلَ، لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا، وَلَوْ أَنَّ الْيَهُودَ تَمَنَّوْا الْمَوْتَ، لَمَاتُوا، وَرَأَوْا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ، وَلَوْ خَرَجَ الَّذِينَ يُبَاهِلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَرَجَعُوا لَا يَجِدُونَ مَالًا وَلا أَهْلًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابو جہل نے کہا اگر میں محمد (ﷺ) کو کعبے کے پاس نماز پڑھتے دیکھوں تو آپ کی گردن کو روند دوں، آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسی حرکت کرتا تو آنکھوں کے سامنے فرشتے اسے پکڑ لیتے اگر یہودی موت کی تمنا کرتے تو وہ مرجاتے اور جہنم میں اپنے ٹھکانے دیکھ لیتے اور اگر عیسائی رسول اللہ ﷺ سے مباہلے کے لیے نکلتے تو وہ اس طرح لوٹتے کہ نہ ان کا مال بچتا اور نہ اہل وعیال۔[2]

وَفِي قِصَّةِ أَهْلِ نَجْرَانَ مِنَ الْفَوَائِدِ أَنَّ إِقْرَارَ الْكَافِرِ بِالنُّبُوَّةِ لَا يُدْخِلُهُ فِي الْإِسْلَامِ حَتَّى يَلْتَزِمَ أَحْكَامَ الْإِسْلَامِ وَفِيهَا جَوَازُ مُجَادَلَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَدْ تَجِبُ إِذَا تَعَيَّنَتْ مَصْلَحَتُهُ وَفِيهَا مَشْرُوعِيَّةُ مُبَاهَلَةِ الْمُخَالِفِ إِذَا أصر بعد ظُهُور الْحجَّة ، وَقد دَعَا بن عَبَّاسٍ إِلَى ذَلِكَ ثُمَّ الْأَوْزَاعِيُّ وَوَقَعَ ذَلِكَ لِجَمَاعَةٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَمِمَّا عُرِفَ بِالتَّجْرِبَةِ أَنَّ مَنْ بَاهَلَ وَكَانَ مُبْطِلًا لَا تَمْضِي عَلَيْهِ سَنَةٌ مِنْ يَوْمِ الْمُبَاهَلَة

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں اہل نجران کے قصہ میں بہت سے فوائد ہیں، جن میں یہ کہ کافر اگر نبوت کا اقرار کرے تو اس کو اسلام میں داخل نہیں کرے گا جب تک کہ جملہ احکام اسلام کا التزام نہ کرے، اور یہ اہل کتاب سے مذہبی امور میں مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ بعض دفعہ واجب جب اس میں کوئی مصلحت مدنظر ہو، اور یہ کہ مخالف سے مباہلہ کرنا بھی مشروع ہے جب وہ دلائل کے ظہور کے بعد بھی مباہلہ کا قصد کرے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے ایک حریف کو مباہلہ کی دعوت دی تھی، اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کو بھی ایک جماعت کے ساتھ مباہلہ کا موقع پیش آیا تھا، اور یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ مباہلہ کرنے والا باطل فریق ایک سال کے اندر اندر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔[3]

بہر حال رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ بات منظور فرمالی، اور فریقین کے مابین دو ہزار جوڑے کپڑوں اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی پر معاہدہ صلح طے پا گیا، اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے جو وثیقہ لکھوا کر دیا اس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلم لِأَهْلِ نَجْرَانَ:

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ قِصَّةِ أَهْلِ نَجْرَانَ عن حذیفہ ۴۳۸۱،۴۳۸۰

[2] مسند احمد ۲۲۲۵، السنن الکبری للنسائی ۱۰۹۹۵

[3] فتح الباری ۹۵/۸

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُولِ اللهِ لِأَهْلِ نَجْرَانَ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ حُكْمُهُ فِي كُلِّ ثَمَرَةٍ صَفْرَاءَ أَوْ بَيْضَاءَ أَوْ سَوْدَاءَ أَوْرَقِيقٍ فَأَفْضَلَ عَلَيْهِمْ وَتَرَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ عَلَى أَلْفَيْ حُلَّةٍ حُلَلِ الْأَوَاقِي فِي كُلِّ رَجَبٍ أَلْفُ حُلَّةٍ، وَفِي كُلِّ صَفَرٍ أَلْفُ حُلَّةٍ كُلُّ حُلَّةٍ أُوقِيَّةً فَمَا زَادَتْ حُلَلُ الْخَرَاجِ أَوْ نَقَصَتْ عَلَى الْأَوَاقِي فَبِالْحِسَابِ، وَمَا قَبَضُوا مِنْ دُرُوعٍ أَوْ خَيْلٍ أَوْ رِكَابٍ أَوْ عَرَضٍ أُخِذَ مِنْهُمْ فَبِالْحِسَابِ، وَعَلَى نَجْرَانَ مَثْوَاةُ رُسُلِي عِشْرِينَ يَوْمًا فَدُونَ ذَلِكَ، وَلَا تُحْبَسُ رُسُلِي فَوْقَ شَهْرٍ، وَعَلَيْهِمْ عَارِيَّةُ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ فَرَسًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا إِذَا كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ وَمَا هَلَكَ مِمَّا أَعَارُوا رُسُلِي مِنْ دُرُوعٍ أَوْ خَيْلٍ أَوْ رِكَابٍ فَهُوَ ضَمَانٌ عَلَى رُسُلِي حَتَّى يُؤَدُّوهُ إِلَيْهِمْ وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهِمْ جِوَارُ اللهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُولِ اللهِ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَأَرْضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ وَبِيَعِهِمْ وَصَلَوَاتِهِمْ لَا يُغَيِّرُوا أُسْقُفًا عَنْ أُسْقُفِيَّتِهِ، وَلَا رَاهِبًا عَنْ رَهْبَانِيَّتِهِ، وَلَا وَاقِفًا عَنْ وَقْفَانِيَّتِهِ وَكُلُّ مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ مِنْ قَلِيلٍ أَوْ كَثِيرٍ وَلَيْسَ رِبًا وَلَا دَمَ جَاهِلِيَّةٍ وَمَنْ سَأَلَ مِنْهُمْ حَقًّا فَبَيْنَهُمُ النَّصَفُ غَيْرَ ظَالِمِينَ وَلَا مَظْلُومِينَ لِنَجْرَانَ، وَمَنْ أَكَلَ رِبًا مِنْ ذِي قَبَلٍ فَذِمَّتِي مِنْهُ بَرِيئَةٌ، وَلَا يُؤَاخَذُ أَحَدٌ مِنْهُمْ بِظُلْمِ آخَرَ، وَعَلَى مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ جِوَارُ اللهِ وَذِمَّةُ النَّبِيِّ أَبَدًا حَتَّى يَأْتِيَ اللهُ بِأَمْرِهِ إِنْ نَصَحُوا وَأَصْلَحُوا فِيمَا عَلَيْهِمْ غَيْرَ مُثْقَلِينَ بِظُلْمٍ

شَهِدَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَغَيْلَانُ بْنُ عَمْرٍو وَمَالِكُ بْنُ عَوْفٍ النَّصْرِيُّ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَالْمُسْتَوْرِدُ بْنُ عَمْرٍو أَخُو بَلِيٍّ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ وَعَامِرٌ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ تحریر ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے لئے تحریر کی کہ

○ جب مجھے ان کے پھلوں، سونے، چاندی، غلاموں اور ہر سیاہ وسفید میں اختیار حاصل ہے تو میں بطور احسان ان سب چیزوں کو ان کے قبضہ میں چھوڑتا ہوں، یہ صرف سال میں دو ہزار حلے ادا کریں گے، ایک ہزار حلہ ماہ رجب میں اور ایک ہزار حلہ ماہ صفر میں، ہر حلہ کی قیمت ایک اوقیہ ہوگی، اس میں کمی بیشی ہوگی تو وہ نقدی کی صورت میں پوری کی جائے گی، اگر وہ زرہیں، گھوڑے، اونٹ یا دیگر سامان دینا چاہیں تو قیمت لگا کر وہ قبول کیا جائے گا اور حلے ادا کرنے پر اصرار نہیں کیا جائے گا۔

○ یمن میں جنگ کی صورت میں تیس زرہیں، تیس گھوڑے اور تیس اونٹ بطور عاریت دینے ان پر لازم ہوں گے جو جنگ کے بعد واپس کر دیئے جائیں گے اگر ان میں سے کوئی چیز ضائع ہو جائے گی تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

○ ان کی عبادت گاہیں اور گرجے سب ان کے قبضے میں رہیں گے، ان کو اپنی رہبانیت پر قائم رہنے کی اجازت ہوگی اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں رہیں گے، کسی اسقف کو اس کے منصب سے اور کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے اور کسی کاہن کو اس کی کہانت سے معزول نہیں کیا جائے گا، ان کے حقوق اور اقتدار میں اور جو کچھ وہ کرتے چلے آئے ہیں اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوگا بشرطیکہ رعایا کے خیرخواہ اور خیراندیش رہیں، نہ ظالم کا ساتھ دیں اور نہ خود ظلم کریں۔

○ ان سے زمانہ جاہلیت کی دیت اور خون کا قصاص نہیں لیا جائے گا، نہ ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے گا۔

○ زرعی پیداوار میں ان سے عشر نہیں لیا جائے گا اور نہ اسلامی لشکر ان کے علاقہ میں داخل ہوگا۔

○ ان میں سے جو شخص بخوشی فوجی خدمت بجالائے گا، اس کو انصاف کے ساتھ اس کا حصہ دیا جائے گا۔

○ آئندہ سودی کاروبار منع ہوگا خلاف کرنے والا عہد سے خارج سمجھا جائے گا۔

○ کسی کو کسی دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا۔

○ جب تک اہل نجران اس دستاویز میں لکھی ہوئی سب دفعات کی پابندی کریں گے، انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امن حاصل ہوگا، ان پر ظلم نہیں ہوگا اور انہیں کسی ابتلاء میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔

اس دستاویز پر اہل نجران کی طرف سے ان افراد نے دستخط کیے ابوسفیان رضی اللہ عنہ، غیلان رضی اللہ عنہ بن عمرو، مالک رضی اللہ عنہ بن عوف، اقرع رضی اللہ عنہ بن حابس مستورد، مغیرہ رضی اللہ عنہ اور ابوبکر کے غلام عامر۔

اس کے بعد اہل نجران کے اندر اسلام پھیلنا شروع ہوا اہل سیر لکھتے ہیں

فَرَجَعُوا إِلَى بِلَادِهِمْ فَلَمْ يَلْبَثْ السَّيِّدُ وَالْعَاقِبُ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى رَجَعَا إِلَى النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم فَأَسْلَمَا وَأَنْزَلَهُمَا فِي دَارِ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ

یہ لوگ اپنے وطن واپس آ گئے، عاقب اور سید دونوں نجران پہنچنے پر بہت ہی کم ٹھہرنے پائے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور اسلام قبول کرلیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر اتارا۔[1]

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَلِيًّا إِلَى أَهْلِ نَجْرَانَ لِيَأْتِيَهُ بِصَدَقَاتِهِمْ وَجِزْيَتِهِمْ وَهَذِهِ الْقِصَّةُ غَيْرُ قِصَّةِ أَبِي عُبَيْدَةَ لِأَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ تَوَجَّهَ مَعَهُمْ فَقَبَضَ مَالَ الصُّلْحِ وَرَجَعَ وَعَلِيٌّ أَرْسَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ يَقْبِضُ مِنْهُمْ مَا اسْتُحِقَّ عَلَيْهِمْ مِنَ الْجِزْيَةِ وَيَأْخُذُ مِمَّنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَاللهُ أعلم

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو ان سے مقررہ سالانہ جزیہ وصول کرنے اور جو مسلمان ہو گئے تھے ان سے اموال زکوٰۃ حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا، اور معلوم ہے کہ صدقہ تو مسلمانوں ہی سے لیا جاتا ہے یہ قصہ ابوعبیدہ والا قصہ نہیں کیونکہ انہیں تو صلح کا مال لینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔[2]

بعض روایتوں میں ہے کہ نجران سے یکے بعد دیگرے دو وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پہلے وفد کے ساتھ بحث کے دوران میں آیت مباہلہ نازل ہوئی تھی ان لوگوں نے مباہلہ نہ کیا،

ووافق نزول الجزية بعد ذلك على وفقه

---

[1] ابن سعد ۲۶۸/۱

[2] فتح الباری ۹۴،۹۵/۸

اور جزیہ دینا منظور کر کے واپس چلے گئے ،اس وفد کے بعد دوسرا وفد جو ساٹھ آدمیوں پر مشتمل تھا مدینہ منورہ آیا اور وہ بھی رسول اکرم ﷺ سے فرمان امن لے کر واپس گیا۔[1]

نجرانی وفد کو خود اپنے عقائد پر کامل یقین نہیں تھا اس لئے وہ رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ پر تیار نہ ہوا، جس سے یہ بات تمام عرب کے سامنے کھل گئی کہ نجرانی مسیحیت کے پیشوا اور پادری جن کے تقدس کا سکہ دور دور تک قائم ہے، دراصل ایسے عقائد کا اتباع کر رہے ہیں جن کی صداقت پر خود انہیں کامل اعتماد نہیں، جس سے مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوا۔

دجال کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ:غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ،

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن صبح کو رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا کبھی اس کو بہت حقیر ظاہر کیا (تاکہ مسلمان مایوس نہ ہو جائیں) اور کبھی اس کے فتنہ کو بہت بڑا فتنہ بیان کیا (تاکہ مسلمان بے خوف نہ ہو جائیں) آپ ﷺ کے خطبہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنے متاثر ہوئے کہ انہیں ایسا محسوس ہونے لگا گویا دجال نخلستان کے کسی حصہ میں قریب ہی موجود ہے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوفزدہ ہوئے اور یہ کیفیت شام تک برقرار رہی) شام کو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ان کے چہروں سے پہچان گئے کہ وہ بہت خوفزدہ ہیں، آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے دجال کا ذکر کچھ اس طرح کیا ہے کہ ہمیں ایسا محسوس ہونے لگا کہ دجال یہیں کہیں نخلستان میں چھپا ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے دجال سے زیادہ تم پر اور باتوں کا خوف ہے اگر دجال نکلا اور میں موجود ہوا تو میں اس سے جھگڑ لوں گا، تمہاری نوبت ہی نہیں آئے گی اور اگر میں موجود نہ ہوا تو پھر ہر مسلمان اس سے جھگڑ لے گا اور اللہ ہر مسلمان کے لئے میرا خلیفہ ہے (یعنی میرے بعد وہ براہ راست مسلمانوں کی مدد فرمائے گا)،

إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ:أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ:لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب ۱۱؍۵

الْأَرْضِ؟ قَالَ: كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ،

دجال جوان، گھونگریالے بال والا ہے، ایک کی ایک آنکھ پھولی ہوئی ہے، میں اس کو عبد العزیٰ بن قطن سے مشابہت دے سکتا ہوں، تم میں سے جو شخص دجال کو پائے وہ سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں اس پر پڑھے، وہ یقیناً شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور اپنے دائیں بائیں فساد مچائے گا، اے اللہ کے بندو! ایمان پر قائم رہنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور بقیہ دن ایسے ہی ہوں گے جیسے (اب) ہوتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول جو دن ایک سال کا ہوگا، کیا اس میں ایک ہی دن کی نماز کافی ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، بلکہ تم اندازہ کر کے نماز پڑھتے رہنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا زمین پر اس کی رفتار کیا ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارش کی طرح جسے ہوا اڑا رہی ہو،

فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ،وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ، فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ،

وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور اسے (اپنے اوپر ایمان لانے کی) دعوت دے گا وہ قوم اس پر ایمان لے آئے گی اور اس کی بات مانے گی، پھر وہ آسمان کو (پانی برسانے کا) حکم دے گا آسمان پانی برسائے گا، پھر وہ زمین کو (سبزہ وغیرہ اگانے کا) حکم دے گا زمین (سبزہ وغیرہ) اگائے گی، اس قوم کے چرنے والے جانور جب شام کو واپس آئیں گے تو پہلے سے زیادہ ان کے کوہان لمبے ہوں گے، تھن کشادہ ہوں گے اور کوکھیں تنی ہوئی ہوں گی، پھر وہ دوسری قوم کے پاس جائے گا اسے بھی (اپنے اوپر ایمان لانے کی) دعوت دے گا، قوم کے آدمی اس کی بات نہ مانیں گے تو وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا، ان پر قحط سالی مسلط ہو جائے گی، مال ان کے ہاتھوں سے نکل جائیں گے، جب دجال ویران زمین سے گزرے گا تو کہے گا اے زمین! اپنے خزانے نکال، خزانے نکل کر اس کے پاس اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پاس جمع ہو جاتی ہیں، پھر دجال ایک جوان کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا، پھر اسے زندہ کرے گا، پھر اسے پکارے گا، وہ ہنستا ہوا آئے گا، اس کا چہرہ دمکتا ہوگا،

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللهُ إِلَى عِيسَى:

إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي، لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ

دجال اسی حال میں ہوگا کہ ناگہاں اللہ عیسیٰ بن مریم کو نازل فرمائے گا وہ شہر دمشق کے مشرق کی طرف زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے سفید منارہ کے پاس اتریں گے، جب وہ سر جھکائیں گے تو (پانی یا پسینہ) قطروں کی شکل میں بہے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ٹپکیں گے، جس کافر کو ان کی خوشبو پہنچے گی وہ مر جائے گا، ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گا، پھر عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے اور باب لد پر اسے قتل کریں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن (کے ایمان) کو اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں کو شفقت کے ساتھ صاف کریں گے اور جنت میں جو درجات انہیں ملنے والے ہیں انہیں بیان کریں گے، وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس وحی بھیجے گا کہ میں اپنے کچھ ایسے بندوں کو باہر چھوڑ رہا ہوں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں، تم میرے ان بندوں کو کوہ طور کی طرف لے جاؤ،

وَيَبْعَثُ اللهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ،

پھر اللہ یاجوج، ماجوج کو چھوڑ دے گا، وہ ہر بلندی سے (اتر کر زمین پر) پھیلتے چلے جائیں گے، ان کی اگلی جماعتیں بحیرہ طبریہ پر سے گزریں گی اور سب پانی پی جائیں گی، دوسری جماعتیں جب وہاں سے گزریں گی تو (آپس میں) کہیں گے یہاں کبھی پانی تھا، عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی محصور ہو جائیں گے (کھانے کی قلت ہو جائے گی) یہاں تک کہ بیل کی ایک سری ان کو اس سے زیادہ اچھی معلوم ہوگی جتنے اچھے آجکل تمہیں سو دینار معلوم ہوتے ہیں، اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یاجوج، ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا ہوگا، اس کیڑے کی وجہ سے وہ صبح تک سب مر جائیں گے، پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے مگر زمین پر ایک بالشت جگہ بھی ان کی گندگی سے خالی نہ پائیں گے،

فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللهِ، فَيُرْسِلُ اللهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ، حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ،

عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی پھر اللہ سے دعا کریں گے (اللہ ان کی دعا قبول فرمائے گا اور) اللہ بختی اونٹوں کی گردنوں کی مانند کچھ پرندے بھیجے

گا، یہ پرندے یاجوج، ماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر اس مقام پر پھینک دیں گے جہاں پر پھینکنے کا اللہ حکم دے گا، پھر اللہ بارش برسائے گا جس سے ہر مکان اگرچہ وہ مٹی کا ہو یا بالوں کا، آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ زمین کو دھو کر مثل حوض کے صاف کر دے گا، پھر زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنی پیداوار نکالے اور اپنی برکت کو دوبارہ ظاہر کرے (زمین حکم کی تعمیل کرے گی، جس سے خوب پیداوار ہو گی) ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہو گا، اس کے چھلکے کا بنگلہ بنا کر لوگ اس کے سایہ میں بیٹھیں گے، دودھ میں اتنی برکت ہو گی کہ ایک دودھ والی اونٹنی ایک بڑی جماعت کو کافی ہو گی، ایک دودھ والی گائے پورے خاندان کو کافی ہو گی اور ایک دودھ والی بکری پورے گھر کو کافی ہو گی،

فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ، يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ ،

اسی حال میں ان کو ایک زمانہ گزرے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک نہایت پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ان کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی جس سے ہر مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی، صرف بدترین لوگ رہ جائیں گے، جو علی الاعلان گدھوں کی طرح جماع کریں گے، ان ہی لوگوں پر قیامت قائم ہو گی۔ [1]

اسی طرح مختلف مواقع پر رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو دجال سے خبردار کرتے رہے،

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا، فَيَنْزِلُ بِالسِّبْخَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں جہاں وہ نہ جائے، وہ (مدینہ طیبہ کے قریب) ایک شور زمین میں آ کر مقیم ہو گا اس وقت مدینہ طیبہ کے تمام راستوں پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور مدینہ منورہ کی حفاظت کر رہے ہوں گے، مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے، تمام منافقین اور کافر مدینہ منورہ سے نکل کر دجال کے پاس چلے جائیں گے۔ [2]

أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ، فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا، قَالَ: يَأْتِي، وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ، فَيَنْتَهِي إِلَى بَعْضِ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُولُ لَهُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا، ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ، أَتَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ؟ فَيَقُولُونَ: لَا، قَالَ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ، فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ: وَاللهِ مَا كُنْتُ فِيكَ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْآنَ قَالَ: فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ

[1] صحيح مسلم كتاب الفتن بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ وَصِفَتِهِ وَمَا مَعَهُ ۷۳۷۳

[2] صحيح مسلم كتاب الفتن بَابٌ فِي خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَمُكْثِهِ فِي الْأَرْضِ ۷۳۹۰

فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کا مدینہ منورہ میں داخلہ حرام ہوگا، اور وہ مدینہ کے قریب ایک پتھریلی زمین پر چلا جائے گا، اس کے پاس ایک شخص جو سب سے بہتر ہوگا وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں کیا ہے، دجال لوگوں سے کہے گا بھلا اگر میں اس کو قتل کر ڈالوں اور قتل کرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کر دوں تو تمہیں اس بارے میں کچھ شک باقی رہے گا، وہ کہیں گے نہیں اگر تو ایسا کر گزرے گا تو ہمیں کچھ شک وشبہ باقی نہیں رہے گا، دجال اس شخص کو قتل کر دے گا اور پھر اس کو زندہ کر دے گا، زندہ ہونے کے بعد وہ شخص کہے گا اللہ کی قسم! مجھے تیرے بارے میں پہلے اتنا یقین نہیں تھا جتنا اب میرا پکا یقین ہے کہ تو دجال ہے، پھر دجال اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن قتل نہ کر سکے گا۔ [1]

تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اور دجال کا قصہ

حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ،سَمِعْتُ نِدَاءَ الْمُنَادِي، مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُنَادِي: الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنْتُ فِي صَفِّ النِّسَاءِ الَّتِي تَلِي ظُهُورَ الْقَوْمِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَ: لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِنِّي وَاللهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ، وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ، لِأَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا، فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ، وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ مَسِيحِ الدَّجَّالِ،

عامر بن شراحیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے پکارنے والے کی آواز سنی وہ پکارنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی تھا جو پکار کر کہہ رہا تھا نماز کے لیے جمع ہو جاؤ، میں بھی مسجد کی طرف نکلی (جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے) تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور میں لوگوں کے پیچھے عورتیں والی صف میں تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو (نفل) نماز پڑھانے کے بعد منبر پر بیٹھ گئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا ہر شخص اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے، پھر فرمایا تم جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں روکا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے رغبت دلانے یا ڈرانے کے لئے تمہیں نہیں بلایا ہے بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ (تمہیں تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قصہ سناؤں) تمیم داری عیسائی تھے لیکن اب وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے ہیں اور انہوں نے بیعت کر لی ہے، اور مجھ سے ایک حدیث بیان کی ہے جو اس حدیث کے موافق ہے جو میں تم سے دجال کے بارے میں بیان کیا کرتا تھا،

حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ، مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامَ، فَلَعِبَ بِهِمِ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ أَرْفَئُوا إِلَى جَزِيرَةٍ فِي الْبَحْرِ حَتَّى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعَرِ، لَا يَدْرُونَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ، مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ، فَقَالُوا: وَيْلَكِ مَا أَنْتِ؟ فَقَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قَالُوا: وَمَا

[1] صحيح مسلم كتاب الفتن بَابٌ فِي صِفَةِ الدَّجَّالِ، وَتَحْرِيمِ الْمَدِينَةِ عَلَيْهِ وَقَتْلِهِ الْمُؤْمِنَ وَإِحْيَائِهِ ۷۵۳۵

الجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ : أَيُّهَا الْقَوْمُ انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ، قَالَ: لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا، حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ، فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا، وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا، مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ، قُلْنَا: وَيْلَكَ مَا أَنْتَ؟

اس نے بیان کیا ہے کہ تمیم داری بنی لخم اور بنی جذام قبیلوں کے تیس آدمیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے، ایک مہینہ تک موجیں ان سے کھیلتی رہیں، ایک دن غروب آفتاب کے وقت ان کی کشتی (سمندر میں) ایک جزیرہ پر جا کر رک گئی، سب لوگ چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ میں پہنچے، وہاں انہیں ایک جانور ملا جس کے بال بہت موٹے اور بہت لمبے تھے، بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ دکھائی نہ دیتا تھا، ان لوگوں نے اس سے کہا تیری خرابی ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں، لوگوں نے کہا کیسا جساسہ؟ اس نے کہا اس گرجا میں چلو وہاں ایک شخص ہے جو تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے، جب اس نے اس شخص کا نام لیا تو یہ لوگ ڈرے کہ کہیں وہ جن نہ ہو، بہر حال یہ لوگ جلدی جلدی چل کر گرجا میں پہنچے، وہاں انہوں نے اتنا بڑا ایک آدمی دیکھا کہ اس سے پہلے اتنا بڑا آدمی کبھی نہ دیکھا تھا، اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے، اور اس کی ٹانگیں زانوؤں سے لے کر ٹخنوں تک بیڑیوں سے جکڑی ہوئی تھیں، ان لوگوں نے کہا تیری خرابی ہو تو کون ہے؟

قَالَ: قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَى خَبَرِي، فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ، فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِينَ اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا، ثُمَّ أَرْفَأْنَا إِلَى جَزِيرَتِكَ هَذِهِ، فَجَلَسْنَا فِي أَقْرُبِهَا، فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ، فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعَرِ، لَا يُدْرَى مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ، فَقُلْنَا: وَيْلَكِ مَا أَنْتِ؟ فَقَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قُلْنَا: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ: اعْمِدُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ، فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعًا، وَفَزِعْنَا مِنْهَا، وَلَمْ نَأْمَنْ أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً،

اس نے کہا میرا حال دریافت کرنے پر تم قادر ہو ہی گئے (پہلے) تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں کشتی میں سوار ہوئے تھے لیکن جب ہم سوار ہوئے تو سمندر کو جوش میں پایا پھر ایک ماہ تک ہم سمندر کی لہروں سے کھیلتے رہے اور پھر اس ٹاپو کے پاس آ لگے پھر ہم ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھے اور اس ٹاپو میں داخل ہو گئے، ٹاپو میں ہمیں ایک بھاری دم اور بہت بالوں والا جانور ملا، بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا آگا پیچھا معلوم نہیں ہوتا تھا ہم نے اس سے کہا اے کمبخت! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں ہم نے کہا جساسہ کیا؟ اس نے کہا دیر میں اس مرد کے پاس چلو جو تمہاری خبر کا مشتاق ہے چنانچہ ہم تیری طرف چلے آئے اور ہم اس بات سے ڈرے کہ کہیں یہ جن بھوت نہ ہو،

فَقَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ، قُلْنَا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: أَسْأَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا، هَلْ يُثْمِرُ؟ قُلْنَا لَهُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ، قُلْنَا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِيهَا مَاءٌ؟ قَالُوا: هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ، قَالَ: أَمَا إِنَّ مَاءَهَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ، قَالُوا: عَنْ أَيِّ

شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ؟ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ؟ قُلْنَا لَهُ: نَعَمْ، هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ، وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَائِهَا،

اس نے کہابیسان کے نخلستان کا حال بیان کرو؟انہوں نے کہا تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟اس نے کہامیں اس کی کھجوروں کی حالت دریافت کرنا چاہتاہوں، کیا کھجور کے درختوں میں پھل آتے ہیں؟ان لوگوں نے کہاہاں،اس نے کہاسنوعنقریب اس میں پھل نہیں آئیں گے، پھراس نے کہامجھے بحیرہ طبریہ کی حالت بتاؤ؟انہوں نے کہا تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟اس نے کہا کیااس میں پانی ہے؟انہوں نے کہاہاں اس میں بہت پانی ہے،اس نے کہاعنقریب اس کا پانی خشک ہوجائے گا، پھراس نے کہاچشمہ زغر کی کیفیت بیان کرو،ان لوگوں نے کہا تو کیا معلوم کرنا چاہتا ہے؟اس نے کہا کیااس میں پانی ہے؟ کیاوہاں کے لوگ اس چشمہ کے پانی سے کاشت کرتے ہیں؟انہوں نے کہاہاں اس میں بہت پانی ہےاورلوگ اس کے پانی سے کاشت کرتے ہیں،

قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّينَ مَا فَعَلَ؟ قَالُوا: قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ، قَالَ: أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ، قَالَ لَهُمْ: قَدْ كَانَ ذَلِكَ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّ ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ،

پھراس نے کہامجھے امیوں کے نبی کی خبرسناؤان کی کیا حالت ہے؟انہوں نے کہاوہ مکہ سے نکل کریثرب میں مقیم ہوگئے ہیں،اس نے کہا کیا اہل عرب کی ان سے جنگ ہوئی ہے؟انہوں نے کہاہاں،اس نے پوچھاپھر کیا ہوا؟انہوں نے کہاوہ عرب پر غالب آگئے ہیں اور اہل عرب نے ان کی اطاعت قبول کرلی ہے،اس نے کہا کیاواقعی ایساہوگیا ہے؟ان لوگوں نے کہاہاں واقعی ایساہوگیاہے،اس نے کہاسنو! یہ بات ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں،

وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي، إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ، وَإِنِّي أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ، فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ، فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا، كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا، يَصُدُّنِي عَنْهَا، وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا،

پھراس نے کہااب میں تم سے اپنا حال بیان کرتاہوں، میں مسیح دجال ہوں،عنقریب مجھے (یہاں سے) نکلنے کی اجازت مل جائے گی،میں زمین میں پھروں گااور چالیس رات کے عرصہ میں مکہ مکرمہ اور طیبہ کے علاوہ ہربستی میں جاکر قیام کروں گا، مکہ مکرمہ اور طیبہ کے اندر داخل ہونا میرے اوپر حرام ہے،اگر میں ان دونوں مقاموں میں کسی ایک مقام میں داخل ہوناچاہوں گا تو ایک فرشتہ ننگی تلوار لے کر میرے سامنے آئے گااور مجھے داخل ہونے سے روک دے گا،اس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دار ہوں گے،

قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ: هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِينَةَ أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَإِنَّهُ أَعْجَبَنِي حَدِيثُ تَمِيمٍ، أَنَّهُ وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ، وَعَنِ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ، أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّأْمِ، أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ

مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ، قَالَتْ: فَحَفِظْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

یہ باتیں بیان کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے عصا کو منبر سے لگا کر فرمایا یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ طیبہ ہے، پھر فرمایا کیا میں نے پہلے ہی یہ سب باتیں تم سے بیان نہیں کر دی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا بیشک آپ نے بیان کر دی تھیں، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تمیم کا قصہ پسند آیا، دجال اور مکہ و مدینہ کے متعلق جو چیز اس نے بیان کی تھی یہ اس کے موافق ہے، خبردار ہو جاؤ، بیشک (میرا خیال تھا کہ) دجال (اس وقت) بحر شام یا بحر یمن میں ہو گا لیکن نہیں وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، یہ فرماتے وقت آپ نے (ہاتھ سے) مشرق کی طرف اشارہ کیا۔[1]

وفد بنی بارق:

بنو بارق قبیلہ خزاعہ کا ایک بطن تھا یہ لوگ مکہ مکرمہ کے جنوب مغرب میں آباد تھے۔

بنو بارق کا ایک وفد مدینہ آیا اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام پیش کی جو انہوں نے قبول کر لیا اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک دستاویز عطا فرمائی جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ لِبَارِقٍ:

لَا تُجَزُّ ثِمَارُهُمْ وَلَا تُرْعَى بِلَادُهُمْ فِي مِرْبَعٍ وَلَا مِصْيَفٍ إِلَّا بِمَسْأَلَةٍ مِنْ بَارِقٍ وَمَنْ مَرَّ بِهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي عَرْكٍ أَوْ جَدْبٍ فَلَهُ ضِيَافَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَإِذَا أَيْنَعَتْ ثِمَارُهُمْ فَلِابْنِ السَّبِيلِ اللُّقَاطُ يُوَسِّعُ بَطْنَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَقْتَثِمَ

شَهِدَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ، وَكَتَبَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے بارق کے لئے ہے۔

ان کے پھل کاٹے نہیں جائیں گے اور گرمی کا موسم ہو یا سردی کا ان کے علاقوں میں ان سے پوچھے بغیر جانور نہیں چرائے جائیں گے اور جو مسلمان مشقت (یا جنگ) یا قحط سالی کی حالت میں ان کے پاس سے گزرے، بنو بارق اس کی تین دن مہمانی کریں گے اور جب ان کے پھل پک جائیں تو مسافر اپنا پیٹ بھرنے کے لئے گرے ہوئے پھل چن سکے گا بشرطیکہ وہ چوری نہ کرے (پھل توڑ کر نہ کھائے)

یہ تحریر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لکھی اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ بن الیمان گواہ ہوئے۔[2]

---

[1] صحيح مسلم كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ باب قصة الجساسة عن فاطمه بنت قيس ٧٣٨٦

[2] ابن سعد ٢١٩/١، مجوعة الوثائق السياسية للعهد النبوى والخلافة ٢٤١/١

وفد جعفی:

یہ یمن کا قحطانی قبیلہ تھا، یہ لوگ قبیلہ مذحج کے بطن سعد العشیرہ بن مالک کہلانی کی ایک شاخ تھے ان کی جائے سکونت صنعاء سے تقریباً چالیس فرسخ کی مسافت پر تھی۔

كَانَتْ جُعْفِيٌّ يُحَرِّمُونَ الْقَلْبَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ،فَوَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلانِ مِنْهُمْ. قَيْسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ شَرَاحِيلَ مِنْ بَنِي مُرَّانَ بْنِ جُعْفِيٍّ. وَسَلَمَةُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ مَشْجَعَةَ بْنِ الْمُجَمِّعِ. وَهُمَا أَخَوَانِ لأُمٍّ ،فَأَسْلَمَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلَغَنِي أَنَّكُمْ لا تَأْكُلُونَ الْقَلْبَ؟قَالا: نَعَمْ ،قَالَ: فَإِنَّهُ لا يَكْمُلُ إِسْلامُكُمْ إِلا بِأَكْلِهِ، وَدَعَا لَهُمَا بِقَلْبٍ فَشُوِيَ،ثُمَّ نَاوَلَهُ سَلَمَةَ بْنَ يَزِيدَ. فَلَمَّا أَخَذَهُ أُرْعِدَتْ يَدُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلْهُ. فَأَكَلَهُ،وَقَالَ:

قبیلہ جعفی کے لوگ زمانہ جاہلیت میں دل کو حرام سمجھتے تھے، قبیلہ جعفی کے دو آدمی قیس بن سلمہ بن شراحیل اور سلمہ بن یزید بن مشجعہ (جو آپس میں ماں جائے بھائی تھے) بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم دل نہیں کھاتے، انہوں نے جواب دیا آپ کی اطلاع درست ہے واقعی ہم دل نہیں کھاتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا اسلام دل کھانے سے مکمل ہوگا (آپ ﷺ انہیں یہ تعلیم دینا چاہتے تھے کہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام نہیں کر لینا چاہیے) پھر آپ نے ان دونوں کے لئے دل منگوایا اور اسے بھونا پھر آپ نے ان کو کھانے کے لئے دیا، سلمہ بن یزید کو اسے کھانے میں تذبذب ہوا مگر جب رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اسے کھالے تو اس نے دل کھالیا اور کہا

عَلَى أَنِّي أَكَلْتُ الْقَلْبَ كَرْهًا   وَتَرْعَدُ حِينَ مَسَّتْهُ بَنَانِي

اس بات پر کہ میں نے جبراً دل کو کھایا جب میری انگلیوں نے اسے چھوا تو وہ کانپتی تھیں

رسول اللہ ﷺ نے قیس بن سلمہ کے لئے ایک فرمان لکھوایا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ لِقَيْسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ شَرَاحِيلَ

أَنِّي اسْتَعْمَلْتُكَ عَلَى مُرَّانَ وَمَوَالِيهَا وَحَرِيمٍ وَمَوَالِيهَا وَالْكِلابِ وَمَوَالِيهَا مَنْ أَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَصَدَّقَ مَالَهُ وَصَفَّاهُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیس بن شراحیل کے لئے۔

میں نے تمہیں مران، حریم اور کلاب اور ان کے حلیفوں پر جو نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اور اپنے مال سے صدقہ دیں اور اسے پاک

کریں، امیر مقرر کیا ہے۔

ثُمَّ قَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمَّنَا مُلَيْكَةَ بِنْتِ الحُلْوِ كَانَتْ تَفُكُّ الْعَانِي وَتُطْعِمُ الْبَائِسَ وَتَرْحَمُ الْمِسْكِينَ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَقَدْ وَأَدَتْ بُنَيَّةً لَهَا صَغِيرَةً فَمَا حَالُهَا؟قَالَ:الْوَائِدَةُ وَالْمَوْؤُدَةُ فِي النَّارِفَقَامَا مُغْضَبَيْنِ،فَقَالَ: إِلَيَّ فَارْجِعَافَقَالَ:وَأُمِّي مَعَ أُمِّكُمَا ،فَأَبَيَا وَمَضَيَا وَهُمَا يَقُولَانِ: وَاللهِ إِنَّ رَجُلًا أَطْعَمَنَا الْقَلْبَ وَزَعَمَ أَنَّ أُمَّنَا فِي النَّارِ لَأَهْلٌ أَنْ لَا يُتَّبَعَ

پھر ان دونوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہماری ماں ملیکہ بنت الحلو غریبوں کو کھانا کھلاتی، مسکینوں پر رحم کرتی اور قیدیوں کو چھڑاتی تھی، وہ فوت ہو چکی ہے اس نے اپنی چھوٹی بیٹی کو زندہ زمین میں دفن کر دیا تھا، اس کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا زندہ درگور کرنے والی دوزخ میں ہے، یہ سن کر ان کی رگ جہالت پھڑک اٹھی اور دونوں ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس آؤ وہ دونوں واپس آئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری والدہ بھی تمہاری والدہ کے ساتھ ہیں، لیکن وہ نہ مانے اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اللہ کی قسم! انہوں نے ہمارا دل دکھایا ہے اور یہ دعویٰ کیا کہ ہماری ماں دوزخ میں ہے وہ اس کا اہل ہے کہ ہرگز اس کا اتباع نہ کیا جائے،

وَذَهَبَا فَلَمَّا كَانَا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ لَقِيَا رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ إِبِلٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَأَوْثَقَاهُ وَطَرَدَا الْإِبِلَ،فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَنَهُمَا فِيمَنْ كَانَ يَلْعَنُ فِي قَوْلِهِ:لَعَنَ اللهُ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَلِحْيَانَ وَابْنَي مُلَيْكَةَ مِنْ حَرِيمٍ وَمُرَّانَ

یہ دونوں چلے گئے، راستے میں ان کو ایک صحابی ملے جن کے پاس صدقہ کے اونٹ تھے ان دونوں نے ان کو پکڑ کر ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور اونٹ لے کر بھاگ گئے، نبی کریم ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو دوسرے جن پر لعنت کی گئی ہے ان کے ساتھ ان دونوں پر بھی لعنت فرمائی کہ رعل وذکوان عصیہ ولحیان اور ملیکہ کے دونوں بیٹوں جو حریم ومران کے خاندان سے ہیں اللہ لعنت کرے۔

قَالُوا: وَفَدَ أَبُو سَبْرَةَ وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الذُّوَيْبِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ ذُهْلِ بْنِ مُرَّانَ بْنِ جُعْفِيٍّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ابْنَاهُ سَبْرَةُ وَعَزِيزٌفَأَسْلَمُوا،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَزِيزٍ: مَا اسْمُكَ؟قَالَ: عَزِيزٌ،قَالَ: لا عَزِيزَ إِلا اللهُ أَنْتَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ،وَقَالَ لَهُ أَبُو سَبْرَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ بِظَهْرِ كَفِّي سِلْعَةٌ قَدْ مَنَعَتْنِي مِنْ خِطَامِ رَاحِلَتِي،فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِهِ عَلَى السِّلْعَةِ وَيَمْسَحُهَا. فَذَهَبَتْ ،فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَقْطِعْنِي وَادِيَ قَوْمِي بِالْيَمَنِ. وَكَانَ يُقَالُ لَهُ حُرْدَانُ. فَفَعَلَ ،وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ أَبُو خَيْثَمَةَ بْنُ عبد الرحمن

اسی قبیلہ کے ایک اور شخص ابوسبرہ رضی اللہ عنہ یزید بن مالک اپنے دو بیٹوں سبرہ اور عزیز کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عزیز رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا عزیز، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی عزیز نہیں، اب تمہارا نام عبد الرحمٰن ہے، ابوسبرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ہاتھ کی پشت پر ایک پھوڑا ہے جس کی وجہ سے میں اونٹنی کی مہار نہیں پکڑ سکتا، رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ منگوا کر ان کے پھوڑے پر پھیرا یہاں تک کہ اس کا نام

ونشان تک باقی نہ رہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ابوسبرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں کے لئے دعا فرمائی، ابوسبرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے میری قوم کی وادی یمن بطور جاگیر عطا فرمائیں، آپ ﷺ نے وہ عطا فرما دی اس وادی کا نام حروان تھا یہی عبدالرحمٰن خیثمہ بن عبدالرحمٰن کے والد تھے۔[1]

وفد بنی غافق:

یہ قبیلہ ازد کا ایک بطن تھا، یہ یمن کے مغرب میں تہامہ میں آباد تھے۔

وَقَدِمَ جُلَيْحَةُ بْنُ شَجَّارِ بْنِ صُحَارٍ الْغَافِقِيُّ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رِجَالٍ مِنْ قَوْمِهِ ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ نَحْنُ الْكَوَاهِلُ مِنْ قَوْمِنَا وَقَدْ أَسْلَمْنَا وَصَدَقَاتُنَا مَحْبُوسَةٌ بِأَفْنِيَتِنَا ، فَقَالَ:لَكُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْكُمْ مَا عَلَيْهِمْ،فَقَالَ عَوْزُ بْنُ سُرَيْرٍ الْغَافِقِيُّ آمَنَّا بِاللهِ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ

نو ہجری میں بنو غافق کا ایک وفد جلیحہ بن شجار بن صحار غافقی کی سربراہی میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، اہل وفد نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنے قبیلے کے نمائندے ہیں ہم اسلام قبول کر چکے ہیں، اور ہمارے صدقات ہمارے صحنوں میں رکھے ہوئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے وہی حقوق ہی جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں، اور تمہاری وہی ذمہ داریاں ہیں جو دوسرے مسلمانوں کی ہیں، وفد کے ایک رکن عوز رضی اللہ عنہ بن سریر غافقی نے عرض کیا ہم اللہ پر ایمان لائے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کا اتباع کیا۔[2]

وفد بنی تجیب:

بنو تجیب قبیلہ کندہ کا ایک بطن ہے، یہ حضرموت کے وسط میں الکسر میں رہتے تھے۔

وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ تُجِيبَ، وَهُمْ مِنَ السَّكُونِ ثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلا ، قَدْ سَاقُوا مَعَهُمْ صَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمُ الَّتِي فَرَضَ اللهُ عَلَيْهِمْ،فَسُرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ، وَأَكْرَمَ مَنْزِلَهُمْ،وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، سُقْنَا إِلَيْكَ حَقَّ اللهِ فِي أَمْوَالِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:رُدُّوهَا فَاقْسِمُوهَا عَلَى فُقَرَائِكُمْ،قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا قَدِمْنَا عَلَيْكَ إِلَّا بِمَا فَضَلَ عَنْ فُقَرَائِنَا،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا وَفَدَ عَلَيْنَا وَفْدٌ مِنَ الْعَرَبِ مِثْلَ مَا وَفَدَ بِهِ هَذَا الْحَيُّ مِنْ تُجِيبَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أن الْهُدَى بِيَدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَمَنْ أَرَادَ بِهِ خَيْرًا شَرَحَ صَدْرَهُ لِلإِيمَانِ

نو ہجری میں بنی تجیب کا ایک تیرہ رکنی وفد رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اور اپنے قبیلے کی زکوٰۃ لے کر آئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو مرحبا فرمایا اور اچھی جگہ ٹھہرایا اور خاص مہمان بنایا، وفد کے سربراہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنے قبیلے کی زکوٰۃ لے کر حاضر خدمت ہوئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے واپس لے جاؤ اور اپنے قبیلے کے فقراء

[1] ابن سعد ۲۴۵/۱

[2] ابن سعد ۳۵۲/۱،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۳۹۰/۶

میں تقسیم کر دو، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! حاجتمندوں کو دے کر جو کچھ بچ گیا ہے وہی لائے ہیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جو کام بنو تجیب کے وفد نے کیا ہے وہ آج تک کسی عرب کے وفد نے نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ ایمان کے لئے کھول دیتا ہے،

وَسَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْيَاءَ، فَكتب لَهُمْ بِهَا،وَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ عَنِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ، فَازْدَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ رَغْبَة وَأَمَرَ بِلالا أَنْ يُحْسِنَ ضِيَافَتَهُمْ،فَأَقَامُوا أَيَّامًا وَلَمْ يَطْلُبُوا اللُّبْثَ، فَقِيلَ لَهُمْ: مَا يُعْجِلُكُمْ؟فَقَالُوا: نَرْجِعُ إِلَى مَنْ وَرَاءَنَا فَنُخْبِرُهُمْ بِرُؤْيَتِنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلامِنَا إِيَّاهُ وَمَا رَدَّ عَلَيْنَا

ان لوگوں نے دین کے بارے میں چند سوالات پوچھے، آپ ﷺ نے ان کے جوابات لکھوا دیئے، انہوں نے مختلف مسائل پر قرآن اور سنت کے بارے میں پوچھا ان کی دین میں رغبت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے، اور بلال رضی اللہ عنہ کو تاکید فرمائی کہ ان کی اچھی طرح مہمان داری کریں، یہ لوگ کچھ دن آپ کے مہمان رہے لیکن ان کو واپسی کی بہت جلدی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا تم یہاں سے جلد از جلد جانے کے لئے کیوں بے چین ہو؟ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ہمیں جو برکات و فیوض حاصل ہوئے ہیں ان کی خبر اپنے اہل قبیلہ کو جلد از جلد پہنچائیں،

ثُمَّ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُونَهُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ بِلالا، فَأَجَازَهُمْ بِأَرْفَعَ مَا كَانَ يُجِيزُ بِهِ الْوُفُودَ، قَالَ، هَلْ بَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ؟قَالُوا: غُلامٌ خَلَّفْنَاهُ عَلَى رِحَالِنَا هُوَ أَحْدَثُنَا سِنًّا، قَالَ: أَرْسِلُوهُ إِلَيْنَا،فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَى رِحَالِهِمْ قَالُوا لِلْغُلَامِ: انْطَلِقْ إلى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْضِ حَاجَتَكَ مِنْهُ، فَإِنَّا قَدْ قَضَيْنَا حَوَائِجَنَا مِنْهُ وَوَدَّعْنَاه

جب وہ مدینہ طیبہ سے رخصت ہونے لگے تو بلال رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف بھیجا اور رسول اکرم ﷺ نے وفد کے ہر رکن کو فرداً فرداً انعام عطا فرمایا، اور پھر پوچھا کہ تم میں کوئی رہ تو نہیں گیا، ان لوگوں نے عرض کیا ایک لڑکا ہے جسے ہم اپنے کجاووں پر چھوڑ آئے ہیں وہ ہم سب میں کم سن ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے یہاں لے آؤ، جب یہ لوگ اپنی جگہ پر پہنچے تو اس لڑکے سے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے اپنی حاجت بیان کرو وہ ضرورت پوری کر دیتے ہیں اور دعا فرماتے ہیں،

فَأَقْبَلَ الْغُلامُ حَتَّى أَتَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فقال: يا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي امْرُؤٌ مِنْ بَنِي أَبْذَى ،يَقُولُ الْغُلامُ:مِنَ الرَّهْطِ الَّذِينَ أَتَوْكَ آنِفًا فَقَضَيْتَ حَوَائِجَهُمْ، فَاقْضِ حَاجَتِي يَا رَسُولَ اللهِ؟قَالَ: وَمَا حَاجَتُكَ؟قَالَ: إِنَّ حَاجَتِي لَيْسَتْ كَحَاجَةِ أَصْحَابِي، وَإِنْ كَانُوا قَدِمُوا رَاغِبِينَ فِي الإِسْلامِ وَسَاقُوا مَا سَاقُوا من صدقاتهم، وإني والله ما أعلمني مِنْ بِلادِي إِلَّا أَنْ تَسْأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَغْفِرَ لِي وَأَنْ يَرْحَمَنِي، وَأَنْ يَجْعَلَ غِنَايَ فِي قَلْبِي ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ إِلَى الْغُلامِ:اللهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاجْعَلْ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ،ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِمِثْلِ مَا أَمَرَ بِهِ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ

وہ لڑکا روانہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اس لڑکے نے عرض کی میں بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتا ہوں جو ابھی

آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا آپ ﷺ نے ان کی ضرورت پوری کر دی ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! میری حاجت بھی پوری فرمادیں، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کیا میری حاجت ایسی نہیں ہے جیسے میرے ساتھیوں کی تھی میں تو اسلام کی رغبت میں حاضر خدمت ہوا ہوں اور اپنے ساتھ صدقات بھی لیکر آئے ہیں اور اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میرے گھر والوں کو کیا ضرورت ہے سوائے اس کے کہ آپ اللہ عزوجل سے دعا فرمائیں کہ وہ میری مغفرت فرمادے، مجھ پر اپنی رحمت خاص نازل فرمائے اور میرے دل کو غنی سے بھر دے، رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! اس کی مغفرت کر اور اس پر اپنی رحمت خاص نازل فرما اس کی تونگری اس کے دل میں ڈال دے، آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس کو بھی اتنا ہی انعام دیا جائے جتنا اس کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کو دیا ہے،

فانطلقوا راجعين إلى أهليهم، ثُمَّ وَافَوْا رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَوْسِمِ بِمِنًى سَنَةَ عَشْرٍ، فَقَالُوا: نَحْنُ بَنُو أَبْذَى، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا فَعَلَ الْغُلامُ الَّذِي أَتَانِي مَعَكُمْ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا رَأَيْنَا مِثْلَهُ قَطُّ، وَلا حُدِّثْنَا بِأَقْنَعَ مِنْهُ بِمَا رَزَقَهُ اللهُ، لَوْ أَنَّ النَّاسَ اقْتَسَمُوا الدُّنْيَا مَا نَظَرَ نَحْوَهَا وَلا الْتَفَتَ إِلَيْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَمْدُ لِلَّهِ، إِنِّي لأَرْجُو أَنْ يَمُوتَ جميعا

پھر یہ سب لوگ اپنے وطن واپس چلے گئے، حجۃ الوداع میں منٰی کے مقام پر اس قبیلے کے آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ اس نوجوان کا کیا حال ہے جو تمہارے ساتھ آیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے استغنا کا یہ حال ہے کہ سارے جہان کی دولت اس کے قدموں میں ڈھیر کر دی جائیں تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے میں امید کرتا ہوں کہ وہ پورے کا پورا مرے گا،

فقال رجل منهم: أو ليس يَمُوتُ الرَّجُلُ جَمِيعًا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تشعب أَهْوَاؤُهُ وَهُمُومُهُ فِي أَوْدِيَةِ الدُّنْيَا، فَلَعَلَّ أَجَلَهُ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي بَعْضِ تِلْكَ الأَوْدِيَةِ، فَلا يُبَالِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَيِّهَا هَلَكَ،قَالُوا: فَعَاشَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فِينَا عَلَى أَفْضَلِ حَالٍ، وَأَزْهَدِهِ فِي الدُّنْيَا، وَأَقْنَعِهِ بِمَا رُزِقَ،وجعلأبو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يذكره ويسأل عنه حتى بلغه حاله وما قام به. فكتب إلى زياد بن لبيد يوصيه به خيرا

ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہر شخص پورا پورا نہیں مرتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے دماغ پر دنیا کے مختلف ہموم اور افکار سوار ہوجاتے ہیں، نہ معلوم وہ دنیا کی کس فکر میں مرے، اللہ بھی ایسے آدمی کی پرواہ نہیں کرتا، وہ سب کہنے لگے اس نے بڑی اچھی حالت میں زندگی بسر کی ہے، دنیا کی اس کو کوئی خواہش نہیں، اللہ نے اس کو جو کچھ دیا ہے اس پر قانع ہے، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب ارتداد کی لہر چلی اور بہت سے اہل یمن اسلام سے منحرف ہو گئے تو یہ شخص اسلام پر ثابت قدم رہا اور اس نے بڑی ہمت سے کام لے کر لوگوں کو اللہ کی یاد دلائی اور اسلام کی خوبیاں ان کے ذہن نشین کیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی قوم سے ایک فرد بھی مرتد نہ ہوا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی ان مساعی کی خبر ملی تو ان کے دل میں اس کی قدر و منزلت بڑھ گئی، آپ ہمیشہ اس کے حالات پوچھتے رہتے تھے اور اپنے گورنر زیاد بن

لبید کو اس کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا۔[1]

وفد بنی سعد بن بکر:

یہ قبیلہ سعد بن بکر بنو ہوزان کا ایک بطن تھا، یہ لوگ تہامہ کے مشرق میں آباد تھے، اسی قبیلہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کھلائی حلیمہ رَضِی اللّٰہُ عَنْہا بنت ذویب تھیں، نو ہجری میں بنو سعد بن بکر کی نمائندگی ان کے سردار ضمام رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ بن ثعلبہ نے کی، جو سرخ وسفید، مضبوط جسم کے مالک اور دو مینڈھیوں والے تھے، وہ بدوی سادگی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے۔

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ:بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي المَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاخَهُ فِي المَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ،فَقُلْنَا: هَذَا الرَّجُلُ الأَبْيَضُ المُتَّكِئُ.فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ المُطَّلِبِ،فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَدْ أَجَبْتُكَ ،فَقَالَ الرَّجُلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي المَسْأَلَةِ، فَلاَ تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ؟!فَقَالَ:سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ

انس بن مالک رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے ایک دفعہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص (ضمام رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ بن ثعلبہ) اپنی ناقہ کی مہار تھامے بلا تکلف مسجد نبوی میں آیا اور اپنی سانڈنی کو ایک کونے میں بٹھا کر اس کا زانو باندھا، اور مجمع کے قریب پہنچ کر سلام وکلام کے بغیر بولے آپ لوگوں میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) یا بروایت دیگر ابن عبدالمطلب کون شخص ہیں؟ اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے، صحابہ کرام رَضِی اللّٰہُ عَنْہُم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ گورے رنگ کے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، تب وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مخاطب ہوا کہ اے عبدالمطلب کے فرزند! نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہو میں آپ کی بات سن رہا ہوں، ضمام رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کچھ دینی باتیں پوچھوں گا اور اس کا حلفیہ جواب لینا چاہتا ہوں آپ میرے بدوی لہجے کی درشتی سے دل میں غبار نہ لائے گا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو بلا تکلف پوچھو۔

فَقَالَ:يَا مُحَمَّدُ، أَتَانَا رَسُولُكَ فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَكَ

ضمام رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ!اے محمد، آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا تھا اس نے ہم سے یہ کہا کہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟

قَالَ:صَدَقَ

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا!اس نے سچ کہا۔

قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟

ضمام رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ! آسمان کو کس نے پیدا کیا؟

قَالَ:اللهُ

---

[1] عیون الاثر ٢،٣٠٨،سبل الھدی ٦،٢٨٥،شرح الزرقانی علی المواھب ٥،٢٠٣

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے۔

قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟

ضمام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟

قَالَ: اللهُ

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے۔

قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالَ، وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ؟

ضمام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! پہاڑوں کو کس نے نصب کیا، اور کس نے ان پہاڑوں میں جو چیزیں پائی جاتی ہیں پیدا کیں؟

قَالَ: اللهُ

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے۔

قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ، وَخَلَقَ الْأَرْضَ، وَنَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالَ، آللَّهُ أَرْسَلَكَ؟

ضمام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! تو آپ اس ہستی کی قسم کھا کر جس نے آسمان کو پیدا کیا، زمین کو پیدا کیا، اور ان پہاڑوں کو نصب کیا، یہ فرمائیں کہ کیا واقعی اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟

قَالَ: نَعَمْ

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا! ہاں۔

قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِنَا، وَلَيْلَتِنَا

ضمام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! آپ کے قاصد نے بیان کیا کہ ہم پر دن اور رات میں پانچ نمازیں ضروری ہیں۔

قَالَ: صَدَقَ

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا! اس نے سچ کہا۔

قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ، آللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟

ضمام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟

قَالَ: نَعَمْ

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا! ہاں۔

قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِي أَمْوَالِنَا

ضمام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! آپ کے قاصد نے یہ بھی ہم سے کہا ہے کہ ہم پر ہمارے مالوں میں سے زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے۔

قَالَ: صَدَقَ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! اس نے سچ کہا۔

قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ، آللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟

ضمام رضی اللہ عنہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟

قَالَ: نَعَمْ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! ہاں۔

قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتِنَا

ضمام رضی اللہ عنہ! آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر سال ماہ رمضان کے روزے ہم پر ضروری ہیں۔

قَالَ: صَدَقَ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! اس نے سچ کہا۔

قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ، آللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟

ضمام رضی اللہ عنہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟

قَالَ: نَعَمْ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! ہاں۔

قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

ضمام رضی اللہ عنہ! آپ کے قاصد نے یہ بھی بیان کیا کہ ہم میں سے اس شخص پر بیت اللہ کا حج لازمی ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

قَالَ: صَدَقَ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! اس نے سچ کہا۔

فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، قَالَ: ثُمَّ وَلَّى، قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ، وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ

یہ سوال و جواب ہو چکے تو ضمام رضی اللہ عنہ نے کہا جو دین آپ لائے ہیں میں اس پر ایمان لایا ہوں اور کہا میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے میں اپنی قوم کا قاصد ہوں جو میرے پیچھے ہے اور میں بنو سعد بن بکر کا فرد ہوں، پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلے اور یہ کہتے جا رہے تھے قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، نہ میں اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو ضرور جنت میں داخل ہو گا۔[1]

[1] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ مَا جَاءَ فِي العِلْمِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۶۳، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ

ابن اسحاق، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو وفد کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور جس طرح پہلے ذکر ہوا ہے اس طرح بیان کیا اور یہ الفاظ اس سے زیادہ بیان کیے۔

قَالَ:فَأَنْشُدُكَ اللهَ إِلَهَكَ، وَإِلَهَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ، وَإِلَهَ مَنْ هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكَ، آللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ نَعْبُدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ نَخْلَعَ هَذِهِ الْأَنْدَادَ الَّتِي كَانَ آبَاؤُنَا يَعْبُدُونَ؟

ضمام رضی اللہ عنہ! میں آپ سے آپ کے رب، آپ سے پہلے لوگوں کے رب اور آپ سے بعد آنے والے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور اپنے ان بتوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے؟

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُمَّ نَعَمْ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! ہاں۔

ثُمَّ جَعَلَ يَذْكُرُ فَرَائِضَ الْإِسْلَامِ فَرِيضَةً فَرِيضَةً: الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالصِّيَامَ وَالْحَجَّ، وَفَرَائِضَ الْإِسْلَامِ كُلَّهَا يَنْشُدُهُ عِنْدَ كُلِّ فَرِيضَةٍ كَمَا نَشَدَهُ فِي الَّتِي قَبْلَهَا،حَتَّى إِذَا فَرَغَ قَالَ: فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،وَسَأُؤَدِّي هَذِهِ الْفَرَائِضَ، وَأَجْتَنِبُ مَا نَهَيْتَنِي عَنْهُ لَا أَزِيدُ وَلَا أَنْقُصُ،ثُمَّ انْصَرَفَ رَاجِعًا إِلَى بَعِيرِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَلَّى: إِنْ يَصْدُقْ ذُو الْعَقِيصَتَيْنِ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ

پھر ضمام رضی اللہ عنہ نے اسلام کے تمام فرائض نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور باقی فرائض ایک ایک کر کے پوچھے جس طرح پہلے سوال کے متعلق قسم دی تھی اس طرح ہر فرض سے پہلے آپ کو قسم دیتا تھا، جب اس کے سوالات ختم ہوئے تو بولا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، یہ تمام فرائض اپنی قوم کو پہنچاؤں گا اور جن چیزوں سے آپ نے منع فرمایا ہے اجتناب کروں گا اور ان میں ذرہ برابر بھی کمی بیشی نہیں کروں گا، پھر انہوں نے اونٹ کا زانو کھولا اور اس پر سوار ہو کر واپس چلا گیا۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اگر اس دو مینڈھیوں والے نے سچ کہا ہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔[1]

قَالَ: فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أحد أَحْسَنَ مَسْأَلَةً وَلَا أَوْجَزَ مِنْ ضِمَامِ بْنِ ثعلبة.

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے کہ میں نے ضمام رضی اللہ عنہ سے بہتر اور موثر گفتگو کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔[2]

ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَاجْتَمَعُوا عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَا تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ:بِئْسَتِ اللاتُ وَالْعُزَّى

فِي بَيَانِ الْإِيمَانِ بِاللهِ وَشَرَائِعِ الدِّينِ ١٠٢

[1] زاد المعاد ٣٦٦،٣٦٥،٣/٣

[2] الاصابه ٣٩٥/٣،عيون الأثر ٢٨٨/٢،سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ٣٥٥/٦،السيرة الحلبية ٣١٠/٣

ضمام رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے میں واپس گئے تو سارے قبیلہ والے ان کے ارد گرد جمع ہو گئے تو سب سے پہلے جو الفاظ ان کے منہ سے نکلے وہ یہ تھے لات اور عزیٰ دونوں ذلیل و خوار ہیں۔

فَقَالُوا: مَهْ يَا ضمام اتَّقِ الْبَرَصَ وَالْجُنُونَ وَالْجُذَامَ، قَالَ: وَيْلَكُمْ إِنَّهُمَا مَا يَضُرَّانِ وَلَا يَنْفَعَانِ إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ رَسُولًا، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابًا اسْتَنْقَذَكُمْ بِهِ مِمَّا كُنْتُمْ فِيهِ، وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،وَإِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِهِ بِمَا أَمَرَكُمْ بِهِ وَنَهَاكُمْ عَنْهُ ، فَوَاللهِ مَا أَمْسَى مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ فِي حَاضِرَتِهِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَّا مُسْلِمًا

ان کے قبیلے والے یہ سن کر پہلے تو بہت چلاّئے اور بولے ضمام! زبان بند رکھو، برص، جنون یا جذام سے بچو، ضمام رضی اللہ عنہ بولے تم پر افسوس! یہ نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقصان، اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بھیجا ہے، اس پر کتاب نازل فرمائی ہے اور تم کو اس گمراہی سے نکال لیا ہے جس میں تم پھنسے ہوئے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور بلاشبہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں آپ کی طرف سے تمہارے پاس دو چیزیں لایا ہوں جن کا آپ نے حکم دیا ہے اور جن سے آپ نے منع فرمایا ہے، اور ضمام رضی اللہ عنہ نے دلنشین انداز میں اس ساری گفتگو کی روئداد سنائی جو ان کے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ہوئی تھی تو سارا قبیلہ شام ہونے سے پہلے پہلے مشرف باسلام ہو گیا۔ (۱)

وفد بنی کلب:

بنو کلب کا نام متعدد قحطانی اور عدنانی قبائل کے لئے بولا جاتا ہے، وفد میں آنے والے اراکین بنو کلب بن دبرہ سے تعلق رکھتے تھے جو بنو قضاعہ کا ایک بطن تھا، یہ لوگ دومتہ الجندل، تبوک اور اطراف شام میں آباد تھے، رومیوں سے میل جول کی وجہ سے یہ لوگ حلقہ بگوش نصرانیت ہو گئے تھے۔

قال عَمْرِو بْنُ جَبَلَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ الْجَلاحِ الْكَلْبِيُّ:شَخَصْتُ أَنَا وَعَاصِمٌ. رَجُلٌ مِنْ بَنِي رَقَاشٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ. حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَ عَلَيْنَا الإِسْلامَ فَأَسْلَمْنَا ،وَقَالَ: أَنَا النَّبِيُّ الأُمِّيُّ الصَّادِقُ الزَّكِيُّ وَالْوَيْلُ كُلَّ الْوَيْلِ لِمَنْ كَذَّبَنِي وَتَوَلَّى عَنِّي وَقَاتَلَنِي. وَالْخَيْرُ كُلَّ الْخَيْرِ لِمَنْ أَوَانِي وَنَصَرَنِي وَآمَنَ بِي وَصَدَّقَ قَوْلِي وَجَاهَدَ مَعِي. قَالا: فَنَحْنُ نُؤْمِنُ بِكَ وَنُصَدِّقُ قَوْلَكَ. فَأَسْلَمْنَا،وَأَنْشَأَ عَبْدُ عَمْرٍو يَقُولُ:

عمرو بن جبلہ بن وائل بن الجلاح الکلبی سے روایت ہے کہ میں اور ایک شخص عاصم جو بنی عامر جے بنی رقاش میں سے تھے روانہ ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا اور ہم نے اسلام قبول کر لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سچا نبی ہوں اور پاکیزگی کے ساتھ آیا ہوں، خرابی اور پوری خرابی اس شخص کی ہے جو مجھے جھٹلائے اور مجھ سے منہ موڑے اور مجھ سے جنگ کرے، اور بھلائی اور پوری بھلائی اس شخص کی ہے جو مجھے جگہ دے، میری مدد کرے، مجھ پر ایمان لائے میرے

---

(۱) زاد المعاد ۳،۳۶۶

قول کی تصدیق کرے اور میرے ساتھ ہو کر جہاد کرے، دونوں نے عرض کیا، بیشک ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں عبد بن عمرو نے یہ شعر کہے۔

أَجَبْتُ رَسُولَ اللهِ إِذْ جَاءَ بِالْهُدَى وَأَصْبَحْتُ بَعْدَ الْجَحْدِ بِاللهِ أَوْجَرَا

میں نے رسول اللہ ﷺ کو مان لیا جب آپ ہدایت لائے پہلے میں اللہ کا منکر تھا اب مومن ہوں اور اس کا مجھے اجر ملے گا

وَوَدَّعْتُ لَذَّاتِ الْقِدَاحِ وَقَدْ أُرَى بِهَا سَدِكًا عُمْرِي وَلِلَّهْوِ أَصْوُرَا

نیزوں کے ذریعے سے فال وشگون لینے کے مزے میں نے ترک کر دیے حالانکہ ایسے ہی لہو ولعب میں میری عمر گزری تھی

وَآمَنْتُ بِاللهِ الْعَلِيِّ مَكَانُهُ وَأَصْبَحْتُ لِلْأَوْثَانِ مَا عِشْتُ مُنْكِرَا

میں اللہ پر ایمان لایا جس کی منزلت برتر ہے میں جب تک زندہ ہوں بتوں کا منکر رہوں گا۔ (۱)

وَفَدَ حَارِثَةُ بْنُ قَطَنِ بْنِ زَائِرِ بْنِ حِصْنِ بْنِ كَعْبِ ابن عُلَيْمٍ الْكَلْبِيُّ وَحَمَلُ بْنُ سَعْدَانَةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ مُغَفَّلِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُلَيْمٍ إِلَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأسلما،وَكَتَبَ لِحَارِثَةَ بْنِ قَطَنٍ كِتَابًا فِيهِ:

بعد میں اسی قبیلے کے دو اور آدمی ابن سعدانہ اور حارثہ رضی اللہ عنہ بن قطن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے، جب یہ وفد مدینہ طیبہ سے رخصت ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے حارثہ رضی اللہ عنہ بن قطن کو ایک فرمان عطا فرمایا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ لِأَهْلِ دُومَةِ الْجَنْدَلِ وَمَا يَلِيهَا مِنْ طَوَائِفِ كَلْبٍ مَعَ حَارِثَةَ بْنِ قَطَنٍ

لَنَا الضَّاحِيَةُ مِنَ الْبَعْلِ وَلَكُمُ الضَّامِنَةُ مِنَ النَّخْلِ، عَلَى الْجَارِيَةِ الْعُشْرُ، وَعَلَى الْغَائِرَةِ نِصْفُ الْعُشْرُ، لَا تُجْمَعُ سَارِحَتُكُمْ، وَلَا تُعْدَلُ فَارِدَتُكُمْ، تُقِيمُونَ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، وَتُؤْتُونَ الزَّكَاةَ بِحَقِّهَا لَا يُحْظَرُ عَلَيْكُمُ النَّبَاتُ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ عُشْرُ الْبَتَاتِ لَكُمْ بِذَلِكَ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ، وَلَنَا عَلَيْكُمُ النُّصْحُ وَالْوَفَاءُ وَذِمَّةُ اللهِ وَرَسُولِهُ، شَهِدَ اللهُ وَمَنْ حَضَرَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ دستاویز محمد رسول اللہ کی طرف سے دومتہ الجندل کے باشندوں اور ان کے نواح میں حارثہ بن قطن اور ان کے ساتھ کلب کے جو لوگ رہتے ہیں ان کے لئے ہے۔

ہمارے لئے بارانی زمین اور تمہارے لئے کھجور کے درختوں والا اندرونی حصہ ہے، جاری پانی والی زمین پر عشر اور گہرے پانی والی زمین پر نصف عشر ہے، تمہارے مویشی جمع نہ ہوں اور نہ تمہاری بکریوں پر ظلم ہو، نماز وقت پر پڑھا کرو اور زکوٰۃ اپنے حق کے موافق ادا کیا کرو، تمہارے لئے گھاس وغیرہ کی ممانعت نہیں اور نہ تم سے گھریلو سامان کا عشر لیا جائے گا، تم پر لازم ہے کہ اس عہد و میثاق کی پابندی کرو اور ہم پر لازم ہے

(۱) ابن سعد ۲۵۲/۱

کہ تمہاری خیر خواہی کریں اور وفا کا حق ادا کریں، اور اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کو پورا کرنا لازم ہے، اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں میں سے جو لوگ حاضر ہیں وہ گواہ ہیں۔ [۱]

وفد عبد القیس:

یہ قبیلہ ربیعہ عدنانیہ کا عظیم بطن تھا، پہلے یہ تہامہ میں آباد تھے اس کے بعد اس نے بحرین کو اپنا وطن بنالیا، اس کی ایک شاخ عمان کے قریب بھی آباد تھی، اس قبیلے کے بہت سے لوگوں نے نصرانیت قبول کرلی تھی، یہ سعید الفطرت لوگ تھے اور فتح مکہ سے بہت پہلے دعوت اسلام پر لبیک کہہ چکے تھے۔

إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي مَسْجِدِ عَبْدِ القَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ البَحْرَيْنِ

مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ عبد القیس ہی کی مسجد میں قائم ہوا جو انہوں نے بحرین کے مقام جواثی میں تعمیر کی تھی۔ [۲]

اس قبیلہ کے نمائندے احکام دین سیکھنے کے لئے دو مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، پہلی مرتبہ ۵ ہجری یا اس سے کچھ پہلے یا بعد اور دوسری مرتبہ ۹ ہجری یا ۱۰ ہجری میں، پہلی مرتبہ ان کی آمد کی وجہ یہ ہوئی کہ اس قبیلہ کا ایک شخص منقذ بن حبان تجارت کی غرض سے مدینہ منورہ آتا جاتا رہتا تھا، جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس کے بعد یہ شخص اپنا سامان تجارت لے کر مدینہ آیا تو یہاں کی دنیا ہی بدلی ہوئی تھی، بت پرستی کی جگہ یہاں توحید کی پکار تھی چنانچہ وہ اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک دعوتی خط دے کر اس شخص کو اپنی قوم میں بھیجا اس کی قوم نے بھی اسلام قبول کرلیا اور پھر حرمت والے مہینے میں ان کے تیرہ یا چودہ آدمی الاشج العصری کی قیادت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ عبد القیس کا وفد جارود رضی اللہ عنہ بن عمرو کی سربراہی میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا۔ (غزوہ تبوک از محمد احمد باشمیل)

فَقَدِمَ عَلَيْهِ عِشْرُونَ رَجُلا رَأْسُهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَوْفٍ الأَشَجُّ

اور دوسری مرتبہ بیس آدمی حاضر خدمت ہوئے جن کے امیر عبد اللہ بن عوف الاشج تھے۔ [۳]

یا تیس آدمی۔ [۴]

وقیل: کانوا أربعة عشر راكبًا

---

[۱] ابن سعد ۲۵۳/۱

[۲] صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ الجُمُعَةِ فِي القُرَى وَالمُدُنِ ۸۹۲

[۳] ابن سعد ۲۳۸/۱

[۴] ابن منده ودولابی

کہا جاتا ہے کہ چودہ آدمی تھے۔ [1]

ان کے پہلی مرتبہ ورد مدینہ کے بارے میں زرقانی نے شرح مواہب میں بیہقی سے نقل کیا ہے

قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ أَصْحَابُهُ إِذْ قَالَ لَهُمْ: سَيَطْلُعُ مِنْ هَاهُنَا رَكْبٌ هُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْمَشْرِقِ ، فَقَامَ عمر فتوجه نحوهم فتلقى ثَلَاثَة عشر رَاكِبًا، فَقَالَ: من الْقَوْم؟فَقَالُوا: مِنْ بَنِي عَبْدِ الْقَيْسِ ، قَالَ: فَمَا أَقْدَمَكُمْ هٰذِهِ الْبِلَادَ، التِّجَارَةُ؟قَالُوا: لَا ،قَالَ: أَمَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَكُمْ آنِفًا فَقَالَ خَيْرًا،ثُمَّ مَشَوْا مَعَهُ حَتَّى أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عُمَرُ لِلْقَوْمِ: هٰذَا صَاحِبُكُمُ الَّذِي تُرِيدُونَ

ایک دن رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بیٹھے ہوئے گفتگو فرمارہے تھے ،آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس کچھ لوگ آرہے ہیں جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہیں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سنا تو فرط اشتیاق سے ان لوگوں کو دیکھنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، مجلس نبوی سے باہر نکلے تو انہیں تیرہ آدمیوں کا ایک قافلہ ملا،انہوں نے پوچھا تم کس قوم سے ہو؟انہوں نے کہا ہم بنی عبدالقیس ہیں،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہاں تجارت کے لیے آئے ہیں؟انہوں نے کہا نہیں،ہم تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں،انہوں نے اہل قافلہ کو رحمت عالم ﷺ کے ارشاد سے آگاہ کیا،اور پھر انہیں ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کی طرف روانہ ہوئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لیے تم یہاں آئے ہو،

فَلَمَّا رَأَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم وَثَبُوا مِنْ رَوَاحِلِهِمْ فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقبَّلوا يَده،ثُمَّ نَزَلَ الْأَشَجُّ فَعَقَلَ رَاحِلَتَهُ وَأَخْرَجَ عَيْبَتَهُ فَفَتَحَهَا، فَأَخْرَجَ ثَوْبَيْنِ أَبْيَضَيْنِ مِنْ ثِيَابِهِ فَلَبِسَهُمَا، ثُمَّ أَتَى رَوَاحِلَهُمْ فَعَقَلَهَا، وكان رجلًا دميمًا

ان لوگوں نے دور سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اپنا سامان وہیں چھوڑ کر دیوانہ وار رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑ پڑے،اور آپ کے دست مبارک چومنے لگے، تاہم اس وفد کے سردار منذر بن عائذ (المعروف بہ الاشج) پیچھے رہ گئے،وہ اگرچہ نوجوان تھے لیکن بڑے بردبار اور زیرک تھے،انہوں نے اپنے گرد آلود لباس میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا مناسب نہ سمجھا،انہوں نے پہلے تو اپنے قافلے کے اونٹ باندھے،پھر سفر کے کپڑے اتار کر دوسرا صاف ستھرا سفید لباس زیب تن کیا،پھر نہایت اطمینان کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے،اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا،الاشج کی شکل وصورت یونہی سی تھی اور اس میں کوئی دلکشی نہیں تھی رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو انہوں نے عرض کیا۔

فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ لَا يُسْتَقَى فِي مُسُوكِ الرِّجَالِ إِنَّمَا يُحْتَاجُ مِنَ الرَّجُلِ إِلَى أَصْغَرَيْهِ لِسَانِهِ وَقَلْبِهِ

اے اللہ کے رسول ﷺ! آدمی کی قدر وقیمت اس کے قد وقامت اور شکل وصورت سے نہیں ہوتی اس کی قیمت اس کے دو چھوٹے سے

[1] شرح الزرقانی علی المواھب ۵/۱۳۸

اعضاء سے ہوتی ہے، زبان اور دل۔ (۱)
ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس موقع پر خود رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ لا يُسْتَسْقَى فِي مُسُوكِ الرِّجَالِ إِنَّمَا يُحْتَاجُ مِنَ الرَّجُلِ إِلَى أَصْغَرَيْهِ لِسَانِهِ وَقَلْبِهِ

رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انسان کی کھال کی مشک نہیں بنائی جاتی البتہ اس کی دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک اس کی زبان دوسرے اس کے دل۔ (۲)

فقال له صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ

پھر رسول اللہ ﷺ نے اشج رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے، دانائی اور بردباری (بروایت دیگر حلم اور وقار و تمکنت)۔ (۳)

قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا أَتَخَلَّقُ بِهِمَا أَمِ اللهُ جَبَلَنِي عَلَيْهِمَا؟قَالَ:بَلِ اللهُ جَبَلَكَ عَلَيْهِمَا ،الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَبَلَنِي عَلَى خُلُقَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ وَرَسُولُهُ ،وَأَنْزَلَ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ فِي دَارِ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ. وَأَجْرَى عَلَيْهِمْ ضِيَافَةً. وَأَقَامُوا عَشَرَةَ أَيَّامٍ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ الْأَشَجُّ يُسَائِلُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِقْهِ وَالْقُرْآنِ

انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ دونوں خصلتیں پیدائشی اور خلقی ہیں یا مجھ میں اب پیدا ہوگئی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیدائشی اور خلقی ہیں، الاشج رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے مجھے دو ایسی خصلتوں کے ساتھ پیدا کیا جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو رملہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے مکان پر ٹھہرایا اور دس دن مہمان رکھا، اس دوران میں اشج رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے قرآن اور دینی مسائل سیکھتے رہے۔
صحیح مسلم اور دیگر کتب صحاح میں وفد عبد القیس کی آمد کا حال اور طریقے سے مذکور ہے، اس میں یہ تصریح نہیں کی گئی کہ اس قبیلہ کے لوگ دو مرتبہ بارگاہ رسالت میں باریاب ہوئے، علامہ شبلی نعمانی نے سیرۃ النبی میں لکھا ہے کہ ابن مندہ اور دولائی نے اس قبیلہ کے دو وفدوں کا ذکر کیا ہے، اور اسی بنا پر علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس کے دو وفد قرار دیئے ہیں، پہلا ۵ ہجری میں اور دوسرا ۱۰ ہجری میں مدینہ آیا۔
صحیح مسلم اور دوسری کتب صحاح کی روایتوں کا خلاصہ یہ ہے۔

ابْنَ عَبَّاس يَقُولُ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ مِمَّنِ الْقَوْمُ؟ قَالُوا مِنْ رَبِيعَةَ.

---

(۱) ابن سعد ۶/۸۰
(۲) ابن سعد ۱/۲۳۸
(۳) صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامربالایمان باللہ تعالیٰ ورسولہ ﷺ ۱۱۷

قَالَ: مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ غَيْرِ الْخَزَايَا وَلَا النَّدَامَى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيعَةَ وإِنَّا نأتيك شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ، وَإِنَّهُ يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، وَإِنَّا لَا نَصِلُ إليك فِي شهر حرام فمُرنا بأمر فصلْ ندعوا إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب عبدالقیس کا وفد مدینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، یہ وفد کس قبیلہ کا ہے؟ جواب ملا قبیلہ ربیعہ کا (عبدالقیس کا دوسرا نام ربیعہ تھا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تم لوگ خوشی سے مسلمان ہو کر آئے ہو اس لئے) تم لوگ نہ دنیا میں رسوا ہو گے نہ آخرت میں شرمندہ، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے اور ہمارے علاقے کے درمیان کفار مضر کا جنگجو قبیلہ بستا ہے اس لئے ہم صرف ان ہی مہینوں میں آپ تک پہنچ سکتے ہیں جن میں کفار کے نزدیک (بھی) لڑائی حرام ہے، دوسرے مہینوں میں سفر ممکن نہیں ہے، لہذا ہمیں اختصار کے ساتھ دین کے چند ایسے احکام بتادیں جن پر عمل کر کے ہم جنت کے مستحق قرار پائیں، اور جو لوگ ہم سے پیچھے رہ گئے ہیں واپس جا کر ان کو بھی آپ کے ارشادات سے آگاہ کر دیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، آمُرُكُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحْدَهُ أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ محمد رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رمضان وأن تعطوا من المغانم الخمس،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں، امر کی چار باتیں یہ ہیں، زبان سے کلمہ شہادت پڑھنا اور دل سے اس پر یقین رکھنا، نماز پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا، مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرنا، ابھی چونکہ حج فرض نہیں ہوا تھا اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا۔

وأنهاكم عَنْ أَرْبَعٍ، عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ - وَرُبَّمَا قَالَ وَالْمُقَيَّرِ - فَاحْفَظُوهُنَّ وَادْعُوا إِلَيْهِنَّ مَنْ وراءكم

اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں دبا (کدو کا تونبا) حنتم (سبز لاکھی گھڑیا) نقیر (کھدی ہوئی لکڑی کا برتن) مزفت (روغنی برتن) قسم کے برتنوں کو ترک کرنا ہو گا (ان برتنوں میں عرب شراب ڈال کر پیا کرتے تھے چونکہ بنو عبدالقیس شراب پینے کے سخت عادی تھے اور شراب کا ذخیرہ انہی برتنوں میں رکھتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے استعمال سے منع فرمایا) میری یہ باتیں یاد رکھو اور جو تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں ان تک بھی انہیں پہنچا دو۔[1]

قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ، مَا عِلْمُكَ بِالنَّقِيرِ؟ قَالَ:بَلَى، جِذْعٌ تَنْقُرُونَهُ، فَتَقْذِفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ قَالَ سَعِيدٌ: أَوْ قَالَ: مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ تَصُبُّونَ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا سَكَنَ غَلَيَانُهُ شَرِبْتُمُوهُ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَكُمْ، أَوْ إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ قَالَ: وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ كَذَلِكَ قَالَ، وَكُنْتُ أَخْبَؤُهَا حَيَاءً مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

[1] البداية والنهاية ۵۶/۵، زاد المعاد ۵۳۰/۳، مسند احمد ۳۴۰۶

وَسَلَّمَ،

انہوں نے سوال کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کو علم ہے کہ نقیر کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جانتا ہوں، کھجور کی موٹی لکڑی ،لکڑی کو اندر سے کھود کر تم اس میں کھجوریں رکھتے ہو اور ان پر کھجور کے درخت کا رس ڈال دیتے ہو، پھر اس میں پانی ملاتے ہو، رس اور پانی مل کر جوش کھاتا ہے، ٹھنڈا ہو جانے کے بعد تم اسے پیتے ہو اور پھر نشہ میں چور ہو کر اپنے ہی بھائی پر تلوار چلاتے ہو، راوی نے کہا ہمارے لوگوں میں اس وقت ایک شخص موجود تھا (جس کا نام جہم تھا) اس کو نشہ کی بدولت ایک زخم لگ چکا تھا اس نے کہا کہ لیکن میں اس کو شرم کے مارے رسول اللہ ﷺ سے چھپاتا تھا۔

فَقُلْتُ: فَفِيمَ نَشْرَبُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ:فِي أَسْقِيَةِ الْأَدَمِ الَّتِي يُلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَرْضَنَا كَثِيرَةُ الْجِرْذَانِ، وَلَا تَبْقَى بِهَا أَسْقِيَةُ الْأَدَمِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ، وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ، وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ

پھر انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے لئے کون سے ظروف کا استعمال جائز ہے؟ فرمایا چمڑے کے ڈول، مشکیزے اور کپے وغیرہ جن کا منہ باندھا جاتا ہے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے ہاں چوہے بہت ہیں وہاں چمڑے کے برتن نہیں رہ سکتے یعنی ایسی چیزوں کو چوہے کتر دیتے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا خواہ ان کو چوہے کترا کریں، دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا۔[1]

قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الجارود بن بشر بن المعلى وَكَانَ نَصْرَانِيًّا، فَجَاءَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي عَلَى دِينٍ، وَإِنِّي تَارِكٌ دِينِي لِدِينِكَ، فَتَضْمَنُ لِي بِمَا فِيهِ؟قَالَ: نَعَمْ أَنَا ضَامِنٌ لِذَلِكَ، إِنَّ الَّذِي أَدْعُوكَ إِلَيْهِ خَيْرٌ مِنَ الَّذِي كُنْتَ عَلَيْهِ،فَأَسْلَمَ وَأَسْلَمَ أَصْحَابُهُ

اس وفد میں ایک نصرانی ابو منذر بشر المعروف بہ جارود بن بشر بن المعلی بھی تھے جو مذہبی کتب کے عالم تھے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تو پہلے ہی آسمانی مذہب کا پابند ہوں کیا میرے تبدیل مذہب سے آپ میرے ضامن ہوں گے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں تمہارا ضامن ہوں، اللہ نے تم کو تمہارے مذہب سے بہتر مذہب کی ہدایت کی ہے، یہ سن کر جارود اور ان کے ساتھی مشرف بہ اسلام ہو گئے اور اس کا اسلام بہت خوب رہا،

ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! احْمِلْنَا، فَقَالَ: وَاللهِ مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ بِلَادِنَا ضَوَالَّ مِنْ ضَوَالِّ النَّاسِ، أَفَنَتَبَلَّغُ عَلَيْهَا؟قَالَ: لَا، تِلْكَ حَرَقُ النَّارِ

جب وہ رخصت ہونے لگے تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے سواریاں عنایت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جسے میں تمہیں بطور سواری دے سکوں، انہوں عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے اور ہماری آبادیوں کے درمیان بعض لوگوں کی گم شدہ سواریاں ہوتی ہیں کیا ہم ان پر قبضہ کر کے ان کے ذریعہ اپنے گھروں کو پہنچ جائیں؟ رسول

[1] صحيح مسلم كتاب الايمانبَابُ الْأَمْرِ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، وَشَرَائِعِ الدِّينِ، وَالدُّعَاءِ إِلَيْهِ ۱۱۸، دلائل النبوة للبيهقى ۳۲۵/۵

اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ تو جہنم میں جانے والی باتیں ہیں۔

مسند احمد میں وفد عبد القیس کی آمد کا حال اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

شہاب بن عباد سے روایت ہے کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد نو ہجری میں مدینہ آیا تھا

أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ وَهُمْ يَقُولُونَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ فَرَحُهُمْ بِنَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ أَوْسَعُوا لَنَا، فَقَعَدْنَا فَرَحَّبَ بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَعَا لَنَا، ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْنَا فَقَالَ:مَنْ سَيِّدُكُمْ وَزَعِيمُكُمْ؟فَأَشَرْنَا بِأَجْمَعِنَا إِلَى الْمُنْذِرِ بْنِ عَائِذٍ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَهَذَا الْأَشَجُّ وَكَانَ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ عَلَيْهِ هَذَا الِاسْمُ بِضَرْبَةٍ لِوَجْهِهِ بِحَافِرِ حِمَارٍ

اس وفد کے بعض ارکان نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو مسلمان بہت خوش ہوئے، انہوں نے ہمیں اچھی جگہ دی اور بہت خاطر تواضع کی، نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیں خوش آمدید کہا اور ہمیں دعا سے نوازا، آپ نے ہمیں دیکھا تو پوچھا تمہارا سردار اور زعیم کون ہے؟ جملہ ارکان وفد نے منذر بن عائذ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہمارے سربراہ ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا یہی وہ شخص ہے جو الاشج رضی اللہ عنہ ہیں (یعنی جن کے چہرے پر زخم کا نشان ہے) منذر رضی اللہ عنہ بن عائذ کے چہرے پر کبھی کسی گدھے نے لات ماری تھی جس کی وجہ سے ان کے چہرے پر نشان پڑ گیا تھا اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے الاشج کا لقب استعمال کیا یہ پہلا دن تھا کہ وہ الاشج کے لقب سے پکارے گئے اس سے پہلے اس کو الاشج نہیں کہتے تھے۔

قُلْنَا: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللهِ،فَتَخَلَّفَ بَعْضُ الْقَوْمِ، فَعَقَلَ رَوَاحِلَهُمْ، وَضَمَّ مَتَاعَهُمْ، ثُمَّ أَخْرَجَ عَيْبَتَهُ فَأَلْقَى عَنْهُ ثِيَابَ السَّفَرِ، وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَقَدْ بَسَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَهُ، وَاتَّكَأَ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ الْأَشَجُّ أَوْسَعَ الْقَوْمُ لَهُ، وَقَالُوا: هَاهُنَا يَا أَشَجُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوَى قَاعِدًا، وَقَبَضَ رِجْلَهُ: هَاهُنَا يَا أَشَجُّ فَقَعَدَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ بِهِ، وَأَلْطَفَهُ، وَسَأَلَهُ عَنْ بِلَادِهِ وَسَمَّى لَهُ قَرْيَةً قَرْيَةً الصَّفَا، وَالْمُشَقَّرَ وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ قُرَى هَجَرَ

ہم لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! دوسرے اراکین نبی ﷺ کے شوق ملاقات میں پہلے ہی آپ کی خدمت میں پہنچ گئے لیکن منذر بن عائذ نے پہلے سواریوں کو باندھا اور لوگوں کا سامان کو ایک جگہ سلیقے سے رکھا پھر اپنی گٹھڑی کھولی اس میں میلے کپڑے رکھے اور نئے کپڑے نکال کر پہنے پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت نبی کریم ﷺ پاؤں پھیلا کر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے، جب وہ مجلس نبوی میں پہنچے تو لوگ ان کو جگہ دینے کے لئے سمٹ گئے اور کہا آپ یہاں تشریف لائیں چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے دائیں پہلو میں بیٹھ گئے، آپ نے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا اور ان سے لطف و محبت کے ساتھ گفتگو فرمائی جس میں ان کے ملک کے ایک ایک گاؤں کا نام پوچھا مثلا صفا مشقر وغیرہ۔

فَقَالَ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، لَأَنْتَ أَعْلَمُ بِأَسْمَاءِ قُرَانَا مِنَّا، فَقَالَ: إِنِّي قَدْ وَطِئْتُ بِلَادَكُمْ، وَفُسِحَ لِي فِيهَا،قَالَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْأَنْصَارِ فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَكْرِمُوا إِخْوَانَكُمْ، فَإِنَّهُمْ أَشْبَاهُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ أَشْبَهُ شَيْءٍ بِكُمْ أَشْعَارًا، وَأَبْشَارًا أَسْلَمُوا طَائِعِينَ غَيْرَ مُكْرَهِينَ، وَلَا مَوْتُورِينَ إِذْ أَبَى قَوْمٌ أَنْ يُسْلِمُوا حَتَّى قُتِلُوا،قَالَ: فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحُوا قَالَ: كَيْفَ رَأَيْتُمْ كَرَامَةَ إِخْوَانِكُمْ لَكُمْ، وَضِيَافَتَهُمْ إِيَّاكُمْ؟قَالُوا: خَيْرَ إِخْوَانٍ أَلَانُوا فِرَاشَنَا، وَأَطَابُوا مَطْعَمَنَا، وَبَاتُوا، وَأَصْبَحُوا يُعَلِّمُونَا كِتَابَ رَبِّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَأَعْجَبَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَرِحَ بِهَا

منذر رضی اللہ عنہ بن عائذ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ تو ہمارے ملک سے ہم سے زیادہ واقف معلوم ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں تمہارے ملک میں بسلسلہ تجارت گیا ہوں وہاں کے لوگوں نے میری بڑی خاطر تواضح کی، پھر آپ نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا اے گروہ انصار! اپنے بھائیوں کی خاطر تواضح کرو، یہ اسلام لانے میں تمہارے مشابہت رکھتے ہیں، یہ لوگ بغیر کسی جبر اور دباؤ کے خوشی خوشی ایمان لائے ہیں جب کہ دوسرے لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میدان جنگ میں مارے گئے، دوسرے دن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل وفد سے پوچھا تمہارے انصاری بھائیوں نے تمہاری ضیافت اور خاطر تواضح کیسی کی؟ انہوں نے عرض کیا، یہ بہترین بھائی ہیں، انہوں نے ہمارے لئے آرام دہ بستر مہیا کیا، بہترین کھانا کھلایا اور رات کو اور صبح کو یہ لوگ ہمیں ہمارے رب تبارک وتعالیٰ کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم دیتے رہے، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے، رخصت کے وقت سب اراکین انعام سے سرفراز ہوئے۔ (۱)

ابو رزین العقیلی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ان کا نام لقیط تھا اور بنو عقیل بن کعب سے تعلق رکھتے تھے، قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نو ہجری میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور نعمت ایمان حاصل کی، ان کے حالات زندگی کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں البتہ ان سے مروی چند احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں۔ (۲)

عَنْ أَبِي رَزِينِ بْنِ عَامِرٍ الْعُقَيْلِيِّ، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ الإِيمَانِ، فَقَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، وَلا يَكُونَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرُسُلِهِ، وَلَأَنْ تُؤْخَذَ فَتُحْرَقَ بِالنَّارِ أَحَبُّ إِلَيْكَ مِنْ أَنْ تُشْرِكَ بِاللهِ وَأَنْتَ تَعْلَمُ، وَأَنْ تُحِبَّ غَيْرَ ذِي نَسَبٍ لا تُحِبُّهُ إِلا بِاللهِ ،

ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ لاشریک ہے، محمد بلاشبہ اس کے بندے اور رسول ہیں، اللہ اور اس کا رسول تجھ کو تمام ماسوی سے محبوب ہو جائیں اور آگ میں جل کر خاک ہو جانا اللہ کے شریک ٹھہرانے سے زیادہ پسند ہو جائے

(۱) مسند احمد ۱۵۵۵۰

(۲) اسد الغابة

اور جن لوگوں سے رشتہ اور نسب کا کوئی تعلق بھی نہ ہو ان سے اللہ ہی کے نام پر محبت کی جائے، جب یہ علامات پیدا ہو جائیں تو سمجھ لینا کہ اب تمہارے دل میں ایمان کی محبت سما گئی ہے جیسے سخت گرمی میں پیاسے کے دل میں پانی کی محبت،

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ أَعْلَمُ أَنِّي مُؤْمِنٌ؟قَالَ: إِذَا عَمِلْتَ حَسَنَةً عَلِمْتَ أَنَّهَا حَسَنَةٌ، وَأَنَّكَ تُجَازَى بِهَا، وَإِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً عَلِمْتَ أَنَّهَا سَيِّئَةٌ، وَأَنَّهُ لا يَغْفِرُهَا إِلا هُوَ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں یہ بات کیسے سمجھوں کہ اب میں مومن کامل ہو گیا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ہر شخص کہ جب نیکی کرے تو اس کو محسوس ہو کہ یہ نیکی ہے اور اس پر یقین رکھے کہ اللہ اس کا بدلہ ضرور عطا فرمائے گا اور جب کوئی برائی کرے تو اسے محسوس ہو کہ یہ برائی ہے اور اللہ سے استغفار کرے اور یہ یقین رکھے کہ بخشنے والا بجز اس کے کوئی نہیں تو یقیناً وہ شخص مومن کامل ہے۔[1]

وفد بنو المنتفق:

ان کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملتے، قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ ہی کو ابن المنتفق کہا جاتا تھا کیونکہ بعض روایتوں میں ان کا نام لقیط بن منتفق بھی بیان کیا گیا ہے۔

أَنَّ لقيط بن عامر خَرَجَ وَافِدًا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ: نهيك بن عاصم بن مالك بن المنتفق،قَالَ لقيط: فَخَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبِي حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَافَيْنَاهُ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَقَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا،فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنِّي قَدْ خَبَّأْتُ لَكُمْ صَوْتِي مُنْذُ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ، أَلَا لِتَسْمَعُوا الْيَوْمَ، أَلَا فَهَلْ مِنِ امْرِئٍ بَعَثَهُ قَوْمُهُ ؟ فَقَالُوا لَهُ: اعْلَمْ لَنَا مَا يَقُولُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا ثُمَّ رَجُلٌ لَعَلَّهُ يُلْهِيهِ حَدِيثُ نَفْسِهِ، أَوْ حَدِيثُ صَاحِبِهِ، أَوْ يُلْهِيهِ ضَالٌّ، أَلَا إِنِّي مَسْئُولٌ، هَلْ بَلَّغْتُ، أَلَا اسْمَعُوا تَعِيشُوا أَلَا اجْلِسُوا فَجَلَسَ النَّاسُ، وَقُمْتُ أَنَا وَصَاحِبِي حَتَّى إِذَا فَرَغَ لَنَا فُؤَادُهُ وَنَظَرُهُ

لقیط رضی اللہ عنہ بن عامر اپنے ساتھی نہیک رضی اللہ عنہ بن عاصم بن مالک بن منتفق کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، لقیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم آپ کی خدمت اس وقت پہنچے جب آپ صبح کی نماز کے بعد لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا لوگو! میں چار دن خاموش رہا تاکہ تم آج میری بات سنو! کیا کسی آدمی کو اس کی قوم نے اس لئے بھیجا ہے کہ وہ معلوم کرے کہ اللہ کے رسول کیا کہتے ہیں؟ پھر فرمایا یہ ممکن ہے کہ کسی آدمی کو اس کے دل کی بات یا اس کے ساتھی کی بات یا کوئی گم کردہ راہ شخص غافل کر دے جبکہ مجھ سے یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا میں نے دین پہنچا دیا تھا؟ لہذا سن لو تاکہ تم (میری باتوں کو راہنما بنا کر) خوشگوار زندگی بسر کر سکو، پھر آپ نے فرمایا لوگو! بیٹھ جاؤ، سب لوگ بیٹھ گئے لیکن میں اور میرا ساتھی کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ نے ہمیں دیکھ لیا اور ہماری طرف توجہ فرمائی۔

[1] أسد الغابة ۴/۴۹۱

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا عِنْدَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ؟ فَضَحِكَ لَعَمْرُ اللهِ. عَلِمَ أَنِّي أَبْتَغِي السَّقْطَةَ، فَقَالَ: ضَنَّ رَبُّكَ بِمَفَاتِيحِ خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ،فَقُلْتُ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ؟

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے پاس علم غیب میں کیا ہے؟ چونکہ آپ کی دانست میں یہ سوال کر کے میں لغزش کا مرتکب ہوا تھا لہذا آپ ﷺ مسکرا دیئے پھر فرمایا غیب میں سے پانچ چیزوں کی چابیاں تیرے رب نے اپنے پاس محفوظ رکھی ہیں چنانچہ انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ساتھ ہی آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ پانچ چیزیں کونسی ہیں؟

قَالَ :عِلْمُ الْمَنِيَّةِ، قَدْ عَلِمَ مَتَى مَنِيَّةُ أَحَدِكُمْ وَلَا تَعْلَمُونَهُ، وَعِلْمُ الْمَنِيِّ حِينَ يَكُونُ فِي الرَّحِمِ قَدْ عَلِمَهُ وَمَا تَعْلَمُونَهُ، وَعِلْمُ مَا فِي غَدٍ قَدْ عَلِمَ مَا أَنْتَ طَاعِمٌ وَلَا تَعْلَمُهُ، وَعِلْمُ يَوْمِ الْغَيْثِ يُشْرِفُ عَلَيْكُمْ أَزِلِينَ مُشْفِقِينَ، فَيَظَلُّ يَضْحَكُ قَدْ عَلِمَ أَنَّ غَوْثَكُمْ إِلَى قَرِيبٍ ،قَالَ: وَعِلْمُ يَوْمِ السَّاعَةِ ، قَالَ لقيط: فَقُلْتُ: لَنْ نَعْدَمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ خَيْرًا يَا رَسُولَ اللهِ

آپ ﷺ نے فرمایا موت کا علم۔ وہ جانتا ہے کہ تم میں سے کسی کی موت کب واقع ہوگی لیکن تم اسے نہیں جانتے۔ منی کے بارے میں علم جبکہ وہ رحم کے اندر رہوتی ہے اسے بھی اللہ ہی جانتا ہے اور تم اسے نہیں جانتے۔ اس بات کا علم کہ کل کیا ہونے والا ہے، اللہ رب العزت جانتا ہے کہ کل تو کیا کرے گا لیکن تمہیں اس کا علم نہیں۔ بارش کے دن کا علم چنانچہ جب تم مایوسی اور خوف کی حالت میں ہوتے ہو وہ تم پر جھانک رہا ہوتا اور ہنس رہا ہوتا ہے کہ تمہارا یہ خوف ایک قریبی مدت تک کے لئے ہے، جبکہ پانچویں چیز آپ نے یہ بتلائی۔ قیامت کا علم جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں کہ یہ کب آئے گی؟ لقیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! تب تو ہم اپنے ہنسنے والے رب کے فضل و مہربانی سے محروم نہیں رہیں گے۔

قُلْنَا :يَا رَسُولَ اللهِ، عَلِّمْنَا مِمَّا تُعَلِّمُ النَّاسَ وَتَعْلَمُ، فَإِنَّا مِنْ قَبِيلٍ لَا يُصَدِّقُونَ تَصْدِيقَنَا أَحَدًا مِنْ مَذْحِجٍ الَّتِي تَرْبُو عَلَيْنَا، وَخَثْعَمَ الَّتِي تُوَالِينَا، وَعَشِيرَتِنَا الَّتِي نَحْنُ مِنْهَا،

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں وہ بات بتائیں جس کا آپ کو علم ہے اور جو آپ لوگوں کو سکھاتے ہیں، میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ مذحج اور خثعم کے لوگ جو ہمارے ساتھ دوستی اور قرابت رکھتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ہماری بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔

قَالَ: تَلْبَثُونَ مَا لَبِثْتُمْ، ثُمَّ يُتَوَفَّى نَبِيُّكُمْ، ثُمَّ تَلْبَثُونَ مَا لَبِثْتُمْ ، ثُمَّ تُبْعَثُ الصَّائِحَةُ، فَلَعَمْرُ إِلَهِكَ مَا تَدَعُ عَلَى ظَهْرِهَا شَيْئًا إِلَّا مَاتَ، وَالْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ مَعَ رَبِّكَ، فَأَصْبَحَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ يَطُوفُ فِي الْأَرْضِ وَخَلَتْ عَلَيْهِ الْبِلَادُ، فَأَرْسَلَ رَبُّكَ السَّمَاءَ تَهْضِبُ مِنْ عِنْدِ الْعَرْشِ، فَلَعَمْرُ إِلَهِكَ مَا تَدَعُ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ مَصْرَعِ قَتِيلٍ، وَلَا مَدْفِنِ مَيِّتٍ إِلَّا شَقَّتِ الْقَبْرَ عَنْهُ، حَتَى تَخْلُفَهُ مِنْ عِنْدِ رَأْسِهِ فَيَسْتَوِيَ جَالِسًا،فَيَقُولُ رَبُّكَ: مَهْيَمْ، لِمَا كَانَ فِيهِ يَقُولُ: يَا رَبِّ أَمْسِ، الْيَوْمَ، لِعَهْدِهِ بِالْحَيَاةِ يَحْسَبُهُ حَدِيثًا بِأَهْلِهِ

آپ ﷺ نے فرمایا تم دنیا میں کچھ وقت گزارو گے پھر تمہارے نبی فوت ہو جائیں گے، اس کے بعد ایک چیخ بھیجی جائے گی جو روئے زمین پر کسی جاندار کو زندہ نہیں چھوڑے گی، فرشتے تمہارے رب کے جلو میں ہوں گے اور تمہارا رب زمین پر جلوہ افروز ہوگا جبکہ شہر خالی ہوں

گے، پھر تمہارا رب عرش کے پاس سے بارش نازل فرمائے گا جو ہر مقتول کی قتل گاہ اور ہر میت کی قبر تک پہنچے گی حتی کہ سر کے پاس سے اس کو اٹھا کر بٹھا دے گی، پھر تیرا رب ہر شخص سے پوچھے گا دنیا میں تیرا کیا معاملہ تھا تو نے زندگی کس حال میں گزاری؟ وہ جواب دے گا اے میرے رب! کل اور آج (یعنی زمین پر ٹھہرنے کی مدت کو کم سمجھتے ہوئے یا تو اسے ایک دن کے برابر سمجھے گا اور اسے کل سے تعبیر کرے گا یا اسے دن کے بعض حصہ کے برابر سمجھتے ہوئے آج سے تعبیر کرے گا، نیز وہ گمان کرے گا کہ کل ہی تو اپنے اہل کے پاس تھا جنہیں آج چھوڑ کر آیا ہے۔

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَكَيْفَ يَجْمَعُنَا بَعْدَ مَا تُمَزِّقُنَا الرِّيَاحُ وَالْبِلَى وَالسِّبَاعُ؟ قَالَ:أُنَبِّئُكَ بِمِثْلِ ذَلِكَ فِي آلَاءِ اللهِ، الْأَرْضُ أَشْرَفْتَ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي مَدَرَةٍ بَالِيَةٍ فَقُلْتَ: لَا تَحْيَا أَبَدًا، ثُمَّ أَرْسَلَ اللهُ عَلَيْهَا السَّمَاءَ، فَلَمْ تَلْبَثْ عَلَيْكَ إِلَّا أَيَّامًا حَتَّى أَشْرَفْتَ عَلَيْهَا وَهِيَ شَرْبَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَعَمْرُ إِلَهِكَ لَهُوَ أَقْدَرُ عَلَى أَنْ يَجْمَعَكُمْ مِنَ الْمَاءِ عَلَى أَنْ يَجْمَعَ نَبَاتَ الْأَرْضِ فَتَخْرُجُونَ مِنَ الْأَصْوَاءِ، وَمِنْ مَصَارِعِكُمْ، فَتَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَيَنْظُرُ إِلَيْكُمْ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارا رب ہمیں کیوں کر جمع کرے گا جبکہ ہوائیں ہمارے جسموں کے اعضاء کو منتشر کر چکی ہوں گی یا درندے انہیں کھا چکے ہوں گے یا مرور ایام سے وہ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی نعمتوں میں سے اس کی مثال دیتا ہوں، کیا تو نے زمین کو نہیں دیکھا؟ وہ مٹی کا ایک ڈھیلا ہوتی ہے جسے دیکھ کر تو خیال کرتا ہے کہ یہ کبھی بھی سرسبز و شاداب نہیں ہو گی، پھر اللہ اس پر بارش برساتا ہے تو وہ گندم اور سبزہ اگانے والی زمین بن جاتی یا ایک ایسے حوض کی شکل اختیار کر لیتی ہے کہ جس سے بکثرت پانی جمع ہو اور تو جہاں سے چاہے اس میں سے پانی پی سکتا ہے، تیرے معبود کی قسم! مردہ زمین کو زندہ کرنے کی نسبت اللہ رب العزت پانی میں سے تمہارے جسموں کے اعضاء کو اکٹھا کرنے پر زیادہ قادر ہے، چنانچہ تم اپنی قتل گاہوں اور قبروں سے نکل کر اس کی طرف دیکھو گے اور تمہارا رب تمہاری طرف دیکھتا ہو گا۔

قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ وَنَحْنُ مِلْءُ الْأَرْضِ، وَهُوَ شَخْصٌ وَاحِدٌ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَنَنْظُرُ إِلَيْهِ؟ قَالَ: أُنَبِّئُكَ بِمِثْلِ هَذَا فِي آلَاءِ اللهِ، الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَةٌ مِنْهُ صَغِيرَةٌ تَرَوْنَهُمَا وَيَرَيَانِكُمْ سَاعَةً وَاحِدَةً، وَلَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِمَا وَلَعَمْرُ إِلَهِكَ لَهُوَ أَقْدَرُ عَلَى أَنْ يَرَاكُمْ وَتَرَوْنَهُ مِنْ أَنْ تَرَوْا نُورَهُمَا وَيَرَيَانِكُمْ، لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِمَا

میں نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ دیکھنا کس طرح ہو گا؟ کہ ہم سے تو زمین بھری پڑی ہو گی، جبکہ ذات باری تعالیٰ یکتا و تنہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کی مثال بھی تمہیں اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سے دوں گا دیکھو سورج اور چاند اگرچہ بڑی مخلوقات ہیں تاہم اللہ کی نشانیوں میں سے ایک چھوٹی سی نشانی ہیں، چنانچہ ایک ہی وقت میں یہ تمہیں دیکھتے ہیں (یعنی تم ان کے سامنے ہوتے ہو) اور تم سب بھی انہیں یوں دیکھتے ہو کہ اس میں کوئی مزاحمت نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی دقت پیش آتی ہے۔

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَا يَفْعَلُ بِنَا رَبُّنَا إِذَا لَقِينَاهُ؟قَالَ: تُعْرَضُونَ عَلَيْهِ بَادِيَةً لَهُ صَفَحَاتُكُمْ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ مِنْكُمْ

خَافِيَةٌ، فَيَأْخُذُ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ بِيَدِهِ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَيَنْضَحُ بِهَا قِبَلَكُمْ، فَلَعَمْرُ إِلَهِكَ مَا يُخْطِئُ وَجْهَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْهَا قَطْرَةٌ.فَأَمَّا الْمُسْلِمُ فَتَدَعُ وَجْهَهُ مِثْلَ الرَّيْطَةِ الْبَيْضَاءِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَتَنْضَحُهُ، أَوْ قَالَ: فَتَخْطِمُهُ بِمِثْلِ الْحُمَمِ الْأَسْوَدِ،

میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! جب ہم اپنے رب سے ملاقات کریں گے اللہ رب العزت ہم سے کیا سلوک فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے رب کے سامنے یوں پیش ہو گے کہ تمہارے اعمال وافعال اس پر ظاہر اور نمایاں ہو گے حتی کہ تمہاری کوئی حرکت بھی اس پر مخفی نہیں ہو گی پھر تیرا رب اپنے دست مبارک سے ایک چلو پانی تم پر چھڑکے گا، تمہارے رب کی قسم! اس میں سے ایک قطرہ بھی کسی چہرہ کو خطا نہیں کرے گا، یہ مسلمان کے چہرہ کو تو سفید چادر کی طرح (بے داغ) بنا دے گا لیکن کافر کی ناک پر نکیل کا نشان بنا دے گا یوں جیسے سیاہ کوئلہ ہوتا ہے،

أَلَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ نَبِيُّكُمْ وَيَفْتَرِقُ عَلَى أَثَرِهِ الصَّالِحُونَ فَيَسْلُكُونَ جِسْرًا مِنَ النَّارِ، يَطَأُ أَحَدُكُمُ الْجَمْرَةَ، يَقُولُ: حَسِّ، يَقُولُ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ ، أَوْ أَنَّهُ: أَلَا فَتَطَّلِعُونَ عَلَى حَوْضِ نَبِيِّكُمْ عَلَى أَظْمَأٍ، وَاللهِ نَاهِلَةً عَلَيْهَا قَطُّ رَأَيْتُهَا، فَلَعَمْرُ إِلَهِكَ مَا يَبْسُطُ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَدَهُ إِلَّا وَقَعَ عَلَيْهَا قَدَحٌ يُطَهِّرُهُ مِنَ الطَّوْفِ وَالْبَوْلِ وَالْأَذَى، وَتُخْنَسُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ، فَلَا تَرَوْنَ مِنْهُمَا وَاحِدًا

پھر تمہارے نبی ایک طرف کو روانہ ہوں گے اور ان کے پیچھے صالحین چلیں گے سبھی آپ کے ساتھ پل پر سے گزریں گے، پھر ان میں سے کسی ایک کا پاؤں آگ کے انگارہ پر پڑے گا تو بے اختیار اس کے منہ سے اف کی آواز نکل جائے گی اور اللہ عزوجل فرمائے گا خبردار، پھر تم سب پیاس کی حالت میں اپنے نبی کے حوض پر وارد ہو گے کہ ایسے پیاسے تم نے کبھی نہ دیکھے ہوں گے، تیرے معبود کی قسم! جب تم میں سے کوئی ایک اپنا ہاتھ پھیلائے گا تو اس میں ایک پیالہ موجود ہو گا، چنانچہ یہ پانی تمہیں بول وبراز اور نجاست سے پاک کر دے گا، سورج اور چاند چھپ جائیں گے اور کوئی بھی انہیں نہ دیکھ پائے گا۔

قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَبِمَ نُبْصِرُ؟ قَالَ: بِمِثْلِ بَصَرِكَ سَاعَتَكَ هَذِهِ، وَذَلِكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فِي يَوْمٍ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَوَاجَهَتْ بِهِ الْجِبَالَ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَبِمَ نُجْزَى مِنْ سَيِّئَاتِنَا وَحَسَنَاتِنَا؟ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَعْفُوَ

میں نے کہا اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے ساتھ دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح کہ اس وقت تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو اور یہ دیکھنا اس قدر واضح ہو گا جیسے کہ طلوع شمس کے وقت روئے زمین کی ہر چیز چمک اٹھتی ہے۔ لیقط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنی نیکیوں اور برائیوں کا کیسا بدلہ پائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نیکی کا بدلہ دس مثل اور برائی کا بدلہ ایک مثل، الا یہ کہ اللہ اسے معاف فرما دے۔

قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْجَنَّةُ وَمَا النَّارُ؟ قَالَ: لَعَمْرُ إِلَهِكَ إِنَّ النَّارَ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ مَا مِنْهَا بَابَانِ إِلَّا يَسِيرُ الرَّاكِبُ بَيْنَهُمَا سَبْعِينَ عَامًا، وَإِنَّ الْجَنَّةَ لَهَا ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مَا مِنْهَا بَابَانِ إِلَّا يَسِيرُ الرَّاكِبُ بَيْنَهُمَا سَبْعِينَ عَامًا

،قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَعَلَامَ نَطَّلِعُ مِنَ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: عَلَى أَنْهَارٍ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى، وَأَنْهَارٍ مِنْ خَمْرٍ مَا بِهَا صُدَاعٌ وَلَا نَدَامَةٌ، وَأَنْهَارٍ مِنْ لَبَنٍ مَا يَتَغَيَّرُ طَعْمُهُ، وَمَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ، وَفَاكِهَةٍ، وَلَعَمْرُ إِلَهِكَ مَا تَعْلَمُونَ وَخَيْرٌ مِنْ مِثْلِهِ مَعَهُ وَأَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوَلَنَا فِيهَا أَزْوَاجٌ أَوْ مِنْهُنَّ مُصْلِحَاتٌ؟ قَالَ الْمُصْلِحَاتُ لِلصَّالِحِينَ .وَفِي لَفْظٍ الصَّالِحَاتُ لِلصَّالِحِينَ تَلَذُّونَهُنَّ وَيَلَذُّونَكُمْ مِثْلَ لَذَّاتِكُمْ فِي الدُّنْيَا غَيْرَ أَنْ لَا تَوَالُدَ

پھر میں نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! جنت اور جہنم کیا چیزیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے معبود کی قسم! جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دو دروازوں کا درمیانی فاصلہ اس قدر ہے کہ ایک سوار ان کے درمیان ستر سال تک چلتا رہے، جبکہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور اس کے ہر دو دروازوں کا فاصلہ بھی اسی قدر ہے۔

پھر میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ! جنت کی نعمتوں کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا اس میں نہریں جاری ہوں گی، صاف شفاف شہد کی نہریں، ایسی شراب کی نہریں کہ جس کے پینے سے نہ سر درد کی شکایت ہو اور نہ ندامت کا سامنا کرنا پڑے، ایسے دودھ کی نہریں کہ جس کا ذائقہ کبھی تبدیل نہ ہوگا، پانی ایسا کہ خراب نہ ہو اور پھل ہر دم تروتازہ، اس کے علاوہ پاک بیویاں، میں نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہمارے لئے اس (جنت) میں بیویاں ہوں گی اور کیا ان میں سے مصلحات بھی ہوں گی؟ فرمایا، مصلحات، مصلحین کے لئے ہے، یا یوں فرمایا کہ صالحات صالحین کے لئے ہیں، تم ان سے لذت حاصل کرو گے اور وہ تم سے، جیسے کہ اس دنیا میں تم لذت حاصل کرتے ہو تاہم اولاد نہیں ہوگی۔

ثُمَّ يَقُولُ: سَلُونِي، فَيَسْأَلُونَهُ حَتَّى تَنْتَهِيَ نَهْمَةُ كُلِّ عَبْدٍ مِنْهُمْ،قَالَ: ثُمَّ يُسْعَى عَلَيْهِمْ بِمَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ،قَالَ لقيط فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَقْصَى مَا نَحْنُ بَالِغُونَ وَمُنْتَهُونَ إِلَيْهِ؟فَلَمْ يُجِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لقیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اللہ کے رسول ﷺ! جنت کی وہ آخری اور انتہائی نعمت کون سی ہوگی جس تک ہم پہنچیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس میں ایسی بے شمار نعمتیں ہیں کہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھی نہ ہوں نہ کانوں نے کبھی سنی ہوں اور قلب بشر میں کبھی جن کا خیال تک نہ گزرا ہو، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔ لقیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اس تک پہنچنے اور آسکنے والے نہیں، نبی کریم ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عَلَامَ أُبَايِعُكَ؟ فَبَسَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ وَقَالَ: عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَزِيَالِ الْمُشْرِكِ، وَأَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللهِ إِلَهًا غَيْرَهُ،قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ لَنَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَبَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ وَظَنَّ أَنِّي مُشْتَرِطٌ مَا لَا يُعْطِينِيهِ، قَالَ: قُلْتُ نَحِلُّ مِنْهَا حَيْثُ شِئْنَا وَلَا يَجْنِي امْرُؤٌ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ فَبَسَطَ يَدَهُ وَقَالَ: لَكَ ذَلِكَ تَحِلُّ حَيْثُ شِئْتَ وَلَا يَجْنِي عَلَيْكَ إِلَّا نَفْسُكَ،قَالَ: فَانْصَرَفْنَا عَنْهُ ثُمَّ قَالَ: هَا إِنَّ ذَيْنَ هَا إِنَّ ذَيْنَ - مَرَّتَيْنِ - لَعَمْرُ إِلَهِكَ مَنْ أَتْقَى النَّاسِ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ

اس پر میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ! میں کس چیز پر آپ کی بیعت کروں؟ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیلایا اور فرمایا نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرنے پر اور شرک چھوڑنے پر کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں ٹھہرائے گا، میں نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! (کیا اس بیعت کا صلہ ہمیں یہ بھی ملے گا کہ) مشرق ومغرب کے درمیان جو کچھ ہے وہ ہمارے لئے ہو گا؟ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا کیونکہ میں آپ سے ایک ایسی چیز حاصل کرنے کی شرط کر رہا تھا جو آپ ﷺ مجھے نہیں دے سکتے تھے، اس پر میں نے کہا (چلئے یہی سہی کہ) زمین پر ہم جہاں بھی چاہیں اتر پڑیں، نیز یہ کہ ہر شخص پر اس کے اپنے ہی نفس کا وبال ہو گا؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ دوبارہ پھیلا دیا اور فرمایا یہ تیرے لئے جائز ہے۔ لقیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر ہم لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ یہ دونوں، بلاشبہ یہ دونوں (دو مرتبہ فرمایا) دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ پرہیز گار لوگوں میں سے ہیں۔

فَقَالَ لَهُ كعب بن الخدرية أَحَدُ بَنِي بَكْرِ بْنِ كِلَابٍ : مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: بَنُو الْمُنْتَفِقِ بَنُو الْمُنْتَفِقِ بَنُو الْمُنْتَفِقِ، أَهْلُ ذَلِكَ مِنْهُمْ

اس پر بنو بکر بن کلاب کے ایک شخص کعب رضی اللہ عنہ بن خدریہ نے پوچھا اللہ کے رسول ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا بنو منتفق، بنو منتفق، اس کے اہل انہی میں سے ہیں۔

قَالَ: فَانْصَرَفْنَا وَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لِأَحَدٍ مِمَّنْ مَضَى مِنْ خَيْرٍ فِي جَاهِلِيَّتِهِمْ؟فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ عُرْضِ قُرَيْشٍ: وَاللهِ إِنَّ أَبَاكَ الْمُنْتَفِقَ لَفِي النَّارِ ،قَالَ: فَكَأَنَّهُ وَقَعَ حَرٌّ بَيْنَ جِلْدِ وَجْهِي وَلَحْمِهِ مِمَّا قَالَ لِأَبِي عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ: وَأَبُوكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ثُمَّ إِذَا الْأُخْرَى أَجْمَلُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَأَهْلُكَ؟ قَالَ: وَأَهْلِي لَعَمْرُ اللهِ حَيْثُ مَا أَتَيْتَ عَلَى قَبْرِ عَامِرِيٍّ، أَوْ قُرَشِيٍّ مِنْ مُشْرِكٍ قُلْ: أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ مُحَمَّدٌ، فَأُبَشِّرُكَ بِمَا يَسُوءُكَ، تُجَرُّ عَلَى وَجْهِكَ وَبَطْنِكَ فِي النَّارِ،

لقیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر ہم چلے گئے اس کے بعد دوبارہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! کیا دور جاہلیت میں کسی چل بسنے والے کے لئے بھی کوئی بھلائی ہے؟ لیکن آپ کے جواب دینے سے قبل قریش کے ایک شخص درمیان میں بول پڑے کہ تیرا باپ منتفق آگ میں ہے، یہ سن کر میں نے اپنے چہرے کی جلد اور گوشت کے درمیان گرمی محسوس کی (یعنی مجھے شدید غصہ آیا) کہ لوگوں کے سامنے انہوں نے میرے باپ کے بارے میں ایسی بات کہی ہے، میں نے ارادہ کیا آپ سے پوچھوں کہ کیا آپ ﷺ کے والد بھی؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر میں نے اپنے سوال کو متبادل نرم الفاظ سے بدل دیا کہ اور آپ کے اہل؟ اللہ کے رسول ﷺ!؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میرے اہل بھی، تو جہاں کہیں بھی کسی عامری، قرشی یا دوسی کی قبر پر جائے تو اسے میری طرف سے یہ خوشخبری سنا دے (اگرچہ اسے بری لگے) کہ تو آگ میں اپنے پیٹ اور منہ کے بل گھسیٹا جائے گا (کیونکہ ان مشرکین نے دین حنیف کو بدل کر اسے شرک سے آلودہ کیا اور توحید کو چھوڑ کر شرک کے مرتکب ہوئے جبکہ انبیاء کی دعوت سے جو توحید پر مبنی تھی لوگوں پر حجت قائم ہو چکی)

قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا فَعَلَ بِهِمْ ذَلِكَ، وَقَدْ كَانُوا عَلَى عَمَلٍ لَا يُحْسِنُونَ إِلَّا إِيَّاهُ، وَكَانُوا يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ مُصْلِحُونَ؟قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَلِكَ بِأَنَّ اللهَ بَعَثَ فِي آخِرِ كُلِّ سَبْعِ أُمَمٍ نَبِيًّا فَمَنْ عَصَى نَبِيَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ، وَمَنْ أَطَاعَ نَبِيَّهُ كَانَ مِنَ الْمُهْتَدِينَ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!اس میں ان کا کیا قصور؟وہ تو دنیا میں وہی کرتے تھے جسے وہ پسند کرتے تھے اور ان کا گمان غالب یہی تھا کہ وہ نیک لوگ ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سات امتوں کے آخر میں ایک نبی بھیجا ہے جس نے اپنے نبی کی نافرمانی کی وہ گمراہوں میں سے ہے اور جس نے اپنے نبی کی اطاعت کی وہ ہدایت یافتگان میں سے ہے۔[1]

قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَشْكُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: انْطَلَقْتُ إِلَى الْكُوفَةِ لِأَجْلِبَ بِغَالًا، قَالَ: فَأَتَيْتُ السُّوقَ وَلَمْ تُقَمْ، قَالَ: قُلْتُ لِصَاحِبٍ لِي: لَوْ دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ وَمَوْضِعُهُ يَوْمَئِذٍ فِي أَصْحَابِ التَّمْرِ، فَإِذَا فِيهِ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْمُنْتَفِقِ،وَهُوَ يَقُولُ: وُصِفَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُلِّيَ، فَطَلَبْتُهُ بِمكة فَقِيلَ لِي: هُوَ بِمنى فطلبتُه بمنىً، فقيل لي: هو بعرَفات، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَزَاحَمْتُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لِي: إِلَيْكَ عَنْ طَرِيقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: دَعُوا الرَّجُلَ أَرِبَ مَا لَهُ

ایک روایت یوں ہے مغیرہ بن عبد اللہ یشکری اپنے والد عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں خچر خریدنے کے لئے کوفہ گیا،بازار گیا تو اس وقت بازار نہ لگا تھا،میں نے اپنے رفیق سے کہا اتنی دیر مسجد ہی میں چلیں اس وقت اس کی جگہ کھجور والوں کے محلہ میں تھی،میں نے وہاں قبیلہ قیس کے ایک شخص کو جسے ابن المنتفق کہتے تھے بیٹھے دیکھا،وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک مجھ سے بیان کیا،میں نے آپ کو مکہ میں تلاش کیا تو کسی نے کہا آپ منیٰ میں ہیں تو میں نے منیٰ میں تلاش کرنا شروع کیا،اور کسی نے کہا آپ میدان عرفات میں ہیں،میں آپ کے پاس پہنچا تو (بھیڑ بہت تھی) گھسنے لگا،مجھ سے کسی نے کہا رسول اللہ ﷺ کے راستہ سے ایک طرف ہٹ جا،آپ ﷺ نے فرمایا اس آدمی کو آنے دو،ضرورت مند ہے (دیکھو) اسے کیا ضرورت ہے؟

قَالَ: فَزَاحَمْتُ عَلَيْهِ حَتَّى خَلَصْتُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِخِطَامِ رَاحِلَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَوْ قَالَ زِمَامِهَا هَكَذَا حَدَّثَ مُحَمَّدٌ - حَتَّى اخْتَلَفَتْ أَعْنَاقُ رَاحِلَتَيْنَا، قَالَ: فَمَا يَزَعُنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَوْ قَالَ: مَا غَيَّرَ عَلَيَّ، هَكَذَا حَدَّثَ مُحَمَّدٌ - قَالَ: قُلْتُ: ثِنْتَانِ أَسْأَلُكَ عَنْهُمَا: مَا يُنَجِّينِي مِنَ النَّارِ؟ وَمَا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ قَالَ: فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ نَكَسَ رَأْسَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ بِوَجْهِهِ قَالَ: لَئِنْ كُنْتَ أَوْجَزْتَ فِي الْمَسْأَلَةِ لَقَدْ أَعْظَمْتَ وَأَطْوَلْتَ، فَاعْقِلْ عَنِّي إِذًا، اعْبُدِ اللهَ لَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، وَأَقِمِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَأَدِّ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَصُمْ رَمَضَانَ ،وَمَا تُحِبُّ أَنْ يَفْعَلَهُ بِكَ النَّاسُ فَافْعَلْهُ بِهِمْ، وَمَا تَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ إِلَيْكَ النَّاسُ

[1] زاد المعاد ۵۸۸تا۵۹۱/۳،البداية والنهاية۹۵/۵،السيرة النبوية لابن كثير۱۵۶/۴

فَذَرِ النَّاسَ مِنْهُ ،ثُمَّ قَالَ: خَلِّ سَبِيلَ الرَّاحِلَةِ

وہ کہتے ہیں میں گھس گھسا کر آپ کی خدمت میں جا ہی پہنچا،اور رسول اللہ ﷺ کی سانڈنی کی مہار پکڑ لی اور میں نے عرض کیا،میں آپ سے دو باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں آتش دوزخ سے مجھے کیا عمل نجات دے سکتا ہے؟اور جنت کے لئے کیا عمل درکار ہے؟ آپ ﷺ نے پہلے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا پھر سر مبارک نیچے جھکا لی اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگرچہ تو نے سوال تو بہت مختصر کیا مگر بات بڑی لمبی دریافت کی ہے،اچھا تو اب اس کو مجھ سے خوب سمجھ لے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کر،فرض نماز اچھی طرح پڑھا کر،فرض زکوٰۃ دیا کر،رمضان کے روزے رکھا کر،اور جو بات تو چاہتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ کریں دوسروں کو بھی اس بات سے معاف رکھا کر،اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اب سانڈنی کا راستہ چھوڑ دے۔

اس روایت کے دوسرے طریقہ میں بھی اسی قسم کا مضمون ہے لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قَالَ:قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُنَجِّينِي مِنَ النَّارِ،قَالَ: بَخٍ بَخٍ، لَئِنْ كُنْتَ قَصَّرْتَ فِي الْخُطْبَةِ لَقَدْ أَبْلَغْتَ فِي الْمَسْأَلَةِ: اتَّقِ اللهَ لَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ،خَلِّ عَنْ طَرِيقِ الرِّكَابِ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جو جنت میں پہنچادے اور دوزخ سے بچالے،آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہت خوب،بہت خوب تم نے درخواست تو مختصر کی مگر سوال بہت گہرا کیا ہے،اللہ سے ڈر اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کر،باقاعدہ نماز پڑھا کر،زکوٰۃ دیا کر،حج کر،رمضان کے روزے رکھا کر،اس کے بعد فرمایا اچھا اب میری سواری کے سامنے سے ہٹ جا۔[1]

وفد بہراء:

یہ قبیلہ بھی بنو قضاعہ کا ایک بطن تھا اسے بنو بلی کا بھائی کہا جاتا ہے،یہ لوگ بنو بلی کی آبادیوں کے شمال میں رہتے تھے اور ان کی منازل عقبہ اور ایلات(ایلہ) تک پھیلی ہوئی تھیں۔

قَدِمَ وَفْدُ بَهْرَاءَ مِنَ الْيَمَنِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فَأَقْبَلُوا يَقُودُونَ رَوَاحِلَهُمْ، حَتَّى انْتَهَوْا إِلَى بَابِ المقداد ، وَنَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا بِبَنِي حُدَيْلَةَ،فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ المقداد، فَرَحَّبَ بِهِمْ فَأَنْزَلَهُمْ وَجَاءَهُمْ بِجَفْنَةٍ مِنْ حَيْسٍ، قَدْ كُنَّا هَيَّأْنَاهَا قَبْلَ أَنْ يَحِلُّوا لِنَجْلِسَ عَلَيْهَا فَحَمَلَهَا المقداد، وَكَانَ كَرِيمًا عَلَى الطَّعَامِ، فَأَكَلُوا مِنْهَا حَتَّى نَهِلُوا، وَرُدَّتْ إِلَيْنَا الْقَصْعَةُ وَفِيهَا أُكَلٌ، فَجَمَعْنَا تِلْكَ الْأُكَلَ فِي قَصْعَةٍ صَغِيرَةٍ،ثُمَّ بَعَثْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ سِدْرَةَ مَوْلَاتِي، فَوَجَدَتْهُ فِي بَيْتِ أم سلمة

---

[1] مسند احمد ۲۷۱۵۴

نوہجری میں بہراء کا تیرہ رکنی وفد مدینہ منورہ آیا یہ لوگ اپنی سواریاں ہنکاتے ہوئے مقداد رضی اللہ عنہ بن عمروالاسود کے گھر کے سامنے آ کر اپنے اونٹ بٹھائے ،اور رہم بنی حدیلہ کی بستی میں اپنے گھروں کے اندر رتھے ،مقداد رضی اللہ عنہ نے ان کا خیر مقدم کیا اور اپنا مہمان بنایا،انہوں نے مہمانوں کے سامنے حیس رکھا جو کھجور ،ستو اور گھی ملا کر تیار کیا گیا تھا جسے مہمانوں نے بڑی رغبت سے تناول کیا مقداد رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ حیس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا جو اس وقت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تھے ،آپ نے کچھ کھا کر برتن واپس کر دیا،

قَالَتْ: فَأَكَلَ مِنْهَا الضَّيْفُ مَا أَقَامُوا، نُرَدِّدُهَا عَلَيْهِمْ،وَمَا تَغِيضُ حَتَّى جَعَلَ الْقَوْمُ يَقُولُونَ: يَا أَبا معبد، إِنَّكَ لَتَنْهَلُنَا مِنْ أَحَبِّ الطَّعَامِ إِلَيْنَا مَا كُنَّا نَقْدِرُ عَلَى مِثْلِ هَذَا إِلَّا فِي الْحِينِ، وَقَدْ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ الطَّعَامَ بِبِلَادِكُمْ إِنَّمَا هُوَ الْعُلْقَةُ أَوْ نَحْوُهُ، وَنَحْنُ عِنْدَكَ فِي الشِّبَعِ ،فَأَخْبَرَهُمْ أبو معبد بِخَبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا أُكْلًا وَرَدَّهَا، فَهَذِهِ بَرَكَةُ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَقُولُونَ: نَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ، وَازْدَادُوا يَقِينًا. وَذَلِكَ الَّذِي أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَأَقَامُوا أَيَّامًا، ثُمَّ جَاءُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُونَهُ، وَأَمَرَ لَهُمْ بِجَوَائِزِهِمْ، وَانْصَرَفُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ

اب مقداد دونوں وقت وہی پیالہ مہمانوں کے سامنے رکھتے وہ خوب سیر ہو کر کھاتے مگر کھانا کم ہونے میں نہ آتا،ایک روز انہوں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے پوچھا مقداد!ہم نے سنا ہے کہ مدینہ والوں کی خوراک بہت سادہ ہوتی ہے لیکن تم تو ہمیں ہر روز بڑا پر تکلف اور لذیذ کھانا کھلاتے ہو،مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا، بھائیو!یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیاں اس کھانے کو لگ چکی ہیں،یہ سنتے ہی وہ سب بیک زبان پکار اٹھے بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں،اس کے بعد انہوں نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا،قرآن اور احکام سیکھے اور چند دن کے بعد واپس چلے گئے اور معمول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وفد کے تمام اراکین کو رخصت ہوتے وقت عطیات سے نوازا۔[1]

وفد بنی عامر بن صعصعہ:

یہ قبیلہ بنو ہوزان کا ایک بطن تھا،اور بنو ہوزان قبیلہ عرب کے مشہور قبیلہ قیس عیلان میں سے تھے،یہ لوگ نجد میں آباد تھے پھر طائف کے ایک حصے تک پہنچ گئے ،سردیاں نجد میں اور گرمیاں طائف میں گزارتے تھے،

قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِي عَامِرٍ فِيهِمْ عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ ، وَأَرْبَدُ بْنُ قَيْسِ بن جزء بن خالد بن جعفر، وجَبّارُ بْنُ سَلْمَى بن مالك بن جعفر، وَكَانَ هَؤُلَاءِ النَّفَرُ رُؤَسَاءَ الْقَوْمِ وَشَيَاطِينَهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو عامر کا جو وفد حاضر ہوا،اس میں عامر بن طفیل (جس نے بئر معونہ پر ستر صحابہ کو شہید کرایا تھا)لبید رضی اللہ عنہ کا اخیافی بھائی اربد بن قیس (یا ربیعہ) اور جبار بن سلمی بھی شریک تھے،یہ لوگ اس قوم کے سردار اور بڑے شیطان صفت لوگ تھے،نوہجری میں یہ تینوں اپنے قبیلہ کے تیرہ معتبر آدمیوں کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آئے،عامر بن طفیل اور اربد بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خفیہ طور پر اچانک

[1] زادالمعاد۵۷۳؍۳،عیون الاثر۳۱۳؍۲

شہید کر دینے کا منصوبہ بنا کر آئے تھے، البتہ جبار بن اسلم اور قبیلہ کے دوسرے لوگ صدق دل سے حق کے طالب تھے، عامر اور اربد خاندان سلول کے ہاں مہمان ہوئے، جبار بن اسلم تیرہ آدمیوں کو لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے،

فَقَالُوا: يَا رَسُول اللهِ أَنْتَ سَيِّدُنَا وَذُو الطَّوْلِ عَلَيْنَا، فَقَالَ:مَهْ مَهْ، قُولُوا بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجِرَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ، السَّيِّدُ اللهُ، السَّيِّدُ اللهُ، السَّيِّدُ اللهُ

بنو عامر نے اثنائے گفتگو میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مخاطب ہو کر کہا آپ ہمارے آقا ہیں اور ہم میں آپ ہی سب سے افضل اور سب سے بڑھ کر فیاض ہیں، ارشاد ہوا بات منہ سے نکالتے وقت خیال رکھو کہ شیطان تم کو ہنکا نہ لے جائے (یعنی تکلف اور تملق بھی ناپسندیدہ چیز ہے) آقا تو اللہ ہے، آقا تو اللہ ہے، آقا تو اللہ ہے، اس کے بعد جبار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مشرف بہ ایمان ہو گئے۔[1]

عامر بن طفیل اور اربد بن قیس نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے الگ ملاقات کی۔

عامر نے کہا محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! میں تین باتوں کا آپ کو اختیار دیتا ہوں۔

أَفَتَجْعَلُ لِي الْوَبَرَ وَلَكَ الْمَدَرَ؟ أَتَجْعَلُ لِي الْأَمْرَ مِنْ بَعْدَكِ؟ أَغْزُوكَ بِغَطَفَانَ بِأَلْفِ أَشْقَرَ وَأَلْفِ شَقْرَاءَ،قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم :لافلما قفل مِنْ عِنْدِهِ،ثُمَّ وليا .رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهم اكفنيهما. اللهم واهد بني عامر وأغن الْإِسْلَام عَن عامر. يعني ابن الطفيل

دیہاتی علاقوں پر تم حکومت کرو اور شہر میرے قبضے میں ہوں۔ اگر یہ نہیں تو اپنے بعد مجھے اپنا جانشین نامزد کر جاؤ۔ اگر یہ بھی منظور نہیں تو میں بنوغطفان کو ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار گھوڑیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ پر ہلہ بول دوں گا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان میں سے کوئی بات نہ مانی اور فرمایا اللہ تجھے قدرت نہیں دے گا، جب وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعا فرمائی الٰہی! ان دونوں کے مقابلے کے لئے مجھے کافی ہو اے اللہ! بنی عامر کو ہدایت دے اور اے اللہ! اسلام کو عامر بن طفیل سے بے نیاز کر دے۔

ثُمَّ قَالَ لِأَرْبَدَ: إِذَا قَدِمْنَا عَلَى الرَّجُلِ، فَإِنِّي سَأُشْغَلُ عَنْكَ وَجْهَهُ، فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَاعْلُهُ بِالسَّيْفِ،فَلَمَّا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عَامِرٌ لِأَرْبَدَ: وَيْلَكَ يَا أَرْبَدُ أَيْنَ مَا كُنْتُ أَمَرْتُكَ بِهِ؟وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ رَجُلٌ هُوَ أَخْوَفَ عِنْدِي عَلَى نَفْسِي مِنْكَ. وَايْمُ اللهِ لَا أَخَافُكَ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا،قَالَ: لَا أَبَا لَكَ! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ، وَاللَّهِ مَا هَمَمْتُ بِالَّذِي أَمَرْتَنِي بِهِ مِنْ أَمْرِهِ إِلَّا دَخَلْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ الرَّجُلِ، حَتَّى مَا أَرَى غَيْرَكَ، أَفَأَضْرِبكَ بِالسَّيْفِ؟

عامر اور اربد نے یہ سازش کی تھی عامر نے اربد سے کہا کہ جب ہم محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے پاس پہنچیں گے تو میں ان کو باتوں میں مشغول کر لوں گا، اور تم ان پر تلوار کا وار کر دینا، جب یہ دونوں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے باہر نکل آئے تو عامر بن طفیل نے اربد کو غصہ سے کہا اے اربد افسوس! جیسا میں نے تجھے کہا تھا تو نے ایسا کیوں نہیں کیا، اللہ کی قسم! روئے زمین پر آپ سے زیادہ ڈرپوک آدمی نہیں، اللہ کی قسم! آج کے بعد میں

[1] ابن سعد۲۵؍۷، دلائل النبوۃ للبیہقی۳۱۸؍۵، زاد المعاد۵۲۷؍۳

تجھ سے کبھی بھی نہ ڈروں گا، اربد نے کہا تو مجھ پر ناحق ناراض ہو رہا ہے اللہ کی قسم! میں نے جب بھی انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو میرے اور ان کے درمیان ایک آدمی حائل ہو گیا اور مجھے تیرے سوا اور کوئی دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ پر تلوار کا وار کر دیتا، پھر یہ لوگ اپنے علاقے کی طرف واپس چلے گئے۔ [۱]

فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ صَادَفَ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِهِ يُقَالُ لَهَا: سَلُولِيَّةٌ فَنَزَلَ عَنْ فرسه، ونام في بيتها، فأخذته عدة فِي حَلْقِهِ، فَوَثَبَ عَلَى فَرَسِهِ وَأَخَذَ رُمْحَهُ، وَأَقْبَلَ يَجُولُ، وَهُوَ يَقُولُ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبِكْرِ، وَمَوْتٌ فِي بَيْتِ سَلُولِيَّةٍ، فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ حَالُهُ حَتَّى سَقَطَ عَنْ فَرَسِهِ مَيِّتًا

اللہ کی قدرت عامر ایک سلولیہ عورت کے ہاں اترا اور گھر میں سو گیا، اسی دوران اس کی گردن پر اونٹوں کا طاعوتی پھوڑا نکل آیا، اسے گھوڑے پر بٹھایا گیا کہ بستر پر مرنے کی ذلت سے بچ جائے، وہ فرط غم سے یہ کہتا ہوا وہ گھوڑے کی پشت پر ہی ہلاک ہو گیا آہ! اونٹ کی گلٹی جیسی گلٹی اور ایک سلولیہ عورت کے گھر میں موت، اس کو اسی مقام پر دفن کر دیا گیا۔ [۲]

فلما قدموا أَتَاهُمْ قَوْمُهُمْ:فَقَالُوا: مَا وَرَاءَكَ يَا أربد؟قَالَ:لَا شَيْءَ وَاللَّهِ، لَقَدْ دَعَانَا إِلَى عِبَادَةِ شَيْءٍ لَوَدِدْتُ أَنَّهُ عِنْدِي الْآنَ، فَأَرْمِيَهُ بِالنَّبْلِ حَتَّى أَقْتُلَهُ الْآنَ، فَخَرَجَ بَعْدَ مَقَالَتِهِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ مَعَهُ جَمَلٌ لَهُ يَبِيعُهُ فَأَرْسَلَ الله عَلَيْهِ وَعَلَى جَمَلِهِ صَاعِقَةً فَأَحْرَقَتْهُمَا

جب وفد سرزمین بنی عامر میں پہنچا تو لوگوں نے اربد سے حالات دریافت کیے، اربد نے کہا آپ (ﷺ) کا دین ہیچ ہے، اللہ کی قسم! وہ شخص اگر اس وقت میرے سامنے ہو تو تیروں سے اس کو قتل کر دوں، ابھی دو دن ہی گزرے تھے کہ وہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اربد اور اس کے اونٹ پر آسمانی بجلی گری اور وہ جل کر بھسم ہو گیا۔ [۳]

عامر اور اربد دونوں بدنصیب نعمت اسلام سے محروم رہے اور وفد کے باقی اراکین دولت اسلام سے مالامال ہو کر واپس ہوئے، اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝۱۳ [۴]

ترجمہ: وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جبکہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں، فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔ [۵]

---

[۱] ابن ہشام ۲/۵۶۸

[۲] البداية والنهاية ۵/۶۹

[۳] البداية والنهاية ۵/۷۰

[۴] الرعد ۱۳

[۵] ابن ہشام ۲/۵۶۹

ان دونوں کا قصہ انہی کے قبیلہ بنو عامر کے ایک صحابی موئلہ بن جمیل نے روایت کیا ہے

أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم فَأَسْلَمَ وَهُوَ ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً، وَبَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم وَمَسَحَ يَمِينَهُ وَسَاقَ إِبِلَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَدَّقَهَا بِنْتَ لَبُونٍ ،ثُمَّ صَحِبَ أَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم وَعَاشَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ سَنَةٍ ، وَكَانَ يُسَمَّى ذَا اللِّسانين مِنْ فَصَاحَتِهِ

یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے،ان کی عمر اس وقت بیس سال کی تھی،انہوں نے بیعت کی آپ کا داہنا ہاتھ چھوا اور اپنے اونٹ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے،آپ نے دو سالہ مادہ اونٹنی صدقہ میں دی،اس کے بعد وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور بحالت اسلام سو سال زندہ رہے،انہیں ان کی فصاحت کے سبب دو زبانوں والا کہا جاتا تھا۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کا ایک خواب:

فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي المَنَامِ: أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ، يَخْرُجَانِ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا العَنْسِيَّ، وَالآخَرُ مُسَيْلِمَةَ الكَذَّابَ، صَاحِبَ اليَمَامَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں،مجھے اس خواب کو دیکھ کر رنج ہوا پھر خواب میں آپ پر وحی نازل ہوئی کہ میں ان پر پھونک ماروں چنانچہ میں نے پھونک ماری(پھونک مارتے ہی)وہ دونوں کنگن اڑ گئے، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی یہ کہ میرے بعد دو کذاب ظاہر ہوں گے(جو نبوت کا دعویٰ کریں گے) ایک صنعاء کا رہنے والا عنسی اور دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ہلاک کر دیا اس طرح نبی کریم ﷺ نے جو فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔

مسیلمہ کذاب کی مدینہ منورہ میں آمد:

بنوحنیفہ ایک بڑا قبیلہ تھا جو ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان کی اولاد سے تھا،اور بنو بکر بن وائل کا ایک بطن تھا،یہ لوگ یمامہ(نجد)میں آباد تھے،نو ہجری(بروایت دیگر ۱۰ہجری)میں بنوحنیفہ بن بنوحنیفہ بن بجیم بن صَعْبِ کا وفد نجد سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا،

أَنهم كَانُوا سَبْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ مُسَيْلِمَةُ

---

[1] البداية النهاية۶۹/۵

[2] صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ۳۶۲۱،صحیح مسلم کتاب الرویاباب رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۵۹۳۵

جحافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں وسترہ آدمیوں پر مشتمل تھا ان میں مسیلمہ بھی شامل تھا۔[۱]

ابن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں

قَدِمَ وَفْدُ بَنِي حَنِيفَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَضْعَةَ عَشَرَ رَجُلا

بنی حنیفہ کے انیس آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔[۲]

وَهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا

چودہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔[۳]

أَنَّهُ قَدِمَ مَعَ وَفْدِ قَوْمِهِ

اور وفد میں فتنہ پرداز ابوثمامہ مسیلمہ بن ثمامہ کذاب بھی شامل تھا۔[۴]

فَأُنْزِلُوا دَارَ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ.وَأُجْرِيَتْ عَلَيْهِمْ ضِيَافَةٌ

یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان پر ٹھیرائے گئے اور مہمان نوازی کی گئی اور پھر وفد کے اراکین خدمت نبوی میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

أن مُسَيْلِمَةُ صدر منه الِاسْتِنْكَافِ والْأَنَفَةِ والِاسْتِكْبَارِ والطموح إلى الْأَمَّارَةِ، وأنه لم يحضر مع سائر الْوَفْدَ إلىرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک روایت ہے مسیلمہ کذاب بنو حنیفہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مدینہ آیا مگر غرور و تکبر کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا۔[۵]

فَلَمَّا انْتَهَوْا إِلَى الْيَمَامَةِ ارْتَدَّ عَدُوُّ اللهِ وَتَنَبَّأَ وَتَكَذَّبَ لَهُمْ، وَقَالَ: إِنِّي قَدْ أُشْرِكْتُ فِي الْأَمْرِ مَعَهُ

ایک روایت میں ہے مسیلمہ نے اسلام قبول کر لیا تھا، مگر بعد میں جب وہ یمامہ میں پہنچ گئے تو اللہ کا دشمن مسلمہ مرتد ہو کر نبوت کا دعوی کر دیا، اور کہنے لگا میں نبوت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں۔[۶]

وَيَقُولُ لَهُمْ فِيمَا يَقُولُ مُضَاهَاةً لِلْقُرْآنِ: لَقَدْ أَنْعَمَ اللهُ عَلَى الْحُبْلَى، أَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعَى، مِنْ بَيْنَ صِفَاقٍ وَحَشًا

اور اس نے اپنا مسجع کلام بطور قرآن مجید سنانا شروع کیا، اللہ نے حاملہ پر انعام کیا اس سے ایک روح نکالی جو صفاق اور انتڑیوں کے درمیان

---

[۱] فتح الباری ۸٫۸۷

[۲] ابن سعد ۳۴۰٫۱

[۳] زادالمعاد ۴۱۷٫۳

[۴] فتح الباری ۸٫۸۹، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۴۶٫۵

[۵] السیرة النبویة والدعوة فی العهد المدنی ۶۵۸

[۶] ابن ہشام ۵۷۶٫۲، الروض الانف ۱۷۴٫۷، عیون الآثر ۲۹۲٫۲، تاریخ طبری ۱۳۸٫۳، البدایة والنهایة ۶۱٫۵، السیرة النبویة لابن کثیر ۹۶٫۴

چلتی ہے۔

أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الكَذَّابَ قَدِمَ المَدِينَةَ فَنَزَلَ فِي دَارِ بِنْتِ الحَارِثِ، وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ، وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ: خَطِيبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيبٌ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ،

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے جب مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ آیا تو اس نے بنت حارث کے گھر قیام کیا کیونکہ بنت حارث بن کریز اس کی بیوی تھی یہی عبداللہ بن عامر کی ماں بھی ہے،رسول اللہ ﷺ ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس انصاری جو رسول اللہ ﷺ کے خطیب کے نام سے مشہور تھے کو ساتھ لے کر اس کے پاس تشریف لے گئے جو اپنے ساتھیوں کے درمیان بیٹھا تھا اور اس سے گفتگو کی اس وقت آپ کے دست مبارک میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔

فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ: إِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الأَمْرِ، ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ.فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ القِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ، وَإِنِّي لَأُرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ، مَا رَأَيْتُ، وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْه

مسیلمہ نے کہا اے محمد (ﷺ) میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ آپ کے بعد حکومت مجھے ملے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خلافت تو بڑی چیز ہے اگر تو مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دے سکتا،اللہ نے تیری نسبت جو فیصلہ کر دیا ہے وہ ہو کر رہے گا تو اس سے تجاوز نہیں کر سکتا،اور اگر تو اسلام سے پیٹھ پھیرے گا تو اللہ تجھے ہلاک کر دے گا اور بیشک میں تجھے وہی شخص سمجھتا ہوں جس کی نسبت میں نے خواب میں دیکھا تھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے آئے۔[1]

چنانچہ ان دو میں سے ایک کذاب مسیلمہ ہوا جس نے دس ہجری میں نبوت کا دعویٰ کیا،اور دوسرا اسود عنسی (اسود کا اصل نام عیہلہ بن کعب بن عوف عنسی تھا لیکن سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اسود کے نام سے مشہور ہو گیا تھا،عنس قبیلہ مذحج کی ایک شاخ تھی،اسود نے یمن کے ایک موضع جس کا نام کہف خار ہے پیدا ہوا اور وہیں نشو ونما پائی)اسود عنسی نے جب یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا،

وفيروز قَاتل الْأسود الْعَنسِي الْكذَّاب الَّذِي ادّعى النُّبُوَّة قَتله بِصَنْعَاء فَأتى الْخَبَر من السَّمَاء إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي مَرضه الَّذِي توفّي فِيهَا

آپ ﷺ نے فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو چندسواروں کے ساتھ اس کو قتل کرنے کے لئے بھیجا،اس کے قتل کی خبر مرض الوفات میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ۳۶۲۰ ، وکتاب المغازی بَابُ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ، وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ۴۳۷۳،وبَابُ قِصَّةِ الأَسْوَدِ العَنْسِيِّ ۴۳۷۸،صحیح مسلم کتاب الرویاباَبُ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۵۹۳۵،دلائل النبوۃ للبیہقی۳۵۸/۶،البدایۃ والنہایۃ ۶۰/۵، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۹۵/۴

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچ گئی۔[۱]

وَفَيْرُوزَ وَغَيْرِهِمَا حَتَّى دَخَلُوا عَلَى الْأَسْوَدِ لَيْلًا وَقَدْ سَقَتْهُ الْمَرْزُبَانَةُ الْخَمْرَ صِرْفًا حَتَّى سَكِرَ وَكَانَ عَلَى بَابِهِ أَلْفُ حَارِسٍ فَنَقَبَ فَيْرُوزُ وَمَنْ مَعَهُ الْجِدَارَ حَتَّى دَخَلُوا فَقَتَلَهُ فَيْرُوزُ وَاحْتَزَّ رَأْسَهُ، وَأَرْسَلُوا الْخَبَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَافَى بِذَلِكَ عِنْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فیروزاوران کے ساتھی رات کے وقت اسودعنسی کے گھر پر پہنچے اوروہ اس وقت شراب نوشی میں مصروف تھا،انہوں نے کچھ دیر تک انتظار کیایہاں تک کہ وہ نشے میں مدحوش ہوگیا،اوراس کے مکان کے دروزے پر ایک ہزار چوکیدار موجود تھے،فیروزاوران کے ساتھی دیوار میں نقب لگاکر اندر داخل ہوئے اور فیروز نے اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹ لیا،اوراسودعنسی کے قتل کی خبر مدینہ منورہ میں بھیجی جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات سے پہلے پہنچ گئی۔[۲]

عن ابن عمر: أتى الخبر إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم مِنَ السَّماء الليلة الَّتِي قُتِلَ فِيهَا الْعَنْسِيِّ ليبشِّرنا، فَقَالَ: قُتِلَ الْعَنْسِيُّ الْبَارِحَةَ قَتَلَهُ رَجُلٌ مُبَارَكٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ مُبَارَكِينَ ،قِيلَ: وَمَنْ؟قَالَ: فَيْرُوزُ فيرروز

عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں جس رات اسودعنسی قتل ہوااس روز نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس اسود کے قتل کی خوشخبری کے لیےوحی نازل ہوئی،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایااسودعنسی قتل کر دیا گیاہے اوراسے ایک مسلمان نے قتل کیاہے جوایک بابرکت خاندان سے تعلق رکھتاہے،عرض کیااے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کانام کیاہے؟رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایافیروز،فیروز۔[۳]

وفي ذلك يقول عبد الرحمن هذا:

عبدالرحمٰن نے اس بارہ میں یہ اشعار کہے۔

لعمری وماعمری علی بهلين　　　　لقدجرعت عنس لقتل الاسود

میری زندگی کی قسم،اورمیری قسم معمولی قسم نہیں　　قبیلہ عنس اسودعنسی کے قتل سے گھبرااٹھے

وقال رسول الله سيروالقتليه　　　　علیٰ خيرموعودواسعداسعد

رسول اللہ نے حکم دیاکہ اس کے قتل کے لئے جاؤ اور بہترین وعدہ اورخوش نصیبی کی بشارت دی

فسرناالیه فی فوارس بهمة　　　　علیٰ حين امرمن وَصاةَ مُحَمَّدٍ

---

[۱] المصباح المضي في كتاب النبي الأمي ورسله إلى ملوك الأرض من عربي وعجمي۲؍۱۵۷

[۲] فتح الباری۸؍۹۳،شرح الزرقانی علی المواهب۵؍۱۵۴

[۳] البداية والنهاية۶؍۳۴۲،الكامل في التاريخ لابن الاثير۲؍۲۰۰، تاريخ الطبري۳؍۲۳۶، المنتظم في تاريخ الأمم والملوك لابن الجوزی ۴؍۲۰، تاريخ ابن خلدون۲؍۴۸۳،إمتاع الأسماع۱۴؍۲۲۸

پس ہم چند سوار اس کے قتل کے لئے روانہ ہو گئے تا کہ آپ کے حکم اور وصیت کی تعمیل ہو۔ (۱)

عَنْ عُرْوَةَ أُصِيبَ الْأَسْوَدُ قَبْلَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَأَتَاهُ الْوَحْيُ فَأَخْبَرَ بِهِ أَصْحَابَهُ ثُمَّ جَاءَ الْخَبَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقِيلَ وَصَلَ الْخَبَرُ بِذَلِكَ صَبِيحَةَ دفن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

عروہ کہتے ہیں کہ اسود عنسی نبی کریم ﷺ کی وفات سے ایک دن اور ایک رات قبل مارا گیا، اسی وقت آپ کو بذریعہ وحی کے اس کی خبر دی گئی، آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے مطلع کیا، اس کے بعد جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے تب قاصد باقاعدہ خبر لے کر آیا، اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے دفن کے روز قاصد خبر لے کر آیا۔ (۲)

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَقَالَ لِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَامَةِ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ: إِنَّ حَدِيثَهُ كَانَ عَلَى غَيْرِ هَذَا، زَعَمَ أَنَّ وَفْدَ بَنِي حَنِيفَةَ أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَلَّفُوا مسيلمة فِي رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا أَسْلَمُوا ذَكَرُوا لَهُ مَكَانَهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا قَدْ خَلَّفْنَا صَاحِبًا،لَنَا فِي رِحَالِنَا وَرِكَابِنَا يَحْفَظُهَا لَنَا، فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَمَرَ بِهِ لِلْقَوْمِ، وَقَالَ:أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ بِشَرِّكُمْ مَكَانًا ، يَعْنِي حِفْظَهُ ضَيْعَةَ أَصْحَابِهِ، وَذَلِكَ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.ثُمَّ انْصَرَفُوا وَجَاءُوهُ بِالَّذِي أَعْطَاهُ، فَلَمَّا قَدِمُوا الْيَمَامَةَ ارْتَدَّ عَدُوُّ اللَّهِ وَتَنَبَّأَ، وَقَالَ: إِنِّي أُشْرِكْتُ فِي الْأَمْرِ مَعَهُ، أَلَمْ يَقُلْ لَكُمْ حِينَ ذَكَرْتُمُونِي لَهُ: أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ بِشَرِّكُمْ مَكَانًا، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا كَانَ يَعْلَمُ أَنِّي قَدْ أُشْرِكْتُ فِي الْأَمْرِ مَعَهُ

ابن اسحاق نے بنو حنیفہ کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا ہے بنو حنیفہ کا وفد مدینہ پہنچا تو وہ لوگ مسیلمہ کو اپنے خیموں میں سامان اور سواریوں کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑ گئے اور خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے وفد کے ہر فرد کو پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائے، انہوں نے عرض کیا کہ ہم اپنے ایک ساتھی کو سامان اور سواریوں کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑ آئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بھی اتنا ہی عطیہ دینے کا حکم دیا جتنا انہیں دیا تھا، اور فرمایا وہ تم جیسا آدمی نہیں ہے کہ اپنے ساتھیوں کے ساز وسامان کی حفاظت کر سکے، اس گفتگو کے بعد یہ لوگ واپس ہوئے، نبی کریم ﷺ کے عطا کردہ عطایا بھی ان کے ساتھ تھے،

جب یہ لوگ یمامہ پہنچے تو اللہ کا دشمن (مسیلمہ) مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ کر دیا، اور کہنے لگا میں بھی محمد ﷺ کے ساتھ شریک نبوت ہوں، کیا آپ ﷺ نے تم لوگوں سے میرا تذکرہ نہیں کیا تھا کہ وہ تم جیسا آدمی نہیں ہے، اور یہ اس وجہ سے تھا کہ انہیں معلوم تھا کہ میں بھی ان کی نبوت میں شریک ہوں۔ (۳)

اس شخص کی وجہ سے اس کی قوم فتنے میں مبتلا ہو گئی اور انہوں نے اس کو نبی تسلیم کر لیا اور اس کی اتنی قدر و منزلت کی کہ اسے یمامہ کا رحمان

---

(۱) الإصابة في تمييز الصحابة۲۵۶/۴

(۲) فتح الباری ۸/۹۳، شرح الزرقانی علی المواهب۵/۱۵۴

(۳) زادالمعاد۳/۵۳۴،دلائل النبوة للبیهقی۵/۳۳۱،ابن هشام۲/۵۷۷،الروض الانف ۷/۴۷۰،عیون الآثر۲/۲۹۲،تاریخ طبری۳/۱۳۸،البدایة والنهایة۵/۶۱

کہا جانے لگا

وَأَحَلَّ لَهُمْ الْخَمْرَ وَالزِّنَا، وَوَضَعَ عَنْهُمْ الصَّلَاةَ، وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ يَشْهَدُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّهُ نَبِيٌّ

اس نے اپنی قوم کو اپنی اتباع کی ترغیب دینے کے لئے شراب وزنا کو جائز قرار دے دیا تھا، اور انہیں نمازوں کی چھوٹ دے دی تھی، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق شہادت دیتا رہتا تھا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔

وہ ملعون (اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے) قرآنی آیات کے مقابلے میں کہنے لگا۔

لَقَدْ أَنْعَمَ اللهُ عَلَى الْحُبْلَى، أَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعَى، مِنْ بَيْنَ صِفَاقٍ وَحَشَى

اللہ تعالیٰ نے حاملہ پر احسان فرمایا ہے کہ اس کے دل کے پردے اور انتڑیوں کے درمیان سے ایک چلتا پھرتا روح نکالا ہے۔

اس نے سورہ کوثر کے طرز پر ایک مسجع عبارت کہی تھی جو یہ تھی۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْجَمَاهِرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَجَاهِرْ، إِنَّ مُبْغِضَكَ رَجُلٌ كَافِرٌ

ہم نے آپ کو جواہرات عطا کیے ہیں، پس آپ اپنے اللہ کی عبادت کریں اور ہجرت کریں، بلاشبہ آپ سے بغض رکھنے والا کافر شخص ہے۔

آیت الکرسی کے مقابلے میں اس ملعون نے یہ آیت بنائی۔

يَا ضُفْدَعُ بِنْتَ ضُفْدَعْ، نُقِّي مَا تُنَقِّينْ، أَعْلَاكِ فِي الْمَاءِ، وَأَسْفَلُكِ فِي الطِّينْ، لَا الشَّارِبَ تَمْنَعِينْ، وَلَا الْمَاءَ تُكَدِّرِينْ

اے مینڈکی، مینڈکی کی بچی! اسے صاف کر جسے تو صاف کرتی ہے تیرا بالائی حصہ تو پانی میں ہے اور نچلہ حصہ مٹی میں ہے، نہ تو پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گدلا کرتی ہے۔ [1]

سورۂ الفیل کے مقابلے میں یوں آیت بنائی۔

وَالْفِيلْ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْفِيلْ له ذنب وثيل ومشفر أو خرطوم طويل انّ ذلك من خلق ربنا لقليل

ہاتھی، اور تو کیا جانے کہ ہاتھی کیا ہے اس کی چھوٹی دم اور لمبی سونڈ ہوتی ہے اور اللہ نے انہیں بہت تھوڑی تعداد میں تخلیق کیا ہے۔ [2]

سورۂ النازعات کا معارضہ کرتے ہوئے کہا۔

وَالْعَاجِنَاتِ عَجْنًا، وَالْخَابِزَاتِ خَبْزًا، وَاللاقِمَاتِ لَقْمًا، إِهَالَةً وَسَمْنًا، إِنَّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَعْتَدُونَ

آٹا گوندھنے والیاں اور روٹی پکانے والیاں اور لقمے بنانے والیاں، سالن اور گھی سے، قریشی لوگ بہت آگے نکل گئے۔ [3]

العصر کے مقابلے میں اس نے یہ آیت بنائی۔

يَا وبْر يَا وبْر، إِنَّمَا أَنْتَ أُذُنَانِ وَصَدْرٌ، وَسَائِرُكَ حَقْرٌ فَقْرٌ

---

[1] الكامل في التاريخ ۲/۲۱۵، غرائب التفسير وعجائب التأويل ۱/۱۳۷، تفسير ابن كثير ۴/۲۵۵، إعراب القرآن وبيانه ۱/۶۰

[2] تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس ۲/۱۵۸، غرائب التفسير وعجائب التأويل ۱/۳۷۲

[3] تفسير ابن كثير ۴/۲۵۵

اے وبر جانور تیرے تو بس دو کان ہیں اور سینہ ہے اور باقی جسم تو تیرا بالکل حقیر اور عیب دار ہے۔ (۱)

سورۂ العادیات کے مقابلے میں کہا۔

والزّارعات زَرْعا، والحاصدات حَصْدا, والذّاريات ذَرْوا، والطّاحنات طحنًا، والنازلات نزلا، فالجامعات جمعا، والعاجنات عجنا، فالخابزات خبزا، والثاردات ثردا،واللاقمات لقما لحماد سمنالقدفضلتكم على اهلالوبروماسبقكم اهلا المدرفيقكم فامنوه والمعترفاووه والباغى فناوئوه

قسم ہے کھیتی کرنے والوں کی اور قسم ہے کھیتی کاٹنے والوں کی اور قسم ہے بھوسہ صاف کرنے کے لیے گیہوں کو ہوا میں اڑانے والوں کی، اور قسم ہے آٹا پیسنے والوں کی اور قسم ہے روٹی پکانے والوں کی اور قسم ہے سالن پکانے والوں کی، اور قسم ہے تیل اور گھی کے لقمے کھانے والوں کی کہ تم کو صوف وا۔۔۔(بادیہ نشین) عربوں پر فضیلت دی گئی ہے اور مٹی سے مکان بنانے والے شہری عرب بھی تم سے بڑھ کر نہیں ہیں، تم اپنی روکھی سوکھی روٹی کی حفاظت کرو، عاجز و درماندہ کو پناہ دو اور طلب اور مانگنے والے کو اپنے پاس ٹھہراؤ۔ (۲)

اور سورۂ الشّمس کے مقابلے میں کہا۔

والشمس وضحاها، في ضوئها ومن جلاها. والليل إذا عداها، يطلبها ليغشاها، فأدركها حتى أتاها وأطفأ نورها فمحاها، وقدحرم المذق نقاله مالك لاتمجعون

علامہ خیر الدین آفندی آلوسی سابق وزیر طونس نے کتاب الجواب الفسیح میں عبد المسیح نصرانی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مسلمہ کا پورا مصحف پڑھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ایک ضخیم کتاب ہی تیار کر ڈالی تھی اور دعویٰ یہ تھا کہ وہ الہامی کتاب ہے۔

دس ہجری میں مسیلمہ کذاب نے دو قاصدوں کے ہمراہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس ایک خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُولُ اللهِ، إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ: سَلَامٌ عَلَيْكَ.

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أُشْرِكْتُ مَعَكَ فِي الأَمْرِ، وَإِنَّ لَنَا نِصْفَ الأَرْضِ، وَلِقُرَيْشٍ نِصْفَ الأَرْضِ، وَلكِنَّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَعْتَدُونَ. والسلام

مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف

میں تمہارے ساتھ کام میں شریک کر دیا گیا ہوں، نصف زمین ہمارے لئے اور نصف قریش کے لئے مگر قریش انصاف نہیں کرتے، والسلام۔ (۳)

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ، حَيْثُ قُتِلَ ابْنُ النَّوَّاحَةِ: إِنَّ هَذَا وَابْنَ أُثَالٍ، كَانَا أَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَسُولَيْنِ لِمُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَشْهَدَانِ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَا: نَشْهَدُ أَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُولُ اللَّهِ

(۱) تفسیرابن کثیر ۱/۲۰۳،تفسیرالقاسمی-محاسن التأويل ۶/۱۴،توفيق الرحمن في دروس القرآن ۴/۵۲۵، التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج ۳۰/۳۹۱

(۲) المفصل فی تاریخ العرب قبل الإسلام ۱۶/۳۹۴

(۳) إعلام السائلين عن كتب سيد المرسلين لابن طولون ۱/۱۱۳

فَقَالَ:لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا رَسُولًا، لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابن نواحہ اور ابن اثال مسیلمہ کے قاصد بن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کیا تم دونوں شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، ہم شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اگر میں کسی قاصد کو قتل کرنا جائز ہوتا تو تم دونوں کو قتل کرتا۔[1]

وَكَانَ ذَلِكَ فِي آخِرِ سَنَةِ عَشْرٍ

د سہجری حجۃ الوداع کے بعد۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ جواب دیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ

سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف

اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کا راستہ اختیار کرے

امابعد! تحقیق زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہئے عطا فرمائے اور اچھا انجام اللہ سے ڈرنے والوں کا ہے[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں مرتدین کی سرکوبی کے لئے گیارہ لشکر ترتیب دیئے تھے جن میں ایک لشکر عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں روانہ کیا، ان کی پسپائی کے باعث خالد رضی اللہ عنہ بن ولید اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، جنہوں نے ربیع الاول ۱۲ ہجری میں یمامہ کے مقام پر زبردست جنگ کے بعد اسے تباہ کن شکست دی اور اسی لڑائی میں وہ جہنم واصل ہوا، مسیلمہ کذاب کے قتل کے بعد اس کی قوم بنوحنیفہ نے صلح کی خاطر ہتھیار ڈال دیئے، بنوحنیفہ کا سارا مال اور ہتھیار ضبط کر لئے گئے، شرائط صلح طے ہو چکی تھیں کہ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حکم پہنچا کہ بنوحنیفہ کے تمام بالغ مرد قتل کر دیئے جائیں، لیکن خالد رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ طے پانے کے بعد ایسا کرنے سے معذوری ظاہر کی کیونکہ یہ بدعہدی کے مترادف تھا، مسلمانوں کا یہ طرز عمل دیکھ کر بنوحنیفہ نے اسلام قبول کر لیا۔ جنگ یمامہ جو ۱۱ ہجری میں شروع ہوئی اور ۱۲ ہجری میں ختم ہوئی میں بڑی خون ریزہ ہوئی، فریقین کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا، چھ

[1] مسند احمد ۳۷۰۸، تاریخ الخمیس ۱۵۷/۲

[2] ابن اثیر ۱۴۵/۲

[3] ابن ہشام ۶۰۱/۲، الروض الانف ۵۰۰/۷، تاریخ طبری ۱۴۶/۳، البدایۃ والنہایۃ ۶۲/۵، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۳۱/۵، زاد المعاد ۵۳۴/۳

سات سو مسلمان شہید ہوئے جن میں بعض اکابر اور نامور قراء اور حفاظ بھی شامل تھے۔

تمیم رضی اللہ عنہ بن اسید کا قبول اسلام

قَالَ أَبُو رِفَاعَةَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ،قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ رَجُلٌ غَرِيبٌ، جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِينِهِ، لَا يَدْرِي مَا دِينُهُ،قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ، فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ، حَسِبْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيدًا،قَالَ: فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ،ثُمَّ أَتَى خُطْبَتَهُ، فَأَتَمَّ آخِرَهَا

فتح مکہ کے بعد بنو رباب کا ایک شخص تمیم بن اسید جن کی کنیت ابو رفاعہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک مسافر ہوں اور اپنے دین کی باتیں پوچھنے آیا ہوں میں نہیں جانتا کہ میرا دین کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ روک کر ان کی طرف متوجہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کی چھال کی بنی ہوئی ایک کرسی لائی گئی جس کے پائے لوہے کے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے اور مجھے سکھانے لگے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا تھا، اور پھر اس کے بعد جا کر خطبہ کو تمام فرمایا۔[1]

وفد بنی لیث:

یہ عدنانی کنانی قبیلہ تھا، یہ لوگ اضلاع نجد میں آباد تھے، ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب نے بنی لیث میں پرورش پائی تھی اور ہذیل نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

نو ہجری میں غزوہ تبوک کی تیاری سے پہلے بنو لیث کا ایک بیس رکنی وفد مالک رضی اللہ عنہ بن الحویرث اللیثی کی سرکردگی میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا

فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً ، فعلمهم الصلاة، وأمره بتعليم قومهم إذا رجعوا إليهم

یہ لوگ بیس دن مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں احکام دین کی تعلیم دی، اور نماز سکھائی، اور جب وہ واپس جائیں تو اپنے قبیلے والوں کو بھی نماز پڑھنا سکھانے کا بھی حکم دیا۔[2]

مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا إِلَى أَهْلِنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا مِنْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيقًا رَحِيمًا فَقَالَ:ارْجِعُوا إِلَى أَهَالِيكُمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ بَابُ حَدِيثِ التَّعْلِيمِ فِي الْخُطْبَةِ ۲۰۲۵، السنن الکبری للنسائی ۹۷۴۰، مسند احمد ۲۰۷۵۳، اسد الغابۃ ۴۲۷/۱

[2] اسد الغابۃ ۱۸/۵

وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ

مالک رضی اللہ عنہ بن الحویرث اللیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ہم اس وقت نوجوان تھے، ہم لوگ بیس دن مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ ہم اپنے گھروالوں کی طرف سے فکرمند ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ہم اپنے گھروالوں کے لیے کیا چھوڑ کرآئے ہیں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ ہم کیا چھوڑ کرآئے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مہربان دوست تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے گھروں کی طرف جاؤ تو انہیں دین کی باتیں سکھلاؤ اور ان پرعمل کراؤ اور اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی اذان کہے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔ [۱]

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید ایک اور جہاد میں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلاَ تَرَى إِلَى هَذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لاَ تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا اور اس پر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو سپہ سالار مقرر فرمایا (مجاہدین کو اللہ نے فتح سے ہمکنار کیا اور) بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو بھیجا کہ وہ جاکر خمس کو اپنی تحویل میں لے لیں (اور مجاہدین میں تقسیم کردیں) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض تھا، (جب انہوں نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی پھر) وہ نہا کر آئے تو میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے ان کو دیکھا (انہوں نے اپنے حصہ سے زائد لے لیا) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جب ہم نبی کریم کی خدمت میں پہنچے تو میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بریدہ رضی اللہ عنہ! کیا تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے بغض مت رکھو کیونکہ خمس میں ان کا اس سے بھی زیادہ حصہ ہے۔ [۲]

قَالَ: فَمَا كَانَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ بَعْدَ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ عَلِيٍّ

اس واقعہ کے بعد بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی سے محبت نہیں ہے۔ [۳]

---

[۱] معجم الصحابة لابن قانع ۳/۴۵

[۲] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَخَالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ عن بریدہ ۴۳۵۰،فضائل الصحابة الاحمدبن حنبل ۱۱۷۹

[۳] مسنداحمد ۲۲۹۶۷،الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث ۱/۳۵۴

غزوہ تبوک (جیش العسرۃ)

رجب نو ہجری (ستمبر، اکتوبر ۶۳۰ء)

فتح مبین صلح حدیبیہ سے مسلمانوں کو دس سال کے لئے امن نصیب ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دعوت و تبلیغ کا محاذ سنبھال لیا، جس سے ارد گرد کے کئی قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، جس سے مسلمانوں کی افرادی قوت چند ہزار سے بڑھ کر دس ہزار تک پہنچ گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کو پھیلانے کے لئے مختلف جگہوں پر وفود روانہ فرمائے، ان میں سے ایک وفد کعب بن عمیر غفاری رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں شمال کی طرف سرحد شام سے متصل قبائل میں بھی پہنچا تھا، یہ عیسائی قبائل رومیوں کے زیر اثر تھے، ان لوگوں نے ذات الطلح کے مقام پر اس وفد کے ۱۵ آدمیوں کو قتل کر دیا صرف امیر وفد بچ کر مدینہ پہنچ سکے، اسی طرح ایک وفد حارث بن عمیر ازادی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بصریٰ کے رئیس شرحبیل بن عمرو کے پاس بھی پہنچا تھا، یہ رئیس بھی عیسائی تھا اور قصر روم کے احکام کے تابع تھا، اس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو قتل کر دیا، انہیں صحابی رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار مجاہدین کا ایک دستہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا تھا تاکہ آئندہ کے لئے یہ علاقہ مسلمانوں کے لئے پر امن ہو جائے، اور یہاں کے باسی مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر ان پر زیادتی کی جرات نہ کریں، سرفروشوں کا یہ مختصر دستہ شرحبیل کی ایک لاکھ فوج سے جا ٹکرایا لیکن رومیوں کا یہ لشکر مجاہدین پر غلبہ نہ پا سکا، مسلمانوں کی یہ بہادری اور جرات مندی دیکھ کر شام اور اس سے متصل رہنے والے نیم آزاد عربی قبائل، بلکہ عراق کے قریب رہنے والے نجدی قبائل کو جو کسریٰ کے زیر اثر تھے اسلام کی طرف متوجہ کیا، اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے، قبیلہ بنی سلیم جن کا سردار عباس بن مرداس سلمی تھا، اور قبائل اشجع اور غطفان اور ذبیان اور فزارہ کے لوگ اسی زمانے میں داخل اسلام ہوئے، اور اسی زمانے میں سلطنت روم کی عربی فوجوں کا ایک کمانڈر فردہ بن عمرو الجذامی مسلمان ہوا، جس نے اپنے ایمان کا زبردست ثبوت دیا کہ گرد و پیش کے سارے علاقے اسے دیکھ کر دنگ رہے گئے، قیصر کو جب فردہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع ملی تو اس نے انہیں گرفتار کر کے اپنے دربار میں بلوایا، اور ان سے کہا کہ دو چیزوں میں سے ایک کو منتخب کر لو، یا ترک اسلام کے نتیجہ میں تمہیں رہا کر دیا جائے گا بلکہ تمہیں اپنے عہدے پر بھی بحال کر دیا جائے گا، یا اسلام جس کے نتیجہ میں تمہیں سزائے موت دی جائے گی، انہوں نے ٹھنڈے دل سے اسلام کو چن لیا اور راہ حق میں جان دے دی، یہ صورت حال دیکھ کر اس وقت کی سب سے بڑی طاقت قصر روم کو اس خطرے کی حقیقی اہمیت کا احساس ہوا جو عرب سے اٹھ کر اس کی سلطنت کی طرف بڑھ رہا تھا، ایک سال کے عرصہ میں جب تمام عرب علاقہ مسلمانوں کے زیر نگیں ہو گیا، تو قصر روم نے ایک قابل ذکر طاقت کو اپنے سامنے کھڑا پایا جس کے جھنڈے کے نیچے تمام عرب قبائل جمع ہو چکے تھے، چنانچہ اس سے پہلے کہ مسلمانوں کا رخ اس طرف ہو اور یہ عظیم طاقت اس کے لئے کسی خطرے کا باعث بنے، اس نے اسے کچل دینے کے لئے دوسرے ہی سال سرحد شام پر فوجی تیاریاں شروع کر دیں، اور اس کے ماتحت غسانی اور دوسرے عرب سردار فوجیں اکٹھی کرنے لگے۔

عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَكَانَتْ نَصَارَى الْعَرَبِ كَتَبُوا إِلَى هِرَقْلَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي خَرَجَ يَنْتَحِلُ النُّبُوَّةَ قَدْ هَلَكَ

وَأَصَابَتْهُمْ سُنُونَ فَهَلَكَتْ أَمْوَالُهُمْ، فَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَلْحَقَ دِينَكَ فَالْآنَ، فَبَعَثَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يُقَالُ لَهُ: الضَّنَادُ وَجَهَّزَ مَعَهُ أَرْبَعِينَ أَلْفًا،

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عرب کے عیسائیوں نے ہرقل شاہ روم کو ایک خط لکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے اس ملک میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کا انتقال ہوگیا ہے، اس کے پیروکار بدترین قحط سالی کا شکار ہیں، اوران کے مال ہلاک ہوگئے ہیں، عرب پر حملہ کرنے کا یہ ایک سنہری موقعہ ہے، چنانچہ ہرقل نے فوراً لشکر کو تیار ہونے کا حکم دیا اور چالیس ہزار رومیوں کا لشکر جرار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے تیار ہوگیا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تیاریوں سے بے خبر نہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہروقت ہراس چھوٹی سے چھوٹی بات سے بھی خبردار رہتے تھے جس کا اسلامی تحریک پر کچھ بھی موافق یا مخالف اثر پڑتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تیاریوں کے معنی فوراً سمجھ لئے، اب اس صورت حال سے نپٹنے کے دو ہی طریقے ہوسکتے تھے۔

- یا تو اس موقعہ پر کمزوری دکھا کر رومی لشکر کو مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا کھلا موقع دے دیا جائے اور اپنے علاقہ میں ان سے مقابلہ کیا جائے، مگر اس میں سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ اگر مجاہدین اس بڑی قوت وطاقت کا مقابلہ نہ کر سکے تو مسلمانوں کی ناقابل تسخیر فوجی ساکھ خراب ہوجائے گی، اور وہ دشمن جس پر حنین میں آخری ضرب لگائی جاچکی تھی ان میں زندگی کی ایک لہر دوڑ جاتی، اس کے ساتھ ساتھ یہ خطرہ بھی تھا کہ اس مشکل گھڑی میں منافقین مدینہ جو ابوعامر فاسق کے واسطے سے غسان کے عیسائی بادشاہ اور خود قیصر کے ساتھ اندرونی سازباز رکھتے تھے، بنوقریظہ کی طرح مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپ دیں گے، سامنے سے قیصر جس کا دبدبہ ایرانیوں کو شکست دینے کے بعد تمام دور و نزدیک کے علاقوں پر چھا گیا تھا حملہ آور ہوجاتا، اور تین زبردست خطروں کی متحدہ یورش میں اسلام کی جیتی ہوئی بازی یکا یک مات کھاجاتی۔
- یا پھر دوسری صورت یہ تھی کہ دشمن کو مہلت دیئے بغیر اسکے سرحدی علاقہ تبوک پہنچ کر ان سے دفاعی جنگ لڑی جائے۔

اس وقت صورت حال یہ تھی کہ گرمی کا موسم پورے شباب پر تھا، پھل اور فصلیں پکنے کے قریب تھیں، سرمایہ کی شدید کمی تھی، اس پر صحراؤں میں طویل سفر کی صعوبتیں اور خوراک، پانی اور سواریوں کا انتظام سخت مشکل تھا، اور دنیا کی دو سب سے بڑی طاقتوں میں سے ایک کا مقابلہ درپیش تھا جس کے پاس باقاعدہ اور سروسامان سے آراستہ فوج تھی، جس سے نبردآزما ہونا کوئی کھیل تماشا نہیں تھا، دعوت اسلام کے لئے یہ زندگی اور موت کی فیصلہ کن گھڑی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام خطرات پر دقت نظر سے غور فرما کر قوت وغیرت اور عزت والا راستہ اپنایا، اور دشمن کو اپنی دہلیز تک لے آنے کے بجائے دشمن کے علاقہ میں دفاعی جنگ لڑنے کا فیصلہ فرمایا، عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین اور دشمن کے جاسوسوں کی موجودگی کی وجہ سے لشکر کی منزل اور اس کے راستے کے متعلق وضاحت نہیں فرماتے تھے، یہ بات ہمیشہ صیغہ راز میں رکھی جاتی اور ایسے اشارے کئے جاتے جو ذہن کو دوسری سمتوں کی طرف منتقل کرتے، مگر اس جہاد کی روانگی کو کسی سے پوشیدہ نہیں رکھا، اس بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد پر روانگی کے لئے طلب فرمایا اور انہیں صراحت کے ساتھ انہیں اپنی منزل بتادی

---

[1] مجمع الزوائد ۱۰۳۱۱، المعجم الکبیر للطبرانی ۵۷۷، شرح الزرقانی علی المواھب ۶۸/۴

کہ سرحد پر رومیوں کے مقابلہ میں جانا ہے، صحراؤں کا سفر طویل، دشوار گزار اور پیچیدہ ہے، جس دشمن سے مقابلہ ہے وہ بھاری تعداد میں سرحد پر جمع ہے، تا کہ لوگ تیاری میں کوئی وقیقہ فروگذاشت نہ کریں جس پر بعد میں کف افسوس ملنا پڑے، اور راستے کی محنت و مشقت اور مقابلے کی سختی کے لئے تیار رہیں،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ الْمُطَّلِبِيِّ، قَالَ: ثُمَّ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ مَا بَيْنَ ذِي الْحِجَّةِ إِلَى رَجَبٍ، ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ بِالتَّهَيُّؤِ لِغَزْوِ الرُّومِ، وَذَلِكَ فِي زَمَانٍ مِنْ عُسْرَةِ النَّاسِ، وَشِدَّةٍ مِنَ الْحَرِّ، وَجَدْبٍ مِنَ الْبِلَادِ: وَحِينَ طَابَتْ الثِّمَارُ، وَالنَّاسُ يُحِبُّونَ الْمُقَامَ فِي ثِمَارِهِمْ وَظِلَالِهِمْ وَيَكْرَهُونَ الشُّخُوصَ عَلَى الْحَالِ مِنْ الزَّمَانِ الَّذِي هُمْ عَلَيْهِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يَخْرُجُ فِي غَزْوَةٍ إِلَّا كَنَّى عَنْهَا، وَأَخْبَرَ أَنَّهُ يُرِيدُ غَيْرَ الْوَجْهِ الَّذِي يَصْمُدُ لَهُ ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَإِنَّهُ بَيَّنَهَا لِلنَّاسِ، لِبُعْدِ الشُّقَّةِ ، وَشِدَّةِ الزَّمَانِ، وَكَثْرَةِ الْعَدُوِّ الَّذِي يَصْمُدُ لَهُ، لِيَتَأَهَّبَ النَّاسُ لِذَلِكَ أُهْبَتَهُ، فَأَمَرَ النَّاسَ بِالْجِهَازِ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ يُرِيدُ الرُّومَ

ابن اسحاق کہتے ہیں ذوالحجہ سے لے کر رجب تک رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہے پھر رجب میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کا حکم فرمایا، یہ ایسا وقت تھا جب گرمی اپنے جوبن پر تھی اور لوگوں کے باغات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہوئے تھے اس سبب سے لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہنا چاہتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو لوگوں سے اس کے خلاف فرمایا کرتے تھے تا کہ دشمن کو اس کی خبر نہ ہو، مگر اس غزوہ تبوک کو رسول اللہ ﷺ نے بہ سبب مشقت اور تکالیف کے جو اس سفر میں پیش آنی متوقع تھیں ظاہر فرمادیا، اور دشمن کی تعداد بھی کثیر تھی اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کا ظاہر کر دیا تا کہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں، اور اچھی طرح سے ساز وسامان درست کرلیں، اور لوگوں سے صاف طور پر فرمادیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے۔[1]

اس کے ساتھ آپ نے اہل مکہ اور عرب کے تمام قبائل کی طرف جو اس وقت حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے پیغام بھیجا کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے لشکر میں بھرتی ہوں، اس موقعہ کی نزاکت کو عرب میں سب ہی محسوس کر رہے تھے، دور جاہلیت کے بچے کھچے لوگوں کے لئے یہ ایک آخری شعاع امید تھی، وہ روم واسلام کی اس ٹکر کی نتیجہ پر وہ بے چینی کے ساتھ نگاہیں لگائے ہوئے تھے، کیونکہ وہ خود بھی جانتے تھے کہ اس کے بعد پھر کہیں سے امید کی جھلک نہیں دکھائی دینی ہے، منافقین نے بھی اپنی آخری بازی اسی پر لگادی تھی اور وہ اپنی مسجد ضرار بنا کر اس انتظار میں تھے کہ شام کی جنگ میں اسلام کی قسمت کا پانسہ پلٹے، تو ادھر اندرون ملک میں وہ اپنے فتنہ کا علم بلند کریں، یہی نہیں بلکہ انہوں نے اس مہم کو ناکام کرنے کے لئے تمام ممکن تدابیر بھی استعمال کر ڈالیں، مسلمانوں کو بھی پورا احساس تھا کہ جس تحریک کے لئے ۲۲ سال سے وہ سر بکف رہے ہیں اس وقت اس کی قسمت ترازو میں ہے، اس موقع پر جرات دکھانے کے معنی یہ ہیں کہ اس تحریک کے لئے ساری دنیا پر چھا جانے کا دروازہ کھل جائے، اور کمزوری دکھانے کے معنی یہ ہیں کہ عرب میں بھی اس کی بساط الٹ جائے، چنانچہ اسی احساس کے ساتھ مجاہدین اسلام نے انتہائی جوش وخروش سے جنگ کی تیاری شروع کر دی،

---

[1] ابن ہشام۵۱۶؍۲،الروض الانف ۳۸۴؍۷،تاریخ طبری۱۰۱؍۳، البدایۃ والنہایۃ۶؍۵،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۴؍۴

أنه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حض على النفقة والحملان في سبيل الله،مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ العُسْرَةِ فَلَهُ الجَنَّةُ

نیز آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو راہ اللہ اپنا مال خرچ کرنے کی رغبت اور صدقہ وخیرات کی فضیلت بیان فرمائی۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جس نے جیش العسرہ (تنگی والے لشکر) کو ساز وسامان دے کر تیار کیا اس کے لیے جنت ہے۔ (۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایثار وقربانی:

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اپیل پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عجیب والہانہ انداز سے جہاد بالمال میں حصہ لیا، اور صدقہ وخیرات کرنے میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرنے لگے،

فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ جاء أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ بِمَالِهِ كُلِّهِ أَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ، فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هل أَبْقَيْت لأهلك شَيْئًا، قال: أَبْقَيْت لهم اللهُ وَرَسُولُهُ،وَجَاءَ عُمَرُ بِنِصْفِ مَالِهِ ، فسأله:هَلْ أَبْقَيْت لهم شَيْئًا،قَالَ: نَعَمْ، نِصْفَ مالي ، وجاء عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ بِمائَتَيْ أُوقِيَّةٍ إليه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا کل پونجی جس کی مالیت چالیس ہزار درہم تھی لا کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے ڈھیر کر دیا ،آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے دریافت فرمایا کیا اہل وعیال کے لئے کچھ چھوڑ آئے ہو؟انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے نصف مال پیش کیا،

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے دریافت فرمایا کچھ اپنے متعلقین کے لئے بھی چھوڑ آئے ہو؟انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!ہاں میں آدھا سرمایہ ان کے لئے چھوڑ آیا ہوں، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دوسو اوقیہ (تقریباً پانچ سو تولہ یا ساڑھے ۲۹ کلو) سونا یا چاندی لا کر حاضر کر دی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں برکت کی دعا دی۔ (۲)

قال: جاء عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ بِنِصْفِ مَالِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: يا رَسُول اللهِ، هذا نصف مالي أتيتك به، وتركت نصفه لعيالي، فقال النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بارك الله لك فيما أعطيت، وما أبقيت

ایک روایت میں ہے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے کر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!میں اپنا نصف مال لے آیا ہوں اور نصف اپنے اہل وعیال کے لیے چھوڑ آیا ہوں، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو تم نے دیا ہے اور جو گھر چھوڑ آئے ہوئے اللہ اس میں برکت ڈالے۔ (۳)

فَقَامَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، فَتَصَدَّقَ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ

(۱) صحيح بخارى كِتَابُ الوَصَايَا بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بِئْرًا، وَاشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلاَءِ المُسْلِمِينَ۲۷۷۸

(۲) شرح الزرقانی علی المواهب۴/۶۹

(۳) اسد الغابة۱/۶۶۷

ایک روایت میں ہے عبد الرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم لے کر حاضر ہوئے۔ ①

تصدق عَاصِمُ بْنُ عَدِيّ بِسَبْعِينَ وسقامِنْ تَمْرٍ

عجلان کے عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے ستروسق (وسق ایک اونٹ کے بار کو کہاجاتا ہے) کھجوریں پیش کر دیں۔ ②

وَقَامَ عَاصِمُ بْنُ عدىّ، فتصدّق بِمِائَة وَسْقٍ مِنْ تَمْرٍ

ایک روایت میں ہے عاصم بن عدی نے ایک سووسق کھجوریں پیش کیں۔ ③

وكان عثمان قد جهز عيرا إلى الشام فقال :يَا رَسُولَ اللهِ، هذه مائتا بعير بأقتابها وأحلاسها،ومائتا أوقية يعني من ذهب

سید ناعثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف بھیجنے کے لئے ایک تجارتی قافلہ تیار کیا تھا،انہوں نے عرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!یہ دوسواونٹ جو پالانوں اور جلوں کے ساتھ تیار ہیں،اور دوسواوقیہ سونا جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پیش خدمت ہے،اس کے بعد پھر ایک سواونٹ پالان اور کجاوے سمیت پیش کیے۔ ④

وعن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قال: جَاءَ عُثْمَانُ بن عفان بِأَلْفِ دِينَارٍ في كمه حِينَ جَهَّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فِي حِجْرِة صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فرأيت رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُهَا في حجره وَيَقُولُ: مَا ضَرَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ،اللهمّ ارْضَ عَنْ عُثْمَانَ، فَإِنِّي عَنْهُ رَاض

عبد الرحمان رضی اللہ عنہ بن سمرہ روایت کرتے ہیں کہ جیش عسرہ کی تیاری کے لئے عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار (تقریباً ساڑھے پانچ کلوسونے کے سکے)کی تھیلی بھر کر لائے،اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں پلٹ دی،میں نے دیکھارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دیناروں کو اپنی جھولی میں پلٹتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اس عمل کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل ضرر نہیں پہنچاسکے گا اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو۔ ⑤

اس طرح انہوں نے نوسواونٹ،ایک سو گھوڑے اور بہت سی نقدی پیش کی۔

قال عمران :فسمعته صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول :ولا ضَرَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بعدها

عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ نہایت مسرور ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اتنے ایثار کے بعد سید ناعثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل نقصان نہیں

---

① ابن ہشام۲؍۵۵۱

② شرح الزرقانی علی المواهب ۴؍۶۸،مغازی واقدی۳؍۹۹۱

③ ابن ہشام۲؍۵۵۱

④ شرح الزرقانی علی المواهب ۴؍۶۸

⑤ شرح الزرقانی علی المواهب ۴؍۶۸

پہنچائے گا۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَبَّابٍ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ العُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بِأَحْلاَسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيرٍ بِأَحْلاَسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلَيَّ ثَلاَثُ مِائَةِ بَعِيرٍ بِأَحْلاَسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ المِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ، مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ

عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیش عسرت کے لیے لوگوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ایک سو اونٹ پلانوں اور رجلوں سمیت دینے کا وعدہ کرتا ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے دو سو اونٹ پلانوں اور رجلوں سمیت دینے کا وعدہ کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی ترغیب فرمائی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں تین سو اونٹ پلانوں اور رجلوں سمیت دینے کا وعدہ کرتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ منبر سے نیچے اترے اور فرما رہے تھے اب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر کسی عمل کا کوئی مواخذہ نہیں، اب عثمان رضی اللہ عنہ پر کسی عمل کا کوئی مواخذہ نہیں۔ (۲)

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهم ارْضَ عَنْ عُثْمَانَ، فَإِنِّي عَنْهُ رَاضٍ

ابن ہشام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا فرمائی اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔ (۳)

قَالَ ابْنُ عُمَر لَمَّا جَهَّزَ عُثْمَانُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ قَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ اللَّهُمَّ لا تَنْسَاهَا لِعُثْمَانَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب عثمان رضی اللہ عنہ نے جیش العسرہ کے لیے بڑھ چڑھ کر سامان دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے

(۱) شرح الزرقانی علی المواہب ۶۹/۴

(۲) جامع ترمذی ابواب المناقب بَابٌ فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَلَهُ كُنْيَتَانِ، يُقَالُ: أَبُو عَمْرٍو، وَأَبُو عَبْدِ اللهِ ۳۷۰۰ ،مسندابی داودالطیالسی ۱۳۸۵، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۱۴/۵، شرح الزرقانی علی المواہب ۶۹/۴، البدایۃ والنہایۃ ۷/۵، اسدالغابۃ ۴۳۷/۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۷/۴

(۳) ابن ہشام ۵۱۸/۲، الروض الانف ۳۸۶/۷، شرح الزرقانی علی المواہب ۷۱/۴، البدایۃ والنہایۃ ۷/۵، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۶/۴

اللہ !عثمان رضی اللہ عنہ کے اس نیک عمل کو نہ بھولنا۔ (۱)

الغرض سید ناعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لیا، یہاں تک کہ اونٹ کی مہار اور پاؤں کو باندھنے کے لیے رسیاں تک مہیا کیں، اس لئے جب بلوائیوں نے انہیں اپنے گھر میں محصور کر دیا تو انہوں نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر اسی بات کو کہا تھا

عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَان بن عَفَّان يَقُول لسعد ابْن أَبِي وَقَّاصٍ وَعَلِيٍّ وَالزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ غَفَرَ اللهُ لَهُ فَجَهَّزْتُهُمْ حَتَّى مَا يَفْقِدُونَ خِطَامًا وَلَا عِقَالًا؟ قَالُوا: اللهُمَّ نَعَمْ

احنف بن قیس کہتے ہیں میں نے سید ناعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا کیا تم اللہ کے لیے گواہی دیتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کون ہے جو جیش عسرت یعنی غزوہ تبوک کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا، چنانچہ میں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا تھا، یہاں تک کہ لشکر کے لوگوں کو اونٹ کی مہار اور اس کے پاؤں کو باندھنے کے لیے رسی کی ضرورت باقی نہ رہی، یہ سن کر انہوں نے کہا اے اللہ ! عثمان رضی اللہ عنہ سچ کہہ رہے ہیں۔ (۲)

وَحَمَلَ الْعَبّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطّلِبِ عَلَيْهِ السّلَامُ إلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالًا، وَحَمَلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ إلَى النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالًا، وَحَمَلَ عَبْدُ الرّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ إلَيْهِ مَالًا، مِائَتَيْ أُوقِيّةٍ، وَحَمَلَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إلَيْهِ مَالًا، وَحَمَلَ مُحَمّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ إليه مالا

عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب، طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ، عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بہت سا چندہ دیا۔ (۳)

أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ يُقَالُ لَهُ: الْحُبْحَابُ أَبُو عَقِيلٍ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ بِتُّ أَجُرُّ بِالْجَرِيرِ اللّيْلَةَ عَلَى صَاعَيْنِ مِنْ تَمْرٍ، فَأَمَّا صَاعًا فَأَمْسَكْتُهُ لِأَهْلِي، وَأَمَّا صَاعًا فَهُوَ ذَا

قبیلہ بنوانیف کے ابو عقیل (حبحاب، یا عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن ثعلبہ) نے جو بہت غریب تھے رات بھر اپنی پیٹھ پر بوجھ ڈھوتے رہے جس کے صلہ میں دو صاع کھجوریں ملیں، انہوں نے صبح حاضر ہو عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ! میرے پاس کھجوروں کے دو صاع تھے، ایک میں نے اپنے بچوں کے لئے روک لیا اور ایک لے آیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی جمع شدہ مال میں ڈال دینے کو فرمایا۔ (۴) عَنْ

(۱) الكامل في ضعفاء الرجال۲۶۶/۴،تاريخ دمشق لابن عساكر۳۹/۶۷

(۲) سنن نسائی کتاب الخیل بَابُ وَقْفِ الْمَسَاجِدِ۳۶۰۷ ،مسند ابی داودالطیالسی ۸۲،دلائل النبوة للبیھقی۲۱۵/۵،شرح الزرقانی علی المواھب ۷۱/۴،البدایة والنھایة ۸/۵،السیرة النبویة لابن کثیر۷/۴

(۳) مغازی واقدی۹۹۱/۳

(۴) اسد الغابة۶۶۷/۱،الإصابة في تمييز الصحابة۲۳۳/۷،معجم الصحابة للبغوی ۱۶۶/۲،معرفة الصحابة لابن منده۴۰۸/۱،معرفة الصحابة لابی نعیم۸۷۵/۲

أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ، فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ، وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ: إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا، وَمَا فَعَلَ هَذَا الآخَرُ إِلَّا رِئَاءً، فَنَزَلَتْ: {الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ، وَالَّذِينَ لاَ يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ} (۱)" الآيَةَ

اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب ہمیں خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم مزدوری پر بوجھ اٹھاتے (اور اس کی مزدوری صدقہ میں دے دیتے) چنانچہ ابوعقیل رضی اللہ عنہ اسی مزدوری سے آدھا صاع خیرات لے کر آئے، اور ایک دوسرے صحابی (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) اس سے زیادہ لائے، اس پر منافقوں نے کہا کہ اللہ کو اس (عقیل رضی اللہ عنہ) کے صدقہ کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اس دوسرے (عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف) نے تو محض دکھاوے کے لیے اتنا بہت سا صدقہ دیا ہے، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ایسے لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں اور خصوصاً ان لوگوں پر جنہیں بجز ان کی محنت مزدوری کے لیے کچھ نہیں ملتا۔ (۲)

أَبُو خَيْثَمَةَ الأنصاري اسمه مَالِكِ بْنِ قَيْسِ. قيل: هو أحد من تصدّق بصاع ، فلمزه المنافقون

ابوخیثمہ انصاری جن کا نام مالک بن قیس تھا نے ایک صاع کھجوریں لے کر آئے تو منافقین نے ان کا مذاق اڑایا۔ (۳)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ، كُنَّا نُحَامِلُ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيرٍ، فَقَالُوا: مُرَائِي، وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ، فَقَالُوا: إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هَذَا، فَنَزَلَتْ: {الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لاَ يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ} (۴) " الآيَةَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب اللہ تعالیٰ نے صدقہ کی آیت نازل فرمائی تو جب کوئی شخص ڈھیر سا مال لاتا تو منافقین کہتے یہ تو ریاکاری، دکھاوا ہے اور اگر کوئی شخص ایک صاع یا کم لاتا تو کہتے اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اسے اس کے صاع کی کوئی ضرورت نہیں ہے، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ایسے لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں اور خصوصاً ان لوگوں پر جنہیں بجز ان کی محنت مزدوری کے لیے کچھ نہیں ملتا۔ (۵)

كان عُلْبَةُ بْنُ زَيْدٍ بن حارثة رجلا من أصحاب النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فلما حض على الصَّدَقَة جاء كلّ رجل منهم بطاقته وما عنده،فقال عُلْبَةُ بْنُ زَيْدٍ: اللهُمَّ إِنِّي أَتَصَدَّقُ بِعِرْضِي عَلَى مَنْ نَالَهُ مِنْ خَلْقِكَ، فأمر رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مناديا، فنادى: أين المتصدق بعرضه البارحة؟فقام علبة، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(۱) التوبة: 79

(۲) صحيح بخارى كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ المُطَّوِّعِينَ مِنَ المُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ۴۶۶۸

(۳) الإصابة في تمييز الصحابة۷/۹۳

(۴) التوبة: 79

(۵) صحيح بخارى كِتَابُ الزَّكَاةِ بَابُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ۱۴۱۵

وَسَلَّم: إِنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ قَبِلَ صَدَقَتَكَ
علبہ رضی اللہ عنہ بن زید بن حارثہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے ،جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا کہا تو ہر کوئی اپنی طاقت کے مطابق لے کر حاضر ہو گیا مگر علبہ بن زید بن حارثہ انصاری کے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہ تھا،وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے اللہ!میرے پاس کچھ نہیں جس کا صدقہ کروں ،اے اللہ!میں اپنی عزت کا صدقہ کرتا ہوں تیری مخلوق میں سے جو اسے لینا چاہیے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا اس نے پکار لگائی رات اپنی عزت کا صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ علبہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے تمہارا صدقہ قبول فرمایا ہے۔[1]

حَتّٰی إِنْ کُنّ النساء لیعنّ بکلّ ما قدرن علیه قَالَتْ أُمّ سِنَانٍ الْأَسْلَمِيّةُ: لَقَدْ رَأَيْت ثَوْبًا مَبْسُوطًا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِيهِ مِسْكٌ ، وَمَعَاضِدُ ، وَخَلَاخِلُ وَأَقْرِطَةٌ وَخَوَاتِيمُ، وَخَدَمَاتٌ، مِمّا يَبْعَثُ بِهِ النّسَاءُ يُعِنّ بِهِ الْمُسْلِمِينَ فِي جِهَازِهِمْ

عورتوں نے بھی بخل سے کام نہ لیا اور اپنی اپنی طاقت کے مطابق کنگن ،بازو بند ،پازیبیں ،ڈنڈیاں اور انگوٹھیاں بھیجیں۔[2]

الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن نے اپنی اپنی ہمت وبساط کے مطابق اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا،جو ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہ لے سکے انہیں مدت العمر اس کا قلق رہا۔

منافقین کا کردار:

مگر بڑے بڑے مال دار منافقین نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کچھ خرچ نہ کیا اپنے ہاتھ روکے بیٹھے رہے ،بلکہ اپنے ایک ساتھی سویلم یہودی کے گھر کو مرکز بنا کر جہاد فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر صدقہ وخیرات کرنے والے مسلمان مردوں اور عورتوں کو روکنے کے لئے ان پر باتیں چھانٹنی شروع کر دیں ،اگر کوئی ذی استطاعت مسلمان اپنی حیثیت کے مطابق یا اس سے بڑھ کر کوئی بڑی رقم اللہ کی راہ میں پیش کرتا تو یہ اس پر ریاکاری کا الزام لگاتے ،اور اگر کوئی مفلس مسلمان اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر کوئی چھوٹی سی رقم حاضر کرتا ،یا رات بھر محنت مزدوری کر کے کچھ کھجوریں حاصل کرتا اور وہی لا کر پیش کر دیتا ،تو یہ اس پر آوازے کستے کہ لو اس کی اس قلیل رقم سے روم کے قلعے فتح کیے جائیں ،

قَالَ:بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ نَاسًا مِنْ الْمُنَافِقِينَ يَجْتَمِعُونَ فِي بَيْتِ سُوَيْلِمٍ الْيَهُودِيِّ، وَكَانَ بَيْتُهُ عِنْد جاسوم ، يشبّطون النّاسَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بَيْتَ سُوَيْلِمٍ

بالآخر تبوک روانگی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ منافقین سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہو کر جاسوسی کا کام سرانجام دے رہے ہیں ،اور لوگوں کو غزوہ تبوک میں شرکت سے روکنے کی کوشش کر رہے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک

[1] اسد الغابة ۷۷/۴، الإصابة في تمييز الصحابة ۴۵۰/۴

[2] مغازی واقدی ۹۹۱/۳

جماعت کے ساتھ اس کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے گھر کو آگ لگا دیں چنانچہ انہوں نے اس کے گھر کو جلا کر راکھ کر دیا۔[۱]
اس موقعہ پر بعض لوگوں کی طرف سے سستی کا مظاہرہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سب کی طرف منسوب فرما کر سورہ توبہ کی آیات نازل فرمائیں جس میں مسلمانوں کو زجر و توبیخ کی گئی۔

سورہ توبہ آیات ۳۸ تا ۴۷

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو،

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر ریجھ گئے ہو، سنو! دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں کچھ

اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ

یونہی سی ہے، اگر تم نے کوچ نہ کیا تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک سزا دے گا اور تمہارے سوا اور لوگوں کو

شَيْـًٔا ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ

بدل لائے گا، تم اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اگر تم ان (نبی ﷺ) کی مدد نہ کرو

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین

عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ

اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی

---

[۱] ابن ہشام۲؍۵۱۷،الروض الانف۷؍۳۸۵،البدایۃ والنہایۃ۵؍۷،شرح الزرقانی علی المواہب ۴؍۷۲، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۴؍۶

وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ (التوبۃ۳۸تا۴۰)

اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی سرزنش فرمائی جو لوگ غزوہ تبوک کے موقع پر پیچھے رہ گئے تھے اور جہاد میں شریک نہ ہو سکے تھے، فرمایا اے لوگو! کیا تم ایمان کے تقاضوں اور یقین کے داعیوں کو نہیں جانتے؟ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں سبقت کی جائے، اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد کی طرف سرعت سے بڑھا جائے، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو راحت و آرام کی طرف مائل ہو کر سستی کا مظاہرہ کر رہے ہو، کیا تم آخرت کی ابدی اور لازوال انواع و اقسام کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی چند فانی چیزوں پر ریجھ بیٹھے ہو، جس دنیا کی طرف تم مائل ہو اس کا نفع عارضی اور تھوڑا ہے اور آخرت میں کام آنے والی چیز نہیں، اللہ کے ہاں تو وہ چیز کام آئے گی جسے تم نے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے قربان کیا ہو گا، جس کی محبت پر تم نے اللہ اور اس کے دین کی محبت کو ترجیح دی ہو گی، مگر اس کے باوجود تم نے عارضی زندگی کے تھوڑے نفع کو آخرت کی ابدی نعمتوں پر ترجیح دے رکھی ہے، جبکہ آخرت تمام نعمتوں کی جامع ہے جس میں وہ سب کچھ ہو گا نفس جس کی خواہش کریں گے اور آنکھ جس سے لذت حاصل کریں گی، اور اس کے انعام یافتہ بندے ہمیشہ اس میں رہیں گے،

قَالَ: سَمِعْتُ الْمُسْتَوْرِدَ، أَخَا بَنِي فِهْرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَاللَّهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هَذِهِ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ» يَعْنِي الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ

مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی کو دریا میں ڈالے، اور پھر دیکھے تو وہ کتنی تری دریا میں سے لاتا ہے (تو جتنا پانی انگلی میں لگا رہتا ہے وہ گویا دنیا ہے اور وہ دریا آخرت ہے، یہ نسبت دنیا کو آخرت سے ہے اور چونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت دائمی ہے اس واسطے اس سے بھی کم ہے)۔[1]

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ مَرْوَانَ الْوَفَاةُ قَالَ: ائْتُونِي بِكَفَنِي الَّذِي أُكَفَّنُ فِيهِ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَلَمَّا وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ نَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَمَا لِي مِنْ كَثِيرٍ؟ مَا أُخْلَفُ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا هَذَا؟ ثُمَّ وَلَّى ظَهْرَهُ فَبَكَى وَهُوَ يَقُولُ: أُفٍّ لَكِ مِنْ دَارٍ إِنْ كَانَ كَثِيرُكِ لَقَلِيلٌ وَإِنْ كَانَ قَلِيلُكِ لَقَصِيرٌ وَإِنْ كُنَّا مِنْكِ لَفِي غُرُورٍ

عبدالعزیز بن ابو حازم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے جب عبدالعزیز بن مروان کی وفات کا وقت قریب آیا تو کہنے لگا میرے پاس وہ کفن لاؤ جو مجھے پہنایا جائے گا تاکہ میں اسے دیکھ لوں، جب کفن ان کے سامنے رکھ دیا گیا تو انہوں نے اسے دیکھا، اور کہا کیا میرے لیے اس سے بڑا کفن نہیں ہے؟ کیا مجھے دنیا کی چیزوں میں سے صرف یہ کفن ہی ملے گا، پھر انہوں نے رخ پھیر لیا اور رونے لگے، اور یہ کہنے لگے اے دنیا کے گھر تجھ پر بہت افسوس! تیرا زیادہ مال بھی تھوڑا ہے، اور جو تھوڑا ہے وہ تو بہت ہی تھوڑا ہے، مگر ہم تیرے بارے میں دھوکے

[1] صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۷۱۹۷، مسند احمد ۱۸۰۰۹،ابن سعد ۱۲۷/۶

میں پڑے ہوئے ہیں۔[1]

پھر اللہ تعالیٰ نے ترک جہاد پر تنبیہ فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جہاد کے عام بلاوا پر اگر تم جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نہ نکلو گے تو تمہارا ایمان معتبر نہیں ہے، چنانچہ اس جرم میں اللہ تعالیٰ تم کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا، اور اس بات کو یاد رکھو اللہ کا کام کچھ تم پر منحصر نہیں ہے کہ تم نہیں کرو گے تو وہ پورا نہیں ہو گا، حقیقتاً یہ تو اللہ کا فضل و کرم ہے کہ وہ تمہیں اپنے دین کی خدمت کا موقعہ عطا فرما رہا ہے، لیکن اگر تم اپنی سستی اور نادانی سے یہ سنہری موقعہ گنوا دو گے، تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو جہاد فی سبیل اللہ کی توفیق بخش دے گا، اور پھر تم نامراد رہ جاؤ گے، اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے، جیسے فرمایا

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝۳۸ [2]

ترجمہ: اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

اللہ مالک الملک ہے اور اس کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، اس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے سفر ہجرت کے ایک واقعہ کی جانب اشارہ فرمایا کہ اگر تم رسول اللہ ﷺ کی مدد نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کا محتاج نہیں ہے، اس نے اپنے پیغمبر کی اس وقت بھی مدد فرمائی تھی جب کفار نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے منصوبے کو علمی جامہ پہنانے کی بھرپور کوشش کی اور آپ کو مکہ مکرمہ سے نکلنے پر مجبور دیا تھا، اور آپ ﷺ بحکم الٰہی صرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلہ پر غار ثور میں تین دن تک پناہ گزین ہوئے تھے، اور جب خون کے پیاسے غضب ناک چند کفار آپ کو طرف تلاش کرتے ہوئے غار تک پہنچ گئے جس میں آپ نے پناہ لے رکھی تھی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سخت خوف لاحق ہوا کہ مبادہ کسی دشمن کو علم نہ ہو جائے اور وہ آپ ﷺ کو کوئی ایذا نہ پہنچائے،

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْغَارِ: وَقَالَ مَرَّةً: وَنَحْنُ فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ ، قَالَ فَقَالَ:يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی جب ہم غار میں تھے، اگر ان مشرکین نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو یقیناً ہمیں دیکھ لیں گے (مگر رسول اللہ ﷺ کے اطمینان میں ذرا فرق نہ آیا) آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسکین دیتے ہوئے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے، یعنی غم نہ کھاؤ اللہ کی مدد و نصرت اور تائید ہمارے ساتھ ہے۔[3]

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم۱۷۹۷،۶

[2] محمد۳۸

[3] مسنداحمد۱۱،صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ بَابُ مَنَاقِبِ المُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ ۳۶۵۳، وکتاب التفسیر سورۃ التوبۃ بَابُ قَوْلِهِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا ۴۶۶۳ ،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۶۱۶۹، مسنداحمد۱۱،زادالمعاد۴۸،۳،دلائل النبوۃ للبیہقی۴۸۰،۲

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مصیبت اور خوف کے اوقات میں ان پر ثابت قدمی، طمانیت اور ایسا سکون نازل فرمایا جو دل کی مضبوطی کا باعث ہوتا ہے، اور اپنے رسول کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں جو تم نے نہیں دیکھیں (یعنی فرشتوں کو مدد کے لیے نازل کیا) اور کفار کو بے یار و مدد گار چھوڑ دیا اور کلمہ تو ہمیشہ ہمیشہ اللہ ہی کی بلند ہے،

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ: يُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، فَأَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ:مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ العُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی ایک شخص حمیت کے لیے لڑتا ہے، ایک شخص شجاعت کے لیے لڑتا ہے، ایک شخص ریاکاری کے لیے لڑتا ہے، ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس لیے لڑائی کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کی بات کو سر بلندی حاصل ہو تو وہ اللہ کے رستے میں لڑنے والا ہے۔[1]

اللہ ہی کا لشکر ہمیشہ ہی غالب رہتا ہے، اللہ ہی غالب ہے نہ کوئی اس پر غالب آ سکتا ہے اور نہ کوئی بھاگ کر اس سے بچ سکتا ہے، وہ تمام اشیاء کو ان کے مناسب مقام پر رکھتا ہے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ

نکل کھڑے ہو جاؤ ہلکے پھلکے ہو تو بھی اور بھاری بھر کم ہو تو بھی، اور راہ رب میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو

ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا

یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو، اگر جلد وصول ہونے والا مال و اسباب ہو یا اور ہلکا سا سفر ہوتا

لَّاتَّبَعُوْكَ وَ لٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

تو یہ ضرور آپ کے پیچھے ہو لیتے لیکن ان پر تو دوری اور دراز کی مشکل پڑ گئی، اب تو یہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے

لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ

کہ اگر ہم میں قوت اور طاقت ہوتی تو ہم یقیناً آپ کے ساتھ نکلتے، یہ اپنی جانوں کو خود ہی ہلاکت میں ڈال رہے ہیں

وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ (التوبۃ ۴۱،۴۲)

ان کے جھوٹا ہونے کا سچا علم اللہ کو ہے۔

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا المُرْسَلِينَ ۷۴۵۸

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، قَالَ:أَوَّلُ مَا نَزَلَ مِنْ بَرَاءَةَ: {انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا}۔ [1]
مسلم بن صبیح کہتے ہیں سورہ برات کی پہلی آیت یہی ''نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل۔'' نازل ہوئی۔

جس میں بیمار یا مجبور کے سوا مسلمانوں کے ہر فرد کو چاہیے وہ جوان ہے یا بوڑھا، امیر ہے یا غریب سب کو حکم دیا گیا کہ ساز وسامان کی کثرت ہے یا بے سروسامانی، سواریاں موجود ہیں یا فقدان ہے، حالات موافق ہیں یا ناموافق تمام احوال میں بلاعذر رسول اللہ ﷺ کی دعوت جہاد پر کھڑے ہو جائیں اور دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے اپنے مال بھی اس راہ میں خرچ کریں، اگر تمہیں علم ہو تو گھر میں بیٹھ رہنے کی نسبت جان و مال سے جہاد کرنا تمہارے لئے بہتر ہے، اس میں تمہیں دینوی فائدہ تو یہ ہوگا کہ تم جان و مال سے تھوڑی کوشش کرو گے مگر انعام کے طور پر اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا، بلند درجات کا حصول، دین کی نصرت اور غنیمت زیادہ ملے گی اور آخرت کے منافع سے بڑھ کر کوئی نفع نہیں،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ، لاَ يُخْرِجُهُ إِلَّا الجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کے کلام (اس کے وعدے) کو سچ جان کر اللہ کے راستے میں جہاد کرے، جہاد کی نیت سے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے یا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہید کر کے جنت میں لے جائے گا، یا اس کو اجر و ثواب اور مال غنیمت دلا کر سلامتی کے ساتھ واپس لوٹا لائے گا۔ [2]

جیسے فرمایا

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ [3]

ترجمہ: تمہیں جنگ کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے، ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو اور وہی تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بری ہو، اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ:أَسْلِمْ قَالَ: أَجِدُنِي كَارِهًا. قَالَ:أَسْلِمْ، وَإِنْ كُنْتَ كَارِهًا
انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا دعوت اسلام قبول کرلو، اس نے کہا مجھے یہ ناپسند ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اسلام قبول کرلو خواہ یہ تمہیں ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔ [4]

[1] التوبة: 41 ".

[2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لَكُمُ الغَنَائِمُ ۳۱۲۳ ، صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالْخُرُوجِ فِي سَبِيلِ اللهِ۴۸۶۱

[3] البقرة۲۱٦

[4] مسند احمد۱۲۰٦۱

اے نبی ﷺ! جو لوگ جھوٹے عذر کے ساتھ تمہارے پاس آ رہے ہیں انہیں کوئی معذوری لاحق نہیں ہے، اگر سفر قریب کا ہوتا اور دینوی نفع سہل الحصول ہوتا تو یہ (منافق) لالچ میں ضرور آپ ﷺ کے ہمرکاب ہو جاتے، لیکن کھجور کی تیار فصلیں، گرمی کی ہولناک شدت، صحراؤں میں لمبے سفر کی پر صعوبتیں، اور روم جیسی سپر پاور سے مقابلہ کے خوف نے ان کو حیلے تراشنے پر مجبور کر دیا ہے، اس لئے یہ آپ کے پاس آ کر جھوٹی قسمیں کھا کر (جو گناہ کبیرہ ہے) اللہ اور اس کے رسول کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر حقیقتاً خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں، اور اللہ جو علام الغیوب ہے جانتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

اللہ تجھے معاف فرما دے تو نے انہیں کیوں اجازت دے دی؟ بغیر اس کے کہ تیرے سامنے سچے لوگ کھل جائیں

وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور تو جھوٹے لوگوں کو بھی جان لے، اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان و یقین رکھنے والے

اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾

مالی اور جانی جہاد سے رک رہنے کی کبھی بھی تجھ سے اجازت طلب نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے،

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ

یہ اجازت تو تجھ سے وہی طلب کرتے ہیں جنہیں نہ اللہ پر ایمان ہے نہ آخرت کے دن کا یقین ہے

وَ ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ (التوبۃ ۴۳ تا ۴۵)

جن کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں، اور وہ اپنے شک میں ہی سرگرداں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ جانتے ہوئے بھی منافقین کو اپنے طبعی حلم کی بنا پر رخصت عطا فرما دی تھی، اس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا چنانچہ بڑے پیار سے تنبیہ فرمائی اے نبی ﷺ! اللہ نے آپ سے درگزر فرمایا اور آپ سے جو کچھ صادر ہوا ہے اسے بخش دیا، آپ نے جہاد میں عدم شرکت کی اجازت مانگنے والوں کو عجلت میں پوری طرح تحقیق کیے بغیر اجازت کیوں دے دی،

عَنْ مُجَاهِدٍ: {عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ} قَالَ: نَاسٌ قَالُوا: اسْتَأْذِنُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ فَاقْعُدُوا

مجاہد کہتے ہیں یہ آیت کریمہ ''اے نبی ﷺ! اللہ تمہیں معاف کرے تم نے کیوں انہیں رخصت دے دی؟۔'' ان لوگوں کے بارے میں

نازل ہوئی ہے جنہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرلو اگر اجازت دے دیں تو بیٹھ رہو، اور اگر اجازت نہ دیں تو پھر بھی بیٹھ رہو۔[1]

مشکل کی اس گھڑی میں ایسی نرمی مناسب نہیں تھی، رخصت دینے کی وجہ سے ان منافقین کو اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کا موقعہ مل گیا، اگر آپ انہیں رخصت نہ دیتے تو ان کا جھوٹا دعویٰ ایمان بے نقاب ہو جاتا، اور آپ کو معلوم ہو جاتا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون، نیک و بد میں ظاہری تمیز ہو جاتی، پھر اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے اپنے جان و مال کے ذریعے سے جہاد فی سبیل اللہ ترک کرنے کی اجازت طلب کریں، بلکہ بغیر کسی عذر کے جہاد ترک کرنے کی اجازت مانگنا تو کجا، وہ تو نہایت ذوق و شوق کے ساتھ اور بڑھ چڑھ کر جہاد میں حصہ لینے کے آرزومند رہتے ہیں، اللہ متقین کو خوب جانتا ہے وہ انہیں اس بات کی جزا دے گا کہ انہوں نے تقویٰ کو قائم رکھا، آپ سے رخصت تو صرف وہی لوگ مانگتے ہیں جو اللہ اور روز آخرت پر یقین نہیں رکھتے، اگر ان کے دلوں میں ایمان کامل اور یقین صادق ہوتا تو یہ جہاد سے گریز نہ کرتے، اور نہ ان کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے، یہ گمراہ لوگ ہلاک ہونے والے ہیں۔

وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّ لٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ

اگر ان کا ارادہ جہاد کے لیے نکلنے کا ہوتا تو وہ اس سفر کے لیے سامان کی تیاری کر رکھتے لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا پسند ہی نہ تھا

فَثَبَّطَهُمْ وَ قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝۴۶ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ

اس لیے انہیں حرکت سے ہی روک دیا اور کہہ دیا گیا کہ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہی رہو، اگر یہ تم میں مل کر نکلتے بھی تو

مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ

تمہارے لیے سوائے فساد کے اور کوئی چیز نہ بڑھاتے بلکہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑا دیتے اور تم میں فتنے ڈالنے

وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۴۷

کی تلاش میں رہتے، ان کے ماننے والے خود تم میں موجود ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے،

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ

یہ تو اس سے پہلے بھی فتنے کی تلاش کرتے رہے ہیں اور تیرے لیے کاموں کو الٹ پلٹ کرتے رہے ہیں،

وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ۝۴۸ (التوبۃ ۴۶تا۴۸)

یہاں تک کہ حق آپہنچا اور اللہ کا حکم غالب آ گیا باوجود یکہ وہ ناخوشی میں ہی رہے۔

---

[1] تفسیر طبری ۲۷۳/۱۴

جہاد سے جی چرا کر پیچھے رہ جانے والے منافقین کی علامات اور قرائن سے ظاہر ہوگیا ہے کہ جہاد کے لئے نکلنے کا ان کا ارادہ ہی نہ تھا، اور ان کی وہ معذرتیں جو پیش کر رہے ہیں سب باطل ہیں، ان کا جھوٹا ہونے کے لئے یہی دلیل ہی کافی ہے کہ حکم جہاد فی سبیل اللہ اور اعلان کے باوجود ان کے اندر دین کی سر بلندی کے لئے جاں فشانی کرنے کی کوئی تڑپ و خواہش نہیں تھی، اور ناراضگی و غضب کے طور پر فرمایا اللہ ان کی شر انگیزیاں، سازشیں اور نفاق کو جانتا ہے، اس لئے اللہ نے ان کو توفیق ہی نہیں بخشی کہ یہ جہاد فی سبیل کریں، اور اللہ تعالیٰ سے انعامات و درجات حاصل کریں، بلکہ انہیں عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور معذوروں کے ساتھ گھروں میں بیٹھا دیا، منافقین کو گھروں میں بیٹھا دینے کی حکمت بیان فرمائی کہ اگر یہ آپ کے نکلتے تو اپنی بزدلی کے باعث لشکر میں بدلی کا باعث بنتے، غلط رائے اور مشورے دے کر مسلمانوں میں فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے اور تمہاری متحد جماعت میں انتشار کا باعث بنتے، یہ لوگ تمہارے درمیان اتحاد کو پارہ پارہ کر کے باہمی عداوت و نفرت پیدا کرنے کے بہت حریص ہیں اور تمہارے اندر ضعیف العقل لوگ موجود ہیں جو منافقین کے ظاہری اسلام اور چرب زبانی کی وجہ سے ان کو اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں، تو کیا آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ اگر وہ جہاد کے لئے اہل ایمان کے ساتھ نکلتے تو انہیں کتنا زیادہ نقصان پہنچتا؟ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے ان منافقین کو جہاد کی توفیق ہی نہ دی، اور اپنے مومن بندوں پر رحم اور لطف و کرم کرتے ہوئے ان کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنے سے ان کو روک دیا، تاکہ وہ ان کے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں، جس سے ان کو کوئی فائدہ پہنچنے کی بجائے نقصان پہنچتا،

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ:كَانَ الَّذِينَ اسْتَأْذَنُوهُ فِيمَا بَلَغَنِي مِنْ ذَوِي الشَّرَفِ مِنْهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، وَالْجَدُّ بْنُ قَيْسٍ، وَكَانُوا أَشْرَافًا فِي قَوْمِهِمْ، فَثَبَّطَهُمُ، اللهُ لِعِلْمِهِ بِهِمْ أَنْ يَخْرُجُوا مَعَهُمْ فَيُفْسِدُوا عَلَيْهِ جُنْدَهُ

محمد بن اسحاق نے لکھا ہے جیسا کہ مجھے روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرنے والے عبداللہ بن ابی ابن سلول اور جد بن قیس جیسے لوگ تھے، جو اپنی قوم میں ممتاز اور صاحب حیثیت شمار ہوتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ملنے جلنے ہی نہ دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اگر یہ لوگ آپ کے ساتھ نکلے تو آپ کے لشکر کو خراب کریں گے۔[1]

اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے، اور ان منافقین کا یہ پہلا کام نہیں ہے، اس سے پہلے بھی ان کی شر انگیزیاں ظاہر ہو چکی ہیں یعنی جب تم لوگوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو اس وقت بھی انہوں نے فتنہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کی تھی، انہوں نے تمہاری دعوت کو ناکام کرنے اور تمہیں تنہا کرنے کی حیلہ سازیاں کہیں اور اس میں انہوں نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی، یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کو غزوہ بدر میں فتح و غلبہ عطا فرمایا جو ان کے لئے بہت ہی ناگوار تھا، غزوہ احد کے موقعہ پر بھی ان منافقین نے راستے سے واپس ہو کر مشکلات پیدا کرنے اور اس کے بعد بھی ہر موقعہ پر بگاڑ کی کوشش کرتے رہے حتی کہ مکہ مکرمہ فتح ہوگیا اور اکثر عرب مسلمان ہو گئے جس پر کف حسرت و افسوس مل رہے ہیں۔

---

[1] تفسیر طبری ۲۷۷/۱۴

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّقُوۡلُ ائۡذَنۡ لِّیۡ وَ لَا تَفۡتِنِّیۡ ؕ اَلَا فِی الۡفِتۡنَۃِ سَقَطُوۡا ؕ

ان میں سے کوئی تو کہتا ہے مجھے اجازت دیجئے مجھے فتنے میں نہ ڈالیے، آگاہ رہو وہ فتنے میں پڑ چکے ہیں

وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیۡطَۃٌۢ بِالۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۴۹﴾ اِنۡ تُصِبۡکَ حَسَنَۃٌ تَسُؤۡهُمۡ ۚ

اور یقیناً دوزخ کافروں کو گھیر لینے والی ہے ،آپ کو اگر کوئی بھلائی مل جائے تو انہیں برا لگتا ہے

وَ اِنۡ تُصِبۡکَ مُصِیۡبَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا قَدۡ اَخَذۡنَاۤ اَمۡرَنَا مِنۡ قَبۡلُ وَ یَتَوَلَّوۡا وَّ هُمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۵۰﴾

اور کوئی برائی پہنچ جائے تو کہتے ہیں ہم نے اپنا معاملہ پہلے سے درست کر لیا تھا، مگر وہ تو بڑے ہی اتراتے ہوئے لوٹتے ہیں،

قُلۡ لَّنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوۡلٰىنَا ۚ

آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے،

وَ عَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾ (التوبۃ۴۹تا۵۱)

مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ فِي جِهَازِهِ ذَلِكَ لِلْجَدِّ بْنِ قِيسٍ أَحَدِ بَنِي سَلِمَةَ: يَا جَدُّ، هَلْ لَكَ الْعَامَ فِي جِلَادِ بَنِي الْأَصْفَرِ ؟ فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللهِ، أَوْ تَأْذَنُ لِي وَلَا تفتنّى؟ فو الله لَقَدْ عَرَفَ قَوْمِي أَنَّهُ مَا مِنْ رَجُلٍ بِأَشَدَّ عُجْبًا بِالنِّسَاءِ مِنِّي، وَإِنِّي أَخْشَى إِنْ رَأَيْت نِسَاءَ بَنِي الْأَصْفَرِ أَنْ لَا أَصْبِرَ،فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَقَالَ: قَدْ أَذِنْتُ لَكَ

انہی دنوں میں رسول اللہ ﷺ نے ایک منافق جد بن قیس سے جو بڑا شوم و بخیل تھا اور قبیلہ بنوسلمہ کا رئیس اعظم تھا فرمایا، اے جد! کیا رومیوں سے جہاد کا ارادہ رکھتے ہو؟

وہ بولا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے معاف رکھیں اور مجھے فتنہ میں مبتلا کریں، واللہ! میری قوم جانتی ہے کہ میں حسین وجمیل عورتوں کو دیکھ کر بے قابو ہو جاتا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ میں رومیوں کی پری جمال نازنینوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکوں گا اور گناہ میں مبتلا ہو جاؤں گا اس لئے مجھے اس جہاد کی شرکت سے معذور رکھیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا اور اس کو پیچھے رہنے کی اجازت دے دی۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ سَيِّدُكُمْ يَا بَنِي سَلَمَةَ؟ قَالُوا: الْجَدُّ بْنُ قَيْسٍ إِلَّا أَنَّ فِيهِ بُخْلًا، قَالَ:وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَى مِنَ الْبُخْلِ، بَلْ سَيِّدُكُمْ بِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ

[1] ابن ہشام۲؍۵۱۶ ،الروض الانف۷؍۳۸۴،عیون الاثر۲؍۲۶۷ ،زادالمعاد۳؍۴۶۱،البدایۃ والنہایۃ۵؍۶،تاریخ طبری ۳؍۱۰۱،دلائل النبوۃ للبیہقی ۵؍۲۱۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۴؍۵

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنوسلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ سردار تو جد بن قیس ہے مگر وہ بخیل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخل سے بڑھ کر اور کیا بیماری ہوسکتی ہے؟ لہذا تمہارا سردار بشر بن براء بن معرور ہے۔ [1]
اس کے بارے میں آیت ''ان میں سے کوئی ہے جو کہتا ہے کہ مجھے رخصت دے دیجئے اور مجھ کو فتنے میں نہ ڈالیے، سن رکھو! فتنے ہی میں تو یہ لوگ پڑے ہوئے ہیں اور جہنم نے ان کافروں کو گھیر رکھا ہے۔'' نازل ہوئی کہ یہ منافقین کہتے تھے مجھے پیچھے رہنے کی اجازت دیں اور مجھے گھر سے نکلنے کے باعث فتنے میں نہ ڈالیں، یہی لوگ تو درحقیقت کفرواسلام کی فیصلہ کن کشمکش کے موقع پر اسلام کی حمایت سے پہلوتہی کر کے فتنے میں مبتلا ہیں، جس سے بڑھ کر کسی فتنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اور انہیں وعید سنائی کہ تقویٰ کا ڈھونگ رچا کر تم جہنم سے بچ نہیں پاؤ گے، مرنے کے بعد جہنم کافروں کو گھیر لینے والی ہے جس سے فرار یا گلوخلاصی کا کوئی راستہ نہیں، کوئی جائے پناہ نہیں، اور منافقین کی خبث باطنی اور غایت درجے کی عداوت کے بارے میں فرمایا کہ جب تمہیں کسی معرکہ میں فتح ونصرت ملتی ہے اور مجاہدین غنیمت حاصل کرتے ہو تو انہیں رنج وتکلیف ہوتی ہے، اور جب تمہیں کوئی نقصان پہنچتا ہے تو خوشی کے مارے بغلیں بجانے لگتے ہیں، اور اپنی چالاکی کے افسانے گاتے ہوئے کہتے ہیں ہم نے اس سے پہلے اپنا بچاؤ کر لیا تھا جس کی وجہ سے ہم اس مصیبت میں گرفتار ہونے سے بچ گئے، اللہ تعالیٰ نے منافقین کے قول کا جواب میں مسلمانوں کے صبروثبات اور حوصلے کے لئے فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ انہیں فرمادیں راحت ورنج سب اللہ کی منشا کے ماتحت ہیں، ہمارے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں، ہمیں وہی ملے گا جو کچھ اللہ نے لوح محفوظ میں ہمارے مقدر میں لکھ رکھا ہے، اللہ ہی ہمارے تمام دینی اور دنیاوی امور کا سرپرست ہے، جو عالم اسباب کا حاکم ہے اور ہم اس کی قضاوقدر پر راضی ہیں اور اہل ایمان کو اپنے مطلوب ومقصود کی تحصیل کی خاطر اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے، جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ کبھی خائب وخاسر نہیں ہوتا اور جو غیروں پر تکیہ کرتا ہے تو وہ اپنی امیدوں کے حصول میں ناکام رہے گا۔

قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡدَى الۡحُسۡنَيَيۡنِ ؕ وَ نَحۡنُ نَتَرَبَّصُ

کہہ دیجئے کہ تم ہمارے بارے میں جس چیز کا انتظار کر رہے ہو وہ دو بھلائیوں میں سے ایک ہے اور ہم تمہارے حق میں

بِكُمۡ اَنۡ يُّصِيۡبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖۤ اَوۡ بِاَيۡدِيۡنَا ۖ

اس کا انتظار کرتے ہیں کہ یا اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے کوئی سزا تمہیں دے یا ہمارے ہاتھوں سے،

فَتَرَبَّصُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ مُّتَرَبِّصُوۡنَ ۝۵۲ (التوبۃ ۵۲)

پس ایک طرف تم منتظر رہو دوسری جانب تمہارے ساتھ ہم بھی منتظر ہیں۔

کفرواسلام کی اس کشمکش میں حصہ لینے کے بجائے منافقین دور بیٹھ کر کمال دانشمندی سے جائزہ لینا چاہتے تھے کہ رومیوں کی تربیت یافتہ

[1] مستدرک حاکم ۴۹۶۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۶۳

اور کثیر فوج سے ٹکرا کر بے سروساماں مسلمانوں کا انجام کیا ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتح یاب ہوتے ہیں یا رومیوں جیسی سپر پاور سے ٹکرا کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ جن دو نتیجوں میں سے ایک کے ظہور کا تمہیں انتظار ہے اہل ایمان کے لئے تو میدان جنگ میں کامیابی یا شہادت دونوں ہی سراسر بھلائی ہیں، اگر وہ دشمنوں کے مقابلے میں فتح یاب ہوں تو اس کی بھلائی ہونا تو ظاہر ہی ہے یعنی غنیمت و اجر عظیم، لیکن اگر اپنے مقصد عظیم کی راہ میں جانیں لڑاتے ہوئے شہید جائیں، شہادت جو مخلوق کے لئے سب سے اعلیٰ درجہ اور اللہ کے ہاں سب سے ارفع مقام ہے تب بھی دنیا کی نگاہ میں چاہئے یہ انتہائی ناکامی ہو، مگر حقیقت میں یہ بھی ایک دوسری کامیابی ہے، اس لئے کہ مومن کی کامیابی و ناکامی کا معیار یہ نہیں کہ اس نے کوئی علاقہ فتح کیا یا نہیں، یا کوئی حکومت قائم کر دی یا نہیں، بلکہ اس کا معیار یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے اپنے دل و دماغ اور جسم و جاں کی ساری قوتیں، صلاحتیں لڑا دیں یا نہیں، یہ کام اگر اس نے کر دیا تو در حقیقت وہ کامیاب ہے خواہ دنیا کے اعتبار سے اس کی سعی کا نتیجہ صفر ہی کیوں نہ ہو، مگر ہم تمہارے معاملے میں دو برائیوں میں سے ایک برائی کا انتظار کر رہے ہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ آسمان سے تم پر عذاب نازل کر دے جس سے تم ہلاک ہو کر جہنم واصل ہو جاؤ، یا ہمیں تم پر مسلط کر کے ہمارے ہاتھوں سے تمہیں قتل کرنے یا قیدی بننے وغیرہ قسم کی سزائیں دے، وہ دونوں باتوں پر قادر ہے ،اب تم انتظار کرو کہ اللہ تمہارے بارے میں کیا فیصلہ فرماتا ہے ہم بھی اللہ کے فیصلے کے منتظر ہیں، دیکھیں پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾

کہہ دیجئے کہ تم خوشی یا ناخوشی کسی طرح بھی خرچ کرو قبول تو ہرگز نہ کیا جائے گا یقیناً تم فاسق لوگ ہو،

وَ مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ

کوئی سبب ان کے خرچ کی قبولیت کے نہ ہونے کا اس کے سوا نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں

وَ لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى وَ لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور بڑی کاہلی سے ہی نماز کو آتے ہیں اور برے دل سے ہی خرچ کرتے ہیں ،

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ

پس آپ کو ان کے مال و اولاد تعجب میں نہ ڈال دیں اللہ کی چاہت یہی ہے کہ اس سے انہیں دنیا کی زندگی میں ہی سزا دے

الدُّنْيَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ (التوبۃ۵۳تا۵۵)

اور ان کے کفر ہی کی حالت میں ان کی جانیں نکل جائیں۔

منافقوں کو تنبیہ: منافقین رومیوں کے مقابلے میں جانے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے، مگر یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ ان کا نفاق مسلمانوں پر

ظاہر ہو جائے، اس لئے جہاد پر نہ جانے کی تو رخصت چاہتے تھے مگر بادل نخواستہ مالی تعاون کے لئے کہتے تھے، اس پر اللہ باری تعالیٰ نے منافقین کو وعید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مال قبول کرتا ہے جو ایمان ویقین کامل اور دلی رغبت کے ساتھ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں، یعنی متقیوں کے اعمال قبول کیے جاتے ہیں، جیسے فرمایا

...قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾ [1]

ترجمہ: اس نے جواب دیا اللہ تو متقیوں ہی کی نذریں قبول کرتا ہے۔

تمہارے دلوں میں تو ایمان کی تڑپ، ولولہ ہی نہیں، اس لئے چاہئے تم اپنے مال خوشی سے خرچ کرو یا دل کی تنگی کے ساتھ دکھاوے کے طور پر، بہرحال وہ قبول نہیں کیے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے منافقین کے صدقات کے عدم قبول کی تین دلیل بیان فرمائیں۔

تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ کفر کیا ہے۔ خالق کائنات کی بندگی (نماز) جو افضل ترین بدنی عبادت ہے کی طرف بلایا جاتا ہے تو کیونکہ نہ یہ نماز پر ثواب کی امید رکھتے ہیں اور نہ اس کے ترک پر انہیں سزا کا خوف ہے، یعنی خوف ورجا سے محروم ہیں، اس لئے نشاط قلب سے نہیں آتے بلکہ یہ بلاوا ان پر گراں گزرتا ہے اس لئے سست وکاہل ہو کر آ ٹھتے ہیں۔ ان کے دلوں میں مال ودولت کی اتنی محبت رسی بسی ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں خوچ کرنے کو کہا جائے تو ثبات قلب اور ثواب کی امید سے نہیں بلکہ کراہت ودکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں ایک وجہ بھی عمل کی نامقبولیت کے لئے کافی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ (صفات حدوث اور سمات نقص وزوال سے) پاک ہے اور وہ پاک (حلال) مال ہی قبول فرماتا ہے۔ [2]

اور فرمایا اے مسلمانوں! کفار کی مال دولت اور کثرت اولاد سے دھوکا نہ کھانا، جیسے فرمایا

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ڏ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ [3]

ترجمہ: اور نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو دنیوی زندگی کی اس شان وشوکت کو جو ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے، وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لیے دی ہے، اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق حلال ہی بہتر اور پائندہ تر ہے۔

ہم کفار کو جو مال ودولت اور اولاد دیتے ہیں یہ ان کے لئے نعمت نہیں بلکہ آزمائش ہوتی ہے، کیونکہ وہ مال ودولت اور اولاد کی محبت کو رب کی رضا وخوشنودی پر ترجیح دے کر اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہیں، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ اسی مال ودولت، جاہ وحشمت اور اولاد کے ذریعے

[1] المائدة ۲۷

[2] صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا

[3] طه ۱۳۱

سے انہیں اپنے ذکر سے غافل کر دیتا ہے، اور انہیں چیزیں سے اسی دنیا میں ان پر عذاب مسلط کر دیتا ہے جس میں یہ پھنسے رہتے ہیں، اور جب ان پر جان کنی کا وقت آجاتا ہے تو ان کا رویہ انکار حق ہی ہوتا ہے اس لئے یہ اپنی دنیا برباد کر لینے کے بعد آخرت کے ابدی اور بہترین ثواب سے بھی محروم رہیں گے، عِیَاذًا بِاللهِ تعالی من ذلک۔

وَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ

یہ اللہ کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ تمہاری جماعت کے لوگ ہیں حالانکہ وہ دراصل تمہارے نہیں بات صرف اتنی ہے

قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝۵۶ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ

یہ ڈرپوک لوگ ہیں ،اگر یہ کوئی بچاؤ کی جگہ یا کوئی غار یا کوئی بھی سر گھسانے کی جگہ پالیں

وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝۵۷ (التوبۃ ۵۷،۵۶)

تو ابھی اس طرف لگام توڑ کر الٹے بھاگ چھوٹیں۔

منافقین مدینہ جو زیادہ تر مالدار اور سن رسیدہ لوگ تھے، مدینہ منورہ میں ان کی جائیدادیں اور پھیلے ہوئے کاروبار تھے، جہاندیدگی نے ان کو مصلحت پرست بنادیا تھا، مسلمانوں کے مدینہ منورہ پہنچنے اور دین اسلام کی پھیلاؤ کے نتیجے میں انہیں اپنے مفاد کے تحفظ کی بہترین صورت یہی نظر آئی کہ ایمان کا دعویٰ کریں مگر مخلصانہ ایمان اختیار نہ کریں، اللہ نے فرمایا وہ اپنا نفاق چھپانے کے لئے قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں حالانکہ اللہ جو علام الغیوب ہے جو دلوں کے بھیدوں اور آنکھ کی خیانت سے واقف ہے جانتا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے، انہیں اللہ کے رسول سے کوئی محبت یا انس نہیں بلکہ عناد، نفرت اور کراہت ہے، ان کی قسمیں کھانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ گردش ایام سے خائف ہیں کہ اگر ان کا حال ظاہر ہو گیا تو ان لوگوں کی جاہ و منزلت اور کاروبار وغیرہ ختم ہو جائیگا، ان کے بیوی بچے جو مخلصانہ اسلام قبول کر چکے تھے ان سے جدا ہو جائیں گے، اس لئے خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے بادل نخواستہ نمازیں پڑھ رہے ہیں، زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھ کر ادا کر رہے ہیں، آئے روز دشمن کے مقابلے کے لئے قربانیوں کے مطالبے کی مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں، اللہ نے انہیں بزدلی کا لباس اور جھوٹ کا زیور پہنا دیا ہے، یہ اس قدر بے چین ہیں کہ اگر انہیں اپنے بچاؤ کے لئے کوئی محفوظ جائے پناہ یا غار یا سر گھسانے کی جگہ پالیں تو جس وقت ان پر مصائب نازل ہوں تو یہ رسیاں تڑاتے ہوئے تیزی کے ساتھ اس میں داخل ہو کر اپنا ٹھکانا بنالیں، اور ایک بھی تمہارے پاس نظر نہیں آئے گا۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا

ان میں وہ بھی ہیں جو خیراتی مال کی تقسیم کے بارے میں آپ پر عیب رکھتے ہیں، اگر انہیں اس میں مل جائے تو خوش ہیں

وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ

اور اگر اس میں سے نہ ملا تو فوراً ہی بگڑ کھڑے ہوئے ، اگر یہ لوگ اللہ اور رسول کے دیئے ہوئے پر خوش رہتے

وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗٓ

اور کہہ دیتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی،

اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ (التوبہ ۵۹،۵۸)

ہم تو اللہ کی ذات سے ہی توقع رکھنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق تمام اہل ایمان پر مختلف چیزوں نقد مال، سونا چاندی، اموال تجارت و مویشیوں وغیرہ پر زکوۃ اور زرعی پیداوار پر عشر ایک مقررہ مقدار سے نفاذ کر دیا گیا تھا، اور انہیں ایک منظم طریقہ سے وصول اور منصفانہ طور پر مستحقین پر خرچ کیا جاتا تھا، منافقین جو خود مالدار اور صاحب حیثیت تھے مگر دولت جمع کرنے کی بھوک ختم ہونے کا نام نہیں لیتی تھی، وہ چاہتے تھے کہ انہیں کسی طرح یہ دولت سمیٹنے کا موقعہ مل جائے، جب رسول اللہ ﷺ ان صدقات کو منصفانہ انداز سے ان جگہوں پر خرچ فرماتے جن کا تعین خود اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے، تو یہ لوگ مالی مفادات کے حصول کی خواہش کو چھپا کر چھاتے انہیں زیادہ حصہ دیا جائے، یا چاہئے وہ مستحق ہوں یا نہ ہوں انہیں حصہ ضرور دیا جائے، آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کو (نعُوذُ بِاللہ) صدقات وغنائم کی تقسیم میں غیر منصف باور کراتے کہ آپ مال کی تقسیم انصاف سے نہیں بلکہ جانبداری سے کرتے ہیں،

عَنْ قَتَادَةَ، وَذُكِرَ لَنَا أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَدِيثَ عَهْدٍ بِأَعْرَابِيَّةٍ، أَتَى نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ ذَهَبًا وَفِضَّةً،فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، وَاللهِ لَئِنْ كَانَ اللهُ أَمَرَكَ أَنْ تَعْدِلَ مَا عَدَلْتَ ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلَكَ فَمَنْ ذَا يَعْدِلُ عَلَيْكَ بَعْدِي؟ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:احْذَرُوا هَذَا وَأَشْبَاهَهُ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آیا جب آپ ﷺ سونا اور چاندی تقسیم فرما رہے تھے ،اس نے کہا اے نبی (ﷺ)! اللہ کی قسم! اللہ نے اگر آپ کو عدل کرنے کا حکم دیا ہے تو آپ نے عدل نہیں کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھ پر افسوس! میرے بعد تجھ سے کون عدل وانصاف کرے گا، پھر نبی کریم ﷺ نے انہی خارجیوں کے بارے میں فرمایا اس شخص سے اور اس جیسے لوگوں سے بچ کر رہو،

فَإِنَّ فِي أُمَّتِي أَشْبَاهَ هَذَا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، فَإِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، وَذُكِرَ لَنَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أُعْطِيكُمْ شَيْئًا وَلَا أَمْنَعُكُمُوهُ إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ

میری امت میں کچھ اس طرح کے لوگ ہوں گے جو قرآن تو پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے آگے نہیں جائے گا، جب اس طرح کے لوگ

نکل آئیں تو ان سے قتال کرو، پھر جب یہ نکلیں تو ان سے لڑائی کرو، پھر جب یہ نکلیں تو پھر ان سے لڑائی کرو، ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہیں (اپنی طرف سے) کوئی چیز دیتا ہوں نہ کسی چیز کو تم سے روکتا ہوں کیونکہ میں تو خازن ہوں۔ (۱)

جس طرح ایک نومسلم صحرائی ابن ذی الخویصرہ کے بارے میں آتا ہے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ مِنْهَا، يُعْطِي النَّاسَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، اعْدِلْ، قَالَ: وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ؟ لَقَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ حنین سے لوٹ کر جعرانہ میں تھے اور بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں کچھ چاندی تھی، اور رسول اللہ ﷺ مٹھی میں لے کر بانٹ رہے تھے اور لوگوں کو دے رہے تھے، تو (بنی تمیم کا ایک شخص ذو الخویصرہ جس کا نام حرقوص تھا) ایک شخص آیا، اور اس نے کہا اے محمد (ﷺ) عدل کرو! آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر افسوس! اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا، اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ (۲)

نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ، فَقَالَ: (إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ) يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ

جب یہ شخص واپس جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے، تم میں سے ہر ایک اپنی نماز کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں، اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا، وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوں سے آگے نہیں جائے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، جب تم ان لوگوں کو ملو تو قتل کر دو، آسمان کی چھت تلے قتل ہونے والے یہ بدترین لوگ ہوں گے۔ (۳)

تمام احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔

---

(۱) تفسیر طبری ۳۰۲/ ۱۴

(۲) صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ عن ابی سعید خدری ۳۶۱۰، صحیح مسلم کتاب الزکوۃ بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِم ۲۴۴۹

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ ۳۶۱۰، وكِتَابُ المَغَازِي بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَخَالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۳۵۱، و كِتَابُ اسْتِتَابَةِ المُرْتَدِّينَ وَالمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِمْ بَابُ قَتْلِ الخَوَارِجِ وَالمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الحُجَّةِ عَلَيْهِم ۶۹۳۰، صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى قَتْلِ الْخَوَارِجِ ۲۴۶۲، جامع ترمذی أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ۳۰۰۰

پس اگر اس میں سے انہیں کچھ عنایت کر دیا جائے تو راضی ہو جاتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو ناخوش ہو جاتے ہیں، حالانکہ بندے کے لئے مناسب نہیں کہ اس کی رضا اور ناراضگی دنیاوی خواہش نفس اور کسی فاسد غرض کے تابع ہو، بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس کی خواہشات اپنے رب کی رضا کے تابع ہوں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ

جیسے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہوں جو میں لے کر آیا ہوں۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صدقات سے انہیں کم عنایت کیا تھا یا زیادہ، اگر یہ اس پر قانع رہتے اور اللہ نے انہیں جو کچھ عطا فرمار کھا ہے اس کو اپنے لئے کافی سمجھتے ہوئے عاجزی سے کہتے کہ اللہ نے ہمارے مقدر میں جو لکھ دیا ہے ہم اس پر راضی ہیں، وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اور بہت کچھ عنایت فرمائے گا، اور اس کا رسول بھی ہم کو حسب استحقاق زکوۃ اور غنایم سے استفادہ کا موقع دے گا، ہم اللہ کی خوشنودی اور فضل و کرم کی امید رکھتے ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا

صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے

وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ

اور ان کے لیے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرضداروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶۰ (التوبۃ ۶۰)

اور مسافروں کے لیے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

زکوۃ و صدقات کا مصرف اللہ کے حکم کے تحت ہے: طعن کا دروازہ بند کرنے کے لئے صدقات واجبہ کے مستحق لوگوں کا تذکرہ کیا گیا کہ صدقات و خیرات کی تقسیم پیغمبر کی مرضی پر موقوف نہیں، بلکہ ہمارے بتلائے ہوئے آٹھ مصرف ہیں جن پر یہ رقم خرچ کی جائے گی، جیسے فقیر و مسکین یعنی وہ حاجت مند جو اپنی حاجات و ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مطلوبہ رقم اور وسائل سے محروم ہوں، بعض نے فقیر کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یا جس سے کفایت ہو سکتی ہو اس کے پاس اس کے نصف سے بھی کم ہو،

قَالَ عُمَرُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: الْفَقِيرُ لَيْسَ بِالَّذِي لَا مَالَ لَهُ، وَلَكِنَّ الْفَقِيرَ الْأَخْلَقُ الْكَسْبِ

[1] شرح السنة للبغوی ۲۱۳/۱

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کے ہاتھ تلے مال نہ ہو اسی کو فقیر نہیں کہتے بلکہ فقیر وہ بھی ہے جو محتاج ہو، گراپڑا ہو گو کچھ کھاتا کماتا بھی ہو۔ (۱)

وروي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَمُجاهِدٍ، وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، وَابْنِ زَيْدٍ. وَاخْتَارَ ابْنُ جَرِيرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ أَنَّ الْفَقِيرَ: هُوَ الْمُتَعَفِّفُ الَّذِي لَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا، وَالْمِسْكِينَ: هُوَ الَّذِي يَسْأَلُ وَيَطُوفُ وَيَتَّبِعُ النَّاسَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد رحمہ اللہ، حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن زید کہتے ہیں فقیر وہ ہے جو نادار ہونے کے باوجود سوال سے بچے اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرے، اور مسکین کی تعریف یہ منقول ہے کہ جو گداگر ہو گھوم پھر کر اور لوگوں کے پیچھے پڑ کر مانگتا ہو۔ (۲)

وَقَالَ قَتَادَةُ: الْفَقِيرُ: مَنْ بِهِ زَمَانَةٌ، وَالْمِسْكِينُ: الصَّحِيحُ الْجِسْمِ

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں فقیر وہ ہے جو بیماری والا ہو، اور مسکین وہ ہے جو صحیح سالم جسم والا ہو۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَكِنِ الْمِسْكِينُ الَّذِي لاَ يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلاَ يُفْطَنُ بِهِ، فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلاَ يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ گھومنے پھرنے والا نہیں جو ایک ایک یا دو دو لقمے یا کھجور کے لئے گھر گھر پھرتا ہے، بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال بھی نہ ہو جو اسے بے نیاز کر دے، نہ وہ ایسی مسکنت اپنے اوپر طاری رکھے کہ لوگ غریب اور مستحق سمجھ کر اس پر صدقہ کریں اور نہ خود لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرے۔ (۴)

ان کے علاوہ وہ لوگ جو حکومت کی طرف سے زکوۃ و صدقات کی وصولی و تقسیم اور اس کے حساب کتاب پر مامور ہوں، یا صدقات کے مویشیوں کو چرانے اور ان کی نقل و حمل کا انتظام کرنے والے ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار جن پر صدقہ حرام ہے اس عہدے پر معاوضہ پر کام نہیں کر سکتے، جیسے عبد المطلب رضی اللہ عنہ بن ربیعہ بن حارث اور فضل رضی اللہ عنہ بن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ درخواست لے کر گئے کہ ہمیں صدقہ وصولی کا عامل بنا دیں

ثُمَّ قَالَ:إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ، إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا کہ محمد اور آل محمد پر صدقہ حرام ہے، یہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے۔ (۵)

(۱) تفسیر طبری ۳۰۸؍۱۴

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱۶۵؍۴

(۳) تفسیر طبری ۳۰۶؍۱۴

(۴) صحیح بخاری کتاب الزکوۃ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى لاَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۱۴۷۹، صحیح مسلم کتاب الزکوۃ بَابُ الْمِسْكِينِ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ ۲۳۹۳

(۵) صحیح مسلم کتاب الزکوۃ بَابُ تَرْكِ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ عَلَى الصَّدَقَةِ ۲۴۸۱

اور ان لوگوں کے لئے جن کی اپنی قوم میں اطاعت کی جاتی ہو اور وہ کچھ کچھ اسلام کی طرف مائل ہوں اور ان کی امداد کرنے پر یہ امید ہو کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے،

كَمَا أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ مِنْ غَنَائِمِ حُنَيْنٍ وَقَدْ كَانَ شَهِدَهَا مُشْرِكًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُعْطَى ليحسُن إِسْلَامُهُ، وَيَثْبُتَ قَلْبُهُ كَمَا أَعْطَى يَوْمَ حُنَيْنٍ أَيْضًا جَمَاعَةً مِنْ صَنَادِيدِ الطُّلَقَاءِ وَأَشْرَافِهِمْ: مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَقَالَ:إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، مَخَافَةَ أَنْ يَكُبَّه اللهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

جیسے رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن امیہ کو غنیمت حنین کا مال دیا تھا حالانکہ وہ اس وقت کفر کی حالت میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلا تھا، دوسرے وہ نومسلم افراد جن کو اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھنے کے لئے امداد دینے کی ضرورت ہو، جیسے رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین کو مکہ مکرمہ کے آزاد کردہ لوگوں کے سرداروں کو سو سو اونٹ عطا فرمائے تھے، اور ارشاد فرمایا کہ میں ایک کو دیتا ہوں دوسرے کو جو اس سے زیادہ میرا محبوب ہے نہیں دیتا، اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اوندھے منہ جہنم میں گر پڑے۔ [1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا مِنَ الْيَمَنِ، فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ: الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ التَّمِيمِيِّ، وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ،فَقَالَ: إِنِّي أَتَأَلَّفُهُمْ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے یمن سے کچا سونا مٹی سمیت آپ کی خدمت میں بھیجا، آپ ﷺ نے وہ سونا صرف چار اشخاص اقرع بن حابس، عیینہ بن بدر، علقمہ بن علاثہ اور زید الخیر میں تقسیم فرمادیا اور فرمایا میں ان کی دلجوئی کے لئے انہیں دے رہا ہوں۔ [2]

وَمِنْهُمْ مَنْ يُعطَى لِمَا يُرْجَى مِنْ إِسْلَامِ نُظَرَائِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُعطَى لِيَجْبِيَ الصَّدَقَاتِ مِمَّنْ يَلِيهِ،أَوْ لِيَدْفَعَ عَنْ حَوزة الْمُسْلِمِينَ الضَّرَرَ مِنْ أَطْرَافِ الْبِلَادِ

کچھ لوگوں کو اس لیے دیا جاتا ہے کہ ان جیسے لوگوں کے اسلام لانے کی امید ہوتی ہے، کچھ لوگوں کو اس لیے دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے میل جول اور تعلق والے لوگوں کو صدقہ پہنچائے، یا جن کو امداد دینے کی صورت میں یہ امید ہو کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے اور اس طرح وہ قریب کے کمزور مسلمانوں کا تحفظ کریں۔

یہ اور اس قسم کی دیگر صورتیں تالیف قلب کے لئے خرچ کی جاسکتی ہیں چاہے مذکورہ افراد مالدار ہی ہوں، اسلام نے غلامی کی لعنت کو ختم کیا اور اس سلسلہ میں ایک مد ہر قسم کے غلام کو آزاد کرانا ہے، جنہوں نے اپنے آقاؤں سے مکاتبت کے ذریعے سے آزادی خرید رکھی ہو اور وہ

[1] تفسیر ابن کثیر ۱۶۷؍۴

[2] شرح مشکل الآثار ۴۷۷۵، صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۳۳۴۴،صحیح مسلم كِتَاب الزَّكَاةِ بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِم۲۴۵۱

غلامی سے اپنی گردن چھڑانے کے لئے جد وجہد کر رہے ہوں،اس سلسلہ میں احادیث میں بہت فضیلت بیان کی گئی ہے یہاں تک فرمایا

وَأَنَّ اللهَ يُعْتِقُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْ مُعتقهاحَتَّى الفَرْج بِالْفَرْجِ

آزاد کردہ غلام کے ہر ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کا ہر ہر عضو جہنم سے آزاد ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ بھی۔ (۱)

وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِأَنَّ الجَزَاءَ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ

کیونکہ ہر نیکی کی جزا اسی جیسی ہوتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۹ (۲)

ترجمہ: تمہیں وہی جزادی جائے گی جو تم نے کیا ہوگا۔

عَنِ الْبَرَاءِ , قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ , قَالَ:لَئِنْ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْأَلَةَ أَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَفُكَّ الرَّقَبَةِ , فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلَيْسَا وَاحِدًا؟ , فَقَالَ:لَا عِتْقُ النَّسَمَةِ أَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا , وَفَكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعِينَ فِي ثَمَنِهَا

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت سے قریب ترکردے اور دوزخ سے انتہائی دور کردے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کو آزاد کر اور گردن خلاصی کر، اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دونوں ایک ہی چیز نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں غلام کی آزادی یہ ہے کہ تو اکیلا ہی کسی غلام کو آزاد کرے، اور گردن خلاصی یہ ہے کہ تو بھی اس میں جو تجھ سے ممکن ہوسکے مدد کرے۔ (۳)

یا کوئی مسلمان جو کفار کی قید میں ہیں انکو آزاد کرانے کے لئے بھی زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جاسکتا ہے،اور مقروض جو اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ اور ضروریات زندگی فراہم کرنے میں لوگوں کے زیر بار ہوگئے،اور ان کے پاس نقد رقم بھی نہیں ہے اور ایسا سامان بھی نہیں ہے جسے بیچ کر قراض ادا کرسکیں،دوسرے وہ ذمہ دار اصحاب ضمانت ہیں جنہوں نے کسی کی ضمانت دی اور پھر وہ اس کی ادائیگی کے ذمہ دار قرار پاگئے، یا کسی کی فصل تباہ برباد ہوگئی، یا کاروبار خسارے کا شکار ہوگیا اور اس بنیاد پر وہ مقروض ہوگیا، ان سب افراد کی زکوٰۃ کی مد میں امداد کرنا جائز ہے ،جیسے قبیصہ بن مخارق ہلالی کی روایت ہے کہ میں نے دوسرے کا حوالہ اپنی طرف لیا تھا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

فَقَالَ:أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ، فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: يَا قَبِيصة، إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ تحمَّل حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب كفارات الايمان بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۶۷۱۵،صحیح مسلم کتاب العتق بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ ۳۷۹۶، شرح السنۃ للبغوی ۲۴۱۶

(۲) الصافات ۳۹

(۳) سنن الدارقطني ۲۰۵۵

حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ: أَوْ قَالَ: سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ،وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ،فَيَقُولُونَ: لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ، حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ،مَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ سُحْتٌ، يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا

توآپ نے فرمایا تم ٹھیرو ہمارے پاس مال صدقہ آئے گا ہم اس میں سے تمہیں دیں گے، پھر فرمایا اے قبیصہ سن!تین قسم کے لوگوں کو ہی سوال جائز ہے ایک تو وہ جو ضامن پڑے پس اس رقم کے پورا ہونے تک اسے سوال کرنا جائز ہے پھر سوال نہ کرے،دوسرا وہ جس کا مال کسی آفت ناگہانی سے ضائع ہوجائے اسے بھی سوال کرنا درست ہے یہاں تک کہ ضرورت پوری ہوجائے،تیسرا وہ شخص جس پر فاقہ گزرنے لگے اور اس کی قسم کے تین ذی ہوش لوگ اس کی شہادت کے لئے کھڑے ہوجائیں، کہ ہاں بیشک فلاں شخص پر فاقے گزرنے لگے ہیں اسے بھی مانگ لینا جائز ہے تاوقتیکہ اس کا سہارا ہوجائے اور سامان زندگی مہیا ہوجائے،ان کے سوا اوروں کو سوال کرنا حرام ہے اگر وہ مانگ کر، کچھ لے کر کھائیں گے تو حرام کھائیں گے۔[۱]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا، فَكَثُرَ دَيْنُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ، فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهِ:خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ، وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ

ابوسعید (سعد بن مالک رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پھل خریدے مگر وہ پھل تباہ ہوئے،اور وہ شخص بہت مقروض ہوگیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر صدقہ کرو،لوگوں نے اس پر صدقہ کیا مگر وہ اس کے قرض کے برابر نہ تھا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قرض لینے والوں سے فرمایا تمہیں جو ملے وہ لے لو اور بس تمہارے لیے یہی ہے۔[۲]

اور مجاہد پر جو رضا کارانہ جہاد میں شریک ہوتے ہیں ان کی سواری،اسلحہ اور اس کے اہل وعیال کی کفالت پر یہ رقم خرچ کی جاسکتی ہے چاہے وہ مالدار ہی ہو اور ایک حدیث میں ہے کہ حج وعمرہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے،اسی طرح بعض علما کے نزدیک تبلیغ ودعوت بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے کیونکہ اس سے بھی مقصد جہاد کی طرح اعلائے کلمۃ اللہ ہے،اور مسافر جو سفر میں مستحق امداد ہوگیا ہو تو چاہے وہ اپنے گھر یا وطن میں صاحب حیثیت ہی ہو اس کی امداد زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے،یہ اللہ کی طرف سے مقدر رہے،اللہ ظاہر وباطن کا جاننے والا ہے وہ اپنے بندوں کی مصلحتوں سے خوب واقف ہے۔

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْأَلَةُ۲۴۰۴،سنن الدارمی۱۷۲۰

[۲] صحیح مسلم کِتَابُ الْمُسَاقَاةِ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوَضْعِ مِنَ الدَّيْنِ۳۹۸۱،سنن ابوداودأَبْوَابُ الْإِجَارَةِ بَابٌ فِي وَضْعِ الْجَائِحَةِ۳۴۶۹، سنن ابن ماجه كِتَابُ الْأَحْكَامِ بَابُ تَفْلِيسِ الْمُعْدَمِ وَالْبَيْعِ عَلَيْهِ لِغُرَمَائِهِ ۲۳۵۶،جامع ترمذی کتاب الزکاۃ بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ مِنَ الْغَارِمِينَ وَغَيْرِهِمْ ۶۵۵،السنن الکبری للنسائی۶۰۷۶

وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ

ان میں سے وہ بھی ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کان کا کچا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ وہ کان تمہارے بھلے

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کے لیے ہیں وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتا ہے اور تم میں سے جو اہل ایمان ہیں یہ ان کے لیے

مِنْكُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

رحمت ہے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو لوگ ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے،

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

محض تمہیں خوش کرنے کے لیے تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھا جاتے ہیں حالانکہ اگر یہ ایمان دار ہوتے تو اللہ

وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ

اور اس کا رسول رضامند کرنے کے زیادہ مستحق تھے، کیا یہ نہیں جانتے کہ جو بھی اللہ کی اور اس کے

وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ (التوبۃ۶۱تا۶۳)

رسول کی مخالفت کرے گا اس کے لیے یقیناً دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ زبردست رسوائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بار بار تنبیہات کے باوجود منافقین اپنی سازشوں اور شرارتوں سے باز نہیں آتے تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کے لئے آپ کی عقل و دانش میں عیب نکالتے تھے، آپ کو عدم ادراک اور سچے اور جھوٹے کے درمیان امتیاز نہ کر سکنے کی صفات سے متصف کرتے تھے، حالانکہ آپ مخلوق میں سب سے زیادہ عقل کامل سے بہرہ مند، بدرجہ اتم ادراک کے حامل، عمدہ رائے اور روشن بصیرت رکھنے والے تھے،، چنانچہ جب سچے اہل ایمان منافقین کی سازشوں اور ان کی شرارتوں اور ان کی مخالفانہ گفتگوؤں کا حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے، تو یہ لوگ کہتے کہ آپ ہم جیسے شرفا و معززین کے خلاف ہر ایک کی دی ہوئی خبروں پر یقین کر لیتے ہیں، اور جب ہم آپ کے پاس آ کر قسمیں کھاتے ہیں تو ہمیں بھی سچا مان لیتے ہیں، گویا معاذ اللہ آپ میں حق و باطل کے امتیاز کی صلاحیت نہیں،

قَالَ: ذُكِرَ لَنَا أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ قَالَ: وَاللهِ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَخِيَارُنَا وَأَشْرَافُنَا وَإِنْ كَانَ مَا يَقُولُ مُحَمَّدٌ حَقًّا، لَهُمْ شَرٌّ مِنَ الْحَمِيرِ، قَالَ: فَسَمِعَهَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، فَقَالَ: وَاللهِ إِنَّ مَا يَقُولُ مُحَمَّدٌ لَحَقٌّ، وَلَأَنْتَ أَشَرُّ مِنَ الْحِمَارِ قَالَ: فَسَعَى بِهَا الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَه، فَأَرْسَلَ إِلَى الرَّجُلِ فَدَعَاهُ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِي قُلْتَ؟ فَجَعَلَ يَلْتَعِنُ، وَيَحْلِفُ بِاللهِ مَا قَالَ ذَلِكَ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ يَقُولُ: اللهُمَّ صَدِّقِ الصَّادِقَ وَكَذِّبِ الْكَاذِبَ، فَأَنْزَلَ

اللّٰہُ، عَزَّ وَجَلَّ: یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ لَکُمْ لِیُرْضُوْکُمْ ۚ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾

واقعہ یہ ہوا کہ ایک منافق کہہ رہا تھا کہ ہمارے سردار اور رئیس بڑے ہی عقل مند، دانا اور تجربہ کار ہیں، اگر محمد ﷺ کی باتیں حق ہیں تو وہ (مسلمان) گدھوں سے بھی بدتر ہے، اس منافق کی یہ بات ایک مسلمان نے سن لی، اور اس نے کہا اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کی سب باتیں برحق ہیں اور بلاشبہ تو گدھے سے بھی بدتر ہے، پھر اس صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ گوش گزار کیا، آپ ﷺ نے اس منافق کو پیغام دے کر بلوایا اور فرمایا کیا تم نے یہ بات کیوں کہی ہے؟ لیکن اس نے لعنتیں اور قسمیں کھانا شروع کر دیں اس نے ایسی کوئی بات نہیں کہی یہ شخص مجھ پر تہمت باندھتا ہے، یہ صورت حال دیکھ کر اس صحابی رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے پروردگار! تو سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا کر دکھا، اس پر یہ آیت ’’یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کریں حالانکہ اگر یہ مومن ہیں تو اللہ اور رسول اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو راضی کرنے کی فکر کریں۔‘‘ نازل ہوئی۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک کی بات پر یقین کر لیتے ہیں اور جھوٹے سچے میں تمیز نہیں کرتے، بیشک نبی کریم ﷺ سب کی باتیں توجہ سے سنتے ہیں اور اس میں تمہارے لئے خیر و بھلائی ہی ہے مگر اعتماد صرف سچے مسلمانوں کی بات کا ہی کرتے ہیں، اگر وہ تمہاری سازشوں سے صرف نظر نہ کرتے، تو ایمان کے جھوٹے دعووں، خیر سگالی کی نمائشی باتوں اور اللہ کی راہ میں عذرات لنگ پر تمہاری خبر لے لیتے، اور تمہارا مدینہ منورہ میں جینا دشوار ہو جاتا، نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے لئے سراسر رحمت ہیں جو تم میں سے ایمان لائے ہیں، اور بے ایمانوں کے لئے اللہ کی حجت ہیں، جو لوگ اپنے قول و فعل کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو دکھ پہنچاتے ہیں، ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے، ان کی طرف سے جو آپ کو ایذا پہنچی وہ خود کو اس سے بری کرنے اور تمہیں راضی رکھنے کے لئے قسمیں کھاتے ہیں، حالانکہ اگر وہ مومن ہوں تو اللہ اور اس کا رسول اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ وہ ان کو راضی کریں، کیونکہ بندہ مومن اپنے رب کی رضا پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتا، پھر وعید فرمائی کہ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اہانت و تحقیر اور اس کے محارم کے ارتکاب کی جسارت کرے تو اس کے لئے ذلت و رسوائی اور جہنم کی آگ ہے، جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْہِمْ سُوْرَۃٌ تُنَبِّئُہُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ ؕ

منافقوں کو ہر وقت اس بات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی سورت نہ اترے جو ان کے دلوں کی باتیں انہیں بتلا دے

قُلِ اسْتَہْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰہَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَہُمْ

کہہ دیجئے کہ مذاق اڑاتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈر دبک رہے ہو، اگر آپ ان سے پوچھیں

---

[1] تفسیر طبری ۱۴/۳۲۹

لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ

تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے، کہہ دیجئے کہ اللہ اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۶۵ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ

تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے، اگر ہم تم میں سے

عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝۶۶ (التوبۃ ۶۴ تا ۶۶)

کچھ لوگوں سے درگزر بھی کر لیں تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے۔

یہ منافق ڈر رہے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو ان کے بھید یعنی منافقت کا پردہ چاک کر دے،

عَنْ مُجَاهِدٍ {يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ} قَالَ: يَقُولُونَ الْقَوْلَ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ يَقُولُونَ: عَسَى اللهُ أَنْ لَا يُفْشِيَ سِرَّنَا عَلَيْنَا

مجاہد آیت کریمہ ”یہ منافق ڈر رہے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر ایسی سورت نازل نہ ہو جائے۔“ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ منافق آپس میں بیٹھے بری باتیں کرتے تھے پھر کہتے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس راز کو فاش نہیں کرے گا۔ [1]

جیسے فرمایا

وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ [2]

ترجمہ: اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو تمہیں اس طریقے سے سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے تم پر سلام نہیں کیا ہے، اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہماری باتوں پر اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا (اے پیغمبر!) ان کے لئے جہنم ہی کافی ہے اسی کا وہ ایندھن بنیں گے بڑا ہی برا انجام ہے ان کا۔

غزوہ تبوک کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زور و شور سے جہاد تیاریاں کرتے دیکھ کر منافقین اکثر اپنی مجلسوں میں رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑاتے اور اپنی تضحیک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہمتیں پست کرنے کی کوشش کرتے تھے، اس سلسلہ میں بہت سے اقوال منقول ہیں مثلاً ایک محفل میں چند منافق بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے أَتَحْسِبُونَ جِلَادَ بَنِي الْأَصْفَرِ كَقِتَالِ الْعَرَبِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا! وَاللَّهِ لَكَأَنَّا بِكُمْ غَدًا مُقَرَّنِينَ فِي الْحِبَالِ، إِرْجَافًا وَتَرْهِيبًا لِلْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ مُخَشِّنُ بْنُ حُمَيِّرٍ: وَاللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاضِي عَلَى أَنْ يُضْرَبَ كُلُّ (رجل) مِنَّا مِائَةَ جَلْدَةٍ

---

[1] تفسیر طبری ۱۴/ ۳۳۱

[2] المجادلۃ ۸

ایک نے کہا کیا ان مسلمانوں نے رومیوں کو بھی عربوں جیسانا تجربہ کار، بے سروساماں اور قلیل التعداد سمجھا ہے؟ تم دیکھ لینا یہ سب جو جہاد پر جانے کے لئے تڑپ رہے ہیں رسیوں میں جکڑے ہوئے پڑے ہوں گے یعنی شکست کھاکر اسیر ہوئے پڑے ہوں گے، دوسرا منافق مخشن بن حمیر بولا اللہ کی قسم! اس پر مزید یہ ہو کہ انہیں سو سو کوڑے لگانے کا بھی حکم ہو جائے۔ (۱)

فَقَالُوا: يَظُنُّ هَذَا أَنْ يَفْتَحَ قُصُورَ الرُّومِ وَحُصُونَهَا، هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

ایک منافق نے کہا کیا آنکھیں پھٹ گئی ہیں کہ اس بے سروسامانی میں روم وشام کے قلعے اور محلات فتح کرنے چلے ہیں، بھلا اس عقلمندی اور دوربینی کو تو دیکھیں۔ (۲)

ایک منافق نے ایک مسلمان نوجوان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا

لَئِنْ كَانَ هَذَا الرَّجُلُ صَادِقًا لَنَحْنُ شَرٌّ مِنَ الْحُمُرِ

اگر واقعی وہ سب کچھ برحق ہے جو یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) پیش کرتا ہے تو ہم سب گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔ (الروض الانف ۴؍۲۰۸)

عَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ قَالَ لِعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ: مَا لِقُرَّائِنَا هَؤُلَاءِ أَرْغَبَنَا بُطُونًا وَأَكْذَبَنَا أَلْسِنَةً وَأَجْبَنَنَا عِنْدَ اللِّقَاءِ ، فَقَالَ لَهُ عَوْفٌ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ مُنَافِقٌ، لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَذَهَبَ عَوْفٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ، فَوَجَدَ الْقُرْآنَ قَدْ سَبَقَهُ، فَقَالَ زَيْدٌ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ مُتَعَلِّقًا بِحَقَبِ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَنْكُبُهُ الْحِجَارَةُ، يَقُولُ:إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ! فَيَقُولُ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَبِاللهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ مَا يَزِيدُهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، محمد بن کعب، زید بن اسلم اور قتادہ رحمہ اللہ سے مختلف الفاظ سے مروی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک منافق نے کہا ہم نے پیٹ کے پجاری، زبان کے جھوٹے اور رمیدان جنگ میں سب سے زیادہ بزدل ان علم والوں سے بڑھ کر اور کوئی نہیں دیکھا، اس کی مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے قراء صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تو جھوٹا ہے اور (پکا) منافق ہے میں تیری بات رسول اللہ ﷺ کو ضرور بتاؤں گا، چنانچہ عوف رضی اللہ عنہ بتانے کی غرض سے آپ کے پاس گئے مگر ان کے آنے سے پہلے وحی نازل ہو چکی تھی (وہ منافق بھی آپ کی خدمت میں معذرت کے لیے آپہنچا آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے، وہ بولا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم لوگ تو محض دل بہلانے کے لیے ایسی بات چیت اور سواروں کی سی باتیں کر رہے تھے تا کہ سفر کی مشقت ہلکی کر سکیں (اور بوریت نہ ہو) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے کہ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے کجاوے کی رسی کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور پتھر اس کے پاؤں سے ٹکرا رہے ہیں، اور وہ کہہ رہا ہے ہم تو محض بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے، اور نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کیا اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسول ہی تمہارے ہنسی مزاق کے لیے رہ گئے ہیں، تم

(۱) ابن ہشام ۲؍۵۲۵

(۲) تفسیرابن کثیر ۴؍۱۷۲

بہانے نہ بناؤ یقیناً تم نے ایمان لانے کے بعد (یہ بات کر کے) کفر کا ارتکاب کیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ اس کی طرف التفات فرمار ہے تھے نہ اس پر کچھ مزید فرمار ہے تھے۔ (۱)

منافقین رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر سچا ایمان تو نہیں رکھتے تھے، لیکن وہ یہ ضرور سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی ایسا فوق الفطری ذریعہ ضرور ہے جس سے آپ کو پوشیدہ رازوں، سازشوں اور شرارتوں کی خبر پہنچ جاتی ہے، اس لئے وہ اپنی کہی ہوئی باتوں کے وبال سے گھبراتے بھی تھے کہ کہیں مسلمانوں پر ایسی کوئی سورت نازل نہ ہو جائے جس سے ان کا بھانڈا پھوٹ جائے، اس کے علاوہ یہ لوگ مسجد ضرار میں بیٹھ کر آیات الٰہی کا مذاق اڑاتے، مومنین کا استہزاء اور تمسخر اڑاتے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہنے سے گریز نہ کرتے، جس کی اطلاع کسی نہ کسی طریقے سے مسلمانوں کو اور پھر رسول اللہ ﷺ کو ہو جاتی تھی، لیکن جب ان سے پوچھا جاتا تو صاف مکر جاتے اور کہتے ہم تو یوں ہی آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دیں کہ ہمارے فرامین اور ہمارے رسول کا اور مذاق اڑاؤ، جس راز کے کھل جانے کا تم کو دھڑ کا لگا ہوا ہے اللہ تعالیٰ وہ راز افشاء کر دے گا اور تم ذلیل ورسوا ہو جاؤ گے، جیسے فرمایا

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝۲۹ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝۳۰ (۲)

ترجمہ: کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کے کھوٹ ظاہر نہیں کرے گا؟ ہم چاہیں تو انہیں تم کو آنکھوں سے دکھادیں اور ان کے چہروں سے تم ان کو پہچان لو مگر ان کے انداز کلام سے تو تم ان کو جان ہی لو گے، اللہ تم سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اور یہ سورت نازل فرمائی جو ان کے کرتوت بیان کر کے ان کو رسوا کرتی اور ان کے رازوں پر سے پردہ اٹھاتی ہے،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ:سُورَةُ التَّوْبَةِ، قَالَ:التَّوْبَةُ هِيَ الفَاضِحَةُ، مَا زَالَتْ تَنْزِلُ، وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ، حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَنْ تُبْقِيَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيهَا،

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سورہ توبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا سورۃ التوبہ رسوا کرنے والی سورت ہے، اس سورت میں برابر یہی نازل ہوتا رہا بعض لوگ ایسے ہیں اور بعض ایسے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ یہ سورت کسی کا کچھ بھی نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کے بھید کھول دے گی۔ (۳)

اگر ان سے پوچھو کہ کیا باتیں ہو رہی تھیں تو جھٹ سے قسم کھا کر کہہ دیں گے ہم تو آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے، ہمارا مقصد کسی کو نشانہ بنانا، طعن

---

(۱) تفسیرطبری ۱۶۹۱۶، ۱۶۹۱۵، ۱۶۹۱۴، ۱۶۹۱۳، ۱۶۹۱۲، ۱۶۹۱۱، تفسیرابن ابی حاتم ۱۸۲۹۶، الدر المنثورفی التفسیربالماثور ۲۳۱؍۴

(۲) محمد ۲۹،۳۰

(۳) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ الحشر باب باب ۴۸۸۲

کرنا یا عیب جوئی نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہاری دل لگی، ہنسی مذاق، ٹھٹھے اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے لئے ہے، یہ یقیناً تمہارے خبث اور نفاق کا اظہار ہے جو آیات الٰہی اور ہمارے پیغمبر کے خلاف تمہارے دلوں میں موجود ہے، اللہ اور رسول کے استہزاء و تمسخر کے بعد اب تمہارے ظاہری ایمان کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہ گئی، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ دین کی اساس اللہ تعالیٰ، اس کے دین اور اس کے رسول کی تعظیم پر مبنی ہے، ان میں سے کسی کے ساتھ استہزاء کرنا اس اساس کے منافی اور سخت متناقض ہے، اگر اللہ نے جو ستار ہے اور اپنے بندوں کے گناہوں کی پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے، کچھ لوگوں کو جنہوں نے توبہ و استغفار اور ندامت کر لی اور مخلص مسلمان بن گئے معاف کر بھی دیا تو یہ اس کا رحم و کرم ہے، مگر جو لوگ اپنے کفر و نفاق پر اڑے رہے اور رسول اللہ ﷺ اور اس کے لائے ہوئے دین کو اپنے دعوئے ایمان کے باوجود ایک مضحکہ سمجھتے رہے اور جن کی خواہش رہی کہ اہل ایمان کی ہمتیں پست ہو جائیں اور وہ پوری دل جمعی اور تن دہی سے جہاد کی تیاری نہ کر سکیں، ان لوگوں کو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ مجرم ہیں اور انہیں سخت ترین سزا بھگتنا پڑے گی۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ

”تمام منافق مرد اور عورت آپس میں ایک ہی ہیں یہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلی باتوں سے روکتے ہیں

وَ يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾

اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں، یہ اللہ کو بھول گئے اللہ نے انہیں بھلا دیا بیشک منافق ہی فاسق و بدکردار ہیں،

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

اللہ تعالیٰ ان منافق مردوں، عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کر چکا ہے جہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں

هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

وہی انہیں کافی ہے ان پر اللہ کی پھٹکار ہے اور ان ہی کے لیے دائمی عذاب ہے، مثل ان لوگوں کے جو تم سے پہلے تھے

كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ

تم سے وہ زیادہ قوت والے تھے اور زیادہ مال اولاد والے تھے پس وہ اپنا دینی حصہ برت گئے

فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَ خُضْتُمْ

پھر تم نے بھی اپنا حصہ برت لیا جیسے تم سے پہلے کے لوگ اپنے حصے سے فائدہ مند ہوئے تھے اور تم نے بھی اس طرح

كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ

مذاقانہ بحث کی جیسے کہ انہوں نے کی تھی، ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں غارت ہو گئے

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۙ

یہی لوگ نقصان پانے والے ہیں، کیا انہیں اپنے سے پہلے لوگوں کی خبریں نہیں پہنچیں، قوم نوح اور عاد اور ثمود

وَ قَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَ الْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور اہل موتفکات (الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والے) کی، ان کے پاس ان کے پیغمبر دلیلیں

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ (التوبۃ۶۷تا۷۰)

لے کر پہنچے، اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا۔

منافقین جو قسمیں کھا کر مسلمانوں کو یہ یقین دہانی کراتے تھے کہ وہ انہیں میں سے ہیں، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی کہ منافق مردوں اور منافق عورتوں میں کفر و نفاق قدر مشترک ہے اس لئے یہ باہم دوست ہیں، ان کی وصف یہ ہے کہ یہ اللہ کی زمین پر اللہ کا رزق کھا کر، اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو کفر، فسق اور معصیت کا حکم دیتے ہیں، اور لوگوں کو ایمان، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ اور آداب حسنہ سے روکتے ہیں، اور اللہ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں جو کچھ عنایت کیا ہے اپنی بخیلی کی وجہ سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، یہ اپنی مال و دولت، مرتبہ و حیثیت اور اولاد کو دیکھ کر اپنے خالق اور رازق کو بھول گئے، اللہ کے احکامات کو چھوڑے رکھا اور اگر کچھ عمل کرتے بھی ہیں تو بہت کم، چنانچہ اپنے کفر اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ عداوت کے سبب انہوں نے اللہ کی یاد کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بھلا دیا ، جیسے فرمایا

وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ ھٰذَا ... ﴿۳۴﴾ [1]

ترجمہ: اور ان سے کہہ دیا جائے گا آج ہم بھی اسی طرح تمہیں بھلائے دیتے ہیں جس طرح تم اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے۔

بیشک منافق ہی نافرمان اور حق کے راستے سے خارج ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا ہے اس لیے قیامت کے دن یہ اللہ کے فضل و کرم سے محروم رہیں گے، اللہ ان منافق مردوں اور عورتوں کو اپنی نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کرنے کے بجائے جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہمیشہ کے لئے ڈال دے گا، ان منافقین کا حال بھی ان لوگوں یعنی یہود و نصاریٰ جیسا ہی ہے جنہوں نے ان سے پہلے نفاق و کفر کا ارتکاب کیا تھا، وہ ان لوگوں سے زیادہ طاقتور، دولت مند اور زیادہ اولاد والے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں جو لکھ دیا تھا اس سے انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا، ان لوگوں کی طرح تم نے بھی جو تمہاری تقدیر میں لکھ دیا تھا خوب فائدہ اٹھایا اور دنیا کے اسباب اور لہو و لعب

---

[1] الجاثیۃ ۳۴

میں مگن رہے، جس طرح وہ کذب وافتراء میں ڈوبے رہے اسی طرح تم بھی باطل اور منکرات میں ڈوبے ہوئے ہو، تم بھی پہلوں کی طرح باطل اور جھوٹ پر اڑے ہوئے ہو اور حق کو ناکام کرنے کے لئے جھگڑتے ہو، تمہارے اعمال بھی ان لوگوں کے اعمال سے مشابہت رکھتے ہیں، چنانچہ جس طرح وہ خاسر ونامراد رہے تم بھی اسی طرح رہو گے، جس طرح وہ عذاب الٰہی سے نہ بچ سکے اسی طرح تم بھی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکو گے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ:{كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ}الْآيَةَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أَشْبَهُ اللَّيْلَةَ بِالْبَارِحَةِ {كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ} هَؤُلَاءِ بَنُو إِسْرَائِيلَ شُبِّهْنَا بِهِمْ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَتَّبِعُنَّهُمْ حَتَّى لَوْ دَخَلَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ ”۔۔ تم لوگوں کے رنگ ڈھنگ وہی ہیں جو تمہارے پیش رووں کے تھے۔“ پڑھ کر فرمایا آج کی رات کل کی رات سے کس قدر مشابہت رکھتی ہے ہمیں بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان (بنی اسرائیل) کی ضرور اتباع کرو گے، حتی کہ اگر ان میں سے کوئی شخص سانڈے کے بل میں داخل ہوا تو تم بھی اس میں ضرور داخل ہو گے۔ (1)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، وَبَاعًا فَبَاعًا، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ دَخَلْتُمُوهُ، قَالُوا: وَمَنْ هُمْ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَهْلُ الْكِتَابِ؟ قَالَ:فَمَهْ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ضرور متابعت کرو گے، بالشت بہ بالشت، ذراع بہ ذراع اور ہاتھ بہ ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ضرور گھسو گے، لوگوں نے پوچھا کیا اس سے آپ کی مراد اہل کتاب ہیں؟ آپ نے فرمایا اور کون۔ (2)

یعنی تم اندھا دھند یہود ونصاریٰ کی تقلید کرنے لگو گے، فکر وتامل کا مادہ تم سے نکل جائے گا۔ چنانچہ امت مسلمہ تفریق در تفریق ہوتے ہوئے سینکڑوں فرقوں تک نوبت پہنچ چکی ہے، اور کتاب وسنت کا صرف نام ہی باقی رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو اس عذاب سے ڈرایا جو ان سے پہلے جھٹلانے والی قوموں پر نازل ہوا تھا یعنی قوم نوح علیہ السلام جو طوفان میں غرق کر دی گئی، قوم عاد جو قوت وطاقت میں ممتاز ہونے کے باوجود کفر وشرک کے باعث باد تند سے ہلاک کر دی گئی، قوم ثمود یعنی صالح علیہ السلام کو ان کی قوم نے جھٹلایا، اللہ کی نشانی اونٹنی کو کاٹ ڈالا جس

---

(1) تفسیر طبری ۱۴،۳۴۲

(2) مسنداحمد ۸۳۴۰، صحیح بخاری کتاب الاعتصام بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ۷۳۲۰، وکتاب احادیث الانبیائ بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۴۵۶، صحیح مسلم کتاب العلم بَابُ اتِّبَاعِ سُنَنِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى ۶۷۸۱

کے نتیجہ میں ایک جگر دوز کڑاکے کی آواز سے ہلاک کیا گیا، قوم ابراہیم جس کو ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد مٹادیا گیا، اصحاب مدین یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم جنہیں کفر کے بدلے زلزلے اور بادلوں کے سائے کے عذاب سے تہہ بالا کر دیا گیا، اور اہل موتفکات یعنی قوم لوط جنہوں نے اپنے نبی کا کفر کیا اور اپنی بدفعلی چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے آخران کی بستی سدوم کو اوپر اٹھا کر نیچے پھینکا گیا جس سے پوری بستی اوپر نیچے ہوگئی، جیسے فرمایا

وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝۵۳ (۱)

ترجمہ: اور اوندھی گرنے والی بستیوں کو اٹھا پھینکا۔

پھران پر آسمان سے پتھر برسائے گئے، جیسے فرمایا

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۝۸۲ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ۔۔۔ ۝۸۳ (۲)

ترجمہ: پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے، جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا۔

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۷۴ (۳)

ترجمہ: اور ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر کے رکھ دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسادی۔

ان سب قوموں کے پاس ان کے پیغمبر جو ان ہی کی قوم کا ایک فرد ہوتا تھا واضح اور روشن نشانیاں لے کر آئے، مگر انہوں نے ان کی دعوت حقہ کو قبول کرنے کے بجائے جھٹلایا، انہوں نے اللہ کے ذکر اور اس کے تقویٰ سے روگرانی کی، انبیاء کی اطاعت کرنے کے بجائے ان کے ساتھ نہایت حقارت کا سلوک کیا اور ان کا تمسخر اڑایا، وہ اللہ کی نافرمانیوں کی جسارت کرتے ہوئے ہر سرکش اور جبار کی بات کے پیچھے لگ گئے، اللہ نے ان کی فہمائش کے لئے رسول بھیجے مگر انہوں نے رسول پر ایمان اور اس کی اطاعت کے بجائے تکذیب اور عناد کا راستہ اختیار کیا، ان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے کتاب نازل فرمائی، انہیں سوچنے اور سنبھلنے کا پورا پورا موقع دیا، جب انہوں نے اصلاح حال کے کسی موقع سے فائدہ نہ اٹھایا، اور ہلاکت و بربادی کی راہ چلنے پر ہی اصرار کیا تو لامحالہ ان لوگوں کو مٹادیا گیا، ورنہ اللہ تو غفور رحیم ہے، وہ بخش دینے کو پسند فرماتا ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

مومن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں

(۱) النجم ۵۳

(۲) ھود ۸۲،۸۳

(۳) الحجر ۷۴

عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ

سے روکتے ہیں، نمازوں کی پابندی بجالاتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ

سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے ،ان ایمان دار مردوں

وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اور عورتوں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے

وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے،

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ ع (التوبة ۷۱،۷۲)

یہی زبردست کامیابی ہے۔

منافقین کی صفات مذمومہ کے تذکرے کے بعد تقابل کے لئے مسلمانوں کی صفات محمودہ کا ذکر فرمایا اور ان کی پہلی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ ایک دوسرے کے دوست، معاون وغم خوار ہیں،

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن، مومن کے لئے ایک دیوار کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔[1]

النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالحُمَّى

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے اور رحم کرنے میں ایک جسم کی مانند ہے، جب جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم تپ کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ بیدار رہتا ہے۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابُ تَشْبِيكِ الأَصَابِعِ فِي المَسْجِدِ وَغَيْرِهِ۴۸۱،صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ۶۵۸۵

[2] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالبَهَائِمِ۶۰۱۱، صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِينَ وَتَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ ۶۵۸۶

دوسری صفت بیان فرمائی کہ وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں مثلاً عقائد حسنہ، اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ وغیرہ اور سب سے پہلے خود اس میں داخل ہوتے ہیں اور برائی مثلاً عقائد باطلہ، اعمال خبیثہ اور اخلاق رذیلہ وغیرہ سے روکتے ہیں، جیسے فرمایا

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [1] ۱۰۴

ترجمہ: تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہیں جو نیکی کی طرف بلائیں بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

ان کی تیسری صفت میں دو چیزوں کا تذکرہ فرمایا کہ وہ حقوق اللہ میں نمایاں ترین عبادت فرض اور نفلی نماز قائم کرتے ہیں، اور حقوق العباد کے لحاظ سے امتیازی حیثیت فرض اور نفلی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت کے سائے میں داخل کرے گا اور انہیں اپنے احسان سے نوازے گا، بیشک اللہ طاقتور، غالب ہے اور حکمت والا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کا ذکر فرمایا جو اس نے اہل ایمان کے لئے تیار کر رکھا ہے کہ وہ انہیں انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں داخل فرمائے گا، جس میں ان کے لئے موتی و یاقوت سے تیار کردہ صاف ستھرے پاکیزہ محلات ہوں گے، ان کے محلات اور درختوں کے نیچے مختلف اقسام کی نہریں بہہ رہی ہیں جو خوبصورت باغات کو سیراب کرتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ جنتیں سونے اور چاندی کے دیدہ زیب عمارتوں پر مشتمل ہیں،

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ القَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو بہشتیں چاندی کی ہوں گی، ان کے برتن اور دیگر سارا ساز وسامان بھی چاندی کا بنا ہوگا، دو بہشتیں سونے کی ہوں گی، ان کے برتن اور دیگر سارا ساز وسامان بھی سونے کا بنا ہوگا، جنت عدن میں ان کے اور رب تعالیٰ کے دیدار کے مابین صرف کبریائی کی چادر ہوگی جو اللہ رب ذوالجلال کے چہرہ اقدس پر ہوگی۔[2]

عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ، طُولُهَا سِتُّونَ مِيلًا، لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمِ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا

عبداللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک مومن کے لیے جنت میں ایک خیمہ ہوگا جو ایک جوف دار موتی سے بنا ہوگا، اس کا طول آسمان میں ساٹھ میل ہوگا، اسی خیمے میں مومن کے اہل وعیال ہوں گے، وہ ان کے پاس جائے گا لیکن وہ ایک دوسرے

[1] آل عمران ۱۰۴

[2] صحیح بخاری كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۷۴۴۴، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانِ بَابُ إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَبَّهُمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ۴۴۸، جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ غُرَفِ الْجَنَّةِ ۲۵۲۸، سنن ابن ماجه افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم بَابٌ فِيمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ ۱۸۶، مسند احمد ۱۹۶۸۲

کو دیکھ نہیں سکیں گے۔ ①

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذَلِكَ؟ قَالَ:إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ، كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ، وَأَعْلَى الجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور نماز پڑھی، اور روزہ رکھا، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے، اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا جس زمین میں پیدا ہوا وہیں رہ جائے، لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگوں کو اس بات کی خبر نہ دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں، ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے، پس جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو یہ جنت کا درمیانی درجہ ہے اور بلند ترین درجہ ہے، اور اس کے اوپر عرش الٰہی ہے اور اس سے جنت کی نہریں پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ ②

أَبَا هُرَيْرَةَ،قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، حَدِّثْنَا عَنِ الْجَنَّةِ، مَا بِنَاؤُهَا؟ قَالَ:لَبِنَةُ ذَهَبٍ وَلَبِنَةُ فِضَّةٍ، وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ، وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ، وَتُرَابُهَا الزَّعْفَرَانُ، مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ، وَيَخْلُدُ وَلَا يَمُوتُ، لَا تَبْلَى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں جنت کے بارے میں بتائیں اسے کس طرح بنایا گیا ہے؟ فرمایا اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، اس کا گارا انتہائی خوشبودار کستوری، اس کے کنکر موتی اور یاقوت ہیں، اس کی مٹی زعفران ہے، جو اس میں داخل ہو گا وہ شاداں وفرحاں ہو گا اور کبھی پریشان نہ ہو گا اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، اسے کبھی موت نہ آئے گی، نہ اس کا لباس کبھی بوسیدہ ہو گا اور نہ اس کا شباب کبھی ختم ہو گا۔ ③

تمنا کرنے والے اس سے بڑھ کر کسی چیز کی تمنا نہیں کر سکتے، مگر ان سب سے بڑی چیز تو زمین وآسمان کے رب کی رضامندی ہے، اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الجَنَّةِ: يَا أَهْلَ

① صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابٌ فِي صِفَةِ خِيَامِ الْجَنَّةِ وَمَا لِلْمُؤْمِنِينَ فِيهَا مِنَ الْأَهْلِينَ۱۵۸۷

② صحیح بخاری كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ۷۴۲۳

③ مسند احمد ۸۰۴۳

الجَنَّةِ، فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لاَ نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَلاَ أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، فَيَقُولُونَ: يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ، فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلاَ أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے جنت والوں! وہ لوگ عرض کریں گے اے پروردگار لبیک وسعدیک، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم لوگ خوش ہو، وہ لوگ کہیں گے ہم کیوں نہ راضی ہوں کہ جب تو نے وہ چیز عطاء کی ہے جو اپنے مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں اس سے بہتر چیز عطاء کروں گا، وہ لوگ پوچھیں گے اے رب اس سے بہتر کیا چیز ہے! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم پر اپنی رضا نازل کروں گا، اس کے بعد میں تم پر کبھی ناراض نہ ہوں گا۔[1]

وَّ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ

ہاں ان پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کر دیں، تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں

اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا

تمہاری سواری کے لیے کچھ بھی نہیں پاتا، تو وہ رنج وغم سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں کہ

اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ (التوبۃ ۹۲)

انہیں خرچ کرنے کے لیے کچھ بھی میسر نہیں۔

اعلان جہاد فی سبیل اللہ کے بعد سرفروشوں کے لشکر ہر طرف سے امنڈ امنڈ کر آنے شروع ہوئے اور ان میں سے حاجتمندوں نے تقاضا کیا کہ اسلحہ اور سوریوں کا انتظام ہو تو ہماری جانیں قربان ہونے کو حاضر ہیں،

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ إِنَّ رِجَالًا مِنْ الْمُسْلِمِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ الْبَكَّاءُونَ، وَهُمْ سَبْعَةُ نَفَرٍ مِنْ الْأَنْصَارِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ: سَالِمُ ابْن عُمَيْرٍ، وَعُلْبَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَخُو بَنِي حَارِثَةَ، وَأَبُو لَيْلَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبٍ، أَخُو بَنِي مَازِنِ بْنِ النَّجَّارِ، وَعَمْرُو بْنُ حُمَامِ بْنِ الْجَمُوحِ، أَخُو بَنِي سَلِمَةَ، وَعَبْدُ اللهِ ابْن الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِيُّ وَبَعْضُ النَّاسِ يَقُولُ: بَلْ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الْمُزَنِيُّ وَهَرَمِيُّ ابْن عَبْدِ اللهِ، أَخُو بَنِي وَاقِفٍ، وَعِرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ الْفَزَارِيُّ. فَاسْتَحْمَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانُوا أَهْلَ حَاجَةٍ، فَقَالَ: لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ، فَتَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنْ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ التَّوْحِيدِ بَابُ كَلاَمِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الجَنَّةِ۷۵۱۸،صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَابَابُ إِحْلَالِ الرِّضْوَانِ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلَا يَسْخَطُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا۷۱۴۰،جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ باب ۲۵۵۵

چنانچہ ابن اسحاق کہتے ہیں ان میں سے سات یا اس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں بنوعمرو بن عوف سے سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ، بنوحارثہ سے علبہ بن زید رضی اللہ عنہ، بنومازن بن نجار سے ابولیلیٰ عبد الرحمان بن کعب رضی اللہ عنہ، بنوسلمہ سے عمرو رضی اللہ عنہ بن حمام بن جموح، عبد اللہ بن معقل المزنی بعض راوی انہیں عبد اللہ بن عمرو المزنی کہتے ہیں، بنوواقف سے ہرمی رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ اور عرباض رضی اللہ عنہ بن ساریہ شامل تھے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم بالکل نادر ہیں اگر سواری کا ہمیں سہارا ہو جائے تو ہم اس سعادت سے محروم نہ رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس تمہارے لئے سواری کا انتظام نہیں ہے، اس پر وہ روتے ہوئے واپس چلے جاتے کہ ہمارے پاس جہاد فی سبیل اللہ کے لیے خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں۔[1]

جب وہ حضرات روتے اور اپنے اخلاص کی بے تابیوں کا اظہار کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آتا تھا، یہ موقع ایمان اور نفاق کے امتیاز کی کسوٹی بن گیا تھا حتی کہ اس وقت پیچھے رہ جانے کے معنی یہ تھے کہ اسلام کے ساتھ آدمی کے تعلق کی صداقت ہی مشتبہ ہو جائے،

فَبَلَغَنِي أَنَّ ابْنَ يَامِينَ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ كَعْب النّضرى لقي أَبَا لَيْلَى عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ كَعْبٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ وَهُمَا يَبْكِيَانِ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُما؟قَالَا: جِئْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْمِلَنَا، فَلَمْ نَجِدْ عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا عَلَيْهِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نَتَقَوَّى بِهِ عَلَى الْخُرُوجِ مَعَهُ، فَأَعْطَاهُمَا نَاضِحًا لَهُ، فارتحلاه، وزوّدهما شَيْئًا مِنْ تَمْرٍ، فَخَرَجَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چنانچہ عبد اللہ مغفل اور ابولیلیٰ عبد الرحمان بن کعب جب آپ کے پاس سے روتے ہوئے واپس ہوئے تو راستہ میں یامین بن عمرو نضری مل گئے، اس نے پوچھا تم لوگ کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں سواری عنایت فرمادیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی سواری کا کوئی بندوبست نہیں ہے اور نہ ہم میں استطاعت ہے کہ سفر کا سامان مہیا کر سکیں، اب اس بات پر حسرت اور افسوس ہے کہ ہم اس غزوہ میں شرکت سے محروم رہ جائیں گے، یہ سن کر یامین کا دل بھی بھر آیا، اس نے اسی وقت ایک اونٹ خریدا اور ان کے زاد راہ کا انتظام کیا اور یہ دونوں اس پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے۔[2]

ان کی شان میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الحُمْلاَنَ لَهُمْ، إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ العُسْرَةِ، وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ، فَقَالَ وَاللَّهِ لاَ أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ، وَهُوَ غَضْبَانُ وَلاَ أَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ

[1] ابن ہشام۵۱۸؍۲

[2] ابن ہشام ۵۱۸؍۲،الروض الانف۳۸۶؍۷،تاریخ طبری ۱۰۲؍۳،البدایۃ والنہایۃ۹؍۵،شرح الزرقانی علی المواھب ۷۵؍۴،دلائل النبوۃ للبیہقی۲۱۸؍۵،مغازی واقدی ۹۹۴؍۳

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً، إِذْ سَمِعْتُ بِلاَلًا يُنَادِي: أَيْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ، فَأَجَبْتُهُ، فَقَالَ: أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوكَ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: خُذْ هَذَيْنِ القَرِينَيْنِ، وَهَذَيْنِ القَرِينَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ ، فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ، فَقُلْ: إِنَّ اللَّهَ، أَوْ قَالَ:إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَؤُلاَءِ فَارْكَبُوهُنَّ .

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرے ساتھیوں نے جنگ تبوک کے موقع پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں ان سے سواری طلب کروں میں نے آ کر خدمت مبارک میں عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے میرے ساتھیوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے سواری طلب کروں، آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تمہیں کوئی سواری کے جانور نہیں دے سکتا، میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ اس وقت غصہ میں تھے اور میں اسے معلوم نہ کر سکا تھا، یہ خوف تھا کہ کہیں آپ سواری مانگنے کی وجہ سے خفا نہ ہو گئے ہوں، میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا اپنے ساتھیوں سے بیان کر دیا، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی وہ پکار رہے تھے اے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ! میں نے جواب دیا تو انہوں نے کہا چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دو جوڑے اور یہ دو جوڑے اونٹ لے جاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ اونٹ عنایت فرمائے، ان اونٹوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا، اور فرمایا انہیں اپنے ساتھیوں کو دے دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری سواری کے لیے انہیں دیا ہے ان پر سوار ہو جاؤ۔[1]

ایک اور روایت میں ہے کہیں سے غنیمت آ گئی تھی اس میں سے پانچ اونٹ انہیں دے دیئے،

إِنَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ، فَأَبَى أَنْ يَحْمِلَنَا، فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لاَ يَحْمِلَنَا، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ، فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ،

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم قبیلہ اشعر کے چند لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (غزوہ تبوک کے لیے) سواری کے جانور مانگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری نہیں ہے، ہم نے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپ نے اس مرتبہ قسم کھائی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے، لیکن ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ غنیمت میں کچھ اونٹ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے پانچ اونٹ ہم کو دلائے۔[2]

قالوا :بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الرُّومَ قَدْ جَمَعَتْ جُمُوعًا كَثِيرَةً بِالشَّامِ، وَأَنَّ هرقل قَدْ رَزَقَ أَصْحَابَهُ لِسَنَةٍ، وَأَجْلَبَتْ مَعَهُ لَخْمٌ، وَجُذَامُ، وَعَامِلَةُ، وَغَسَّانُ، وَقَدَّمُوا مُقَدِّمَاتِهِمْ إِلَى الْبَلْقَاءِ

مسلمان لشکر کی تیاریاں ہو ہی رہیں تھیں کہ شام کے نبطی سوداگر جو زیتون کا تیل فروخت کرنے مدینہ طیبہ آیا کرتے تھے، ان کے ذریعہ یہ

[1] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ العُسْرَةِ ۴۴۱۵، صحیح مسلم كِتَابُ الْأَيْمَانِ بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، أَنْ يَأْتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَيُكَفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ ۴۲۶۴

[2] صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي بَابُ قُدُومِ الأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ اليَمَنِ ۴۳۸۵

خبر معلوم ہوئی کہ ہرقل نے ایک عظیم لشکر آپ کے مقابلہ کے لئے تیار کیا ہے جس میں قبائل لخم،جذام،عاملہ اور غسان بھی شامل ہو گئے ہیں جس سے اس کا مقدمۃ الجیش بلقاء تک پہنچ گیا ہے اور ہرقل نے تمام فوج کو سال بھر کی تنخواہیں بھی تقسیم کر دی ہیں۔[1]

جب رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ رومیوں نے جنوبی شام میں لشکر کثیر جمع کر لیا ہے جن کے ساتھ کچھ عربی قبائل لخم،جذام،عاملہ اور غسان بھی مل گئے ہیں حتی کہ رومیوں کے کچھ دستے تو بلقاء (اردن) تک پہنچ گئے ہیں،اور خود شہنشاہ ہرقل حمص میں ہے، تو اب مسلمانوں کو ہر دم خطرہ لاحق ہوا کہ کب آل غسان اپنے آزمودہ کار لشکر جرار کے ساتھ مدینہ پر یورش کر دیں،صورت حال انتہائی سنگین تھی مگر ایسے نازک وقت میں اسی (۸۰) سے زائد منافقین انصار جو خود کو مسلمان کہتے تھے مگر سمجھتے تھے کہ اللہ ان کے دلوں کے چھپے بھید نہیں جانتا،جو غزوہ بدر سے مسلمانوں کو ہر سازش و طاقت کے خلاف کامیاب و کامران دیکھتے چلے آرہے تھے،جو اللہ کی طرف سے بار بار تنبیہات کے باوجود اپنے نفاق سے توبہ نہیں کر رہے تھے،انہوں نے بغیر کسی معقول وجہ کے جہاد پر نہ جانے کی اجازت چاہی،اور انہیں اس سعادت سے محروم رہنے کی اجازت مل گئی ،ان رہ جانے والوں میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا،

وجاء المعذرون من الأعراب ليؤذن لهم فَلَمْ يَعْذِرْهُمْ. قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: وَهُمُ اثْنَانِ وَثَمَانُونَ رَجُلا، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولٍ قَدْعَسْكَرَ عَلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ فِي حُلَفَائِهِ مِنَ الْيَهُودِ وَالْمُنَافِقِينَ، فَكَانَ يُقَالُ: لَيْسَ عَسْكَرُهُ بِأَقَلِّ الْعَسْكَرَيْنِ

اسی طرح قبائل بنو اسد،بنی غفار اور غطفان کے منافقین جن کی تعداد بیاسی تھی جہاد پر نہ جانے کا عذر پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے مگر آپ ﷺ نے ان کا عذر قبول نہ فرمایا،عبداللہ بن ابی سلول نے اپنے منافقین خلفاء کے ہمراہ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ میں لشکر قائم کیا تھا، کہا جاتا ہے کہ دونوں لشکروں میں اس کا لشکر کم نہیں تھا۔[2]

ان منافقین نے خود تو جہاد سے رغبت نہ ہونے،حق و صداقت میں شک و شبہ کرنے کی وجہ پہلوتہی کی ہی تھی،اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے خلاف غلط پروپیگنڈا کی غرض سے دوسرے راسخ العقیدہ مسلمانوں کو گرمی کی شدت کا کہہ کر بہکانے لگے۔

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ (التوبۃ۸۱)

اور انہوں نے کہہ دیا اس گرمی میں مت نکلو۔

مگر ان تمام مشکلات کے باوجود مخلص مسلمان دل وجان سے جہاد کی تیاریوں میں مصروف رہے۔

مسجد ضرار کی تعمیر:

قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں بھی ایک شخص (غزوہ احد میں شہید ہونے والے ممتاز صحابی حنظلہ (غسیل الملائکہ) کا والد ابو عامر عبد بن عمرو بن صیفی بن نعمان تھا،اس نے توراۃ و انجیل کا اتنا مطالعہ کیا تھا کہ اس کا شمار علماء اہل کتاب میں ہوتا تھا،اس نے بھی جاہلیت میں رہبانیت اختیار کر لی

---

[1] ابن سعد۱۲۴؍۲، زادالمعاد۴۶۲؍۳،عیون الآثر۲۶۷؍۲

[2] زادالمعاد۴۶۳؍۳،عیون الآثر۲۶۸؍۲،ابن سعد۱۲۵؍۲،شرح الزرقانی علی المواھب۷۸؍۴

تھی اور ٹاٹ کا یا موٹا کپڑا پہنا کرتا تھا اس لئے راہب کے نام سے مشہور تھا، رہبانیت کی وجہ سے اس کے علمی وقار کے ساتھ ساتھ اس کی درویشی کا سکہ بھی مدینہ اور اطراف کے جاہل عربوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا، علماء اہل کتاب اور فقراء و درویشوں کی صحبت سے اسے دین کے ذریعہ دنیا کمانے کے راستے خوب معلوم ہو گئے تھے، اس کو اپنی قوم میں عزت و منزلت حاصل تھی اور اس کے ہر حکم کو تسلیم کیا جاتا تھا جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ طیبہ پہنچے تو اس کی مشیخت وہاں خوب چل رہی تھی، مگر یہ علم اور یہ درویشی اس کے اندر حق شناسی اور حق جوئی پیدا کرنے کے بجائے الٹی اس کے لئے ایک زبردست حجاب بن گئی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تشریف آوری کے بعد نعمت ایمان ہی سے محروم رہا، بلکہ آپ کو اپنی مشیخت کا حریف اور اپنا کاروبار درویشی کا دشمن سمجھ کر آپ کی اور دعوت اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا، پہلے دو سال تک تو اسے یہ امید رہی کہ کفار قریش کی طاقت ہی اسلام کو مٹانے کے لئے کافی ثابت ہو گی، لیکن غزوہ بدر میں قریش نے عبرتناک شکست کھائی تو اسے یارائے ضبط نہ رہا، اور تو اس نے مدینہ طیبہ میں رہنے کے بجائے قوم سے جدائی کی راہ اختیار کی اور دس سے زائد آدمی لے کر مکہ مکرمہ چلا گیا،

أَنَّ أَبَا عَامِرٍ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ: مَا هَذَا الدِّينُ الَّذِي جِئْتَ بِهِ؟فَقَالَ: جِئْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ دِينِ إِبْرَاهِيمَ،قَالَ: فَأَنَا عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَسْتَ عَلَيْهَا،قَالَ: بَلَى قَالَ: إِنَّكَ أَدْخَلْتَ يَا مُحَمَّدُ فِي الْحَنِيفِيَّةِ مَا لَيْسَ مِنْهَا، قَالَ: مَا فَعَلْتُ، وَلَكِنِّي جِئْتُ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً،قَالَ: الْكَاذِبُ أَمَاتَهُ اللهُ طَرِيدًا غَرِيبًا وَحِيدًا يُعَرِّضُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ أَنَّكَ جِئْتَ بِهَاكَذَلِكَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَلْ، فَمَنْ كَذَبَ فَفَعَلَ اللهُ تَعَالَى ذَلِكَ بِهِ

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو ابو عامر نے مکہ مکرمہ جانے سے پہلے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا تم یہ کیا دین لائے ہو؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا دین حنیف لایا ہوں، وہ بولا اس دین پر تو میں ہوں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے فرمایا نہیں، تم اس دین پر نہیں ہو، بولا کیوں نہیں! اے محمد! تو نے دین ابراہیمی میں بدعات داخل کر دی ہیں جو اس میں نہیں ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں تو ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا صاف ستھرا اور بدعتوں سے پاک دین لایا ہوں، ابو عامر بولا جھوٹے کو اللہ تعالیٰ اپنی قوم اور ملک سے دور ذلت کی موت مارے گا (اس کا اشارہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف تھا)، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بڑے تحمل سے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے جو جھوٹا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسا ہی سلوک کرے گا چنانچہ اس کو یہی سزا ملی۔ (ابن ہشام ۵۸۵/۱، الروض الانف ۲۵/۵، عیون الاثر ۲۵۵/۱) جب تک وہ مدینہ منورہ میں رہا کھل کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دشمنی کرتا رہا، مگر جب اس سے کچھ بن نہ پڑا تو قریش اور دوسرے عرب قبائل میں اسلام کے خلاف تبلیغ کے لئے مکہ مکرمہ بھاگ گیا، غزوہ احد جن لوگوں کی سعی سے برپا ہوئی ان میں یہ بھی شامل تھا، اور کہا جاتا ہے کہ غزوہ احد میں یہ بھی ان کے ساتھ لشکر میں شریک ہو کر آیا تھا، اور موقعہ پا کر میدان جنگ میں دونوں صفوں کے درمیان گڑھے کھود دیئے تھے، اسی کے کھودے ہوئے ایک گڑھے میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گر پڑے تھے، جنگ شروع ہونے سے پہلے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے

مائل کرنے لگا، جب انصار نے اس کو پہچان کر دھتکار دیا اور اس کو کہنے لگے اے فاسق! اللہ کے دشمن! اللہ تعالیٰ کبھی تیری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کرے گا اور تو اپنے بد نیتی میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکے گا، اس طرح کے اور بہت سے سخت و سست جملے کہے، اپنی قوم و قبیلہ کی طرف سے ایسا سخت جواب سن کر مایوسی کی حالت میں واپس چلا گیا، اور کہنے لگا میرے بعد میری قوم بگڑ گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بد دعا فرمائی تھی کہ گھر سے دور راندا ہوا موت سے ہمکنار ہو، چنانچہ اس کو آپ ﷺ کی بد دعا لگ گئی، پھر غزوہ احزاب میں جو لشکر ہر طرف سے مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے ان کو چڑھالانے میں بھی اس کا حصہ نمایاں تھا، اس کے بعد غزوہ حنین تک جتنی لڑائیاں مشرکین عرب اور مسلمانوں کے درمیان برپا ہوئیں ان سب میں یہ عیسائی درویش اسلام کے خلاف شرک کا سرگرم حامی رہا،

فَلَمَّا أَسْلَمَ أَهْلُ الطَّائِفِ لَحِقَ بِالشَّامِ

جب اہل طائف بھی اسلام لے آئے تو آپ کے خلاف مدد لینے کے لئے روم کی طرف چلا گیا،

تا کہ قیصر کو اس خطرے سے آگاہ کرے جو عرب سے سر اٹھا رہا تھا، قیصر نے اسے مدد دینے کا وعدہ کیا یہ وہی موقع تھا جب مدینہ طیبہ میں یہ اطلاعات پہنچیں کہ قیصر عرب پر چڑھائی کی تیاریاں کر رہا ہے، وہ کچھ عرصہ اس کے پاس رہا اور اپنے منافق دوستوں کو جو اس کے ساتھ شریک سازش تھے لکھا کہ میں بہت جلد ایک لشکر جرار لے کر آوں گا، اور محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کو مدینہ سے نکال دوں گا، اور انہیں تجویز بھیجی کہ وہ ایک الگ مسجد بنائیں

- تا کہ عام مسلمانوں سے بچ کر مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی جاسکے۔
- تا کہ منافق مسلمانوں کی علیحدہ جتھ بندی اس طرح کی جاسکے کہ اس پر مذہب کا پردہ پڑا رہے، اور آسانی سے اس پر کوئی شبہ نہ کیا جاسکے۔
- اور وہاں نہ صرف یہ کہ منافقین منظم ہوسکیں اور آئندہ کاروائیوں کے لئے مشورے کرسکیں، بلکہ ابو عامر کے پاس سے جو ایجنٹ خبریں اور ہدایات لے کر آئیں وہ بھی غیر مشتبہ فقیروں اور مسافروں کی حیثیت سے اس مسجد میں ٹھہر سکیں۔

مدینہ میں اس وقت دو مسجدیں تھیں، ایک مسجد قبا جو شہر کے مضافات میں تھی اور دوسری مسجد نبوی جو شہر کے اندر تھی ان دو کی موجودگی میں تیسری مسجد بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی،

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا قَدْ بَنَيْنَا مَسْجِدًا لِذِي الْعِلَّةِ وَالْحَاجَةِ وَاللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ وَاللَّيْلَةِ الشَّاتِيَةِ،وَكَانَ الَّذين بنوه اثنى عَشَرَ رَجُلًا،خِذَامُ بْنُ خَالِدٍ، مِنْ بَنِي عُبَيْدِ بْنِ زَيْدٍ، أَحَدِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَمِنْ دَارِهِ أُخْرِجَ مَسْجِدُ الشِّقَاقِ، وَثَعْلَبَةُ بْنُ حَاطِبٍ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ،وَمُعَتِّبُ بْنُ قُشَيْرٍ، مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَأَبُو حَبِيبَةَ بْنِ الْأَزْعَرِ، مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَعَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَخُو سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَجَارِيَةُ بْنُ عَامِرٍ، وَابْنَاهُ مُجَمِّعُ بْنُ جَارِيَةَ، وَزَيْدُ بْنُ جَارِيَةَ، وَنَبْتَلُ بْنُ الْحَارِثِ، مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ، وَبَحْزَجُ، مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ، وَبِجَادُ بْنُ عُثْمَانَ، مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ، وَوَدِيعَةُ بْنُ ثَابِتٍ، وَهُوَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ (بْنِ زَيْدٍ) رَهْطُ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ.

مگر انہوں نے اس مسجد کی ضرورت یہ کہہ کر پیش کی کہ بارش میں اور جاڑے کی راتوں میں عام لوگوں کو اور خصوصاً ضعیفوں اور معذوروں کو جو ان دونوں مسجدوں سے دور رہتے ہیں پانچوں وقت حاضری دینا مشکل ہوتی ہے، لہذا ہم محض نمازیوں کی آسانی کے لئے یہ ایک نئی مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں، جن منافقین نے یہ مسجد بنائی تھی وہ بارہ اشخاص تھے جن کے نام یہ ہیں، خذام بن خالد اسی نے اپنے گھر میں سے جگہ نکال کر یہ مسجد شقاق تعمیر کی تھی، بنوامیہ بن زید سے ثعلبہ بن حاطب، بنوضبیعہ بن زید سے معتب بن قشیر اور ابوحبیبہ بن الازعر، بنوعمر بن عوف سے عباد بن حنیف (سہیل بن حنیف کا بھائی)، جاریہ بن عامر، اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ، بنوضبیعہ سے نبتل بن حارث اور بجاد بن عثمان اور بنوامیہ بن زید سے ودیعہ بن ثابت اور ابی لبابہ بن عبدالمنذر کی جماعت۔[1]

عمرو بن مالک بن عوف، قردہ بن فیظی، بشیر بن زید، رافع بن زید، مالک بن قوقل۔[2]

رَافِعُ بْنُ وَدِيعَةَ، وَزَيْدُ بْنُ عَمْرٍو، وَعَمْرُو بْنُ قيس، وقيس بن عمرو ابن سَهْلٍ، وَالْجُدُّ بْنُ قَيْسٍ

ان منافقین میں رافع بن ودیعہ، زید بن عمرو، عمرۃ بن قیس، قیس بن عمرو بن سہل اور الجد بن قیس شامل تھے۔[3]

چنانچہ زید بن اسید، بشر بن رافع، اوس بن قینظی، مربع بن قینظی، رفاعہ بن زید بن تابوت، اوس بن خولی، سعد بن حنیف، عمر بن حرام، رافع بن بدلعیہ، زید بن عمرو، قیس بن عمرو، عمرو بن قیس ابوعمار وائلی، ھودہ بن قیس اور عزیز بن ابی عزیز نے ابوعامر کی ہدایت کے مطابق مسجد بنانا شروع کر دی، جب ان پاکیزہ ارادوں کی نمائش کے ساتھ مسجد ضرار بن کر تیار ہوئی تو یہ اشرار نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی،

وَإِنَّا نُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَنَا، فَتُصَلِّي لَنَا فِيهِ ، فَقَالَ:إِنِّي عَلَى جَنَاحِ سَفَرٍ، وَحَالِ شُغْلٍ، أَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ قَدْ قَدِمْنَا إِنْ شَاءَ اللهُ لَأَتَيْنَاكُمْ، فَصَلَّيْنَا لَكُمْ فِيهِ

آپ اس میں ایک مرتبہ ہمیں نماز پڑھادیں تاکہ وہ مقبول ہوجائے اور نماز پڑھ کر ہمارے حق میں برکت کی دعا کریں، مگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اس وقت میں پابہ رکاب ہوں اس مہم سے واپسی پر آکر دیکھوں گا اور اپنے سفر پر روانہ ہوگئے،

اس طرح منافقین اپنے مقصد بد میں کامیاب نہ ہوسکے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے یہ لوگ اس مسجد میں اپنی جتھ بندی اور سازشیں کرتے رہے، حتی کہ انہوں نے یہاں تک طے کرلیا کہ ادھر رومیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قلع قمع ہو، اور ادھر یہ فوراً ہی عبداللہ بن ابی کے سر پر تاج شاہی رکھ دیں۔ مگر تبوک میں جو معاملہ پیش آیا اس نے ان کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تبوک روانگی:

قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ،

---

[1] ابن ہشام۲،۵۳۰

[2] ابن ہشام۱،۱۰۷

[3] البداية والنهاية۳،۲۳۹

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَخْلِفُ عَلَى الْعَسْكَرِ أَبَا بَكْرٍ الصّدّيق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلّي بِالنّاسِ

اس کے بعد رجب نوہجری بروز جمعرات کورسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کومدینہ میں اپنا قائم مقام ،سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کومدینہ طیبہ کا کوتوال ،عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہا کومسجد نبوی کاامام ،اور رسول اللہ ﷺ نے سیدناابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کواپنے لشکر پرنماز پڑھانے کے لئے اپناجانشین مقررفرمایااورسیدناعلی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کواہل وعیال کی نگرانی وخبرگیری کے لئے مدینہ میں چھوڑااوربہت تیزتیز چلتے ہوئے سفر پرروانہ ہوگئے،

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ، وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا، فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ:أَلاَ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ، مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي

مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف جاتے ہوئے سیدناعلی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کواپناجانشین مقررکرگئے تھے، سیدناعلی رضی اللہ عنہ نے کہاآپ مجھے پیچھے عورتوں اوربچوں میں چھوڑتے ہیں؟آپ ﷺ نے فرمایاکیاتم اس پرخوش نہیں ہوکہ میرے بعدتمہاراوہ مقام ہوجوموسیٰ علیہ السلام کے بعدہارون علیہ السلام کاتھا؟مگرمیرے بعدکوئی نبی نہیں ہوگا۔[1]

کچھ ایسے صحابی رضی اللہ عنہ بھی پیچھے رہ گئے جن کوکچھ شرعی مجبوریاں لاحق تھیں اورکچھ وہ لوگ بھی پیچھے رہ گئے جن کوکوئی شرعی مجبوری نہ تھی، ان میں بنوسلمہ سے کعب رضی اللہ عنہ بن مالک ،بنوعمروبن عوف سے مرارہ رضی اللہ عنہ بن ربیع ،بنوواقف سے ہلال رضی اللہ عنہ بن امیہ ،بنوسالم سے ابوخیثمہ اورابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذراورچھ اورمسلمان شامل تھے یعنی گیارہ صحابہ جن کے ایمان میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں تھی،اپنے نفس کی کمزوری سے بغیرکسی شرعی عذرسے پیچھے رہ گئے۔

غزوہ تبوک کے لشکرکی تعدادکے بارے میں مختلف روایات ہیں،

كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ،وَغَزَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاسٍ كَثِيرٍ يَزِيدُونَ عَلَى عَشَرَةِ آلَافٍ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ دِيوَانُ حَافِظٍ

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے معقل کی روایت میں یہ الفاظ ہیں رسول اللہ ﷺ نے بہت سے آدمیوں کے ساتھ جہادکیا،جن کی تعداددس ہزارسے زیادہ تھی،اورکسی دفترمیں ان کانام نہ تھا۔[2]

وَلِلْحَاكِمِ فِي الْإِكْلِيلِ مِنْ حَدِيثِ مُعَاذٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى غَزْوَةِ تَبُوكَ زِيَادَةً عَلَى ثَلَاثِينَ أَلْفًا وبهذه الْعدة جزم بن إِسْحَاق

ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھاہے حاکم نے اکلیل میں معاذکی حدیث بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کی طرف نکلے توہمارے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ العُسْرَةِ۴۴۱۶

[2] صحیح مسلم کتاب التَّوْبَةِ بَابُ حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ۷۰۱۶

ساتھیوں کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ تھی، ابن اسحاق نے یہی تعداد وثوق سے بیان کی ہے [۱]

وكان الناس مع رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ أَلْفًا، وَمِنَ الْخَيْلِ عَشْرَةُ آلَافِ فَرَسٌ

واقدی لکھتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ جانے والوں کی تعداد تیس ہزار تھی اور دس ہزار گھوڑے تھے۔ [۲]

وَقَدْ نُقِلَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَرْبَعِينَ أَلْفًا

ابوزرعہ رازی سے منقول ہے کہ وہ چالیس ہزار کی تعداد میں تھے۔ [۳]

ایک روایت میں کہتے ہیں ستر ہزار آدمی تھے لیکن معروف اور قابل ترجیح یہ ہے کہ جیش تبوک کی تعداد تیس ہزار تھی۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا قصہ بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، وانہوں نے اپنے بڑھاپے کے زمانہ میں جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے اپنے بیٹے عبداللہ سے بیان کیا تھا۔

قَالَ كَعْبٌ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ، وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ العَقَبَةِ، حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ، أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا، كَانَ مِنْ خَبَرِي: أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلاَ أَيْسَرَ حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ، فِي تِلْكَ الغَزَاةِ، وَاللهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِي قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ، حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الغَزْوَةِ

سیدنا کعب بیان فرماتے ہیں غزوہ تبوک کے سوا اور کسی غزوہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں، البتہ غزوہ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا، لیکن جو لوگ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے ان کے متعلق رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا، کیونکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اس موقع پر صرف قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی پیشگی تیاری کے بغیر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا دشمنوں سے سامنا ہو گیا، لیکن میں لیلہ عقبہ میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا یہ وہی رات ہے جس میں ہم نے (مکہ مکرمہ میں) اسلام کے لیے عہد کیا تھا، اور مجھے تو یہ غزوہ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے اگرچہ بدر کا لوگوں کی زبانوں پر زیادہ چرچا ہے، تیسرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی، اتنا صاحب مال نہیں ہوا تھا جتنا اس موقع پر تھا۔ جبکہ میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ تبوک کے غزوے میں شریک نہ ہو سکا تھا، اللہ کی قسم! اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے لیکن اس موقع پر میرے پاس دو اونٹ موجود تھے

---

[۱] ۔فتح الباری ۱۱۷/۸

[۲] مغازی واقدی ۱۰۰۲/۳

[۳] فتح الباری ۱۱۷/۸

وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا، حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الغَزْوَةُ، غَزَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا، وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيرًا، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ، فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ، وَالمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرٌ، وَلاَ يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ، يُرِيدُ الدِّيوَانَ، قَالَ كَعْبٌ: فَمَا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفَى لَهُ، مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيُ اللهِ

رسول اللہ ﷺ جب کبھی کسی غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ اس کے لیے ذومعنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے، لیکن جب اس غزوہ کا موقع آیا تو گرمی بڑی سخت تھی، سفر بھی بہت لمبا تھا، بیابانی راستہ اور دشمن کی فوج کی کثرت تعداد! تمام مشکلات سامنے تھیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے اس غزوے کے متعلق بہت تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا، تا کہ اس کے مطابق پوری تیاری کر لیں چنانچہ آپ ﷺ نے اس سمت کی بھی نشاندہی فرما دی جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا، مسلمان بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت تھے اتنے کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا لکھنا بھی مشکل تھا، کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوئی بھی شخص اگر اس غزوہ میں شریک نہ ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کر سکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا سوا اس کے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو،

وَغَزَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلاَلُ ،وَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالمُسْلِمُونَ مَعَهُ، فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ، فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا، فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ

رسول اللہ ﷺ جب اس غزوہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، تو پھل پکنے کا زمانہ تھا، اور سایہ میں بیٹھ کر لوگ آرام کرتے تھے (یہی چیزیں میری توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھیں اور میں انہی میں الجھ کر رہ گیا) رسول اللہ ﷺ بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی مصروف تھے، لیکن میں روزانہ سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا اور اس طرح ہر روز اسے ٹالتا رہا، مجھے اس کا یقین تھا کہ تیاری کر لوں گا، مجھے آسانیاں میسر ہیں یوں ہی وقت گزرتا رہا اور آخر لوگوں نے اپنی تیاریاں مکمل بھی کر لیں اور رسول اللہ ﷺ مجاہدین اسلام کو ساتھ لے کر روانہ بھی ہو گئے، اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی، اس موقع پر بھی میں نے اپنے دل کو یہی کہہ کر سمجھا لیا کہ کل یا پرسوں تک تیاری کر لوں گا اور پھر لشکر اسلام سے جا ملوں گا،

فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوا لِأَتَجَهَّزَ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا،فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ، وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ، فَلَمْ يُقَدَّرْ لِي ذَلِكَ،فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيهِمْ، أَحْزَنَنِي أَنِّي لاَ أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ

لشکر اسلام کے کوچ کے بعد دوسرے دن میں نے تیاری کے لیے سوچا لیکن اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی، پھر تیسرے دن کے لیے

سوچا اور اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی یوں ہی وقت گزر گیا اور لشکر اسلام بہت آگے بڑھ گیا غزوے میں شرکت میرے لیے بہت دور کی بات ہوگئی اور میں یہی ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انہیں پالوں گا، کاش میں نے ایسا کر لیا ہوتا لیکن یہ میرے نصیب میں نہیں تھا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا، کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا یا وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا مجھے اس بات سے سخت صدمہ ہوتا تھا۔[1]

جب آپ مقام ذی اوان پر پہنچے تو اللہ نے آپ کو مسجد ضرار کے متعلق وحی فرمائی

وَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ، عَلَى أَهْلِهِ، وَأَمَرَهُ بِالْإِقَامَةِ فِيهِمْ، فَأَرْجَفَ بِهِ الْمُنَافِقُونَ، وَقَالُوا: مَا خَلَّفَهُ إِلَّا اسْتِثْقَالًا لَهُ، وَتَخَفُّفًا مِنْهُ. فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ الْمُنَافِقُونَ، أَخَذَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ سِلَاحَهُ، ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجُرْفِ ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، زَعَمَ الْمُنَافِقُونَ أَنَّكَ إِنَّمَا خَلَّفْتَنِي أَنَّكَ اسْتَثْقَلْتَنِي وَتَخَفَّفْتَ مِنِّي،

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ طیبہ سے روانہ ہوگئے تو سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو اپنے اہل کی حفاظت کے لیے مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا، تو منافقین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بوجھ ہلکا کرنے کے لیے مدینہ منورہ میں چھوڑ گئے ہیں کیونکہ سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ساتھ جانے سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر بڑا بوجھ ہوتا، سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اس بات کو سن کر بہت غصہ ہوئے اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام جرف (مدینہ سے جانب شام تین میل پر واقع ایک مقام کا نام ہے) میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس پہنچے، اور عرض کیا اے اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! منافقین نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ آپ مجھے بوجھ سمجھ کر نجات حاصل کرنے کے لئے مدینہ میں چھوڑ گئے ہیں،

فَقَالَ: كَذَبُوا، وَلَكِنَّنِي خَلَّفْتُكَ لِمَا تَرَكْتُ وَرَائِي، فَارْجِعْ فَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي وَأَهْلِكَ ،قَالَ:أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ، مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي، فَرَجَعَ عَلِيٌّ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَمَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَفَرِهِ

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں، میں نے تو تمہیں اپنے اہل وعیال کی خبر گیری کے لئے چھوڑا ہے، اس لئے تم واپس چلے جاؤ اور میرے اور اپنے اہل وعیال کی نگرانی کرو، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرے بعد تمہارا وہ مقام ہو جو موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے بعد ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کا تھا؟ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اس پر سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مدینہ واپس لوٹ گئے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ۴۴۱۸، صحیح مسلم کتاب التوبۃ بَابُ حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ ۷۰۱۶

[2] ابن ہشام ۵۱۹/۲، الروض الانف ۳۸۸/۷، عیون الآثر ۲۶۸/۲، تاریخ طبری ۱۰۴/۳، زادالمعاد ۴۶۳/۳، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۲۰/۵، شرح الزرقانی علی المواھب ۷۹/۴

ابن عبد البر نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے مگر ابن قیم رحمہ اللہ نے بالجزم کہا ہے

وَلكِنَّ هَذِهِ كَانَتْ خِلَافَةً خاصَّةً عَلَى أَهْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَمَّا الِاسْتِخْلَافُ الْعَامُّ فَكَانَ لِمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ ، وَيَدُلُّ عَلَى هَذَا أَنَّ الْمُنَافِقِينَ لَمَّا أَرْجَفُوا بِهِ وَقَالُوا: خَلَّفَهُ اسْتِثْقَالًا أَخَذَ سِلَاحَهُ ثُمَّ لَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: كَذَبُوا، وَلكِنْ خَلَّفْتُكَ لِمَا تَرَكْتُ وَرَائِي، فَارْجِعْ فَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي وَأَهْلِكَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بالخصوص اہل بیت پر خلیفہ تھے اور خلیفہ عام محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ ہی تھے،اس کی دلیل یہ ہے کہ منافقین نے یہ کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجھ سمجھ کر پیچھے چھوڑ گئے ہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنا اسلحہ پہنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی باتوں سے آگاہ کیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں،میں نے تو تمہیں اپنے اہل وعیال کی خبر گیری کے لئے چھوڑا ہے،اس لئے تم واپس چلے جاؤ اور میرے اور اپنے اہل وعیال کی نگرانی کرو۔[1]

وَشَهِدَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِينَ أَلْفًا مِنَ النَّاسِ، وَالْخَيْلُ عَشَرَةُ آلَافِ فَرَسٍ

بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار مجاہدین کے لشکر کے ساتھ،جن کے ساتھ دس ہزار شہسوار تھے تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔[2]

مگر اتنے ایثار وقربانی کے باوجود بھی سواری اور زاد راہ کا سامان پورا نہ ہوسکا،ایک ایک اونٹ پر اٹھارہ اٹھارہ آدمی باری باری سوار ہوتے تھے،اس پر گرمی کی شدت اور پانی کی قلت مستزاد تھی،خوراک کی کمی کے باعث پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بعض اوقات درختوں کی پتیاں کھائیں جس سے ان کے ہونٹوں پر ورم آ گیا،سواری کے جانوروں کی کمی کے باوجود پانی اور خوراک کے لئے حصول کے لئے اونٹوں کو ذبح کرنا پڑا،تاکہ اس کے اندر جمع شدہ پانی کو پی کر اور اس کے گوشت کو کھا کر گزارہ کیا جاسکے،اس لئے اس غزوہ کا نام جیش عسرت پڑ گیا۔

جھنڈوں کا عطا فرمانا:

فَلَمَّا رَحَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلَى تَبُوكَ، وَعَقَدَ الْأَلْوِيَةَ وَالرَّايَاتِ، فَدَفَعَ لِوَاءَهُ الْأَعْظَمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَرَايَتُهُ الْعُظْمَى إِلَى الزُّبَيْرِ، وَدَفَعَ رَايَةَ الْأَوْسِ إِلَى أُسَيْدِ بْنِ الْحُضَيْرِ، وَلِوَاءَ الْخَزْرَجِ إِلَى أَبِي دُجَانَةَ، وَيُقَالُ: إِلَى الْحُبَابِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَمُوحِ.

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ سے تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے بڑے چھوٹے جھنڈے تیار فرمائے،چھوٹے جھنڈوں میں سب سے بڑا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اور بڑے جھنڈوں میں سب سے بڑا جھنڈا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اور قبیلہ اوس کا بڑا علم اسید بن

[1] زاد المعاد ۳/۴۹۰

[2] عیون الاثر ۲/۲۶۸ ،زاد المعاد ۳/۴۶۳،ابن سعد ۲/۱۲۵

حضیر رضی اللہ عنہ کو اور قبیلہ خزرج کا علم حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔[1]
اسی طرح انصار اور قبائل عرب کی ہر ہر شاخ کو ایک ایک بڑا یا چھوٹا علم عطا فرمایا۔

ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

یہ ان لوگوں میں شامل تھے جو کسی مجبوری سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ نہیں ہو سکے تھے،

وَكَانَ أَبُو خَيْثَمَةَ يُسَمّى عَبْدَ اللهِ بْنَ خَيْثَمَةَ السَّالِمِيّ ، فَرَجَعَ بَعْدَ أَنْ سَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ حَتّى دَخَلَ عَلَى امْرَأَتَيْنِ لَهُ فِي يَوْمٍ حَارّ فَوَجَدَهُمَا فِي عَرِيشَيْنِ لَهُمَا، قَدْ رَشّتْ كُلّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَرِيشَهَا وَبَرّدَتْ لَهُ فِيهِ مَاءً، وَهَيّأَتْ لَهُ فِيهِ طَعَامًا، فَلَمّا انْتَهَى إلَيْهِمَا قَامَ عَلَى الْعَرِيشَيْنِ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! رَسُولُ اللهِ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخّرَ فِي الضّحّ وَالرّيحِ وَالْحَرّ، يَحْمِلُ سِلَاحَهُ عَلَى عُنُقِهِ، وَأَبُو خَيْثَمَةَ فِي ظِلَالٍ بَارِدٍ وَطَعَامٍ مُهَيّأٍ وَامْرَأَتَيْنِ حَسْنَاوَيْنِ، مُقِيمٌ فِي مَالِهِ، مَا هَذَا بِالنّصَفِ! ثُمّ قَالَ: وَاللهِ، لَا أَدْخُلُ عَرِيشَ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا حَتّى أَخْرُجَ فَأَلْحَقَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ جن کا نام عبد اللہ بن خیثمہ رضی اللہ عنہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر پر روانہ ہونے کے دس دن بعد ایک سخت گرم دن یہ اپنے گھر آئے، انہوں نے اپنی دونوں بیویوں کو باغ میں دیکھا کہ ہر ایک نے پانی چھڑک کر اپنا اپنا چھپر ٹھنڈا کیا ہوا ہے اور اپنے شوہر کے لئے مزے دار کھانے اور ٹھنڈے پانی کا انتظام کر رکھا ہے، ابو خیثمہ جب چھپر میں داخل ہوئے تو اس کے دروازے پر رک گئے، دونوں بیویوں کو دیکھا اور جو کچھ انہوں نے تیار کر رکھا تھا اس کا جائزہ لیا اور پھر بولے سُبْحَانَ اللهِ! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کے آگلے پچھلے تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے وہ تو دھوپ اور گرمی میں تکلیف برداشت کریں اور اپنے گلے میں اسلحہ پہنیں اور ابو خیثمہ اپنے باغ میں ٹھنڈے سائے تلے مزے دار کھانے اور خوبصورت عورتوں سے لطف اندوز ہو، واللہ! یہ انصاف نہیں، پھر کہنے لگے اللہ کی قسم! میں تم میں سے کسی کے چھپر میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا میرے لئے فوراً سفر کا سامان تیار کرو، بیویوں نے حکم کی تعمیل کی،

فَأَنَاخَ نَاضِحَهُ وَشَدّ عَلَيْهِ قَتَبَهُ وَتَزَوّدَ وارتحل، فجعلت امرأتاه يكلّمانه ولا يكلّمها، حَتّى أَدْرَكَ عُمَيْرَ بْنَ وَهْبٍ الْجُمَحِيّ بِوَادِي الْقُرَى يُرِيدُ النّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَحِبَهُ فَتَرَافَقَا، حَتّى إذَا دَنَوْا مِنْ تَبُوكَ قَالَ أَبُو خَيْثَمَةَ: يَا عُمَيْرُ! إنّ لِي ذُنُوبًا وَأَنْتَ لَا ذَنْبَ لَك، فَلَا عَلَيْك أن تَخَلّفَ عَنّي حَتّى آتِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَك. فَفَعَلَ عُمَيْرٌ،فَسَارَ أَبُو خَيْثَمَةَ حَتّى إذَا دَنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِتَبُوكَ قَالَ النّاسُ: هَذَا رَاكِبٌ الطّرِيقَ! قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ! فَقَالَ النّاسُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا أَبُو خَيْثَمَةَ! فَلَمّا

---

[1] ۔ مغازی واقدی۹۹۶ ,۳

أَنَاخَ أَقْبَلَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْلَى لَكَ يَا أَبَا خَيْثَمَةَ!ثُمَّ أَخْبَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ، فَقَالَ له رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَدَعَا لَهُ

پھر وہ اپنے آبپاشی کے اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور رسول اللہ کی تلاش میں اپنی سواری کو دوڑانے لگے،ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ تبوک پہنچ چکے تھے، راستہ میں ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات عمیر رضی اللہ عنہ بن وہب سے ہوئی وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھے، کچھ دیر یہ دونوں اکٹھے سفر کرتے رہے جب تبوک کے نزدیک پہنچے توابوخیثمہ رضی اللہ عنہ نے عمیر رضی اللہ عنہ بن وہب سے کہا میں نے کچھ گناہ کیا ہے میری خواہش ہے کہ تم تھوڑی دور پیچھے رہ جاؤ اور مجھے اکیلے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے دو،وہ راضی ہو گئے،ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ جب قریب پہنچے تو تبوک میں آپ کی مجلس میں بیٹھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک سوار آرہا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کرے یہ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ہو،لوگ غور سے دیکھ کر کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! واقعی یہ ابوخیثمہ ہی ہیں،اپنا اونٹ بٹھا کر ابوخیثمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا تمام واقعہ آپ کو کہہ سنایا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بہتر کلمات کہے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔[1]

سفر میں نمازیں جمع کرنا:

حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاةِ فِي سَفْرَةٍ سَافَرَهَا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ،قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا حَمَلَهُ عَلَى ذَلِكَ، قَالَ:أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں ظہر اور عصر اور اسی طرح مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھتے تھے، سعید کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں کرتے تھے؟انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ آپ کی امت میں کوئی آدمی تنگی میں نہ رہے۔[2]

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم غزوہ تبوک کے سفر میں آپ کے ہمراہ تھے آپ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھتے تھے۔[3]

امام مالک نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں

---

[1] مغازی واقدی۹۹۸؍۳،ابن ہشام ۵۲۰؍۲،عیون الآثر۲۶۹؍۲،تاریخ طبری ۱۰۴؍۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۲۲؍۵، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۱۳؍۴

[2] صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ ۱۶۳۰

[3] صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۵۹۴۷

قَالَ: فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْماً. فَخَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعاً، ثُمَّ دَخَلَ. ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعاً

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک دن دونمازیں موخر کیں پھر آئے اور ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا پھر ایک مقام میں داخل ہوئے اور پھر وہاں سے نکل کر مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔[1]

بستی ثمود میں آمد:

تبوک جاتے ہوئے راستہ میں وہ عبرتناک مقام بھی آیا جہاں اللہ کی نافرمان، شرک و معاصی میں ڈوبی قوم ثمود پر اللہ کا قہر اور عذاب نازل ہوا تھا،

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحِجْرِ أَرْضِ ثَمُودَ فَاسْتَقَوْا مِنْ آبَارِهَا، وَعَجَنُوا بِهِ الْعَجِينَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُهَرِيقُوا مَا اسْتَقَوْا، وَيَعْلِفُوا الْإِبِلَ الْعَجِينَ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ

عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے مجاہدین اسلام رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ کچھ دیر کے لئے حجر میں اترے (یعنی ثمود کے ملک میں) صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے پینے کے لیے اس کے کنوئیں سے اپنے مشکیزوں میں پانی لے لیا اور اس پانی سے آٹا بھی گوندلیا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علم ہوا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کو حکم فرمایا کہ یہاں کا پانی بہادیں اور آٹا اونٹوں کو کھلادیں، اور حکم فرمایا کہ صرف اس کنوئیں سے پانی بھریں جس کنوئیں سے (صالح عَلَیْہِ السَّلَام کی) اونٹنی پانی پیتی تھی۔[2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالحِجْرِ قَالَ:لاَ تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَازَ الوَادِيَ

عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مقام حجر سے گزرے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، ان لوگوں کی بستیوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا جب گزرنا ہو تو روتے ہوئے ہی گزرو (اللہ کے خوف اور اس کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے گزرو)، کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب ان پر نازل ہوا تھا تم پر بھی نازل ہوجائے، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی چادر سے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا (اپنی سواری پر سوار ہوئے) اور اس کو تیزی کے ساتھ چلاتے ہوئے اس وادی سے گزر گئے۔[3]

---

[1] موطاامام مالک کتاب قصرالصلوٰۃ فی السفرباب الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ۲

[2] صحیح مسلم کتاب الزھدوالرقاق بَابُ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ۷۴۶۶

[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَوَاضِعِ الخَسْفِ وَالعَذَابِ ۴۳۳،وکتاب احادیث الانبیائ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا۳۳۸۱، وکتاب المغازی بَابُ نُزُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الحِجْرَ۴۴۱۹،صحیح مسلم کتاب الزھدوالرقاق بَابُ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ۷۴۶۴، مسند احمد ۵۴۰۴،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۳۳؍۵،زادالمعاد۴۶۶؍۳

وادی القریٰ سے گزر:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَلَمَّا جَاءَ وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ:اخْرُصُوا، وَخَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ، فَقَالَ لَهَا: أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم غزوہ تبوک کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ(مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر شام کے راستہ پر ایک قدیم آبادی) سے گزرے تو ہماری نظر ایک عورت پر پڑی جو اپنے باغ میں کھڑی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ(کہ اس میں کتنی کھجور نکلے گی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اندازہ لگایا،(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اندازہ لگایا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازہ میں وہ پھل وزن میں دس وسق (پچاس من) تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا، یادرکھنا اس میں سے جتنی کھجور نکلے اس کو تول لینا(یہ فرما کر آپ وہاں سے منزل کی طرف روانہ ہوگئے).[1]

راستے میں ایک جگہ پڑاؤ فرمایا

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ وَلَا مَاءَ مَعَهُمْ شَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ سَحَابَةً فَأَمْطَرَتْ حَتَّى ارْتَوَى النَّاسُ، وَاحْتَمَلُوا حَاجَتَهُمْ مِنْ الْمَاءِ، قَالُوا: أَقْبَلْنَا عَلَيْهِ نَقُولُ: وَيْحَكَ، هَلْ بَعْدَ هَذَا شَيْءٌ! قَالَ: سَحَابَةٌ مَارَّةٌ ،ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ ضَلَّتْ نَاقَتُهُ فَخَرَجَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا، وَعِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَارَةُ بْنُ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَكَانَ فِي رَحْلِهِ زَيْدٌ، وَكَانَ مُنَافِقًا،

ابن اسحاق لکھتے ہیں صبح کے وقت لوگوں نے پانی ختم ہونے کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج کر بارش برسادی جس سے سب سیراب ہوگئے اور ضرورت کے مطابق اپنے مشکیزوں کو پانی سے بھر لئے، کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک منافق سے کہا تم پر افسوس ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں اب بھی کچھ شک وشبہ ہے، وہ بولا اتفاقاً ایک بادل آیا اور پانی برسا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے تو راستہ میں ایک جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوگئی جسے تلاش کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ادھر ادھر روانہ ہوئے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عمارہ بن حزم انصاری موجود تھے جن کے کجاوے میں ایک منافق زید قینقاعی تھا، جب عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے،

فَقَالَ زَيْدٌ: لَيْسَ مُحَمَّدٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَيُخْبِرُكُمْ خَبَرَ السَّمَاءِ وَهُوَ لَا يَدْرِي أَمْرَ نَاقَتِهِ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَارَةُ بْنُ حَزْمٍ عِنْدَهُ: إِنَّ رَجُلًا قَالَ: هَذَا مُحَمَّدٌ يُخْبِرُكُمْ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَيُخْبِرُكُمْ بِأَمْرِ السَّمَاءِ، وَهُوَ لَا يَدْرِي

[1] ۔صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ خَرْصِ التَّمْرِ ۱۴۸۱،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۵۹۴۸،مسنداحمد ۲۳۶۰۴،البدایة والنهایة ۱۶؍۵

أَيْنَ نَاقَتُهُ،وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَعْلَمُ إِلَّا مَا عَلَّمَنِيَ اللهُ ، وَقَدْ دَلَّنِي اللهُ عَلَيْهَا، هِيَ فِي الْوَادِي قَدْ حَبَسَتْهَا الشَّجَرَةُ بِزِمَامِهَا ، فَانْطَلَقُوا فَجَاءُوا بِهَا، فَرَجَعَ عُمَارَةُ إِلَى رَحْلِهِ

اس وقت زید قینقاعی نے منافقوں کے ایک گروہ کے سامنے خوب مذاق اڑایا اور کہا آپ آسمان کی خبریں توسناتے ہیں مگر ان کو اپنی اونٹنی کی کچھ خبر نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟ عین اسی وقت رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے عمارہ بن حزم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے فرمایا کہ زید نے ابھی یہ کہا ہے کہ محمد (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کا یہ دعوی ہے کہ وہ نبی ہیں اور آپ آسمان کی خبریں توسناتے ہیں مگر ان کو اپنی اونٹنی کی کچھ خبر نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ کی قسم! مجھے کسی چیز کا علم نہیں مگر وہ جو اللہ نے مجھے بتادیا ہے، اور اب اللہ نے مجھے القاء کیا ہے تو مجھے علم ہوا ہے کہ وہ اونٹنی فلاں وادی میں ہے، اور اس کی مہار ایک درخت میں الجھ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ وہاں ٹھیری ہوئی ہے چنانچہ اس نشان دہی کے بعد صحابہ کرام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ اس وادی میں جاکر اس اونٹنی کو لے آئے۔[1]

رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان لوگوں سے اس بات کی بابت پوچھا تو قسمیں کھانے لگے کہ ہم نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی،

ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَتَخَلَّفُ عَنْهُ الرَّجُلُ فَيَقُولُونَ: تَخَلَّفَ فُلَانٌ،فَيَقُولُ:دَعُوهُ فَإِنْ يَكُ فِيهِ خَيْرٌ فَسَيُلْحِقُهُ اللهُ بِكُمْ، وَإِنْ يَكُ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَدْ أَرَاحَكُمُ اللهُ مِنْهُ

پھر رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے لشکر کو لیکر آگے روانہ ہوئے تو بعض لوگ قافلہ سے پیچھے رہ گئے، صحابہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فلاں شخص پیچھے رہ گئے ہیں، آپ نے برجستہ فرمایا انہیں رہنے دو اگر ان میں ایمان ہوا تو عنقریب اللہ انہیں تم سے ملادے گا اور اگر دوسری صورت ہوئی تو اللہ نے تمہیں ان سے نجات دے دی۔

يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ تَخَلَّفَ أَبُو ذَرٍّ، وَأَبْطَأَ بِهِ بَعِيرُهُ،فَقَالَ: دَعُوهُ، فَإِنْ يَكُ فِيهِ خَيْرٌ فَسَيُلْحِقُهُ اللهُ بِكُمْ، وَإِنْ يَكُ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَدْ أَرَاحَكُمْ اللهُ مِنْهُ، وَتَلَوَّمَ أَبُو ذَرٍّ عَلَى بَعِيرِهِ، فَلَمَّا أَبْطَأَ عَلَيْهِ، أَخَذَ مَتَاعَهُ فَحَمَلَهُ عَلَى ظَهْرِهِ، ثُمَّ خَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاشِيًا

ایک موقعہ پر کسی نے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ابوذر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (جندب بن جنادہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) کا اونٹ سست رفتار ہے اس لیے وہ قافلہ سے پیچھے رہ گئے ہیں آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اگر ان کے آنے میں کوئی بہتری ہوگی تو عنقریب اللہ انہیں تم سے ملادے گا اور اگر دوسری صورت ہوئی تو اللہ نے تمہیں ان سے نجات دے دی، ابوذر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے اول اول اپنے اونٹ پر سوار قافلہ تک پہنچنے کا انتظار کیا، لیکن جب اس نے چلنے میں سستی کی تو انہوں نے اونٹ کو چھوڑ کر اپنا سامان کمر پر لادا اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قافلہ کے نقوش قدم کا تتبع کرتے ہوئے پیدل روانہ ہوگئے،

وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ فِي بَعْضِ مَنَازِلِهِ، فَنَظَرَ نَاظِرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ يَمْشِي عَلَى

---

[1] ابن ہشام ۲،۵۲۳ ،الروض الانف ۷،۳۹۲ ،عیون الآثر ۲،۲۷۰ ،البدایۃ والنہایۃ ۵،۱۳ ، زادالمعاد ۳،۴۶۷ ، تاریخ طبری ۳،۱۰۶ ،دلائل النبوۃ للبیہقی ۵،۲۲۳ ،شرح الزرقانی علی المواہب ۴،۸۹ ،مغازی واقدی ۳،۱۰۱۰

الطَّرِيقِ وَحْدَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ أَبَا ذَرٍّ،فَلَمَّا تَأَمَّلَهُ الْقَوْمُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، هُوَ وَاللَّهِ أَبُو ذَرٍّ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ أَبَا ذَرٍّ، يَمْشِي وَحْدَهُ، وَيَمُوتُ وَحْدَهُ، وَيُبْعَثُ وَحْدَهُ

آپ ﷺ راہ میں کسی جگہ فروکش تھے کہ مجاہدین میں سے کسی کی آدمی پر نظر پڑی تو اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کوئی شخص تن تنہا پیدل چلا آرہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کرے یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ ہوں، جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو بول اٹھے ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ ہی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ابو ذر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ اکیلا ہی چل رہا ہے، تنہا ہی وفات پائیں گے اور قبر سے بھی تنہا ہی اٹھے گا،

قَالَ: لَمَّا نَفَى عُثْمَانُ أَبَا ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ ، وَأَصَابَهُ بِهَا قَدَرُهُ، لَمْ يَكُنْ مَعَهُ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتُهُ وَغُلَامُهُ، فَأَوْصَاهُمَا أَنْ اغْسِلَانِي وَكَفِّنَانِي، ثُمَّ ضَعَانِي عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، فَأَوَّلُ رَكْبٍ يَمُرُّ بِكَمْ فَقُولُوا: هَذَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعِينُونَا عَلَى دَفْنِهِ،فَلَمَّا مَاتَ فَعَلَا ذَلِكَ بِهِ. ثُمَّ وَضَعَاهُ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَأَقْبَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ فِي رَهْطٍ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ عُمَّارٍ، فَلَمْ يَرُعْهُمْ إِلَّا بِالْجَنَازَةِ عَلَى ظَهْرِ الطَّرِيقِ، قَدْ كَادَتْ الْإِبِلُ تَطَؤُهَا، وَقَامَ إِلَيْهِمْ الْغُلَامُ. فَقَالَ: هَذَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعِينُونَا عَلَى دَفْنِهِ،قَالَ: فَاسْتَهَلَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ يَبْكِي وَيَقُولُ: صَدَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَمْشِي وَحْدَكَ، وَتَمُوتُ وَحْدَكَ، وَتُبْعَثُ وَحْدَكَ،ثُمَّ نَزَلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَوَارَوْهُ

بعد میں آپ کا ارشاد صحیح ثابت ہوا کیونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ میں جلاوطن کر دیا تھا جب (بتیس ہجری میں) ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت ان کے قریب ان کی بیوی اور غلام کے سوا کوئی اور نہ تھا، انہوں نے ان دونوں کو وصیت فرمائی کہ تم دونوں مجھے غسل اور کفن دینا، پھر میری نعش کو راستے میں کسی نمایاں مقام پر رکھ دینا اور جو پہلا قافلہ ادھر سے گزرے اس سے کہنا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی ابو ذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے، ان کی تدفین میں ہماری مدد کریں، چنانچہ جب وہ فوت ہو گئے تو انہوں نے ایسا ہی کیا ، کچھ دیر بعد ادھر سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور عراق والوں کی ایک جماعت کا گزر ہوا جو عمرہ کے لئے آرہے تھے، راستے میں رکھے ہوئے جنازہ کو دیکھ کر چونک پڑے جسے اونٹ روندنے ہی والا تھا، انہیں دیکھ کر وہ غلام کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی ابو ذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے ان کی تدفین میں ہماری مدد کریں، یہ سن کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور رونے لگے اور فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ تم تن تنہا پیدل سفر کرو گے تنہا ہی وفات پاؤ گے اور قبر میں سے بھی تنہا ہی اٹھائے جاؤ گے، پھر قافلہ والے سواریوں سے اتر پڑے اور انہوں نے آپ کو دفن کیا۔[1]

سفر کے دوران بھی منافقین اکثر اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر نبی ﷺ اور ان مسلمانوں کو جنہیں نیک نیتی کے ساتھ آمادہ جہاد پاتے کا مذاق اڑاتے

[1] ابن ہشام ۵۲۳/۲،الروض الانف ۳۹۲/۷،تاریخ طبری ۱۰۷/۳،البدایۃ والنہایۃ ۱۲/۵،زادالمعاد ۴۶۷/۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۲۱/۵،مغازی واقدی ۱۰۰۰/۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۱۵/۴

تھے،اور اپنی تضحیک سے ان لوگوں کی ہمتیں پست کرنے کی کوشش کرتے تھے،

وَقَدْ كَانَ رَهْطٌ مِنْ الْمُنَافِقِينَ، مِنْهُمْ وَدِيعَةُ بْنُ ثَابِتٍ، أَخُو بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَمِنْهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ، حَلِيفٌ لِبَنِي سَلِمَةَ، يُقَالُ لَهُ:مُخَشِّنُ بْنُ حُمَيِّرٍ- قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَيُقَالُ مَخْشِيٌّ- يُشِيرُونَ إلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إلَى تَبُوكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَتَحْسِبُونَ جِلَادَ بَنِي الْأَصْفَرِ كَقِتَالِ الْعَرَبِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا! وَاَللَّهِ لَكَأَنَّا بِكَمْ غَدًا مُقَرَّنِينَ فِي الْحِبَالِ، إرْجَافًا وَتَرْهِيبًا لِلْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ مُخَشِّنُ بْنُ حُمَيِّرٍ: وَاَللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاضِي عَلَى أَنْ يُضْرَبُ كُلُّ (رجل)منّا مائَة جَلْدَةٍ، وَإِنَّا نَنْفَلِتُ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا قُرْآنٌ لِمَقَالَتِكُمْ هَذِهِ

منافقوں کی ایک جماعت جو بنوعمرو بن عوف سے ودیعہ بن ثابت اور بنوسلمہ کے حلیف مخشن بن حمیر اشجعی پر مشتمل تھی ابن ہشام کے مطابق ان کا نام مخشی ہی تھا،ایک دوسرے سے کہنے لگے کیا تم رومیوں کی لڑائی کو عربوں کی آپس کی لڑائی کی طرح سمجھتے ہو،واللہ!ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کل تم رسیوں میں جکڑے ہوئے قیدی ہو گے، مخشن بن حمیر نے کہا اللہ کی قسم!میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر آدمی کو سو سو درے سزا ملے اور ہماری اس بات کی وجہ سے قرآن میں مذمت کے نزول سے بچ جائیں،

وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِيمَا بَلَغَنِي- لِعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَدْرِكْ الْقَوْمَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ احْتَرَقُوا، فَسَلْهُمْ عَمَّا قَالُوا، فَإِنْ أَنْكَرُوا فَقُلْ: بَلَى، قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، فَانْطَلَقَ إلَيْهِمْ عَمَّارٌ، فَقَالَ ذَلِكَ لَهُمْ: فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَذِرُونَ إلَيْهِ، فَقَالَ وَدِيعَةُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ عَلَى نَاقَتِهِ، فَجَعَلَ يَقُولُ وَهُوَ آخِذٌ بِحَقَبِهَا : يَا رَسُولَ اللهِ، إنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ

رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ آگ میں جلنے کے مستحق ہو گئے ہیں ان سے پوچھو کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟اگر وہ انکار کر دیں اور کہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کہا تو تم کہو کیوں نہیں،تم نے یہ یہ بات کہی ہے،عمار رضی اللہ عنہ ان کی طرف گئے اور ان لوگوں سے گفتگو کی تو وہ عذر کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے،ودیعہ بن ثابت نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ!ہم تو محض خوش گپیوں اور مذاق میں مصروف تھے،ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ [1]

ترجمہ:اگر ان سے پوچھو کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے،ان سے کہو کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے ساتھ تھی۔

وَقَالَ مُخَشِّنُ بْنُ حُمَيِّرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَعَدَ بِي اسْمِي وَاسْمُ أَبِي، وَكَأَنَّ الَّذِي عُفِيَ عَنْهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ مُخَشِّنُ بْنُ حُمَيِّرٍ، فَتَسَمَّى عَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَسَأَلَ اللهَ تَعَالَى أَنْ يَقْتُلَهُ شَهِيدًا لَا يُعْلَمُ بِمَكَانِهِ، فَقُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ أَثَرٌ

---

[1] التوبة ٦٥

مخشن بن حمیر نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے تو میرے نام اور میرے باپ کے نام کی نحوست لے ڈوبی، اس کے بعد اس نے اپنا نام عبدالرحمان رکھ لیا اور اللہ سے دعا مانگی کہ اسے شہادت کی موت نصیب ہو اور اس کی قبر سے کوئی واقف نہ ہو، چنانچہ یہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے اور کچھ معلوم نہیں ہوا کہ ان کا جسم خاکی کہاں غائب ہوا۔[1]

تبوک کے چشمہ پر پہنچنا:

أَخْبَرَهُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذَلِكَ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ:إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ، عَيْنَ تَبُوكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتَّى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتَّى آتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ،

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے نکلے ابھی تبوک پہنچنے میں ایک دن کی مسافت تھی (رسول اللہ ﷺ نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا، آپ ﷺ کے لئے خیمہ لگایا گیا آپ اس میں تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے ظہر کی نماز میں تاخیر کی، پھر آپ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کو ملا کر ادا کیا پھر آپ خیمہ میں تشریف لے گئے، پھر کچھ دیر بعد آپ باہر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا، نماز کے بعد آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے تمہارے وہاں پہنچتے پہنچتے چاشت کا وقت ہو جائے گا (تم میں سے جو شخص وہاں پہلے پہنچ جائے) وہ میرے آنے تک اس چشمہ کے پانی میں ہاتھ نہ ڈالے، جب لشکر اسلام وہاں پہنچا تو دیکھا کہ دو آدمی پہلے سے وہاں پہنچے ہوئے تھے اور چشمہ سے قطرہ قطرہ پانی رس رہا ہے،

قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟ قَالَا: نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ. قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا، حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، قَالَ وَغَسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا، " فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ أَوْ قَالَ: غَزِيرٍ شَكَّ أَبُو عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ حَتَّى اسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ، يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرَى مَا هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے دریافت کیا کہ تم نے اس چشمہ کے پانی میں ہاتھ ڈالا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، نبی کریم ﷺ نے انہیں ملامت کی اور فرمایا جیسا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چلوؤں سے ایک برتن میں اس چشمہ کا پانی جمع کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے اپنا چہرہ مبارک اور ہاتھ دھوئے اور اسے چشمہ میں ڈال دیا اس پانی کے گرتے ہی چشمے سے بے تحاشا پانی ابل کر نکلنا شروع ہو گیا جسے تمام اسلامی لشکر نے استعمال کیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! اگر تمہاری زندگی رہی تو تم

[1] ابن ہشام ۵۲۴/۲، الروض الانف ۳۹۴/۷، عیون الآثر ۲۷۱/۲، زادالمعاد ۴۶۹/۳

دیکھوگے کہ اس (چشمہ) کا پانی باغوں کو سیراب کرے گا۔[1]

یہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معجزے ہی کی برکت ہے کہ آج تبوک میں اس کثرت سے پانی موجود ہے کہ مدینہ منورہ اور خیبر کے سوا کہیں اتنا پانی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوتا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبوک کا پانی ان دونوں جگہوں سے بھی زیادہ ہے۔

اس سے پہلے کہ قیصر اپنی فوجی تیاریاں مکمل کرتا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تبوک پہنچ گئے،

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ عَلَى حَرَسِهِ بِتَبُوكَ مِنْ يَوْمِ قَدِمَ إِلَى أَنْ رَحَلَ مِنْهَا عَبَادَ بْنَ بِشْرٍ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو اپنے لشکر پر نگران مقرر فرمایا۔[2]

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا مجھے اس بات سے مدد دی گئی ہے کہ دشمن پر ایک ماہ کی مسافت پر میرا رعب پڑتا ہے۔[3]

چنانچہ تبوک کے قیام کے دوران قیصر مرعوب ہو کر مقابلہ پر نہ آیا اس نے سرحد سے فوجیں ہٹا لینے کے سوا کوئی چارہ نہ پایا، غزوہ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں کے عزم صادق اور جانفروشی اور ایک لاکھ کے مقابلہ کی جوشان وہ دیکھ چکا تھا، اس کے بعد اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ خود نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قیادت میں جہاں تیس ہزار فوج آرہی ہو وہاں وہ لاکھ دو لاکھ آدمی لے کر میدان میں آجاتا، مگر سابقہ حالات کے تجربات کے پیش نظر قیصر اور اس کے تابعین کو اپنے علاقہ میں ہونے کے باوجود اپنے علاقہ سے دور عسرت زدہ مسلمانوں سے ٹکر لینے کا حوصلہ ہی نہ ہوا، اور انہوں نے اپنی فوجیں سرحد سے ہٹا لیں۔

سخت آندھی کی پیشین گوئی:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، قَالَ:حَتَّى قَدِمْنَا تَبُوكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَلَا يَقُمْ فِيهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتَّى أَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّئٍ،

ابو حمید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تبوک پہنچ گئے تو ایک دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہدایت فرمائی کہ آج رات کو سخت آندھی آئے گی لہذا تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہو، جس کے پاس اونٹ ہو اسے چاہیے کہ اسے باندھ دے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حکم کی تعمیل کی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیشین گوئی کے مطابق رات کو سخت آندھی آئی ایک شخص (اتفاق سے) کھڑا ہو گیا، ہوا نے اسے اڑا کر بنو طے کے پہاڑوں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۵۹۴۷

[2] مغازی واقدی ۱۰۳۴،۳

[3] صحیح بخاری كِتَابُ التَّيَمُّمِ باب وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا، فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۳۳۵

میں پھینک دیا۔ [1]

دوسرے دن آپ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ سے منسوب ایک خطبہ:

رسول اللہ ﷺ نے میدان تبوک میں تیس ہزار مجاہدین کو ایسا پر حکمت اور پر مغز خطبہ ارشاد فرمایا جس میں سارا دین بیان فرما دیا، پہلے آپ ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَأَوْثَقَ الْعُرَى كَلِمَةُ التَّقْوَى، وَخَيْرَ الْمِلَلِ مِلَّةُ إِبْرَاهِيمَ، وَخَيْرَ السُّنَنِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ، وَأَشْرَفَ الْحَدِيثِ ذِكْرُ اللهِ، وَأَحْسَنَ الْقَصَصِ هَذَا الْقُرْآنُ، وَخَيْرَ الْأُمُورِ عَوَازِمُهَا، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَشْرَفَ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ

اے لوگو! تمام باتوں میں سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے مضبوط سہارا کلمہ تقویٰ ہے، سب سے بہتر دین، دین ابراہیمی ہے، سب طریقوں سے بہترین طریقہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کا طریقہ ہے، تمام باتوں میں بہتر بات وہ ہے جو ذکر اللہ زبان سے ادا ہو، سب سے بہتر وعظ ونصیحت اور عبرت کے سچے قصے قرآن مجید میں ہیں، بہترین کام وہ ہیں جن کے کرنے کا اللہ نے ارادہ کیا ہے، اور بدترین کام وہ ہیں جو اللہ کے دین میں خود نکال لئے جائیں، تمام راہوں میں سب سے بہترین اور عمدہ راہ پیغمبروں کی ہے، سب سے بہتر موت کفار کے ہاتھوں میدان جنگ میں جہاد فی سبیل کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرنا ہے،

وَأَعْمَى الْعَمَى الضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدَى، وَخَيْرَ الْأَعْمَالِ مَا نَفَعَ، وَخَيْرَ الْهُدَى مَا اتُّبِعَ، وَشَرَّ الْعَمَى عَمَى الْقَلْبِ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَمَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى، وَشَرُّ الْمَعْذِرَةِ حِينَ يَحْضُرُ الْمَوْتُ، وَشَرُّ النَّدَامَةِ يَوْمُ الْقِيَامَةِ

اور تمام اندھے پنوں سے اندھا پن یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ہدایت موجود ہونے کے باوجود انسان گمراہی کو اختیار کرے، بہتر عمل وہ ہے جو نفع دے اور بہتر ہدایت وہ ہے جس کی پیروی جائے، بدترین اندھا وہ ہے جس کے دل کی آنکھیں اندھی ہوگئی ہوں، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، جو تھوڑا اور کفایت کرنے والا ہو وہ زیادہ اور غافل کر دینے والے سے بہتر ہے، اور سب سے بری معذرت وہ ہے جو موت کے وقت کی جائے اور سب سے بری شرمندگی قیامت کے روز ہوگی،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَا يَأْتِي الْجُمُعَةَ إِلَّا دَبْرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَذْكُرُ اللهَ إِلَّا هُجْرًا، وَمِنَ أَعْظَمِ الْخَطَايَا اللِّسَانُ الْكَذَّابُ، وَخَيْرُ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ، وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوَى، وَرَأْسُ الْحِكَمِ مَخَافَةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَخَيْرُ مَا وَقَرَ فِي الْقُلُوبِ الْيَقِينُ، وَالِارْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ، وَالنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَالْغُلُولُ مِنْ حُثَاءِ جَهَنَّمَ

[1] صحيح بخارى كتاب الزكوٰة بَابُ خَرْصِ الثَّمَرِ ۱۴۸۱، صحيح مسلم كتاب الفضائل بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۵۹۴۸

اور لوگوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو جمعہ میں دیر سے آتے ہیں، اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کی زبان پر اللہ کا ذکر بہت کم ہوتا ہے، اور سب سے عظیم خطا جھوٹی زبان ہے اور بہترین تونگری دل کا تونگر ہونا ہے، اور بہترین زاد تقویٰ ہے اور دانائی کا کمال اللہ کا خوف ہے اور بہترین بات وہ ہے جو دلوں میں یقین کو جاگزین کرے اور دینی عقائد میں چوں چرا کرنا، شک وشبہ کرنا کفر ہے، میت پر نوحہ کرنا (چیخنا چلانا، کپڑے پھاڑنا، سینہ کوبی کرنا، پچھاڑیں کھانا، ماتم وشیون کرنا) جاہلیت کا عمل ہے، اور خیانت کی سزا دوزخ کی آگ ہے،

وَالسُّكْرُ كَيٌّ مِنَ النَّارِ، وَالشِّعْرُ مِنْ إِبْلِيسَ، وَالْخَمْرُ جُمَّاعُ الْإِثْمِ، وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ ، وَالشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِنَ الْجُنُونِ، وَشَرُّ الْمَكَاسِبِ كَسْبُ الرِّبَا، وَشَرُّ الْمَأْكَلِ مَالُ الْيَتِيمِ ، وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ، وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ،وَإِنَّمَا يَصِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى مَوْضِعِ أَرْبَعِ أَذْرُعٍ، وَالْأَمْرُ إِلَى الْآخِرَةِ وَمِلَاكُ الْعَمَلِ خَوَاتِمُهُ، وَشَرُّ الرَّوَايَا رَوَايَا الْكَذِبِ، وَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبٌ

گندے اور فحش اشعار سب ابلیس کی طرف سے ہیں، اور شراب گناہ کی جامع ہے اور عورتیں شیطان کے جال ہیں، اور جوانی جنون کا ایک حصہ ہے، اور سب سے بری کمائی سود کی کمائی ہے اور سب سے برا کھانا یتیم کا مال کھانا ہے، نیک بخت انسان وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بد بخت انسان وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بد بخت لکھ دیا گیا ہو، اور تم میں سے ایک آدمی چار ہاتھ جگہ کی طرف جانے والا ہے اور معاملہ آخرت پر موقوف ہے اور کام کا دارومدار انجام پر ہے، اور سب سے برے راوی جھوٹے راوی ہیں اور جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہے،

وَسِبَابُ الْمُؤْمِنِ فِسْقٌ، وَقِتَالُ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ، وَأَكْلُ لَحْمِهِ مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ، وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ ،وَمَنْ يَتَأَلَّى عَلَى اللهِ يُكْذِبْهُ، وَمَنْ يَغْفِرْ يُغْفَرْ لَهُ، وَمَنْ يَعْفُ يَعْفُ اللهُ عَنْهُ، وَمَنْ يَكْظِمِ الْغَيْظَ يَأْجُرْهُ اللهُ، وَمَنْ يَصْبِرْ عَلَى الرَّزِيَّةِ يُعَوِّضْهُ اللهُ، وَمَنْ يَتْبَعِ السُّمْعَةَ يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ، وَمَنْ يَصْبِرْ يُضَعِّفِ اللهُ لَهُ، وَمَنْ يَعْصِ اللهَ يُعَذِّبْهُ اللهُ، اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِأُمَّتِي، اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِأُمَّتِي ، قَالَهَا ثَلَاثًا

اور کسی ایمان دار کو گالی دینا فاسق بنتا ہے، مومن سے جنگ کرنا کفر ہے اور اس کی غیبت کرنا اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے، اور جو اللہ کی قسم کھائے گا وہ اس کی تکذیب کرے گا اور جو اس سے مغفرت طلب کرے گا وہ اسے بخش دے گا اور جو معاف کرے گا اللہ اس کی لغزشیں بھی معاف فرمادے گا اور جو اپنے غصہ کو ضبط کرے گا اللہ اسے اجر وثواب عنایت فرمائے گا، جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ انہیں اس کا بدلہ دے گا، اور جو شہرت پسند ہو گا اللہ اسے شہرت دے گا اور جو صبر کرے اللہ اسے دگنا دے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دے گا، اے اللہ! مجھے اور میری امت کو بخش دے، اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے، آپ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ [1]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوكَ خَطَبَ النَّاسَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ

[1] دلائل النبوة ۵/۲۴۱، زاد المعاد ۳/۴/۴۷، مغازي لواقدي ۳/۱۰۱۶، السيرة النبوية لابن كثير ۴/۲۴

إِلَى نَخْلَةٍ، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ، إِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ: رَجُلًا عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ أَوْ عَلَى ظَهْرِ بَعِيرِهِ، أَوْ عَلَى قَدَمَيْهِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ، وَإِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ: رَجُلًا فَاجِرًا جَرِيئًا، يَقْرَأُ كِتَابَ اللَّهِ وَلَا يَرْعَوِي إِلَى شَيْءٍ مِنْهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے سہارا لگائے ہوئے خطبہ دے رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بہترین اور بدترین لوگوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جو کہ اللہ کے راستہ میں اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پشت پر سوار ہو کر یا پیدل چلتا ہے یہاں تک کہ اس کی موت آجاتی ہے، جب کہ بدترین شخص وہ ہے جو کہ فاجر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر کسی طریقہ سے عمل نہیں کرتا۔[1]

دومۃ الجندل کے حکمران اکیدر بن عبدالملک کی گرفتاری

فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَبُوكَ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رومیوں کے سرحدی علاقہ تبوک میں دس سے کچھ زیادہ دن قیام فرمایا۔[2]

بعض کہتے ہیں وہاں بیس روز خیمہ زن رہے، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اردگرد کے علاقے میں کاروائی شروع کر دی اور تبوک کو مرکز قرار دیا،

قَالُوا :بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خالد بن الوليد مِنْ تَبُوكَ فِي أَرْبَعِمائَةٍ وَعِشْرِينَ فَارِسًا إِلَى أُكَيْدِرِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بِدُومَةِ الْجَنْدَلِ وَكَانَ أُكَيْدِرٌ مِنْ كِنْدَةَ قَدْ مَلَكَهُمْ وَكَانَ نَصْرَانِيا،فَقَالَ خَالِدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ لِي بِهِ وَسَطَ بِلَادِ كَلْبٍ، وَإِنَّمَا أَنَا فِي أُنَاسٍ يَسِيرٍ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَتَجِدُهُ يَصِيدُ الْبَقَرَ فَتَأْخُذُهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو چارسوبیس سواروں کے ساتھ اکیدر بن عبدالملک کی طرف روانہ فرمایا، یہ عیسائی مذہب کا پیرو تھا اور ہرقل کی طرف سے دومۃ الجندل کا حکمران تھا، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کلب کے علاقہ میں تھوڑے سے مجاہدین کے ساتھ میں اس کا مقابلہ کس طرح کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اکیدر تمہیں نیل گائے کا شکار کرتا ہوا ملے گا اس کو گرفتار کر لینا،

قَالَ: فَخَرَجَ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ حِصْنِهِ بِمَنْظَرِ الْعَيْنِ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ صَائِفَةٍ، وَهُوَ عَلَى سَطْحٍ لَهُ وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ الرَّبَابُ بِنْتُ أُنَيْفِ بْنِ عَامِرٍ مِنْ كِنْدَةَ، وَصَعِدَ عَلَى ظَهْرِ الْحِصْنِ مِنَ الْحَرِّ، وَقَيْنَتُهُ تُغَنِّيهِ، ثُمّ دعا بشراب فشرب. فأقبلت البقرتَحُكّ بِقُرُونِهَا بَابَ الْحِصْنِ، فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ الرّبَابُ فَأَشْرَفَتْ عَلَى الْحِصْنِ فَرَأَتْ الْبَقَرَ فَقَالَتْ: مَا رَأَيْت كَاللّيْلَةِ فِي اللّحْمِ! هَلْ رَأَيْت مِثْلَ هَذَا قَطّ؟ هَلْ رَأَيْت مِثْلَ هَذَا قَطّ؟

---

[1] مسند احمد ۱۱۳۱۹، السنن الكبرى للنسائی۴۲۹۹، السيرة النبوية لابن كثير۲۳/۴،خاتم النبيين صلى الله عليه وآله وسلم ۹۵۸/۳

[2] ابن ہشام۵۲۷/۲،الروض الانف ۳۹۸/۷،عيون الآثر۲۷۳/۲،تاريخ طبرى ۱۰۹/۳، زادالمعاد۴۷۴/۳

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید ایک چاندنی رات میں اکیدر کے علاقہ میں پہنچے، اکیدر اور اس کی اہلیہ اپنے قلعہ مارو میں فصیل پر بیٹھے تھے پھر پانی منگوا کر پیا اتنے میں نیل گائیں آ کر قلعہ کے دروازے پر اپنے سینگ مارتی تھیں، اس کی بیوی نے اٹھ کر قلعہ کے دروازے کی طرف دیکھا تو بولی میں نے آج جیسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا، اور ایک جگہ لکھا ہے، تم نے اپنی زندگی میں کبھی ایسا دیکھا ہے،

قَالَ: يَقُولُ أُكَيْدِرُ: وَاللهِ، مَا رَأَيت جاءَتْنَا لَيلَةً بَقَرٌ غَيْرَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ، ثُمَّ قَالَتْ :مَنْ يَتْرُكُ هَذَا؟قَالَ: لَا أَحَدَ!وَلَقَدْ كُنْت أُضْمِرُ لَهَا الْخَيْلَ إذَا أَرَدْت أَخْذَهَا شَهْرًا أَوْ أَكْثَرَ، ثُمّ أَرْكَبُ بِالرّجَالِ وَبِالْآلَةِ.فَنَزَلَ فَأَمَرَ بِفَرَسِهِ فَأُسْرِجَ، وَأَمَرَ بِخَيْلٍ فَأُسْرِجَتْ، وَرَكِبَ مَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، مَعَهُ أَخُوهُ حَسَّانُ وَمَمْلُوكَانِ، فَخَرَجُوا مِنْ حِصْنِهِمْ بِمَطَارِدِهِمْ ، فَلَمّا فَصَلُوا مِنَ الْحِصْنِ، وَخَيْلُ خَالِدٍ تَنْظُرُهُمْ لَا يَصْهِلُ مِنْهَا فَرَسٌ وَلَا يَتَحرّكُ، فَسَاعَةَ فَصَلَ أَخَذَتْهُ الْخَيْلُ فَاسْتَأْسَرَ أُكَيْدِرُ وَامْتَنَعَ حَسَّانُ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، وَهَرَبَ الْمَمْلُوكَانِ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَدَخَلُوا الْحِصْن

اکیدر نے کہا اللہ کی قسم! آج رات سے پہلے میں نے کبھی کسی گائے کو ایسا کرتے نہیں دیکھا، پھر وہ بولی اس موقعہ کو کون ضائع کر سکتا ہے؟ اکیدر نے کہا کوئی بھی نہیں، پھر اکیدر فوراً اپنے بھائی حسان اور دو غلاموں کے ساتھ شکار کے لئے نیچے اترا اور نیل گائے کو شکار کرنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑے، ابھی تھوڑی دور ہی نکلے تھے کہ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سے مڈبھیڑ ہو گئی، مسلمانوں کو دیکھ کر اکیدر کے بھائی حسان نے مقابلہ کیا مگر جلد ہی سیف اللہ کی ضربوں کی تاب نہ لا کر خاک نشین ہو گیا اور اکیدر کو گرفتار کر کے اس کی مشکیں باندھ دیں جبکہ ان کا تیسرا ساتھی بھاگ کر قلعہ میں داخل ہو گیا،

وَكَانَ عَلَى حَسَّانَ قَبَاءُ دِيبَاجٍ مُخَوّصٌ بِالذّهَبِ، فَاسْتَلَبَهُ خَالِدٌ فَبَعَثَ بِهِ إلى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَمْرِو بْنِ أُمَيّةَ الضّمْرِيّ حَتَّى قَدِمَ عليهم فأخبرهم بأخذهم أكيدر

اس وقت اکیدر نے ایک ایسا کوٹ پہنا ہوا تھا جس پر سونے کی تاروں سے کھجور کے پتے بنے ہوئے تھے، خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے وہ سلب میں لے لیا اور اپنے پہنچنے سے پہلے عمرو بن امیہ الضمری کے ذریعہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا، اور انہوں نے اکیدر کے گرفتار ہونے کی خبر دی،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُ قَبَاءَ أُكَيْدِرَ حِينَ قُدِمَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ الْمُسْلِمُونَ يَلْمِسُونَهُ بِأَيْدِيهِمْ وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا؟ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا

انس رضی اللہ عنہ بن مالک اور جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں میں نے دیکھا جب اکیدر کے بھائی حسان کا یہ کوٹ آپ کی خدمت میں پہنچا تو مسلمان اس کو چھوتے تھے اور بڑا تعجب کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے تعجب کر رہے ہو؟ اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت میں سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے ہاتھ صاف کرنے والے رومال اس سے بہتر ہیں۔[1]

[1] صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ مَسِّ الحَرِيرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ ۵۸۳٦،مسند احمد ۱۳۴۹۲،المسند الموضوعي الجامع للكتب العشرة ۱۳؍۳، مغازی واقدی ۱۰۲۵؍۳

صحیح روایت میں ہے کہ اکیدر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی پوشاک بطور تحفہ پیش کی،

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةَ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اکیدر دومہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی پوشاک بطور ہدیہ بھیجی۔ (١)

عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَ حَرِيرٍ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اکیدر دومہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی پوشاک بطور ہدیہ بھیجی۔ (٢)

لہذا قابل ترجیح یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ پوشاک بطور تحفہ دی گئی تھی اسے چھینا نہیں گیا تھا۔

وَرَوَى أَبُو يَعْلَى بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ مِنْ حَدِيثِ قَيْسِ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّهُ لَمَّا قَدِمَ أَخْرَجَ قَبَاءً مِنْ دِيبَاجٍ مَنْسُوجًا بِالذَّهَبِ، فَرَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ إِنَّهُ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ مِنْ رَدِّ هَدِيَّتِهِ فَرَجَعَ بِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْفَعْهُ إِلَى عُمَرَ

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابو یعلی نے قوی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جب اکیدر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے ایک ریشمی قبا پیش کی جس میں سونے کی کشیدہ کاری کی گئی تھی، نبی کریم ﷺ نے یہ قبا واپس کر دی، پھر جب آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ اسے تحفے کی واپسی سے صدمہ ہوا ہے تو آپ ﷺ نے قبا واپس منگا لی اور فرمایا یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دے دو۔ (٣)

فَقَالَ عُمَرُ: كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟قَالَ:إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا تَبِيعُهَا، أَوْ تَكْسُوهَا،فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسے کس طرح پہن سکتا ہوں جبکہ آپ خود ہی اس کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمانا تھا فرما چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں پہننے کے لئے نہیں دیا بلکہ اس لئے دیا ہے کہ تم اسے بیچ دو یا کسی (غیر مسلم) کو پہنا دو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ قبا مکہ مکرمہ میں مقیم اپنے ایک مشرک بھائی کو بھیج دی تھی۔ (٤)

وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ: إِنْ ظَفِرْتَ بِأُكَيْدِرٍ فَلَا تَقْتُلْهُ وَائْتِ بِهِ إِلَيّ،وَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ لِأُكَيْدِرٍ: هَلْ لَكَ أَنْ أُجِيرَكَ مِنَ الْقَتْلِ حَتَّى آتِيَ بِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ تَفْتَحَ لِي دُومَةَ؟قَالَ: نَعَمْ، ذَلِكَ لَكَ

---

(١) مسند احمد ١٣١٤٨

(٢) صحیح مسلم كتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ، وَإِبَاحَتِهِ لِلنِّسَاءِ، وَإِبَاحَةِ الْعَلَمِ وَنَحْوِهِ لِلرَّجُلِ مَا لَمْ يَزِدْ عَلَى أَرْبَعِ أَصَابِعَ ٥٤٢٢،مسند ابی یعلی ٤٣٧

(٣) فتح الباري ٥/٢٣١، عمدة القاري شرح صحيح بخاری ١٣/١٧١

(٤) صحیح بخاری كِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا بَابُ الهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ ٢٦١٩

اور رسول اللہ ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سے فرمایا تھا کہ اگر تم اکیدر کو گرفتار کر لینے میں کامیاب ہو جاؤ تو اسے قتل کرنے کے بجائے میرے پاس لے آنا، چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اکیدر سے کہا کیا تمہیں منظور ہے کہ تمہیں قتل کرنے کے بجائے زندہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جائے بشرطیکہ تم دومہ (قلعہ) کا دروازہ کھول دو؟ اکیدر نے اپنی جان بخشی کے عوض قلعہ کا دروازہ کھولنا منظور کر لیا،

فلمّا صالح خالد أكيدر، وَأُكَيْدِرٌ فِي وَثَاقٍ، انْطَلَقَ بِهِ خَالِدٌ حَتَّى أَدْنَاهُ مِنْ بَابِ الْحِصْنِ وَنَادَى أُكَيْدِرٌ أَهْلَهُ: افْتَحُوا بَابَ الْحِصْنَ! فَرَأَوْا ذَلِكَ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ مُضَادٌ أَخُو أُكَيْدِرٍ ، فَقَالَ أُكَيْدِرٌ لِخَالِدٍ: تَعْلَمُ وَاللهِ لَا يَفْتَحُونَ لِي مَا رَأَوْنِي فِي وَثَاقٍ، فَخَلِّ عَنِّي فَلَكَ اللهُ وَالْأَمَانَةُ أَنْ أَفْتَحَ لَكَ الْحِصْنَ إِنْ أَنْت صَالَحْتَنِي عَلَى أَهْلِهِ، قَالَ خَالِدٌ: فَإِنِّي أُصَالِحُك

صلح کے بعد خالد رضی اللہ عنہ اکیدر کو قلعہ کے پاس لے آئے، اکیدر کے بھائی مضاد نے جو قلعہ کے اندر تھا اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھا تو اس نے قلعہ کا دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا، اکیدر نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا اس سے بھی کسی شرط پر صلح کر لو تا کہ یہ دروازہ کھول دے مجھے اور میرے بھائی کو قتل نہ کرو، بلکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دو وہ ہمارے متعلق جو فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہو گا، خالد رضی اللہ عنہ نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا،

فَقَالَ أُكَيْدِرٌ: إِنْ شِئْت حَكّمْتُك وَإِنْ شِئْت حَكّمْنِي.قَالَ خَالِدٌ: بَلْ، نَقْبَلُ مِنْك مَا أَعْطَيْت. فَصَالَحَهُ عَلَى أَلْفَيْ بَعِيرٍ، وَثَمَانِمائَةِ رَأْسٍ ، وَأَرْبَعِمائَةِ دِرْعٍ، وَأَرْبَعِمائَةِ رُمْحٍ، عَلَى أَنْ يَنْطَلِقَ بِهِ وَأَخِيهِ إلى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَحْكُمَ فِيهِمَا حُكْمَهُ

اکیدر نے کہا اگر تم چاہو تو فیصلہ کر لو اور چاہو تو میں جو فیصلہ کر لوں، خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ تم جو کچھ دو گے میں قبول کر لوں گا، چنانچہ اکیدر نے اس سے ایک ہزار اونٹ، آٹھ سو غلام، چار سو زریں اور چار سو نیزے دے کر صلح کر لی، اور اکیدر اور اس کے بھائی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے کہ جو وہ فیصلہ کر دیں وہ فیصلہ ہو گا،

فَلَمّا قَاضَاهُ خَالِدٌ عَلَى ذَلِكَ خَلّى سَبِيلَهُ فَفُتِحَ الْحِصْنُ، فَدَخَلَهُ خَالِدٌ وَأَوْثَقَ أَخَاهُ مُضَادًا أَخَا أُكَيْدِرٍ، وَأَخَذَ مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مِنْ الْإِبِلِ وَالرّقِيقِ وَالسّلَاحِ، ثُمّ خَرَجَ قَافِلًا إلَى الْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ أُكَيْدِرٌ وَمُضَادٌ. فَلَمّا قَدِمَ بِأُكَيْدِرٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَالَحَهُ عَلَى الْجِزْيَةِ وَحَقَنَ دمه ودم أَخِيهِ وَخَلّى سَبِيلَهُمَا،وَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا فِيهِ أَمَانُهُمْ وَمَا صَالَحَهُمْ، وَخَتَمَهُ يَوْمَئِذٍ بِظُفْرِهِ

جب فیصلہ ہو گیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کر دیا تو مضاد نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا، اور خالد رضی اللہ عنہ نے جن چیزوں پر صلح کی تھی وہ حاصل کر لیں، اور پھر یہ قافلہ اکیدر اور اس کے بھائی مضاد کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا، جب اکیدر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی اور دونوں بھائیوں کو آزاد کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ نے امان اور صلح کی

دستاویز لکھ دی اور اس علاقہ کی حکومت اکیدر کے ہاتھ میں رہنے دی۔ [1]

اکیدر نے اسلام قبول نہیں کیا، صلح کے بعد وہ اپنے قلعہ میں رہتا رہا، خلیفہ اول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے عہد خلافت میں اس نے عہد شکنی کی تو خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اس کو حالت شرک میں قتل کیا۔

سترہ کے متعلق سوال:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي؟ فَقَالَ:مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تبوک ہی میں خیمہ زن تھے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سترہ کتنا اونچا ہونا چاہیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر (تقریباً ٢٦ سنٹی میٹر)۔ [2]

کعب بن مالک کا تذکرہ:

وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ، فَقَالَ: وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ:مَا فَعَلَ كَعْبٌ،فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ، حَبَسَهُ بُرْدَاهُ، وَنَظَرُهُ فِي عِطْفِهِ،فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: بِئْسَ مَا قُلْتَ،وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا،فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدینہ منورہ سے روانگی اور تبوک پہنچنے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب رضی اللہ عنہ کا کوئی تذکرہ نہ فرمایا، البتہ تبوک کے قیام کے دوران ایک دن جبکہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب رضی اللہ عنہ نے یہ کیا کیا کہ (جہاد کے لئے) نہ آئے، بنوسلمہ کے ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ حسن وجمال یا لباس پر اترا کر رہ گیا (دولت اور تکبر نے انہیں آنے سے باز رکھا) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا اے شخص تم نے بہت بری بات کہی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! ہم ان کے متعلق سوائے بہتری کے اور کچھ نہیں جانتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ [3]

زادراہ کا خاتمہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ شَكَّ الْأَعْمَشُ قَالَ: لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا، فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:افْعَلُوا، قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ، فَقَالَ:

---

[1] مغازی واقدی ١٠٢٥،٣،عیون الآثر ٢٧٢،٢، زادالمعاد ٤٧١،٣،ابن سعد ١٢٦،٢

[2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي ١١١٤،السنن الکبری للنسائی ٨٢٣

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ٤٤١٨،صحیح مسلم کتاب التوبۃ بَابُ حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ ٧٠١٦،ابن ہشام ٥٣٢،٢،الروض الانف ٤٠٧،٧،عیون الآثر ٢٧٧،٢،البدایۃ والنہایۃ ٢٩،٥،دلائل النبوۃ للبیہقی ٢٧٣،٥

يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ، وَلَكِنْ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ ادْعُ اللهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَعَمْ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تبوک میں قیام کے دوران کچھ دن بعد زاد راہ ختم ہوگیا اور لوگ فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے جب فاقہ کی تکلیف زیادہ ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹوں کو جن پر ہم پانی لاتے ہیں نحر کر لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو معلوم ہوا تو وہ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ایسا کیا گیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی، لیکن سب لوگوں کو بلا بھیجئے اور انہیں کہیے کہ اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لے کر آئیں، پھر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائیں، شاید اس میں اللہ کوئی راستہ نکال دے(یعنی برکت اور بہتری عطا فرمائے)

قَالَ: فَدَعَا بِنِطَعٍ، فَبَسَطَهُ، ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ، قَالَ: وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ، قَالَ: وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ، قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ:خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ، قَالَ: فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ، حَتَّى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَئُوهُ، قَالَ: فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، لَا يَلْقَى اللهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ، فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دسترخوان منگوایا اور اس کو بچھا دیا پھر آپ نے حکم دیا کہ باقی ماندہ زاد راہ لے آؤ، آپ کے حکم کی تعمیل میں کوئی ایک مٹھی بھر جوار لایا کوئی مٹھی بھر کھجور لایا، کوئی روٹی کا ٹکڑا یہاں تک کہ سب مل کر تھوڑا سا دسترخوان پر اکٹھا ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان توشوں پر برکت کی دعا فرمائی، اور اس کے بعد فرمایا اپنے اپنے برتنوں میں توشہ بھر لو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برتن بھرنے شروع کیے حتی کہ پورے لشکر میں جتنے برتن تھے سب بھر لئے، پھر سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا، اور کھانا پھر بھی بچ رہا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں بیشک اللہ کا رسول ہوں، جو شخص بغیر شک کے ان دونوں کلمات کے ساتھ اللہ سے ملے گا تو وہ جنت میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا۔[1]

ایک مقدمہ:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَاتَلَ يَعْلَى بْنُ مُنْيَةَ أَوِ ابْنُ أُمَيَّةَ رَجُلًا، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ، فَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ وقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: ثَنِيَّتَيْهِ فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:أَيَعَضُّ أَحَدُكُمْ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ؟ لَا دِيَةَ لَهُ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یعلی بن منیہ یا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کا ایک مزدور بھی سفر تبوک میں شامل تھا اس کی ایک شخص سے لڑائی

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ مَنْ لَقِيَ اللهَ بِالْإِيمَانِ وَهُوَ غَيْرُ شَاكٍّ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحُرِّمَ عَلَى النَّارِ۱۳۹

ہوگئی، ان میں سے ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی انگلی کو دانتوں سے کاٹا، اس آدمی نے اپنی انگلی کو کھینچ کر باہر نکالا تو (انگلی کاٹنے والے) آدمی کے دانت گر پڑے، پھر وہ دونوں آدمی جھگڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، (اور آپ سے قصاص کا مطالبہ کیا) رسول اللہ ﷺ نے دانت کا قصاص نہ دلوایا، اور فرمایا کیا وہ اپنی انگلی تمہارے منہ میں رہنے دیتا کہ تم اسے اونٹ کی طرح چبا ڈالتے۔ [1]

علامات قیامت:

عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ: اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ المَقْدِسِ، ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ المَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لاَ يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ العَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الأَصْفَرِ، فَيَغْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا

رسول اللہ ﷺ چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے اتنے میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے یہ چھ باتیں ضرور ہوں گی انہیں شمار کرلو (سب سے پہلے) میری موت، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر موتان کی بیماری تم لوگوں میں اس طرح پھیل جائے گی جس طرح بکریوں میں عقاص نامی بیماری پھیلتی ہے، پھر مال کی کثرت اتنی ہوجائے گی کہ اگر کسی شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں گی جب بھی وہ ناخوش ہی رہے گا، پھر ایک فتنہ اٹھے گا اور عرب کا کوئی گھر باقی نہ بچے گا جس میں وہ داخل نہ ہو، پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان ایک صلح ہوگی، رومی بدعہدی کریں گے اور اسی (۸۰) جھنڈوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ کو آئیں گے ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ [2]

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کی امامت:

أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوكَ قَالَ: الْمُغِيرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَخَذْتُ أُهَرِيقُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ جُبَّتَهُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْجُبَّةِ، حَتَّى أَخْرَجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ عَلَى خُفَّيْهِ،

مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شرکت کی، ایک دن رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے

[1] صحیح بخاری کتاب الدیات بَابُ إِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ ۶۸۹۲، صحیح مسلم كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْمُحَارِبِينَ وَالْقِصَاصِ وَالدِّيَاتِ بَابُ الصَّائِلِ عَلَى نَفْسِ الْإِنْسَانِ أَوْ عُضْوِهِ، إِذَا دَفَعَهُ الْمَصُولُ عَلَيْهِ، فَأَتْلَفَ نَفْسَهُ أَوْ عُضْوَهُ، لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ ۴۳۶۶

[2] صحیح بخاری کتاب الجزیۃ والموادعۃ بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الغَدْرِ ۳۱۷۶، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ ۴۰۴۲، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۳۲۰

قبل قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اس وقت آپ موزے پہنے ہوئے تھے،اور میں ایک لوٹا لے کر آپ کے ساتھ روانہ ہوا،ضرورت سے فارغ ہو کر جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے تو میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھوں پر پانی ڈالا،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پہلے تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو دھویا،پھر منہ دھویا آپ نے کلائیاں دھونے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ جبہ کی آستینیں بہت تنگ ہیں،آپ نے ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا پھر ان کو کہنیوں سمیت دھویا(پیروں کو دھونے کے بجائے)آپ نے موزوں پر مسح کیا،

ثُمَّ أَقْبَلَ قَالَ: الْمُغِيرَةُ فَأَقْبَلْتُ مَعَهُ حَتَّى نَجِدُ النَّاسَ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَصَلَّى لَهُمْ فَأَدْرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلَّى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْآخِرَةَ، فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتِمُّ صَلَاتَهُ فَأَفْزَعَ ذَلِكَ الْمُسْلِمِينَ فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ» ثُمَّ قَالَ:أَحْسَنْتُمْ أَوْ قَالَ: قَدْ أَصَبْتُمْ يَغْبِطُهُمْ أَنْ صَلَّوُا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا

وضو کرنے کے بعد میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ روانہ ہوا،جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نماز پڑھا رہے ہیں،میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا رہنے دو،یہ کہہ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نماز میں شامل ہو گئے،آپ کو جماعت کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی،جب عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے سلام پھیرا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھڑے ہو گئے اور نماز پوری کر لی(نماز کے بعد جب صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مقتدی کی حیثیت سے نماز ادا کرتے دیکھا تو)سخت خوف زدہ ہوئے اور کثرت سے تسبیح پڑھنے لگے،جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سلام پھیرا تو فرمایا تم نے اچھا کیا اور بحالت مسرت فرمایا تم لوگ وقت مقررہ پر نماز پڑھا کرو۔[1]

شاہ ایلہ کا ہدیہ:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، قَالَ:وَجَاءَ رَسُولُ ابْنِ الْعَلْمَاءِ، صَاحِبِ أَيْلَةَ، إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ، وَأَهْدَى لَهُ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَهْدَى لَهُ بُرْدًا

ابوحمید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے تبوک کے قیام کے دوران ایلہ کا بادشاہ ابن علماء کا قاصد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور بادشاہ کی طرف سے ایک خط پیش کیا بادشاہ نے قاصد کے ہمراہ ایک سفید خچر ہدیۃً بھیجا تھا،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کو خط کا جواب دیا،اور ایک چادر تحفہ میں روانہ کی،اور اس کو اس کے ملک پر برقرار رکھا۔[2]

سیاسی حکمت عملی:

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آگے بڑھ کر رومیوں پر حملہ کرنے کے سلسلہ میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم سے مشاورت فرمائی،سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا اے اللہ

[1] صحيح مسلم كتاب الصلوٰة بَابُ تَقْدِيمِ الْجَمَاعَةِ مَنْ يُصَلِّي بِهِمْ إِذَا تَأَخَّرَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَخَافُوا مَفْسَدَةً بِالتَّقْدِيمِ ۹۵۲، ۹۵۳،سنن ابوداودکتاب الطهارة بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۱۴۹،مسنداحمد ۱۸۱۹۴

[2] صحيح مسلم كتاب الفضائل بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۵۹۴۸،دلائل النبوة للبيهقى ۲۳۸/۵

کے رسول ﷺ !اگر آپ کو اللہ کی طرف سے آگے چلنے کا حکم ہے تو چلئے، آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اللہ کی طرف سے حکم ہوتا تو پھر تم سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہ تھی، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! رومیوں کے پاس بے شمار فوجیں ہیں، آج مسلمانوں میں ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں، آپ ان کے نزدیک پہنچ چکے ہیں اور آپ کے نزدیک آنے سے وہ خوفزدہ ہو گئے ہیں، بہتر ہے کہ اس سال آپ واپس تشریف لے چلیں بعد میں آپ جس طرح چاہیں یا جس طرح اللہ آپ کو نیا حکم دے عمل کر لیں۔

قیصر کے یوں طرح دے جانے سے مجاہدین کو جو اخلاقی فتح حاصل ہوئی اس کو نبی کریم ﷺ نے اس مرحلہ پر کافی سمجھا، اور بجائے اس کے کہ تبوک سے آگے بڑھ کر سرحد شام میں داخل ہوتے آپ نے اس بات کو ترجیح دی کہ اس فتح سے انتہائی ممکن سیاسی وحربی فوائد حاصل کر لیں، چنانچہ آپ نے تبوک میں ۲۰ دن ٹھہر کر ان بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو جو سلطنت روم اور دار الاسلام کے درمیان واقع تھیں اور اب تک رومیوں کے زیر اثر رہی تھیں، فوجی دباؤ سے سلطنت اسلامی کا باجگذار اور تابع فرمان بنا دیا۔

وَلَمَّا انْتَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى تَبُوكَ أَتَاهُ صَاحِبُ أَيْلَةَ، فَصَالَحَهُ وَأَعْطَاهُ الْجِزْيَةَ، وَأَتَاهُ أَهْلُ جَرْبَا وَأَذْرُحَ فَأَعْطَوْهُ الْجِزْيَةَ، وَكَتَبَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهُم

جب رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے تو شام کے شہر ایلہ کا عیسائی حکمران يحنة بن رؤبة خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ سے مصالحت کر لی اور جزیہ دینے پر آمادگی اور تیاری کا اظہار کر لیا، اس موقع پر آپ ﷺ کی خدمت میں جربا اور اذرح (اردن) کے نصرانی حکمران بھی خود حاضر ہوئے اور جزیہ پر مصالحت کر لی، اور آپ ﷺ نے ان کو صلح نامہ لکھوا کر عطا فرمایا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا أَمَنَةٌ مِنَ اللهِ وَمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُولِ اللهِ ليحنة بن رؤبة وَأَهْلِ أَيْلَةَ

سُفُنِهِمْ وَسَيَّارَتِهِمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، لَهُمْ ذِمَّةُ اللهِ وَمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُمْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَأَهْلِ الْيَمَنِ وَأَهْلِ الْبَحْرِ، فَمَنْ أَحْدَثَ مِنْهُمْ حَدَثًا فَإِنَّهُ لَا يَحُولُ مَالُهُ دُونَ نَفْسِهِ، وَإِنَّهُ لِمَنْ أَخَذَهُ مِنَ النَّاسِ، وَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ أَنْ يَمْنَعُوا مَاءً يَرِدُونَهُ، وَلَا طَرِيقًا يَرِدُونَهُ مِنْ بَحْرٍ أَوْ بَرٍّ

هَذَا كِتَابُ جُهَيْمِ بْنِ الصَّلْتِ وَشُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ بِإِذْنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے يحنة بن رؤبة اور ایلہ کے لوگوں کے لئے امن کی تحریر ہے۔

خشکی اور سمندر میں ان کے قافلوں اور کشتیوں کے لئے اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا ذمہ ہے، اور یہی ذمہ ان شامی اور ساحلوں پر مقیم لوگوں کے لئے بھی ہے جو یحنہ کے ساتھ ہوں، البتہ اگر ان کا کوئی آدمی معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کا مال اس کی جان نہ بچا سکے گا اور جو آدمی اس کا مال لے لے گا وہ اس کے لئے طیب ہو گا، انہیں کسی چشمہ پر قیام کرنے اور خشکی یا سمندر کے کسی راستے پر چلنے سے منع نہیں

کیا جا سکتا۔

یہ تحریر جہیم بن صلت اور شرحبیل بن حسنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے تحریر کی۔ [۱]

وَإِذَا عَبْدُ اللهِ ذُو الْبِجَادَيْنِ الْمُزَنِيُّ قَدْ مَاتَ، وَإِذَا هُمْ قَدْ حَفَرُوا لَهُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُفْرَتِهِ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يُدَلِّيَانِهِ إِلَيْهِ،وَهُوَ يَقُولُ: أَدْنِيَا إِلَيَّ أَخَاكُمَا، فَدَلَّيَاهُ إِلَيْهِ، فَلَمَّا هَيَّأَهُ لِشِقِّهِ قَالَ: اللهمّ إِنِّي أَمْسَيْتُ رَاضِيًا عَنْهُ، فَارْضَ عَنْهُ، قَالَ: يَقُولُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: يَا لَيْتَنِي كُنْتُ صَاحِبَ الْحُفْرَةِ

قیام تبوک کے دوران ہی ذوالبجان رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہو گئے (ان کا نام عبداللہ بن عبدنہم بن عفیف مزنی تھا) رسول اللہ ﷺ خود ان کی قبر میں اترے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وسیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی میت آپ کو پکڑائی، جب آپ ﷺ نے انہیں قبر میں اتار دیا تو فرمایا اے اللہ! میں (اس کی وفات تک) اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا، راوی حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کاش یہ میری قبر ہوتی۔ [۲]

وَإِنَّمَا سُمِّيَ ذَا الْبِجَادَيْنِ، لِأَنَّهُ كَانَ يُنَازِعُ إِلَى الْإِسْلَامِ ، فَيَمْنَعُهُ قَوْمُهُ مِنْ ذَلِكَ، وَيُضَيِّقُونَ عَلَيْهِ، حَتَّى تَرَكُوهُ فِي بِجَادٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ، وَالْبِجَادُ:الْكِسَاءُ الْغَلِيظُ الْجَافِي، فَهَرَبَ مِنْهُمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَلَمَّا كَانَ قَرِيبًا مِنْهُ، شَقَّ بِجَادَهُ بِاثْنَيْنِ، فَاتَّزَرَ بِوَاحِدٍ، وَاشْتَمَلَ بِالْآخَرِ، ثُمَّ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ لَهُ: ذُو الْبِجَادَيْنِ لِذَلِكَ

بجادین کا مفرد بجاد ہے یعنی سیاہ بالوں سے بنا ہوا موٹا ٹاٹ، ابن ہشام نے اس کی وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ انہیں اسلام کا بہت شوق تھا، ان کی قوم کے افراد انہیں اس بات سے روکتے اور تنگ کرتے تھے حتی کہ انہوں نے ان سے سب کچھ اتروالیا، صرف ایک ٹاٹ جسم پر رہ گیا، وہ اسی حالت میں نکل بھاگے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گئے، آپ ﷺ کے پاس پہنچنے سے پہلے انہوں نے اس ٹاٹ کے دو حصے کیے ایک کو ازار بنالیا اور دوسرا اوپر لپیٹ لیا، وہ اسی حلیے میں بارگاہ رسالت میں پہنچے اس بنا پر انہیں دو ٹاٹ اوڑھنے والا کہا جانے لگا۔ [۳]

یہ رومی سلطنت کے منطقہ اثر میں ایسی دراڑیں تھیں کہ اسلامی حدود واقتدار براہ راست رومی سلطنت کی سرحد تک پہنچ گئے، خارجہ تعلقات کے نقطہ نظر سے اس غزوے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اسلام مستقبل قریب کی بین الاقوامی طاقت کی حیثیت سے محسوس کیا جانے لگا، داخلی طور پر اس غزوے کے متعدد اثرات ہوئے، رومی سلطنت جن عرب قبائل کو قیاصرہ روم اب تک عرب کے خلاف استعمال کرتے رہے تھے اب ان کا بیشتر حصہ رومیوں کے مقابلہ پر مسلمانوں کا معاون بن گیا، جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ سلطنت روم کے ساتھ ایک طویل

---

[۱] زادالمعاد ۳/۴۷۰، البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۱، ابن ہشام ۲/۵۲۵، الروض الانف ۷/۳۹۵، عیون الآثر ۲/۲۷۱، ابن سعد ۱/۲۲۱، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴/۲۹

[۲] ابن ہشام ۲/۵۲۸، مغازی واقدی ۳/۱۰۱۴

[۳] ابن ہشام ۲/۵۲۸

کشمکش میں الجھ جانے سے پہلے اسلام کو عرب پر اپنی گرفت مضبوط کر لینے کا پورا موقع مل گیا، اندرون ملک میں اجتماعی نفساتی تبدیلی ہوئی، عرب روایتاً ایران اور روما کی برتری سے مرعوب اور مغلوب تھے، اس غزوہ نے برتری کے اس طلسم کو بڑی حد تک کمزور کر دیا، اور عرب ذہنی طور پر ان طاقتوں سے ٹکرا جانے کے لئے تیار ہونے لگے، تبوک کی اس فتح بلا جنگ نے عرب میں ان لوگوں کی کمر توڑ دی جو اب تک جاہلیت قدیمہ کے بحال ہونے کی آس لگائے بیٹھے تھے، خواہ وہ علانیہ مشرک ہوں یا اسلام کے پردہ میں منافق بنے ہوئے ہوں، اس آخری مایوسی نے ان میں سے اکثر وبیشتر کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہنے دیا کہ اسلام کے دامن میں پناہ لیں، اور اگر خود نعمت ایمانی سے بہرہ ور نہ بھی ہوں تو کم از کم ان کی آئندہ نسلیں بالکل اسلام میں جذب ہو جائیں، اس کے بعد جو ایک برائے نام اقلیت شرک وجاہلیت میں ثابت قدم رہ گئی وہ اتنی بے بس ولاچار ہو گئی تھی کہ اس اصلاحی انقلاب کی تکمیل میں کچھ بھی مانع نہ ہو سکتی تھی جس کے لئے اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا تھا۔

تبوک سے واپسی:

فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ القُرَى قَالَ لِلْمَرْأَةِ:كَمْ جَاءَ حَدِيقَتُكِ ، قَالَتْ: عَشَرَةَ أَوْسُقٍ، خَرْصَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى المَدِينَةِ، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي، فَلْيَتَعَجَّلْ

بیس روز قیام کے بعد جب آپ فتح مند ہو کر تبوک سے روانہ ہوئے، واپسی پر جب رسول اللہ ﷺ وادی القریٰ سے گزرے تو باغ والی عورت سے آپ نے پوچھا تمہارے باغ نے کتنا پھل دیا، اس عورت نے جواب دیا دس وسق، یعنی اس قدر پھل کہ جس قدر رسول اکرم ﷺ نے اس کا اندازہ لگایا تھا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں مدینہ جلدی جانا چاہتا ہوں لہذا جو شخص میرے ساتھ جلدی جانا چاہئے وہ جلدی کرے (چنانچہ آپ تیزی کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے)۔ [1]

جابر رضی اللہ عنہ کی شادی:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَعَجَّلَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيُعَجِّلْ، قَالَ: فَتَلَاحَقَ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا، قَدْ أَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ،فَقَالَ لِي :مَا لِبَعِيرِكَ؟قَالَ: قُلْتُ: عَيِيَ، قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزَجَرَهُ، وَدَعَا لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيرُ،فَقَالَ لِي :كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ؟قَالَ: قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس غزوہ (غزوہ تبوک) میں شریک تھا، جب غزوہ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ جلدی جانا چاہئے وہ جا سکتا ہے، رسول اللہ ﷺ پیچھے سے آ کر میرے پاس تشریف لائے میں اپنے پانی لادنے والے اونٹ پر سوار تھا، اس وقت تک اونٹ اتنا تھک چکا تھا کہ ٹھیک طور پر چل بھی نہیں سکتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا جابر! تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ بہت تھک گیا ہے، رسول اللہ ﷺ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوۃ بَابُ خَرْصِ التَّمْرِ ۱۴۸۱

نے پیچھے سے آ کر اسے ڈانٹا پھر اسے کوڑے سے مار کر دعا فرمائی (اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی) پھر تو وہ برابر دوسرے اونٹوں کے آگے آگے چلتا رہا، جب کچھ وقت گزر گیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا اے جابر! اب تمہارے اونٹ کی کیا کیفیت ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! آپ کی (دعا کی) برکت سے اب وہ ٹھیک چل رہا ہے،

قَالَ: أَفَتَبِيعُنِيهِ؟ قَالَ: فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ، فَقُلْتُ: بَلْ، هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: لَا، بَلْ بِعْنِيهِ، قُلْتُ: لَا، بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: لَا، بَلْ بِعْنِيهِ، قَالَ: بَلْ بِعْنِيهِ قَدْ أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ، فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ، حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي عَرُوسٌ، فَاسْتَأْذَنْتُهُ، فَأَذِنَ لِي، فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچو گے؟ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں شرمندہ ہو گیا کیونکہ ہمارے پاس پانی لانے کو اس کے سوا اور کوئی اونٹ نہیں رہا تھا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ اونٹ ویسے ہی آپ کے لئے پیش ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں، تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو، میں نے کہا نہیں وہ آپ ﷺ کا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں، تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس اونٹ کو چار دینار میں خریدتا ہوں، چنانچہ میں نے وہ اونٹ آپ ﷺ کو بیچ دیا اور میں نے عرض کیا میں اس اونٹ کو اس شرط پر آپ کو فروخت کرتا ہوں کہ مدینہ منورہ تک میں اس پر سوار رہوں گا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میری شادی ابھی نئی نئی ہوئی ہے اس لئے مجھے گھر جلدی جانے کی اجازت فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت عنایت فرمادی اس لیے میں سب سے پہلے مدینہ منورہ پہنچ گیا،

قَالَ: وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِي حِينَ اسْتَأْذَنْتُهُ: هَلْ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟ فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا، فَقَالَ: هَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، تُوُفِّيَ وَالِدِي أَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِي أَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ، فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ، وَلَا تَقُومُ عَلَيْهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ، فَقَالَ: أَمْهِلُوا، حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ، وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ

جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے کسی کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا میں نے ایک بیوہ سے نکاح کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم نے کسی کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا کہ وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے والد شہید ہو گئے اور میری چھ چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں مجھے یہ اچھا معلوم نہیں لگا کہ ان جیسی کم سن نادان لڑکی سے نکاح کروں کہ نہ تو وہ ان کو ادب سکھا سکے اور نہ ہی ان کی خدمت کر سکے، میں نے بیوہ سے نکاح اس لئے کیا ہے کہ وہ ان کی کنگھی کرے، آداب سکھائے اور ان کی مناسب دیکھ بھال کرے، (جابر رضی اللہ عنہ کا جواب سنکر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا کیا، جب تم رات کو مدینہ پہنچو تو فوراً بیوی کے پاس نہ چلے جانا، بلکہ اس کو اتنی مہلت دینا کہ وہ بالوں میں کنگھی کر لے، اور جس کا شوہر موجود نہ رہا ہو وہ زیر ناف بال مونڈ لے، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا،

قَالَ: أَصَبْتَ إِنْ شَاءَ اللهُ، أَمَا إِنَّا لَوْ قَدْ جِئْنَا صِرَارًا أَمَرْنَا بِجَزُورٍ فَنُحِرَتْ، وَأَقَمْنَا عَلَيْهَا يَوْمَنَا ذَاكَ، وَسَمِعَتْ بِنَا، فَنَفَضَتْ نَمَارِقَهَا قَالَ: قُلْتُ: وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَنَا مِنْ نَمَارِقَ، قَالَ:إِنَّهَا سَتَكُونُ

ایک روایت میں ہے ہم مقام صرار

(صرار موضع على ثلاثة أميال من المدينة على طريق العراق

یہ مقام مدینہ منورہ سے عراقی راستے پر تین میل کے فاصلے پر ہے۔[1]

پہنچ کر ایک اونٹ ذبح کریں گے اور اس دن وہاں ٹھیریں گے اور اسے (تمہاری بیوی کو) ہماری آمد کا پتہ چلے گا تو وہ تکیے جھاڑ کر رکھے گی ،جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !ہمارے ہاں تو کوئی تکیے نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلد ہی ہوں گے۔[2]

حَتَّى أَتَيْتُ المَدِينَةَ، فَلَقِيَنِي خَالِي، فَسَأَلَنِي عَنِ البَعِيرِ،فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ، فَلاَمَنِي ،قَالَ:فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ، فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا،فَلَمَّا قَدِمْنَا المَدِينَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَسْجِدَ فِي طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ، فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ البَلاَطِ، فَقُلْتُ لَهُ: هَذَا جَمَلُكَ،فَخَرَجَ، فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُولُ:الجَمَلُ جَمَلُنَا،

جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو ماموں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے اونٹ کا حال دریافت کیا،میں نے اس اونٹ کی تمام کیفیت بیان کی اور بتایا کہ انہوں نے اسے فروخت کر دیا ہے،یہ سن کر ماموں نے مجھے ڈانٹا کہ کیوں فروخت کر ڈالا(تیرے پاس ایک اونٹ تھا وہ بھی بیچ ڈالا اور اب پانی کس پر لاد کر لائے گا) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرار (مدینہ کے پاس ایک مقام کا نام ہے اور خطابی نے کہا وہ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر عراق کی راہ میں ایک کنواں ہے) پر پہنچے تو ایک گائے ذبح کی جس کا گوشت سب لوگوں نے کھایا،جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا،اور بلاط کے ایک گوشے میں نے اونٹ کو باندھ دیا،اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کا اونٹ حاضر ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے باہر تشریف لائے اور اونٹ کو کھول کر چکر دینے لگے،اور ساتھ ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہتے جاتے اونٹ تو بس ہمارا ہی اونٹ ہے،

أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ، فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ،قَالَ:يَا بِلاَلُ، اقْضِهِ وَزِدْهُ ، فَأَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ، وَزَادَهُ قِيرَاطًا، قَالَ: يَا جَابِرُ، أَتَوَفَّيْتَ الثَّمَنَ؟قُلْتُ: نَعَمْ،حَتَّى وَلَّيْتُ، فَقَالَ:ادْعُ لِي جَابِرًا، قُلْتُ: الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الجَمَلَ، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ، قَالَ:خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو،اور فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ ان کو قیمت ادا کر دو اور کچھ زیادہ بھی دے

[1] معجم البلدان۳۹۸؍۳

[2] ابن ہشام۲۰۶؍۲

دو، حکم کے مطابق بلال رضی اللہ عنہ نے مجھے چار دینار اور ایک قیراط سونا دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں پوری قیمت مل گئی؟ میں نے جواب دیا ہاں، وہاں سے جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا جابر رضی اللہ عنہ کو ذرا بلاؤ، میں نے سوچا کہ شاید اب میرا اونٹ پھر مجھے واپس کر دیں گے حالانکہ اس سے زیادہ ناگوار میرے لیے کوئی چیز نہیں تھی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا یہ اپنا اونٹ لے جا، اور اس کی قیمت بھی تمہاری ہے، یہ کہہ کر نبی ﷺ نے انہیں قیمت بھی دے دی، اور ان کا اونٹ بھی واپس کر دیا۔ [1]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: فو الله مَا زَالَ يَنْمِى عِنْدِي، وَيَرَى مَكَانَهُ مِنْ بَيْتِنَا

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کے عطا کردہ درہم اللہ کی قسم! ہمارے لیے ہمیشہ موجب برکت بنے رہے، ہمارے گھر میں ان کی خصوصی حیثیت تھی۔ [2]

غزوہ تبوک کے دوران رونما ایک معجزہ:

أَنَّ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَقُولُ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَجُهِدَ بِالظَّهْرِ جَهْدًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِظَهْرِهِمْ مِنَ الْجَهْدِ، فَتَحَيَّنَ بِهِمْ مَضِيقًا فَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، فَقَالَ: مُرُّوا بِسْمِ اللَّهِ فَمَرَّ النَّاسُ عَلَيْهِ بِظَهْرِهِمْ، فَجَعَلَ يَنْفُخُ بِظَهْرِهِمْ:اللَّهُمَّ احْمِلْ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِكَ، إِنَّكَ تَحْمِلُ عَلَى الْقَوِيِّ وَالضَّعِيفِ، وَعَلَى الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ، فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِقَالَ: فَمَا بَلَغْنَا الْمَدِينَةَ حَتَّى جَعَلَتْ تُنَازِعُنَا أَزِمَّتَهَا قَالَ فَضَالَةُ:هَذِهِ دَعْوَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَوِيِّ وَالضَّعِيفِ، فَمَا بَالُ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الشَّامَ غَزَوْنَا غَزْوَةَ قُبْرُسَ فِي الْبَحْرِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ السُّفُنَ فِي الْبَحْرِ وَمَا يَدْخُلُ فِيهَا، عَرَفْتُ دَعْوَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم غزوہ تبوک میں رسول اللہ کے ساتھ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی سواری کے جانوروں کی تھکاوٹ کا حال بیان کیا، آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ یہ جانور ایک تنگ جگہ پر میرے سامنے سے گزارے جائیں، چنانچہ جانوروں کو ایک تنگ جگہ سے آپ کے سامنے سے گزارا گیا، آپ ﷺ انہیں پھونک مارتے اور فرماتے اے اللہ! ان جانوروں

[1] صحیح بخاری کتاب الجهادبَابُ اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الإِمَامَ ۲۹۶۷، وبَابُ مَنْ ضَرَبَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الغَزْوِ۲۸۶۱، وكتاب البيوع بَابُ شِرَاءِ الدَّوَابِّ وَالحُمُرِ، وَإِذَا اشْتَرَى دَابَّةً أَوْ جَمَلًا وَهُوَ عَلَيْهِ، هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيهِ يَعْنِي جَمَلًا صَعْبًا۲۰۹۷،وكتاب الوكالة بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا أَنْ يُعْطِيَ شَيْئًا، وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِي، فَأَعْطَى عَلَى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ۲۳۰۹،وكتاب النكاح بَابُ طَلَبِ الوَلَدِ ۵۲۴۵، وبَابُ تَسْتَحِدُّ المُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطُ الشَّعِثَةُ ۵۲۴۷،صحيح مسلم كتاب المساقاة بَابُ بَيْعِ الْبَعِيرِ وَاسْتِثْنَاءِ رُكُوبِهِ عن جابر ۴۱۰۰

[2] ابن ہشام۲۰۶/۲

کو اپنے راستے میں سواری کے قابل بنا دے، بلاشبہ تو بحر و بر میں قوی وضعیف اور خشک و تر پر سوار کرتا ہے، مدینہ منورہ پہنچنے تک ان جانوروں کی یہ حالت تھی کہ سواروں کے لیے انہیں قابو کرنا مشکل ہو گیا، وہ بار بار اپنی مہار چھڑاتے تھے، راوی حدیث فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے قوی اور ضعیف کے متعلق دعا تو میری سمجھ میں آ گئی مگر تر اور خشک کی دعا سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، پھر جب ہم شام گئے اور ہم نے قبرص کی جنگ میں سمندری سفر کیا اور سمندر میں کشتیاں چلتی دیکھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری دعا میری سمجھ میں آ گئی۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش:

منافقین جو یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کا اپنے وقت کی ایک بڑی قوت روم سے ٹکر لینے کا نتیجہ ان کی تباہی و بربادی کی شکل میں ظاہر ہو گا، اور انہیں اس ڈھوگ سے نجات مل جائے گی جو انہوں نے رچایا ہوا تھا، اور اس سانحہ کے بعد ہم مدینہ منورہ میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے سر پر شاہی تاج رکھ دیں گے، مگر جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح و کامرانی کے ساتھ واپس جاتے دیکھا، اور یہ بھی دیکھا کہ اسلامی سلطنت کی سرحدیں پھیل کر روم کی سرحد تک پہنچ گئی ہیں، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش تیار کی،

قَالَ:وَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَافِلًا مِنْ تَبُوكَ إِلَى الْمَدِينَةِ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ مَكَرَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ فَتَآمَرُوا أَنْ يَطْرَحُوهُ مِنْ رَأْسِ عَقَبَةٍ فِي الطَّرِيقِ ،فَلَمَّا بَلَغُوا الْعَقَبَةَ أَرَادُوا أَنْ يَسْلُكُوهَا مَعَهُ، فَلَمَّا غَشِيَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ خَبَرَهُمْ فَقَالَ:مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَأْخُذَ بِبَطْنِ الْوَادِي فَإِنَّهُ أَوْسَعُ لَكُمْ ، وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَقَبَةَ وَأَخَذَ النَّاسُ بِبَطْنِ الْوَادِي

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ منورہ کی طرف واپس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں ہی تھے کہ کچھ منافقین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دے کر ضرر پہنچانا چاہا چنانچہ انہوں نے مشورہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں ایک پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیا جائے، جب قافلہ نبوی چوٹی پر پہنچا تو منافقین نے بھی چاہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چلیں، اب رات ہو چلی تھی اور تاریکی بڑھ چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو چاہے کہ وادی کے درمیان سے جائے تو کوئی حرج نہیں وہ تمہارے لیے کافی ہو گی، یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی راستہ اختیار فرمایا، اور چند لوگوں کے سوا باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وادی میں سے گزرنے لگے،

إِلَّا النَّفَرَ الَّذِينَ هَمُّوا بِالْمَكْرِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا سَمِعُوا بِذَلِكَ اسْتَعَدُّوا وَتَلَثَّمُوا، وَقَدْ هَمُّوا بِأَمْرٍ عَظِيمٍ ،وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ وَعَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ فَمَشَيَا مَعَهُ، وَأَمَرَ عمارا أَنْ يَأْخُذَ بِزِمَامِ النَّاقَةِ، وَأَمَرَ حذيفة أَنْ يَسُوقَهَا،فَبَيْنَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ سَمِعُوا وَكْزَةَ الْقَوْمِ مِنْ وَرَائِهِمْ قَدْ غَشَوْهُ

منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکر کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا، جب انہوں نے سنا تو یہ تیار ہو گئے اور چہروں پر نقاب ڈال کر ایک انتہائی شدید ترین خباثت کے لیے تیار ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان اور عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ کو اونٹنی کی مہار پکڑنے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے اونٹنی ہانکنے کا حکم فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھی بے فکر ہو کر چل رہے

[1] مسند احمد ۲۳۹۵۵

تھے کہ ان کے پیچھے سے ایک گروہ کے اچانک حملہ کرنے کی آواز آئی اور اتنے میں انہوں نے آپ ﷺ کو گھیر لیا فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ حذيفة أَنْ يَرُدَّهُمْ،وَأَبْصَرَ حذيفة غَضَبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ وَمَعَهُ مِحْجَنٌ، وَاسْتَقْبَلَ وُجُوهَ رَوَاحِلِهِمْ، فَضَرَبَهَا ضَرْبًا بِالْمِحْجَنِ، وَأَبْصَرَ الْقَوْمَ وَهُمْ مُتَلَثِّمُونَ وَلَا يَشْعُرُ إِلَّا أَنَّ ذَلِكَ فِعْلُ الْمُسَافِرِ،فَأَرْعَبَهُمُ اللهُ سُبْحَانَهُ حِينَ أَبْصَرُوا حذيفة، وَظَنُّوا أَنَّ مَكْرَهُمْ قَدْ ظَهَرَ عَلَيْهِ، فَأَسْرَعُوا حَتَّى خَالَطُوا النَّاسَ رسول اللہ ﷺ سخت غصہ ہوئے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں ہٹادیں، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ناراضگی دیکھی تو واپس ہوئے،ان کے پاس ڈھال تھی انہوں نے ان (منافقین) کی طرف منہ کر لیا،وہ ان لوگوں کو پہچان تو نہ سکے، مگر ان کے چھپے چہرے دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ دشمن ہیں،اس لئے انہوں نے ان کی سواریوں کے منہ پر اپنی ڈھال سے ضربیں لگانی شروع کر دیں اور اس واقعہ کو محض مسافروں کی ایک عادت ہی سمجھا،جب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان منافقین کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا،ان کے دلوں میں تو پہلے ہی چور تھا جب انہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو خوف زدہ ہو گئے اور سمجھے کہ ان کا مکر کا اظہار ہو گیا ہے چنانچہ وہ تیزی سے منتشر ہو کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو گئے،

وَأَقْبَلَ حذيفة حَتَّى أَدْرَكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ: اضْرِبِ الرَّاحِلَةَ يَا حذيفة، وَامْشِ أَنْتَ يَا عمار،فَأَسْرَعُوا حَتَّى اسْتَوَوْا بِأَعْلَاهَا ،فَخَرَجُوا مِنَ الْعَقَبَةِ يَنْتَظِرُونَ النَّاسَ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لحذيفة: هَلْ عَرَفْتَ مِنْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ أَوِ الرَّكْبِ أَحَدًا؟قَالَ حذيفة: عَرَفْتُ رَاحِلَةَ فُلَانٍ وَفُلَانٍ، وَقَالَ: كَانَتْ ظُلْمَةُ اللَّيْلِ، وَغَشِيَتْهُمْ، وَهُمْ مُتَلَثِّمُونَ

پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملے،جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ رضی اللہ عنہ تم سواری کو ہنکاؤ اور اے عمار رضی اللہ عنہ تم چلتے رہو، چنانچہ تیزی کے ساتھ یہ چھوٹا سا قافلہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اس جماعت یا سواروں میں سے کسی کو جانتے ہو؟حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں فلاں فلاں کی سواری کو جانتا ہوں اور عرض کیا چونکہ رات اندھیری تھی اور وہ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے اس کے علاوہ انہوں نے چہروں پر نقاب ڈال رکھی تھی اس لیے زیادہ نہیں پہچان سکا،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ عَلِمْتُمْ مَا كَانَ شَأْنُ الرَّكْبِ وَمَا أَرَادُوا؟ قَالُوا: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ: فَإِنَّهُمْ مَكَرُوا لِيَسِيرُوا مَعِي حَتَّى إِذَا اطَّلَعْتُ فِي الْعَقَبَةِ طَرَحُونِي مِنْهَا،قَالُوا: أَوَلَا تَأْمُرُ بِهِمْ يَا رَسُولَ اللهِ إِذًا فَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ؟ قَالَ: أَكْرَهُ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ وَيَقُولُوا: إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ وَضَعَ يَدَهُ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَمَّاهُمْ لَهُمَا وَقَالَ اكْتُمَاهُمْ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان حملہ آوروں کا کیا معاملہ ہے اور ان کا کیا خیال تھا؟انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا،آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے میرے ساتھ چلنے کے لیے مکر سے کام لیا تا کہ جب میں چوٹی کے

اوپر چڑھوں تو مجھے وہاں سے گرادیں، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے حکم کیوں نہ دیا کہ ہم ان کی گردن مار دیتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ چرچا کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں پر ہاتھ ڈالنا شروع کر دیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ اور یاسر رضی اللہ عنہ کو ان منافقین کے ناموں سے باخبر کیا اور فرمایا یہ بات پوشیدہ رکھنا۔ (۱)

وحذيفة صاحب سر رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في المنافقين، لم يعلمهم أحد إلا حذيفة ، وكان عمر إذا مات ميت يسأل عن حذيفة، فإن حضر الصلاة عليه صلى عليه عمر، وَإن لم يحضر حذيفة الصلاة عليه لم يحضر عمر

حذیفہ رضی اللہ عنہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے نام بتلائے تھے، حذیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ ان منافقین کا نام کوئی نہیں جانتا تھا، اس لئے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو راز دان رسول کہا جاتا ہے، جب کوئی شخص فوت ہو جاتا تھا تو امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی نماز جنازہ سے پہلے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں دریافت کرتے تھے کہ یہ منافق تو نہیں تھا، اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھتے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی نماز پڑھتے، اور اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ اس شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے (۲)

وقال ليث بن أَبِي سليم: لما نزل بحذيفة الموت جزع جزعًا شديدًا، وبكى بكاء كثيرًا، فقيل: ما يبكيك؟ فقال: ما أبكي أسفا عَلَى الدنيا بل الموت أحب إلي، ولكني لا أدري علام أقدم، عَلَى رضا أم عَلَى سخط؟ وقيل: لما حضره الموت قال: هذه آخر ساعة من الدنيا، اللهم إنك تعلم أني أحبك، فبارك لي في لقائك ثم مات

لیث بن ابوسلیم کہتے ہیں جب حذیفہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو وہ بہت رونے لگے، ان سے پوچھا گیا آپ کیوں اس طرح رو رہے ہیں؟ فرمانے لگے میں اس لیے نہیں رو رہا کہ دنیا کو چھوڑ کر جا رہا ہوں بلکہ میں تو موت کو پسند کرتا ہوں لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ میں اللہ کی رضا میں مر رہا ہوں یا اس کے غضب میں؟ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب حذیفہ رضی اللہ عنہ پر موت کا وقت آیا تو فرمانے لگے یہ میری دنیا میں آخری گھڑیاں ہیں اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میری ملاقات کو قبول فرما اور یہ کہہ کر فوت ہو گئے۔ (۳)

المعجم الکبیر للطبرانی میں ان منافق سازشیوں کے نام یہ ہیں۔

وَالْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ الطَّائِيُّ، حَلِيفٌ لِبَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ زُرَارَةَ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِوَأَوْسُ بْنُ قَيْظِيٍّ، وَهُوَ مِنْ بَنِي حَارِثَةَوَالْجُلَّاسُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ الصَّامِتِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَجِدُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَبِيلِ بْنِ الْحَارِثِ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَقَيْسُ بْنُ قَهْدٍ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِوَهُوَ جَدُّ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ وَسُوَيْدٌ وَدَاعِسٌ، وَهُمَا مِنْ بَنِي بَلْحُبْلَى وَقَيْسُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ وَزَيْدُ بْنُ اللصِيتِ، وَكَانَ مِنْ يَهُودِ قَيْنُقَاعَ وَفِيهِ غِشٌ

(۱) زاد المعاد ۳/۴۷۷

(۲) ۔اسد الغابة ۱/۷۰۶

(۳) اسد الغابة ۱/۷۰۶

الْيَهُودِوَسَلَامَةُ بْنُ الْحُمَامِ، مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ۔[1]

حافظ ابن کثیر نے یہ نام بیان کیے ہیں۔

هُمْ مُعَتِّب بْنُ قُشَيْرٍ وَوَدِيعَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَجَدُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَبْتَل بْنِ الْحَارِثِ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَالْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ الطَّائِيُّ،وَأَوْسُ بْنُ قَيْظِي والحارث بن سُوَيْد وَسَعْدُ بْنُ زُرَارَةَ وَقَيْسُ بْنُ فَهْدٍوَسُوَيْدٌ وَدَاعِسٌ مِنْ بَنِي الْحُبُلِيِّ ،وَقَيْسُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ وَزَيْدُ بْنُ اللصِيتِ وَسُلَالَةُ بْنُ الْحِمَامِ، وَهُمَا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَظْهَرَا الْإِسْلَامَ۔(تفسیرابن کثیر ۱۸۳؍۴)

اور تفسیر طبری میں یہ نام بیان کیے گئے ہیں۔

وكان الذين بنوه اثني عشر رجلا

خِذَام بن خالد، من بني عبيد بن زيد، أحد بني عمرو بن عوف، ومن داره أخرج مسجد الشقاق وثعلبة بن حاطب، من بني عبيد، وهو إلى بني أمية بن زيدومُعَتِّب بْنُ قُشَيْرٍ، من بني ضبيعة بن زيد وأبو حبيبة بن الأزعر، من بني ضبيعة بن زيد وعباد بن حنيف، أخو سهل بن حنيف، من بني عمرو بن عوف وجارية بن عامر وابناه: مجمع بن جارية، وزيد بن جارية،

ونَبْتَل بْنِ الْحَارِثِ، وهم من بني ضبيعةوبَحْزَج، وهو إلى بني ضبيعةوبجاد بن عثمان، وهو من بني ضبيعة وَوَدِيعَةُ بْنُ ثَابِتٍ، وهو إلى بني أميةرهط أبي لبابة بن عبد المنذر۔[2]

منافقین مدینہ کے ساتھ اب تک وقتی مصالح کے لحاظ سے چشم پوشی اور درگزر کا معاملہ کیا جارہا تھا،اب چونکہ بیرونی خطرات کا دباؤ کم ہوگیا تھا بلکہ گویا رہا ہی نہیں تھا چنانچہ آستین کے ان سانپوں کا سر کچلنا ضروری تھا تا کہ یہ بیرونی طاقتوں سے ساز باز کر کے ریاست میں کوئی اندرونی خطرہ کھڑا نہ کرسکیں،اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

سورۃالتوبہ ۷۳تا۱۲۹

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ

اے نبی ! کافروں اور منافقوں سے جہاد جاری رکھواور ان پر سخت ہوجاؤ ان کی اصلی جگہ دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٣﴾ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا

جو نہایت بدترین جگہ ہے،یہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا حالانکہ یقیناً کفر کا کلمہ ان کی زبان سے نکل

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ۳۰۱۷

[2] تفسیرطبری ۴۶۹؍۱۴

بَعۡدَ اِسۡلَامِهِمۡ وَ هَمُّوۡا بِمَا لَمۡ يَنَالُوۡا ۚ وَ مَا نَقَمُوۡۤا

چکا ہے اور یہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس کام کا قصد بھی کیا جو پورا نہ کر سکے، یہ صرف اسی بات

اِلَّاۤ اَنۡ اَغۡنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ

کا انتقام لے رہے ہیں کہ انہیں اللہ نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دولت مند کر دیا،

فَاِنۡ يَّتُوۡبُوۡا يَكُ خَيۡرًا لَّهُمۡ ۚ وَ اِنۡ يَّتَوَلَّوۡا يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ فِى الدُّنۡيَا

اگر یہ بھی توبہ کر لیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور اگر منہ موڑے رہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و

وَالۡاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۷۴﴾ (التوبۃ ۷۳ تا ۷۴)

آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور زمین بھر میں ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ کھڑا ہوگا۔

چنانچہ حکم فرمایا گیا کہ آئندہ ان کے ساتھ کوئی نرمی نہ برتی جائے، اور وہی سخت برتاؤ، سخت اقدام ان چھپے ہوئے منکرین حق کے ساتھ بھی ہو جو کھلے منکرین حق کے ساتھ ہوتا ہے، مشوروں میں انہیں الگ رکھا جائے، ان کی شہادتیں غیر معتبر سمجھی جائیں، ان پر عہدوں اور منصب کے دروازے بند رکھے جائیں، اگر یہ کوئی جرم کریں تو اس پر پردہ نہ ڈالا جائے تا کہ سوسائٹی میں ان کے لئے عزت و اعتبار کا کوئی مقام باقی نہ رہے،

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُودٍ، فِي قَوۡلِهِ تَعَالَى: {جَاهِدِ الۡكُفَّارَ وَالۡمُنَافِقِينَ} قَالَ: بِيَدِهِ، فَإِنۡ لَمۡ يَسۡتَطِعۡ فَبِلِسَانِهِ،فَإِنۡ لَمۡ يَسۡتَطِعۡ فَبِقَلۡبِهِ، فَإِنۡ لَمۡ يَسۡتَطِعۡ فَلۡيَكۡفَهِرَّ فِي وَجۡهِهِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ”کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو۔۔۔“ کے بارے میں فرمایا ہے ان سے اپنے ہاتھ سے لڑو اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے لڑو اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانو اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو چہرے کے تاثرات سے سختی کا مظاہرہ کرو۔ (1)

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ، قَوۡلُهُ تَعَالَى :يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الۡكُفَّارَ وَالۡمُنَافِقِينَ وَاغۡلُظۡ عَلَيۡهِمۡ، فَأَمَرَهُ اللهُ بِجِهَادِ الۡكُفَّارِ بِالسَّيۡفِ وَالۡمُنَافِقِينَ بِاللِّسَانِ، وَأَذۡهَبَ الرِّفۡقَ عَنۡهُمۡ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت کریمہ ”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ساتھ تلوار سے اور منافقین کے ساتھ زبان سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ان کے

(1) تفسیر طبری ۳۵۸/۱۴

ساتھ نرمی کے ساتھ برتاؤ کو ختم کر دیا۔ (۱)

دنیا میں تو یہ جیسے چاہیں زندگی گزار لیں لیکن آخر کار ان کا انجام جہنم ہی ہے، اس بدترین جائے قرار میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔

جب منافقین کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں تو جلاس بن عوید بن صامت جس کے گھر میں عمیر بن سعد کی والدہ تھیں کہنے لگا

وَاللهِ، لَئِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ صَادِقًا لَنَحْنُ شَرٌ مِنَ الْحَمِيرِ!فَقَالَ لَهُ عُمَيْرٌ: يَا جُلَاسُ، قَدْ كُنْت أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ وَأَحْسَنَهُمْ عِنْدِي أَثَرًا، وَأَعَزَّهُمْ عَلَيَّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ نَكْرَهُهُ، وَاللهِ، لَقَدْ قُلْت مَقَالَةً لَئِنْ ذَكَرْتها لَتَفْضَحَنَّكَ، وَلَئِنْ كَتَمْتها لَأَهْلِكَنَّ، وَإِحْدَاهُمَا أَهْوَنُ عَلَيَّ مِنَ الْأُخْرَى!

اللہ کی قسم! اگر یہ شخص اپنے قول میں سچا ہے تو ہم تو گدھوں سے بھی بدتر ہیں، عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ جن کو ان کی والدہ ساتھ لے گئیں تھیں یہ سن کر فرمانے لگے اے جلاس! یوں تو آپ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، بے حد عزیز ہیں اور میں پسند نہیں کرتا کہ تمہیں کوئی بری بات لاحق ہو، اللہ کی قسم! آپ نے اس وقت ایسی بات منہ سے نکالی ہے کہ اگر میں اسے پہنچاؤں تو تیری رسوائی ہے اور نہ پہنچاؤں تو میری ہلاکت ہے، اور ایک سے دوسری بڑھ کر تکلیف دہ ہے۔ (۲)

فقال عمير: أشهد إنه لصادق، وَإِنك شر من الحمير

ایک روایت میں ہے جب عمیر رضی اللہ عنہ بن سعد نے جلاس کے منہ سے یہ الفاظ سنے تو وہ اگرچہ نوعمر تھے مگر ان کا خون کھول اٹھا اور بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور سچے ہیں اور تم یقیناً گدھوں سے بدتر ہو۔ (۳)

وكان الجلاس قَدْ حلف أن لا ينفق عَلَى عمير

جلاس رضی اللہ عنہ نے عمیر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو سناٹے میں آگئے کہ یہ لڑکا جس نے کبھی ان کے سامنے آنکھ تک نہ اٹھائی آج ان کے منہ آرہا تھا بڑے جز جز ہوئے اور قسم کھائی کہ اب وہ عمیر رضی اللہ عنہ کی کفالت نہیں کریں گے۔ (۴)

فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَةَ الْجُلَاسِ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْجُلَاسِ فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَ عُمَيْرٌ، فَحَلَفَ بِاللهِ ما تكلّم به قطّ، وأنّ عمير الكاذب،اللهمّ، أَنْزِلْ عَلَى رَسُولِك بَيَانَ مَا تَكَلَّمْت بِهِ!فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ يَحْلِفُونَ بِاللهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ، فَتَابَ بَعْدَ ذَلِكَ الْجُلَاسُ، وَاعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ، وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهُ

یہ کہہ کر عمیر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات آپ کے گوش گزار کر دی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاس کو بلوایا اور عمیر رضی اللہ عنہ نے جو کہا تھا اس کے بارے میں دریافت کیا، مگر اس نے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ عمیر رضی اللہ عنہ جھوٹا ہے میں نے یہ بات

---

(۱) تفسیر طبری ۳۵۹؍۱۴

(۲) تفسیر ابن کثیر ۱۸۰؍۴

(۳) اسد الغابة ۲۸۰؍۴،الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۲۱۵؍۳

(۴) اسد الغابة ۲۸۰؍۴

ہر گز نہیں کہی، عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے رب! جو کچھ اس نے کہا تھا اپنے رسول پر نازل فرمادے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت ''یہ لوگ اللہ کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کی، حالانکہ انہوں نے ضرور وہ کافرانہ بات کہی ہے وہ اسلام لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے وہ کچھ کرنے کا ارادہ کیا جسے کر نہ سکے، یہ ان کا سارا غصہ اسی بات پر ہے تا کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا ہے! اب اگر یہ اپنی اس روش سے باز آجائیں تو انہی کے لیے بہتر ہے اور اگر یہ باز نہ آئے تو اللہ ان کو نہایت دردناک سزا دے گا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اور زمین میں کوئی نہیں جو ان کا حمایتی اور مددگار ہو۔'' نازل فرمائی، چنانچہ اس نے جلاس نے اپنی غلطی کو تسلیم کرلیا اور توبہ کی اور اپنے کسی قول یا فعل سے کبھی شکایت کا موقع نہ دیا۔[1]

وقَالَ ابْن سِيرِينَ: لَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ أخذ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِ عُمَيْرٍ، وقَالَ: يَا غُلام، وَفَتْ أُذُنُكَ ، وَصَدَّقَكَ رَبُّكَ

ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت آمیز انداز میں عمیر رضی اللہ عنہ کا کان پکڑ کر مسکراتے ہوئے فرمایا لڑکے تیرے کانوں نے ٹھیک سنا تھا اور اللہ تعالیٰ نے تیری بات کی تصدیق فرمائی۔[2]

قَالَ ابن سيرين: لم ير بعد ذلك من الجلاس شيء يكره.

ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے بعد جلاس رضی اللہ عنہ سے پھر کوئی قابل اعتراض قول یا فعل ظاہر نہ ہوا۔[3]

پھر اللہ تعالیٰ فرمایا کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے ناراض ہیں کہ اللہ کے فضل وکرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی وجہ سے مدینہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی ہے جس کی وجہ سے وہاں تجارت اور کاروبار کو بھی فروغ ملا، اور اہل مدینہ (اوس وخزرج) کی معاشی حالت جو یہود کی سازشوں کی وجہ سے آپس کی لڑائیوں میں بدحال ہو چکے اور مال وجاہ کے لحاظ سے کوئی اونچا درجہ نہ رکھتے تھے بہت اچھی ہوگئی ہے، اور منافقین کو بھی اس سے خوب فائدہ حاصل ہوا، یعنی یہ ناراضی اور غضب والی بات تو نہیں بلکہ ان کو تو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے انہیں فقر وتنگ دستی سے نکال کر خوش حال بنا دیا ہے، اور رسول کی تعظیم وتوقیر کریں اور اس پر ایمان لائیں، پھر تنبیہ فرمائی کہ تمہیں سوچنے سمجھنے اور دین حق کو پرکھنے کا کافی وقت دیا جا چکا ہے، اب تمہارے لئے وقت کم ہے اپنی منافقانہ روش سے باز آجاؤ، توبہ کر کے دنیا وآخرت کی سعادت حاصل کرو اور اگر منہ پھیرو گے تو اللہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تمہیں ذلیل ورسوا کرنے والا ناقابل برداشت عذاب دے گا، اور وہاں تمہارا کوئی حمایتی، مددگار یا سفارشی نہیں ہوگا جو تمہیں اس سے نجات دلا سکے۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ

ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ اپنے فضل سے مال دے گا تو ہم ضرور صدقہ وخیرات کریں گے

[1] مغازی واقدی ۱۰۰۵؍۳

[2] اسد الغابة ۷۹۰؍۳، الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۱۲۱۶؍۳

[3] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۲۶۴؍۱

وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ

اور آپکی طرح نیکوکاروں میں ہوجائیں گے، لیکن جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا تو یہ اس میں بخیلی کرنے لگے

وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ

اور ٹال مٹول کر کے منہ موڑ لیا، پس اس کی سزا میں اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اللہ سے ملنے کے دنوں تک،

بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا

کیونکہ انہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے کے خلاف کیا اور کیونکہ وہ جھوٹ بولتے رہے، کیا وہ نہیں جانتے کہ

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ج

اللہ تعالیٰ کو ان کے دل کا بھید اور ان کی سرگوشی سب معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ غیب کی تمام باتوں سے خبردار ہے،

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِيْنَ

جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر ج

لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫

نہیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں، پس یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے

وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ (التوبۃ ۷۵ تا ۷۹)

انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی محسن کشی پر ملامت فرمائی کہ ان منافقین میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں کشادگی پیدا فرمادے گا، تو ہم صلہ رحمی ومہمان نوازی کریں گے، اور راہ حق میں لوگوں کی مدد کریں گے، مگر جب اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل وکرم کر دیا تو بخل کیا اور اطاعت سے منہ موڑ گئے، انہوں نے اپنی بات میں جھوٹ بولا، عہد کر کے بدعہدی کی اور وعدہ کر کے پورا نہ کیا، چنانچہ اللہ نے سزا کے طور پر قیامت تک ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:آيَةُ المُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے

توبدعہدی سے کام لے،اور جب اس کو امین بنایا جائے توخیانت کرے۔ (1)

وَقَدْ ذَكَرَ كَثِيرٌ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ، مِنْهُمُ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ: أَنَّ سَبَبَ نُزُولِ هَذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ فِي ثَعْلَبَةَ بْنِ حَاطِبٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادع الله أن يرزقني مَالًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ قَلِيلٌ تُؤَدِّي شُكْرَهُ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرٍ لَا تُطِيقُهُ،قَالَ: ثُمَّ قَالَ مَرَّةً أُخْرَى، فَقَالَ:أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِثْلَ نَبِيِّ اللهِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ شِئْتُ أَنْ تَسِيرَ مَعِيَ الْجِبَالُ ذَهَبًا وَفِضَّةً لَسَارَتْ،قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَئِنْ دَعَوْتَ اللهَ فَرَزَقَنِي مَالًا لَأُعْطِيَنَّ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اللهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا،اللهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا، اللهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا

اس سلسلہ میں مفسرین کی ایک کثیر تعدادنے جن میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن بصری رحمہ اللہ شامل ہیں کہاہے کہ یہ آیت کریمہ ثعلبہ بن حاطب انصاری کے بارے میں نازل ہوئی،وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوااور درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے مالداری کی دعافرمائیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااے ثعلبہ!تجھ پر افسوس تھوڑامال جس کاشکر اداہواس مال سے بہت اچھاہے جواپنی طاقت سے زیادہ ہو،اس نے دوبارہ درخواست کی توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سمجھایا کہ تواپناحال اللہ کے نبی جیسارکھناپسند نہیں کرتا؟واللہ اگر میں چاہتا توپہاڑسونے چاندی کے بن کرمیرے ساتھ چلتے،اس نے کہااللہ کی قسم جس نے آپ کوحق کے ساتھ بھیجاہے میراارادہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے نوازدیاتو میں اللہ کے راستے میں بڑھ چڑھ کرصدقہ کروں گا،صلہ رحمی کروں گااورراہ حق میں خرچ کروں گا،چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعافرمائی اے اللہ!ثعلبہ کے مال میں برکت عطافرما،اے اللہ!ثعلبہ کے مال میں برکت عطافرما،اے اللہ!ثعلبہ کے مال میں برکت عطافرما۔

قَالَ: فَاتَّخَذَ غَنَمًا، فَنَمَتْ كَمَا يَنْمُو الدُّودُ، فَضَاقَتْ عَلَيْهِ الْمَدِينَةُ ، فَتَنَحَّى عَنْهَا، فَنَزَلَ وَادِيًا مِنْ أَوْدِيَتِهَا، حَتَّى جَعَلَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي جَمَاعَةٍ، وَيَتْرُكُ مَا سِوَاهُمَا،ثُمَّ نَمَتْ وَكَثُرَت، فَتَنَحَّى حَتَّى تَرَكَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا الْجُمُعَةَ،وَهِيَ تَنْمُو كَمَا يَنْمُو الدُّودُ، حَتَّى تَرَكَ الْجُمُعَةَ. فَطَفِقَ يَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، يَسْأَلُهُمْ عَنِ الْأَخْبَارِ

آپ کی دعاکی برکت سے اس شخص کی بکریوں کے ریوڑمیں اس طرح زیادتی شروع ہوئی جیسے کیڑے بڑھ رہے ہوں یہاں تک کہ مدینہ منورہ اس کے جانوروں کے لیے تنگ ہوگیاتو یہ ایک وادی میں نکل گیایہاں تک کہ وہ نماز پنجگانہ میں سے نمازظہروعصرمیں حاضر ہوتاتھا لیکن باقی نمازیں جماعت سے نہیں ملتی تھیں،پھراس کے ریوڑمیں اوراضافہ ہوااور پھراوردورچلاگیا،یہاں تک کہ وہ صرف جمعہ کی نماز میں حاضر ہوتاتھا،جب بکریاں بہت زیادہ ہوگئیں تووہ اور دورچلاگیااوراس نے جماعت اور جمعہ دونوں میں حاضر ہونابند کردیا،اور آنے جانے والوں سے پوچھ لیاکرتاتھا کہ جمعہ کے دن کیابیان ہوا؟

(1) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ ۳۳،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ۲۱۱،جامع ترمذی ابواب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ ۲۶۳۱،سنن الکبری للنسائی ۱۱۰۶۲ ،مسنداحمد ۸۶۸۵

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا فَعَلَ ثَعْلَبَةُ؟فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، اتَّخَذَ غَنَمًا فَضَاقَتْ عَلَيْهِ الْمَدِينَةُ. فَأَخْبَرُوهُ بِأَمْرِهِ ،فَقَالَ:يَا وَيْحَ ثَعْلَبَةَ، يَا وَيْحَ ثَعْلَبَةَ، يَا وَيْحَ ثَعْلَبَةَ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ عَلَى الصَّدَقَةِ: رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ، وَرَجُلًا مِنْ سُلَيْمٍ، وَكَتَبَ لَهُمَا كَيْفَ يَأْخُذَانِ الصَّدَقَةَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَالَ لَهُمَا:مُرَا بِثَعْلَبَةَ، وَبِفُلَانٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَخُذَا صَدَقَاتِهِمَا

جب وہ رسول اللہ ﷺ کو نظر نہ آیا تو آپ نے اس کے بارے میں پوچھا کہ ثعلبہ کہاں چلا گیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کا ریوڑ اس قدر بڑھ گیا کہ وہ مدینہ منورہ سے باہر چلا گیا اور اس کے حال کے بارے میں آگاہ کیا گیا، آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اے ثعلبہ تجھ پر افسوس، اے ثعلبہ تجھ پر افسوس، اے ثعلبہ تجھ پر افسوس، رسول اللہ ﷺ نے دو اشخاص کو جن میں ایک قبیلہ جھینہ اور دوسرا قبیلہ سلیم سے تھا تحصیلدار بنا کر اس کے گھر صدقات کی وصولی کے لئے بھیجا اور انہیں فرمایا ثعلبہ کے اور فلاں شخص کے پاس جاؤ اور صدقہ وصول کر کے آؤ،

فَخَرَجَا حَتَّى أَتَيَا ثَعْلَبَةَ، فَسَأَلَاهُ الصَّدَقَةَ، وَأَقْرَآهُ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: مَا هَذِهِ إِلَّا جِزْيَةٌ. مَا هَذِهِ إِلَّا أُخْتُ الْجِزْيَةِ، مَا أَدْرِي مَا هَذَا انْطَلِقَا حَتَّى تفرُغا ثُمَّ عُودا إِلَيَّ ،فَانْطَلَقَا وَسَمِعَ بِهِمَا السُّلَمِيُّ، فَنَظَرَ إِلَى خِيَارِ أَسْنَانِ إِبِلِهِ، فَعَزَلَهَا لِلصَّدَقَةِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَهُمَا بِهَا فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا: مَا يَجِبُ عَلَيْكَ هَذَا، وَمَا نُرِيدُ أَنْ نَأْخُذَ هَذَا مِنْكَ. قَالَ: بَلَى، فَخُذُوهَا، فَإِنَّ نَفْسِي بِذَلِكَ طَيِّبَةٌ، وَإِنَّمَا هِيَ لَهُ. فَأَخَذُوهَا مِنْهُ.

وہ لوگ ثعلبہ کے پاس پہنچے اور آپ کا فرمان دکھا کر صدقہ طلب کیا، ثعلبہ نے کہا یہ تو جزیہ ہے جیسے کفار سے لیا جاتا ہے، یہ تو جزیہ کی بہن ہے، یہ کیا بات ہے، اچھا ابھی تو جاؤ لوٹتے ہوئے آنا، دوسرا شخص سلمی جب اسے معلوم ہوا تو اس نے اپنے بہترین جانور نکالے اور انہیں لے کر خود ہی آگے بڑھا، انہوں نے ان جانوروں کو دیکھ کر کہا نہ تو یہ ہمارے لینے کے لیے لائق اور نہ تجھ پر ان کا دینا واجب، اس نے کہا میں تو اپنی خوشی سے ہی بہترین جانور دینا چاہتا ہوں آپ لوگ انہیں قبول فرمائیں، بالآخر انہوں نے وہ جانور لے لیے،

فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ صَدَقَاتِهِمَا رَجَعَا حَتَّى مَرَّا بِثَعْلَبَةَ، فَقَالَ: أَرُونِي كِتَابَكُمَا فَنَظَرَ فِيهِ، فَقَالَ: مَا هَذِهِ إِلَّا أُخْتُ الْجِزْيَةِ، انْطَلِقَا حَتَّى أَرَى رَأْيِي ،فَانْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَآهُمَا قَالَ:يَا وَيْحَ ثَعْلَبَةَ قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَهُمَا، وَدَعَا لِلسُّلَمِيِّ بِالْبَرَكَةِ، فَأَخْبَرَاهُ بِالَّذِي صَنَعَ ثَعْلَبَةُ وَالَّذِي صَنَعَ السُّلَمِيُّ ،فَأَنْزَلَ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ:وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ

زکوۃ کے عامل لوٹتے ہوئے پھر ثعلبہ کے پاس آئے، اس نے کہا مجھے وہ پرچہ تو پڑھاؤ جو تمہیں دیا گیا ہے پڑھ کر کہنے لگا یہ تو صاف صاف جزیئے کی بہن ہے، اچھا تم جاؤ میں اس بارے میں سوچ لوں، یہ لوگ واپس ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے جب آپ ﷺ انہیں دیکھا تو ان سے بات کرنے سے قبل فرمایا افسوس ثعلبہ کے لیے ہلاکت ہے! اور سلمی کے لیے برکت کی دعا فرمائی، اب انہوں نے بھی ثعلبہ اور سلمی دونوں کا واقعہ کہہ سنایا، پس اللہ عزوجل نے یہ آیات وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ نازل فرمائیں،

قَالَ: وَعِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ أَقَارِبِ ثَعْلَبَةَ، فَسَمِعَ ذَلِكَ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَاهُ فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ. قَدْ أَنْزَلَ اللهُ فِيكَ كَذَا وَكَذَا. فَخَرَجَ ثَعْلَبَةُ حَتَّى أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ صَدَقَتَهُ، فَقَالَ:إِنَّ اللهَ مَنَعَنِي أَنْ أَقْبَلَ مِنْكَ صَدَقَتَكَ،فَجَعَلَ يَحْثُو عَلَى رَأْسِهِ التُّرَابَ ،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:[هَذَا] عَمَلُكَ، قَدْ أَمَرْتُكَ فَلَمْ تُطِعْنِي

جب اس کے بارے اور اس جیسے دیگر لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تو اس کے گھر والوں میں سے کوئی شخص اس کے پاس گیا اور اس آیت کے بارے میں آگاہ کیا، چنانچہ زکوۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اس کا صدقہ قبول کیا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے، یہ سن کر وہ اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا یہ سب تو تیرا ہی کیا دھرا ہے، میں نے تو تمہیں سمجھایا تھا لیکن اس وقت تم نے میری بات نہ مانی،

فَلَمَّا أَبَى أَنْ يَقْبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَقُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ شَيْئًا. ثُمَّ أَتَى أَبَا بَكْرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، حِينَ اسْتُخْلِفَ، فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ مَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللهِ، وَمَوْضِعِي مِنَ الْأَنْصَارِ، فَاقْبَلْ صَدَقَتِي ،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَمْ يَقْبَلْهَا مِنْكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا، فَقُبِضَ أَبُو بَكْرٍ وَلَمْ يَقْبَلْهَا

رسول اللہ ﷺ نے اپنے انتقال تک اس کی کوئی چیز قبول نہیں کی، پھر یہ خلافت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ان کے پاس آیا اور کہنے لگا میری جو عزت رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی اور میرا جو مرتبہ انصار میں ہے اس سے آپ خوب واقف ہیں آپ میرا صدقہ قبول فرمائیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے تیرا صدقہ قبول نہیں فرمایا تو میں کیسے قبول کر سکتا ہوں؟ الغرض انہوں نے بھی صدقہ قبول کرنے سے انکار کر دیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے مگر اپنے دور خلافت میں انہوں نے اس کا صدقہ قبول نہیں کیا،

فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَتَاهُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْبَلْ صَدَقَتِي ،فَقَالَ: لَمْ يَقْبَلْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَبُو بَكْرٍ، وَأَنَا أَقْبَلُهَا مِنْكَ! فَقُبِضَ وَلَمْ يَقْبَلْهَا،ثُمَّ وَلِيَ عُثْمَانُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، [فَأَتَاهُ] فَسَأَلَهُ أَنْ يَقْبَلَ صَدَقَتَهُ، فَقَالَ: لَمْ يَقْبَلْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ، وَأَنَا أَقْبَلُهَا مِنْكَ! فَلَمْ يَقْبَلْهَا مِنْهُ، وَهَلَكَ ثَعْلَبَةُ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ

جب امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب مسلمانوں کے امیر مقرر ہوئے تو یہ پھر ان کے پاس آیا اور کہا امیر المومنین آپ میرا صدقہ قبول فرمائیں، انہوں نے جواب دیا جب رسول اللہ ﷺ نے تیرا صدقہ قبول نہیں فرمایا، اور خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی قبول نہیں کیا، تو اب میں کیسے تیرا صدقہ قبول کر سکتا ہوں؟ چنانچہ انہوں نے بھی اپنے دور خلافت میں اس کا صدقہ قبول نہیں فرمایا، پھر خلافت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی تو یہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ اس کا صدقہ قبول کیا جائے انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ اور خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق اور خلیفہ دوئم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیرا صدقہ قبول نہیں کیا تو میں کیسے قبول کر سکتا ہوں، اور وہ سیدنا عثمان بن

عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہو گیا۔ (۱)

ثعلبہ کا یہ واقعہ بہت سے مفسرین نے ذکر کیا ہے لیکن اس کو امام ابن حزم رحمہ اللہ، بیہقی رحمہ اللہ، ہیثمی رحمہ اللہ، عراقی رحمہ اللہ، ابن حجر رحمہ اللہ، سیوطی رحمہ اللہ اور امام مناوی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے، اس روایت کی سند میں علی بن یزید راوی متروک ہے۔ (۲)

معان بن رفاعۃ، قاسم بن عبد الرحمان ضعیف اور علی بن یزید جو ابو عبد الملک الھانی تمام راوی ضعیف ہیں۔ (۳)

لیکن بظاہر کوئی اور ہے۔ (۴)

لکِنَّہُ حَدِیثٌ ضَعِیفٌ لَا یُحْتَج بِہِ

یہ حدیث ضعیف اور نا قابل حجت ہے (۵)

یکذبون الحدیث

سارے رواۃ جھوٹے ہیں۔ (۶)

بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو متن کے اعتبار سے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ (۷)

کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ جو علام الغیوب ہے وہ ان کے دلوں کے پوشیدہ راز اور سازشوں کا علم رکھتا ہے، وہ ان دولت مند بخیل منافقین کو اچھی طرح جانتا ہے جو برضا و رغبت دل کھول کر خیرات کرنے والے مسلمانوں پر عیب جوئی اور طعن کرتے تھے کہ وہ صرف ریاء اور شہرت کی خاطر اپنا مال خرچ کرتے ہیں، اور کم حیثیت مسلمانوں سے جو کار خیر میں شامل ہونے کے لئے اپنی محنت و مشقت سے کمائی ہوئی مزدوری لا کر حاضر خدمت کر دیتے ہیں تمسخر اڑاتے ہوئے کہتے اللہ تعالیٰ ان کے صدقات سے بے نیاز ہے، اللہ نے ان کے تمسخر کے مقابلے میں ان سے تمسخر کیا ہے اور ان کے لئے المناک عذاب ہے۔

اِسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ

ان کے لیے تو استغفار کر یا نہ کر، اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کرے تو بھی

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۷۸۷۳

(۲) مجمع الزوائد ۷/۳۱

(۳) المحلی بالآثار ۱۲/۱۳۷

(۴) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۱/۵۱۶

(۵) فتح الباری ۳/۲۶۶

(۶) لباب النقول ۱/۱۰۸

(۷) فیض القدیر ۴/۵۲۶

يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ ؕ

اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے

وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝۸۰ (التوبۃ ۸۰)

ایسے فاسق لوگوں کو رب کریم ہدایت نہیں دیتا

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ منافقین کے لئے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں اگر آپ ان آستین کے سانپوں کے لئے ستر مرتبہ بھی بخشش مانگیں گے (ستر مرتبہ کا لفظ مبالغہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے) یعنی آپ کتنی ہی کثرت سے ان کے لئے استغفار کر لیں تب بھی اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا، اور عدم مغفرت کی علت بیان فرمائی کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کی، اور کافر جب تک اپنے کفر پر قائم ہے اسے کوئی استغفار کام دے سکتا ہے نہ کوئی نیک عمل، جن لوگوں کا وصف فسق بن چکا ہو، تو اللہ ان کو سزا کے طور پر مطلوب ایمان کی توفیق سے محروم کر دیتا ہے۔

فَرِحَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ بِمَقۡعَدِهِمۡ خِلٰفَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوۡۤا اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا

پیچھے رہ جانے والے لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جانے کے بعد اپنے بیٹھے رہنے پر خوش ہیں، انہوں نے اللہ کی راہ میں

بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ قَالُوۡا لَا تَنۡفِرُوۡا فِى الۡحَـرِّ ؕ قُلۡ نَارُ جَهَنَّمَ

اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرنا ناپسند رکھا اور انہوں نے کہہ دیا اس گرمی میں مت نکلو، کہہ دیجئے کہ دوزخ کی

اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوۡ كَانُوۡا يَفۡقَهُوۡنَ ۝۸۱ فَلۡيَـضۡحَكُوۡا قَلِيۡلًا وَّ لۡيَبۡكُوۡا كَثِيۡرًا ۚ

آگ بہت ہی سخت گرم ہے کاش کہ وہ سمجھتے ہوتے، پس انہیں چاہیے کہ بہت کم ہنسیں اور بہت زیادہ روئیں بدلے میں

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ۝۸۲ فَاِنۡ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ

اس کے جو یہ کرتے تھے، پس اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی کسی جماعت کی طرف لوٹا کر واپس لے آئے

مِّنۡهُمۡ فَاسۡتَاۡذَنُوۡكَ لِلۡخُرُوۡجِ فَقُلْ لَّنۡ تَخۡرُجُوۡا مَعِىَ اَبَدًا

پھر یہ آپ سے میدان جنگ میں نکلنے کی اجازت طلب کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم میرے ساتھ ہرگز چل نہیں سکتے

وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ

اور نہ میرے ساتھ تم دشمنوں سے لڑائی کرسکتے ہو،تم نے پہلی مرتبہ ہی بیٹھ رہنے کو پسند کیا تھا

فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ (التوبۃ۸۱تا۸۳)

پس تم پیچھے رہ جانے والوں میں ہی بیٹھے رہو۔

منافقین جن کا ایک جرم تو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی تھی،ان کا دوسرا جرم جھوٹے عذرات پیش کرکے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے کنارہ کشی کی تھی،ان کا تیسرا جرم مسلمانوں کی بھی حوصلہ شکنی کی کوشش کی تھی،اور وہ یہ کہہ کر ان کا حوصلہ پست کرنے کی کوشش کررہے تھے کہ اس شدید گرمی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر جہاد کرنے کے بجائے گھروں میں بیٹھے رہو،انہوں نے حق وباطل کی اس کشمکش میں اللہ کی راہ میں مال وجان سے جہاد کرکے اللہ کی رضاوخوشنودی حاصل نہ کی تھی،انہوں نے دنیا کی مختصر سی عارضی سکون کو ابدی راحت پر ترجیح دی تھی،ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ معصیت کے اس فعل پر خوش اور فخر محسوس کرتے ہیں اگرانہیں علم ہوتا کہ جہنم کی آگ کی گرمی کے مقابلے میں دنیا کی گرمی کوئی حیثیت نہیں رکھتی،تو وہ اپنے جان ومال کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے پر تل جاتے اور کبھی پیچھے نہ رہتے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ:فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری(دنیاکی) آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں(اپنی گرمی اور ہلاکت خیزی میں)سترواں حصہ ہے، کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ!(کفار اور گنہگاروں کے عذاب کے لیے تو)یہ ہماری دنیا کی آگ بھی بہت تھی،آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی آگ کے مقابلے میں جہنم کی آگ انہتر گنا بڑھ کر ہے۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أُوقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ، ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ، ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک ہزار سال تک آتش دوزخ دھونکی گئی تو سرخ ہوگئی،پھر ایک ہزار تک جلائی گئی توسفید ہوگئی،پھر ایک ہزار سال تک دھونکی گئی تو سیاہ ہوگئی،پس وہ اندھیری رات جیسی سخت سیاہ ہے۔[2]

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ، عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ، يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ صِفَةِ النَّارِ، وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ ۳۲۶۵،صحیح مسلم کتاب الجنة بَابٌ فِي شِدَّةِ حَرِّ نَارِ جَهَنَّمَ وَبُعْدِ قَعْرِهَا وَمَا تَأْخُذُ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ۷۱۶۵،فتح الباری ۳۳۴؍۶،مسند احمد۱۰۲۰۱

[2] سنن ترمذی کتاب صفة جهنم باب منه فی صفة النار وانهاسوداءمظلمة ۲۵۹۱،سنن ابن ماجه کتاب الزهد باب صفة النار ۴۳۲۰

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے ہلکے عذاب والا دوزخ میں وہ ہوگا جس کے دونوں پاؤں میں دو جوتیاں آگ کی تسمے سمیت ہوں گی جس کی گرمی سے اس کی کھوپڑی ابل رہی ہوگی، اور وہ سمجھ رہا ہوگا کہ سب سے زیادہ عذاب اسی کو ہو رہا ہے حالانکہ سب سے ہلکا عذاب اس کا ہوگا۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کے بارے میں متعدد مقامات پر فرمایا

كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ﴿١٦﴾ (۲)

ترجمہ: ہرگز نہیں، وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹ ہوگی جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔

...يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٢٢﴾ (۳)

ترجمہ: ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے اور ان کی خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے، جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿٥٦﴾ (۴)

ترجمہ: جن لوگوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کر دیا ہے انہیں بالیقین ہم آگ میں جھونکیں گے اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ وہ خوب عذاب کا مزا چکھیں، اللہ بڑی قدرت رکھتا ہے اور اپنے فیصلوں کو عمل میں لانے کی حکمت خوب جانتا ہے۔ اللھمَّ احفَظْنَا منها

ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

عُمرُكَ بالحميَة أفْنَيْتَه مَخَافَةَ البَارِدِ والحَار ...

تو نے اپنی عمر سردی گرمی سے بچنے کی کوشش میں گزار دی

وَكَانَ أولَى بِكَ أنْ تَتقِي مِنَ المعَاصِي حَذرَ النَّار ...

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ ۶۵۶۲، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا ۵۱۶، جامع ترمذی ابواب الجهنم بَابٌ ۲۶۰۴، مسند احمد ۱۸۴۱۳

(۲) المعارج ۱۵،۱۶

(۳) الحج ۱۹ تا ۲۲

(۴) النساء ۵۶

حالانکہ تجھے لائق تھا کہ اللہ کی نافرمانیوں سے بچتا کہ جہنم کی آگ سے بچ جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ اس مختصر سی زندگی میں تم لوگ جتنا چاہئے فائدہ اٹھالو،اس کی لذتوں سے فرحت حاصل کرلو،اس کے بعد اس کے بعد آنے والی ابدی زندگی کے دردناک عذاب میں رونا ہی رونا ہے ، یہ اس کا بدلہ ہے جو وہ کماتے تھے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ:فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلا ، قَالَ: الدُّنْيَا قَلِيلٌ،فَلْيَضْحَكُوا فِيهَا مَا شَاءُوا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا فَإِذَا انْقَطَعَتِ الدُّنْيَا وَصَارُوا إِلَى اللهِ،اسْتَأْنَفُوا بُكَاءً لَا يَنْقَطِعُ أَبَدًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ”اب چاہیے کہ یہ لوگ ہنسنا کم کریں اور روئیں زیادہ۔“ کے بارے میں روایت ہے دنیا کی زندگی بہت قلیل ہے،یہ اس میں جس قدر چاہیں ہنس لیں،جب دنیا ختم ہوجائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچیں گے تو انہیں اس قدر رونا پڑے گا جو کبھی ختم نہ ہوگا۔[1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ، ابْكُوا، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا، فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَبْكُونَ حَتَّى تَسِيلَ دُمُوعُهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ كَأَنَّهَا جَدَاوِلُ، حَتَّى تَنْقَطِعَ الدُّمُوعُ فَتَسِيلَ الدِّمَاءُ فَتَقَرَّحُ الْعُيُونُ. فَلَوْ أَنَّ سُفُنًا أُزْجِيَتْ فِيهَا لَجَرَت.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو!روؤ،اور رونا نہ آئے تو زبردستی روؤ، جہنمی روئیں گے یہاں تک کہ ان کے رخساروں پر نہروں جیسے گڑھے پڑجائیں گے، آخر آنسو ختم ہوجائیں گے اب آنکھیں خون برسانے لگیں گی،ان کی آنکھوں سے اس قدر آنسو اور خون بہا ہوگا کہ اگر کوئی اس میں کشتیاں چلانی چاہے تو چلا سکتا ہے۔[2]

وَأَضْعَفُ مَنْ فِيهِ يَزِيدُ الرَّقَاشِيُّ، وَقَدْ وُثِّقَ عَلَى ضَعْفِهِ

اس روایت میں یزید الرقاشی ضعیف راوی ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر پور اوثوق واعتماد ہے۔[3]

اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو سلامتی کے ساتھ واپس مدینہ پہنچادے،اور ان میں سے کوئی جماعت آپ سے کسی اور غزوے میں جس میں وہ سہولت دیکھیں اور آپ کے ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کرے، تو ان کے غم وحسرت میں اضافہ کے لئے صاف کہہ دینا کہ نہ تو تم مجاہدین کے ساتھ چل سکتے ہو اور نہ ہی میری ہمراہی میں دشمنوں سے جنگ کر سکتے ہو،اللہ نے مجھے تم سے بے نیاز کر دیا ہے،جیسے عمرہ حدیبیہ کے بارے میں فرمایا

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۱۸۵۵،۶

[2] مسند أبي يعلى الموصلى ۴۱۳۴،شرح السنة للبغوى ۴۴۱۸

[3] مجمع الزوائد ۳۹۱،۱۰

قَلِيۡلًا ﴿۱۵﴾ [1]

ترجمہ: جب تم مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے جانے لگو گے تو یہ پیچھے چھوڑے جانے والے لوگ تم سے ضرور کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو، یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے فرمان کو بدل دیں، ان سے صاف کہہ دینا کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے اللہ پہلے ہی یہ فرما چکا ہے، یہ کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کر رہے ہو (حالانکہ بات حسد کی نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ صحیح بات کو کم ہی سمجھتے ہیں۔

جب تم حق و باطل کی کشمکش میں پہلی مرتبہ ہی گھر بیٹھنے پر راضی رہے تو اب تم اس لائق نہیں کہ تمہیں کسی بھی معرکہ میں ساتھ لے جایا جائے ،اب عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور معذوروں کی طرح گھروں میں بیٹھے رہو۔

وَ اِذَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ جَاهِدُوۡا مَعَ رَسُوۡلِهِ اسۡتَاۡذَنَكَ اُولُوا الطَّوۡلِ

جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے

مِنۡهُمۡ وَ قَالُوۡا ذَرۡنَا نَكُنۡ مَّعَ الۡقٰعِدِيۡنَ ﴿۸۶﴾

دولت مندوں کا ایک طبقہ آپ کے پاس آ کر یہ کہہ کر رخصت لے لیتا ہے کہ ہمیں تو بیٹھے رہنے والوں میں ہی چھوڑ دیجیے

رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَوَالِفِ وَ طُبِعَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۸۷﴾

،یہ تو خانہ نشین عورتوں کا ساتھ دینے پر ریجھ گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی اب وہ کچھ سمجھ عقل نہیں رکھتے،

لٰكِنِ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ جٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ

لیکن خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھ کے ایمان والے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ

لَهُمُ الۡخَيۡرٰتُ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ جَنّٰتٍ

بھلائیوں والے ہیں اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں، انہی کے لیے اللہ نے وہ جنتیں تیار کی ہیں

تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۸۹﴾ (التوبۃ ۸۶ تا ۸۹)

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اور اللہ جب کوئی ایسی سورت نازل فرماتا ہے جس میں ان کو جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہو، تو آپ نے ان صاحب حیثیت اور صحت مند لوگوں کو جن کو اللہ نے مال اور بیٹوں سے نواز رکھا ہے دیکھا کہ اللہ کا شکر کرنے کے بجائے جہاد سے کنارہ کشی کرنے کے لئے آپ سے حیلے تراش کر رخصت کی درخواستیں کرنے لگے کہ ہم ان عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ رہیں گے جو جہاد کے لئے نہیں نکلے، چونکہ انہوں

[1] الفتح ۱۵

نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے بجائے چوڑیاں پہن کر عورتوں میں بیٹھنا پسند کیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، اس لئے اب وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری ہو گئے ہیں، اب وہ اپنے مفاد کو نہیں سمجھتے، اس کے مقابل اہل ایمان کا وہ گروہ ہیں جو نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، جنہوں نے اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا، ہر راحت و آرام کو چھوڑ کر اپنی جان و مال سے جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کی، یہی لوگ ہیں جو دنیا و آخرت میں رب کی طرف سے بے شمار راحتیں، نعمتیں اور رب کی رضا پانے والے ہے، اللہ نے ان کے لئے ان لوگوں کے لئے بھرپور لازوال نعمتوں، ابدی راحتوں سے مزین جنتیں تیار کر رکھی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور اگر یہ سمجھیں تو یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ

بادیہ نشینوں میں سے عذر والے لوگ حاضر ہوئے کہ انہیں رخصت دے دی جائے اور وہ بیٹھ رہے جنہوں نے اللہ سے

وَ رَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ (التوبہ۔۹۰)

اور اس کے رسول سے جھوٹی باتیں بنائی تھیں، اب تو ان میں جتنے کفار ہیں انہیں دکھ دینے والی مار پہنچ کر رہے گی۔

اہل مدینہ منورہ کے منافقوں کے علاوہ بنو غفار کے بادیہ نشینوں نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ایمان کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا مگر مشکل کی اس گھڑی میں جہاد فی سبیل اللہ پر جانے کے بجائے پیچھے رہ جانے کے لئے جھوٹے حیلے بہانے پیش کیے تھے، ان کے علاوہ کئی لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے حاضر خدمت ہو کر معذرت کرنے کی بھی پروہ نہیں کی تھی اور گھروں میں دبکے رہے انہیں دنیا و آخرت میں المناک عذاب سے نوازا جائے گا۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ

ضعیفوں پر اور بیماروں پر اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں

اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، ایسے نیک کاروں پر الزام کی کوئی راہ نہیں، اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت

رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ

اور رحمت والا ہے، ہاں ان پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کر دیں

قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ

تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تمہاری سواری کے لیے کچھ بھی نہیں پاتا تو وہ رنج و غم سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے

مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ

ہوئے لوٹ جاتے ہیں کہ انہیں خرچ کرنے کے لیے کچھ بھی میسر نہیں، بیشک انہیں لوگوں پر راہ الزام ہے

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَ هُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ

جو باوجود دولت مند ہونے کے آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں، یہ خانہ نشین عورتوں کا ساتھ دینے پر خوش ہیں

وَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾ (التوبۃ۹۱تا۹۳)

اور ان کے دلوں پر مہر خداوندی لگ چکی ہے جس سے وہ محض بے علم ہو گئے ہیں۔

ہاں وہ لوگ جو دشمن سے لڑنے کی طاقت وقوت نہیں رکھتے، اور بیمار ومعذور اور وہ صادق الایمان لوگ جن کا جہاد کا عزم تو ہو، مگر ان کے پاس زادِ راہ نہ ہو پیچھے رہ جائیں، تو ان پر اعتراض کی کوئی بات نہیں، یہ اللہ کی وسیع مغفرت اور بے پایاں رحمت ہی ہے کہ اس نے ایسے لوگوں کو معاف فرما دیا، اور ان کی نیت کے مطابق ان کو قدرت رکھنے والوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے،

عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ:خَرَجَ النَّاسُ إِلَى الِاسْتِسْقَاءِ ، فَقَامَ فِيهِنَّ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرُ مَنْ حَضَرَ أَلَسْتُمْ مُقِرِّينَ بِالْإِسَاءَةِ؟قَالُوا: اللهُمَّ نَعَمْ ، قَالَ: اللهُمَّ إِنَّا نَسْمَعُكَ تَقُولُ: {مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ}وَقَدْ أَقْرَرْنَا بِالْإِسَاءَةِ فَاغْفِرْ لَنَاوَارْحَمْنَا وَاسْقِنَا، وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ فَسُقُوا

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے لکھا ہے لوگ نماز استسقا کے لیے نکلے، تو ان میں بلال بن سعد کھڑے ہوئے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، اور فرمایا اے حاضرین! کیا تم اپنے گناہوں کا اقرار نہیں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا اے اللہ! ہم اقرار کرتے ہیں، انہوں نے کہا اے اللہ! ہم نے سنا کہ تو نے فرمایا ایسے محسنین پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اے اللہ! ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، تو ہمیں معاف فرما دے، ہمارے حال پر رحم فرما اور ہمیں بارش عطا فرما، انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے، لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے باران رحمت عطا فرما دی۔ [1]

اور نہ ان لوگوں پر کوئی حرج ہے جو اپنی کم مائیگی کے باعث آپ کے پاس جہاد پر جانے کے لئے سواری کی درخواست کرنے آئے، اور آپ نے ان سے فرمایا میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا کہ میں تم کو اس پر سوار کراؤں، تو وہ اس حزن وغم میں کہ وہ خرچ کرنے کو کچھ نہیں پاتے، بے بسی سے آنکھوں سے آنسو بہاتے لوٹ گئے،

عَنْ مُجَاهِدٍ:{وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ}قَالَ: هُمْ مِنْ مُزَيْنَةَ

مجاہد رحمہ اللہ نے آیت ’’اسی طرح ان لوگوں پر بھی کوئی اعتراض کا موقع نہیں ہے جنہوں نے خود آ کر تم سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے

---

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۱۸۶۲؍۶

سواریاں بہم پہنچائی جائیں اور جب تم نے کہا کہ میں تمہارے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کرسکتا۔'' کے بارے میں کہا یہ آیت مزینہ کے بنی مقرن (قبیلے) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (۱)

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ خَلَّفْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ وَلا قَطَعْتُمْ وَادِيًا وَلا نِلْتُمْ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلا، إِلا وَقَدْ شَارَكُوكُمْ فِي الأَجْرِ ثُمَّ قَرَأَ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ الآيَةَ

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ تم نے مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑا کہ تم نے جو بھی خرچ کیا جس وادی کو بھی طے کیا یا دشمن کی طرف سے جو تکلیف اٹھائی، وہ تمہارے ساتھ اجر وثواب میں شریک ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ '' اسی طرح ان لوگوں پر بھی کوئی اعتراض کا موقع نہیں ہے جنھوں نے خود آ کر تم سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے سواریاں بہم پہنچائی جائیں اور جب تم نے کہا کہ میں تمہارے لئے سواریوں کا انتظام نہیں کرسکتا تو وہ مجبوراً واپس گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہاد ہونے کی مقدرت نہیں رکھتے۔'' کی تلاوت فرمائی۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَدَنَا مِنَ المَدِينَةِ، فَقَالَ:إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا، مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلاَ قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ قَالَ:وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ، حَبَسَهُمُ العُذْرُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک مدینہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جہاں بھی تم چلے اور جس وادی کو بھی تم نے قطع کیا وہ (اپنے دل سے) تمہارے ساتھ ساتھ تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگرچہ ان کا قیام اس وقت بھی مدینہ میں ہی رہا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ مدینہ میں رہتے ہوئے بھی (اپنے دل سے تمہارے ساتھ تھے) وہ کسی عذر کی وجہ سے رک گئے تھے۔ (۳)

گناہ اور ملامت تو ان لوگوں پر ہے جو صاحب حیثیت ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ پر جانے کے لئے قادر ہیں، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتے ہیں، وہ اپنے دین اور اپنی ذات کے بارے میں خوش ہیں کہ وہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ گھروں میں رہیں، یہ اس وجہ سے تھا کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے اس لئے ان کے اندر کوئی بھلائی داخل نہیں ہوسکتی، وہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ اس گناہ کی سزا ہے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا ہے۔

---

(۱) تفسیرطبری ۱۴/۴۲۱

(۲) تفسیرابن ابی حاتم ۶/۱۸۶۳

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ المَغَازِي باب ۴۴۲۳، صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ ثَوَابِ مَنْ حَبَسَهُ عَنِ الْغَزْوِ مَرَضٌ أَوْ عُذْرٌ آخَرُ ۴۹۳۲

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ

یہ لوگ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے، آپ کہہ دیجئے کہ یہ عذر پیش مت کرو

قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَ سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ

ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے،اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری خبر دے چکا ہے اور آئندہ بھی اللہ اور اس

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾

کا رسول تمہاری کارگزاری پھر وہ تم کو بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے،

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ

ہاں وہ اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھا جائیں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو

فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ز وَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ج

سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو ،وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ج

ان کاموں کے بدلے جنہیں وہ کیا کرتے تھے، یہ اس لیے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہوجاؤ

فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ (التوبۃ ۹۴تا۹۶)

سو اگر تم ان سے راضی بھی ہوجاؤ تو اللہ تو ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔“

اس غزوہ کے بعد جب آپ ان کے پاس لوٹیں گے تو یہ منافقین آپ کے پاس معذرت کرنے کے لیے آئیں گے مگر آپ ان سے صاف صاف کہہ دیں اب معذرت پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں،اللہ تعالیٰ جو اپنے قول میں سچا ہے نے ہمیں تمہارے حالات سے خبر دار کر دیا ہے ،ہم تمہاری جھوٹی معذرتوں کی تصدیق نہیں کریں گے، کیونکہ عمل صداقت کی میزان ہے،دعویٰ ایمان کے لیے ثبوت بھی چاہیے،لہٰذا اب ہم تمہارے آئندہ اعمال دیکھیں گے کہ تم اپنے قول وفعل میں سچے ہو یا جھوٹے، پھر ایک وقت مقرر پر تم اللہ مالک یوم الدین کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا ہے،اس وقت تمہارے اعمال نامے تمہارے ہاتھوں میں تھما دیئے جائیں گے،اور تمہارے اعمالوں کا وزن کیا جائے گا،جس کے نیک اعمال زیادہ ہوں گے وہ جنت کی لازوال ابدی نعمتوں سے فیض یاب ہوگا،اور جس کے برے عمل زیادہ ہوں گے وہ جہنم کا حقدار گردانا جائے گا،جس میں وہ نہ جی سکے گا اور نہ موت ہی آئے گی،جیسے فرمایا

اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰی ﴿۷۴﴾ [1]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی طرف واپس آؤ گے تو یہ آپ کے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ آپ ان سے درگزر کریں، وہ ناپاک اور خبیث ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان کی پرواہ کی جائے لہذا آپ ان سے کوئی تعلق واسطہ نہ رکھیں، ان کے کرتوتوں کی پاداش میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، یہ آپ کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھائیں گے تا کہ آپ ان سے کوئی تعرض نہ کریں، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ ان سے راضی ہو بھی جائیں تو اللہ مالک یوم الدین ایسے نافرمان لوگوں سے کبھی راضی نہ ہو گا جن کا ایمان معتبر نہ ہو، جو اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت گزار نہ ہوں۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بھی بہت ہی سخت ہیں اور ان کو ایسا ہونا چاہیے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے

عَلٰی رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۹۷﴾ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یَّتَّخِذُ

اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں اور اللہ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے، اور ان دیہاتیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ

مَا یُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ یَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ

جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو جرمانہ سمجھتے ہیں اور تم مسلمانوں کے واسطے برے وقت کے منتظر رہتے ہیں، برا وقت ان ہی پر

السَّوْءِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۹۸﴾ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ

پڑنے والا ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے، اور بعض اہل دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر

وَ یَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ

ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول اللہ کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں،

اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ

ادر رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لیے موجب قربت ہے ان کو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت میں داخل کرے گا

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۹﴾ ع (التوبۃ ۹۷ تا ۹۹)

اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

---

[1] طٰہٰ ۷۴

صحرانشین بدو مدینہ منورہ میں ایک منظم طاقت کو اٹھتے دیکھ کر پہلے تو مرعوب ہوئے پھر حق و باطل کی کشمکش میں ایک مدت تک موقع شناسی اور ابن الوقتی کی روش پر گامزن رہے، مگر جب اسلامی ریاست کا اقتدار عرب کے ایک بڑے حصے پر چھا گیا اور مخالف قبائل کا زور ٹوٹنے لگا تو مصلحت کے تحت دائرہ اسلام میں داخل تو ہو گئے مگر انہیں نماز روزے کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی، اسلامی نظم وضبط، جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جان ومال کی قربانیاں شدت سے ناگوار تھیں اور ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے طرح طرح کی چالبازیاں کرتے رہتے تھے، ان میں کچھ منافقین اسے تھے جو اسلام کے اقتدار وحکومت کے باعث مفاد پرستانہ خواہشات کے تحت اسلام سے وابستہ ہو گئے لیکن مخالفین سے بھی اپنا تعلق بدستور قائم رکھے ہوئے تھے تاکہ دونوں طرف سے حسب موقع فوائد بھی حاصل کر سکیں اور دونوں طرف کے خطرات سے بھی محفوظ رہیں۔ کچھ منافقین ایسے تھے جو ذہنی طور پر اسلام اور کفر کے درمیان متردد تھے نہ انہیں اسلام کی حقانیت پر کامل اعتماد تھا نہ وہ اپنی سابقہ کفر یا جاہلیت پر مطمئن تھے وہ اوروں کے دیکھا دیکھی مسلمان ہو گئے تھے لیکن اسلام ان کے اندر راسخ نہیں ہوا تھا۔ کچھ منافقین ایسے تھے جو اسلام کو توحید، احکام الٰہی اور آخرت وغیرہ پر ایمان لانے کی حد تک تو تسلیم کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی غلامی اور وفاداری سے گریزاں تھے، نہ وہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت وسیادت دل سے ماننے کو تیار تھے اور نہ آپ ﷺ کی حاکمیت وشفاعت، اس میں وہ اپنی ہتک اور ذلت محسوس کرتے تھے، چنانچہ وہ تعلق نبوی ﷺ کے بغیر ذات ربانی تک رسائی حاصل کرنے کے خواہاں ے تھے۔ کچھ منافقین ایسے تھے جو اسلام کو حق سمجھتے ہوئے دل سے اس کے قائل تو ہو چکے تھے لیکن پرانے اوہام وعقائد اور رسم ورواج کو چھوڑنے، دینی اور اخلاقی پابندیوں کو قبول کرنے اور اوامر ونواہی کے نظام پر عمل پیرا ہونے کے لیے ان کا نفس تیار نہیں ہو رہا تھا۔

ان ابن الوقت لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ صحرائی لوگ شہر والوں کی نسبت کفر ونفاق میں زیادہ سخت ہیں کیونکہ شہری لوگ جن میں لطافت طبع پائی جاتی ہے، مسلمانوں کی صحبت میں رہ کر کچھ دین کو اور اس کی حدود کو جان جاتے ہیں مگر بدوؤں کو اللہ اور رسول ﷺ کی باتیں سننے کا اتفاق نہیں ہوتا، اس لئے ان کا اصول ایمان اور اوامر ونواہی سے ناواقف رہنے کے امکانات زیادہ ہیں (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں منع زکوٰۃ کا جو فتنہ برپا ہوا تھا اس کا سب سے بڑا سبب یہی تھا کہ انہیں دین کی کچھ سمجھ نہ تھی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ، جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ، غَفَلَ، وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ، افْتَتَنَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جنگل میں سکونت اختیار کرے گا وہ سخت دل ہو جائے گا، اور جو شکار کے پیچھے لگے گا وہ غافل ہو جائے گا، جو بادشاہ کے پاس جائے گا وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔[1]

اللہ حکمت والا اور دانا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے، بدوؤں کی پہلی قسم کے بارے میں فرمایا کیونکہ بدوؤں میں لطافت طبع نہیں ہوتی، ان کے اخلاق وکردار میں درشتی اور کھردرا پن پایا جاتا ہے، بعض احادیث سے بھی ان کے کردار پر روشنی پڑتی ہے،

[1] مسند احمد ۳۳۶۲، سنن ابوداودكتاب الصَّيْدِ بَابٌ فِي اتِّبَاعِ الصَّيْدِ ۲۸۵۹، جامع ترمذی أَبْوَابُ الْفِتَنِ باب ۲۲۵۶، السنن الكبرى للنسائی ۴۸۰۲، السنن الكبرى للبيهقی ۲۰۲۵۳، الجامع الصحيح للسنن والمسانيد ۴۰۵؍۱۰

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک موقع پر کچھ اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے پوچھا کیا تم اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہو؟صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں،انہوں نے کہا اللہ کی قسم!ہم تو بوسہ نہیں دیتے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دلوں سے رحم وشفقت کا جذبہ نکال دیا ہے تو میرا اس میں کیا اختیار ہے۔[1]

وہ مال ومتاع کے زیادہ حریص ہوتے ہیں اور مال کے بارے میں ان میں زیادہ بخل پایا جاتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرَةً فَعَوَّضَهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَتَسَخَّطَهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ فُلَانًا أَهْدَى إِلَيَّ نَاقَةً فَعَوَّضْتُهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لاَ أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلاَّ مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی ہدیہ میں پیش کی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے عوض اسے چھ اونٹنیاں عنایت فرمائیں پھر بھی وہ خفا رہا،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک اونٹنی دی ہے اور میں نے اس کے بدلے اسے چھ اونٹنیاں دی ہیں جب بھی وہ خفا ہے، تو اب میں نے قصد کیا ہے کہ سوائے قریشی،انصاری ،ثقفی یا دوسی کے (کیونکہ یہ چاروں مکہ مکرمہ،طائف،مدینہ منورہ اور یمن کے شہروں میں رہنے والے تھے) کسی کا تحفہ قبول نہ کروں گا۔[2]

اس کے علاوہ انہوں نے خلوص نیت سے نہیں بلکہ باحالت مجبوری اسلام قبول کیا ہے،اس لئے جب ان سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کچھ طلب کیا جاتا ہے،یا ان پر مسافروں کی ضیافت ومہمانداری کا حق عائد کیا جاتا ہے،یا زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے، تو یہ اسے دلی جذبہ سے اللہ کی رضا کی خاطر نہیں بلکہ بادل ناخواستہ ناحق کا تاوان اور اپنا صریح نقصان سمجھ کر ادا کرتے ہیں،دراصل وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے حق میں مصائب زمانہ کے منتظر ہیں کہ آپ اور مسلمان کب کسی حوادث وآفات میں گرفتار ہوجائیں تو وہ اس دین کی اطاعت کا قلادہ اتار پھینکیں مگر ان کی حسرتیں ان کے دلوں میں ہی دم توڑ دیں گی اور یہ گردش ایام الٹا انہی کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی یعنی یہ اس کے زیادہ مستحق ہیں،اللہ علم رکھنے والا اور حکمت والا ہے وہ بندوں کی نیتوں کو خوب جانتا ہے،ان بدوؤں کی دوسری قسم بیان فرمائی کہ ان بدوؤں میں محدود چند ہی ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے خلوص نیت سے دین اسلام قبول کیا ہے،اس لئے فرمایا تمام اعراب قابل مذمت نہیں ہیں بلکہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو اللہ نے شہر سے دور رہنے کے باوجود اللہ وحدہ لاشریک اور یوم آخرت پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور وہ ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتے ہیں،وہ اللہ کی راہ میں خرچ کردہ مال کو جرمانہ سمجھنے کے بجائے اللہ کی رضا وخوشنودی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ رَحْمَةِ الوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ۵۹۹۸،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ رَحْمَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذَلِكَ۶۰۲۷،سنن ابن ماجہ کتاب الادب بَابُ بِرِّ الْوَالِدِ، وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ ۳۶۶۵

[2] سنن ترمذی کتاب المناقب بَابٌ فِي ثَقِيفٍ وَبَنِي حَنِيفَةَ۳۹۴۵،سنن ابوداودکتاب البيوع بَابٌ فِي قَبُولِ الْهَدَايَا۳۵۳۷

رحمت وبرکت کی دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اس پر ثواب کی امید رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی کہ بیشک یہ صدقات اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہیں اور اللہ ان لوگوں کو اپنے جملہ نیک بندوں میں شامل کرے گا، بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے جو کوئی توبہ کرتا ہے اللہ اس کے بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ

اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰ (التوبۃ ۱۰۰)

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔

اور وہ مہاجرین جو اسلام کی خاطر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اپنا سب کچھ چھوڑ کر مکہ مکرمہ اور دیگر علاقوں سے ہجرت کر کے مدینہ منوہ آ گئے، دوسرے انصار جو مدینہ میں رہائش پذیر تھے انہوں نے ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کی مدد اور حفاظت کی، مہاجرین کی بھی خوب پذیرائی و تواضع کی اور اپنا سب کچھ ان کی خدمت میں پیش کر دیا، ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے ایمان، ہجرت، جہاد اور اقامت دین میں سبقت کی اس کی تعریف میں اختلاف ہے،

وَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، وَالْحَسَنُ، وَقَتَادَةُ: هُمُ الَّذِينَ صَلَّوْا إِلَى الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ، محمد بن سیرین رحمہ اللہ، الحسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ کے نزدیک سابقون اولون وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی یعنی تحویل قبلہ سے پہلے مسلمان ہونے والے مہاجرین وانصار۔[1]

بعض کے نزدیک یہ اہل بدر ہیں،

قَالَ الشَّعْبِيُّ: السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ مَنْ أَدْرَكَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں ان سے مراد وہ مہاجر وانصار ہیں جو بیعت الرضوان میں شامل تھے۔[2]

امام شوکانی کہتے ہیں کہ یہ سارے ہی مراد ہو سکتے ہیں،

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲۰۳/۴

[2] تفسیر طبری ۴۳۵/۱۴

اور تیسرے وہ لوگ (بعض کے نزدیک تابعین) جنہوں نے عقائد، اقوال اور اعمال میں ان مہاجرین وانصار کی پیروی کی، اللہ نے ان کی نیکیاں قبول فرمالیں اور ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمادیا، اور وہ اللہ مالک الملک سے راضی ہو گئے، اللہ نے ان کے لئے ایسے گھنے سایوں والے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے انواع واقسام کی نہریں بہتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، حقیقت میں یہی سب سے بڑی کامیابی ہے جس کی طرف مسلمانوں کو سبقت کرنے چاہیے، ایک ٹولے کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد پانچ کے علاوہ باقی سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (نَعُوذُ بِاللهِ) مرتد ہو گئے تھے حالانکہ اللہ علام الغیوب نے ان کے ایمان کو کسوٹی قرار دیا، اور ان کی شان میں فرمایا

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾ [1] ترجمہ: پھر اگر وہ اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو ہدایت پر ہیں، اور اگر اس سے منہ پھیریں تو کھلی بات ہے کہ وہ ہٹ دھرمی میں پڑ گئے ہیں لہذا اطمینان رکھو کہ ان کے مقابلے میں اللہ تمہاری حمایت کے لیے کافی ہے وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

...اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ...﴿۲۲﴾ [2]

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک رُوح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے، وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ...﴿۷۵﴾ [3]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جدوجہد کی اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی، وہی سچے مومن ہیں ان کے لیے خطاؤں سے درگزر ہے اور بہترین رزق ہے، اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کر کے آ گئے، اور تمہارے ساتھ مل کر جدوجہد کرنے لگے وہ بھی تم ہی میں شامل ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص غزوہ بدر یا غزوہ حدیبیہ میں شریک ہوا وہ دوزخ میں داخل نہ ہو گا۔ [4]

عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، أَحَدٌ شَهِدَ

---

[1] البقرة ۱۳۷

[2] المجادلة ۲۲

[3] الانفال ۷۵،۷۴

[4] مسند احمد ۱۵۲۶۲

بَدْرًا، وَالْحُدَيْبِيَةَ

اور ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غزوہ بدر اور غزوہ حدیبیہ میں شریک ہوا وہ ان شاء اللہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ [1]

حَدِيثِ جَابِرٍ مَرْفُوعًا لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا

جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غزوہ بدر میں حاضر ہوا وہ ہر گز جہنم میں نہ جائے گا۔ [2] بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا

...رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۱۹ [3]

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے یہی بڑی کامیابی ہے۔

ایک صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے چچا کا بیٹا منافق ہو گیا ہے کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے جہاد کو ان کے گناہ کا کفارہ کر دے گا،

ایک روایت میں ہے تمہیں کیا معلوم ہے کہ حق تعالیٰ نے اہل بدر کے انجام پر مطلع ہونے پر ہی یہ فرمایا ہے

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ

اے اہل بدر تم جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت واجب ہوگئی۔ [4]

یا یہ فرمایا

أَوْ: فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ [5]

اگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مرتد ہی ہونا تھا تو اللہ علام الغیوب مہاجرین وانصار اور تابعین کو جنتوں کی بشارت نہ دیتا، جب اللہ نے ان کی ساری لغزشیں معاف فرما دیں تو اب تنقیص وتنقید کے طور پر ان کی کوتاہیوں کا تذکرہ کرنا کسی مسلمان کی شان کے لائق نہیں اور ان سے عداوت اور بغض وعناد رضائے الٰہی سے محرومی کا باعث ہے۔

[1] مسند احمد ۲۶۴۴۰

[2] فتح الباری ۳۰۵، ۳۹۸۲، ۷

[3] المائدة ۱۱۹

[4] فتح الباری ۳۹۸۲، ۲۸۶، ۷، مسند احمد ۶۰۰

[5] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا ۳۹۸۳

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛؔ

اور کچھ تمہارے گردو پیش والوں میں‌اور کچھ مدینے والوں میں ایسے منافق ہیں کہ

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ

نفاق پر اڑے ہوئے ہیں،آپ ان کو نہیں جانتے ان کو ہم جانتے ہیں ہم ان کو دوہری سزا دیں گے

ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ﴿۱۰۱﴾ (التوبۃ:۱۰۱)

پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے۔

آپ کے گرد و پیش بستیوں میں جو بدوی رہتے ہیں ان میں سے بہت سے منافق ہیں، اسی طرح مدینہ طیبہ کے باشندوں میں بھی بہت سے منافق موجود ہیں جو اپنے نفاق پر اڑے ہوئے ہیں اور نفاق میں ان کی سرکشی بڑھتی جا رہی ہے، آپ اپنی کمال درجے کی فراست کے باوجود ان کو نہیں پہچان سکتے کہ ان کے نفاق کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ کر سکیں (واضح الفاظ میں رسول اللہ ﷺ سے علم غیب کی نفی فرمائی گئی) مگر اللہ علام الغیوب ہے، جو دلوں کے خفیہ بھید اور آنکھوں کی خیانت جانتا ہے انہیں خوب جانتا ہے، جیسے فرمایا

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ [1]

ترجمہ: اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ} إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: {لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ} قَالَ: فَمَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَكَلَّفُونَ عِلْمَ النَّاسِ؟قَالَ: فُلَانٌ فِي الْجَنَّةِ , وَفُلَانٌ فِي النَّارِ، فَإِذَا سَأَلْتَ أَحَدَهُمْ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ: لَا أَدْرِي، لَعَمْرِي لَأَنْتَ بِنَفْسِكَ أَعْلَمُ مِنْكَ بِأَعْمَالِ النَّاسِ، وَلَقَدْ تَكَلَّفْتَ شَيْئًا مَا تَكَلَّفَهُ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلَكَ،قَالَ نَبِيُّ اللهِ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ،قَالَ: نَبِيُّ اللهِ شُعَيْبٌ بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ, وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ،وَقَالَ لِنَبِيِّهِ:لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ

قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ ''تمہارے گرد و پیش جو بدوی رہتے ہیں ان میں بہت سے منافق ہیں اور اسی طرح خود مدینہ کے باشندوں میں بھی منافق موجود ہیں جو نفاق میں طاق ہو گئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے، ہم ان کو جانتے ہیں۔'' کی تفسیر میں روایت ہے لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ لوگوں کے بارے میں یہ جاننے کا تکلف کرتے ہیں؟ کہتے ہیں فلاں جنت میں ہے اور فلاں جہنم میں ہے لیکن جب آپ ان میں سے کسی ایک سے خود اس کے بارے میں پوچھیں تو وہ کہے گا کہ مجھے معلوم نہیں، حالانکہ اللہ کی قسم! لوگوں کے احوال کی نسبت تو اپنے بارے میں زیادہ بہتر جانتا ہے اور تو ایسی بات کا بوجھ اٹھا رہا ہے جس کا بوجھ تو انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی نہیں اٹھایا تھا، اللہ کے نبی نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا ''میں کیا جانوں کہ ان کے عمل کیسے ہیں۔'' اللہ کے نبی شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا ''اللہ کی دی ہوئی بچت تمہارے لیے بہتر ہے اگر

[1] المومن ۱۹

تم مومن ہو اور بہر حال میں تمہارے اوپر کوئی نگران کار نہیں ہوں۔" اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا "تم انہیں نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔"(۱)

اس نفاق کے جرم میں اللہ انہیں دنیا میں مال وجاہ اور عزت کے بجائے ذلت ورسوائی، دین اسلام کے فروغ کو روکنے کے لئے اپنی خواہشوں اور کوششوں میں نامرادی، قبر میں سخت عذاب اور آخرت میں جہنم کا دائمی عذاب دے گا جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے،

عَنْ مُجَاهِدٍ: سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: الْقَتْلُ وَالسِّبَاءُ

مجاہد رحمہ اللہ نے " قریب ہے وہ وقت جب ہم ان کو دوہری سزا دیں گے۔" کے بارے میں کہا ہے دوہرے عذاب سے مراد قتل اور قید ہونے کا عذاب ہے۔(۲)

عَنْ مُجَاهِدٍ {سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ} بِالْجُوعِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ

اور مجاہد رحمہ اللہ سے "قریب ہے وہ وقت جب ہم ان کو دوہری سزا دیں گے۔" کے بارے میں ایک اور روایت میں ہے کہ اس سے بھوک اور قبر کا عذاب مراد ہے۔(۳)

وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے اغراض کے لیے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کی باتیں کریں اور ایمانداروں میں تفریق

وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ

ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس پہلے سے اللہ اور رسول کا مخالف ہے، اور قسمیں کھائیں گے کہ

اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ

ہم بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہیں، اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں، آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں،

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ

البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے آدمی ہیں

اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے، پھر آیا ایسا شخص بہتر ہے

(۱) تفسیر طبری ۱۴/۴۴۱، تفسیر عبدالرزاق ۲/۱۶۱

(۲) تفسیر طبری ۱۴/۴۴۲

(۳) تفسیر طبری ۱۴/۴۴۲

عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے پر اور اللہ کی خوشنودی پر رکھی ہو یا وہ شخص کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی

عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَ اللّٰهُ

گھاٹی کے کنارے پر جو کہ گرنے ہی کو ہو رکھی ہو پھر وہ اس کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ ایسے

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۹ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ

ظالموں کو سمجھ ہی نہیں دیتا، ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں شک کی بنیاد پر (کانٹا بن کر)

اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۱۰ (التوبۃ ۱۰۷تا۱۱۰)

کھٹکتی رہے گی، ہاں مگر ان کے دل ہی اگر پاش پاش ہو جائیں تو خیر، اور اللہ تعالیٰ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

آپ ﷺ کے غزوہ تبوک روانہ ہونے سے قبل منافقین نے مسجد کے نام سے ایک محفوظ پناہ گاہ تیار کی تھی، اور اس کو مقبول عام کرنے کے لئے کوشش کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اس میں آ کر ایک مرتبہ نماز پڑلیں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس معاملہ کو تبوک سے واپسی تک موخر فرما دیا تھا، اب جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ کی جانب رواں دواں تھے کہ اللہ نے منافقین کی اس سازش کو طشت از بام کر دیا، فرمایا کہ وہ لوگ جنہوں نے اہل ایمان اور ان کی اس مسجد کو نقصان پہنچانے، اللہ کی بندگی کے بجائے کفر کی خاطر اور مسلمانوں میں تفرق وانتشار ڈالنے تا کہ ان کی طاقت منتشر ہو جائے، سازشیں تیار کرنے اور دشمنوں کو پناہ دینے کے لئے مسجد بنائی، اس شخص (ابو عامر راہب فاسق) کے اشارے پر جو پہلے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑ رہا ہے یعنی جو دین اسلام کو کار استہ روکنے کے لئے ہر جتن اور کوششیں کر رہا ہے، اب وہ آپ کے پاس آ کر قسمیں کھائیں گے کہ اس مسجد کی تعمیر سے ہمارا ارادہ تو بارش، سردی اور اس قسم کے موقعوں پر محض کمزور، معذور اور نابینا اہل ایمان کے ساتھ خیر و بھلائی کا تھا، مگر اللہ ان کے اس مکر و فریب کے بارے میں گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں، آپ اس مسجد میں جا کر کبھی نماز نہ پڑھنا، البتہ وہ مسجد (بعض کے نزدیک مسجد قبا اور بعض کے نزدیک مسجد نبوی ﷺ) جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی تھی، اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت اور اللہ کا ذکر کریں،

وَفِي الْحَدِيثِ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَنَاهُ وَأَسَّسَهُ أَوَّلَ قُدُومِهِ وَنُزُولِهِ عَلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، كَانَ جِبْرِيلُ هُوَ الَّذِي عَيَّنَ لَهُ جِهَةَ الْقِبْلَةِ

رسول اللہ ﷺ نے جب بنی عمرو بن عوف میں تشریف آوری کے وقت اس مسجد کو تعمیر فرمایا تو جبریل امین نے قبلے کی سمت کا تعین کیا تھا۔[1]

أُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1] تاریخ المدینہ المنورہ ۳۹/۱

قَالَ: الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ.

اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد قباء میں نماز کا ثواب عمرے کے برابر ہے۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً يَعْنِي كُلَّ سَبْتٍ كَانَ يَأْتِيهِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ہفتہ کے روز سوار اور پیدل اس مسجد میں تشریف لے جاتے اور اس میں نماز ادا فرماتے تھے۔ (۲)

کیونکہ یہ فضیلت والی مسجد ہے،اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس میں نماز پڑھنے والوں کی مدح کرتے ہوئے فرمایا اس میں ایسے لوگ ہیں جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ گناہوں اور ناپاکی سے پاک رہیں،اور اللہ تعالیٰ شرک،اخلاق رذیلہ اور نجاستوں سے پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے ،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب کسی مسئلے میں اشکال پیش آتا تو وہ بلا جھجک اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرتے تھے،چنانچہ جب اہل قبا کی مدح میں یہ آیت نازل ہوئی تو

ومعن بن عدي،فَأَمَّا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ فَهُوَ الَّذِي بَلَغَنَا أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ: مَنِ الَّذِينَ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُمْ: فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نِعْمَ الْمَرْءُ مِنْهُمْ عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ

معن بن عدی کہتے ہیں عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس آیت فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ کون ہیں؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان میں ایک مرد صالح عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ بھی ہے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَةُ {فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا}، (۴) بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُوَيْمِرِ بْنِ سَاعِدَةَ فَقَالَ:مَا هَذَا الطُّهُورُ الَّذِي أَثْنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ؟ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا خَرَجَ مِنَّا رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ مِنَ الْغَائِطِ إِلَّا غَسَلَ فَرْجَهُ أَوْ قَالَ: مَقْعَدَتَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هُوَ هَذَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب سورہ توبہ کی آیت ’’اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں۔‘‘ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی ہے تم کیا کرتے ہو؟انہوں نے عرض کیا اے

---

(۱) جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّلَاةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ ۳۲۴،سنن ابن ماجہ كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ ۱۴۱۱

(۲) صحیح بخاری كتاب فضل الصلاة بَابُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ ۱۱۹۱،صحیح مسلم كتاب الحج بَابُ فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ، وَفَضْلِ الصَّلَاةِ فِيهِ، وَزِيَارَتِهِ ۳۳۹۶

(۳) الإصابة في تمييز الصحابة ۶۲۰؍۴،ابن سعد ۴۶۰؍۳،ابن ہشام ۶۶۰؍۲

(۴) التوبة: 108

اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے مرد یا عورت ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد اپنی شرم گاہوں کو پانی سے دھوتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہی وجہ ہے۔ (۱)

عَنْ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّمَ أَتَاهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَحْسَنَ إِلَيْكُمُ الثَّنَاءَ فِي الطُّهُورِ فِي قِصَّةِ مَسْجِدِكُمْ فَمَا هُوَ الطُّهُورُ الَّذِي تَطَّهَّرُونَ بِهِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا نَعْلَمُ شَيْئًا إِلَّا أَنَّه كَانَ لَنَا جِيرَانٌ مِن الْيَهُودِ، فَكَانُوا يَغْسِلُونَ أَدْبَارَهُمْ مِنَ الْغَائِطِ فَغَسَلْنَا كَمَا غَسَلُوا

عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ مسجد قباء میں تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ عزوجل نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی ہے تم کس طرح طہارت حاصل کرتے ہو، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! واللہ ہم اس بارے میں کچھ نہیں جانتے سوائے اس کے کہ ہمارے پڑوس میں کچھ یہودی رہتے تھے اور وہ قضائے حاجت کے بعد اپنی پیٹھوں کو دھوتے تھے تو ہم نے بھی انہی کی طرح دھونا شروع کر دیا۔ (۲)

مِنْ ذِي الْكَلَاعِ،، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَقَرَأَ بِالرُّومِ، فَتَرَدَّدَ فِي آيَةٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّهُ يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ، أَنَّ أَقْوَامًا مِنْكُمْ يُصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الْوُضُوءَ، فَمَنْ شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ

ابوروح الکلاعی سے مروی ہے میں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی جس میں آپ نے سورۂ روم کی تلاوت شروع کی مگر آپ اس میں بھولنے لگے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا بے شک ہمیں قرآن پڑھنے میں التباس ہو جاتا ہے اور یہ اس لیے کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ نماز تو پڑھتے ہیں مگر وہ اچھی طرح وضو نہیں کرتے، لہٰذا جو شخص ہمارے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو خوب اچھی طرح کرے۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے مومن اور منافق کے عمل کی مثالیں بیان فرمائیں کہ جس شخص نے مسجد کی بنیاد تقویٰ اور اللہ کی رضامندی کے لئے رکھی ہو زیادہ بہتر ہے، یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک بے بنیاد ککر جو منہدم ہونے کے قریب ہو رکھی ہو، پھر وہ اس کو لے کر جہنم کی آگ میں گر پڑی ہو، اللہ تعالیٰ فتنہ وفساد برپا کرنے والوں کو صراط المستقیم کی ہدایت نہیں دیا کرتا، اتنے بڑے مکر وفریب کے بعد یہ عمارت موت تک ان کے دلوں میں مزید شک ونفاق کرنے کا ذریعہ بنی رہے گی، جس طرح بچھڑے کے پجاریوں میں بچھڑے کی محبت رچ بس گئی تھی، سوائے اس کے کہ وہ انتہائی ندامت کے ساتھ اپنے رب کی طرف رجوع کریں تب اللہ جو ہر طرح کے گناہوں کو معاف کر دینا پسند کرتا ہے ان کے گناہوں کو بخش دے گا، اللہ علم وحکمت والا ہے۔

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۰۶۵

(۲) صحیح ابن خزیمۃ ۸۳، المعجم الکبیر للطبرانی ۳۴۸، تفسیر ابن کثیر ۴/۲۱۳، تفسیر طبری ۱۴/۴۸۴، البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۵۵، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲/۲۹۲

(۳) مسند احمد ۱۵۸۷۴

مسجد ضرار کو منہدم کرنا:

فَلَمَّا نَزَلَ بِذِي أَوَانٍ أَتَاهُ خبرُ الْمَسْجِدِ

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قریب مقام ذی اوان پر پہنچے اور اللہ نے آپ کو مسجد ضرار کے بارے مطلع کیا گیا

فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِكَ بْنَ الدُّخْشُمِ أَخَا بَنِي سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ، وَمَعْنَ بْنَ عَدِيٍّ أَوْ: أَخَاهُ عَامِرِ بْنِ عَدِيٍّ أَخَا بَلْعِجْلَانَ فَقَالَ:انْطَلِقَا إِلَى هَذَا الْمَسْجِدِ الظَّالِمِ أَهْلُهُ، فَاهْدِمَاهُ وَحَرِّقَاهُ ،فَخَرَجَا سَرِيعَيْنِ حَتَّى أَتَيَا بَنِي سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ، وَهُمْ رَهْطُ مَالِكِ بْنِ الدُّخْشُمِ، فَقَالَ مَالِكٌ لِمَعْنٍ: أَنْظِرْنِي حَتَّى أُخْرِجَ إِلَيْكَ بِنَارٍ مِنْ أَهْلِي، فَدَخَلَ أَهْلَهُ فَأَخَذَ سَعَفا مِنَ النَّخْلِ، فَأَشْعَلَ فِيهِ نَارًا،ثُمَّ خَرَجَا يَشتدَّان حَتَّى دَخَلَا الْمَسْجِدَ وَفِيهِ أَهْلُهُ، فَحَرَقَاهُ وَهَدَمَاهُ وَتَفرَّقُوا عَنْهُ

تو آپ ﷺ نے بنو سلیم بن عوف کے مالک بن دخشم اور معن بن عدی بن عامر یا ان کے بھائی عامر بن عدی کو بلایا اور مسجد ضرار کے منہدم کرنے اور اسے جلانے کے لئے آگے روانہ فرمایا حکم سنتے ہی یہ لوگ تیزی سے روانہ ہو کر بنی سالم بن عوف کے محلہ میں پہنچے جو مالک بن دخشم کے قبیلہ کے لوگ تھے، مالک رضی اللہ عنہ نے معن سے کہا تم یہیں میرا انتظار کرو، میں اپنے گھر سے آگ لے کر آتا ہوں، یہ گھر پہنچے اور کھجور کی ایک ٹہنی جلا کر لے آئے، اور پھر یہ سب جلدی سے روانہ ہو کر مسجد ضرار میں داخل ہو گئے جہاں اس کے بانی منافقین بیٹھے ہوئے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس میں آگ لگا کر مسمار کر دیا، منافقین اس سے نکل کر بھاگے۔[1]

قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: رَأَيْتُ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ ضِرَارًا يَخْرُجُ مِنْهُ الدُّخَانُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجد ضرار سے دھواں نکلتے دیکھا۔[2]

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ذُكر لَنَا أَنَّ رِجَالًا حفروا فَوَجَدُوا الدُّخَانَ يَخْرُجُ مِنْهُ

ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس مسجد کو توڑا اور اس کی بنیادیں اکھیڑ پھینکیں انہوں نے اس کے نیچے سے دھواں اٹھتا پایا۔[3]

وَقَالَ خَلَفُ بْنُ يَاسِينَ الْكُوفِيُّ: رَأَيْتُ مَسْجِدَ الْمُنَافِقِينَ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ، وَفِيهِ جحرٌ يَخْرُجُ مِنْهُ الدُّخَانُ، وَهُوَ الْيَوْمُ مَزْبلة.

اور خلف بن یاسین الکوفی کہتے ہیں میں نے منافقین کی مسجد جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے دیکھا کہ اس کے ایک پتھر سے دھواں

---

[1] زادالمعاد ۴۸۰؍۳، ابن ہشام ۵۳۰؍۲،الروض الانف ۴۰۴؍۷، عیون الآثر ۲۷۵؍۲،تاریخ طبری ۱۱۰؍۳،تفسیرطبری ۴۶۸؍۱۴، تفسیر ابن کثیر ۲۱۲؍۴

[2] تفسیرابن کثیر ۲۱۷؍۴، تفسیر طبری ۴۹۴؍۱۴

[3] تفسیرابن کثیر ۲۱۷؍۴، تفسیرطبری ۴۹۳؍۱۴

نکل رہا تھا(پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس جگہ کو کوڑا گھر بنا دو اور یہیں غلاظت اور کوڑا کرکٹ پھینکا کرو) اب وہ کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ بنی ہوئی ہے۔[1]

فَلَمَّا أَسْلَمَ أَهْلُ الطَّائِفِ لَحِقَ بِالشَّامِ. فَمَاتَ بِهَا طَرِيدًا غَرِيبًا وَحِيدًا

اہل طائف کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد یہ شام چلا گیا اور وہیں اپنی حسرتیں اپنے دل میں لئے ہوئے ہلاک ہو گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی،

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ

وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں

وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ

اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ

بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۱۱ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ

ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے، وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے،

السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

روزہ رکھنے والے (یا راہ حق میں سفر کرنے والے) رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے

وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۲ (التوبۃ ۱۱۲،۱۱۱)

اور بری باتوں سے باز رکھنے والے، اور اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے اور ایسے مومنین کو خوشخبری سنا دیجئے۔

مجاہدین کے لئے استثنائی انعامات: اللہ ہی مخلوقات کا خالق و مالک ہے، وہی اپنی ان گنت مخلوقات کو جہاں سے چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے، مگر یہ اللہ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے مومنوں کو ان کے جان و مال کے عوض جو انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کی جنت عطا فرما دی ہے،

عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّهُ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: {إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ} قَالَ: ثَامَنَهُمُ اللهُ فَأَغْلَى لَهُمُ الثَّمَنَ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲۱۷؍۴

قتادہ رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ ''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔'' کی تلاوت کی، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے سودا کیا اور انہیں بہت ہی گراں قیمت ادا فرمادی ہے۔ (۱)

عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ، قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلِلَّهِ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ وَفَّى بِهَا أَوْ مَاتَ عَلَيْهَا، فِي قَوْلِ اللهِ: {إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى قَوْلِهِ: {وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

شمر بن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر مسلمان کی گردن میں اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے، خواہ وہ اسے پورا کرے یا اس پر فوت ہوجائے، پھر انہوں نے اس آیت کریمہ '' حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں ان سے (جنّت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکالیا ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔'' کی تلاوت کی۔ (۲)

جس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی نفس خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت حاصل کریں گی، یعنی انواع اقسام کی لذتیں، فرحتیں، مسرتیں، چھپائے گئے موتیوں کی طرح خوبصورت، بڑی بڑی آنکھوں والی کنواری حوریں، اور موتیوں سے تیار کیے گئے دلکش بالاخانے۔ وہ دشمنوں کے خلاف اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنے اور اس کے دین کو غالب کرنے کے لئے اپنی جان و مال خرچ کرتے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ ہم مارے جائیں گے، اور نہ اللہ کے دشمنوں پر وار کرنے میں انہیں کوئی تامل ہوتا ہے، چاہیے مدمقابل ان کا اپنا خون ہی کیوں نہ ہو،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ، لاَ يُخْرِجُهُ إِلَّا الجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رسولوں کی سچائی مان کر اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکل کھڑا ہو، اللہ تعالیٰ اسے فوت کرکے بہشت بریں میں لے جاتا ہے یا پورے پورے اجر اور بہترین غنیمت کے ساتھ اسے (غازی بناکر) واپس لوٹاتا ہے۔ (۳)

اللہ نے یہ سچا وعدہ پچھلی الہامی کتابوں تورات، انجیل میں بھی کیا تھا اور اب ان تمام کتابوں میں سے سب سے افضل و اعلیٰ کتاب قرآن مجید میں بھی کیا ہے اور اللہ سے بڑھ کر عہد کو کون پورا کرنے والا ہے؟ جیسے فرمایا

(۱) تفسیر طبری ۴۹۹/۱۴

(۲) تفسیر طبری ۴۹۹/۱۴

(۳) صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لَكُمُ الغَنَائِمُ ۳۱۲۳، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالْخُرُوجِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۴۸۶۱

...وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیۡلًا ﴿۱۲۲﴾ (1)

ترجمہ: اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کے وعدے پر قائم رہنے والے مومنو! اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے خوشیاں مناؤ، ایک دوسرے کو جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دو، حقیقت میں یہ بہت بڑی کامیابی ہے، جس سے بڑی جلیل القدر، ابدی سعادت، دائمی نعمت اور اللہ کی رضا اور کوئی نہیں، اعمال صالحہ کی قدرت تفصیل بیان کر کے مومنوں کی صفات جمیلہ بیان فرمائیں جن کی جانوں اور مالوں کا سودا اللہ نے کر لیا ہے، جن کو عزت واکرام کی خوشخبری ہے، ان کی اولین صفت یہ ہے کہ اگر ان سے بشری کمزوریوں کے تحت غیر شعوری طور پر گناہ اور فواحش سرزد ہو جائیں، تو اپنے انحراف پر جمے رہنے کے بجائے اللہ کی بارگاہ میں بار بار استغفار و مغفرت طلب کرنے والے ہوتے ہیں، پابندی وقت کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کرنے والے، رنج و راحت، تنگ دستی و فراغی میں دن رات اپنی زبان سے اللہ کی کثرت سے حمد و ثنا بیان کرنے والے، اللہ کے تقرب کے لئے حج، عمرہ، جہاد، کفر زدہ علاقوں سے ہجرت اور دعوت دین واصلاح خلق کے لئے گھروں سے نکلنے والے، بعض کے نزدیک اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے روزے رکھنے والے، اپنے رب کے بارگاہ میں کثرت سے رکوع و سجود کرنے والے، وہ اہل ایمان جو نیکی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی کے کاموں سے خود بھی اجتناب کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت، تمدن، معیشت، سیاست، عدالت اور صلح و جنگ کے معاملات میں جو حدیں مقرر فرما دیں ہیں کو پامال نہیں بلکہ ان کی پوری پابندی کے ساتھ ملحوظ رکھتے ہیں، ایسے ہی مومن کامل خوشخبری کے مستحق ہیں۔

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ یَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اُولِیۡ قُرۡبٰی

پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں

مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمۡ اَنَّہُمۡ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَا کَانَ اسۡتِغۡفَارُ اِبۡرٰہِیۡمَ لِاَبِیۡہِ

اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں، اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت کرنا

اِلَّا عَنۡ مَّوۡعِدَۃٍ وَّعَدَہَاۤ اِیَّاہُ ۚ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗۤ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ

وہ صرف وعدہ کے سبب تھا جو انہوں نے ان سے وعدہ کر لیا تھا، پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اللہ کا دشمن ہے

تَبَرَّاَ مِنۡہُ ؕ اِنَّ اِبۡرٰہِیۡمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیۡمٌ ﴿۱۱۴﴾ (التوبۃ ۱۱۴، ۱۱۳)

تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے، واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔

قَالَ: لَمَّا حَضَرَت أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ،

---

(1) النساء ۱۲۲

فَقَالَ:أيْ عَمِّ، قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. كَلِمَةٌ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، أَتَرْغَبُ عَنْ ملَّة عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟قَالَ: فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ، حَتَّى قَالَ آخِرُ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ،فَنَزَلَتْ:مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ

جب آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کا آخری وقت آیا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے،اس وقت ابو طالب کے پاس فرعون ملت ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے،آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا جان! کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں، قیامت کے روز میں اس کلمہ کی وجہ سے اللہ عز وجل کے ہاں جھگڑا (تیری سفارش) کروں گا،ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے فوراً کہا اے ابو طالب! کیا عبد المطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے،؟ وہ اسے ورغلاتے ہی رہے حتی کہ آخری بات ابو طالب نے یہ کی کہ میں تو عبد المطلب کے ہی دین پر ہوں،نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے روک نہیں دیا جاتا میں آپ کے لئے استغفار کرتا رہوں گا جس پر یہ آیت ''نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں زیبا نہیں کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں،چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنّم کے مستحق ہیں۔'' نازل ہوئی، جس میں مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کرنے سے روک دیا گیا۔ [1]

اس سلسلہ میں یہ آیت کریمہ بھی نازل ہوئی،

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۵۶ [2]

ترجمہ:اے نبی ﷺ! تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَهُ قَرِيبٌ مِنْ أَلْفِ رَاكِبٍ،فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفان ، فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وفداه بِالْأَبِ وَالْأُمِّ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لَكَ؟ قَالَ:إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي، عَزَّ وَجَلَّ، فِي الِاسْتِغْفَارِ لِأُمِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي ،فَدَمِعَتْ عَيْنَايَ رَحْمَةً لَهَا مِنَ النَّارِ ،

ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم ایک ہزار آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ منزل پر اترے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر ہماری طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر بے تاب ہو گئے اٹھ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لئے استغفار کرنے کی اجازت طلب کی، مگر مجھے اجازت نہ ملی اس پر میری آنکھیں بھر آئیں کہ میری ماں ہے اور جہنم کی آگ ہے،

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة التوبة بَابُ قَوْلِهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ ۴۶۷۵

[2] القصص ۵۶

وَإِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ ، نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورفَزُورُوهَا لِتُذَكِّرَكُمْ زِيارتُها خَيْرًا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ،فَكُلُوا وَأَمسِكُوا مَا شِئْتُمْ ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فِي الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِي أَيِّ وِعَاءٍ وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا

میں نے تمھیں تین چیزوں سے منع کیا تھا اب وہ ممانعت ہٹ گئی ہے، قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو، کیونکہ اس سے تمھیں بھلائی یاد آئے گی، میں نے تمھیں تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کو روکنے سے منع کیا تھا اب تم کھاؤ اور جس طرح چاہو محفوظ کرو اور میں نے تمھیں بعض خاص برتنوں میں پینے کو منع کیا تھا لیکن اب تم جس برتن میں چاہو پی سکتے ہو لیکن خبردار نشے والی چیز ہرگز نہ پینا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ [1]

اور یہ حکم قیامت تک کے لیے عام ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ، قَالَ:اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ، ثُمَّ لَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا، حَتَّى تَأْتِيَنِي فَذَهَبْتُ فَوَارَيْتُهُ وَجِئْتُهُ فَأَمَرَنِي فَاغْتَسَلْتُ وَدَعَا لِي

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوطالب کی موت پر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور خبر دی کہ آپ کے بوڑھے چچا گمراہی پر مر گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ انہیں زمین میں دبا آؤ پھر کوئی کام نہ کرنا حتی کہ میرے پاس آجانا، چنانچہ میں گیا اور اسے زمین میں دبا آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تو میں نے غسل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا فرمائی [2]

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی وفات اسلام پر نہیں ہوئی بلکہ کفر پر ہوئی اس لیے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اور نہ کسی اور نے، ابوطالب چونکہ نعمت اسلام سے انکاری رہے اور شرک ہی پر مرے اس لیے ایسے آدمی کی تکفین و تدفین کے لیے کوئی شرعی آداب نہیں حتی کہ لفظ دفن بھی استعمال نہیں کیا گیا، مشرک رشتہ دار کو گڑھے میں دبا دینا ہی کافی ہے ایسی صورت میں بعد از دفن غسل کرنا مسنون ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کی شان کے لائق نہیں کہ اس بات کے واضح ہو جانے کے بعد جن لوگوں نے کفر کیا، اور اللہ تعالی کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کیا جس کی بنا پر وہ جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں، وہ ان لئے استغفار کریں چاہئے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، اگر ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے باپ کے لئے استغفار کیا تھا تو وہ ایک وعدے کی بنا پر تھا جو انہوں نے ہجرت کرتے وقت اپنے والد سے کیا تھا۔ جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

---

[1] مسند احمد ۲۳۰۰۳ ، صحیح مسلم کتاب الجنائزبَابُ اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ۲۲۶۰ مختصراً

[2] سنن ابوداودکتاب الجنائزبَابُ الرَّجُلِ يَمُوتُ لَهُ قَرَابَةٌ مُشْرِكٌ۳۲۱۴،سنن نسائی کتاب الجنائزبَابُ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ۲۰۰۸،تحفة المحتاج۸۶۸

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ (۱)

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے کہا سلام ہے آپ کو، میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو معاف فرما دے، میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔

... لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ... ﴿۴﴾ (۲)

ترجمہ: میں آپ کے لئے مغفرت کی درخواست ضرور کروں گا اور اللہ سے آپ کے لیے کچھ حاصل کر لینا میرے بس میں نہیں۔

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ (۳)

ترجمہ: اور میرے باپ کو معاف کر دے بیشک وہ گمراہ لوگوں میں سے تھا اور اس دن مجھے رسوا نہ کر جبکہ سب انسان اٹھائے جائیں گے جبکہ نہ مال کسی کے کچھ کام آئے گا نہ اولاد، نجات صرف وہ پائے گا جو اپنے رب کے حضور بغاوت سے پاک دل لے کر حاضر ہوا ہو۔

مگر جب ابراہیم علیہ السلام پر واضح ہو گیا کہ ان کا باپ اللہ کا کھلا باغی ہے اور اسے جہنم کا ہی ایندھن بننا ہے، تو انہوں نے اس سے اظہار برات کر دیا، یعنی سمجھایا گیا کہ اللہ اور اس کے دین کے ساتھ ہماری محبت بالکل بے لاگ ہو، اللہ کا دوست ہمارا دوست ہو، اور اس کا دشمن ہمارا دشمن قرار پائے، بیشک ابراہیم علیہ السلام رقیق القلب، کثرت سے گریہ وزاری کرنے والے اور مخلوق الٰہی پر بہت مہربان تھے اور اپنے مزاج کی وجہ سے ابتدا میں باپ کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ

اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے بعد میں گمراہ کر دے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ

جن سے وہ بچیں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے، بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں، وہی جلاتا

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ (التوبۃ ۱۱۵،۱۱۶)

اور مارتا ہے، اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی یار ہے اور نہ کوئی مددگار۔

جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے حق میں دعاء مغفرت کرنے سے روکا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنہوں نے اپنے فوت شدہ عزیز و اقارب کے لئے مغفرت کی دعائیں کی تھیں اندیشہ لاحق ہوا کہ ایسا کر کے انہوں نے گمراہی کا کام تو نہیں کیا؟ اس پر ایک کلیہ قاعدہ بیان فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اپنی کتابوں کے ذریعہ سے کسی قوم پر تمام امور کی وضاحت نہیں کر دیتا ہے جن پر انہوں نے عمل کرنا ہے اور جن

(۱) مریم ۴۷

(۲) الممتحنۃ ۴

(۳) الشعراء ۸۶تا۸۹

چیزوں سے بچنا ہے، اس وقت تک اس سے مواخذہ بھی نہیں فرماتا، اور نہ اسے گمراہی قرار دیتا ہے، البتہ جب حجت پوری ہو جائے اور لوگ ان کاموں سے اجتناب نہ کریں جن سے روکا جا چکا ہو، اور اپنی غلط کاری پر اصرار کیے جائیں، تو اللہ تعالیٰ ان کو زبردستی راست بیں اور راست رو نہیں بناتا، بلکہ ان کی ہدایت و رہنمائی سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے، اور اسی غلط راہ پر انہیں دھکیل دیتا ہے جس پر وہ خود جانا چاہتا ہے، چنانچہ پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا، اب جو ہمارے حکم کو مان گیا اور اللہ کی ممانعت کے کام سے رک گیا، اس پر ان کا مواخذہ نہیں ہو گا، کیونکہ انہیں مسئلے کا اس وقت علم ہی نہیں تھا، بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے، بیشک اللہ ہی ہے جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، تو وہ کیونکر اپنے بندوں کو جاہل اور گمراہ چھوڑ سکتا ہے، یاد رکھو اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہے، اس لئے اس پر بھروسہ رکھو اور اپنی مشکلات و پریشانیوں میں اسی کو پکارو، اس کے سوا کوئی اور تمہاری ضروریات کو پورا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔

مَا كَانَ لِاَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ وَ مَنۡ حَوۡلَهُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ اَنۡ يَّتَخَلَّفُوۡا عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ

مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گردو پیش ہیں ان کو یہ زیبا نہیں تھا کہ رسول اللہ کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں

وَ لَا يَرۡغَبُوۡا بِاَنۡفُسِهِمۡ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ لَا يُصِيۡبُهُمۡ ظَمَاٌ

اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں، یہ اس سبب سے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو

وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخۡمَصَةٌ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَئُوۡنَ مَوۡطِئًا يَّغِيۡظُ الۡكُفَّارَ

تھکان پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو کسی ایسی جگہ چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو

وَ لَا يَنَالُوۡنَ مِنۡ عَدُوٍّ نَّيۡلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ

اور دشمنوں کی جو خبر لی ان سب پر ان کا (ایک ایک) نیک کام لکھا گیا، یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں

الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا يُنۡفِقُوۡنَ نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّ لَا كَبِيۡرَةً وَّ لَا يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ

کرتا، اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام لکھا گیا تا کہ

لَهُمۡ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ (التوبۃ ۱۲۰،۱۲۱)

اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس میں شرکت کے لئے اعلان عام کر دیا گیا تھا اس لئے عورتوں، بچوں، بوڑھوں

اور معذوروں کے علاوہ سب مسلمانوں کا اس میں شریک ہونا ضروری تھا لیکن اس اعلان کے باوجود مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کے کئی قبائل اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمایا کہ مدینہ کے مہاجرین و انصار اور مدینہ منورہ کے ارد گرد رہنے والوں کو یہ زیبا نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جان سے زیادہ اپنی جانوں کو چاہیں، بلکہ مسلمانوں کا شیوہ یہ ہونا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کی جان کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز سمجھیں، انہیں اپنی ذات پر مقدم رکھیں اور آپ ﷺ پر اپنی جان قربان کر دے، جہاد کے ثواب کا ذکر فرمایا کہ عمل صالحہ صرف یہی نہیں کہ آدمی مسجد میں یا کسی ایک گوشے میں بیٹھ کر نوافل، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی میں وغیرہ میں مشغول رہے بلکہ جہاد فی سبیل اللہ میں جو تھوڑا بہت خرچ کرو گے، سفر میں جو جسمانی مشقت، بھوک و پیاس اور تکالیف برداشت کرو گے اور دوران سفر جتنے بھی میدان یا علاقے طے کرو گے یا ایسے اقدامات اور وہ کاروائیاں کرو گے جن سے دشمن کے دلوں میں خوف پیدا ہو اور جن سے کافروں کے غیظ و غضب بھڑکے گا، اسی طرح دوران جنگ دشمنوں کے آدمیوں کو قتل کرو گے انہیں شکست سے دوچار کر کے اسیر بناؤ گے اور مال غنیمت حاصل کرو گے، ان میں سے ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل صالحہ لکھی جائے گی اور ہر ایک کا بہترین بدلہ دیا جائے گا،

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً} الْآيَةَ، قَالَ: مَا ازْدَادَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِيهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ بُعْدًا إِلَّا ازْدَادُوا مِنَ اللهِ قُرْبًا

قتادہ رحمہ اللہ نے آیت کریمہ ” اسی طرح یہ بھی کبھی نہ ہوگا کہ (اللہ کی راہ میں) تھوڑا یا بہت کوئی خرچ وہ اٹھائیں اور (سعی جہاد میں) کوئی وادی وہ پار کریں اور ان کے حق میں اسے لکھ نہ لیا جائے تا کہ اللہ ان کے اس اچھے کارنامے کا صلہ انہیں عطا کرے۔“ کے بارے میں فرمایا ہے جو کوئی قوم اللہ کے رستے میں اپنے اہل و عیال سے جس قدر دور ہوتی ہے، وہ اسی قدر اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوتی ہے۔[۱]

اس لئے مسلمانوں کو اس عمل سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے یعنی محض شوق عبادت میں بھی جہاد سے گریز صحیح نہیں چہ جائیکہ بغیر عذر کے آدمی جہاد فی سبیل اللہ سے جی چرائے، جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی اطاعت اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو احسن طریقے سے پورا کرتے ہیں تو اللہ ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا، جیسے فرمایا

۔۔۔اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ [۲]

ترجمہ: یقیناً ہم نیکو کار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ

اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں، سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے

مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ

ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تا کہ یہ لوگ اپنی قوم کو

[۱] تفسیر طبری ۵۶۵؍۱۴

[۲] الکہف ۳۰

اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ (التوبۃ ۱۲۲)

جب کہ وہ ان کے پاس آئیں ڈرائیں تا کہ وہ ڈر جائیں۔

تعلیم دین، فرض کفایہ: پہلے فرمایا گیا تھا

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ [1]

ترجمہ: یہ بدوی عرب کفر و نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور ان کے معاملہ میں اس امر کے امکانات زیادہ ہیں کہ اس دین کے حدود سے ناواقف رہیں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا ہے، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور حکیم و دانا ہے۔

اس آیت میں فرمایا کہ ان بدوؤں کو اس حالت میں نہ رہنے دیا جائے بلکہ ان کی جہالت کو دور کرنے اور ان کے اندر اسلامی شعور پیدا کرنے کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہیے تا کہ ان میں دین کی سمجھ پیدا ہو، اور وہ اس حد تک باخبر ہو جائیں کہ وہ غیر مسلمانہ رویہ زندگی سے بچنے لگیں، اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ دین کا سیکھنا اور سکھانا فرض کفایہ کے طور پر ادا کرو، اس کام کے لئے ہر بڑی جماعت یا قبیلے میں سے کچھ لوگ دین کا علم حاصل کرنے کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ دیں اور مدارس و مراکز علم میں جاکر اسے حاصل کریں اور پھر واپس آ کر اپنی قوم میں وعظ و نصیحت کریں، اپنی قوم کے اندر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً}، [2] يَقُولُ: مَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا جَمِيعًا وَيَتْرُكُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ. {فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ}، [3] يَعْنِي عَصَبَةً، يَعْنِي السَّرَايَا، وَلَا يَتَسَرَّوا إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَإِذَا رَجَعَتِ السَّرَايَا، وَقَدْ نَزَلَ بَعْدَهُمْ قُرْآنٌ تَعَلَّمَهُ الْقَاعِدُونَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْزَلَ عَلَى نَبِيِّكُمْ بَعْدَكُمْ قُرْآنًا وَقَدْ تَعَلَّمْنَاهُ، فَيَمْكُثُ السَّرَايَا يَتَعَلَّمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِمْ بَعْدَهُمْ وَيَبْعَثُ سَرَايَا أُخَرَ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ، [4] يَقُولُ: يَتَعَلَّمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ، وَيُعَلِّمُونَهُ السَّرَايَا إِذَا رَجَعَتْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ ”اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی نکل کھڑے ہوتے مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جاکر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبر دار کرتے تا کہ وہ (غیر مسلمانہ روش سے) پرہیز کرتے۔ کے بارے میں فرمایا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام مومنوں کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ سب کے سب نکل جائیں اور رسول اللہ ﷺ کو تنہا چھوڑ جائیں، مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل

---

[1] التوبۃ ۹۷

[2] التوبة: 122

[3] التوبة: 122

[4] التوبة: 122

کر آتے، یعنی سب کو نہیں بلکہ ایک جماعت کو اور وہ بھی آپ کی اجازت سے نکلنا چاہیے اور جب یہ لوگ جہاد سے واپس آئیں اور ان کے بعد قرآن کا کچھ حصہ نازل ہوا ہو جسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ رہنے والوں نے سیکھ لیا ہو اور وہ ان سے یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعد اپنے نبی پر قرآن کا یہ حصہ نازل فرمایا ہے جسے ہم نے سیکھ لیا ہے، تو یہ مجاہدین بھی اسے سیکھنے کے لیے رک جائیں جو ان کے بعد نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا ہو، اور ان کے بجائے دوسرے مجاہدین کو جہاد کے لیے روانہ کر دیا جائے، جیسے فرمان الٰہی ہے تا کہ علم دین سیکھ لیں، یعنی اسے سیکھ لیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل فرمایا ہے اور مجاہدین کو بھی ان کی واپسی پر سکھا دیں تا کہ وہ ڈریں۔ [1]

عَنْ مُجَاهِدٍ، ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ﴾، [2] قَالَ: نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجُوا فِي الْبَوَادِي، فَأَصَابُوا مِنَ النَّاسِ مَعْرُوفًا وَمِنَ الْخِصْبِ مَا يَنْتَفِعُونَ بِهِ، وَدَعَوْا مَنْ وَجَدُوا مِنَ النَّاسِ إِلَى الْهُدَى، فَقَالَ النَّاسُ لَهُمْ: مَا نَرَاكُمْ إِلَّا قَدْ تَرَكْتُمْ أَصْحَابَكُمْ وَجِئْتُمُونَا فَوَجَدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ ذَلِكَ حَرَجًا، وَأَقْبَلُوا مِنَ الْبَادِيَةِ كُلُّهُمْ حَتَّى دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ اللَّهُ: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ﴾، [3] يَبْتَغُونَ الْخَيْرَ، ﴿لِيَتَفَقَّهُوا﴾، [4] وَلِيَسْمَعُوا مَا فِي النَّاسِ، وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَهُمْ، ﴿وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ﴾، [5] النَّاسَ كُلَّهُمْ، ﴿إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾. [6]

اور مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ”اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی نکل کھڑے ہوتے مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے تا کہ وہ (غیر مسلمانہ روش سے) پرہیز کرتے۔“ کے بار میں فرماتے ہیں یہ آیت ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو دیہاتوں کی طرف نکل گئے تھے، لوگوں نے ان سے اچھا سلوک کیا، زمین کی سرسبزی وشادابی سے بھی انہیں نے فائدہ اٹھایا اور لوگوں کو انہوں نے ہدایت قبول کرنے کی دعوت دی تو لوگوں نے ان سے کہا تم اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر ہمارے پاس آگئے ہو تو انہوں نے اسے محسوس کیا اور دیہاتوں سے آ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ ” مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے۔“ کو نازل فرمایا جو خیر کو تلاش کرتے، تا کہ دین کا علم سیکھتے، اور لوگوں کے بارے میں سنتے اور جو اللہ تعالیٰ نے ان (جہاد پر جانے والوں) کے بعد نازل کیا ہے، اسے بھی توجہ سے سنتے اور تا کہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں، اور تمام لوگوں

---

[1] تفسیر طبری ۱۴/ ۵۶۷

[2] التوبة: 122

[3] التوبة: 122

[4] التوبة: 122

[5] التوبة: 122

[6] التوبة: 122

کو بھی ڈرائیں جب ان کی طرف لوٹیں تاکہ وہ (پیچھے والے بھی اللہ سے) ڈریں۔ (۱)

عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً}، (۲) .. إِلَى قَوْلِهِ: {لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ}، (۳) قَالَ: هَذَا إِذَا بَعَثَ نَبِيُّ اللَّهِ الْجُيُوشَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَا يُعَرُّوا نَبِيَّهُ؛ وَتُقِيمُ طَائِفَةٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَتَفَقَّهُ فِي الدِّينِ، وَتَنْطَلِقُ طَائِفَةٌ تَدْعُو قَوْمَهَا وَتُحَذِّرُهُمْ وَقَائِعَ اللَّهِ فِيمَنْ خَلَا قَبْلَهُمْ

قتادہ رحمہ اللہ اس آیت کریمہ ''اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی نکل کھڑے ہوتے مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جاکر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ (غیر مسلمانہ روش سے) پرہیز کرتے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لیے لشکر روانہ فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ بھی جہاد میں اللہ کے نبی کے ساتھ شامل ہو جائیں اور کچھ لوگ دین سیکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہیں اور کچھ لوگ نکل جائیں تاکہ اپنی اپنی قوم کو دین کی دعوت دیں اور پہلے لوگوں کے حالات و واقعات بیان کر کے انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ (۴)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا

اے ایمان والو! ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں اور ان کے لیے تمہارے اندر سختی پانا چاہیے اور یہ یقین رکھو کہ

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ

اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے، اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ

اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا، سو جو لوگ ایمان والے ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ

اور وہ خوش ہو رہے ہیں، اور جن کے دلوں میں روگ ہے اس سورت نے ان میں ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھادی

---

(۱) تفسیر طبری ۱۴/۵۶۶

(۲) التوبة: 122

(۳) [التوبة: ۱۲۲]

(۴) تفسیر طبری ۱۴/۵۶۸

وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ

اور وہ حالت کفر ہی میں مر گئے، اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال ایک بار یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے

ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ (التوبۃ ۱۲۳تا۱۲۶)

رہتے ہیں، پھر بھی نہ توبہ کرتے اور نہ نصیحت قبول کرتے ہیں

جنگی معاملات میں تدبیر میں اہل ایمان کی راہنمائی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بات کی طرف راہنمائی فرمائی کہ ان کفار سے جنگ کی ابتدا کی جائے جو سب سے قریب ہیں، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جزیرہ العرب کے مشرکین مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، طائف، یمن، یمامہ، ہجر، خیبر، حضرموت کے خلاف جہاد کیا تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے دیگر علاقوں پر بھی فتح عطا فرمادی تو پھر آپ ﷺ نے اہل کتاب سے جہاد شروع کیا، اور اس کا آغاز رومیوں سے کیا کیونکہ وہ جزیرہ العرب کے سب سے زیادہ قریب تھے، اس سلسلہ میں آپ ﷺ تبوک بھی تشریف لے گئے تھے، فرمایا ان کے ساتھ رویہ سخت رکھا جائے اور جنگ میں ان کا نہایت سختی، بہادری اور ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کیا جائے، اور ایک مسلمان کی شان ہی یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے لیے نہایت رحم دل اور کافروں کے لیے فولاد سے زیادہ سخت ہوں، جیسے متعدد مقامات پر فرمایا

... فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ... ﴿۵۴﴾ [1]

ترجمہ: اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا، جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ ... ﴿۲۹﴾ [2]

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ... ﴿۹﴾ [3]

ترجمہ: اے پیغمبر جہاد کرو کھلے کافروں سے بھی اور منافقوں سے بھی اور ان کے معاملے میں سختی سے کام لو۔

اور تمہیں علم ہونا چاہیے کہ اللہ کی تائید وحمایت پرہیزگاروں کے ساتھ ہے، منافقین کے کردار کی نقاب کشائی کی گئی کہ جب کوئی سورت یا اس کا کوئی حصہ نازل ہوتا ہے جس کے اندر اوامر ونواہی نازل کئے گئے ہوں، آپ ﷺ کے اپنے بارے میں خبر دی گئی ہو، امور غائبہ سے آگاہ کیا گیا ہو اور جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہو، تو منافقین استہزا اور مذاق کے طور پر آپس میں کانا پھوسی کرتے ہیں کہ اس سورت کے نزول سے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوا ہے؟ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین اور مسلمانوں کا تقابلی حال بیان فرمایا کہ اہل ایمان

---

[1] المائدۃ ۵۴

[2] الفتح ۲۹

[3] التحریم ۹

کے ایمان میں ہر سورت کے علم وفہم، اس پر اعتقاد، اس پر عمل، بھلائی کے کاموں میں رغبت اور برائی کے کام سے رکنے کے ذریعے سے ضرور اضافہ ہی ہوتا ہے، اور وہ اپنے ایمان کے اضافے پر خوش ہوتے ہیں (محدثین کا مذہب یہی ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے، اور یہ آیت اس کی بہت بڑی دلیل ہے) لیکن جن لوگوں کے دلوں میں کفر ونفاق کا روگ لگا ہوا ہے، ہر سورت کے نزول کے ساتھ ان کے کفر ونفاق میں اضافہ ہی ہوتا ہے، اور وہ اپنے کفر ونفاق میں اس طرح پختہ تر ہو جاتے ہیں کہ توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی اور ان کا خاتمہ کفر پر ہی ہوتا ہے ، کیا وہ اس چیز پر غور وفکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو تنبیہ کرنے کے لئے تاکہ یہ حق وسچ کا پہچانیں اور سیدھی راہ اختیار کریں سال میں ایک یا دو مرتبہ مصیبتوں، تکالیف، فصلوں اور پھلوں میں نقصانات، مہلک امراض یا غزوات سے آزمائش میں ڈالتا ہے، مگر ان چیزوں سے نہ یہ عبرت حاصل کرتے ہیں اور نہ ان برائیوں سے تائب ہوتے ہیں۔

وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْاؕ

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں کہ تم کو کوئی دیکھتا تو نہیں پھر چل دیتے ہیں

صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ (التوبۃ ۱۲۷)

اللہ تعالیٰ نے ان کا دل پھیر دیا اس وجہ سے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں۔

سید الامم ﷺ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی سورت یا اس کا کوئی حصہ نازل ہوتا تھا تو مسلمانوں کو جمع ہونے کا اعلان کراتے، جب وہ جمع ہو جاتے تو اس مجمع عام میں اس سورت کو خطبے کے طور پر سناتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اس خطبے کو ہمہ تن گوش سنتے اور ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا، لیکن منافقین اپنی منافقت کو قائم رکھنے کے لیے بددلی سے حاضر تو ہو جاتے مگر انہیں کلام الٰہی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی تھی، اس لئے مناسب وقت دیکھ کر کہ کوئی مسلمان انہیں دیکھ کو نہیں رہا اس طرح خاموشی سے کھسک جاتے جیسے گدھا شیر کو دیکھ کر کھسکتا ہے، جیسے فرمایا

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ [۱]

ترجمہ: آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اس نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں گویا یہ جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگ پڑے ہیں۔

آیات الٰہی میں غور وتدبر نہ کرنے کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں کو خیر اور ہدایت سے پھیر دیا ہے، جیسے فرمایا

۔۔۔فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ [۲]

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دی، اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ سے کام نہیں لیتے، اللہ کے کلام کو بے پرواہی سننے، اس پر غور وتدبر نہ کرنے اور منہ موڑ لینے کا یہ بدلہ ہے۔

---

[۱] المدثر ۴۹ تا ۵۱

[۲] الصف ۵

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ

تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے

حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۸﴾

جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں،

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ

پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں،

عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۲۹﴾ (التوبۃ ۱۲۸،۱۲۹)

میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

سورت کے آخر میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صورت میں جو احسان عظیم فرمایا گیا اس کا ذکر کیا کہ وہ تمہاری جنس یعنی جنس بشریت سے ہیں (وہ نور من اللہ نور نہیں)، جیسے فرمایا

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ ... ﴿۱۶۴﴾ [1]

ترجمہ: درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا۔

كَمَا قَالَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لِلنَّجَاشِيِّ، وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ لِرَسُولِ كِسْرَى: إِنَّ اللهَ بَعَثَ فِينَا رَسُولًا مِنَّا، نَعْرِفُ نَسَبَهُ وَصِفَتَهُ، وَمُدْخَلَهُ وَمُخْرَجَهُ، وَصِدْقَهُ وَأَمَانَتَهُ

جیسے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے نجاشی سے اور مغیرہ بن شعبہ نے کسریٰ کے سفیر سے یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک ایسے رسول کو مبعوث فرمایا ہے جن کے حسب ونسب،اوصاف واطوار اور جن کی آمد ورفت اور صداقت وامانت کو ہم خوب جانتے ہیں۔ [2]

وہ تمہارا بے انتہا خیر خواہ ہے اس لئے اس کو تمہاری ہر قسم کی تکلیف ومشقت گراں گزرتی ہے،

قَالَ:بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ

اس لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں آسان دین حنیفی دے کر بھیجا گیا ہوں۔ [3]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ

---

[1] آل عمران ۱۶۴

[2] تفسیرابن کثیر ۲۴۱/۴

[3] مسند احمد ۲۲۲۹۱

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک یہ دین آسان ہے۔ [1]

وہ تمہاری دنیاوی وآخروی منفعت کا خواہش مند ہے اور تمہارا جہنم میں جانا پسند نہیں کرتے،

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا، فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَهُمْ يَقْتَحِمُونَ فِيهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ جلائی جب اس کے چاروں طرف روشنی ہوگئی تو پروانے اور یہ کیڑے مکوڑے جو آگ میں گرتے ہیں اس میں گرنے لگے،اور آگ جلانے والا انہیں اس میں سے نکالنے لگا لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے ہی رہے،اسی طرح میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچتا ہوں لیکن تم مجھ سے دامن چھڑا کر زبردستی جہنم میں داخل ہوتے ہو۔ [2]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ حُرْمَةً إِلَّا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّهُ سَيَطَّلِعُهَا مِنْكُمْ مُطَّلِعٌ، أَلَا وَإِنِّي آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ أَنْ تَهَافَتُوا فِي النَّارِ كَتَهَافُتِ الْفَرَاشِ، أَوِ الذُّبَابِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو بھی حرام قرار نہیں دیا مگر اسے معلوم ہے کہ تم میں سے کوئی نہ کوئی اس کی طرف ضرور جھانکے گا،اور میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں تاکہ تم جہنم کی آگ میں اس طرح نہ گرنے لگو، جس طرح پروانے یا مکھیاں آگ میں گرتی ہیں۔ [3]

اور آپ کی چوتھی صفت یہ ہے کہ آپ مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور بڑے مہربان ہیں، جیسے فرمایا

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۱۵ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۲۱۶ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝۲۱۷ [4]

ترجمہ:اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ لیکن اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں اور اس زبردست اور رحیم پر توکل کرو۔

اگر وہ ایمان لے آئیں تو یہ ان کی خوش نصیبی اور توفیق الٰہی ہے، لیکن اگر یہ آپ کی لائی ہوئی شریعت اور دین رحمت سے روگردانی کریں تو آپ کہہ دیں کہ تمام امور میں میرے لئے اللہ کافی ہے، جو مجھے کفر واعراض کرنے والوں کے مکر وفریب سے بچالے گا اس کے سوا کوئی معبود برحق

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ الدِّينُ يُسْرٌ ۳۹

[2] صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ الِانْتِهَاءِ عَنِ المَعَاصِي ۶۴۸۳

[3] مسند احمد ۴۰۲۷، ۳۷۰۴

[4] الشعراء ۲۱۵ تا ۲۱۷

نہیں اور میں اس پر اعتماد و بھروسہ کرتا ہوں، جیسے فرمایا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿٩﴾ [۱]

ترجمہ: وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے لہذا اسی کو اپنا وکیل بنالو۔

اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے، جو تمام مخلوقات پر سایہ فگن ہے،

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى، حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، سَبْعَ مَرَّاتٍ، كَفَاهُ اللَّهُ مَا أَهَمَّهُ صَادِقًا كَانَ بِهَا أَوْ كَاذِبًا

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص یہ آیت " حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ صبح و شام سات سات مرتبہ پڑھ لے گا اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں میں اس کی کفایت فرمائے گا خواہ اس نے سچے دل سے یہ کلمہ کہا ہو یا جھوٹے دل سے۔ [۲]

حكم الألباني: موضوع

احد پہاڑ جو ہم سے محبت کرتا ہے:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى المَدِينَةِ قَالَ: هَذِهِ طَابَةُ، وَهَذَا أُحُدٌ، جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچاس روز بعد احد پہاڑ کے نزدیک پہنچے اور مدینہ طیبہ کے آثار بھی نظر آنے لگے تو آپ نے فرمایا یہ رہا طابہ (مدینہ منورہ کا ایک نام) اور یہ ہے احد، یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ [۳]

خلوص نیت کا اجر:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَدَنَا مِنَ المَدِينَةِ، فَقَالَ: إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا، مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلاَ قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ قَالَ: وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ، حَبَسَهُمُ العُذْرُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے مصائب برداشت کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے بالکل قریب پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر فرمایا مدینہ منورہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے کوئی وادی طے نہیں کی اور کوئی کوچ نہیں

---

[۱] المزمل ۹

[۲] سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ ۵۰۸۱

[۳] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ نُزُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الحِجْرَ ۴۴۲۲

کیا جس میں وہ تمہارے ساتھ ساتھ نہ رہے ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعجب سے کہا کیا مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے؟ فرمایا ہاں، مدینہ طیبہ ہی میں رہتے ہوئے کیونکہ مجبوری نے انہیں روک لیا تھا ورنہ وہ خود رکنے والے نہ تھے۔ (۱)

انصار کے بہترین خاندان:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ،أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الأَنْصَارِ قَالُوا: بَلَى، قَالَ:دُورُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دُورُ بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ دُورُ بَنِي سَاعِدَةَ أَوْ دُورُ بَنِي الحَارِثِ بْنِ الخَزْرَجِ وَفِي كُلِّ دُورِ الأَنْصَارِ يَعْنِي خَيْرًا

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو انصار کے بہترین خاندان نہ بتاؤں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور بتلائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے بہترین قبیلے بنو نجار پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو ساعدہ پھر بنو حارث بن خزرج ہیں، اور ویسے تو انصار کے ہر خاندان میں خیر ہے۔ (۲)

قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أُتَّهَمُ أَنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا لَبَدَأْتُ بِقَوْمِي بَنِي سَاعِدَةَ،وَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ، وَقَالَ خُلِّفْنَا فَكُنَّا آخِرَ الْأَرْبَعِ، أَسْرِجُوا لِي حِمَارِي آتِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَكَلَّمَهُ ابْنُ أَخِيهِ سَهْلٌ، فَقَالَ: أَتَذْهَبُ لِتَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ،أَوَلَيْسَ حَسْبُكَ أَنْ تَكُونَ رَابِعَ أَرْبَعٍ،فَرَجَعَ وَقَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَحُلَّ عَنْهُ

ابو اسید رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے تھے کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بیانی کروں گا اگر میں جھوٹا ہوتا تو سب سے پہلے اپنے قبیلہ بنو ساعدہ کا نام لیتا، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا، انہیں جب یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلہ کا ذکر سب سے آخر میں فرمایا ہے تو انہیں بہت افسوس ہوا، اور وہ کہنے لگے ہم چاروں قبیلوں کے آخر میں رہے، یہ کہہ کر انہوں نے کہا میرے لئے گدھے پر زین کسو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا، ان کے بھتیجے سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا رد کرنے جا رہے ہیں، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں (کہ کون کس مقام پر ہے)؟ ان کی قوم کے اور لوگوں نے بھی کہا اے سعد رضی اللہ عنہ! بیٹھ جاؤ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے قبیلہ کو چار بہترین قبیلوں میں شمار کیا، اور جن قبیلوں کا نام آپ نے نہیں لیا وہ ان قبیلوں سے جن کا آپ نے ذکر لیا کہیں زیادہ ہیں، یہ بات سن کر سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے باز آ گئے اور گدھے سے زین کھولنے کا حکم دیا۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجھاد بَابُ مَنْ حَبَسَهُ العُذْرُ عَنِ الغَزْوِ ۲۸۳۹، وکتاب المغازی باب غزوہ تبوک ۴۴۲۳، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثواب من جسه عن الغزدعن جابر ۴۹۳۲، السنن الصغیر للبیھقی ۲۷۶۲، زادالمعاد ۴۷۳؍۳، عیون الاثر ۲۷۴؍۲، البدایۃ والنھایۃ ۲۸؍۵، ابن سعد ۱۶۸؍۲، السیرۃ الحلبیۃ ۲۰۲؍۳

(۲) صحیح بخاری کتاب الزکوۃ بَابُ خَرْصِ التَّمْرِ ۱۴۸۱

(۳) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي خَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عن ابی اسید ۶۴۲۵، ۶۴۲۱

فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللهِ خَيَّرْتَ دُورَ الْأَنْصَارِ، فَجَعَلْتَنَا آخِرًا،فَقَالَ:أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ

اس کے بعد جب سعد رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی توانہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے انصار کے قبیلوں کی فضیلت بتائی توہمیں آپ نے سب سے آخیر میں رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم بہترین قبیلوں میں سے ہو[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال:

جب مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولہانہ استقبال کے لئے مدینہ منورہ کے باہر جمع ہو گئے،

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، يَقُولُ:أَذْكُرُ أَنِّي خَرَجْتُ مَعَ الغِلْمَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الوَدَاعِ، نَتَلَقَّى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے یاد ہے جب میں بچوں کے ساتھ ثَنِيَّةِ الوَدَاعِ کی گھاٹی پر بچوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کرنے گیا تھا۔[2]

اور خوشی سے یہ شعر پڑھنے لگے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا	مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعْ
ہم پر چاند طلوع ہو	وادی ثنیۃ الواع سے (یہ شام کے راستہ پر ہے)
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا	مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعْ
ہم پر اللہ کا شکر فرض ہے	جب تک پکارنے والا اللہ کو پکارے

کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کی پریشانی:

كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ:فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي، وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الكَذِبَ، وَأَقُولُ: بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا، وَاسْتَعَنْتُ عَلَى ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي البَاطِلُ، وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيهِ كَذِبٌ، فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ تشریف لارہے ہیں تو اب مجھ پر فکر سوار ہوئی اور میرا ذہن کوئی ایسا بہانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے بچ جاؤں، میں نے اس سلسلہ میں اپنے گھر کے ذی عقل لوگوں سے بھی مشورہ لیا(لیکن وہ کوئی فیصلہ نہ کرسکے) پھر جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں تو یہ خیال باطل میرے دل سے نکل گئے(یعنی انہوں نے حیلہ بہانہ کرنے کا خیال چھوڑ دیا) اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس معاملہ میں جھوٹ بول کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ سے نہیں بچ سکتا لہذا میں نے قطعی طور پر یہ فیصلہ کر لیا کہ میں سچ ہی بولوں گا(خواہ انجام کچھ ہی ہو)۔[3]

[1] ۔صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن ابی اسید ۵۹۴۸

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ ۴۴۲۶

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ:وَعَلَى الثَّلاَثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا ۴۴۱۸،

مدینہ منورہ میں داخلہ:

وَصَبَّحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ، فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ، وَيَحْلِفُونَ لَهُ،وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ، وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللهِ،

صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، آپ ﷺ حسب معمول مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی، اور پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ وہیں تشریف فرما ہو گئے، منافقین کو تو یقین کامل تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا رومی صفایا کریں گے اس لئے وہ اپنی جان بچانے کے لئے ساتھ ہی نہیں گئے تھے، مگر جب انہوں نے صورت حال مختلف دیکھی کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھی مظفر و منصور ہو کر آئے ہیں تو آ کر قسمیں کھا کھا کر اپنے نہ جانے کی معذرتیں کرنے لگے، ان لوگوں کی تعداد اسی (۸۰) سے کچھ زیادہ تھی، کیونکہ ان سے خلوص کی امید ہی نہیں تھی اور آپ ﷺ کسی نیت پر شک وشبہ نہیں فرماتے تھے، اس لئے منافقین نے اپنے نہ جانے کا جو جھوٹا عذر بیان کیا اسے منظور فرما لیا، اور ان کے باطن کو اللہ پر چھوڑ دیا، اور ان سے بیعت فرما کر ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔[1]

ان منافقین میں پندرہ آدمی عقبہ والے کہلاتے ہیں (چند منافقین نے سازش کی تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ تبوک سے واپس تشریف لائیں تو آپ کو وفقتاً حملہ کر کے شہید کر دیں یہ منافقین عقبہ والے کہلاتے ہیں)

وَعَذَرَ ثَلَاثَةً، قَالُوا: مَا سَمِعْنَا مُنَادِيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلِمْنَا بِمَا أَرَادَ الْقَوْم

ان میں سے تین آدمیوں نے عذر کیا کہ ہم نے منادی کی آواز نہیں سنی اس لئے ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ لوگوں کا کیا ارادہ ہے (یعنی ہمیں جہاد پر جانے کا علم نہیں ہو سکا لہٰذا ہمیں معذور سمجھا جائے)۔[2]

وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ

اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آنے تک ملتوی ہے ان کو سزا دے گا یا ان کی توبہ قبول کر لے گا

وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ (التوبۃ ۱۰۶)

اور اللہ خوب جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔

چونکہ ان کا معاملہ مشکوک تھا نہ تو ابھی انہیں منافق کہا جا سکتا تھا اور نہ مسلمان، اللہ تعالیٰ جو ان کے ایمان یا نفاق کو جانتا تھا نے اپنی حکمت ومشیت

صحیح مسلم کتاب التوبة بَابُ حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ۷۰۱۶

[1] صحیح مسلم کتاب التوبة بَابُ حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ۷۰۱۶

[2] صحیح مسلم كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ۷۰۳۰

کے تحت ان کے معاملہ کو ملتوی رکھا تا کہ مسلمان ان کے طرزِ عمل سے خود ان کو پرکھیں اور فیصلہ کریں۔

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا ؕ

اور کچھ لوگ ہیں جو اپنی خطا کے اقراری ہیں جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے،

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ

اللہ سے امید ہے کہ ان کی توبہ قبول فرمائے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے، آپ ان کے مالوں میں

صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ

سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے

سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ

موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے جانتا ہے، کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے

وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَ قُلِ

اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے میں اور رحمت کرنے میں کامل ہے، کہہ دیجئے

اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى

کہ تم عمل کئے جاؤ تمہارے عمل اللہ خود دیکھ لے گا اور اس کا رسول اور ایمان والے (بھی دیکھ لیں گے) اور ضرور تم کو ایسے

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ ج (التوبۃ ۱۰۲ تا ۱۰۵)

کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے، سو وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلا دے گا۔

صحابہ کی ایک جماعت کا خود کو سزا دینا:

یہ آیات ابولبابہ بن عبد المنذر اور ان کے چھ ساتھیوں کے معاملہ میں نازل ہوئی تھیں، ابولبابہ ان لوگوں میں سے تھے جو بیت عقبہ کے موقع پر ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے، غزوہ بدر، غزوہ احد اور دوسرے معرکوں میں برابر شریک رہے مگر غزوہ تبوک کے موقع پر نفس کی کمزوری نے غلبہ کیا اور یہ کسی شرعی عذر کے بغیر گھر بیٹھے رہے، ایسے ہی مخلص ان کے دوسرے ساتھی بھی تھے، ان سے بھی یہ کمزوری سرزد ہوگئی، جب ان لوگوں کو مقام تبوک میں اللہ اور اس کے رسول کی رائے

دَعُوهُ فَإِنْ يَكُ فِيهِ خَيْرٌ فَسَيُلْحِقُهُ اللهُ بِكُمْ، وَإِنْ يَكُ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَدْ أَرَاحَكُمُ اللهُ مِنْهُ

انہیں رہنے دو اگر ان میں ایمان ہوا تو عنقریب اللہ انہیں تم سے ملا دے گا اور اگر دوسری صورت ہوئی تو اللہ نے تمہیں ان سے نجات دے دی۔[1]

کا علم ہوا تو انہیں سخت ندامت ہوئی، ان میں سے کسی نے عذرات نہیں تراشے، بلکہ انہوں نے اپنے قصور کو خود ہی مان لیا، اور اپنے گناہ کی تلافی کے لئے سخت بے چین ہو گئے،

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ : كَانُوا عَشَرَةَ رَهْطٍ تَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَلَمَّا حَضَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْثَقَ سَبْعَةٌ مِنْهُمْ أَنْفُسَهُمْ بِسَوَارِي الْمَسْجِدِ، وَكَانَ يَمُرُّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا رَآهُمْ قَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ الْمُوثِقُونَ أَنْفُسَهُمْ بِالسَّوَارِي؟ قَالُوا: هَذَا أبو لبابة وَأَصْحَابٌ لَهُ، تَخَلَّفُوا عَنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوْثَقُوا أَنْفُسَهُمْ حَتَّى يُطْلِقَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعْذِرَهُمْ، قَالَ: وَأَنَا أُقْسِمُ بِاللَّهِ لَا أُطْلِقُهُمْ وَلَا أَعْذِرُهُمْ حَتَّى يَكُونَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يُطْلِقُهُمْ، رَغِبُوا عَنِّي وَتَخَلَّفُوا عَنِ الْغَزْوِ مَعَ الْمُسْلِمِينَ،

عثمان بن سعید دارمی کہتے ہیں یہ دس آدمی تھے جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نہ گئے تھے اور پیچھے رہ گئے تھے، جب رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان میں سے سات آدمیوں نے خود ہی اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا، اور کہا جب تک ہمیں معاف نہ کر دیا جائے ہم پر سونا اور کھانا پینا حرام ہے یا پھر ہم مر جائیں، جب نبی کریم ﷺ واپسی پر مسجد میں ان کے قریب سے گزر رہے تھے تو دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستوں کے ساتھ باندھ رکھا ہے؟ عرض کیا گیا یہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں جو کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! غزوہ تبوک میں آپ کے پیچھے رہ گئے اور ہمراہ نہیں گئے، ان لوگوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا ہے تا آنکہ آپ ﷺ ہی انہیں کھولیں اور ان کی معذرت قبول فرمالیں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نہ انہیں کھولوں گا اور نہ ان کی معذرت قبول کروں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں کھولے یہ لوگ مجھ سے اعراض کر گئے اور مجاہدین اسلام کے ہمراہ غزوہ تبوک میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گئے،

فَلَمَّا بَلَغَهُمْ ذَلِكَ قَالُوا: وَنَحْنُ لَا نُطْلِقُ أَنْفُسَنَا حَتَّى يَكُونَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يُطْلِقُنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ}،[2] وَعَسَى مِنَ اللَّهِ وَاجِبٌ {إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ}،[3] فَلَمَّا نَزَلَتْ أَرْسَلَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطْلَقَهُمْ وَعَذَرَهُمْ،

---

[1] زادالمعاد ۳/۴۶۷،ابن ہشام ۲/۵۲۳،الروض الانف ۷/۳۹۲،عیون الآثر ۲/۲۷۰،تاریخ طبری ۳/۱۰۷،شرح الزرقانی علی المواھب ۴/۸۲

[2] التوبۃ: 102

[3] البقرۃ: 37

جب ان لوگوں کو یہ معلوم ہوا تو کہنے لگے ہم اپنے آپ کو ہرگز نہیں کھولیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں نہ کھولے (کئی روز تک وہ اسی طرح بغیر سوئے اور کھائے پیئے بغیر بندھے رہے آخر ایک دن بیہوش ہو کر گر پڑے)، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اپنے قصوروں کا اعتراف کر لیا ہے ان کا عمل مخلوط ہے کچھ نیک اور کچھ بد، بعید نہیں کہ اللہ ان پر پھر مہربان ہو جائے کیونکہ وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔'' ''اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی طرف کسی کو بھیجا اور انہیں آزاد کر کے ان کا عذر قبول فرمالیا،

فَجَاءُوا بِأَمْوَالِهِمْ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ أَمْوَالُنَا فَتَصَدَّقْ بِهَا عَنَّا وَاسْتَغْفِرْ لَنَا، قَالَ: مَا أُمِرْتُ أَنْ آخُذَ أَمْوَالَكُمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ {خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ}،[1]

انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! (ہماری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ جس جس گھر کی آسائش نے ہمیں فرض سے غافل کیا اسے اور اپنے تمام مال کو اللہ کی راہ میں دے دیں) ہمارے یہ مال حاضر ہیں ہماری جانب سے ان کا صدقہ فرما دیں، اور ہمارے لیے بخشش کی دعا فرمائیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا مجھے تمہارا مال لینے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''۔''اے نبی، تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو اور (نیکی کی راہ میں) انہیں بڑھاؤ، اور ان کے حق میں دعائے رحمت کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے لیے وجہ تسکین ہو گی، اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔'' نازل فرمائی۔ اس پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کا مال قبول فرما کر صدقہ کر دیا اور ان کے لیے بخشش کی دعا فرمائی۔[2]

کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خیرات کو قبولیت عطا فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں، لغزشوں اور خطاؤں کو بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے، اور اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم عمل کرو اللہ اور اس کا رسول اور مومنین سب دیکھیں گے کہ تمہارا طرز عمل اب کیا رہتا ہے پھر ایک مقررہ وقت پر تم اس کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو کھلے اور چھپے سب کچھ جانتا ہے اور وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم دنیا میں کیا عمل کرتے رہے ہو۔

تین صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقاطعہ:

جب ان تین مومنین کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ (کہا جاتا ہے کہ یہ تینوں بدری صحابہ ہیں مگر یہ صحیح نہیں ان میں ایک بھی بدری صحابی نہیں) جن کے ایمان میں کوئی شک وشبہ نہ تھا، اور اس سے پہلے اپنے اپنے اخلاص کا بار بار ثبوت دے چکے تھے، قربانیاں دے چکے تھے مگر غزوہ تبوک پر ساتھ جانے سے رک گئے تھے، باری آئی تو انہوں نے صاف صاف اقرار کیا کہ وہ بغیر کسی مجبوری کے مدینہ منورہ میں رک گئے تھے،

---

[1] التوبة: 103

[2] زادالمعاد ۴۸۷؍۳، البداية والنهاية ۳۲؍۵، دلائل النبوة للبيهقی ۲۷۱؍۵، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۱۱؍۴

فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ المُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ:تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ لِي:مَا خَلَّفَكَ،أَلَمْ تَكُنْ قَدْ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ،فَقُلْتُ: بَلَى إِنِّي وَاللهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ، وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا ، وَلَكِنِّي وَاللهِ، لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ اليَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي، لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ، وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ، تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ، إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللهِ،لاَ وَاللهِ، مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ، وَاللهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى، وَلاَ أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میری باری آئی میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا جب میں نے السلام علیکم کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ کر مسکرائے مگر تبسم میں غصہ کے آثار نمایاں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے آجاؤ، میں آگے آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم غزوہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے؟ کیا تم نے سفر کے لئے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا میرے پاس سواری موجود تھی، اللہ کی قسم! اگر میں آپ کے سوا کسی دنیادار شخص کے سامنے آج بیٹھا ہوا ہوتا تو کوئی نہ کوئی عذر گھڑ کر اس کی خفگی سے بچ سکتا تھا، مجھے خوبصورتی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ معلوم ہے، لیکن اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرلوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے ناراض کر دے گا، اس کے بجائے اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی بات بیان کر دوں تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے خفگی ہوگی لیکن اللہ سے مجھے معافی کی پوری امید ہے، نہیں، اللہ کی قسم! مجھے کوئی عذر نہیں تھا، اللہ کی قسم! میں ایسا قوی اور فارغ البال بھی کبھی نہیں تھا جتنا کہ اس موقع پر تھا، اور پھر بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شریک نہیں ہوسکا،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ فِيكَ ،فَقُمْتُ، وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُونِي، فَقَالُوا لِي: وَاللهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هَذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لاَ تَكُونَ اعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ المُتَخَلِّفُونَ، قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ، فَوَاللهِ مَا زَالُوا يُؤَنِّبُونِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي،ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هَذَا مَعِي أَحَدٌ؟قَالُوا: نَعَمْ، رَجُلاَنِ، قَالاَ مِثْلَ مَا قُلْتَ ، فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيلَ لَكَ، فَقُلْتُ: مَنْ هُمَا؟قَالُوا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ العَمْرِيُّ، وَهِلاَلُ بْنُ أُمَيَّةَ الوَاقِفِيُّ

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچی بات کہی ہے، اچھا اٹھ جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تمہارے معاملہ میں کوئی فیصلہ فرمادے، میں اٹھ کر چلا اور میرے پیچھے قبیلہ بنوسلمہ کے چند لوگ بھی اٹھ کر ان کے ساتھ چلے، راستہ میں وہ کہنے لگے اللہ کی قسم! ہمیں تو علم نہیں کہ اس سے پہلے تم نے کبھی کوئی گناہ کیا ہے، جس طرح منافقین نے عذر پیش کیا اسی طرح عذر کرنے سے تم عاجز تھے؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس گناہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مغفرت تمہارے لئے کافی ہوگی، اللہ کی قسم! یہ لوگ برابر مجھے ملامت کرتے رہے، اور یہ باتیں سن کر میرا نفس بھی کچھ آمادہ ہونے لگا کہ پھر حاضر ہو کر کوئی جھوٹا عذر بنا آؤں، (اسی دوران) میں نے ان سے پوچھا کیا اس

حال میں کوئی اور بھی میرا شریک ہے ؟ان لوگوں نے کہاہاں، دو شخص اور ہیں جنہوں نے وہی کہاہے جو تم نے کہاہے اور ان سے بھی رسول اللہ ﷺ نے وہی فرمایاہے جو تم سے فرمایا ہے، میں نے پوچھا دو دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہ

فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ، قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، فِيهِمَا أُسْوَةٌ، فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُمَا لِي،وَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ ، وَتَغَيَّرُوا لَنَا حَتَّى تَنَكَّرَتْ فِي نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِي أَعْرِفُ،فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ ،وَأَمَّا أَنَا، فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ ،وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ

ان دو ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام انہوں نے لے دیا تھا جو بڑے صالح تھے اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے،ان کا طرز عمل میرے لئے بڑا اچھا نمونہ بن گیا چنانچہ انہوں نے جب ان بزرگوں کا نام لیا تو میں اپنے گھر چلا آیا،اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عام حکم فرمادیا کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی بات چیت نہ کرے، بہت سے لوگ جو غزوے میں شریک نہیں تھے ان میں صرف ہم تین تھے، لوگ ہم سے الگ تھلگ رہنے لگے اور سب لوگ بدل گئے، ایسا نظر آتا تھا کہ ہم سے ساری دنیا بدل گئی ہے، ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے، پچاس دن تک ہم اسی طرح رہے، میرے دو ساتھیوں نے اپنے گھروں سے نکلنا ہی چھوڑ دیا، بس انہیں (رات دن) سوائے رونے کے اور کوئی کام نہ تھا، لیکن میرے اندر ہمت تھی کہ میں گھر سے باہر نکلتا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھتا تھا اور بازاروں میں گھوما کرتا تھا لیکن مجھ سے بولتا کوئی نہ تھا،

وَآتِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا؟ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ، فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ،فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ، وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي،حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذَلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ، مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ، أَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ؟فَسَكَتَ،فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ، فَقَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،فَفَاضَتْ عَيْنَايَ، وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ

جب رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا اور آپ ﷺ کو سلام کرتا تھا، میں اس کی جستجو میں لگا رہتا تھا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک نے جنبش کی یا نہیں؟ پھر میں آپ کے نزدیک کھڑا ہو کر نماز پڑھتا اور نظریں چرا کر رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تھا، جب میں نماز میں مشغول ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ میری جانب دیکھتے رہتے، مگر جونہی میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ ﷺ میری طرف سے رخ مبارک

پھیر لیتے، آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھتی ہی گئی تو ایک روز میں گھبرا کر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ میرے چچازاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت گہرا تعلق تھا، میں نے انہیں سلام کیا لیکن اللہ کی قسم! انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، (جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے میرے سلام کا جواب تک نہ دیا تو) میں نے کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے کتنی محبت ہے؟ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے، میں نے اللہ کی قسم دے کر دوبارہ ان سے یہی سوال کیا وہ پھر خاموش رہے، میں نے پھر اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال کیا اس مرتبہ انہوں نے بس اتنا کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے، ان کی اس قدر سرد مہری کو دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے اور میں دیوار پھلانگ کر نیچے اتر آیا۔

کعب رضی اللہ عنہ کی آزمائش:

قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ المَدِينَةِ، إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّأْمِ، مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ، يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ،فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ، حَتَّى إِذَا جَاءَنِي دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، فَإِذَا فِيهِ، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللهُ بِدَارِ هَوَانٍ، وَلاَ مَضْيَعَةٍ، فَالحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ،فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا: وَهَذَا أَيْضًا مِنَ البَلاَءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا

کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن میں مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کا نبطی نصرانی شخص جو غلہ بیچنے مدینہ منورہ آیا ہوا تھا پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے شاہ غسان کا حریر میں لپٹا ہوا خط انہیں دیا، میں نے کھول کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے تم پر ستم توڑ رکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں کوئی ذلیل آدمی نہیں پیدا کیا ہے کہ تمہارا حق ضائع کیا جائے، تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری قدر و منزلت کریں گے، خط پڑھ کر میں نے خیال کیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہے اور اسی وقت اس خط کو تنور میں جلا کر دیا

حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الخَمْسِينَ، إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ،فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا؟ أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟قَالَ: لاَ، بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلاَ تَقْرَبْهَاوَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذَلِكَ،فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: الحَقِي بِأَهْلِكِ، فَتَكُونِي عِنْدَهُمْ، حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ فِي هَذَا الأَمْرِ

ان پچاس دونوں میں سے جب چالیس دن گزر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی میرے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے بھی قریب نہ جاؤ، میں نے پوچھا کیا طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں بس الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی یہی حکم بھیجا تھا، چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اس معاملہ کا فیصلہ کر دے،

قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلاَلِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ: إِنَّ هِلاَلَ بْنَ

أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ، لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟قَالَ:لاَ، وَلٰكِنْ لاَ يَقْرَبْكِ، قَالَتْ: إِنَّهُ وَاللهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ،وَاللهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ، مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هٰذَا،فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَتِكَ كَمَا أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلاَلِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ؟فَقُلْتُ: وَاللهِ لاَ أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يُدْرِينِي مَا يَقُولُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ؟فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، حَتَّى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلاَمِنَا

کعب ؓ کہتے ہیں یہ حکم سن کر ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ! ہلال بن امیہ بہت ہی بوڑھے اور کمزور ہیں، خدمت کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی خادم نہیں ہے اگر میں اس کی خدمت کروں تو آپ ﷺ اس کو ناپسند فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا نہیں مگر وہ تمہارے قریب نہ جائے، وہ بولی اللہ کی قسم! وہ تو کسی چیز کے لیے حرکت بھی نہیں کر سکتے، اللہ کی قسم! جب سے اس کا مقاطعہ ہوا ہے وہ دن ہے اور آج کا دن ہے ان کے آنسو تھمنے میں نہیں آتے، میرے گھر کے لوگوں نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ ؓ کی بیوی کو ان کی خدمت کرتے رہنے کی اجازت رسول اللہ ﷺ نے دے دی ہے آپ بھی اسی طرح اجازت رسول اللہ ﷺ سے لے لیجیے، میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں لوں گا، میں نوجوان آدمی ہوں معلوم نہیں جب اجازت لینے جاؤں تو رسول اللہ ﷺ کیا فرمائیں؟ اس طرح دس راتیں اور گزر گئی اور جب سے رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے پچاس دن پورے ہو گئے۔

فَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ، قَدْ نَزَلَتْ تَوْبَةُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ. فَقُلْت: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَرْسِلْت إِلَيْهِمْ فَأُبَشِّرَهُمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَمْنَعُونَكَ النَّوْمَ آخِرَ اللَّيْلِ، وَلٰكِنْ لَا يُرَوْنَ حَتّى يُصْبِحُوا،قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ أَخْبَرَ النَّاسَ بِمَا تَابَ اللهُ عَلَى هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ: كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَمُرَارَةَ بْنِ الرَّبِيعِ، وَهِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ

ایک روایت میں ہے اس رات رسول اللہ ﷺ ام المومنین ام سلمہ ؓ کے ہاں تھے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کعب ؓ کی توبہ قبول ہوگئی، یہ خوشخبری سن کر ام سلمہ ؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں یہ خوشخبری سنانے کے لئے کسی آدمی کو ان کی طرف بھیج دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کا ہجوم ہو جائے گا اور تمہیں کوئی سونے نہیں دے گا، کعب ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد اللہ کی طرف سے ہماری توبہ قبول ہونے کا اعلان فرمایا کہ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔[1]

فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، وَأَنَا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ

[1] مغازی واقدی۱۰۵۳؍۳

اللهُ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ، أَوْفَى عَلَى جَبَلِ سَلْعٍ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِر قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ ، وَآذَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلاَةَ الفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُونَ

پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا اور اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا، اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے میرا دم گھٹا جا رہا تھا، اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود میرے لیے تنگ ہوتی جا رہی تھی، کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، جبل سلع پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا اے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ! تمہیں بشارت ہو، انہوں نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب فراغی ہو جائے گی، فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا تھا، لوگ میرے یہاں بشارت دینے کے لیے آنے لگے اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی،

وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا، وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ، فَأَوْفَى عَلَى الجَبَلِ، وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي، نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ، فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا، بِبُشْرَاهُ وَاللهِ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ ، اسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا، يُهَنُّونِي بِالتَّوْبَةِ، يَقُولُونَ: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللهِ عَلَيْكَ،قَالَ كَعْبٌ: حَتَّى دَخَلْتُ المَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّانِي، وَاللهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ غَيْرَهُ، وَلاَ أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ

ایک صاحب (زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ) اپنا گھوڑا دوڑاتے آ رہے تھے ادھر قبیلہ اسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پہاڑی پر چڑھ کر (آواز دی) اور آواز گھوڑے سے تیز تھی جب وہ (پہاڑی پر چڑھ کر آواز دینے والا) میرے پاس بشارت دینے آئے تو اس بشارت کی خوشی میں میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر انہیں دے دیئے اللہ کی قسم! اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا (دینے کے لائق) میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی، پھر میں نے (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے اور مجھے توبہ کی قبولیت پر بشارت دیتے جاتے تھے، کہتے تھے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو، کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا آخر میں مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور چاروں طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجمع تھا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی، اللہ کی قسم! (وہاں موجود) مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے سوا میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا،

قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ:أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ، قَالَ: قُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللهِ، أَمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ؟قَالَ:لاَ، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللهِ،وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ

وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَٰلِكَ مِنْهُ

کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے دمک اٹھا تھا) اس مبارک دن کے لیے تمہیں بشارت ہو، جو تمہاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے، کعب نے بیان کیا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرہ مبارک روشن ہو جاتا ایسا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت ہم چہرہ مبارک سے سمجھ جاتے تھے،

فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِ اللهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ اللهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا، مَا بَقِيتُ

پھر جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں، میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو یہ زیادہ بہتر ہے، میں نے عرض کیا پھر میں خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں، پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے، اب میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا،

فَوَاللهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي، مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَٰذَا كَذِبًا، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي اللهُ فِيمَا بَقِيتُ ، وَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

پس اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ عہد کیا ہے میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے اتنا نوازا ہو جتنی بشارت اس کی مجھ پر سچ بولنے کی وجہ سے ہیں، (اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد کعب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے) جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ عہد کیا پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت ''اللہ نے معاف کر دیا نبی کو اور ان مہاجرین و انصار کو جنہوں نے بڑی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا۔'' ہمارے بارے میں نازل کی تھی۔ [1]

فلمّا جلست بيني يَدَيْهِ قُلت: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنّ مِنْ تَوْبَتِي إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ!

---

[1] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا ۴۴۱۸، صحيح مسلم كتاب التوبة بَابُ حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ ۲۰۱۲۷، مسند احمد ۱۵۷۸۹، زاد المعاد ۳/۴۸۵، ابن ہشام ۲/۵۳۵، الروض الانف ۷/۴۱۰، عيون الآثر ۲/۲۷۹، البداية والنهاية ۵/۳۱، دلائل النبوة للبيهقى ۵/۲۷۳

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ [بَعْضَ] مَالِكَ، هُوَ خَيْرٌ لَكَ!قَالَ قُلْتُ: إِنِّي مُمْسِكٌ بِسَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ!قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا ،قُلْتُ: النِّصْفُ! قَالَ:لَا!قُلْتُ: فَالثُّلُثُ!قَالَ: نَعَمْ!

ایک روایت میں ہے جب میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!میں اپنی توبہ کی خوشی میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں، فرمایا کچھ اپنے لئے رہنے دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے کہا پھر میں اپنا خیبر کا حصہ اپنے لئے رکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ زیادہ ہے، میں نے عرض کیا تمام مال کا نصف صدقہ کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ بھی زیادہ ہے، میں نے کہا تمام مال کا تیسرا حصہ صدقہ کرتا ہوں، فرمایا یہ ٹھیک ہے۔[1]

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا

مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ

، اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا، پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی،

اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ۙ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے، اور تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا،

حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے

وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ

اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے،

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ ع

پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تا کہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں، بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ (التوبۃ ۱۱۷ تا ۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

---

[1] مغازی واقدی ۱۰۵۳؍۳

اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ یہ اللہ کا اپنے پیغمبر اور مہاجرین و انصار پر لطف و احسان ہے کہ اس نے ان کی تمام لغزشیں معاف فرما دیں، انہیں بے شمار نیکیاں عطا کیں اور انہیں بلند ترین مراتب پر فائز فرمایا، جو مشکل کی گھڑی (غزوہ تبوک) میں دشمن سے جنگ کرنے کے لئے آپ کے ساتھ نکلے جبکہ شدید گرمی کی وجہ سے دل آرام و راحت اور سکون کی طرف مائل تھے، فصلیں تیار تھیں، تبوک کا سفر لمبا اور دشوار گزار تھا، راستوں میں پانی نہ تھا، سامان رسد کی اتنی کمی تھی کہ دو دو آدمیوں میں ایک ایک کھجور بٹتی تھی، مگر انہوں نے ہر آرام اور ہر راحت اور ہر خیال کو بالائے طاق رکھ کر اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر بلا تامل لبیک کہا، اور دوسرے گروہ کا ذکر فرمایا جو مذکورہ دنیاوی اسباب کی وجہ سے شریک جہاد ہونے میں تذبذب اور تردد تھا، لیکن پھر جلد ہی وہ اس کیفیت سے نکل آیا اور بخوشی جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوا، تو اللہ نے ان کی لغزشوں، کوتاہیوں کو معاف فرما دیا، بیشک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے، اور تینوں اصحاب رسول کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ جو نہایت مخلص مسلمان تھے، جو اس سے قبل ہر غزوے میں شریک رہے تھے مگر اس غزوہ میں تساہلا شریک نہیں ہوئے، بعد میں انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو سوچا کہ ایک غلطی تو ہو ہی گئی ہے، لیکن اب منافقین کی طرح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جھوٹا عذر پیش کرنے کی غلطی نہیں کریں گے، چنانچہ آکر اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تھا اور اس کی سزا کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا تھا، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا کہ وہ جو چاہئے ان کے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے، اور مسلمانوں کو ان کے شوشل بائیکاٹ کا حکم دیا، چنانچہ فرمایا کہ جب وہ بہت غم زدہ ہو گئے، ان کی جانیں ان پر بار ہو گئی، ہر محبوب چیز ان پر تنگ ہو گئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ اور کوئی انہیں اس سختیوں سے نجات دینے والا نہیں جس کے پاس پناہ لی جائے تو انہوں نے رب کے ساتھ اپنا تعلق جوڑ لیا، اور وہ پچاس راتوں تک اس شدت اور کیفیت میں مبتلا رہے تو اللہ نے ان تینوں کی سچائی کی وجہ سے نہ صرف توبہ قبول فرمالی بلکہ ان کی توبہ کو قرآن بنا کر نازل فرما دیا، بیشک اللہ، رحمت جس کا وصف ہے کثرت سے توبہ قبول فرماتا ہے اور بہت کثرت سے لغزشوں اور نقائص کو بخش دیتا ہے، اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو، اس لئے ایک حدیث میں ہے کہ مومن سے کچھ اور کوتاہیوں کا صدور ہو سکتا ہے لیکن وہ جھوٹا نہیں ہوتا،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى البِرِّ، وَإِنَّ البِرَّ يَهْدِي إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا. وَإِنَّ الكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الفُجُورِ، وَإِنَّ الفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے، اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے، اور برائی جہنم کی طرف، اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ [1]

[1] صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۶۰۹۴، صحیح مسلم کتاب البروالصلة بَابُ قُبْحِ الْكَذِبِ وَحُسْنِ الصِّدْقِ وَفَضْلِهِ ۶۶۳۷

جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس آئے تو عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حاملہ پایا، آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان لعان کرایا۔

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر رضی اللہ عنہ، عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پوچھ کر بتائیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو (گناہ میں ملوث) دیکھے اور (غصے میں آکر) اسے قتل کر دے تو کیا اسے (قصاص میں) قتل کیا جائے گا؟ ورنہ وہ کیا کرے؟ عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ (مسئلہ) دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے (اس قسم کے) سوالات کو ناپسند فرمایا، بعد میں عویمر رضی اللہ عنہ، عاصم رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے دریافت کیا اور کہا تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا ہوا یہ ہے کہ تجھ سے مجھے بھلائی نہیں پہنچی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مسئلہ) دریافت کیا تو آپ نے سوالات کو ناپسند فرمایا، عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات پوچھوں گا، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ پر ان کے بارے میں وحی نازل ہو چکی ہے، آپ نے ان دونوں (میاں بیوی) میں لعان کرا دیا، عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر اب میں اس عورت کو (گھر) لے جاؤں (تو اس کا مطلب ہے کہ) میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی اس عورت کو طلاق دے دی، پھر لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ جاری ہو گیا، اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا دیکھو! اگر اس عورت کے ہاں سیاہ فام، سیاہ آنکھوں والا، بڑے سرینوں والا بچہ پیدا ہوا تو میرے خیال میں اس (عویمر رضی اللہ عنہ) نے یقیناً سچ کہا ہے اور اگر اس کے ہاں بیر بہوٹی جیسا سرخ بچہ پیدا ہوا تو میرے خیال میں اس (عویمر رضی اللہ عنہ) نے ضرور جھوٹ بولا ہے، راوی بیان کرتے ہیں، پھر اس عورت کے ہاں بری صورت والا بچہ پیدا ہوا۔

لعان کا طریقہ:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی پر شریک بن سحماء سے ملوث ہونے کا الزام لگایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر (قذف کی) حد لگے گی، ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں بالکل سچا ہوں، اور اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ضرور (وحی) نازل فرمائے گا، جس سے میری پیٹھ (حد لگنے سے) بچ جائے گا، تو راوی فرماتے ہیں کہ تب یہ آیات نازل ہوئیں

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٦ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٧ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٨ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٩ [1]

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایک کی شہادت اس طرح ہو گی کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بیشک وہ سچوں میں سے ہے، اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر اللہ کی لعنت

[1] النور ۶تا۹

ہو،اور عورت سے تب سزا ٹلتی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بلاشبہ وہ (اس کا خاوند) جھوٹوں میں سے ہے،اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ (اس کا خاوند) سچوں میں سے ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔

فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا، فَجَاءَا، فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ، فَشَهِدَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا مِنْ تَائِبٍ؟ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، وَقَالُوا لَهَا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ

نبی کریم ﷺ لوٹے تو ان دونوں کو بلا بھیجا،وہ آ گئے تو ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر گواہی دی اور نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا دونوں میں سے کوئی ایک توبہ کرتا ہے؟ پھر خاتون کھڑی ہوئی اور اس نے گواہی دی (اور قسمیں کھائیں) جب وہ پانچویں (گواہی) کے وقت یہ کہنے لگی کہ اگر وہ جھوٹی ہو تو اس پر اللہ کا غضب نازل ہو تو حاضرین نے اسے کہا یہ قسم (اللہ کے غضب کو) واجب کر دینے والی ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا سَتَرْجِعُ، فَقَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا (یہ سن کر) اس نے توقف کیا اور پیچھے ہٹی حتی کہ ہمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ (بے گناہ ہونے کے دعوے سے) رجوع کر لے گی، پھر اس نے کہا قسم ہے اللہ کی! میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لئے بدنام نہیں کروں گی (اور پانچویں قسم بھی کھالی)۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے انہیں تین بار سمجھایا،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَقَالَ: اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا، وَقَالَ: اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا، فَقَالَ: اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور فرمایا تھا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے،اس لئے تم میں سے کون تائب ہوتا ہے دونوں نے انکار کیا، پھر فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے، پس تم سے کون اپنے قول سے رجوع کرتا ہے دونوں نے انکار کیا، پھر فرمایا تھا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے،اس لئے تم میں سے کون تائب ہوتا ہے دونوں نے انکار کیا، تو آپ ﷺ نے ان دونوں کے مابین تفریق کرا دی۔ [2]

فَفَرَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا، وَقَضَى أَنْ لَا يُدْعَى وَلَدُهَا لِأَبٍ، وَلَا تُرْمَى، وَلَا يُرْمَى وَلَدُهَا، وَمَنْ رَمَاهَا أَوْ رَمَى وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ، وَقَضَى أَنْ لَا بَيْتَ لَهَا عَلَيْهِ، وَلَا قُوتَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمَا يَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَيْرِ طَلَاقٍ، وَلَا مُتَوَفًّى عَنْهَا

چنانچہ اس کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دی،اور یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کے بچہ کو باپ کی طرف منسوب

[1] سنن ابوداودکِتَاب الطَّلَاقِ بَابٌ فِي اللِّعَانِ ۲۲۵۴

[2] صحیح بخاری كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ صَدَاقِ المُلاَعَنَةِ ۵۳۱۱

نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اس عورت کو زنا کے الزام سے متہم کیا جائے گا، اور نہ اس کے بچہ کو ولد الزنا کہا جائے گا، اور جو شخص اس عورت پر زنا کی اور اس کے بچہ پر ولد الزنا ہونے کی تہمت لگائے تو اس پر حد قذف جاری کی جائے گی، اور یہ بھی فیصلہ فرمایا کہ مرد کے ذمہ عورت کے لیے ٹھکانا فراہم کرنا اور نان ونفقہ دینا لازم نہیں ہے، کیونکہ یہ دونوں بغیر طلاق کے جدا ہوئے ہیں اور نہ اس کے شوہر کی وفات ہوئی بلکہ ان کے مابین تفریق بلا طلاق ہوئی ہے۔ (۱)

وَذَكَرَ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ:قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَلَدِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، أَنَّهُ يَرِثُ أُمَّهُ، وَتَرِثُهُ أُمُّهُ، وَمَنْ قَفَاهَا بِهِ جُلِدَ ثَمَانِينَ، وَمَنْ دَعَاهُ وَلَدَ زِنًا جُلِدَ ثَمَانِينَ

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والوں کے بچے کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا، اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی، جس نے اس بچے کی وجہ سے تہمت لگائی اسے اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ (۲)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ:فَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ: لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا . وَقَوْلُ الزَّوْجِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَالِي؟ قَالَ لَا مَالَ لَكَ؛ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ أَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا

سہل بن سعد سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں تفریق کر دی اور فرمایا اب کبھی تمہارا ملاپ نہیں ہوسکتا، شوہر نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اور میرا مال؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا مال کیسا؟ اگر تو نے سچ کہا ہے تو اتنے دن اس سے متمتع بھی ہوتے رہے اور اگر جھوٹ بولا ہے تو پھر تجھے کچھ پانے کا کیا حق رہا؟۔ (۳)

وأنه ليس للملاعنة على زوجها سكنى ولا نفقة، وإليه ذهب الشافعي، وقال أبو حنيفة ومحمد بن الحسن اللعان تطليقة بائنة ولها السكنى والنفقة في العدة

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لعان کرنے والی عورت کو نفقہ یا سکونت کوئی چیز بھی نہیں دی جائے گی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لعان سے ایک بائن طلاق واقع ہوتی ہے، اور عدت کے دوران اسے نفقہ اور سکونت مہیا کی جائے گی۔ (۴)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب بائن طلاق پانے والی عورت کو نفقہ اور سکونت مہیا نہیں کی جاتی، تو لعان والی عورت کو بطریق اولی یہ دونوں چیزیں مہیا نہیں کی جائیں گی، اس لیے کہ بائن طلاق والی عورت کا خاوند تو عدت کے دوران اس کے ساتھ (دوسری مرتبہ) نکاح کرسکتا ہے، مگر لعان والی عورت کے ساتھ اس کا خاوند کسی صورت میں بھی نکاح نہیں کرسکتا، نہ عدت کے دوران اور نہ اس کے بعد، لہذا لعان

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الطَّلَاقِ بَابٌ فِي اللِّعَانِ۲۲۵۶

(۲) مسنداحمد۷۰۲۸، الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني۴۸۰۵/۱۰

(۳) زادالمعاد ۵/۳۱۹

(۴) معالم السنن۳/۲۶۹

کرنے والی عورت کے خاوند پر نفقہ وسکونت واجب ہونے کی کوئی وجہ نہیں،اس لیے کہ ان کا تعلق کلی طور پر منقطع ہو چکا ہے۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ، لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیکھو اگر اس کا بچہ کالی آنکھوں والا بڑے بڑے سرین والا اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا ہے تو پھر اس کے ایسا ہی بچہ پیدا ہوا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ کی کتاب کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میرا اس عورت سے (دوسرا) معاملہ ہوتا(یعنی اس پر حد زنا جاری کرتا)۔[1]

اور الخطابی کی کتاب میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وان جائ ت به اسحم احتم فهوللمكروه

اور اگر نہایت سیاہ فام لڑکا پیدا ہوا تو وہ زنا کی پیداوار ہے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ:وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى لِأُمِّهِ، قَالَ: ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي مِيرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللهُ لَهُ

ابن شہاب نے کہا کہ اس عورت کے بیٹے کو اس کی ماں کے نام پر پکارا جاتا تھا، پھر میراث کے بارے میں یہ سنت جاری ہوگئی کہ ماں اس لڑکے کی وارث ہوگی اور لڑکا اس کا وارث بنے گا۔[2]

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْمَرْأَةُ تَحُرزُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ: عَتِيقِهَا، وَلَقِيطِهَا، وَوَلَدِهَا الَّذِي لَاعَنَتْ عَلَيْهِ

واثلہ بن اسقع سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت تین آدمیوں سے ورثہ پائے گی،اس غلام سے جس کو اس نے آزاد کیا ہو، جو بچہ اسے پڑا ہوا ملا ہو اور اس نے اسے پالا ہو، جس بچے کے بارے میں اس نے اپنے خاوند سے لعان کیا ہو۔[3]

ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ يَسْأَلُ عَنِ ابْنِ الْمُلَاعِنَةِ مَنْ يَرِثُهُ؟ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّهُ سَأَلَ فَاجْتَمَعُوا عَلَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَضَى بِهِ لِلْأُمِّ، وَجَعَلَهَا بِمَنْزِلَةِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ

ابن جریج رحمہ اللہ سے مروی ہے انہوں نے اہل مدینہ میں سے قبیلہ بنی زریق کے ایک شخص کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ لعان کرنے والی عورت کے بیٹے کا وارث کون ہوگا؟اس نے جواباً تحریر کیا کہ اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہی بات دریافت کی تھی اور وہ اس بات پر متفق

[1] سنن ابوداود كِتَاب الطَّلَاقِ بَابٌ فِي اللِّعَانِ ۲۲۵۴

[2] صحيح بخارى كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ التَّلاَعُنِ فِي المَسْجِدِ ۵۳۰۹

[3] سنن ابن ماجه كِتَابُ الْفَرَائِضِ بَابُ تَحُوزُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ ۲۷۴۲،سنن ابوداودكِتَاب الْفَرَائِضِ بَابُ مِيرَاثِ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ ۲۹۰۶، جامع ترمذى أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ بَابُ مَا جَاءَ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الوَلَاءِ ۲۱۱۵حكم الألباني:ضعيف

تھے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کی ماں کو وارث قرار دیا تھا، گویا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ماں کو والدین کا قائم مقام ٹھیرایا۔ (۱)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ،: حَضَرْتُ هَذَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَضَتِ السُّنَّةُ بَعْدُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا

سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے اس لعان کے بعد دولعان کرنے والوں کے متعلق یہ طریقہ جاری ہوگیا کہ ان کے درمیان جدائی ڈال دی جاتی اور پھر کبھی وہ اکٹھے نہ ہو سکتے۔ (۲)

قال عمر رضى الله عنه: المتلاعنان يفرق بينهما ولا يجتمعان أبدا

سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا دولعان کرنے والوں کے درمیان جدائی ڈال دی جائے گی اور وہ کبھی اکٹھے نہیں ہوسکیں گے۔ (۳)

وإن سلم فالفرق بينهما أن الزوجية تنقطع بالموت

امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں جب شوہر شہادت مکمل کرلے، تو اسی وقت عورت مرد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوجائے گی۔ (۴)

مسجد میں لعان کرانا درست ہے جیسا کہ روایت ہے

فَتَلاَعَنَا فِي المَسْجِدِ

ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا۔ (۵)

بچوں کا رنگ مختلف ہونے کی وجہ سے بیوی پر تہمت زنا لگانا جائز نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ، فَقَالَ:هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:مَا أَلْوَانُهَا؟ قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ:هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:فَأَنَّى ذَلِكَ؟قَالَ: لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ:فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے ایک شخص نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے ہاں سیاہ فام لڑکا پیدا ہوا ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کوئی اونٹ ہے؟اس نے کہا ہاں! آپ نے پوچھا وہ کس رنگ کے ہیں، اس نے کہا سرخ! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا کہ ان میں کوئی سفید مائل سیاہ بھی ہے، اس نے کہا ہاں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ایسا کیوں کر ہوا؟ اس نے کہا شاید کسی رگ نے اس کو کھینچا ہو (یعنی اپنی نسل کے کسی بہت پہلے کے اونٹ پر پڑا ہو گا) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا پھر اسے (تمہارے بچے) کو بھی کوئی

---

(۱) مصنف عبدالرزاق ۱۲۴۷۶

(۲) سنن ابوداود كِتَاب الطَّلَاقِ بَابٌ فِي اللِّعَانِ ۲۲۵۰

(۳) إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل ۲۱۰۵، ۷/۱۸۸

(۴) تفسيراللباب فى علوم الكتاب ۱۴/۲۹۸

(۵) صحيح بخارى كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ التَّلاَعُنِ فِي المَسْجِدِ ۵۳۰۹

رگ کھینچ لائی ہوگی۔ [1]

حدود کانفاذ:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي. فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْجِعِي. فَلَمَّا أَنْ كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ أَيْضًا فَاعْتَرَفَتْ عِنْدَهُ بِالزِّنَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي. فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْجِعِي. فَلَمَّا أَنْ كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ أَيْضًا فَاعْتَرَفَتْ عِنْدَهُ بِالزِّنَا فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، طَهِّرْنِي فَلَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَحُبْلَى. فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْجِعِي حَتَّى تَلِدِي. فَلَمَّا وَلَدَتْ جَاءَتْ بِالصَّبِيِّ تَحْمِلُهُ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، هَذَا قَدْ وَلَدْتُ. قَالَ: فَاذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ. فَلَمَّا فَطَمَتْهُ جَاءَتْ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، هَذَا قَدْ فَطَمْتُهُ،

بریدہ سے مروی ہے میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک غامدیہ عورت آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہوگیا ہے، میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے پاک کردیں، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا واپس لوٹ جاؤ، وہ دوسرے دن پھر آئی اور یہی بات کہی، اگلے دن پھر آئی اور بولی اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ مجھ!ے پاک کردیں شاید جس طرح آپ نے ماعز کو واپس کیا تھا مجھے بھی واپس کرنا چاہتے ہیں، اللہ کی قسم! میں تو زنا سے حاملہ ہو چکی ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب واپس جاؤ، بچہ پیدا ہونے کے بعد آنا، چنانچہ جب اس کے یہاں بچہ پیدا ہو چکا تو وہ بچے کو اٹھائے ہوئے پھر آگئی اور کہنے لگی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ بچہ پیدا ہوگیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اسے دودھ پلاؤ، چنانچہ جب اس نے اس کا دودھ بھی چھڑا دیا ہے تو وہ بچے کو لے کر آئی اس وقت بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور کہنے لگی اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے اس کا دودھ بھی چھڑا دیا ہے،

فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ فَدَفَعَهُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا حُفْرَةٌ فَجُعِلَتْ فِيهَا إِلَى صَدْرِهَا، ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَرْجُمُوهَا، فَأَقْبَلَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا، فَنَضَحَ الدَّمُ عَلَى وَجْنَةِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا، فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّهُ إِيَّاهَا فَقَالَ: مَهْلًا يَا خَالِدُ بْنَ الْوَلِيدِ لَا تَسُبَّهَا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ فَأَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ

نبی کریم ﷺ نے وہ بچہ ایک مسلمان کے حوالے کر دیا اور اس عورت کے لئے گڑھا کھودنے کا حکم دے دیا پھر اسے سینے تک اس میں اتارا گیا اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو رجم کر دیں، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اس کے سر پر ایک پتھر مارا جس سے خون کے چند قطرے ان کے منہ پر گرے، تو خالد رضی اللہ عنہ نے اسے برا بھلا کہا، نبی کریم ﷺ نے سنا تو فرمایا ٹھہرو خالد! اس کو گالی مت دو، اللہ کی قسم

---

[1] صحیح بخاری كِتَابُ الطَّلَاقِ بَابُ إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الوَلَدِ ۵۳۰۵

! جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر چنگی لینے والا بھی ایسی توبہ کرے تو اس کے بھی گناہ دور ہو جائیں، پھر آپ نے حکم دیا اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اسے سپر خاک کر دیا۔[1]

شاہان حمیر سے خط و کتابت

وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابُ مُلُوكِ حِمْيَرَ، مَقْدَمَهُ مِنْ تَبُوكَ، وَرَسُولُهُمْ إِلَيْهِ بِإِسْلَامِهِمْ، الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ كُلَالٍ، وَنُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ كُلَالٍ، وَالنُّعْمَانُ قَيْلُ ذِي رُعَيْنٍ وَمَعَافِرَ وَهَمْدَانَ، وَبَعَثَ إِلَيْهِ زُرْعَةَ ذُو يَزَنَ مَالِكَ ابْنَ مُرَّةَ الرَّهَاوِيَّ بِإِسْلَامِهِمْ، وَمُفَارَقَتِهِمْ الشِّرْكَ وَأَهْلَهُ

ابن اسحاق لکھتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تو اسی وقت شاہان حمیر کا ایلچی حاضر ہوا، اور شاہان حمیر حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان بن قیل ذی رعین، ہمدان اور معافر کے مکتوب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے، اور زرعہ ذو یزن مالک بن مرہ رھاوی کا نامہ بھی پیش کیا جس میں انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہل شرک سے علیحدگی اختیار کرنے کا حال مرقوم کیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف یہ مکتوب لکھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ النَّبِيِّ، إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، وَإِلَى نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، وَإِلَى النُّعْمَانِ، قَيْلِ ذِي رُعَيْنٍ وَمَعَافِرَ وَهَمْدَانَ.

أَمَّا بَعْدُ ذَلِكُمْ، فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكُمْ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قد وقع بِنَا رَسُولُكُمْ مُنْقَلَبَنَا مِنْ أَرْضِ الرُّومِ، فَلَقِيَنَا بِالْمَدِينَةِ، فَبَلَّغَ مَا أرسلتم بِهِ، وخبّرا مَا قَبْلَكُمْ، وَأَنْبَأَنَا بِإِسْلَامِكُمْ وَقَتْلِكُمْ الْمُشْرِكِينَ، وَأَنَّ اللهَ قَدْ هَدَاكُمْ بِهُدَاهُ، إِنْ أَصْلَحْتُمْ وَأَطَعْتُمْ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَأَقَمْتُمْ الصَّلَاةَ، وَآتَيْتُمْ الزَّكَاةَ، وَأَعْطَيْتُمْ مِنْ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللهِ، وَسَهْمَ الرَّسُولِ وَصَفِيَّهُ ، وَمَا كُتِبَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مِنْ الصَّدَقَةِ مِنْ الْعَقَارِ ، عُشْرَ مَا سَقَتْ الْعَيْنُ وَسَقَتْ السَّمَاءُ، وَعَلَى مَا سَقَى الْغَرْبُ نِصْفُ الْعُشْرِ، وَأَنَّ فِي الْإِبِلِ الْأَرْبَعِينَ ابْنَةَ لَبُونٍ، وَفِي ثَلَاثِينَ مِنْ الْإِبِلِ ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٍ، وَفِي كُلِّ خُمُسٍ مِنْ الْإِبِلِ شَاةٌ، وَفِي كُلِّ عَشْرٍ مِنْ الْإِبِلِ شَاتَانِ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنْ الْبَقَرِ بَقَرَةٌ، وَفِي كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنْ الْبَقَرِ تَبِيعٌ، جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنْ الْغَنَمِ سَائِمَةٌ وَحْدَهَا، شَاةٌ، وَأَنَّهَا فَرِيضَةُ اللهِ الَّتِي فَرَضَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَةِ، فَمَنْ زَادَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ، وَمَنْ أَدَّى ذَلِكَ وَأَشْهَدَ عَلَى إِسْلَامِهِ، وَظَاهَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَإِنَّهُ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ، لَهُ مَا لَهُمْ، وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِمْ، وَلَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، وَإِنَّهُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ، فَإِنَّهُ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ، لَهُ مَا لَهُمْ، وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِمْ، وَمَنْ كَانَ عَلَى يَهُودِيَّتِهِ أَوْ نَصْرَانِيَّتِهِ فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ عَنْهَا، وَعَلَيْهِ الْجِزْيَةُ، عَلَى

[1] مسند احمد ۲۲۹۴۹ ، السنن الكبرى للبيهقی ۱۶۹۶۶

كُلِّ حَالٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، دِينَارٌ وَافٍ، مِنْ قِيمَةِ الْمَعَافِرِ أَوْ عِوَضُهُ ثِيَابًا، فَمَنْ أَدَّى ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ لَهُ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَمَنْ مَنَعَهُ فَإِنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ.

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ مُحَمَّدًا النَّبِيَّ أَرْسَلَ إِلَى زُرْعَةَ ذِي يَزَنٍ أَنْ إِذَا أَتَاكُمْ رُسُلِي فَأُوصِيكُمْ بِهِمْ خَيْرًا: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ، وَمَالِكُ بْنُ عُبَادَةَ، وَعُقْبَةُ بْنُ نَمِرٍ، وَمَالِكُ بن مرة، وأصحابهم وَأَنْ اجْمَعُوا مَا عِنْدَكُمْ مِنْ الصَّدَقَةِ وَالْجِزْيَةِ مِنْ مَخَالِيفِكُمْ، وَأَبْلِغُوهَا رُسُلِي، وَأَنَّ أَمِيرَهُمْ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَلَا يَنْقَلِبَنَّ إِلَّا رَاضِيًا،

أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّ مُحَمَّدًا يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ إِنَّ مَالِكَ بْنَ مُرَّةَ الرَّهَاوِيَّ قَدْ حَدَّثَنِي أَنَّكَ أَسْلَمْتَ مِنْ أَوَّلِ حِمْيَرَ، وَقَتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَبْشِرْ بِخَيْرٍ وَآمُرُكَ بِحِمْيَرَ خَيْرًا، وَلَا تَخُونُوا وَلَا تَخَاذَلُوا، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ هُوَ وَلِيُّ غَنِيِّكُمْ وَفَقِيرِكُمْ، وَأَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِأَهْلِ بَيْتِهِ، إِنَّمَا هِيَ زَكَاةٌ يُزَكَّى بِهَا عَلَى فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ، وَأَنَّ مَالِكًا قَدْ بَلَّغَ الْخَبَرَ، وَحَفِظَ الْغَيْبَ، وَآمُرُكُمْ بِهِ خَيْرًا، وَإِنِّي قَدْ أَرْسَلْتُ إِلَيْكُمْ مِنْ صَالِحِي أَهْلِي وَأُولِي دِينِهِمْ وَأُولِي عِلْمِهِمْ، وَآمُرُكَ بِهِمْ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ مَنْظُورٌ إِلَيْهِمْ،

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ مکتوب اللہ کے رسول اور نبی ﷺ کی طرف سے حارث بن کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان قیل ذی رعین، معافر اور ہمدان کی طرف ہے۔

امابعد! میں اس اللہ کی حمد سناتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا قاصد ہمارے پاس اس وقت پہنچا جب رومیوں کے ساتھ جنگ سے واپس آئے اور مدینہ منورہ میں ہماری تمہارے قاصد سے ملاقات ہوئی اور ہم نے تمہارے مکتوب کو ہم ملاحظہ کیا اور تمہارے حلقہ بگوش اسلام ہونے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔

یاد رکھو! اب تم کو لازم ہے کہ عمل صالحہ اختیار کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور جو مال غنیمت تمہیں حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی زمینوں میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف عشر ادا کرو (اس کے بعد آپ نے کھیتی، اونٹوں، گائیوں اور بکریوں کی زکوۃ کی تفصیل بیان فرمائی) اور چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون (وہ مادہ جو دو سال کی عمر پوری کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو کیونکہ اس کی ماں دودھ دینے لگتی ہے) اور تیس میں سے ایک ابن لبون (ایسے ہی نر کو کہتے ہیں) اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوۃ دیا کرو اور ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس گائیوں میں سے ایک تبیع یا جذعہ (وہ گائے جس کی عمر چار سال ہو چکی ہو اور پانچواں سال شروع ہو گیا ہو) ادا کرو اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں، یہ اللہ کا فریضہ ہے جو اس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور اس سے زیادہ دے گا وہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور جو فقط اسی کو ادا کرے گا اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکین کے مقابلہ میں مدد کرے

گا اس کے لیے وہی فائدے ہیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں اور وہی سزائیں ہیں جو ان کے لیے ہیں اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے لیے ذمہ داری ہے وہ مومن ہے، اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہو گا اس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں، اور جو شخص اپنے یہودی یا عیسائی دین پر قائم رہنا چاہیے اس کو اس کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا ہاں اسے جزیہ دینا پڑے گا جس کی مقدار ہر بالغ مرد و عورت، آزاد و غلام پر ایک دینار پورا یا اس کی قیمت کے مساوی کپڑے ہیں یا اور کوئی چیز، پس جو یہ جزیہ اللہ کے رسول کو ادا کرے گا اس کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کا عہد ہے، اس کو تحفظ دیا جائے گا اور جو ادا نہیں کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔

امابعد! اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے زرعہ ذویزن کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جب میری طرف سے میرے قاصد تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زید، مالک رضی اللہ عنہ بن عبادہ، عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر، مالک رضی اللہ عنہ بن مرہ اور ان کے دیگر رفقاء ہیں اور ان سب کے امیر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تو تم اپنے اپنے علاقے سے زکوٰۃ اور اپنے مخالفین سے جزیہ وصول کر کے میرے قاصدوں کے ہاتھ میرے پاس روانہ کرنا اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا۔

امابعد! میں یقیناً اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اور مالک بن مرہ رھاوی کو معلوم ہو کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور تم نے مشرکین کو قتل کیا ہے پس تم کو بہتر اجر کی بشارت ہو اور میں تمہیں تمہاری حمیر کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہوں، اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ایک دوسرے کی امداد ترک نہ کرنا، اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اغنیاء اور فقراء سب کا مولیٰ ہے، اور یہ جان لو کہ زکوٰۃ کا مال محمد اور آل محمد کے لئے حلال نہیں ہے، یہ فقیروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے اور ان پر خرچ کیا جائے گا، اور میں نے تمہاری طرف اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے صالح، دین دار اور اللہ کے احکام پر عمل کرنے والے لوگ بھیجے ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔

والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (۱)

قیصر روم ہرقل کا خط:

وَكَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ، وَبَعَثَ بِدَنَانِيرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ حِينَ قَرَأَ الْكِتَابَ: كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ، لَيْسَ بِمُسْلِمٍ وَلَكِنَّهُ عَلَى النَّصْرَانِيَّةِ

قیصر روم ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اس نے دنانیر بھی بھیجے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھنے کے بعد فرمایا جھوٹ بولتا ہے وہ ابھی تک نصرانیت پر قائم ہے۔ (۲)

ابوعبیدہ نے صحیح سند کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

كَذَبَ عَدُوُّ الله، لَيْسَ بِمُسْلِمٍ، وَهُوَ عَلَى النَّصْرَانِيَّة

(۱) ابن هشام ۵۸۹،۵۹۰/۲، الروض الأنف ۴۱۴،۴۱۵/۷

(۲) الاموال لابن زنجویه ۹۵۹ ، صحيح ابن حبان ۴۵۰۴ ، الأحاديث المختارة ۲۰۸۳

اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے وہ مسلمان نہیں ہوا۔ [1]

وفد بنی فزارہ:

یہ قبیلہ بنوغطفان کے بطن بنی ذبیان کی ایک شاخ تھا اور سب سے بڑا غطفانی قبیلہ تھا، یہ لوگ حجاز کے شمال میں آباد تھے، بقول بعض یہ نجد اور وادی القریٰ میں رہتے تھے وَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تبُوكَ، قَدِمَ عَلَيْهِ وَفْدُ بَنِي فَزَارَةَ بِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فِيهِمْ خَارِجَةُ بْنُ حِصْنٍ، والحرّ بن قيس ابْنُ أَخِي عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ، وَهُوَ أَصْغَرُهُمْ، فَنَزَلُوا فِي دَارِ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، وَجَاءُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقِرِّينَ بِالْإِسْلَامِ،وَهُمْ مُسْنِتُونَ عَلَى رِكَابٍ عِجَافٍ، فَسَأَلَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بِلَادِهِمْ،فَقَالَ أَحَدُهُمْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَسْنَتَتْ بِلَادُنَا، وَهَلَكَتْ مَوَاشِينَا، وَأَجْدَبَ جَنَابُنَا، وَغَرِثَ عِيَالُنَا، فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُغِيثُنَا، وَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، وَلْيَشْفَعْ لَنَا رَبُّكَ إِلَيْكَ

غزوہ تبوک سے واپسی پر بنی فزارہ کا ایک چودہ یا پندرہ رکنی وفد بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا، وفد میں خارجہ رضی اللہ عنہ بن حصن اور وفد کے سب سے کم عمر رکن حر رضی اللہ عنہ بن قیس بھی شامل تھے، یہ رملہ بنت الحارث کے گھر میں ٹھیرے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنے اسلام کا اقرار کیا، یہ لوگ بڑی دبلی پتلی کمزور سواریوں پر سوار تھے، ان لوگوں نے اپنے اسلام کا اقرار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے علاقے کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے علاقے میں قحط پڑ گیا ہے جس سے ہمارے کھیت خشک ہو گئے ہیں اور مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمارے عیال تباہی کی زد میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ ہم پر باران رحمت نازل فرمائے، آپ اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کریں اور آپ کا رب آپ کے پاس سفارش کرے،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سُبْحَانَ اللهِ! وَيْلَكَ، هَذَا إِنَّمَا شَفَعْتُ إِلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، فَمَنِ الَّذِي يَشْفَعُ رَبُّنَا إِلَيْهِ؟لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَظِيمُ، وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهِيَ تَئِطُّ مِنْ عَظَمَتِهِ وَجَلَالِهِ، كَمَا يَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِيدُ،وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَضْحَكُ مِنْ شَغَفِكُمْ وَأَزْلِكُمْ وَقُرْبِ غِيَاثِكُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! تم پر افسوس ہے، میں نے اپنے رب کے پاس سفارش کر دی ہے، مگر ایسی کون سی ہستی ہے جس کے پاس ہمارا رب سفارش کرے؟

اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ بڑی عظمت والا ہے، اس کی کرسی نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیر رکھا ہے، وہ اس کی عظمت اور جلال سے اس طرح چرچر کرتی ہے جیسے ایک نئی زین سوار کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تمہاری تنگی میں جلد مدد کرنے اور تم پر شفقت کرنے پر ہنستا ہے،

فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَيَضْحَكُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ؟قَالَ: نَعَمْ،فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَنْ نَعْدَمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ

---

[1] موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ۱۶۲۸

خَيْرًا،فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ،وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَتَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ، وَكَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا رَفْعَ الِاسْتِسْقَاءِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ، وَكَانَ مِمَّا حُفِظَ مِنْ دُعَائِهِ:

وفد کا ایک رکن کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ!ہمارا رب ہنستا بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں!وہ بولا پھر ہم اپنے ہنسنے والے رب کی خیر سے محروم نہیں رہیں گے ،نبی کریم ﷺ اس بدوی کی بات سن کر ہنس پڑے ،پھر منبر پر چڑھ کر چند کلمات کہے جس قدر آپ استسقاء میں ہاتھ اٹھاتے تھے ،دوسری کسی دعا میں اتنے اونچے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ،چنانچہ آپ نے اتنے اونچے ہاتھ اٹھائے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی ،پھر رحمت عالم ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔

اللهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا طَبَقًا وَاسِعًا، عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ، اللهُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لَا سُقْيَا عَذَابٍ، وَلَا هَدْمٍ، وَلَا غَرَقٍ، وَلَا مَحْقٍ، اللهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَانْصُرْنَا عَلَى الْأَعْدَاءِ

اے اللہ !اپنے بندوں اور چوپایوں کو سیراب کر دے ،اپنی رحمت کو عام کر دے اور اپنے مردہ شہر کو زندگی بخش دے ،اے اللہ !ہمیں سیراب کرنے والی اور وسیع ،ہمہ گیر ،خوشگوار اور تازگی بخشنے والی بارش عطا فرما ،وہ بارش جو نفع دینے والی ہو اور نقصان پہنچانے والی نہ ہو ،اے اللہ !ہمیں باران رحمت سے سیراب کر جو نہ باعث عذاب ہو اور نہ گرانے والی ،تباہ کرنے والی اور غرق کرنے والی نہ ہو ،اے اللہ !ہمیں بارش سے سیراب کر اور دشمنوں پر فتح دے۔[1]

فَمطَرَتْ فَمَا رَأَوْا السَّمَاءَ سِتًّافَصَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَدَعَافَقَالَ:اللهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ ، قَالَ: فَانْجَابَتِ السَّمَاءُ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور خوب بارش ہوئی اور اگلے چھ دن تک لوگوں نے آسمان نہ دیکھا رسول اللہ ﷺ پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور دعا کی ،اے اللہ !ہمارے ارد گرد بارش ہو ہم پر نہ ہو ،ٹیلوں ،پتھروں ،وادیوں کے نشیب اور درختوں کے اگنے کی جگہوں میں ہو ،راوی کا بیان ہے مدینہ منورہ کے اوپر سے بادل اس طرح دور ہو گئے جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے (بنو فزارہ کے علاقے میں بھی یہی صورت حال پیش آئی)۔[2]

ربیعہ بن ذی مرحب الحضرمی (حضرموت) کو خط

رسول اللہ ﷺ نے ربیعہ بن ذی مرحب الحضرمی ،ان کے بھائیوں اور چچاؤں کو خط تحریر فرمایا۔

أَنَّ لَهُمْ أَمْوَالَهُمْ وَنَخْلَهُمْ وَرَقِيقَهُمْ وَآبَارَهُمْ وَشَجَرَهُمْ وَمِيَاهَهُمْ وَسَوَاقِيَهُمْ وَنَبْتَهُمْ وَشَرَاجِعَهُمْ بِحَضْرَمَوْتَ. وَكُلَّ مَالٍ لآلِ ذِي مَرْحَبٍ. وَأَنَّ كُلَّ مَا كَانَ فِي ثِمَارِهِمْ مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّهُ لا يَسْأَلُهُ أَحَدٌ عَنْهُ. وَأَنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ بَرَاءٌ مِنْهُ. وَأَنَّ نَصْرَ آلِ ذِي مَرْحَبٍ عَلَى جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ. وَأَنَّ أَرْضَهُمْ بَرِيئَةٌ مِنَ الْجَوْرِ. وَأَنَّ أَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ وَزَافِرَ حَائِطَ الْمَلِكِ الَّذِي

[1] زادالمعاد ۵۷۱؍۳

[2] زادالمعاد ۴۴۲؍۱،ابن سعد ۲۹۷؍۱ ،السيرة النبوية لابن كثير ۱۷۱؍۴

كَانَ يَسِيلُ إِلَى آلِ قَيْسٍ وَأَنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ جَارٌ عَلَى ذَلِكَ.

وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ

ان کے اموال، نخلستان، غلام، کنوئیں، درخت، پانی کے ذخیرے، کھیتیاں اور اونٹ کو حضرموت میں ہیں سب ان کے رہیں گے، یہ سب آل ذی مرحب کا مال ہوگا، ان کی زمین میں جو گروی رکھی ہوئی ہیں اور جس کا پھل، لکڑی، گھاس وغیرہ اس کے ہیں جس کے پاس وہ ہے اور اس کے سارے پھل بھی، اس میں کوئی دعوی نہیں کرے گا اور اللہ اور اس کے رسول اس سے بری ہوں گے، آل ذی مرحب پر واجب ہوگا کہ مسلمانوں کی مدد کریں اور ان کا علاقہ ظلم سے پاک رہے گا اور ان کے جان و مال بھی اسی طرح ان کے علاقے کی وہ باڑھ جو آل قیس تک چلی گئی ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس کے محافظ ہیں۔

اسے تحریر کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لخم کے قبیلہ حدس کو فرمان تحریر فرمایا

مِنْ حَدَسٍ مِنْ لَخْمٍ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ. وَأَعْطَى حَظَّ اللهِ وَحَظَّ رَسُولِهِ. وَفَارَقَ الْمُشْرِكِينَ. فَإِنَّهُ آمِنٌ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ. وَمَنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ فَإِنَّ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ مُحَمَّدٍ رَسُولِهِ مِنْهُ بَرِيئَةٌ. وَمَنْ شَهِدَ لَهُ مُسْلِمٌ بِإِسْلامِهِ فَإِنَّهُ آمِنٌ بِذِمَّةِ مُحَمَّدٍ وَإِنَّهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

وَكَتَبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ

لخم کے خاندان حدس کے جو لوگ ایمان لائیں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اللہ اور اس کے رسول کا حصہ ادا کریں، مشرکوں سے قطع تعلق کر لیں وہ اللہ اور اس کے رسول محمد کے ذمہ و امان میں رہیں گے، جو اپنے دین سے پھر جائے گا اس سے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ بھی اٹھ جائے گا اور جو گواہی دے کسی مسلمان کے اسلام کی اسے بھی امان ہے اور وہ مسلمانوں میں شمار کیا جائے گا۔

اس خط کو عبد اللہ بن زید نے لکھا۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یزید رضی اللہ عنہ بن الطفیل الحارثی کے لیے فرمان

أَنَّ لَهُ الْمَضَّةَ كُلَّهَا. لا يُحَاقُّهُ فِيهَا أَحَدٌ مَا أَقَامَ الصَّلاةَ. وَآتَى الزَّكَاةَ. وَحَارَبَ الْمُشْرِكِينَ.

وَكَتَبَ جُهَيْمُ بْنُ الصَّلْتِ

المضہ کا تمام علاقہ ان کے لیے ہے، وہ جب تک نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اور مشرکین سے جنگ کریں اس علاقے پر کوئی دوسرا دعویدار نہ ہو۔

---

[1] مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوي والخلافة الراشدة۲۴۶/۱، ابن سعد ۲۰۴/۱

[2] مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوي والخلافة الراشدة۱۴۸/۱، ابن سعد ۲۰۴/۱

اس دستاویز کو جہیم بن الصلت نے لکھا۔ [1]

وفد داریین:

یہ قبیلہ کہلان بن سباء کے بطن لخم کی ایک شاخ تھا، یہ لوگ شام کی سرحد کے قریب رہتے تھے،

قَدِمَ وَفْدُ الدَّارِيِّينَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْصَرَفَهُ مِنْ تَبُوكَ وَهُمْ عَشَرَةُ نَفَرٍ فِيهِمْ: تَمِيمٌ وَنُعَيْمٌ ابْنَا أَوْسِ بْنِ خَارِجَةَ بْنِ سَوَّادِ بْنِ جَذِيمَةَ بْنِ دَرَّاعِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الدَّارِ بْنِ هَانِئِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ نُمَارَةَ بْنِ لَخْمٍ وَيَزِيدُ بْنُ قَيْسِ بْنِ خَارِجَةَ وَالْفَاكِهُ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ صَفَّارَةَ قَالَ الْوَاقِدِيُّ: صَفَّارَةُ، وَقَالَ هِشَامٌ: صَفَّارُ بْنُ رَبِيعَةَ بْنِ دَرَّاعِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الدَّارِ وَجَبَلَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ صَفَّارَةَ وَأَبُو هِنْدٍ وَالطَّيِّبُ ابْنَا ذَرٍّ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَزِينِ بْنِ عَمِيتِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ دَرَّاعٍ وَهَانِئُ بْنُ حَبِيبٍ وَعَزِيزٌ وَمُرَّةُ ابْنَا مَالِكِ بْنِ سَوَّادِ بْنِ جَذِيمَةَ

نو ہجری میں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو الداریون کا ایک وفد شام سے مدینہ منورہ آیا، یہ وفد دس آدمیوں پر مشتمل تھا، یہ لوگ مذہباً نصرانی تھے، اس وفد میں تمیم رضی اللہ عنہ بن اوس داری اور ان کے بھائی نعیم رضی اللہ عنہ بن اوس داری بھی شامل تھے یزید بن قیس بن خارجہ، فاکہ بن نعمان بن جبلہ بن صفارۃ، یہ واقدی نے کہا ہے، جبکہ ابن ہشام کے مطابق صفار بن ربیعہ بن دراع بن عدی بن الدار، جبلہ بن مالک بن صفارۃ، ابوھند، طیب دونوں ابوزر کے بیٹے ہیں جو کہ عبداللہ بن رزین بن عمیت بن ربیعہ بن دراع، ہانی بن حبیب، عزیز اور مرہ یہ دونوں مالک بن سواد بن جذیمہ کے بیٹے ہیں،

فَأَسْلَمُوا وَسَمَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّيِّبَ عَبْدَ اللهِ وَسَمَّى عَزِيزًا عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَأَهْدَى هَانِئُ بْنُ حَبِيبٍ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاوِيَةَ خَمْرٍ وَأَفْرَاسًا وَقَبَاءً مُخَوَّصًا بِالذَّهَبِ، فَقَبِلَ الْأَفْرَاسَ وَالْقَبَاءَ، وَأَعْطَاهُ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: مَا أَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: انْتَزِعِ الذَّهَبَ فَتُحَلِّيَهُ نِسَاءَكَ أَوْ تَسْتَنْفِقَهُ ثُمَّ تَبِيعَ الدِّيبَاجَ فَتَأْخُذَ ثَمَنَهُ، فَبَاعَهُ الْعَبَّاسُ مِنْ رَجُلٍ مِنْ يَهُودَ بِثَمَانِيَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ

اہل وفد نے اسلام قبول کیا سید الامم ﷺ نے طیب کا نام عبداللہ اور عزیز کا نام عبدالرحمٰن رکھا، ہانی بن حبیب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شراب، گھوڑے اور ایک ریشمی جبہ جس میں سونے کے پتر لگے ہوئے تھے بطور ہدیہ پیش کیے، آپ ﷺ نے گھوڑوں اور قبا کو قبول فرمالیا (اور شراب کو قبول نہ کیا) یہ جبہ عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو عطا فرمائی، عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اسے کیا کروں؟ (کیونکہ اس کا پہننا جائز نہیں) فرمایا سونا نکال کر اپنی عورتوں کے لیے اس کا زیور بنوالو اسے (فروخت کر کے) خرچ کرلو، جبہ کے ریشم کو فروخت کر ڈالو، عباس رضی اللہ عنہ نے اسے ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں فروخت کر دیا وفد کے تمام اراکین اسی موقع پر مشرف بہ اسلام ہو گئے،

---

[1] مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوي والخلافة الراشدة۱۲۹؍۱،ابن سعد۲۰۵؍۱

وَقَالَ تَمِيمٌ: لَنَا جِيرَةٌ مِنَ الرُّومِ لَهُمْ قَرْيَتَانِ يُقَالُ لِإِحْدَاهُمَا حَبْرَى. وَالأُخْرَى بَيْتُ عَيْنُونَ. فَإِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكَ الشَّامَ فَهَبْهُمَا لِي،قَالَ: فَهُمَا لَكَ

ابن سعد کا کہنا ہے تمیم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ ہمارے اطراف میں روم کی ایک قوم ہے جن کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام حبری اور دوسرے کا بیت عینون ہے، اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ملک شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں گاؤں مجھے ہبہ فرمادیں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے ہی ہوں گے۔[1]

اور یہ وثیقہ لکھوا کر ان کے سپرد کر دیا۔

وَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلم لِنُعَيْمِ بْنِ أَوْسٍ أَخِي تَمِيمٍ الدَّارِيِّ

أَنَّ لَهُ حَبْرَى وَعَيْنُونَ بِالشَّامِ قَرْيَتَهَا كُلَّهَا سَهْلَهَا وَجَبَلَهَا وَمَاءَهَا وَحَرْثَهَا وَأَنْبَاطَهَا وَبَقَرَهَا وَلِعَقِبِهِ مِنْ بَعْدِهِ لَا يُحَاقُّهُ فِيهَا أَحَدٌ، وَلَا يَلِجُهُ عَلَيْهِمْ بِظُلْمٍ وَمَنْ ظَلَمَهُمْ وَأَخَذَ مِنْهُمْ شَيْئًا فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

وَكَتَبَ عَلِيٌّ

یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تمیم بن اوس داری کے حق میں۔

کہ عینون کا گاؤں سارے کا سارا، اس کے میدان، پہاڑ، کنوئیں کا پانی، کھیت، انگور کی بیلیں اور گائے بیل ان کی ملک میں ہیں اور ان کے بعد ان کی اولاد کے، اس پر کوئی اور شخص اپنا حق نہ جتائے اور نہ ناجائز طریقہ پر ان کے خلاف مداخلت کرے، پھر جس نے ان کو یا ان (کی اولاد) میں سے کسی کو ستانا چاہا تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

اس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لکھا۔[2]

وفد بنی مرہ:

بنو مرہ کا نام متعدد عدنانی اور قحطانی قبائل کے لئے بولا جاتا ہے، جس بنو مرہ کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا وہ عدنانی قبیلہ غطفان کی ایک بطن تھا، اس کا قیام نجد میں وادی القریٰ اور جبال طے کے قریب تھا۔

وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ ذِي مُرَّةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، رَأْسُهُمُ الحارث بن عوف غَالِبٍ،فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا قَوْمُكَ وَعَشِيرَتُكَ، نَحْنُ قَوْمٌ مِنْ بَنِي لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ،فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ للحارث :أَيْنَ تَرَكْتَ أَهْلَكَ؟قَالَ بِسَلَاحَ وَمَا وَالَاهَا

نو ہجری میں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو بنو مرہ کا ایک تیرہ رکنی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وفد کی قیادت حارث رضی اللہ عنہ بن عوف کر رہے تھے، اراکین وفد نے اسلام قبول کر کے آپ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس

[1] ابن سعد ۲۵۹؍۱

[2] ابن سعد ۲۶۴؍۱

موقع پر امیر وفد حارث رضی اللہ عنہ بن عوف نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوئی بن غالب کی اولاد ہیں، یوں ہمارا قریش سے قریبی تعلق ہے۔ ان کی بات سن کر سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسم ہو کر ان (رئیس وفد حارث بن عوف) سے دریافت کیا تمہارے اہل وعیال اب کہاں مقیم ہیں؟ انہوں نے عرض کیا سلاح اور اس کے نواح میں۔

قَالَ وَكَيْفَ الْبِلَادُ؟قَالَ: وَاللهِ إِنَّا لَمُسْنِتُونَ مَا فِي الْمَالِ مُخٌّ فَادْعُ اللهَ لَنَا،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُمَّ اسْقِهِمُ الْغَيْثَ،فَأَقَامُوا أَيَّامًا ثُمَّ أَرَادُوا الِانْصِرَافَ إِلَى بِلَادِهِمْ، فَجَاءُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَدِّعِينَ لَهُ، فَأَمَرَ بلالا أَنْ يُجِيزَهُمْ، فَأَجَازَهُمْ بِعَشْرِ أَوَاقٍ فِضَّةً،وفَضَلَ الحارث بن عوف أَعْطَاهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً ، وَرَجَعُوا إِلَى بِلَادِهِمْ فَوَجَدُوا الْبِلَادَ مَطِيرَةً، فَسَأَلُوا: مَتَى مُطِرْتُمْ؟ فَإِذَا هُوَ ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، وَأَخْصَبَتْ بَعْدَ ذَلِكَ بِلَادُهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہارے علاقے کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا خشک سالی کا شکار ہے، آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ خشک سالی دور فرما دے، چنانچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ انہیں بارش سے سیراب کر۔ یہ وفد کچھ دن مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہا اور پھر اپنے علاقے میں واپس جانے کی اجازت چاہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ انہیں تحفے دیے جائیں، انہوں نے وفد کے ہر فرد کو دس اوقیہ چاندی دی، اور وفد کے رئیس حارث بن عوف رضی اللہ عنہ کو بارہ اوقیہ چاندی عطا کی، اور یہ وفد اپنے علاقے میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں بارش ہوئی ہے، انہوں نے پوچھا بارش کب ہوئی تھی، معلوم ہوا کہ اس روز بارش ہوئی تھی جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا فرمائی تھی، پھر تو ان کا علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا۔[1]

وفد ہمدان:

یہ کہلان بن سباء کی نسل سے ایک بڑا قحطانی قبیلہ تھا، بنو ہمدان کے دیار یمن کے مشرق میں تھے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ البراء: فَكُنْتُ فِيمَنْ خَرَجَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، فَأَقَمْنَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَلَمْ يُجِيبُوهُ، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُقْفِلَ خالدا إِلَّا رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ مَعَ خالد أَحَبَّ أَنْ يُعْقِبَ مَعَ علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَلْيُعْقِبْ مَعَهُ، قَالَ البراء: فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَ علي، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْقَوْمِ خَرَجُوا إِلَيْنَا، فَصَلَّى بِنَا علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ثُمَّ صَفَّنَا صَفًّا وَاحِدًا، ثُمَّ تَقَدَّمَ بَيْنَ أَيْدِينَا، وَقَرَأَعَلَيْهِمْ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو قبیلہ ہمدان میں اشاعت اسلام کے لئے بھیجا، براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی ان میں سے

---

[1] ابن سعد۲۹۷؍۱، البدایة والنهایة۱۰۴؍۵، زاد المعاد ۵۷۸؍۳، عیون الاثر۳۱۶؍۲، شرح الزرقانی علی المواهب۲۱۷؍۵، السیرة النبویة لابن کثیر۱۷۲؍۴

تھا جو خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے ساتھ تھے، ہم چھ مہینے وہیں مقیم رہ کر انہیں دعوت اسلام پیش کرتے رہے مگر بنو ہمدان نے دعوت اسلام قبول نہیں کی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو اسی مقصد کے تحت ان کی طرف بھیجا، اور حکم دیا کہ سوائے ایک آدمی کے جو سیدنا علی کے ساتھ جائے سیدنا خالد کو روکے، سیدنا براء فرماتے ہیں کہ میں ہی وہی آدمی تھا جو سیدنا علی کے ساتھ رہا، چنانچہ جب ہم قوم کے قریب ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی، اور ہماری ایک صف بنائی اور ہمارے آگے بڑھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب پڑھ کر سنایا، چنانچہ تمام قبیلہ ہمدان حلقہ بگوش اسلام ہو گیا،

فَكَتَبَ علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْلَامِهِمْ، فَلَمَّا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ خَرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَى هَمْدَانَ، السَّلَامُ عَلَى هَمْدَانَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے ایک خط لکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو ہمدان کے حلقہ بگوش اسلام ہو جانے کی اطلاع دی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گر گئے اور پھر سر مبارک اٹھا کر فرمایا ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو۔[1]

فَلَقُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْجِعَهُ مِنْ تَبُوكَ، أنهم كانوا مِائَةً وَعِشْرِينَ نفسًا

جب آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنو ہمدان کا ایک سو بیس رکنی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔[2]

مِنْهُمْ مَالِكُ ابْنُ نَمَطٍ، وَأَبُو ثَوْرٍ، وَهُوَ ذُو الْمِشْعَارِ، وَمَالِكُ بْنُ أَيْفَعَ وَضِمَامُ بْنُ مَالِكٍ السَّلْمَانِيُّ وَعَمِيرَةُ بْنُ مَالِكٍ الْخَارِفِيِّ، فَلَقُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْجِعَهُ مِنْ تَبُوكَ ،وَعَلَيْهِمْ مُقَطَّعَاتُ الْحِبَرَاتِ ، وَالْعَمَائِمُ الْعَدَنِيَّةُ، بِرِحَالِ الْمَيْسِ عَلَى الْمَهْرِيَّةِ وَالْأَرْحَبِيَّةِ وَمَالِكِ بْنِ نَمَطٍ وَرَجُلٍ آخَرَ يَرْتَجِزَانِ بِالْقَوْمِ

جس میں بنو ہمدان کے بہت سے عمائد شامل تھے، ان میں مالک رضی اللہ عنہ بن نمط ابو ثور جو بہت خوش گو شاعر تھے اور ذو المشعار کے لقب سے مشہور تھے، عمیرہ رضی اللہ عنہ بن مالک الخارفی، ضمام رضی اللہ عنہ بن مالک السلمانی اور مالک بن ایفع کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ان لوگوں نے یمنی منقش چادریں اوڑھ رکھی تھیں اور عدنی پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور مہری اور ارجنی اونٹنیوں پر سوار تھے، بڑے ادب اور جوش سے چلتے ہوئے آئے، مالک رضی اللہ عنہ بن نمط اور دوسرا آدمی ذو المشعار نے رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

هَمْدَانُ خَيْرٌ سُوقَةً وَأَقْيَالْ   لَيْسَ لَهَا فِي الْعَالَمِينَ أَمْثَالْ

ہمدان کے باشندے بہترین رہنما اور فرمانروا ہیں دنیا میں ان کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

مَحَلُّهَا الْهَضْبُ وَمِنْهَا الْأَبْطَالْ   لَهَا إِطَابَاتٌ بِهَا وَآكَالْ

وہ بلند جگہ کے رہنے والے ہیں اور ان میں بڑے بڑے مردان دلاور ہیں، جن کو تحفے اور نذرانے دیئے جاتے ہیں۔

[1] زادالمعاد ۵۴۵/۳، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۹۶/۵، البدایۃ والنہایۃ ۱۲۱/۵، تاریخ طبری ۱۳۲/۳، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۷۷/۵، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۲۰۳/۴

[2] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۷۷/۵

إِلَيْكَ جَاوَزْنَ سَوَادَ الرِّيفِ

ہم آپ کی خدمت میں ایسے علاقے سے آئے ہیں جہاں سرسبز زمینیں بھی ہیں اور بنجر بھی۔

فِي هَبَوَاتِ الصَّيْفِ وَالْخَرِيفِ مُخَطَّمَاتٍ بِحِبَالِ اللِّيفِ

وہاں گرمیوں اور خزاں میں بار آلود ہوائیں چلتی ہیں ہم ایسی اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئے ہیں جن کی ناک میں کھجور کی چھال کی مہاریں ہیں۔(ابن هشام ۲/۵۹۷)

فَقَامَ مَالِكُ بْنُ نَمَطٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، نَصِيَّةٌ مِنْ هَمْدَانَ، مِنْ كُلِّ حَاضِرٍ وَبَادٍ، أَتَوْكَ عَلَى قُلُصٍ نَوَاجٍ ، مُتَّصِلَةٌ بِحَبَائِلِ الْإِسْلَامِ لَا تَأْخُذُهُمْ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، مِنْ مِخْلَافِ خَارِفٍ وَيَامٍ وَشَاكِرٍ أَهْلُ السُّودِ وَالْقَوَدِ ، أَجَابُوا دَعْوَةَ الرَّسُولِ، وَفَارَقُوا الْإِلَهَاتِ الْأَنْصَابَ ، عَهْدُهُمْ لَا يُنْقَضُ مَا أَقَامَتْ لَعْلَعٌ ، وَمَا جَرَى الْيَعْفُورُ

جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے تو مالک بن نمط نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمدان کے لوگ شہر اور دیہات سے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں، اور اسلام کے احکامات پر عمل پیرائی ان کا شیوہ بن چکی ہے، اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کا فکر نہیں کرتے، بڑے بہادر ہیں انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت اسلام کو قبول کر لیا ہے اور بت پرستی چھوڑ دی ہے، یہ لوگ عہد کے بڑے پکے ہیں ان کا عہد و پیمان کبھی شکستہ نہیں ہو سکتا۔

وأَمَّرَ عليهم مالك بن النمط، واستعمله جعله عاملًا، أي: أميرًا على من أسلم من قومه وَأَمَرَهُ بِقِتَالِ ثَقِيفٍ، وَكَانَ لَا يَخْرُجُ لَهُمْ سَرْحٌ إِلَّا أَغَارُوا عَلَيْهِ

رسول اللہ ﷺ نے مالک رضی اللہ عنہ بن نمط کو بنو ہمدان کا امیر مقرر فرمایا، اور جو بھی ان میں سے مسلمان ہوتا اس کا امیر انہی کو قرار دیتے تھے، اور انہیں ثقیف کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا، ان کی حالت یہ تھی کہ جو جماعت بھی اس طرف نکلتی یہ لوگ اس (ثقیف) پر غارت گری کرتے۔[1]

اس کی سند ضعیف ہے۔

اور ایک تحریری فرمان کے ذریعے بنو ہمدان کو وہ جاگیریں عطا فرمائیں جو انہوں نے مانگیں۔

فَكَتَبَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا فِيهِ:

اور رسول اللہ ﷺ نے ایک فرمان لکھ کر عنایت فرمایا اس فرمان کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ مُحَمَّدٍ، لِمِخْلَافِ خَارِفٍ وَأَهْلِ جَنَابِ الْهَضْبِ وَحِقَافِ الرَّمْلِ مَعَ وَفْدِهَا ذِي الْمِشْعَارِ مَالِكِ بْنِ نَمَطٍ وَمَنْ أَسْلَمَ مِنْ قَوْمِهِ عَلَى أَنَّ لَهُمْ فِرَاعَهَا وِهَاطَهَا، مَا أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ يَأْكُلُونَ عِلَافَهَا

[1] زاد المعاد ۳/۵۴۴، عیون الأثر ۲/۳۰۷، شرح الزرقانی علی المواهب ۵/۱۷۷

وَيَرْعَوْنَ عَافِيَهَا، لَهُمْ بِذَلِكَ عَهْدُ اللهِ وَذِمَامُ رَسُولِهِ وَشَاهِدُهُمُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ (ﷺ) کی تحریر ہے قبیلہ خارف کے شہری، بلند اور ریگستانی زمین والوں کے لئے جن کے ساتھ ان کا نمائندہ ذو المشعار (مالک بن نمط) ہے، اور ان لوگوں کے لئے جو ان کی قوم سے اسلام لائے ہیں، ان کے لئے ان کی بلند اور نشیبی زمینیں ہیں جب تک وہ نماز قائم کرتے رہیں گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں گے، یہ لوگ وہاں کی پیداوار کھائیں گے اور گھاس جانوروں کو کھلائیں گے، ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا عہد ہے، اس پر مہاجرین وانصار گواہ ہیں۔[1]

فَقَالَ فِي ذَلِكَ مَالِكُ بْنُ نَمَطٍ:

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے مالک رضی اللہ عنہ بن نمط نے بارگاہ نبوت میں اور بھی بہت سے فصیح وبلیغ اشعار پڑھے، ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

ذَكَرْتُ رَسُولَ اللهِ فِي فَحْمَةِ الدُّجَى ... وَنَحْنُ بِأَعْلَى رَحْرَحَانَ وَصَلْدَدِ

میں نے کفر کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں اس وقت رسول اللہ (ﷺ) کو یاد کیا جب ہم رحرحان (پہاڑ) اور صلدد کی بلندیوں پر تھے،

وَهُنَّ بِنَا خُوصٌ طَلَائِحُ تَعْتَلِي ... بِرُكْبَانِهَا فِي لَاحِبٍ مُتَمَدِّدِ

ہماری اونٹنیاں ہمیں نشیب میں لارہی تھیں اور تھک گئی تھیں، یہ اونٹنیاں اپنے سواروں کو لئے صاف اور کشادہ راہوں کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

عَلَى كُلِّ فَتْلَاءِ الذِّرَاعَيْنِ جَسْرَةٍ ... تَمُرُّ بِنَا مَرَّ الْهِجَفِّ الْخَفَيْدَدِ

ان کی مضبوط ٹانگوں پر گھنے بال تھے اور وہ ہمیں یوں اڑائے لئے جارہی تھیں جیسے تیز رفتار شتر مرغ دوڑتا ہے۔

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ إِلَى مِنًى ... صَوَادِرَ بِالرُّكْبَانِ مِنْ هَضْبِ قَرْدَدِ

میں قسم کھاتا ہوں منٰی کی طرف جھومتے ہوئے جانے والی اونٹنیوں کے رب کی جو بلند وبالا زمینوں سے سواروں کو لے کر واپس آتی ہیں۔

بِأَنَّ رَسُولَ اللهِ فِينَا مُصَدَّقٌ ... رَسُولٌ أَتَى مِنْ عِنْدِ ذِي الْعَرْشِ مُهْتَدِي

ہمیں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو ہم میں موجود ہیں وہ صادق ہیں اور آپ ﷺ ہی وہ رسول ہیں جو راہ راست دکھانے والے ہیں اور مالک عرش کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔

فَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا ... أَشَدَّ عَلَى أَعْدَائِهِ مِنْ مُحَمَّدِ

آج تک کسی اونٹنی کے کجاوے سے کسی شخص نے ... اپنے دشمنوں پر محمد ﷺ سے شدید تر حملہ نہیں کیا۔

وَأَعْطَى إِذَا مَا طَالِبُ الْعُرْفِ جَاءَهُ ... وَأَمْضَى بِحَدِّ الْمَشْرَفِيِّ الْمُهَنَّدِ

جب بھی کوئی مالی امداد مانگنے والا آپ کی خدمت میں آتا ہے تو آپ اسے بے حساب عطا فرماتے ہیں اور آپ کی قوت فیصلہ ہندی مشرفی تلوار کی

---

[1] ابن ہشام ۲/۵۹۷، الروض الانف ۷/۴۹۷، شرح الزرقانی علی المواہب ۵/۴۲۶

دھار سے بھی تیز ہے۔[1]

سانڈھے کا گوشت:

أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ، الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللَّهِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْمُونَةَ، وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا، قَدْ قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ، فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ، فَأَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ،

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے ام المومنین ان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہیں، ان کے یہاں بھنا ہوا ساہنہ موجود تھا جو ان کی بہن حفیدہ نجد سے لائی تھی، انہوں نے وہ گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کھانے کے لیے اس وقت تک ہاتھ بڑھائیں جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق بتا نہ دیا جائے کہ یہ فلاں کھانا ہے لیکن اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بغیر دریافت کئے) بھنے ہوئے ساہنے کے گوشت کی طرف ہاتھ بڑھایا

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الحُضُورِ: أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ، هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الوَلِيدِ: أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:لاَ، وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيَّ

اتنے میں وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو تم نے پیش کیا ہے وہ ساہنہ ہے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ساہنہ سے ہٹالیا، خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ساہنہ حرام ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہمارے ملک میں چونکہ پایا نہیں جاتا اس لئے میری طبیعت پسند نہیں کرتی، خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے کھایا اس وقت رسول اللہ مجھے دیکھ رہے تھے۔[2]

تہجد کا ایک واقعہ:

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، وَهِيَ خَالَتُهُ، قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ

---

[1] ابن ھشام ۵۹۹،۵۹۸/۲، الروض الانف ۴۹۸، ۴۹۷/۷،عیون الآثر ۳۰۷/۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۱۷۴/۵

[2] صحیح بخاری کتاب الاطعمة بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَأْكُلُ حَتَّى يُسَمَّى لَهُ، فَيَعْلَمَ مَا هُوَ۵۳۹۱

بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک رات میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہے جو کہ ان کی خالہ تھی، اور میرا ارادہ یہ تھا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا، میری خالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گدا بچھادیا، میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا اس کے طول میں لیٹ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات تک سوتے رہے یا کچھ پہلے یا کچھ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگے، اور نیند کا اثر دور کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں کو چہرہ پر ملنے لگے، پھر سورہ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں، پھر ایک لٹکی ہوئی پرانی مشک کے پاس گئے اور اس سے وضو کیا اور خوب اچھی طرح سے وضو کیا پھر نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں پھر جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہی سب کچھ میں نے بھی کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سیدھا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان (شفقت سے) پکڑ کر مروڑتے تھے (تا کہ بچہ کو نیند نہ آجائے) پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھا پھر آپ لیٹ گئے، پھر جب موذن نے آذان دی تو اذان کے بعد دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر آپ باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔[1]

اسی طرح عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس ایک رات پھر اپنی خالہ کے گھر پر رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی بھر کر رکھا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم كَانَ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَضَعَ لَكَ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ:اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری خالہ ام المومنین میمونہ کے گھر پر تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تہجد کے لیے رات کو وضو کا پانی بھر کر رکھ دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے بیدار ہوئے تو وضو کے لیے ایک برتن میں پانی موجود پایا وضو فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا وضو کا پانی کون لایا تھا، ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وضو کا پانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے وضو کے لیے بھر کر رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ آل عمران بَابُ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ، وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ۴۵۷۰، صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَقِيَامِهِ ۱۷۸۹

اور دعا فرمائی اے اللہ !اس کو تفقہ فی الدین عطا فرما اور تاویل کا طریقہ سکھا[1]

زاہر رضی اللہ عنہ بن حرام اشجعی

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَشْجَعَ يُقَالُ لَهُ زَاهِرُ بْنُ حَرَامٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: وَكَانَ بَدْوِيًّا لَا يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِطُرْفَةٍ أَوْ بِهَدِيَّةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لِكُلِّ حَاضِرَةٍ بَادِيَةٌ وَبَادِيَةُ آلِ مُحَمَّدٍ زَاهِرُ بْنُ حَرَامٍ

قبیلہ اشجعی کے ایک شخص تھے جن کا نام زاہر رضی اللہ عنہ بن حرام اشجعی تھا،ان کی سکونت دیہات میں تھی،انہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عقیدت اور محبت تھی کہ جب کبھی اپنے گاؤں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو دیہات سے ضرور کوئی تحفہ لے کر آتے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ہر شہری کا کوئی نہ کوئی دیہاتی (بادیہ نشین) دوست ہوتا ہے آل محمد کا دیہاتی دوست زہر رضی اللہ عنہ بن حرام ہے۔[2]

فَيُجَهِّزُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ ،قال: وكان النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يحبه

جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں کوئی نہ کوئی چیز ضرور عطا فرماتے تھے،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زاہر رضی اللہ عنہ سے بڑا انس اور لگاؤ تھا۔[3]

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے گاہے گاہے مذاق بھی فرمالیتے تھے،

ووجده رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يوما بسوق المدينة، فأخذه مِنْ وَرَائِهِ، ووضع يديه على عينيه، وَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ؟ فأحس به زاهر، وفطن أنه رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إذن تَجِدُنِي يَا رَسُولَ اللهِ كَاسِدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بل أنت عِنْدَ اللهِ رَبِيحٌ، شهد بدرًا مع النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک دن زاہر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بازار میں کچھ بیچ رہے تھے اتفاق سے سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زاہر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کی پشت کی طرف جا کر ان کی آنکھوں پر اپنے دست مبارک رکھ دیئے،اور فرمایا اس غلام کو کون خرید تا ہے؟ زاہر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !اس تجارت میں تو آپ مجھے نہایت کم قیمت پائیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تو بار گاہ الٰہی میں بہت قیمتی ہے،انہوں نے غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔[4]

ثم انتقل زاهر ابن حرام إلى الكوفة

---

[1] ۔ابن سعد۳٫۲۷۹

[2] معجم الصحابة لابن قانع ۱٫۲۳۷

[3] اسد الغابة ۲٫۳۰۲

[4] اسدالغابة۲٫۳۰۲

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد زاہر رضی اللہ عنہ بن حرام کوفہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ [1]

رئیس المنافقین کا انتقال

ذوالقعدہ نو ہجری

غزوہ تبوک سے واپسی پر بیس دن بیمار رہنے کے بعد ذی القعدہ نو ہجری میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کا انتقال ہو گیا،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ، جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ، فَأَعْطَاهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب عبداللہ بن ابی فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ جو مخلص مسلمانوں میں سے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک تو آپ (بطور تبرک) اپنی قمیص عنایت فرما دیں تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفنا دوں، آپ نے کمال فراخ دلی کے ساتھ قمیص بھی عنایت فرما دی، پھر اس نے درخواست کی کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ [2]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأُسَارَى، وَأُتِيَ بِالعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ قَمِيصًا، فَوَجَدُوا قَمِيصَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ، فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ، فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُكَافِئَهُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر کی لڑائی سے قیدی (مشرکین مکہ) لائے گئے جن میں عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بھی تھے ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے قمیص تلاش کروائی (وہ لمبے قد کے تھے) اس لیے عبداللہ بن ابی (منافق) کی قمیص ہی ان کے بدن پر پوری آئی اور نبی اکرم ﷺ نے انہیں وہ قمیص پہنا دی، نبی کریم ﷺ نے (عبداللہ بن ابی کی موت کے بعد) اپنی قمیص اتار کر اسے پہنائی، ابن عیینہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر جو اس کا احسان تھا رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ اسے ادا کر دیں۔ [3]

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ، وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ، لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرْ

---

[1] الاستیعاب في معرفة الأصحاب ۵۰۹/۲

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة التوبه بَابُ قَوْلِهِ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لاَ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ ۴۶۷۰، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ۶۲۰۷

[3] صحیح بخاری کِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ الكِسْوَةِ لِلْأُسَارَى عن جابر ۳۰۰۸

لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام کر بار بار اصرار کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ابن ابی پر نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن اس اس طرح کی باتیں (اسلام کے خلاف) کی تھیں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس کی کہی ہوئی باتیں ایک ایک کر کے اس کے اقوال قبیحہ گننے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ سب باتیں سن کر مسکراتے رہے، اور اپنی اس رحمت کی بنا پر جو دوست دشمن سب کے لئے عام تھی آپ نے اس بدترین دشمن کے حق میں بھی دعائے مغفرت کرنے میں تامل نہ کیا، اور فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! ہٹ جاؤ (اور صف میں جا کے کھڑے ہو جاؤ) جب میں نے بار بار اصرار کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے (دعا کرنے یا نہ کرنے کا) اختیار دیا گیا ہے (یعنی مطلق منع نہیں کیا) اس لیے میں نے (اس کے لیے استغفار کرنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھانے ہی کو) پسند کیا اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور واپس تشریف لائے اور تھوڑی ہی دیر ٹھیرے تھے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور ہم نے بھی اس کے ساتھ پڑھی۔ (۲)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، وَوُضِعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ، فَاللَّهُ أَعْلَمُ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان پہنچے تو معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن ابی کو دفنایا جا چکا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبر سے نکلوایا اور اپنے گھٹنوں پر رکھ کر اس پر اپنا لعاب دہن تھوکا، اپنی قمیص اسے پہنائی (پھر اسے دفن کرا دیا)۔ (۳)

حَتَّى نَزَلَتِ الآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةٌ: {وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا}، (۴) إِلَى قَوْلِهِ {وَهُمْ فَاسِقُونَ}، (۵)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ”اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نماز جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب تفسیرسورہ برات بَابُ قَوْلِهِ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لاَ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُم۴۶۷۱، صحیح مسلم کتاب الفضائل صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِم۷۰۲۷، مسند احمد۹۵

(۲) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة براة بَابُ قَوْلِهِ وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا، وَلاَ تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ۴۶۷۲

(۳) صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ لُبْسِ القَمِيصِ ۵۷۹۵، وکتاب الجنائز:بَابٌ هَلْ يُخْرَجُ المَيِّتُ مِنَ القَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ ۱۳۵۰، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِم۷۰۲۵

(۴) التوبة: 84

(۵) التوبة: 84

ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے۔'' نازل فرمائی۔ [۱]

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ:فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کہتے تھے مجھے اپنی جرات پر تعجب ہوا حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ [۲]

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ شَهِدَ الجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ، فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ، قِيلَ: وَمَا القِيرَاطَانِ؟ قَالَ:مِثْلُ الجَبَلَيْنِ العَظِيمَيْنِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے میں جائے اور نماز پڑھے جانے تک ساتھ رہے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہے اسے دو قیراط ملتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا قیراطان کیا ہے؟ فرمایا سب سے بڑے دو پہاڑوں کی مانند۔ [۳]

کیونکہ اب یہ مستقل پالیسی مقرر کی جا چکی تھی کہ مسلمانوں کی جماعت میں منافقین کو کسی طرح پنپنے نہ دیا جائے، اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے اس گروہ کی ہمت افزائی ہو، اس لئے اللہ نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ جن لوگوں کا کردار اس قدر گھناؤنا ہو کہ ان کا خاتمہ کفر وفسق پر ہو ان کی نہ نماز جنازہ پڑھنی چاہیے، اور نہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کرنی جائز ہے، یعنی اب کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت ان کے کام نہ آئے گی،

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دُعِيَ لِجِنَازَةٍ سَأَلَ عَنْهَا، فَإِنْ أُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ قَامَ فَصَلَّى عَلَيْهَا، وَإِنْ أُثْنِيَ عَلَيْهَا غَيْرُ ذَلِكَ قَالَ لِأَهْلِهَا:شَأْنُكُمْ بِهَا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهَا

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہو گیا تھا کہ جب کسی جنازہ پر تشریف لے جاتے تو پہلے مرنے والے کے متعلق دریافت فرماتے اگر معلوم ہو جاتا کہ اس کا چلن صحیح تھا تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے اور اگر چال چلن صحیح نہیں تھا تو آپ اس کا جنازہ نہ پڑھاتے اور اس کے گھر والوں سے فرما دیتے کہ تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو اسے دفن کر دو۔ [۴]

وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ

ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس کے نماز جنازے کی ہرگز نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں،

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ براۃ بَابُ قَوْلِهِ وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا، وَلاَ تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۴۶۷۲

[۲] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورہ التوبہ بَابُ قَوْلِهِ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لاَ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ۴۶۷۱، وکتاب الجنائز بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلاَةِ عَلَى المُنَافِقِينَ، وَالِاسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ ۱۳۶۶

[۳] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَنِ انْتَظَرَ حَتَّى تُدْفَنَ ۱۳۲۵، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَاتِّبَاعِهَا ۲۱۹۳،مسند احمد۷۱۸۸

[۴] مسند احمد۲۲۵۵۵

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ لَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ

یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور مرتے وقت تک بدکار بے اطاعت رہے ہیں، آپ کو ان کے مال و اولاد کچھ بھی

وَ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا

بھلے نہ لگیں! اللہ کی چاہت یہی ہے کہ انہیں ان چیزوں سے دینوی سزا دے

وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ (التوبۃ:۸۵،۸۴)

اور یہ اپنی جانیں نکلنے تک کافر ہی رہیں

اور اے محمد ﷺ! آئندہ ان میں سے جو کوئی منافق مر جائے تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ بھی ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اس حال میں انہیں موت آئی ہے کہ وہ فاسق تھے، اور اللہ نے اپنی حکمت و مشیت سے ان لوگوں کو جو مال و دولت اور اولاد سے نواز رکھا ہے اس سے دھوکا نہ کھائیں کیونکہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ ان کو ان چیزوں کی وجہ سے دنیا میں عذاب میں رکھے پس وہ اس کے حصول میں تکالیف اور مشقتیں برداشت کرتے ہیں، اس کے زوال سے خائف رہتے ہیں، مال، جاہ و مرتبہ اور اولاد کی محبت ان کو اللہ اور آخرت سے غافل کر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ کفر کی حالت میں ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر جن سے وہ محبت کرتے تھے اس دنیا کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں اور اپنی آخرت برباد کر لیتے ہیں۔

نماز جنازہ اور اس سے متعلق مسائل

مریض کی عیادت کرنا مسنون ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: رَدُّ التَّحِيَّةِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَشُهُودُ الْجِنَازَةِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے میں شرکت کرنا، دعوت قبول کرنا، چھینک کا جواب دینا جب وہ الحمد للہ کہے۔ [1]

ایک روایت میں چھ حقوق کا ذکر ہے،

---

[1] مسند احمد ۸۳۹۷، صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ ۱۲۴۰، صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ رَدُّ السَّلَامِ ۵۶۵۰، سنن ابوداودکتاب الادب بَابٌ فِي الْعُطَاسِ ۵۰۳۰، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ ۱۴۳۵، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۰۴، السنن الکبری للبیھقی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ؟، قَالَ:إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَسَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو مسلمان کو ملو تو اسے سلام کرو، اور جب وہ تمہاری دعوت کرے تو قبول کرو، اور جب تجھ سے مشورہ چاہے تو اچھی صلاح دے، جب وہ چھینکے اور الحمدللہ کہے تو تم بھی جواب دو (یعنی یرحمك الله کہو) اور جب بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کے لیے جاؤ، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ رہو۔ (١)

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَطْعِمُوا الجَائِعَ، وَعُودُوا المَرِيضَ، وَفُكُّوا العَانِيَ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مریض کی عیادت کرو اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو چھڑاؤ۔ (٢)

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ:عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِعَيْنِي

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میری آنکھ میں تکلیف تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی۔ (٣)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:لَمَّا أُصِيبَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں زخمی ہو گئے، ایک آدمی نے ان کے بازو کی رگ (رگ ہفت اندام) پر نشانہ مارا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوا لیا تھا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔ (٤)

مریض کے احوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے عیادت کے لیے بار بار آنا حب اسلامی اور اخلاق حسنہ کا حصہ ہے نہ کہ کوئی معیوب بات۔

عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان آدمی اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے، تو وہ جنت کے باغات کی

---

(١) صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ رَدُّ السَّلَامِ ٥٦٥١

(٢) صحیح بخاری کتاب المرضی بَابُ وُجُوبِ عِيَادَةِ المَرِيضِ ٥٦٤٩، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ ٣١٠٥، السنن الکبری للنسائی ٨٦١٣، صحیح ابن حبان ٣٣٢٤، شرح السنة للبغوی ١٤٠٧، السنن الکبری للبیہقی ٦٥٧٥، مسند احمد ١٩٥١٧

(٣) سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الْعِيَادَةِ مِنَ الرَّمَدِ ٣١٠٢، مستدرک حاکم ١٢٦٥، السنن الکبری للبیہقی ٦٥٨٨، الادب المفرد فی بخاری ٥٣٢

(٤) سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الْعِيَادَةِ مِرَارًا ٣١٠١

سیر کرتا ہے جب تک کہ وہ لوٹ آئے۔ (۱)

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ:مَا مِنْ رَجُلٍ يَعُودُ مَرِيضًا مُمْسِيًا، إِلَّا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَتَاهُ مُصْبِحًا، خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کے لیے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نکلتے ہیں جو اس کے لیے صبح تک بخشش طلب کرتے رہتے ہیں، اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہو گا، اور جو کوئی صبح کے وقت عیادت کے لیے نکلے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نکلتے ہیں جو اس کے لیے شام تک بخشش مانگتے رہتے ہیں، اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہو گا۔ (۲)

حكم الألباني :صحيح موقوف

قَالَ عَلِيٌّ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا مِنْ مُسْلِمٍ عَادَ أَخَاهُ إِلا ابْتَعَثَ اللَّهُ لَهُ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ مِنْ أَيِّ سَاعَاتِ النَّهَارِ، كَانَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَمِنْ أَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ كَانَ حَتَّى يُصْبِحَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب کوئی مسلمان دن کی کسی گھڑی میں اپنے (مسلمان) بھائی کی عیادت کرے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجتے ہیں جو شام تک اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اور اگر رات کے کسی وقت تیمارداری کرے تو وہ فرشتے صبح تک اس پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ (۳)

فَقَالَ عَلِيٌّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ عَادَ مَرِيضًا بَكَرًا شَيَّعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ عَادَهُ مَسَاءً شَيَّعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُ، حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، جو صبح سویرے مریض کی عیادت کی غرض سے نکلے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ شام تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں، اور اس کا جنت میں ایک باغ

---

(۱) صحيح مسلم كتاب البروالصلة باب فَضْلِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ ۶۵۵۱ ،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ ۹۶۷،الادب المفرد فی بخاری ۵۲۱،مسند احمد ۲۲۴۴۴

(۲) جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ ۹۶۹،سنن ابوداود كتاب الجنائز بَابٌ فِي فَضْلِ الْعِيَادَةِ عَلَى وُضُوءٍ ۳۰۹۸،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا ۱۴۴۲،شعب الايمان ۸۷۴۲،سنن الكبرى للنسائی ۷۴۵۲،شرح السنة للبغوی ۱۴۱۰،السنن الكبرى للبيهقی ۶۵۸۵ ، مستدرک حاکم ۱۲۶۴ ،مسند احمد ۹۷۶

(۳) مسند احمد ۷۵۴، صحیح ابن حبان ۲۹۵۸

عطا کیا جاتا ہے، اور اگر شام کے وقت اس کی بیمار پرسی کے لیے روانہ ہو تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ سب صبح تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، اور جنت میں ایک باغ اس کو عطا کیا جاتا ہے۔ [1]

عیادت کرنے والا صرف جاتے وقت ہی رحمت الٰہی کی آغوش میں نہیں رہتا بلکہ اپنے گھر واپس لوٹتے ہوئے بھی رحمت الٰہی ہی میں پلٹتا ہے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ عَادَ مَرِيضًا، لَمْ يَزَلْ يَخُوضُ فِي الرَّحْمَةِ حَتَّى يَجْلِسَ، فَإِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيهَا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مریض کی عیادت کی وہ پلٹنے تک رحمت میں داخل رہا، اور جب (مریض کے پاس) بیٹھ گیا تو رحمت میں غوطہ زن ہو گیا۔ [2]

عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:--------وَإِذَا قَامَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَا يَزَالُ يَخُوضُ فِيهَا حَتَّى يَرْجِعَ مِنْ حَيْثُ خَرَجَ

عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔۔۔۔اور جب وہ مریض کے ہاں سے اٹھتا ہے تو رحمت ہی میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ وہاں لوٹ کر چلا جائے جہاں سے آیا تھا۔ [3]

عیادت کے وقت مریض کو دعا دینا:

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُودُ مَرِيضًا، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، أَوْ يَمْشِي لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی کسی مریض کی عیادت کے لیے آئے تو کہے اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عنایت فرما، یہ تیری راہ میں کسی دشمن کو زخمی کرے گا، یا تیری رضا کے لیے کسی جنازہ میں شریک ہو گا۔ [4]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ ابْنُ السَّرْحِ: إِلَى صَلَاةٍ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن السرح (احمد بن عمرو بن عبد اللہ) نے إِلَى جَنَازَةٍ کی بجائے إِلَى صَلَاةٍ روایت کیا ہے یعنی یہ بندہ نماز کے لیے جائے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَاهَا، قَالَ: اشْتَكَيْتُ بِمَكَّةَ فَجَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى

---

[1] مسند احمد ۹۷۵

[2] مسند احمد ۱۴۲۶۰

[3] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۳۷۷۰، المعجم الاوسط للطبرانی ۵۲۹۶

[4] سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ ۳۱۰۷، مسند احمد ۶۶۰۰، صحیح ابن حبان ۲۹۷۴، مستدرک حاکم ۱۲۷۳

جَبْهَتِي، ثُمَّ مَسَحَ صَدْرِي وَبَطْنِي، ثُمَّ قَالَ:اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی دختر عائشہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں میں مکہ مکرمہ میں بیمار ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسی کے لیے میرے ہاں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھا، پھر میرے سینے اور پیٹ پر پھیرا اور فرمایا اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ کو شفا عنایت فرما اور اس کی ہجرت مکمل فرمادے۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ عَادَ مَرِيضًا، لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مِرَارٍ: أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ، إِلَّا عَافَاهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ الْمَرَضِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی ابھی اجل نہ آئی ہو تو سات بار اس کے پاس یہ دعا "میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت اور بڑائی والا اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا عنایت فرمائے۔" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے عافیت دے دے گا۔[2]

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ، فَقُولُوا خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مریض یا میت کے پاس موجود ہو تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری کہی ہوئی بات پر آمین کہتے ہیں۔[3]

فِيهِ النَّدْبُ إِلَى قَوْلِ الْخَيْرِ، حِينَئِذٍ مِنَ الدُّعَاءِ وَالِاسْتِغْفَارِ لَهُ وَطَلَبِ اللُّطْفِ بِهِ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ وَنَحْوِهِ ، وَفِيهِ حضور الملائكة حينئذ وتأمينهم ،

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں اس بات کی ترغیب ہے کہ ایسے موقع پر بھلی بات کہی جائے، اللہ تعالیٰ سے اس (مریض یا میت) کے لیے مغفرت کا سوال کیا جائے اور اس کے ساتھ شفقت، نرمی اور آسانی کا معاملہ کرنے کی دعا کی جائے، علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو بات کہی جائے اس پر آمین کہتے ہیں۔[4]

---

[1] سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ ۳۱۰۴،صحیح بخاری کتاب المرضی بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيضِ ۵۶۵۹،السنن الکبری للنسائی ۶۲۸۴،مستدرک حاکم ۱۲۶۷،السنن الکبری للبیہقی ۶۵۸۹،مسند احمد ۱۴۷۴

[2] سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ ۳۱۰۶،جامع ترمذی ابواب الطب بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّدَاوِي بِالعَسَلِ ۲۰۸۳،السنن الکبری للنسائی ۱۰۸۱۶،صحیح ابن حبان ۲۹۷۵، مستدرک حاکم ۱۲۶۸

[3] احکام الجنائز للالبانی ۱۰/۱،سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ إِذَا حُضِرَ ۱۴۴۷،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَرِيضِ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَالدُّعَاءِ لَهُ عِنْدَهُ ۹۷۷،السنن الکبری للنسائی ۱۹۶۴،مصنف ابن ابی شیبہ ۱۰۸۴۷،مسند احمد ۲۶۶۰۸

[4] شرح النووی علی مسلم ۲۲۲/۶

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ:لاَ بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ لَهُ:لاَ بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ: قُلْتُ: طَهُورٌ؟ كَلَّا، بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ، أَوْ تَثُورُ، عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ، تُزِيرُهُ القُبُورَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَنَعَمْ إِذًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کرنے کے لئے ایک اعرابی کے پاس تشریف لے گئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی عیادت کو جاتے تو فرماتے اللہ نے چاہا تو یہ اچھا ہو جائے گا اور اس کے گناہ دھل گئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی کہا اگر اللہ نے چاہا تو کچھ حرج نہیں گناہ کی معافی کا سبب ہے، اور اعرابی نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم (طہور) کہتے ہیں ہرگز طہور نہیں بلکہ یہ تو ایک مارنے والا بخار ہے جو مجھ بوڑھے کو قبر تک پہنچادے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اب یہی ہو گا۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ، قَالَ:أَذْهِبِ البَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا آپ کے پاس کوئی مریض لایا جاتا تو فرماتے " اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو دور کر کے شفا دے کہ تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا شفا ہے، ایسی شفا جو مرض کو نہ چھوڑے۔"[2]

قریب الموت شخص کو کلمہ شہادت کی تلقین کرنا:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب المرگ آدمی کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔[3]

ان کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو تا کہ ان کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جس کا یہ آخری کلام ہو گا

حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ

اللہ نے اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا ہے۔

یعنی وہ جنت میں جائے گا، اور تلقین کا حکم مستحب ہے اور علما کا اس پر اجماع ہے، اور بیمار کو بار بار تلقین کرنا مکروہ ہے کہیں تنگ آ کر وہ انکار نہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۶۱۶

[2] صحیح بخاری کتاب المرضی بَابُ دُعَاءِ العَائِدِ لِلْمَرِيضِ ۵۶۷۵

[3] صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ تَلْقِينِ الْمَوْتَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ۲۱۲۳، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي التَّلْقِينِ ۳۱۱۷، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَرِيضِ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَالدُّعَاءِ لَهُ عِنْدَهُ ۹۷۶، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَيِّتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ۱۴۴۵، السنن الکبری للنسائی ۱۹۶۵، السنن الکبری للبیہقی ۶۵۹۸، صحیح ابن حبان ۳۰۰۳، مسند ابویعلی ۱۰۹۶، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۶۵، مسند احمد ۱۰۹۹۳

کر بیٹھے، بلکہ لازم ہے کہ اس کے پاس اس کلمہ کو پڑھیں تاکہ وہ بھی سن کر پڑھنے لگے اور جب وہ ایک بار پڑھ لے پھر چپ ہو جائیں، ہاں اگر پھر کچھ اور بات کرے تو پھر تلقین کر دیں تاکہ اس کا آخری کلمہ کلمہ توحید ہو۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا آخری کلام لاالہ الااللہ ہو گا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔[1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی انہی الفاظ میں حدیث مروی ہے۔

اسے قبلہ رخ کرنا اور (وفات کے بعد) اس کی آنکھیں بند کرنا:

قریب المرگ انسان کو قبلہ رخ کرنا تاکہ اسی حالت میں اس کی وفات ہو کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے، البتہ جو لوگ قبلہ رخ کرنے کے قائل ہیں وہ مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ:ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْكَبَائِرُ؟ فَقَالَ:هُوَ تِسْعٌ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ نَفْسِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَفِرَارٌ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ، وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا

عبید بن عمیر اپنے والد سے بیان کرتے ہیں جو صحابی تھے، حجۃ الوداع کے موقع پر ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہ نو ہیں اللہ کے ساتھ شرک ٹھیرانا، جادو، ناحق کسی جان کا قتل، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا، پاک دامنہ عورتوں پر تہمت لگانا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور بیت الحرام کو حلال سمجھ لینا حالانکہ وہ تو زندہ اور مردہ حالت میں تمہارا قبلہ ہے۔[2]

وفيه نظر؛ لأن المراد بقوله: أحياء عند الصلاة، وبقوله: أمواتا في اللحد، والمحتضر حي غير مصل، فلا يتناوله الحديث، وإلا لزم وجوب التوجه إلى القبلة على كل حي، وعدم اختصاصه بحال الصلاة! وهو خلاف الإجماع

اس حدیث میں محل شاہد یہ ہے کہ زندوں کے لیے بیت اللہ نماز کے وقت قبلہ ہے اور مردوں کے لیے قبر میں، لہٰذا قریب المرگ انسان ان دونوں میں شامل نہیں ہے تاہم اگر اس فلسفہ کو تسلیم کر لیا جائے تو ہر زندہ شخص پر قبلہ رخ ہونا لازم ہو گا، قطع نظر اس بات سے کہ نماز کا وقت ہو

---

[1] احکام الجنائز ۳۴/۱، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي التَّلْقِينِ ۳۱۱۶، مستدرک حاکم ۱۲۹۹، مسند احمد ۲۲۰۳۴

[2] سنن ابوداود کتاب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ ۲۸۷۵، مستدرک حاکم ۱۹۷، السنن الکبری للبیہقی ۶۷۲۳، شرح مشکل الآثار ۸۹۸

یا نہ ہو، تو یقیناً یہ بات نقل وعقل کے خلاف ہے۔ [1]

وللحديث شواهديحيىٰ بن ابى كثيرمدلس وعنعن ،وللحديث شواهد ضعيفة۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُورٍ أَوْصَى أَنْ يُوَجَّهَ لِلْقِبْلَةِ إِذَا أُحْتُضِرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابَ الْفِطْرَةَ

ابو قتادہ سے مروی ہے براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ جب ان کی وفات کا وقت آئے تو انہیں قبلہ رخ کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا یہ تو فطرت کو پہنچ گیا ہے۔ [2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے نقل تو کیا ہے لیکن اس پر سکوت فرمایا ہے۔

ومن ذلك فعل البتول رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ولا وجه لاختيار الاستلقاء إلا وهم أنه أكمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت قبلہ رخ ہو کر اپنے دائیں ہاتھ کا تکیہ بنالیا۔ [3]

وقد ذكره ابن الجوزي في الموضوعات، وقال: لا يصح، وكيف يصح الغسل للموت قبل الموت؟ ! هذا لا يصح إضافته إلى فاطمة وعلي؛ بل ينزهان عن مثل هذا

ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے الموضوعات میں لکھا ہے اور کہا ہے یہ صحیح نہیں ہے اور یہ صحیح کیسے ہوسکتا ہے کہ مرنے سے پہلے میت کو غسل دے دیا جائے! یہ صحیح نہیں ہے یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف اضافہ کیا گیا ہے حالانکہ وہ ان باتوں سے منزہ ہیں۔ [4]

حَدَّثَنِي زُرْعَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ شَهِدَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ فِي مَرَضِهِ وَعِنْدَهُ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَغُشِيَ عَلَى سَعِيدٍ، فَأَمَرَ أَبُو سَلَمَةَ، أَنْ يُحَوَّلَ فِرَاشُهُ إِلَى الْكَعْبَةِ

زرعہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے میں سعید بن مسیب کی بیماری کے وقت وہاں موجود تھا اور وہ ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کے ہاں تھے، سعید رضی اللہ عنہ پر موت کی غشی طاری ہوئی تو ابوسلمہ نے سلمہ سے کہا کہ ان کا بستر کا رخ قبلہ کی طرف کر دو۔ [5]

بل كره سعيد بن المسيب توجيهه إليها،

تاہم سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے انہوں نے قریب المرگ انسان کو قبلہ رخ کرنا ناپسند کیا ہے۔ [6]

---

[1] الموسوعة الفقهية الميسرة في فقه الكتاب والسنة المطهرة ۴٫۴۰

[2] تلخيص الحبير ۲٫۲۳۸، مستدرک حاکم۱۳۰۵

[3] الدررالبهيه ۱٫۴۲۴

[4] الدررالبهيه ۱٫۴۲۴

[5] احکام الجنائز۱۱٫۱،مصنف ابن ابی شيبة۱۰۸۷۷

[6] احکام الجنائز۱۱٫۱

میت کی آنکھیں بند کر دینا:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ، فَأَغْمِضُوا الْبَصَرَ؛ فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوحَ، وَقُولُوا خَيْرًا؛ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلَى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ

شداد بن اوس سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا تم اپنے مردوں کے پاس حاضر ہو تو ان کی آنکھیں بند کر دیا کرو بے شک نظر روح کا پیچھا کرتی ہے، اور اچھی بات کہو کیونکہ (میت کے) گھر والوں کی کہی ہوئی بات پر آمین کہی جاتی ہے۔ [۱]

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ:إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت تشریف لائے تو اس وقت اس کی آنکھ کھلی تھی تو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اسے بند کر دیا پھر فرمایا جب روح قبض کر لی جاتی ہو تو آنکھ اس کا پیچھا کرتی ہے۔ [۲]

دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ إِغْمَاضِ الْمَيِّتِ وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى ذَلِكَ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ میت کی آنکھیں بند کرنا مشروع ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔ [۳]

قَالَ النَّوَوِيُّ: وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى ذَلِكَ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ [۴]

مرنے والے پر سورہ یٰسین کی تلاوت کرنا:

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اقْرَءُوا يس عَلَى مَوْتَاكُمْ

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا اپنے مرنے والوں کے قریب سورہ یٰسین پڑھا کرو۔ [۵]

---

[۱] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ ۱۴۵۵، مستدرک حاکم ۱۳۰۱، مسند البزار ۳۴۷۸، المعجم الکبیر للطبرانی ۷۱۶۸، مسند احمد ۱۷۱۳۶

[۲] صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي إِغْمَاضِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ إِذَا حُضِرَ ۲۱۳۰، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ ۳۱۱۷، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ ۱۴۵۴، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۰۶، شرح السنة للبغوی ۱۴۶۸، صحیح ابن حبان ۷۰۴۱، مسند احمد ۲۶۵۴۳

[۳] شرح النووی علی مسلم ۶٫۲۲۳

[۴] نیل الاوطار ۴٫۲۸

[۵] سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَيِّتِ ۳۱۲۱، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ إِذَا حُضِرَ ۱۴۴۸، مستدرک حاکم ۲۰۷۴، شعب الایمان ۲۲۳۰، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۰۰، مصنف ابن ابی شیبة ۱۰۸۵۳، مسند احمد ۲۰۳۰۱

قَالَ الدَّارَقُطْنِيّ: هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ مَجْهُولُ الْمَتْنِ ، وَلَا يَصِحُّ فِي الْبَابِ

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے ضعیف اور متن کے لحاظ سے مجہول ہے اور اس بارے میں صحیح نہیں ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي ذَرٍّ قَالَا :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيُقْرَأُ عِنْدَهُ يس إِلَّا هَوَّنَ اللهُ عَلَيْهِ

ابو درداء اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مردے پر سورۂ یٰسین کی تلاوت کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر آسانی فرمادیتا ہے۔ (۲)

اس روایت کی سند میں مروان بن سالم راوی ثقہ نہیں ہے۔

قال أحمد وغيره: ليس بثقة.وقال الدارقطني: متروك.وقال البخاري، ومسلم، وأبو حاتم: منكر الحديث.وقال أبو عروبة الحراني: يضع الحديث.وقال ابن عدي: عامة أحاديثه لا يتابعه الثقات عليه

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں مروان بن سالم ثقہ نہیں ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ متروک ہے، امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ اور امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ منکر احادیث ہے، اور ابو عروبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا، اور ابن عدی نے فرمایا احادیث کا علم رکھنے والے اسے ثقہ شمار نہیں کرتے۔ (۳)

كَانَ مِمَّن يَرْوِي الْمَنَاكِير عَن الْمَشَاهِير وَيَأْتِي عَن الثِّقَات مَا لَيْسَ من حَدِيث الْأَثْبَات فَلَمَّا كثر ذَلِك فِي رِوَايَته بَطل

یہ مشاہیر سے مناکیر روایت کرتا ہے اور ثقہ راویوں سے ایسی روایات لاتا جس کا کوئی سر پیر نہ ہوتا چنانچہ اس کی اکثر روایات باطل ہیں۔ (۴)

وأما قراءة سورة (يس) عنده، وتو جيهه نحو القبلة فلم يصح فيه حديث

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کے قریب سورۂ یٰسین پڑھنے، اور اس کا رخ قبلہ کی طرف کر دینے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ (۵)

تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا، وَإِنْ يَكُ سِوَى ذَلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازے کے ساتھ (تجہیز و تکفین میں) جلدی کرو اگر وہ نیک اور صالح ہے تو تم اسے

(۱) نیل الاوطار ۴/۲۹

(۲) اخبار اصبہان ۱/۲۲۹

(۳) میزان الاعتدال ۴/۸۴۲۵،۹۰

(۴) المجروحین ۳/۱۳

(۵) احکام الجنائز ۱/۱۱

بھلائی کی طرف آگے لے جا رہے ہو، اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو وہ ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار پھینک رہے ہو۔ (۱)

وفات ہو جانے کے بعد میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنی چاہیے، دور دراز کے اقارب واحباب کو جمع کرنا اور ان کی آمد کے انتظار میں تاخیر کرنا ایک غیر شرعی اور نامناسب عمل ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ يَا عَلِيُّ لَا تُؤَخِّرْهُنَّ: الصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفُؤًا

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سیدنا علی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کو تین چیزوں میں تاخیر نہ کرنے کی وصیت فرمائی، جب نماز کا وقت ہو جائے تو تاخیر نہ کرنا، جب جنازہ حاضر ہو جائے (تو اسے لے جانے میں تاخیر نہ کی جائے) اور بیوہ عورت کے نکاح میں تاخیر نہ کرنا جب اس کی ذات والا مل جائے۔ (۲)

حَدِيثُ أُمِّ فَرْوَةَ لاَ يُرْوَى إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ العُمَرِيِّ، وَلَيْسَ هُوَ بِالقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الحَدِيثِ، وَاضْطَرَبُوا فِي هَذَا الحَدِيثِ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

امام ترمذی رَحِمَهُ اللّٰهُ فرماتے ہیں ام فروہ کی حدیث سوائے عبد اللہ بن عمر عمری سے روایت نہیں کی گئی، اور وہ اہل حدیث کے نزدیک کچھ ایسی قوی نہیں، انہوں نے اس حدیث میں اضطراب کیا ہے اور یحییٰ بن سعید کے بارے میں کلام کیا ہے۔ (۳)

عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ، أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ، مَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَآذِنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا فَإِنَّهُ، لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِهِ

الحصین بن وحوح سے مروی ہے طلحہ بن براء رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا مجھے اس کی اطلاع دے دینا اور جلدی کرو کیونکہ مسلمان کے مردہ جسم کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکے رکھنا جائز نہیں۔ (۴)

وهذا إسناد ضعيف مظلم؛ من دون حصين بن وحوح لا يعرفون. وقد قال الحافظ في كل من عروة بن سعيد الأنصاري وأبيه: مجهول

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ السُّرْعَةِ بِالْجِنَازَةِ ۱۳۱۵، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ ۲۱۸۶، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ ۳۱۸۱، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْرَاعِ بِالجَنَازَةِ ۱۰۱۵، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ ۱۴۷۷، السنن الکبری للنسائی ۲۰۴۸، مسند البزار ۶۳۱۷، مسند احمد ۷۲۶۷، شرح معانی الآثار ۲۷۳۵، شرح السنة للبغوی ۱۴۸۱، السنن الکبری للبیهقی ۶۸۴۴، مصنف ابن ابی شیبة ۱۱۲۶۳

(۲) جامع ترمذی ابواب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِي الوَقْتِ الأَوَّلِ مِنَ الفَضْلِ ۱۷۱، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجِنَازَةِ، لَا تُؤَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ، وَلَا تُتْبَعُ بِنَارٍ ۱۴۸۶، مسند احمد ۸۲۸، مستدرک حاکم ۲۶۸۶، شرح السنة للبغوی ۳۵۱، السنن الکبری للبیهقی ۱۳۷۵۷

(۳) جامع ترمذی ابواب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِي الوَقْتِ الأَوَّلِ مِنَ الفَضْلِ ۱۷۱

(۴) سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ التَّعْجِيلِ بِالْجَنَازَةِ وَكَرَاهِيَةِ حَبْسِهَا ۳۱۵۹، السنن الکبری للبیهقی ۶۶۲۰

اس روایت کی اسناد مظلم کی وجہ سے ضعیف ہے، اس کے ساتھ حصین بن وحوح کو نہیں جانتے، اور حافظ رحمہ اللہ نے فرمایا عروہ بن سعید اور اس کے والد سب راوی مجہول ہیں۔ (۱)

أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: أَوْصَى أَبُو مُوسَى حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَقَالَ: إِذَا انْطَلَقْتُمْ بِجِنَازَتِي فَأَسْرِعُوا الْمَشْيَ

ابو بردہ سے مروی ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ جب تم میرا جنازہ لے کر جاؤ گے تو مجھے جلدی لے کر چلنا۔ (۲)

میت کا قرض ادا کرنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی روح قرض کے ساتھ اس وقت تک معلق رہتی ہے جب تک کہ اسے ادا نہیں کر دیا جاتا۔ (۳)

عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ، قَالَ: مَاتَ أَخِي وَتَرَكَ ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ، وَتَرَكَ وَلَدًا صِغَارًا، فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ أَخَاكَ مَحْبُوسٌ بِدَيْنِهِ، فَاذْهَبْ، فَاقْضِ عَنْهُ

سعد بن اطول رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کا بھائی تین سو درہم ترکہ چھوڑ کر فوت ہو گیا چونکہ میت کے اہل و عیال بھی تھے تو سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے عیال پر یہ درہم خرچ کرنے کا ارادہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بے شک تمہارا بھائی اپنے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے، اس کی طرف سے قرض ادا کرو۔ (۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ المُتَوَفَّى، عَلَيْهِ الدَّيْنُ، فَيَسْأَلُ:هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا؟، فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى، وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ:صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الفُتُوحَ، قَالَ:أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ المُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا، فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عہد رسالت میں اگر کوئی مقروض فوت ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے کہ کیا اس نے قرض کی ادائیگی

---

(۱) سلسلہ الاحادیث الضعیفۃ ۷/۲۲۳

(۲) احکام الجنائز ۱/۸، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۵۴، مسنداحمد ۱۹۵۴۷، صحیح ابن حبان ۳۱۵۰، شرح السنۃ للبغوی ۱۵۲۳

(۳) سنن ابن ماجہ کتاب الصدقات بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الدَّيْنِ ۲۴۱۳، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ ۱۰۷۸، مسنداحمد ۱۰۵۹۹، مستدرک حاکم ۲۲۱۹، السنن الکبری للبیہقی ۷۰۹۹، مسندالبزار ۸۶۶۴، شعب الایمان ۵۱۵۵، شرح السنۃ للبغوی ۲۱۴۷

(۴) احکام الجنائز ۱/۱۵، سنن ابن ماجہ کتاب الصدقات بَابُ أَدَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲۴۳۳، مسنداحمد ۱۷۲۲۷، السنن الکبری للبیہقی ۲۰۴۹۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۵۴۶۶

کے لیے کچھ چھوڑا ہے، اگر لوگ کہتے ہاں تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیتے، اور اگر لوگ کہتے نہیں تو آپ ﷺ فرماتے اپنے ساتھی کی نماز جنازہ خود ہی پڑھ لو، پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتوحات سے نوازا، تو آپ ﷺ نے فرمایا میں مومنوں کے اپنے نفسوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہوں، لہذا جو فوت ہو جائے اور اس پر قرض ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے، اور جس نے ترکے میں کوئی مال چھوڑا ہے تو وہ اس کے ورثاء کے لیے ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلاَفَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے لوگوں سے ادا کر دینے کے ارادے سے مال حاصل کیا (پھر کسی وجہ سے وہ زندگی میں ادا نہ کر سکا) تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا فرما دے گا، اور جس نے لوگوں سے ہلاک (یا ضبط) کر لینے کی نیت سے مال لیا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے ہلاک کر دیں گے۔ (۲)

میت کو کسی کپڑے سے ڈھانپنا:

أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ کو دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔ (۳)

اور جو شخص حالت احرام میں فوت ہو گیا اس کا سر اور چہرہ نہیں ڈھانپا جائے گا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ ، إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ: فَأَوْقَصَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلاَ تُحَنِّطُوهُ، وَلاَ تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ القِيَامَةِ مُلَبِّيًا

(۱) صحیح بخاری کتاب الکفالۃ بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا، فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ ۲۲۹۸، صحیح مسلم کتاب الفرائض بَابُ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ ۴۱۵۷، سنن ابن ماجہ کتاب الصدقات بَابُ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَعَلَى اللهِ وَعَلَى رَسُولِهِ ۲۴۱۵، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَدْيُونِ ۱۰۷۰، السنن الکبری للنسائی ۲۱۰۱، صحیح ابن حبان ۴۸۵۴، مسند احمد ۹۸۴۸، شرح السنۃ للبغوی ۲۱۵۴، السنن الکبری للبیہقی ۱۳۳۴۵

(۲) صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض واداء الدیون والحجر والتطیس بَابُ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَوْ إِتْلاَفَهَا ۲۳۸۷، مسند احمد ۸۷۳۳، شرح السنۃ للبغوی ۲۱۴۶، السنن الکبری للبیہقی ۱۰۹۵۵

(۳) صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ البُرُودِ وَالحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ ۵۸۱۴، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي الْمَيِّتِ يُسَجَّى ۳۱۲۰، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۶۹، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۱۲، مسند احمد ۲۵۱۹۹، صحیح ابن حبان ۶۶۲۵، مصنف عبدالرزاق ۶۱۷۴، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۱۳

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص میدان عرفہ میں (احرام باندھے ہوئے) کھڑا ہوا تھا کہ اپنی سواری سے گرا اور سواری نے انہیں کچل دیا یا وَقَصَتْهُ کے بجائے یہ لفظ أَوْقَصَتْهُ کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمایا پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں انہیں کفن دو اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ انہیں خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے سر (اور چہرے کو) مت ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔ (۱)

ثابت ہوا کہ محرم کو دو کپڑوں میں دفنایا جائے کیونکہ وہ حالت احرام میں ہے، اور محرم کے لئے احرام کی صرف دو ہی چادریں ہیں برخلاف اس کے دیگر مسلمانوں کے لئے مردے کے لئے تین چادریں اور عورت کے لئے پانچ کپڑے مسنون ہیں۔

میت کا بوسہ لینا جائز ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بے شک سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیا۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ، حَتَّى رَأَيْتُ الدُّمُوعَ تَسِيلُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اور اس وقت وہ فوت ہو چکے تھے حتی کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ (۳)

مریض کو اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ: قَالَ: لَا يَمُوتُ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللَّهِ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الكَفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ ۱۲۶۵، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ ۲۸۹۱، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ ۳۲۳۸، السنن الکبری للبیہقی ۶۲۳۷، احکام الجنائز ۱/۱۳، سنن الدارمی ۱۸۹۴، السنن الکبری للنسائی ۳۸۲۲، مسند احمد ۱۸۵۰، صحیح ابن حبان ۳۹۵۹، سنن الدارقطنی ۲۷۷۱، شرح السنة للبغوی ۱۴۸۰

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۵۵، ۴۴۵۷، ۴۴۵۶، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ ۹۸۹، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ ۱۴۵۷، السنن الکبری للنسائی ۱۹۷۹، شرح السنة للبغوی ۱۴۷۱، مسند احمد ۲۰۲۶، مستدرک حاکم ۱۳۳۴، مصنف عبدالرزاق ۱۲۰۶۶

(۳) سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ ۳۱۶۳، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ ۱۴۵۶، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۱۲، مسند احمد ۲۴۲۸۶، مصنف عبدالرزاق ۶۷۷۵، احکام الجنائز ۱/۲۱

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تین روز پہلے فرمایا تھا، تم میں سے ہر گز کوئی فوت نہ ہو مگر صرف اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔ ⁽¹⁾

یعنی بوقت رحلت امید کا پہلو غالب رکھنا چاہیے کہ وہ الرحمٰن اور الرحیم اپنے خاص فضل سے عفو وستر کا معاملہ فرمائے گا۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ:كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: أَرْجُو اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَخَافُ ذُنُوبِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو، وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نوجوان کے پاس گئے جو قریب المرگ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہو؟ تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے خائف ہوں، (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے کے دل میں اس وقت یہ دونوں چیزیں جمع ہو جائیں اللہ تعالیٰ اسے وہی عطا فرما دیتے ہیں جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اسے اس چیز سے امن بخش دیتے ہیں جس سے وہ خائف ہوتا ہے۔ ⁽²⁾

اس مسئلے میں یہ آیات کافی ہیں۔

...وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣١﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: اے مومنو! تم سب اکٹھے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تاکہ فلاح پاجاؤ۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ... ﴿٣﴾ ⁽⁴⁾

ترجمہ: اپنے رب سے بخشش طلب کرو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا... ﴿٨﴾ ⁽⁵⁾

ترجمہ: تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔

⁽¹⁾ صحيح مسلم كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها بَابُ الْأَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ ۷۲۲۹ ،سنن ابوداود كتاب الجنائز بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ عِنْدَ الْمَوْتِ ۳۱۱۳ ،سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ التَّوَكُّلِ وَالْيَقِينِ ۴۱۶۷،مسند احمد ۱۴۵۸۰

⁽²⁾ سنن ابن ماجه كتاب الزهد بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ ۴۲۶۱،جامع ترمذى ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَمُوتُ بِعَرَقِ الجَبِينِ ۹۸۳،السنن الكبرى للنسائى ۱۰۸۳۴،الترغيب والترهيب ۵۱۲۵،شرح السنة للبغوى ۱۴۵۶، احكام الجنائز ۳/۱

⁽³⁾ النور ۳۱

⁽⁴⁾ هود ۳

⁽⁵⁾ التحريم ۸

(موت سے پہلے) اپنی تمام تر ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہو جانا چاہیے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ اليَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لاَ يَكُونَ دِينَارٌ وَلاَ دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقے (سے بھی ظلم کیا ہو) تو اسے آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے کہ جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا، اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہو گا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ لاَ دِرْهَمَ لَهُ وَلاَ مَتَاعَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا فَيَقْعُدُ فَ يَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہیں علم ہے کہ مفلس شخص کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور مال و متاع نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو روز قیامت نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہو گی اور کسی کو تہمت لگائی ہو گی، کسی کا خون بہایا ہو گا، اور کسی کو بے جا مارا ہو گا، اسے بٹھا دیا جائے گا اور اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دی جائیں گی (جن پر اس نے زیادتی کی ہو گی) اور اگر اپنی غلطیوں کا بدلہ دینے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو لوگوں سے ان کی غلطیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[2]

وإذا كان عليه حقوق فليؤدها إلى، أصحابها، إن تيسر له ذلك.وإلا أوصى بذلك

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر ایسے شخص پر لوگوں کے حقوق (یعنی قرض، امانت، غصب شدہ مال وغیرہ) ہوں تو اسے چاہیے کہ مستحقین کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب المظالم والغضب بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ، هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ ۲۴۴۹، مسنداحمد ۱۰۵۷۳،شرح مشکل الآثار ۱۸۷،شرح السنة للبغوی ۴۱۶۳،السنن الکبری للبیہقی ۶۵۱۳،الترغیب والترہیب للمنذری ۳۳۶۵

[2] صحیح مسلم کتاب البروالصلة والادب بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ۶۵۷۹،جامع ترمذی ابواب صفة القيامة والرقاق والورع بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ ۲۴۱۸،صحیح ابن حبان ۷۳۵۹،شعب الایمان ۳۳۸،السنن الکبری للبیہقی ۱۱۵۰۴،مسنداحمد ۸۴۱۴،شرح السنة للبغوی ۴۱۶۴

طرف انہیں لوٹا دے اور اگر بروقت اس کی طاقت نہ ہو تو اس کی وصیت کر دے۔ [۱]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَبِيتَ لَيْلَتَيْنِ، وَلَهُ مَا يُوصِي فِيهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بھی مسلمان کے لیے جس کے پاس قابل وصیت کوئی مال ہو درست نہیں کہ دو راتیں بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ کیے بغیر گزارے۔ [۲]

مگر وصیت ثلث مال سے زائد نہ ہو:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ: يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ عَفْرَاءَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: لاَ، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ، قَالَ: لاَ، قُلْتُ: الثُّلُثُ، قَالَ: فَالثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ، وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَكَ، فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع میں) میری عیادت کو تشریف لائے اور میں اس وقت مکہ مکرمہ میں تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سرزمین پر موت کو پسند نہیں فرماتے تھے جہاں سے کوئی ہجرت کر چکا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ابن عفراء (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے سارے مال و دولت کی وصیت کر دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے پوچھا پھر آدھے کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی یہی فرمایا کہ نہیں میں نے پوچھا پھر تہائی کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہائی کی کر سکتے ہو اور یہ بھی بہت ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مال دار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ دو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تم اپنی کوئی چیز (اللہ کے لیے خرچ کرو گے) تو وہ خیرات ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (وہ بھی خیرات ہے)، اور (ابھی وصیت کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں) ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے اور اس کے بعد تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو، اور دوسرے بہت سے لوگ (اسلام کے

---

[۱] احکام الجنائز ۱/۴

[۲] مسند احمد ۴۵۷۸، صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ الوَصَايَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ ۲۷۳۸، صحیح مسلم كِتَابُ الْوَصِيَّةِ باب وَصِيَّتُهُ الرجل مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ ۴۲۰۴، سنن ابوداود کتاب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَصِيَّةِ ۲۸۶۲، سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا بَابُ الْحُثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ ۲۶۹۹، جامع ترمذی ابواب الوصایا بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَثِّ عَلَى الوَصِيَّةِ ۲۱۱۸، السنن الکبری للنسائی ۶۴۰۹، صحیح ابن حبان ۶۰۲۴، سنن الدارقطنی ۴۲۹۰، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۵۷، السنن الکبری للبیہقی ۱۲۵۸۸

مخالف) نقصان اٹھائیں،اس وقت سعد رضی اللہ عنہ کی صرف ایک بیٹی تھی۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الثُّلُثُ كَثِيرٌ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے یہ پسند ہے کہ لوگ وصیت میں ثلث سے ربع کی طرف مائل ہوجائیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثلث کو بھی بہت زیادہ قرار دیا ہے۔ (۲)

ورثاء کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں:

سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

ابو امامہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق عطا کر دیا ہے لہذا کسی وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں۔ (۳)

متفرقات:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ المَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لاَ بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الوَفَاةُ خَيْرًا لِي

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تم میں سے کوئی بھی کسی درپیش مصیبت وتکلیف کے سبب ہرگز موت کی تمنا نہ کرے،اور اگر ضرور ہی تمنا کرنا چاہتا ہو اس طرح کہہ لے اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے،اور اس وقت مجھے فوت کر دینا جب میرے لیے وفات بہتر ہوگی۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الوصایابَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ ۲۷۴۲،صحیح مسلم کتاب الوصایا بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۴۲۱۵،السنن الکبری للنسائی ۶۴۲۲،السنن الکبری للبیہقی ۱۵۶۹۶، مسند احمد ۱۴۸۸،مصنف عبدالرزاق ۱۶۳۵۸،شرح السنة للبغوی ۱۴۵۸

(۲) مسنداحمد ۲۰۳۴، مصنف ابن ابی شیبة ۳۰۹۱۴،السنن الکبری للبیہقی ۱۲۵۷۳،احکام الجنائز:۶/۱

(۳) سنن ابوداودکتاب الوصایابَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ ۲۸۷۰،السنن الکبری للنسائی ۶۴۳۵،سنن الدارمی ۳۳۰۳، مسند احمد ۱۷۶۶۳

(۴) صحیح بخاری کتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَالحَيَاةِ ۶۳۵۱،صحیح مسلم کتاب الذکرودعاوتوبة واستغفار بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ ۶۸۱۴،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ ۳۱۰۸،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّمَنِّي لِلْمَوْتِ ۹۷۰،السنن الکبری للنسائی ۷۴۷۵،سنن ابن ماجه کتاب الزهد بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ ۴۲۶۵،صحیح ابن حبان ۳۰۰۱،مسنداحمد ۱۲۰۱۵

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَهُوَ يَشْتَكِي، فَتَمَنَّى الْمَوْتَ، فَقَالَ:يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ، لَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ، إِنْ كُنْتَ مُحْسِنًا تَزْدَادُ إِحْسَانًا إِلَى إِحْسَانِكَ خَيْرٌ لَكَ، وَإِنْ كُنْتَ مُسِيئًا، فَإِنْ تُؤَخَّرْ تَسْتَعْتِبْ خَيْرٌ لَكَ، فَلَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ

ام الفضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے جو اس وقت بیمار تھے انہوں نے موت کی تمنا کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا جان! موت کی تمنا مت کیجئے کیونکہ اگر آپ نیک ہیں تو آپ (بقیہ زندگی میں) اپنی نیکیوں میں اضافہ کریں گے یہ آپ کے لیے بہتر ہے، اور اگر آپ گنہگار ہیں تو آپ اپنے گناہوں سے تائب ہو سکتے ہیں یہ بھی آپ کے لیے بہتر ہے، لہذا آپ ہر گز موت کی تمنا نہ کریں۔[1]

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔[2]

اہل وعیال کو وفات کے وقت رونے سے روکنا:

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :فَقُلْتُ: ارْتَحِلْ فَالحَقْ أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ: وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا صُهَيْبُ، أَتَبْكِي عَلَيَّ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ المَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کئے گئے تو صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور وہ کہہ رہے تھے ہائے میرے بھائی! ہائے میرے صاحب، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صہیب رضی اللہ عنہ! تم مجھ پر روتے ہو تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔[3]

اس لئے وفات کے بعد گھر والوں کو میت پر نوحہ نہیں کرنا چاہیے، البتہ مجرد آنسو بہہ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قریب المرگ کافر کے پاس دعوت اسلام کے لیے جانا:

ولا بأس في أن يحضر المسلم وفاة الكافر ليعرض الاسلام عليه ، رجاء أن يسلم

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کہ مسلمان کسی کافر کے وفات کے وقت اس کو دعوت اسلام پیش کریں کہ وہ اسلام قبول

---

[1] مسند احمد ۲۶۸۷۴، مستدرک حاکم ۱۲۵۴، احکام الجنائز ۱/۴

[2] احکام الجنائز ۱/۴

[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ۱۲۸۷، صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابُ الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ ۲۱۴۶، مصنف عبدالرزاق ۶۶۷۵، معرفة السنن والآثار ۷۷۸۶

کر لے۔[1]

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ غُلاَمٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ:أَسْلِمْ، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ:الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ(فلما مات، قال: صلوا على صاحبكم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا مسلمان ہو جا، اس نے اپنے قریب موجود والد کی طرف دیکھا، تو اس نے بچے کو کہا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو، پھر وہ بچہ مسلمان ہو گیا لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اسے آگ سے بچا لیا، جب وہ بچہ فوت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔[2]

میت کے اقرباء پر لازم ہے کہ صبر کریں اور إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ [3]

ترجمہ: ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیں جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

حَدَّثَنَا ثَابِتٌ البُنَانِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ: تَعْرِفِينَ فُلاَنَةَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ:اتَّقِي اللَّهَ، وَاصْبِرِي، فَقَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي، فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِنْ مُصِيبَتِي، قَالَ: فَجَاوَزَهَا وَمَضَى، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ: مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: مَا عَرَفْتُهُ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَجَاءَتْ إِلَى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ

---

[1] احکام الجنائز:۱۱/۱

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ ۱۳۵۶،شرح السنۃ للبغوی ۵۷،صحیح ابن حبان ۴۸۸۴،مسند احمد ۱۳۹۷۷،احکام الجنائز:۱۱/۱

[3] البقرۃ ۱۵۶،۱۵۵

مَا عَرَفْتُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ

ثابت بنانی سے مروی ہے میں نے سنا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی ایک عورت سے کہہ رہے تھے فلانی کو پہچانتی ہو؟انہوں نے کہاہاں، بتلایا کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے اور وہ ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایااللہ سے ڈراور صبر کر،اس عورت نے جواب دیا آپ میرے پس سے چلے جاؤ، میری مصیبت آپ پر نہیں پڑی ہے، بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے ہٹ گئےاور چلے گئے، پھر ایک صاحب ادھر سے گزرےاوران سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا کہاتھا؟اس عورت نے کہا کہ میں نے انہیں پہچانا نہیں،ان صاحب نے کہاوہ رسول اللہ ﷺ تھے، پھر وہ عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی ،انہوں نے آپ ﷺ کے ہاں کوئی دربان نہیں پایا پھرعرض کیااے اللہ کے رسول ﷺ!واللہ !میں نے آپ کو پہچانا نہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا حقیقی صبر توصدمہ کے شروع میں ہی ہوتا ہے۔[1]

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کے ساتھ یہ الفاظ پڑھنا بھی مسنون ہے اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْنِي خَيْرًا مِنْهُ۔[2]

میت کے چہرے سے کپڑا ہٹانا:

وفات کے وقت حاضر افراد کے لیے میت کے چہرے سے کپڑا ہٹانا درست ہے۔

ویجوز لهم کشف وجه المیت

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں میت کے چہرے سے کپڑا ہٹانا درست ہے۔[3]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي، قَالَ: جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَنْهَوْنِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يَنْهَانِي

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب میرے والد قتل کر دیے گئے تو میں نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگااس وقت میں رو رہا تھا،لوگوں نے مجھے روکا لیکن رسول اللہ ﷺ مجھے نہیں روک رہے تھے۔[4]

---

(1) صحیح بخاری کتاب الحکام بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ ۷۱۵۴،صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ ۲۱۴۱، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّبْرَ فِي الصَّدْمَةِ الْأُولَى ۹۸۷،السنن الکبری للبیهقی ۷۱۲۷،مسنداحمد ۱۲۴۵۸

(2) مسنداحمد ۱۶۳۴۴،صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ ۲۱۲۶ ،سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ ۱۵۹۸،شرح السنة للبغوی ۱۴۶۳،السنن الکبری للبیهقی ۷۱۲۵

(3) احکام الجنائز ۲۰/۱

(4) مسنداحمد ۱۴۱۸۷،صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ ۱۲۴۴،السنن الکبری للبیهقی ۶۷۱۳

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ، فَدَخَلَ المَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لاَ يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا المَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے جو سنح میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اترتے ہی مسجد میں تشریف لے گئے، پھر کسی سے گفتگو کئے بغیر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آئے (جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک رکھا ہوا تھا) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بردحبرہ (یمن کی بنی ہوئی دھاری دار چادر) سے ڈھانک دیا گیا تھا، پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کھولا اور جھک کر اس کا بوسہ لیا اور رونے لگے آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ دو موتیں آپ پر کبھی جمع نہیں کرے گا سوائے ایک موت کے جو آپ کے مقدر میں تھی، سو آپ وفات پا چکے۔ [۱]

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى حَتَّى رَأَيْتُ الدُّمُوعَ تَسِيلُ عَلَى وَجْنَتَيْهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور بوسہ لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ میں نے آنسو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں پر بہتے ہوئے دیکھے۔ [۲]

حسن خاتمہ کی علامات

وفات کے وقت کلمہ شہادت پڑھنا:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا آخری کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ [۳]

وفات کے وقت پیشانی پر پسینہ نمودار ہونا:

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ ۱۲۴۲،۱۲۴۱، صحیح ابن حبان ۶۶۲۰، السنن الکبری للبیہقی ۶۷۱۰

[۲] مصنف عبدالرزاق ۶۷۷۵، السنن الکبری للبیہقی ۶۷۱۲، احکام الجنائز ۲۱/۱

[۳] سنن ابوداود کتاب الجنائز باب فِي التَّلْقِينِ ۳۱۱۶، مستدرک حاکم ۱۲۹۹، شعب الایمان ۹۳، احکام الجنائز ۳۴/۱

ابو بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا مومن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔[۱]

جمعہ کی رات یا دن میں فوت ہونا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الجُمُعَةِ إِلاَّ وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ القَبْرِ.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوگا اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے سے بچالے گا۔[۲]

میدان قتال میں شہادت کی موت حاصل کرنا:

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سِتُّ خِصَالٍ: يَغْفِرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ، وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُحَلَّى حُلَّةَ الْإِيمَانِ، وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ

مقدام بن معدیکرب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کو اللہ تعالیٰ کے پاس سے چھ انعامات ملتے ہیں، خون کا پہلا قطرہ نکلتے ہی اس کی مغفرت ہوجاتی ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جنت میں دیکھ لیتا ہے، وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے، حشر کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا، اسے ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے، اس کا بڑی آنکھوں والی حوروں سے نکاح کر دیا جاتا ہے، اور اس کے عزیز واقارب میں سے ستر اس کی شفاعت سے بخشے جاتے ہیں۔[۳]

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ١٦٩؁ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ١٧٠؁ يَسْتَبْشِ

---

[۱] السنن الکبری للنسائی ۱۹۶۸،سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُؤْجَرُ فِي النَّزْعِ ۱۴۵۲،جامع ترمذی ابواب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَمُوتُ بِعَرَقِ الجَبِينِ ۹۸۲، صحیح ابن حبان ۳۰۱۱،مستدرک حاکم ۱۳۳۳،مسند احمد ۲۳۰۲۲،احکام الجنائز:۳۵؍۱

[۲] جامع ترمذی ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ يَوْمَ الجُمُعَةِ ۱۰۷۴،مسنداحمد۶۵۸۲،احکام الجنائز:۳۵؍۱

[۳] احکام الجنائز:۳۵؍۱،جامع ترمذی ابواب فضائل الجہاد بَابٌ فِي ثَوَابِ الشَّهِيدِ ۱۶۶۳،سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ ۲۸۰۰،مسند احمد ۱۷۱۸۲

رُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ (۱)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں، جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اس پر خوش و خرم ہیں اور مطمئن ہیں کہ جو اہل ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے، وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں و فرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

فی سبیل اللہ غزوہ کے لیے جاتے ہوئے طبعی موت سے وفات پا جانا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ (۲)

ترجمہ: جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لیے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لیے بڑی گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کے لیے نکلے پھر راستہ ہی میں اُسے موت آجائے اس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا، اللہ بہت بخشش فرمانے والا اور رحیم ہے۔

طاعون کے مرض سے موت آنا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے۔ (۳)

پیٹ کی بیماری سے، غرق ہو کر، ملبے کے نیچے دب کر، جل کر، عورت کو حالت نفاس میں اور فالج کے سبب موت آنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَعُدُّونَ الشَّهِيدَ فِيكُمْ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، قَالَ: إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ، قَالُوا: فَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ، قَالَ ابْنُ مِقْسَمٍ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِيكَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ قَالَ: وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شہید کس کو سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو اللہ تعالیٰ

(۱) آل عمران ۱۶۹ تا ۱۷۱

(۲) النساء ۱۰۰

(۳) صحیح بخاری کتاب الجهاد بابٌ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى القَتْلِ ۲۸۳۰، صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ بَيَانِ الشُّهَدَاءِ ۴۹۴۴، مسند احمد ۱۲۵۱۹، شرح السنة للبغوی ۱۴۴۱، احکام الجنائز ۱/۳۷

کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جب تو میری امت میں بہت کم شہید ہوں گے، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر شہید کون کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو طاعون میں مر جائے وہ شہید ہے، جو پیٹ کے عارضے سے مرے وہ بھی شہید ہے، جو ڈوب کر مرے وہ بھی شہید ہے۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: المَطْعُونُ، وَالمَبْطُونُ، وَالغَرِقُ، وَصَاحِبُ الهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں، طاعون میں ہلاک ہونے والا، پیٹ کی بیماری میں ہلاک ہونے والا، ڈوب کر مرنے والا، دب کر مر جانے والا، اور اللہ عزوجل کے راستے میں شہادت پانے والا۔ (۲)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ، فَمَا تَحَوَّزَ لَهُ عَنْ فِرَاشِهِ، فَقَالَ: أَتَدْرُونَ مَنْ شُهَدَاءُ أُمَّتِي؟قَالُوا: قَتْلُ الْمُسْلِمِ شَهَادَةٌ،قَالَ: إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ شَهَادَةٌ، وَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ، وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ، وَالنُّفَسَاءُ يَجُرُّهَا وَلَدُهَا بِسُرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ

رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس غرض عیادت تشریف لائے تو آپ ﷺ نے وہاں کے حاضرین سے پوچھا کیا تم جانتے ہو میری امت کا شہید کون ہے؟ انہوں نے کہا مسلمان کا قتل شہادت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو میری امت میں شہید بہت کم ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کی راہ میں قتال کرنے والا شہید ہے، طاعون میں مبتلا ہونے والا شہید ہے، ڈوب کر مرنے والا شہد ہے، پیٹ کی بیماری سے ہلاک ہونے والا شہید ہے، اور نفاس کی حالت میں مرنے والی عورت اس کا بچہ اپنے ہاتھ سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا۔ (۳)

جَابِرَ بْنَ عَتِيكٍ،وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟ قَالُوا: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ

جابر بن عتک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم لوگ شہادت کسے سمجھتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں قتل کے علاوہ بھی شہادت کے سات اسباب ہیں، طاعون سے مرنے والا شہید ہے، پانی میں ڈوب

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ بَيَانِ الشُّهَدَاءِ ۴۹۴۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الجهادوالسیر بَابٌ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى القَتْلِ ۲۸۲۹،صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ بَيَانِ الشُّهَدَاءِ،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّهَدَاءِ مَنْ هُمْ ۱۰۶۳،السنن الکبری للنسائی ۷۴۸۲، مسنداحمد ۸۳۰۵،احکام الجنائز ۳۸/۱

(۳) سنن الدارمی ۲۴۵۷، مسند احمد ۱۵۹۹۸،مسندابوداود الطیالسی ۵۷۹، احکام الجنائز ۳۹/۱

جانے والا شہید ہے، ذات الجنب (یہ ایک سخت قسم کی بیماری ہے جس میں پسلی کے اندر ایک پھوڑا ہوجاتا ہے، اکثر طور پر آدمی اس سے ہلاک ہوجاتا ہے) سے مرجانے والا شہید ہے، پیٹ کی تکلیف سے مرجانے والا شہید ہے، آگ سے جل مرنے والا شہید ہے، کسی مکان یا دیوار کے نیچے آ کر مرجانے والا شہید ہے، اور وہ عورت جو ولادت کی تکلیف (دردزہ) میں وفات پا جائے شہید ہے۔ [1]

سل کی بیماری سے موت آنا:

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزَّكَاةِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ: مَا تَعُدُّونَ الشَّهِيدَ فِيكُمْ؟» قَالُوا: الَّذِي يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ، قَالَ: إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذَنْ لَقَلِيلٌ، الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهَادَةٌ، وَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ، وَالنُّفَسَاءُ شَهَادَةٌ، وَالْحَرْقُ شَهَادَةٌ، وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالسُّلُّ شَهَادَةٌ، وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین مرتبہ زکاۃ لے کر آیا اور فرمایا تم لوگ اپنے میں سے کس کو شہید سمجھتے ہو، لوگوں نے عرض کیا جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو میری امت میں شہید بہت کم ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہادت ہے، جو طاعون کی وبا سے مرجائے وہ شہادت ہے، جو عورت بچے کی پیدائش کی تکلیف سے مرجائے وہ شہادت ہے، جو جل کر مرجائے شہادت ہے، جو ڈوب کر مرجائے شہادت ہے، سل (ٹی بی کے مرض) کے باعث موت آنا شہادت ہے، اور جو پیٹ کی تکلف سے مرجائے وہ شہادت ہے۔ [2]

اپنی جان، مال، دین، اہل وعیال اور عزت کے دفاع میں موت آنا:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ، أَوْ دُونَ دَمِهِ، أَوْ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے جو اپنے اہل وعیال کے دفاع میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے، جو اپنا دین بچاتے ہوئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے، اور جو اپنی جان بچاتے ہوئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔ [3]

پہرے کی حالت میں موت آنا:

عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ

[1] سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ۳۱۱۱، صحیح ابن حبان۳۱۸۹، مستدرک حاکم۱۳۰۰، مسند احمد۲۳۷۵۳، شرح السنة للبغوی۱۵۳۲، احکام الجنائز۳۹/۱

[2] مجمع الزوائد ۳۸۷۸، المعجم الکبیر للطبرانی ۶۱۱۵، احکام الجنائز ۴۰/۱

[3] سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي قِتَالِ اللُّصُوصِ۴۷۷۲، شرح السنة للبغوی ۲۵۶۴، معرفة السنن والآثار۱۷۵۴۱

سلمان رضی اللہ عنہ فارسی سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے ایک دن اور رات پہرہ دینا ایک ماہ کے روزے اور اس کے قیام سے بہتر ہے، اور اگر وہ شخص (پہرے کی حالت میں) فوت ہوجائے تو اس کاوہ عمل جسے وہ کیا کرتا تھا اس پر جاری ہوجاتا ہے اور اس کا رزق بھی اس کے لیے جاری کردیا جاتا ہے اور دو فتنے میں ڈالنے والے (فرشتوں یعنی منکر نکیر) سے بھی محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ (۱)

کسی بھی نیک عمل پر موت آنا:

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَسْنَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَدْرِي فَقَالَ:مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - قَالَ حَسَنٌ: ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا جس شخص نے رضائے الٰہی کے لیے کلمہ لاالٰہ الا اللہ کہا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کردیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے رضائے الٰہی کے لیے ایک دن روزہ رکھا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کردیا گیا وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے رضائے الٰہی کی خاطر کوئی چیز صدقہ کی پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کردیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (۲)

لوگوں کا میت کی تعریف کرنا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، قَالَ عُمَرُ: فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتَ:وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقُلْتَ:وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی تعریف کی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا واجب ہوگئی اسی طرح پھر ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ پھر فرمایا واجب ہوگئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ کے پاس سے جنازہ گزرا اور لوگوں نے اس کی تعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا واجب ہوگئی، آپ کے پاس سے جنازہ گزرا اور لوگوں نے اس کی برائی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا واجب ہوگئی (اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا چیز واجب ہوگئی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی تم لوگوں نے اچھی تعریف کی ہے

(۱) صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ فَضْلِ الرِّبَاطِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۴۹۳۸، السنن الکبری للنسائی ۴۳۶۱، احکام الجنائز ۴۲؍۱

(۲) احکام الجنائز ۴۳؍۱، مسند احمد ۲۳۳۲۴

اس کے لیے جنت واجب ہوگئی، اور جس کی تم نے بری تعریف کی ہے اس کے لیے آگ واجب ہوگئی، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ (1)

میت کو غسل دینا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ، إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ: فَأَقْعَصَتْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میدان عرفات میں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا کہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا اور اس اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو۔ (2)

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلاَثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ

ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (زینب یا ام کلثوم) کی وفات ہوئی آپ وہاں تشریف لائے اور فرمایا تین یا پانچ مرتبہ غسل دے دو اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ کے سکتی ہو۔ (3)

قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ السِّيَرِ إِنَّهَا أُمُّ كُلْثُومٍ وَالصَّوَابُ زَيْنَبُ كَمَا صَرَّحَ بِهِ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَتِهِ

قاضی عیاض رحمہ اللہ اور بعض اصحاب السیر فرماتے ہیں وہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں، مگر صحیح یہ ہے کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا زوجہ ابو العاص تھیں جیسا کہ مسلم نے اپنی روایت میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔

وَالْمُرَادُ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَلْيَكُنْ ثَلَاثًا فَإِنِ احْتَجْتُنَّ إِلَى زِيَادَةٍ عَلَيْهَا لِلْإِنْقَاءِ فَلْيَكُنْ خَمْسًا فَإِنِ احْتَجْتُنَّ إِلَى زِيَادَةِ الْإِنْقَاءِ

---

(1) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ فِيمَنْ يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرٌ أَوْ شَرٌّ مِنَ الْمَوْتَى ۲۲۰۰، السنن الکبری للنسائی ۲۰۷۰، مسند ابوداود الطیالسی ۲۱۷۵، مسند احمد ۱۲۹۳۸، احکام الجنائز ۴۴/۱

(2) صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ بِعَرَفَةَ، وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَدَّى عَنْهُ بَقِيَّةُ الحَجِّ ۱۸۴۹، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ ۲۸۹۱، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ ۳۲۳۸، جامع ترمذی ابواب الحج بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَمُوتُ فِي إِحْرَامِهِ ۹۵۱، سنن ابن ماجه کتاب المناسک بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ ۳۰۸۴، السنن الکبری للنسائی ۳۶۷۹، مسند ابوداود الطیالسی ۲۷۴۵، سنن الدارمی ۱۸۹۴، مسنداحمد ۱۸۵۰

(3) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ غُسْلِ المَيِّتِ وَوُضُوئِهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ ۱۲۵۳، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي غَسْلِ الْمَيِّتِ ۲۱۶۸، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ كَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ ۳۱۴۲، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ ۹۹۰، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ ۱۴۵۸، السنن الکبری للنسائی ۲۰۲۰، مسنداحمد ۲۰۷۹۰

فَلْيَكُنْ سَبْعًا وَهَكَذَا أَبَدًا وَحَاصِلُهُ أَنَّ الْإِيتَارَ مَأْمُورٌ بِهِ وَالثَّلَاثَ مَأْمُورٌ بِهَا نَدْبًا فَإِنْ حَصَلَ الْإِنْقَاءُ بِثَلَاثٍ لَمْ تُشْرَعِ الرَّابِعَةُ

تین بار غسل دینا تو ضروری ہے، اور اگر دیکھیں کہ ابھی اور طہارت کے لیے ضرورت ہے تو پانچ بار یا سات بار نہلائیں مگر طاق ہو، اور اگر تین ہی بار صفائی حاصل ہو تو چوتھی کی ضرورت نہیں۔ (۱)

قَالَ النَّوَوِيُّ: الْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّ غُسْلَ الْمَيِّتِ فَرْضُ كِفَايَةٍ ،قَالَ الْمُصَنِّفُ بَعْدَ نَقْلِهِ فِي الْفَتْحِ، وَهُوَ ذُهُولٌ شَدِيدٌ فَإِنَّ الْخِلَافَ فِيهِ مَشْهُورٌ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ ،إِنَّ الْقُرْطُبِيَّ رَجَّحَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ سُنَّةٌ ،وَقَدْ رَدَّ ابْنُ الْعَرَبِيِّ عَلَى مَنْ لَمْ يَقُلْ بِذَلِكَ، وَقَالَ: قَدْ تَوَارَدَ الْقَوْلُ وَالْعَمَلُ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اور اس پر اجماع ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اجماع کا دعوی کیسے درست ہوسکتا ہے جبکہ مالکیہ اس کے مخالف ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ شرح مسلم سے متفق ہیں کہ یہ سنت ہے۔ ابن عربی رحمہ اللہ مالکیہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ عمل قولاً اور فعلاً متواتر ہے۔ امیر صنعانی رحمہ اللہ حدیث " اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو، اور احرام ہی کے دو کپڑوں کا کفن دو" کے متعلق فرماتے ہیں یہ میت کو غسل دینے کے وجوب کی دلیل ہے۔ (۲)

الْإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ الْوَاجِبَ

جمہور کہتے ہیں میت کو غسل دینا واجب ہے۔ (۳)

أَنْ يَغْتَسِلَ فَرْضًا

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کو غسل دینا فرض ہے۔ (۴)

الإجماع على أنهم يغسلون

صدیق حسن خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں غسل میت کا وجوب متفق علیہ مسئلہ ہے۔ (۵)

والعمل على هذا عند أهل العلم

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ (۶)

میت کو غسل دینے کے لیے قریبی رشتہ دار دوسروں سے زیادہ مستحق ہیں جبکہ میت اس کی جنس (یعنی صنف) سے ہو:

(۱) شرح النووی علی مسلم ۷/۲

(۲) سبل السلام ۱/۴۶۹

(۳) نیل الاوطار ۴/۳۹

(۴) المحلی الآثار ۱/۲۷۰

(۵) الروضة الندية ۱/۱۶۳

(۶) احکام الجنائز ۱/۴۸

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لِيَلِهِ أَقْرَبُكُمْ مِنْهُ إِنْ كَانَ يَعْلَمُ، فَإِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ فَمَنْ تَرَوْنَ أَنَّ عِنْدَهُ حَظًّا مِنْ وَرَعٍ وَأَمَانَةٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو غسل دینے کا سب سے زیادہ مستحق اس کا سب سے زیادہ قریبی ہے بشرطیکہ اسے (اس کا صحیح طریقہ کار کا) علم ہو، لیکن اگر علم نہ ہو تو پھر جسے تم سمجھو کہ اس کے پاس تقویٰ وامانت کا کچھ حصہ موجود ہے (وہ غسل دے)۔[1]

وفي إسناده جابر الجعفي، والحديث إن كان لا يصلح للاحتجاج به

اس کی سند میں جابر جعفی راوی ہے جس میں بہت زیادہ کلام ہے۔

اگرچہ یہ حدیث قابل حجت نہیں لیکن یہ بات درست ہے کہ قریبی رشتہ دار ہی محبت، شفقت، راز کی باتیں چھپانے میں زیادہ امین اور مکمل توجہ کے حامل ہونے کی وجہ سے زیادہ مستحق ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا عیب چھپائے گا۔[2]

عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا فِي الدُّنْيَا، سَتَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ نَجَّى مَكْرُوبًا فَكَّ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي حَاجَتِهِ

مسلمہ بن مخلد سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان دنیا میں دوسرے مسلمان کا عیب چھپائے گا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اسے عیب چھپائے گا، جو کوئی اس سے پریشانی کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے پریشانی کو دور فرمائے گا، جو اپنے بھائی کی حاجت روی کرے گا اللہ عزوجل اس کی حاجت روی فرمائے گا۔[3]

فإنه كان في زمن النبوة وما بعدها في عصر الصحابة يغسل الرجل الرجال والمرأة النساء

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں دور نبوی اور دور صحابہ میں مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں ہی غسل دیا کرتی تھیں۔[4]

أن يتولى غسل الذكر الرجال، والانثى النساء إلا ما استثني

---

[1] مسند احمد۲۴۸۸۱،المعجم الاوسط للطبرانی ۷۵۴۵،معجم ابی یعلی ۹۲

[2] سنن ابن ماجہ کتاب الحدود بَابُ السِّتْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَدَفْعِ الْحُدُودِ بِالشُّبُهَاتِ ۲۵۴۴

[3] مسند احمد۱۶۹۵۹،مصنف عبدالرزاق۱۸۹۳۶

[4] السیل الجرار۲۰۹/۱

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں استثنائی صورتوں کے علاوہ مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو غسل دیں۔ [1]

میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دینے کے زیادہ مستحق ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ جَنَازَةٍ مِنْ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا وَأَنَا أَقُولُ وَا رَأْسَاهُ قَالَ بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ قَالَ وَمَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِي فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ جنت البقیع میں جنازے میں شرکت کرنے کے بعد میرے ہاں تشریف لائے تو مجھے اس حالت میں پایا کہ میرے سر میں درد تھا اور (سر درد کی وجہ سے) یہ کہہ رہی تھی ہائے میرا سر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے یہ کہنا چاہیے کہ ہائے میرا سر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہیں کیا نقصان ہے اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاؤ تو میں تمہیں غسل دوں گا، اور تمہیں کفن دوں گا، اور تمہاری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا۔ [2]

وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ:لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ، مَا غَسَلَهُ إِلَّا نِسَاؤُهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا کہ جس کا مجھے تاخیر سے علم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔ [3]

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ , أَنَّ فَاطِمَةَ أَوْصَتْ أَنْ يُغَسِّلَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ وَأَسْمَاءُ فَغَسَّلَاهَا

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی کہ انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ غسل دیں، چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ [4]

عَنْ أُمِّ جَعْفَرٍ، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا أَسْمَاءُ، إِذَا أَنَا مِتُّ فَاغْسِلِينِي أَنْتِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ . فَغَسَّلَهَا عَلِيٌّ، وَأَسْمَاءُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

ام جعفر فرماتی ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے اسماء جب میں فوت ہو جاؤں تو تم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب مجھے غسل

---

[1] احکام الجنائز:۱/۱۶۷

[2] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ، وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا ۱۴۶۵،مسند احمد ۲۵۹۰۸،سنن الدارمی۸۱، السنن الکبری للبیہقی۶۶۵۹،سنن الدارقطنی۱۸۲۸، معرفۃ السنن والآثار۷۳۶۲،ارواء الغلیل۷۰۰،احکام الجنائز:۱/۵۰

[3] سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي سَتْرِ الْمَيِّتِ عِنْدَ غُسْلِهِ ۳۱۴۱، مسند احمد ۲۶۳۰۶، مستدرک حاکم ۴۳۹۸،السنن الکبری للبیہقی ۶۶۲۱،معرفۃ السنن ولآثار۷۳۵۴،ارواء الغلیل ۷۰۲ ، احکام الجنائز:۱/۴۹

[4] سنن الدارقطنی۱۸۵۱،السنن الکبری للبیہقی ۶۶۶۱،معرفۃ السنن والآثار۷۳۵۶،التلخیص الحبیر۲/۳۲۶

دینا، چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا نے انہیں غسل دیا۔ ①

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ:لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا غَسَّلَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں غسل دیا۔ ②

حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَتْ:غَسَّلْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا۔ ③

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَفُعِلَ ذَلِكَ بِأَبِي بَكْرٍ، غَسَّلَتْهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْأَشْجَعِيَّةُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو غسل دیا ④

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَوْصَى إِلَى امْرَأَتِهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنْ تُغَسِّلَهُ بَعْدَ وَفَاتِهِ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ ان کی وفات کے بعد وہ انہیں غسل دیں۔ ⑤

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الرَّجُلُ أَحَقُّ بِغُسْلِ امْرَأَتِهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مرد اپنی بیوی کو غسل دینے کا زیادہ حقدار ہے۔ ⑥

وَلَمْ يَقَعْ مِنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ إِنْكَارٌ عَلَى عَلِيٍّ وَأَسْمَاءَ فَكَانَ إِجْمَاعًا

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا (کے اس عمل) پر کوئی انکار نہیں کیا تو یہ اجماع (کی مانند) ہے۔ ⑦

جمہور اسی کے قائل ہیں۔

أَنَّهُ كَانَ مَعْرُوفًا بَيْنَهُمْ أَنَّ الرَّجُلَ لَا يُغَسِّلُ زَوْجَتَهُ وَإِذَا لَمْ تُغَسَّلْ يَمَّمَهَا

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مرد اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا حتی کہ اگر خاوند کے سوا غسل دینے کے لیے کوئی اور نہ ہو تو پھر بھی اسے غسل

---

① السنن الكبرى للبيهقي ٦٦٦٠

② معرفة السنن والآثار ٣٦١/٧

③ السنن الكبرى للبيهقي ٦٦٦١،معرفة السنن والآثار ٣٥٩/٧

④۔السنن الكبرى للبيهقي ٦٦٦٤

⑤ السنن الكبرى للبيهقي ٦٦٦٣

⑥ السنن الكبرى للبيهقي ٦٦٦٢

⑦ نيل الاوطار ٣٥/٤

نہ دے بلکہ تیمم کرا دے، تاہم بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے۔ (۱)

راجح یہ ہے کہ بلاشبہ گزشتہ صحیح احادیث جمہور کے موقف (یعنی میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں) کو ترجیح دیتی ہیں۔

غسل تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ دیا جائے اور آخری مرتبہ کافور بھی استعمال کیا جائے:

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلاَثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو اگر تم ضرورت محسوس کرو، غسل پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ دو اور آخر میں کافور ڈالو۔ (۲)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ثَلاَثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ غسل دو، اور اس میں یہ لفظ بھی ہیں اغْسِلْنَهَا وِتْرًا اور اسے طاق عدد میں غسل دو۔ (۳)

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، بِنَحْوِ هَذَا وَزَادَتْ فِيهِ أَوْ سَبْعًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّهُ

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں یہ لفظ ہیں، یا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو اگر تم اس کی ضرورت محسوس کرو۔ (۴)

یعنی میت کو کم از کم تین مرتبہ ضرور غسل دینا چاہیے، اور بوقت ضرورت پانچ، سات یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ طاق عدد کا لحاظ رکھتے ہوئے غسل دیا جا سکتا ہے، بیری کے پتے استعمال کرنے کا حکم محض نظافت وصفائی کی غرض سے ہے اگر اس کے قائم مقام کوئی چیز مثلاً صابن وغیرہ استعمال کر لیا جائے تو وہ بھی درست ہے۔

غسل کے لیے عورت کے بال کھولنا:

حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَأْسَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثَلاَثَةَ قُرُونٍ نَقَضْنَهُ، ثُمَّ

---

(۱) المغنی ۲/۳۹۰، بدائع الصنائع ۱/۳۰۴، المبسوط ۲/۷۱، نیل الاوطار ۴/۳۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابُ غُسْلِ المَيِّتِ وَوُضُوئِهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ ۱۲۵۳، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي غَسْلِ الْمَيِّتِ ۲۱۶۸، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ كَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ ۳۱۴۲، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ ۹۹۰، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ ۱۴۵۸، السنن الکبری للنسائی ۲۰۲۰، صحیح ابن حبان ۳۰۳۲، مسند احمد ۲۰۷۹۰، شرح السنة للبغوی ۱۴۷۲، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۳۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا ۱۲۵۴

(۴) سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ كَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ ۳۱۴۶

غَسَلْنَهُ، ثُمَّ جعَلْنَهُ ثَلاَثَةَ قُرُونٍ

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بالوں کو تین لٹوں میں تقسیم کر دیا تھا، پہلے بال کھولے گئے پھر انہیں دھو کر ان کی تین چوٹیاں کر دیں گئیں۔ (1)

میت کے بالوں میں کنگھی کرنا بالخصوص عورت کے:

ایسا کرنا بالخصوص اگر میت خاتون ہو تو اس کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کے پیچھے ڈال دینا مسنون ہے۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:فَضَفَرْنَا شَعَرَهَا ثَلاَثَةَ قُرُونٍ، وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں ''ہم نے ان اس کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا اور ان کی پشت پر ڈال دیئے''۔ (2)

أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَمَشَطْنَاهَا ثَلاَثَةَ قُرُونٍ

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کو تین لٹوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ (3)

إِنَّهُ يُرْسِلُ شَعْرَ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا وَعَلَى وَجْهِهَا

احناف، اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں عورت کے بال اس کی پشت پر اور اس کے چہرے پر ڈالے جائیں گے۔ (4)

وَإِنَّمَا يُرْسَلُ شَعْرُهَا شِقَّيْنِ عَلَى ثَدْيَيْهَا، وَسُنَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ بِالْإِتْبَاعِ

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحیح اور واضح سنت طریقہ یہ ہے کہ تین منڈھیاں بنا کر میت کے پیچھے ڈالی جائیں، اور حق یہ ہے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے۔ (5)

داہنے اعضاء کو پہلے دھویا جائے:

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ:ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنْهَا

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے غسل کے وقت فرمایا دائیں جانب سے اور اعضائے وضو سے غسل شروع

---

(1) صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ نَقْضِ شَعَرِ المَرْأَةِ ۱۲۶۰

(2) صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ يُلْقَى شَعَرُ المَرْأَةِ خَلْفَهَا ۱۲۶۳

(3) صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا ۱۲۵۴

(4) نیل الاوطار ۴/۴۱

(5) اعلام الموقعین ۲/۲۸۹

کرو۔ (۱)

شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:رُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِي صَدْرِهِ أَوْ فِي حَلْقِهِ فَمَاتَ فَأُدْرِجَ فِي ثِيَابِهِ كَمَا هُوَ، قَالَ: وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی کو سینے میں یا حلق میں تیر لگا اور وہ مر گیا، اسے اس کے اپنے کپڑوں سمیت کہ جن میں وہ تھا دفن کر دیا گیا، اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (۲)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند مسلم کی شرط پر ہے۔ (۳)

أَخرَجهُ أَبُو دَاوُد بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام ابو داود رحمہ اللہ نے اسے مسلم کی شرط پر کہا ہے۔ (۴)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي قَتْلَى أُحُدٍ:لَا تُغَسِّلُوهُمْ، فَإِنَّ كُلَّ جُرْحٍ أَوْ كُلَّ دَمٍ يَفُوحُ مِسْكًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ”انہیں غسل نہ دو کیونکہ روز قیامت (ان کا) ہر زخم خوشبو چھینک رہا ہو گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی۔ (۵)

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الشَّهِيدَ لَا يُغَسَّلُ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ دلیل ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ (۶)

فَإِنَّهُ لَا يَلْزَمُ غُسْلُهُ

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ (۷)

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَأَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَإِلَيْهِ ذَهَبَ الْهَادِي وَالْقَاسِمُ وَالْمُؤَيَّدُ بِاللَّهِ وَأَبُو طَالِبٍ: إِنَّهُ لَا يُغَسَّلُ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ المَيِّتِ ۱۲۵۵، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي غَسْلِ الْمَيِّتِ ،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ كَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ ۳۱۴۵، السنن الکبری للبیھقی ۶۶۲۹، مسند احمد ۲۷۳۰۲

(۲) سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ ۳۱۳۳، السنن الکبری للبیھقی ۶۸۱۱، مسند احمد ۱۴۹۵۲

(۳) نیل الاوطار ۴/۳۷

(۴) تلخیص الحبیر ۲/۲۷۷

(۵) احکام الجنائز ۱/۵۴، مسند احمد ۱۴۱۸۹، نیل الاوطار ۴/۳۶

(۶) نیل الاوطار ۴/۳۷

(۷) المحلی الآثار ۱/۲۶۹

لِعُمُومِ الدَّلِيلِ وَهُوَ الْحَقُّ، إِنَّهُ يُغَسَّلُ الشَّهِيدُ إِذَا كَانَ جُنُبًا

جمہور، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں شہید کو کسی حال میں بھی غسل نہیں دیا جائے گا، امام یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی موقف ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں شہید کو صرف حالت جنابت میں غسل دیا جائے گا۔[1]

جن حضرات کے نزدیک حالت جنابت میں شہید ہونے والے شخص کو غسل دینا ضروری ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ حَنْظَلَةَ تُغَسِّلُهُ الْمَلَائِكَةُ، فَسَلُوا صَاحِبَتَهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھی حنظلہ رضی اللہ عنہ کو فرشتوں نے غسل دیا ہے، تم ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو[2]

إِنَّهُ لَا يُغَسَّلُ لِعُمُومِ الدَّلِيلِ وَهُوَ الْحَقُّ؛ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ وَاجِبًا عَلَيْنَا مَا اكْتَفَى فِيهِ بِغُسْلِ الْمَلَائِكَةِ، وَفِعْلُهُمْ لَيْسَ مِنْ تَكْلِيفِنَا وَلَا أُمِرْنَا بِالِاقْتِدَاءِ بِهِمْ

راجح یہ ہے شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا خواہ جنبی ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اگر انسانوں پر شہید کو غسل دینا فرض ہوتا تو محض فرشتوں کے غسل دینے سے یہ فرض ساقط نہ ہوتا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرماتے کہ وہ حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسل دیں، لیکن ایسا کچھ منقول نہیں۔[3]

شیخ البانی اسی کو ترجیح دیتے ہیں[4]

جن پر شہید کا لفظ بولا گیا ہے انہیں غسل دینا:

وَيَجُوزُ وَأَمَّا سَائِرُ مَنْ يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُ الشَّهِيدِ كَالطَّعِينِ وَالْمَبْطُونِ وَالنُّفَسَاءِ وَنَحْوِهِمْ فَيُغَسَّلُونَ إِجْمَاعًا

مثلاً طاعون کی بیماری سے فوت ہونے والا، غرق ہو کر مرنے والا، جل کر فوت ہونے والا وغیرہ ان سب کو بالاجماع غسل دیا جائے گا۔

جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ تمام شہید ہیں لیکن انہیں غسل دیا گیا، کفن بھی پہنایا گیا اور ان کی نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تمام لوگوں کو بلا اختلاف غسل بھی دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔[5]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا:

عَائِشَةَ، تَقُولُ: لَمَّا أَرَادُوا غَسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: وَاللَّهِ مَا نَدْرِي أَنُجَرِّدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

[1] نيل الاوطار ۴/۳۸، المغنى ۲/۳۹۴

[2] ۔السنن الكبرى للبيهقى ۶۸۱۴، صحيح ابن حبان ۷۰۲۵، مستدرک حاكم ۴۹۱۷، ارواءِ الغليل ۳/۱۶۷

[3] نيل الاوطار ۴/۳۸

[4] احكام الجنائز ۶۳

[5] نيل الاوطار ۴/۳۶

وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا، أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ؟ فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْقَى اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُونَ مَنْ هُوَ:أَنْ اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَقَامُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلُوهُ وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ، يَصُبُّونَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيصِ وَيُدَلِّكُونَهُ بِالْقَمِيصِ دُونَ أَيْدِيهِمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا چاہا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں کہ آیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتاریں جیسے کہ ہم اپنی میتوں کے اتار دیتے ہیں یا انہیں انہیں ان کے کپڑوں سمیت ہی غسل دیں، پس جب لوگوں کے درمیان اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند ڈال دی، ان میں سے کوئی بھی نہ بچا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی، پھر گھر کی جانب سے کلام کرنے والے نے کلام کیا، کسی کو خبر نہیں کہ وہ کون تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے کپڑوں سمیت ہی غسل دو، چنانچہ وہ اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قمیص سمیت غسل دیا، وہ قمیص کے اوپر ہی پانی ڈالتے جاتے تھے اور آپ کی قمیص ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتے جاتے تھے بغیر اس کے کہ آپ کے جسم کو ان کے ہاتھ لگیں۔ [1]

میت کو کفن دینا

میت کو ایسا کفن دینا واجب ہے جو اسے چھپا لے خواہ وہ اس کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہ ہو:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ، إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ: فَأَقْعَصَتْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ أَوْ قَالَ: ثَوْبَيْهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میدان عرفات میں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا کہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا اور اس اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو اور اسے احرام کے دو کپڑوں کا کفن دو۔ [2]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يُحَدِّثُ،وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ

جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے اچھا کفن دینا چاہیے۔ [3]

---

[1] سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي سَتْرِ الْمَيِّتِ عِنْدَ غُسْلِهِ ۳۱۴۱

[2] صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ بِعَرَفَةَ، وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَدَّى عَنْهُ بَقِيَّةُ الحَجِّ ۱۸۴۹، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ ۲۸۹۱، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ ۳۲۳۸، جامع ترمذی ابواب الحج بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَمُوتُ فِي إِحْرَامِهِ ۹۵۱، سنن ابن ماجہ کتاب المناسک بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ ۳۰۸۴، السنن الکبری للنسائی ۳۶۷۹، مسندابوداودالطیالسی ۲۷۴۵، سنن الدارمی ۱۸۹۴، مسنداحمد ۱۸۵۰، شرح السنة للبغوی ۱۴۸۰، احکام الجنائز ۵۸/۱

[3] صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي تَحْسِينِ كَفَنِ الْمَيِّتِ ۲۱۸۵، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الْكَفَنِ ۳۱۴۸، السنن

عمدہ اور اچھا کفن دینے سے مراد یہ ہے کہ کفن کا کپڑا صاف ستھرا، عمدہ، وسیع اور اس قدر ہو کہ میت کے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ سکے، اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ کفن کا کپڑا بہت زیادہ قیمتی ہو۔

قال العلماء: وَالْمُرَادُ بِإِحْسَانِ الْكَفَنِ: نَظَافَتُهُ وَنَقَاؤُهُ وَكَثَافَتُهُ وَسِتْرُهُ وَتَوَسُّطُهُ

علماء فرماتے ہیں اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ کفن کا کپڑا صاف ستھرا، عمدہ، وسیع اور اس قدر ہو کہ میت کے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ سکے۔ [1]

یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ القِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا، جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔ [2]

والكفن أو ثمنه من مال الميت، ولو لم يخلف غيره

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ کفن کا انتظام و انصرام میت کے ترکہ سے ہی کیا جائے گا خواہ میت کا ترکہ صرف اس قدر رہی ہو کہ جس سے صرف کفن کا بندوبست ہی کیا جا سکے۔ [3]

عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمًا بِطَعَامِهِ، فَقَالَ:قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِنِّي، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ، وَقُتِلَ حَمْزَةُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ خَيْرٌ مِنِّي، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ، لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي

ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دن کھانا رکھا گیا تو انہوں نے فرمایا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

الکبری للنسائی ٢٠٣٣، مسند احمد ١٤١٤٥، شرح السنة للبغوی ١٤٧٨

[1] نیل الاوطار ٤/٤٣، تحفة الاحوذی ٤/٦٣، احکام الجنائز ١/٥٨

[2] صحیح بخاری کتاب المظالم والغصب بَابٌ لاَ يَظْلِمُ المُسْلِمُ المُسْلِمَ وَلاَ يُسْلِمُهُ ٢٤٤٢، صحیح مسلم کتاب البروصلة والادب بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ ٦٥٧٨، سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ الْمُؤَاخَاةِ ٤٨٩٣، السنن الکبری للنسائی ٧٢٥١، مسند احمد ٥٦٤٦، شرح السنة للبغوی ٣٥١٨

[3] احکام الجنائز ١/٥٧

(غزوہ احد میں) شہید کر دیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے، ایک چادر کے سوا ان کی کوئی ایسی چیز نہیں ملی کہ جس میں انہیں کفن دیا جا سکے، اور حمزہ رضی اللہ عنہ یا دوسرا شخص شہید ہوا ایک چادر کے سوا اس کی کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس میں اسے کفن دیا جا سکے، مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہمارے چین و آرام کے سامان ہم کو جلدی سے دنیا میں دے دیئے گئے ہوں، پھر رونے لگے۔ (1)

یعنی مصعب رضی اللہ عنہ اور سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کا کل متاع ایک چادر ہی تھی، وہ بھی تنگ تھی، وہی ان کے کفن میں دے دی گئی۔

عَنْ خَبَّابٍ، مِنْهُمْ: مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً، كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ،فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ بِهَا رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ إِذْخِرًا

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن شہید کر دیے گئے، ہمیں ان کے کفن میں ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز نہ ملی اور وہ بھی ایسی کہ ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے قدم ظاہر ہو جاتے اور جب ان کے قدم ڈھانپتے تو ان کا سر ظاہر ہو جاتا، بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان کا سر ڈھانپنے اور قدموں پر کچھ اذخر (گھاس) ڈال دینے کا حکم فرمایا۔ (2)

وَقَدْ يُسْتَدَلُّ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَلَى أَنَّ الْوَاجِبَ فِي الْكَفَنِ سَتْرُ الْعَوْرَةِ فَقَطْ۔۔۔،وَلَوْ كَانَ سَتْرُ جَمِيعِ الْبَدَنِ وَاجِبًا لَوَجَبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْحَاضِرِينَ تَتْمِيمُهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَرِيبٌ يَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُ

یہ حدیث اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ میت کے پورے جسم کو ڈھانپنا واجب نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے ساتھیوں سے کپڑا لے کر ان کے قدموں کو ڈھانپ دیتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ (3)

فإن ضاق الكفن عن ذلك، ولم يتيسر السابغ، ستر به رأسه وما طال من جسده ، وما بقي منه مكشوفا جعل عليه شئ من الاذخر أو غيره من الحشيش

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لہذا اگر کفن کم پڑ جائے تو سر کو ڈھانپ لیا جائے گا اور قدموں پر اذخر گھاس کا کوئی اور گھاس وغیرہ ڈال دی جائے گی۔ (4)

مذکورہ مسئلے کے لیے اس حدیث سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔

---

(1) صحيح بخاری كتاب الجنائز بَابٌ الكَفَنُ مِنْ جَمِيعِ المَالِ ۱۲۷۴

(2) صحيح بخاری كتاب الجنائز بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ، أَوْ قَدَمَيْهِ غَطَّى رَأْسَهُ ۱۲۷۶،صحيح مسلم كتاب الجنائز بَابٌ فِي كَفَنِ الْمَيِّتِ۲۱۷۷،سنن ابوداودكتاب الجنائزبَابُ كَرَاهِيَةِ الْمُغَالَاةِ فِي الْكَفَنِ ۳۱۵۵،سنن نسائی كتاب الجنائز باب الْقَمِيصُ فِي الْكَفَنِ۱۹۰۴،شرح السنة للبغوی۱۴۷۹، معرفة السنن والآثار۷۳۸۰،السنن الكبرى للبيهقی ۶۶۸۲، مسند احمد ۲۱۰۵۸

(3) نيل الاوطار۴۲/۴

(4) احكام الجنائز:۵۷/۱

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں جمع کرتے تھے۔ (۱)

حسب توفیق عمدہ کفن پہنانے میں کوئی حرج نہیں لیکن بہت زیادہ قیمتی نہ ہو:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا والی بنے تو اسے اچھا کفن پہنائے۔ (۲)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: لَا تُغَالِ لِي فِي كَفَنٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَغَالَوْا فِي الْكَفَنِ، فَإِنَّهُ يُسْلَبُهُ سَلْبًا سَرِيعًا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کفن مہنگا نہیں ہونا چاہیے، بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کفن مہنگا مت بنایا کرو بلاشبہ یہ بہت جلد چھین لیا جاتا ہے۔ (۳)

حكم الألباني: ضعيف

ولا يجوز المغالاة في الكفن

اور شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بہت زیادہ قیمتی کفن پہنانا جائز نہیں کیونکہ اس میں مال کا ضیاع ہے جو کہ صحیح حدیث میں ممنوع ہے۔ (۴)

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند کیا ہے، بہت زیادہ باتیں کرنا، مال کو ضیاع کرنا اور کثرت سے سوال کرنا۔ (۵)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ ۱۳۴۵، ۱۳۴۳، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ ۳۱۳۸، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ ۱۰۳۶، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ ۱۵۱۴

(۲) سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَفَنِ ۱۴۷۴، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الأَكْفَانِ ۹۹۵، صحیح ابن حبان ۳۰۳۴، مستدرک حاکم ۱۳۶۵

(۳) سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمُغَالَاةِ فِي الْكَفَنِ ۳۱۵۴، شرح السنة للبغوى ۱۴۷۸، السنن الكبرى للبيهقى ۶۶۹۵، مشكاة المصابيح ۱۶۳۹

(۴) احكام الجنائز ۱/۶۴

(۵) مسنداحمد ۱۸۱۴۷، صحیح بخاری کتاب الادب بَابٌ عُقُوقُ الوَالِدَيْنِ مِنَ الكَبَائِرِ ۵۹۷۵، صحیح مسلم کتاب الاقضية بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَثْرَةِ الْمَسَائِلِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ، وَالنَّهْيِ عَنْ مَنْعٍ وَهَاتِ، وَهُوَ الِامْتِنَاعُ مِنْ أَدَاءِ حَقٍّ لَزِمَهُ، أَوْ طَلَبِ مَا لَا يَسْتَحِقُّهُ ۴۴۸۳

فَقَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا وَزِيدُوا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ، فَكَفِّنُونِي فِيهَا، قُلْتُ: إِنَّ هَذَا خَلَقٌ، قَالَ: إِنَّ الحَيَّ أَحَقُّ بِالجَدِيدِ مِنَ المَيِّتِ، إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے اس کپڑے کو (جس پر زعفران کا دھبہ تھا) دھو لینا، اور اس کے ساتھ دو اور کپڑے ملا کر مجھے کفن دینا، ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے کہا یہ تو پرانا ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ زندہ آدمی نئے کپڑے کا مردہ سے زیادہ حق دار ہے، یہ تو پیپ اور خون کے نذر ہو جائے گا۔ (۱)

شہید کو انہی کپڑوں میں کفن دیا جائے جن میں وہ شہید ہوا:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ أُحُدٍ: زَمِّلُوهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ

عبد اللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا انہیں ان کے کپڑوں میں ہی لپیٹ دو۔ (۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَتْلَى أُحُدٍ: زَمِّلُوهُمْ بِدِمَائِهِمْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ كَلْمٌ يُكْلَمُ فِي اللَّهِ إِلَّا يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدْمَى، لَوْنُهُ لَوْنُ الدَّمِ، وَرِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ

عبد اللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا انہیں ان کے خون آلود جسموں اور کپڑوں سمیت کفن دو، کیونکہ جو زخم بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگا ہو قیامت کے دن اس کی یہ حالت ہو گی کہ رنگ تو خون جیسا ہی ہو گا، مگر خوشبو کستوری جیسی ہو گی۔ (۳)

یہ بات متفق علیہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ اسی خون آلود حالت میں مناسب کپڑے میں کفن دے کر دفن کر دیا جائے گا تا کہ اس پر مظلومیت کے نشان باقی رہیں نیز قیامت کے دن اس کا امتیاز قائم رہے اور سب حاضرین کے سامنے اس کی فضیلت ظاہر ہو، کیونکہ قیامت کے دن ہر میت کو اس حال میں اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت اور دفن ہوا، البتہ احناف نے اس کے لیے چند شرطیں لگائی ہیں مثلاً اس نے زخمی ہونے کے بعد نہ کچھ کھایا پیا ہو، نہ سایہ حاصل کیا ہو، نہ اس کا علاج کیا گیا ہو حتی کہ نہ اس نے وصیت کی ہو، مگر یہ تمام شرطیں بلا دلیل بلکہ باطل ہیں بلکہ شہادت کے ساتھ مذاق اور شہید پر ظلم ہے، گویا اسے دھوپ میں پیاسا رکھ کر تڑپا تڑپا کر مارا جائے یا مرنے دیا جائے، لطف تو یہ ہے کہ اسے بات کرنے کی بھی اجازت نہ دی جائے، اسْتَغْفِرُ اللہ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الحَدِيدُ وَالجُلُودُ، وَأَنْ يُدْفَنُوا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے متعلق حکم ارشاد فرمایا کہ ان سے لوہا اور چمڑے اتار لیے جائیں

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الاِثْنَيْنِ ۱۳۸۷
(۲) مسند احمد ۲۳۶۵۷
(۳) سنن نسائی کتاب الجنائز: مُوَارَاةُ الشَّهِيدِ فِي دَمِهِ ۲۰۰۲، مسند احمد ۲۳۶۶۰، مسند ابی یعلی ۱۹۵۱، السنن الکبری للبیہقی ۶۸۰۱

اور فرمایا انہیں ان کے خون آلود جسموں اور کپڑوں سمیت ہی دفن کر دو۔ (۱)

حکم الألباني : ضعيف

وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْأَمْرَ بِدَفْنِ الشَّهِيدِ بِمَا قُتِلَ فِيهِ مِنْ الثِّيَابِ لِلْوُجُوبِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ظاہر بات یہی ہے کہ شہید کو انہی کپڑوں میں دفن کرنے کا حکم کہ جن میں وہ قتل کیا گیا ہے، وجوب کے لیے ہے۔ (۲)

ولا يجوز نزع ثياب الشهيد الذي قتل فيها، بل يدفن وهي عليه لقوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في قتلى أحد: زَمِّلُوهُمْ في ثِيَابِهِمْ

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں شہید کے ان کپڑوں کو اتارنا جائز نہیں جن میں وہ قتل کیا گیا ہے بلکہ اسے انہی کپڑوں میں دفن کیا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہداء کے لیے فرمایا انہیں ان کے کپڑوں سمیت ہی دفن کر دو۔ (۳)

میت کے جسم اور کفن کو خوشبو لگانا بہتر ہے:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا أَجْمَرْتُمُ الْمَيِّتَ، فَأَجْمِرُوهُ ثَلَاثًا

جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میت کو دھونی دو (یعنی خوشبو لگاؤ) تو تین مرتبہ دو۔ (۴)

أَنَّهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ

امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (۵)

قَالَ الْحَاكِمُ هُوَ صَحِيحٌ عَلَى شرط مسلم

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

ووافقه الذهبي

اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اس کی موافقت کی ہے۔ (۶)

<u>یہ حکم محرم شخص کے لیے نہیں</u> ہے کیونکہ وہ محرم جو اپنی سواری سے گر کر موت سے دوچار ہوا تھا اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ولا

(۱) سنن ابوداودكتاب الجنائز بَابٌ فِي الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ ۳۱۳۴،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ ۱۵۱۵،مسنداحمد۲۲۱۷،شرح السنة للبغوى ۱۵۰۰،السنن الكبرى للبيهقى ۶۸۱۲

(۲) نيل الاوطار۵۰/۴

(۳) احكام الجنائز۶۰/۱

(۴) مسنداحمد۱۴۵۴۰،مسندابى يعلى ۲۳۰۰،مستدرک حاکم۱۳۱۰،السنن الكبرى للبيهقى ۶۷۰۲،مصنف ابن ابى شيبة۱۱۱۲۰

(۵) المجموع۱۹۶/۵

(۶) المجمع۱۹۶/۵

تطیبوہ اسے خوشبو مت لگاؤ، ایک روایت میں یہ لفظ ہیں وَلَا تُحَنِّطُوهُ اسے حنوط (مردوں کی خوشبو) نہ لگاؤ۔ ایک اور روایت میں یہ ہے وَلَا تُمِسُّوهُ طِيبًا اور اسے خوشبو نہ لگاؤ۔ [1]

ایک روایت میں خوشبو سے ممانعت کا سبب یہ بتلایا گیا ہے،

فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا

بے شک اللہ تعالیٰ اسے تلبیہ کہتے ہوئے ہی روز قیامت اٹھائیں گے۔ [2]

چونکہ وہ شخص حالت احرام میں اٹھایا جائے گا اور حالت احرام میں خوشبو لگانا منع ہے، اس لیے اس کی میت کو بھی خوشبو لگانے سے روکا گیا ہے۔

کفن کا رنگ سفید ہو:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ،

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید لباس زیب تن کیا کرو یہ تمہارے ملبوسات میں بہترین اور عمدہ لباس ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اسی میں کفن دیا کرو۔ [3]

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ لُبْسِ الْبَيَاضِ وَتَكْفِينُ الْمَوْتَى بِهِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث سفید لباس کی مشروعیت اور میت کو کفن دینے کی دلیل ہے۔ [4]

وَهُوَ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے استحباب پر اجماع ہے۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابٌ كَيْفَ يُكَفَّنُ المُحْرِمُ؟ ۱۲۶۷، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ ۳۲۳۹، سنن الکبری للنسائی ۳۸۲۳، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ ۳۰۸۴، سنن الدارمی ۱۸۹۴، مسند احمد ۲۳۹۴، سنن الدارقطنی ۲۷۶۵، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۴۴

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابٌ كَيْفَ يُكَفَّنُ المُحْرِمُ؟ ۱۲۶۵، سنن الدارقطنی ۲۷۶۵، مسند احمد ۱۸۵۰

[3] سنن ابوداود کتاب الطب بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالْكُحْلِ ۳۸۷۸، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الأَكْفَانِ ۹۹۴، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَفَنِ ۱۴۷۲، مسند احمد ۲۲۱۹، مصنف عبدالرزاق ۶۲۰۰، مستدرک حاکم ۱۳۰۸، السنن الکبری للبیہقی ۶۸۹۵، شرح السنة للبغوی ۱۴۷۷، صحیح ابن حبان ۵۴۲۳

[4] نیل الاوطار ۲/۱۱۶

[5] نیل الاوطار ۴/۴۶، النووی شرح مسلم ۱۴/۵۶

تین کپڑوں میں کفن دینا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ، سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَةٌ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحولیہ کے ساختہ، سوتی، سفید رنگ کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: فِي كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ:فِي ثَلاَثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا: فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ:يَوْمَ الاِثْنَيْنِ قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالَتْ:يَوْمُ الاِثْنَيْنِ قَالَ: أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ، فَنَظَرَ إِلَى ثَوْبٍ عَلَيْهِ، كَانَ يُمَرَّضُ فِيهِ بِهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ، فَقَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا وَزِيدُوا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ، فَكَفِّنُونِي فِيهَا، قُلْتُ: إِنَّ هَذَا خَلَقٌ، قَالَ: إِنَّ الحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ مِنَ المَيِّتِ، إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کی مرض الموت میں) حاضر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم لوگوں نے کتنے کپڑوں کا کفن دیا تھا؟ میں نے جواب دیا کہ تین سفید دھلے ہوئے کپڑوں کا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں قمیص اور عمامہ نہیں دیا گیا تھا، اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ بھی پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی تھی؟ میں نے جواب دیا کہ پیر کے دن، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آج کونسا دن ہے؟ میں نے جواب دیا کہ آج پیر کا دن ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر مجھے بھی امید ہے کہ اب سے رات تک میں بھی رخصت ہو جاؤں گا، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا دیکھا جسے مرض کے دوران میں آپ پہن رہے تھے اس کپڑے پر زعفران کا دھبہ لگا ہوا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے اس کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ دو اور ملا لینا پھر مجھے کفن انہیں کا دینا، میں نے کہا یہ تو پرانا ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا زندہ آدمی نئے کا مردے سے زیادہ مستحق ہے یہ تو پیپ اور خون کے نذر ہو جائے گا۔ (۲)

هَذَا الْحَدِيثِ اسْتِحْبَابُ التَّكْفِينِ فِي الثِّيَابِ الْبِيضِ وَتَثْلِيثِ الْكَفَنِ ،وَقَالَ أَبُو عُمَرَ فِيهِ أَنَّ التَّكْفِينَ فِي الثَّوْبِ الْجَدِيدِ وَالْخَلَقِ سَوَاءٌ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الثِّيَابِ البِيضِ لِلْكَفَنِ ۱۲۶۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي كَفَنِ الْمَيِّتِ ۲۱۷۹، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الْكَفَنِ ۳۱۵۱، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۹۹۶، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۴۶۹، السنن الکبری للنسائی ۲۰۳۶، صحیح ابن حبان ۳۰۳۷، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۷۶، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۷۴، مسند ابی یعلی ۴۴۰۲

(۲) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ ۱۳۸۷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ سفید کفن دینا اور تین کپڑے کفن میں استعمال کرنا مستحب ہے، اور ابو عمر نے کہا کہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نئے اور پرانے کپڑوں کا کفن دینا برابر ہے۔ ①

كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبْعَةِ أَثْوَابٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ②

وَفِي إِسْنَادِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ وَهُوَ سَيِّئُ الْحِفْظِ ۔

اس روایت کی سند میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہے جس کا حافظہ خراب ہے۔ ③

قَالَ: بِاسْتِحْبَابِ الْقَمِيصِ فِي الْكَفَنِ وَهُمُ الْحَنَفِيَّةُ وَمَالِكٌ وَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى أَنَّهُ غَيْرُ مُسْتَحَبٍّ وَاسْتَدَلُّوا بِقَوْلِ عَائِشَةَ: لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ

احناف اور مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ مستحب ہے کہ کفن میں قمیص بھی ہو جمہور کہتے ہیں یہ مستحب نہیں ہے، اور وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ ④

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا يُسَنُّ الْقَمِيصُ فِي الْكَفَنِ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کفن میں قمیص کی ضرورت نہیں۔ ⑤

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى ، وَيُكَفَّنُ الْمَيِّتُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ ، وَكَذَلِكَ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ، وَلَا أُحِبُّ أَنْ يُقَمَّصَ، وَلَا يُعَمَّمَ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کو تین سفید کپڑوں کا کفن دیا جائے، اور روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کفن دیا گیا تھا اس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ ⑥

فَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى أَنَّ أَفْضَلَهَا ثَلَاثَةُ أَثْوَابٍ بِيضٍ

جمہور کا موقف تین سفید کپڑے راجح ہے کیونکہ احناف کی دلیل ضعیف روایت ہے۔ ⑦

---

① فتح الباری ۳/۲۵۴

② مسند احمد ۵۲۸، مصنف ابن ابی شیبة ۱۱۰۸۴، نیل الاوطار ۴/۴۶، احکام الجنائز ۱/۶۴، نصب الراية

③ نیل الاوطار ۱/۴۶

④ نیل الاوطار ۴/۴۶

⑤ بدائع الصنائع ۱/۳۰۶

⑥ الام للشافعی ۱/۳۰۳

⑦ نیل الاوطار ۴/۴۷

کفن میں ایک کپڑا بھی ثابت ہے:

عَنْ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، أُتِيَ بِطَعَامٍ، وَكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ: إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلاَهُ، وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلاَهُ بَدَا رَأْسُهُ، وَأُرَاهُ قَالَ: وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ، أَوْ قَالَ: أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا، وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا، ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ

ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے) کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزے سے تھے، انہوں نے کہا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (غزوہ احد میں) شہید کر دیے گئے، وہ مجھ سے افضل اور بہتر تھے لیکن انہیں جس چادر میں کفن دیا گیا (وہ اتنی چھوٹی تھی کہ) اگر اس سے ان کا سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں چھپایا جاتا تو سر کھل جاتا، میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بھی (اسی جنگ میں) شہید کیے گئے وہ مجھ سے بہتر اور افضل تھے (اور انہیں بھی ایک چھوٹی سی چادر میں کفن دیا گیا) پھر جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو ہمارے لیے دنیا میں کشادگی دی گئی، یا انہوں نے یہ کہا کہ پھر جیسا کہ تم دیکھتے ہو تمہیں دنیا دی گئی، ہمیں تو اس کا ڈر ہے کہ کہیں یہی ہماری نیکیوں کا بدلہ نہ ہو جو اسی دنیا میں ہمیں دیا جا رہا ہے، اس کے بعد آپ اتنا روئے کہ کھانا نہ کھا سکے۔ [۱]

کفن میں دو کپڑے بھی ثابت ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلاَ تُمِسُّوهُ طِيبًا، وَلاَ تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ مُلَبِّيًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھے کہ ایک شخص کی گردن اس کے اونٹ نے توڑ ڈالی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے دو، اور دو کپڑوں کا کفن دو، خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ان کا سر اور چہرہ ڈھکو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس حالت میں اٹھائے گا کہ وہ لبیک پکارتا ہو گا۔ [۲]

اور تین کپڑے بھی ثابت ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلاَثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ، سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَةٌ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن کے تین سفید سوتی دھلے ہوئے کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں نہ قمیص

---

[۱]

[۲] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب کَیف یُکَفَّنُ المُحرِمُ؟ ۱۲۶۷

تھی نہ عمامہ۔ (۱)

بلکہ ایک ازار تھی ایک چادر اور ایک لفافہ پس سنت یہی تین کپڑے ہیں، عمامہ باندھنا بدعت ہے۔ اس سے زیادہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں،

ولا الزيادة فيه على الثلاثة لانه خلاف ما كفن

اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تین کپڑوں سے زائد کپڑوں میں کفن دینا ناجائز ہے (۲)

میت کا سوگ:

ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ، فَمَسَّتْ بِهِ، ثُمَّ قَالَتْ: مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ: لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ، تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی فوت ہوگیا تین دن بعد انہوں نے خوشبو منگوائی اور اسے ملا، پھر کہا مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے، سوائے شوہر کے جس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔ (۳)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: تُوُفِّيَ ابْنٌ لِأُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَلَمَّا كَانَ اليَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ، فَتَمَسَّحَتْ بِهِ، وَقَالَتْ: نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلاَثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا لڑکا فوت ہوگیا، تیسرے دن انہوں نے زردی منگوا کر بدن پر ملی اور کہا ہمارے لیے شوہر کے علاوہ کسی اور (کی وفات) پر تین سے زیادہ سوگ کرنا ممنوع ہے۔ (۴)

نماز جنازہ

میت پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ المُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ، فَيَسْأَلُ: هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا؟ فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى، وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ

---

(۱) صحيح بخارى كتاب الجنائز: بَابُ الثِّيَابِ البِيضِ لِلْكَفَنِ ۱۲۶۴

(۲) احكام الجنائز ۱/۶۳

(۳) صحيح بخارى كتاب الجنائز: بَابُ إِحْدَادِ المَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا ۱۲۸۲

(۴) صحيح بخارى كتاب الجنائز: بَابُ إِحْدَادِ المَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا ۱۲۷۹

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کسی ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے مرنے والے نے قرض کی ادائیگی کے لیے ترکہ چھوڑا ہے یا نہیں؟اگر کہا جاتا کہ اتنا چھوڑا ہے جس سے ان کا قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے، ورنہ مسلمانوں سے کہتے کہ اپنے ساتھی پر تم ہی نماز پڑھ لو۔ (۱)

إِنَّمَا كَانَ يَتْرُكُ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ لِيُحَرِّضَ النَّاسَ عَلَى قَضَاءِ الدَّيْنِ فِي حَيَاتِهِمْ وَالتَّوَصُّلِ إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنْهَا لِئَلَّا تَفُوتَهُمْ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرضدار پر اس لیے نماز نہ پڑھتے تھے تاکہ جو لوگ زندہ ہیں اس کو ڈر پیدا ہو، اور وہ قرض کی ادائیگی میں کوشش کریں، ایسا نہ ہو کہ مر جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نماز نہ پڑھیں۔ (۲)

الصَّلَاةُ عَلَى مَوْتَى الْمُسْلِمِينَ: فَرْضٌ

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں مسلمانوں کے مرنے والوں پر نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے۔ (۳)

الصلاة على الجنازة فرض كفاية

صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کہتے ہیں میت پر نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ (۴)

والصلاة على الميت المسلم فرض كفايةمسلم

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں میت پر نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ (۵)

امام مرد کے سر کے برابر اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہو:

عَنْ نَافِعٍ أَبِي غَالِبٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي سِكَّةِ الْمِرْبَدِ، فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ مَعَهَا نَاسٌ كَثِيرٌ قَالُوا: جَنَازَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرٍ، فَتَبِعْتُهَا فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ عَلَيْهِ كِسَاءٌ رَقِيقٌ عَلَى بُرَيْذِينَتِهِ، وَعَلَى رَأْسِهِ خِرْقَةٌ تَقِيهِ مِنَ الشَّمْسِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا الدِّهْقَانُ؟ قَالُوا: هَذَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ قَامَ أَنَسٌ فَصَلَّى عَلَيْهَا، وَأَنَا خَلْفَهُ لَا يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ، لَمْ يُطِلْ وَلَمْ يُسْرِعْ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقْعُدُ، فَقَالُوا: يَا أَبَا حَمْزَةَ الْمَرْأَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ. فَقَرَّبُوهَا

---

(۱) صحیح بخاری کتاب النفقات بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ ۵۳۷۱، صحیح مسلم کتاب الفرائض بَابُ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ ۴۱۵۷، سنن ابن ماجہ کتاب الصدقات بَابُ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَعَلَى اللهِ وَعَلَى رَسُولِهِ ۲۴۱۵، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَدْيُونِ ۱۰۷۰، مسند احمد ۷۸۹۹

(۲) شرح النووی علی مسلم ۱۱/۶۰

(۳) المحلی بالآثار ۳/۳۳۶

(۴) الدرر البہیہ ۱/۴۴۷

(۵) احکام الجنائز ۱/۷۹

وَعَلَيْهَا نَعْشٌ أَخْضَرُ، فَقَامَ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا نَحْوَ صَلَاتِهِ عَلَى الرَّجُلِ، ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ، يَا أَبَا حَمْزَةَ، هَكَذَا كَانَ يَفْعَلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، عَلَى الْجَنَازَةِ كَصَلَاتِكَ يُكَبِّرُ عَلَيْهَا أَرْبَعًا، وَيَقُومُ عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ وَعَجِيزَةِ الْمَرْأَةِ، قَالَ: نَعَمْ

نافع ابو غالب رحمہ اللہ کا بیان ہے میں (بصرہ میں) مربد محلہ کی ایک گلی میں تھا کہ ایک جنازہ گزرا، اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے، لوگوں نے کہا یہ عبد اللہ بن عمیر کا جنازہ ہے تو میں بھی اس کے ساتھ ہولیا، میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک باریک سی اونی چادر اوڑھے ہوئے اپنے چھوٹے سے گھوڑے پر سوار تھا اور دھوپ سے بچاؤ کے لیے اس نے اپنے سر پر کپڑا رکھا ہوا تھا، میں نے پوچھا یہ محترم بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ (صحابی رسول) انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، جب میت کو رکھا گیا تو انس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کا جنازہ پڑھایا، میں ان کے پیچھے تھا میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی، آپ اس میت کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے اور چار تکبیریں کہیں، آپ نے نماز میں طوالت کی نہ جلدی، پھر بیٹھنے لگے تو لوگوں نے کہا اے حمزہ! (انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) یہ ایک انصاری خاتون (کا جنازہ) ہے، اور وہ اسے قریب لائے اور میت کے اوپر سبز رنگ کا پردہ تھا (تابوت نما کاوٹ جو عورت کی نعش پر رکھی جاتی ہے)، تو آپ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے اور جنازہ پڑھایا جیسے کہ مرد کا پڑھایا تھا، پھر آپ بیٹھ گئے تو علاء بن زیاد نے پوچھا اے ابو حمزہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی جنازہ پڑھایا کرتے تھے جیسے کہ آپ نے پڑھایا ہے کہ چار تکبیریں کہتے اور مرد کے لیے اس کے سر کے سامنے، اور عورت کے لیے اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوا کرتے تھے، تو انہوں نے کہا ہاں۔ [1]

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عورت (ام کعب رضی اللہ عنہا) کی نماز جنازہ پڑھی جو حالت نفاس میں فوت ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔ [2]

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْمُصَلِّيَ عَلَى الْمَرْأَةِ الْمَيِّتَةِ يَسْتَقْبِلُ وَسْطَهَا

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کی نماز جنازہ میں درمیان میں کھڑے ہوں گے۔

مِنْ الْقِيَامِ عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ وَوَسْطِ الْمَرْأَةِ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ وَهُوَ الْحَقُّ

---

[1] سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ ۳۱۹۴

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا ۱۳۳۲، ۱۳۳۱، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ ۲۲۳۵، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ ۳۱۹۵، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ يَقُومُ الإِمَامُ مِنَ الرَّجُلِ وَالمَرْأَةِ ۱۰۳۵، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجِنَازَةِ ۱۴۹۳، السنن الکبری للنسائی ۲۱۱۴، مسند احمد ۲۰۱۶۲، صحیح ابن حبان ۳۰۶۷، شرح السنة للبغوی ۱۴۹۷، معرفة السنن والآثار ۷۶۹۴

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مرد کے سر کے پاس اور عورت کے درمیان کھڑا ہونا حق ہے۔

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: حِذَاءَ صَدْرِهِمَا

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مرد اور عورت دونوں کے دل کے برابر کھڑا ہونا چاہیے۔

وَقَالَ مَالِكٌ: حِذَاءَ الرَّأْسِ مِنْهُمَا

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں مرد وعورت کے سر کے پاس کھڑے ہوں گے۔

وَقَالَ الْهَادِي: حِذَاءَ رَأْسِ الرَّجُلِ وَثَدْيِ الْمَرْأَةِ

اورہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مرد کے سر کے پاس اور عورت کے کمر کے پاس کھڑے ہوں گے۔ (1)

وَيَقِفُ الْإِمَامُ وراء رَأْسِ الرَّجُلِ وَوَسْطِ الْمَرْأَةِ

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام مرد کے سر کے برابر اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہو۔ (2)

جنازہ میں چار یا پانچ تکبیریں کہنا

چار تکبیروں کے دلائل:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی کا جنازہ پڑھایا تو اس پر چار تکبیریں کہیں۔ (3)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کا جنازہ پڑھایا تو اس پر چار تکبیریں کہیں۔ (4)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّهُ قَالَ:إِنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى بِأُمِّ الْقُرْآنِ مُخَافَتَةً ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَالتَّسْلِيمُ عِنْدَ الْآخِرَةِ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد امام سورۂ فاتحہ ہلکی آواز میں تلاوت کرے، پھر تین تکبیریں کہے اور آخری تکبیر کے ساتھ سلام پھیر دے۔ (5)

(1) نیل الاوطار ۴/۸۱

(2) احکام الجنائز ۱/۱۰۸

(3) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا ۱۳۳۴، صحیح مسلم کتاب الجنایز بَابٌ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۲۲۰۷، مسند احمد ۱۴۸۸۹، السنن الکبری للبیہقی ۶۹۳۳

(4) جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۱۰۲۲، مسند احمد ۷۱۴۷

(5) احکام الجنائز ۱/۱۱۱، السنن الکبری للنسائی ۲۱۲۷، المجموع شرح المهذب ۵/۲۳۳

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى،قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ①

پانچ تکبیروں کے دلائل:

عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: كَانَ زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَرْقَمَ، يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا، وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْسًا، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا

عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے تھے لیکن ایک جنازے پر انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں، لہذا میں نے اس سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ (یعنی پانچ) تکبیریں بھی کہا کرتے تھے۔ ②

چھ اور سات تکبیروں کے دلائل:

سَمِعَهُ مِنْ ابْنِ مَعْقِلٍ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَبَّرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَقَالَ:إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا

ابن معقل سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے جنازے پر چھ تکبیریں کہیں اور فرمایا یہ غزوہ بدر میں حاضر تھے۔ ③

عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَّى عَلَى أَبِي قَتَادَةَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سَبْعًا وَكَانَ بَدْرِيًّا

موسیٰ بن عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس پر سات تکبیریں کہیں، اور وہ بدری صحابی تھے۔ ④

هَكَذَا رُوِيَ وَهُوَ غَلَطٌ لِأَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَقِيَ بَعْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُدَّةً طَوِيلَةً

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ جو بیان کیا گیا ہے صحیح نہیں ہے، کیونکہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہے۔ ⑤

نو تکبیروں کے دلائل:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بِحَمْزَةَ فَسُجِّيَ بِبُرْدِهِ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ , فَكَبَّرَ تِسْعَ تَكْبِيرَاتٍ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دن سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

① سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَرْبَعًا ۱۵۰۳،احكام الجنائز ۱/۱۱۲،السنن الكبرى للبيهقى ۶۹۳۷

② صحيح مسلم كتاب الجنائز بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ ۲۲۱۶ ،سنن ابوداود كتاب الجنائز بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۳۱۹۷،جامع ترمذى ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الجَنَازَةِ ۱۰۲۳،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ كَبَّرَ خَمْسًا ۱۵۰۵،السنن الكبرى للبيهقى ۶۹۴۱،مصنف ابن ابى شيبة ۱۱۴۴۸،مسند احمد ۱۹۳۲۰،شرح السنة للبغوى ۵/۳۴۴،۱۴۹۰،احكام الجنائز ۱/۱۱۲

③ صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ شُهُودِ المَلاَئِكَةِ بَدْرًا ۴۰۰۴

④ احكام الجنائز ۱/۱۱۳،معرفة السنن والآثار ۷۳۳۲،مصنف ابن ابى شيبة ۱۱۴۵۹،السنن الكبرى للبيهقى ۶۹۴۳

⑤ السنن الكبرى للبيهقى ۶۹۴۳

نو تکبیریں کہیں۔ (۱)

نماز جنازہ کی تکبیروں کی تعداد میں اگرچہ علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن اکثریت نے چار تکبیروں کو ہی ترجیح دی ہے۔

وَإِلَى مَشْرُوعِيَّةِ الْأَرْبَعِ التَّكْبِيرَاتِ فِي الْجِنَازَةُ

جمہور فرماتے ہیں جنازہ میں چار تکبیروں کو ترجیح حاصل ہے۔ (۲)

الْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَرُونَ التَّكْبِيرَ عَلَى الْجِنَازَةِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاق

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد والوں میں سے اکثر اہل علم چار تکبیروں کے قائل ہیں، جن میں سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک اور امام شافعی، امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق شامل ہیں۔ (۳)

ذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى أَنَّ التَّكْبِيرَ أَرْبَعٌ

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں اکثر اہل علم چار تکبیروں کے قائل ہیں۔ (۴)

واعلم أنه لم يصح شيء في الزِّيَادَةِ على الْخَمْسَ ولا في النَّقْصِ عن أربع مرفوعا إلي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والأخذ بِالْأَرْبَعِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سے کم اور پانچ سے زیادہ تکبیریں کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں نیز چار تکبیریں اختیار کرنا زیادہ راجح اور بہتر ہے۔ (۵)

وَقَدْ صَحَّ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَبَّرَ خَمْسًا وَأَرْبَعًا، فَلَا يَجُوزُ تَرْكُ أَحَدِ عَمَلَيْهِ لِلْآخَرِ

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں چار سے کم اور پانچ سے زیادہ تکبیریں نہیں کہنی چاہیں۔ (۶)

جن لوگوں نے چار سے زائد تکبیروں کو ممنوع قرار دیا ہے ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔ اس پر اجماع ہو چکا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: وَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى أَرْبَعٍ، وَأَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ وَأَهْلُ الْفَتْوَى بِالْأَمْصَارِ عَلَى أَرْبَعٍ

ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں چار تکبیروں پر فقہاء اور اہل فتوی حضرات کا اجماع ہو چکا ہے۔ (۷)

---

(۱) احکام الجنائز ۸۲/۱، شرح معانی الآثار ۲۸۸۷

(۲) نیل الاوطار ۷/۴

(۳) نیل الاوطار ۷/۴

(۴) نیل الاوطار ۷/۴

(۵) السیل الجرار ۲۱۷/۱

(۶) المحلی بالآثار ۳۵۰/۳

(۷) نیل الاوطار ۷/۴، السیل الجرار ۲۱۷/۱

بعض روایات میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ , قَالَ:كَانَ آخِرُ مَا كَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنَازَةِ أَرْبَعًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آخر میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیریں کہیں وہ چار تھیں۔ (۱)

أنه حَدِيثِ ضَعِيفٌ

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ تِسْعًا تِسْعًا، ثُمَّ سَبْعًا سَبْعًا، ثُمَّ أَرْبَعًا أَرْبَعًا حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھائی تو نو نو تکبیریں کہیں، پھر سات سات، اور پھر چار چار تکبیریں کہیں۔ (۳)

فَهُوَ مَرْدُودٌ

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت مردود ہے۔ (۴)

پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھنا:

چونکہ نماز جنازہ بھی ایک نماز ہی ہے اس لیے دیگر نمازوں کی طرح اس میں بھی سورۂ فاتحہ کی قرات ضروری ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔ (۵)

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ قَالَ: لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ

طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی جس میں انہوں نے سورۂ فاتحہ کی قرات کی اور کہا (یہ اس لیے پڑھی ہے) تاکہ تمہیں علم ہو جائے کہ یہ سنت ہے۔ (۶)

(۱) احکام الجنائز:۱۱۵/۱،سنن الدارقطنی ۱۸۱۸

(۲) احکام الجنائز:۱۱۵/۱

(۳) احکام الجنائز:۱۱۵/۱،المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۴۰۳

(۴) احکام الجنائز:۱۱۵/۱

(۵) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ ۷۵۶

(۶) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ عَلَى الجَنَازَةِ ۱۳۳۵،سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ مَا يَقْرَأُ عَلَى

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسُورَةٍ وَجَهَرَ حَتَّى أَسْمَعَنَا، فَلَمَّا فَرَغَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: سُنَّةٌ وَحَقٌّ

طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک میت کا جنازہ پڑھا انہوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھی اور (دونوں) بلند آواز سے پڑھیں حتی کہ ہمیں سنائی دیں، جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ان سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک یہ سنت اور حق ہے۔ (۱)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَاقْرَءُوا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

اسماء بنت یزید سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ پر نماز پڑھو تو سورۂ فاتحہ پڑھا کرو۔ (۲) أُمُّ عَفِيفٍ، قَالَتْ: وَأَمَرَنَا أَنْ نَقْرَأَ عَلَى مَيِّتِنَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

ام عفیف سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا۔ (۳)

حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَضَرْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ صَلَّى بِنَا عَلَى جِنَازَةٍ بِالْأَبْوَاءِ فَكَبَّرَ، ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ رَافِعًا صَوْتَهُ بِهَا،۔۔۔۔ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي لَمْ أَقْرَأْ عَلَيْهَا إِلَّا لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ

شرجیل بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک جنازہ میں بمقام ابواء شریک ہوا آپ نے سورۂ فاتحہ اور درود اور دعائیں کو بلند آواز سے پڑھا۔۔۔ پھر متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں جہر سے نہ پڑھتا مگر اس لئے پڑھا تا کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔ (۴)

عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَرَأَ عَلَى جَنَازَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ وَقَالَ: إِنَّمَا جَهَرْتُ لِأُعْلِمَكُمْ أَنَّهَا سُنَّةٌ

زید بن طلحہ تیمی رحمہ اللہ سے مروی ہے میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک جنازہ کی نماز پڑھی جس میں انہوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک سورت کو بلند آواز سے پڑھا اور بعد میں فرمایا کہ میں نے اس لئے جہر کیا ہے تا کہ تم کو سکھلاؤں کہ یہ سنت ہے۔ (۵)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى عَلَى الْجِنَازَةِ، وَبَلَغَنَا ذَلِكَ عَنْ أَبِي

الْجَنَازَةِ ۳۱۹۸، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي القِرَاءَةِ عَلَى الجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ۱۰۲۷، سنن نسائی کتاب الجنائز باب الدُّعَاءِ۱۹۸۸

(۱) سنن نسائی کتاب الجنائز باب الدُّعَاءِ۱۹۸۷، صحیح ابن حبان۳۰۷۱، شرح السنة للبغوی۱۴۹۴، السنن الکبری للبیہقی۶۹۵۴، معرفة السنن والآثار۷۵۹۸، مسندابی یعلی۲۶۶۱

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۴۱۳

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی ۴۱۰

(۴) السنن الکبری للبیہقی۶۹۸۰، مستدرک حاکم۱۳۲۹

(۵) المنتقی لابن الجارود۵۳۶

بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -.

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نماز جنازہ میں تکبیر اولی کے بعد سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سیدنا ابو بکر صدیق اور سہل بن حنیف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اصحاب بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (۱)

مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ: أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ صَلَّى عَلَى الْجِنَازَةِ فَقَرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً قَصِيرَةً، رَفَعَ بِهِمَا صَوْتَهُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: لَا أَجْهَلُ أَنْ تَكُونَ هَذِهِ الصَّلَاةُ عَجْمَاءَ، وَلَكِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُعَلِّمَكُمْ أَنَّ فِيهَا قِرَاءَةً.

محمد بن عمرو بن عطاء سے مروی ہے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ میں پہلی تکبیر میں سورۂ فاتحہ اور ایک مختصر سی سورت پڑھی اور اپنی آواز بلند کی، جب فارغ ہوئے تو فرمایا میں نے قرات جہر سے اس لئے کی ہے کہ تم جان لو کہ اس نماز میں بھی قرات ہے اور یہ نماز گونگی (بغیر قرات والی) نہیں ہے، میں نے اپنی آواز اس لیے بلند کی تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس میں قرات کی جاتی ہے۔ (۲)

وَطَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ هُوَ ابْنُ أَخِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قال الترمذي عقب الحديث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: يَخْتَارُونَ أَنْ يُقْرَأَ: بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الأُولَى، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف کی روایت کا تعاقب کرتے ہوئے امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض اہل علم اور دوسروں کا اس پر عمل ہے جو پہلی تکبیر کی بعد سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں اور یہ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وقَالَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ: لَا يُقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الجَنَازَةِ، إِنَّمَا هُوَ ثَنَاءٌ عَلَى اللهِ، وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ، وَغَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الكُوفَةِ.

اور بعض اہل علم جو کہتے ہیں کہ جنازے میں کوئی قرات نہیں، یہ تو اللہ کی ثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور میت کے لیے دعا ہے، یہ اہل کوفہ میں سے ثوری رحمہ اللہ وغیرہ کا قول ہے۔ (۳)

أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا قِرَاءَةٌ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنازے میں کوئی قرات نہیں۔ (۴)

(۱) المنتقی لابن الجارود ۵۳۶

(۲) المحلی بالآثار ۳/۳۵۲

(۳) جامع ترمذی کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي القِرَاءَةِ عَلَى الجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ ۱۰۲۷، احکام الجنائز ۱/۱۱۹

(۴) المبسوط ۲/۶۴، سبل السلام ۱/۴۸۷، احکام الجنائز ۱/۱۲۰

أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ مِنْ السُّنَّةِ

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر متفق ہیں کہ یہ سنت ہے۔ (۱)

وَهُوَ الا قَوِيٌّ دَلِيلًا

عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں از روئے دلیل کے یہی قوی تر بات ہے کہ سورۂ فاتحہ نماز جنازہ میں پڑھنی چاہیے۔ (۲)

جو لوگ کہتے ہیں کہ قرات کی نیت سے نہیں بلکہ ثناء ودعا کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں کوئی حرج نہیں، عبدالحی لکھنوی حنفی نے ان کا سخت رد کرتے ہوئے ان کی اس بات کو بے دلیل قرار دیا ہے۔ (۳)

وعليه فمن العجائب أن لا يأخذ الحنفية بهذا الحديث، وهي قولهم أن قراء سبحانك - بعد التكبيرة الأولى من سنن الصلاة على الجنازة

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ کتنی تعجب خیز بات ہے کہ احناف قرات (جو ثابت ہے) اس کا انکار کرتے ہیں اور ثنا، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ۔۔۔ (جو ثابت نہیں ہے) کی قرات کو نماز جنازہ کی سنتوں میں شمار کرتے ہیں۔ (۴)

جنازے میں قرات سری اور جہری دونوں طرح ثابت ہے:

شیخ البانی اسی کے قائل ہیں۔ (۵)

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسُورَةٍ وَجَهَرَ حَتَّى أَسْمَعَنَا، فَلَمَّا فَرَغَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ:سُنَّةٌ وَحَقٌّ

جہری قرات کی دلیل طلحہ بن عبداللہ بن عوف کی روایت ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک میت کا جنازہ پڑھا انہوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھی اور (دونوں) بلند آواز سے پڑھیں حتی کہ ہمیں سنائی دیں، جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ان سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک یہ سنت اور حق ہے۔ (۶)

عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةٍ، فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ:اللّٰهُمَّ، اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ،

(۱) سبل السلام ۱/۴۸۷

(۲) عمدة الرعایه

(۳) امام الکلام ۳۱۴

(۴) احکام الجنائز ۱/۱۲۰

(۵) احکام الجنائز ۱۲۱ تا ۱۲۳

(۶) سنن نسائی کتاب الجنائز باب الدُّعَاءُ ۱۹۸۷، صحیح ابن حبان ۳۰۷۱، شرح السنة للبغوی ۱۴۹۴، السنن الکبری للبیہقی ۶۹۵۴، معرفة السنن والآثار ۷۵۹۸، مسند ابی یعلی ۲۶۶۱

وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ:حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْمَيِّتَ

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں سے یہ لفظ یاد رکھے، اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحم فرما، اور اسے خیریت سے رکھ، اس کی اچھی مہمان نوازی فرما اور اس کا ٹھکانا وسیع فرما، اور اسے پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے، اور اسے غلطیوں سے اس طرح صاف فرما دے جس طرح سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اور اسے اس کے (دنیاوی) گھر سے بہتر گھر عطا فرما، اور اس کے (دنیوی) گھر والوں سے بہتر گھر عطا فرما، اور اس کے جوڑے سے بہتر جوڑا عطا فرما، اور اسے قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے بچا، عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس میت کے لیے یہ (جامع) دعائیں سن کر مجھے خواہش ہوئی کہ کاش میں یہ میت ہوتا۔ [1]

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے لہذا جنازے میں جہر جائز ہے۔

سری قرات کی دلیل:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّهُ قَالَ:السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى بِأُمِّ الْقُرْآنِ مُخَافَتَةً، ثُمَّ يُكَبِّرَ ثَلَاثًا، وَالتَّسْلِيمُ عِنْدَ الْآخِرَةِ

ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھے، پھر تین تکبیریں کہے (روایت مختصر ہے یعنی تین تکبیریں اکٹھی نہیں کہی جائیں گی بلکہ تمام مل کر تین ہوں گی، یعنی الگ الگ، دوسری کے بعد درود، تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام) اور آخری تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔ [2]

بقیہ تکبیروں کے درمیان مسنون دعائیں:

أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ، أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى سِرًّا فِي نَفْسِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُخْلِصُ الدُّعَاءَ لِلْجِنَازَةِ، فِي التَّكْبِيرَاتِ(الثَّلَاثِ)

ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے انہیں خبر دی، نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر پہلی تکبیر کے بعد سری طور پر اپنے دل میں سورۂ فاتحہ پڑھے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور پھر خالص ہو کر (تیسری) تکبیر میں جنازہ کے لیے دعا کرے۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ فِي الصَّلَاةِ ٢٢٣٢ ،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ ١٠٢٥ ،سنن نسائی کتاب الجنائز:باب الدُّعَاءُ ١٩٨٥، مسند احمد ٢٣٩٧٥،صحیح ابن حبان ٣٠٧٥،شرح السنة للبغوی ١٤٩٥،السنن الکبری للبیہقی ٦٩٦٥

[2] سنن نسائی کتاب الجنائز: باب الدُّعَاءُ ١٩٩١،احکام الجنائز:١/١١١

[3] الام للشافعی ١/٣٠٨،السنن الکبری للبیہقی ٦٩٥٩ ، معرفة السنن والآثار ٧٦٠١،مستدرک حاکم ١٣٣١،احکام الجنائز:١/١٢١

وَالسُّنَّةُ أَنْ يَفْعَلَ مِنْ وَرَائِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ أَمَامَهُ

سنت یہی ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کیا جائے (یعنی دوسری تکبیر کے بعد درود (ابراہیمی) تیسری کے بعد دعائیں اور چوتھی کے بعد سلام پھیر دیا جائے)۔[1]

وظاهر قوله بعد أن ذكر القراءة ثم يصلى على النبيصلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إنما تكون بعد التَّكْبِيرَةِ الثانية لاقبلها ،لانه لو كان قبلها لم تقع في التكبيرات بل قبلها، كما هو واضح، وبه قالت الحنفية والشافعية وغيرهم، خلافا لابن حزم والشوكاني

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا ظاہر یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دوسری تکبیر کے بعد پڑھا جائے گا، کیونکہ اگر پہلے ہوتا تو اسے تکبیرات میں ذکر نہ کیا جاتا، حنفیہ و شافعیہ وغیرہ اسی کے قائل ہیں، البتہ امام ابن حزم رحمہ اللہ اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس کی مخالفت کی ہے۔[2]

تیسری تکبیر کے بعد مسنون دعائیں پڑھی جائیں گی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ:إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لیے خالص دعا کرو۔[3]

چند مسنون دعائیں:

عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةٍ، فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ:اللهُمَّ، اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں سے یہ لفظ یاد رکھے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرما رہے تھے ،اے اللہ !اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اسے خیریت سے رکھ ،اس کی اچھی مہمان نوازی فرما اور اس کا ٹھکانا وسیع فرما اور اسے پانی ،برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے اور اسے غلطیوں سے اس طرح صاف فرما دے جس طرح

[1] مستدرک حاکم ۱۳۳۱،السنن الکبری للبیھقی ۶۹۶۲،احکام الجنائز:۱۲۱/۱

[2] احکام الجنائز:۱۲۲/۱

[3] ارواءالغلیل ۱۷۹/۳،سبل السلام ۴۸۹/۱،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ ۳۱۹۹،سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ ۱۴۹۷،السنن الکبری للبیھقی ۶۹۶۴،صحیح ابن حبان ۳۰۷۶،معرفۃ السنن والآثار ۷۶۲۲،احکام الجنائز:۱۲۳/۱

سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور اسے اس کے (دنیاوی) گھر سے بہتر گھر عطا فرما اور اس کے (دنیوی) گھر والوں سے بہتر گھر عطا فرما اور اس کے جوڑے سے بہتر جوڑا عطا فرما اور اسے قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے بچا۔ ①

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ يَقُولُ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ، اللهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھاتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ! ہمارے زندوں اور مرنے والوں کو بخش دے، اور چھوٹوں اور بڑوں کو، مردوں کو اور عورتوں کو، حاضر موجود لوگوں کو اور جو موجود نہیں ہیں انہیں بھی بخش دے، اے اللہ! ہم میں سے جسے روز ندہ رکھے تو اسے اسلام کے ساتھ زندہ رکھ اور جسے تو موت دے اسے ایمان پر موت دے، اے اللہ! ہمیں اس مرنے والے کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کر دینا۔ ②

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَسْمَعُهُ يَقُولُ:اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

واثلہ رضی اللہ عنہ بن اسقع سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان پر (جنازے کی) نماز پڑھی، میں سن رہا تھا آپ فرما رہے تھے، اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمے (کفایت) میں ہے اور تیری ہمسائیگی اور امان میں آ گیا ہے، سو تو اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما دے، تو اپنے وعدے وفا کرنے والا اور حق والا ہے، اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما بلاشبہ تو بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ③

یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ جنازے میں دعا بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ يَقُولُ:اللهُمَّ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ

① صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ فِي الصَّلَاةِ ۲۲۳۲، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ ۱۰۲۵، سنن نسائی کتاب الجنائز:باب الدُّعَاءُ ۱۹۸۵، مسند احمد ۲۳۹۷۵، صحیح ابن حبان ۳۰۷۵، شرح السنة للبغوی ۱۴۹۵، السنن الکبری للبیہقی ۶۹۶۵

② احکام الجنائز ۱۲۴/۱، سنن ابوداود کتاب الجنائز:بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ ۳۲۰۱، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ ۱۰۲۴، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ ۱۴۹۸، مسند احمد ۸۸۰۹، مستدرک حاکم ۱۳۲۶، السنن الکبری للبیہقی ۶۹۷۱، شرح السنة للبغوی ۱۴۹۴، سبل السلام ۴۸۸/۱

③ سنن ابن ماجه کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ ۱۴۹۹، سنن ابوداود کتاب الجنائز:بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ ۳۲۰۲، احکام الجنائز ۱۲۵/۱، سبل السلام ۴۸۹/۱، مسند احمد ۱۶۰۱۸، صحیح ابن حبان ۳۰۷۴

أَمَتِكَ. كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ. وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ. وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ. اللهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِناً، فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ. وَإِنْ كَانَ مُسِيئاً، فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ. اللهُمَّ لاَ تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ. وَلاَ تَفْتِنَّا بَعْدَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے تو یوں دعا فرماتے تھے، اے اللہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا اور تیری لونڈی کا بیٹا اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ کوئی معبود سچا تیرے سوا نہیں ہے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے پیغمبر ہیں اور تو اس کا حال خوب جانتا ہے، اے پروردگار اگر وہ نیک ہو تو اس کا اجر زیادہ فرما، اور جو گناہگار ہو تو اس کے گناہوں سے درگزر فرما، اے پروردگار! ہم کو اس مت کے ثواب سے محروم نہ فرما اور اس کے بعد ہم کو فتنہ میں مت ڈال۔ (۱)

آخری تکبیر کے بعد دونوں جانب سلام پھیرا جائے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:ثَلَاثُ خِلَالٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُنَّ، تَرَكَهُنَّ النَّاسُ ، إِحْدَاهُنَّ: التَّسْلِيمُ عَلَى الْجِنَازَةِ مِثْلُ التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کام کیا کرتے تھے جنہیں لوگوں نے چھوڑ دیا ہے ان میں سے ایک نماز جنازہ میں اس طرح سلام پھیرنا ہے جیسے نماز میں سلام پھیرا جاتا ہے۔ (۲)

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو جید کہا ہے۔ (۳)

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

امام ہیثمی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں اس روایت کو طبرانی کبیر میں روایت کیا گیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ (۴)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ میں بھی عام نمازوں کی طرح دائیں اور بائیں دونوں جانب سلام پھیرنا چاہیے، تاہم اگر صرف ایک جانب ہی سلام پھیر دیا جائے تو یہ بھی کفایت کر جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا , وَسَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور ایک مرتبہ ہی سلام پھیرا۔ (۵)

خائن، خودکشی کرنے والے (گناہ کبیرہ ہے) کافر، اور شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی:

---

(۱) موطا امام مالک ۷۷۵، صحیح ابن حبان ۳۰۷۳، مصنف عبدالرزاق ۶۴۲۵، احکام الجنائز ۱/۱۲۵

(۲) السنن الکبری للبیہقی ۶۹۸۹، معرفة السنن والآثار ۷۶۳۵، احکام الجنائز ۱/۱۲۷

(۳) المجموع شرح المہذب ۵/۲۳۹

(۴) مجمع الزوائدومنبع الفوائد ۴۱۷۱

(۵) سنن الدرقطنی ۱۸۱۷، احکام الجنائز ۱/۱۲۸، مستدرک حاکم ۱۳۳۲، السنن الکبری للبیہقی ۶۹۸۴

هو الذي سرق من الغنيمة قبل قسمها
واضح رہے خائن سے مراد ایسا شخص ہے جو مال غنیمت سے تقسیم سے پہلے کوئی چیز چرا لے۔[1]

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ. فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذَلِكَ، فَقَالَ:إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ لَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ

زید بن خالد جهنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اصحاب رسول میں سے ایک شخص جنگ خیبر میں وفات پا گیا، پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (اسکی موت کا اور اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا) ذکر آپ سے کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ساتھی پر تم خود ہی نماز پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) آپکی یہ بات سن کر لوگوں کے چہرے متغیر ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھی نے مال غنیمت میں چوری کی ہے ہم نے اسکے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اسکے سامان میں سے یہودی عورتوں کے پہننے کا ایک کپڑا ملا جسکی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔[2]

حكم الألباني: ضعيف

فِيهِ جَوَازُ الصَّلَاةِ عَلَى الْعُصَاةِ. وَأَمَّا تَرْكُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَلَعَلَّهُ لِلزَّجْرِ عَنْ الْغُلُولِ كَمَا امْتَنَعَ مِنْ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَدْيُونِ وَأَمَرَهُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ گنہ گار لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے، البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی نماز جنازہ غالباً خیانت سے ڈانٹنے کے لیے نہیں پڑھائی بعینہ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقروض کی نماز جنازہ خود تو نہیں پڑھائی لیکن لوگوں کو اس کا حکم دیا۔[3]

شیخ البانی رحمہ اللہ اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔[4]

وَذَهَبَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ إلَى أَنَّهُ يُصَلَّى عَلَى الْفَاسِقِ

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جمہور کا کہنا ہے کہ نافرمانوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔[5]

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے آدمی کا جنازہ لایا گیا جس نے اپنے آپ کو چوڑے تیر سے مار ڈالا تھا، تو آپ

(1) التعليقات الرضية على الروضة الندية للالبانى ۱/۴۴۷

(2) سنن ابوداودکتاب الجهادبَابٌ فِي تَعْظِيمِ الْغُلُولِ ۲۷۱۰، موطاامام مالک کتاب الجهادمَا جَاءَ فِي الْغُلُولِ، شرح السنة للبغوى ۲۷۲۹، معرفة السنن والآثار ۱۸۱۴۲، السنن الكبرى للبيهقى ۱۸۲۰۵، احكام الجنائز ۱/۷۹

(3) نيل الاوطار ۴/۵۸، الدررالبهية والروضة الندية والتعليقات الرضية ۱/۴۴۷

(4) التعليقات الرضية على الروضة الندية للالبانى ۱/۴۴۷

(5) نيل الاوطار ۴/۵۸

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔ [1]

عَنْ ابْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَنَا فَلَا أُصَلِّي عَلَيْهِ

جابر بن سمرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے ایک روایت میں ہے ایک شخص نے اپنے ہی تیر سے خود کو ہلاک کر لیا، تو رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کی نماز (جنازہ) نہیں پڑھوں گا۔ [2]

اس سے بھی یہ بات اخذ کی جا سکتی ہے کہ عام افراد اس کا بھی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

فَذَهَبَ أَكْثَرُهُمْ إِلَى أَنَّهُ يُصلَّى عَلَيْهِ، وَكَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَا يَرَى الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، وَبِهِ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ، وَقَالَ أَحْمَدُ: لَا يُصَلِّي عَلَيْهِ الإِمَامُ، وَيُصَلِّي عَلَيْهِ غَيْرُهُ

امام بغوی رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں اکثر مذہب یہی ہے کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور عمر بن عبد العزیز اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے، امام اوزاعی رَحِمَہُ اللّٰہُ اور امام احمد رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں امام اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائے کوئی دوسرا پڑھا دے۔ [3]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ [4]

ترجمہ: نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨٤﴾ [5]

ترجمہ: اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نمازِ جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے۔

اگرچہ یہ آیت رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی لیکن چونکہ اس کا حکم عام ہے اس لیے ہر ایسا شخص جس کی موت کفر و نفاق پر ہو اس میں شامل ہے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز: بَابُ تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَاتِلِ نَفْسَهُ ۲۲۶۲، السنن الکبری للبیہقی ۶۸۳۳

[2] سنن نسائی کتاب الجنائز: تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ ۱۹۶۶، السنن الکبری للبیہقی ۶۸۳۳، مسند احمد ۲۰۸۶۱

[3] شرح السنة للبغوی ۵؍۳۳۷

[4] التوبة ۱۱۳

[5] التوبة ۸۴

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ، فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا، وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کے دن شہداء میں سے دو شخصوں کو ایک کپڑے میں جمع کرتے تھے پھر فرماتے ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو قبر میں پہلے اس کو رکھا جاتا (تا کہ اس کی فضیلت ظاہر ہو) اور فرماتے کہ میں ان پر قیامت کے دن گواہ ہوں گا اور ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا (تا کہ ان کی مظلومیت قائم رہے اور قیامت کے دن ان کی فضیلت ظاہر ہو کیونکہ جس حال میں کوئی دفن ہو گا اسی حال میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا) اور نہ غسل دیا (شہید کو غسل اور جنازے کے بغیر دفن کرنا اس کی امتیازی شان ہے) اور نہ نماز پڑھی۔[1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَمْزَةَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرِهِ۔۔۔ إِنَّهَا بِأَسَانِيدَ لَا تَثْبُتُ فَسَتَعْرِفُ الْكَلَامَ عَلَيْهَا، وَفِي الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ أَحَادِيثُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش پر تشریف لائے جن کا مثلہ ہو چکا تھا ان کے علاوہ کسی شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی،۔۔۔ شہدائے غزوہ بدر کے متعلق بھی نماز جنازہ کا کوئی ذکر احادیث میں منقول نہیں (حالانکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ہوتی تو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ضرور بیان کرتے۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ شہداء پر نماز جنازہ پڑھنا واجب نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ شہداء کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہداء کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور اہل احد کی قبروں پر پہنچ کر نماز جنازہ پڑھی، پھر واپس آ کر منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا میں تمہارا انتظار کروں گا اور میں تمہارے لیے گواہی دوں گا، بخدا میں اس وقت بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں، یاد رکھو! مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں، بخدا! مجھے تمہارے متعلق یہ اندیشہ نہیں ہے کہ میرے پیچھے تم شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے یہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ ۱۳۴۳، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ ۳۱۳۹، ۳۱۳۸، سنن نسائی کتاب الجنائز باب تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ ۱۹۵۷، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ ۱۵۱۴، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ ۱۰۳۶، صحیح ابن حبان ۳۱۹۷، سنن الدارقطنی ۴۲۰۷، شرح السنۃ للبغوی ۱۵۰۰، السنن الکبری للبیہقی ۶۷۹۵

[2] نیل الاوطار ۴/۵۳، احکام الجنائز ۸۲

اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں منہمک ہو کر ایک دوسرے سے مسابقت کرنے لگو گے۔ [1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْمَعْنَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِحَمْزَةَ، وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرِهِ يعني شهداء أحد

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کو کافروں نے مثلہ کیا تھا، اور آپ نے ان کے سوا کسی شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ [2]

عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: أُهَاجِرُ مَعَكَ، فَأَوْصَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا، فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ، فَأَعْطَى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ، وَكَانَ يَرْعَى ظَهْرَهُمْ، فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟، قَالُوا: قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

شداد بن ھاد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی جو کہ جنگل کا باشندہ تھا خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور وہ مشرف با اسلام ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گیا، پھر کہنے لگا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کروں گا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے بعض صحابہ کرام کو وصیت کی، جس وقت غزوہ ختم ہو گیا یعنی غزوہ میں مسلمانوں کو بکریاں حاصل ہوئیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بکریوں کو تقسیم فرمایا، اور اس کا بھی حصہ لگایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس کا حصہ اس کو دیا، وہ ان کے سواری کے جانور چوری کیا کرتا تھا، جس وقت اس کا حصہ دینے کے واسطے آئے تو اس سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تمہارا حصہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو عطا فرمایا ہے،

فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: قَسَمْتُهُ لَكَ، قَالَ: مَا عَلَى هَذَا اتَّبَعْتُكَ، وَلَكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى أَنْ أُرْمَى إِلَى هَاهُنَا، وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ بِسَهْمٍ، فَأَمُوتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ: إِنْ تَصْدُقِ اللَّهَ يَصْدُقْكَ، فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ،

اس نے لے لیا اور اس کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کیا ہو گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارا حصہ میں نے دیا ہے، اس نے عرض کیا کہ میں اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہیں ہوا تھا بلکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اس وجہ سے کی ہے میری جگہ پر (یعنی حلق کی طرف) اشارہ کیا کہ تیر مارا جائے (یعنی غزوہ میں) پھر میرا انتقال ہو جائے اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اللہ کو سچا کرے گا تو اللہ بھی تم کو سچا کرے گا، پھر کچھ دیر تک لوگ ٹھیرے رہے اس کے بعد دشمن سے جنگ کرنے کے واسطے اٹھے اور لڑائی شروع ہوئی،

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الشَّهِيدِ ۱۳۴۴، وکتاب المناقب بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۵۹۶، وکتاب المغازی بَابٌ أُحُدٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ۴۰۸۵، مسند احمد ۱۷۳۴۴

[2] سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ ۳۱۳۵، احکام الجنائز ۸۲/۱

فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَهُوَ هُوَ؟قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ:صَدَقَ اللَّهَ فَصَدَقَهُ، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَكَانَ فِيمَا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ:اللَّهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ فَقُتِلَ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ عَلَى ذَلِكَ

لوگ اس کو رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اس شخص کے تیر لگا ہوا تھا اسی جگہ پر اس شخص نے بتلایا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو اس نے سچ کیا یعنی خداوند قدوس نے مجاہدین کی جو صفات بیان فرمائی ہیں ان تمام کو اس نے سچ کیا تو خداوند قدوس نے بھی اس کو سچا کیا یعنی اس شخص کی مراد پوری ہوئی یہ شخص شہید ہوا، پھر آپ ﷺ نے اپنے مبارک جبہ کا کفن اس کو دے دیا، اور آگے کی جانب رکھا اور اس پر نماز ادا کی، تو جس قدر آپ ﷺ کی نماز میں سے لوگوں کو سنائی دیا وہ یہ تھا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ یا اللہ یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے راستے میں ہجرت کر کے نکلا، اور یہ شخص راہ خدا میں شہید ہو گیا میں اس بات کا گواہ ہوں۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بِحَمْزَةَ فَسُجِّيَ بِبُرْدِهِ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ , فَكَبَّرَ تِسْعَ تَكْبِيرَاتٍ , ثُمَّ أُتِيَ بِالْقَتْلَى يُصَفُّونَ , وَيُصَلِّي عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِ مَعَهُمْ

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے دن حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر سے ڈھانپنے کا حکم فرمایا، پھر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور نو تکبیریں کہیں، پھر دیگر شہداء لائے جاتے اور ان کی صف بنائی جاتی اور آپ ﷺ ان سب پر اور ان کے ساتھ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ پڑھتے۔[2]

لاَ يُصَلَّى عَلَى الشَّهِيدِ

امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں شہداء کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

يُصَلَّى عَلَى الشَّهِيدِ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں شہداء کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔[3]

راجح یہ ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں انسان کو اختیار ہے لیکن زیادہ بہتر پڑھنا ہی ہے، کیونکہ یہ دعا اور عبادت ہی ہے جو اجر و ثواب میں اضافے کا باعث ہے۔

والصواب في المسألة أنه مخير بين الصلاة عليهم وتركها لمجئ

---

[1] سنن نسائی کتاب الجنائز الصَّلاةُ عَلَى الشُّهَدَاءِ ۱۹۵۵

[2] احکام الجنائز ۱/۸۲، شرح معانی الآثار ۲۸۸۷

[3] المغنی ۲/۳۹۴، بدائع الصنائع ۱/۳۲۵، نیل الاوطار ۴/۵۴، تحفۃ الاحوذی ۴/۱۰۹

امام حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس مسئلے میں درست بات یہ ہے کہ پڑھنے اور چھوڑنے میں اختیار ہے۔ (۱)

وَأَيُّهَا كَانَ فَقَدْ ثَبَتَ بِصَلَاتِهِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ عَلَى الشُّهَدَاءِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں شہید کی نماز جنازہ پڑھنا ہی بہتر ہے۔ (۲)

أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى الشَّهِيدِ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ فَيَجُوزُ أَنْ يُصَلَّى عَلَيْهَا وَيَجُوزُ تَرْكُهَا

عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں شہید کی نماز جنازہ واجب نہیں ہے، لہذا پڑھنا اور چھوڑنا دونوں طرح جائز ہے۔ (۳)

ولاشك أن الصلاة عليهم أفضل من الترك إذا تيسرت لأنها دعاء وعبادة

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں پڑھنا اور چھوڑنا دونوں طرح درست ہے لیکن پڑھنا افضل ہے۔ (۴)

نماز جنازہ قبر پر اور غائبانہ بھی پڑھی جا سکتی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ، قَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَكَانَ سَأَلَ عَنْهُ، فَقَالَ:مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: فُلَانٌ دُفِنَ البَارِحَةَ، فَصَلَّوْا عَلَيْهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص پر رات کو دفن کئے جانے کے بعد نماز جنازہ پڑھی، آپ اور آپ کے صحابہ اٹھے اور اس کے متعلق پوچھ رہے تھے کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ فلاں شخص کی قبر ہے جو گزشتہ رات کو دفن کیا گیا، تو لوگوں نے اس پر نماز پڑھی۔ (۵)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَاتَ إِنْسَانٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَمَاتَ بِاللَّيْلِ، فَدَفَنُوهُ لَيْلًا، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرُوهُ، فَقَالَ:مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعْلِمُونِي؟قَالُوا: كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا، وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص کی وفات ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے جایا کرتے تھے، چونکہ ان کا انتقال رات میں ہوا تھا اس لیے رات کو لوگوں نے انہیں دفن کر دیا، اور جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ جنازہ تیار ہوتے وقت) مجھے بتانے میں (کیا) رکاوٹ تھی؟ لوگوں نے کہا کہ رات تھی اور اندھیرا بھی تھا اس لیے ہم نے مناسب نہیں سمجھا کہ کہیں

---

(۱) تهذيب السنن ۴/۲۹۵

(۲) نيل الاوطار ۴/۵۴

(۳) تحفة الاحوذی ۴/۱۱۱

(۴) احكام الجنائز ۱/۸۳

(۵) صحيح بخاری كتاب الجنائز:بَابُ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ ۱۳۴۰،صحيح ابن حبان ۳۰۹۱،السنن الكبرى للبيهقی ۷۰۰۰

آپ کو تکلیف ہو، پھر آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس کی نماز (جنازہ) پڑھی۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً كَانَ يَكُونُ فِي المَسْجِدِ يَقُمُّ المَسْجِدَ، فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ، فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ:مَا فَعَلَ ذَلِكَ الإِنْسَانُ؟قَالُوا :مَاتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ :أَفَلاَ آذَنْتُمُونِي؟فَقَالُوا: إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتُهُ قَالَ: فَحَقَرُوا شَأْنَهُ، قَالَ:فَدُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک سیاہ مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی وہ مر گیا تو نبی کریم ﷺ کو خبر نہ ہوئی، اس کو ایک دن آپ نے یاد کیا اور فرمایا کہ وہ آدمی کہاں گیا؟ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ تو مر گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ لوگوں نے کہا کہ اس کا فلاں فلاں واقعہ ہے گویا اس کے مرتبہ کو لوگوں نے حقیر سمجھا، آپ ﷺ نے فرمایا اسکی قبر مجھے بتلاؤ، چنانچہ آپ اس کی قبر پر آئے اور اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔ (۲)

عَنْ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ، وَكَانَ أَكْبَرَ مِنْ زَيْدٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا وَرَدَ الْبَقِيعَ فَإِذَا هُوَ بِقَبْرٍ جَدِيدٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوا: فُلَانَةُ، قَالَ: فَعَرَفَهَا وَقَالَ أَلَا آذَنْتُمُونِي بِهَاقَالُوا: كُنْتَ قَائِلًا صَائِمًا، فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤْذِيَكَ، قَالَ:فَلَا تَفْعَلُوا، لَا أَعْرِفَنَّ مَا مَاتَ مِنْكُمْ مَيِّتٌ مَا كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ إِلَّا آذَنْتُمُونِي بِهِ؛ فَإِنَّ صَلَاتِي عَلَيْهِ لَهُ رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ، فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر آئے جب آپ بقیع پہنچے تو ایک نئی قبر دیکھی اسکے بارے میں پوچھا، لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں خاتون ہیں، آپ ﷺ نے پہچان لیا اور فرمایا کہ مجھے اطلاع کیوں نہ دی، لوگوں نے عرض کیا آپ روزے میں دوپہر کو آرام فرما رہے تھے اسلئے ہم نے آپ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا، فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا کہ مجھے پتہ ہی نہ چلے، تم میں جو بھی فوت ہو تو جب میں تمہارے درمیان ہوں مجھے اسکی اطلاع دینا، کیونکہ میرا جنازہ پڑھنا اس کیلئے رحمت کا باعث ہے، پھر آپ قبر پر تشریف لے گئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں، آپ نے چار تکبیریں کہیں۔ (۳)

انطلقوا، فانطلقوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قاموا على قبرها فصفوا وراء رسول الله صلى الله عيه

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ۱۲۴۷ ، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ۱۵۳۰،مسنداحمد۸۶۳۴،شرح السنة للبغوی ۱۴۹۹، السنن الکبری للبیہقی۶۹۰۹،احکام الجنائز۸۷/۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ ۱۲۳۷،صحیح مسلم کتاب الجنائزبَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ۲۲۱۵،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ ۳۲۰۳،سنن ابن ماجه کتاب الجنائزبَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ ۱۵۲۷، مسنداحمد۸۶۳۴،السنن الکبری للبیہقی۶۹۰۹،صحیح ابن خزیمة،شرح السنة للبغوی۱۴۹۹،احکام الجنائز۸۷/۱

(۳) سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ۱۵۲۸ ،مسنداحمد۱۹۴۵۲،مصنف ابن ابی شیبة ۱۱۲۱۷،صحیح ابن حبان ۳۰۸۷،احکام الجنائز۸۸/۱

وسلم كما يصف للصلاة على الجنازة فصلى عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وكبر أربعا كما يكبر على الجنائز

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مسکین عورت کی قبر پر جا کر باجماعت نماز جنازہ پڑھائی جیسا کہ اس میں یہ لفظ ہیں ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قبر پر لے چلو،لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے حتی کہ اس عورت کی قبر کے پاس کھڑے ہو گئے،اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اس طرح صفیں درست کر لیں جیسا کہ نماز جنازہ کے لیے صفیں درست کی جاتی ہیں،پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیرات کہیں جیسے جنازے میں کہی جاتی ہیں۔ [۱]

أَيْ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ---لَا يَنْفِي مَشْرُوعِيَّةَ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

جمہور،امام احمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت قبر پر نماز جنازہ پڑھنے پر مشروع ہے،امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر پر نماز جنازہ پڑھنا مشروع نہیں۔ [۲]

غیر مشروع کہنے والوں کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مسجد میں جھاڑو دینے والی عورت کی قبر پر نماز جنازہ کا ذکر ہے اس میں یہ لفظ ہیں

إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ

یہ قبریں اہل قبور کے لیے اندھیروں سے بھری ہوئی ہیں اور میری نماز سے ان کی قبروں میں روشنی ہو جاتی ہے۔ [۳]

اس سے اس طرح استدلال کرتے ہیں

إِنَّ قَوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :وَإِنَّ اللهَ يُنَوِّرُهَا بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ مِنْ خَصَائِصِهِ

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ میری نماز سے ان کی قبروں میں روشنی ہو جاتی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ (قبر پر نماز جنازہ)صرف نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ [۴]

فَقَالَ فِي تَرْكِ إِنْكَارِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَنْ صَلَّى مَعَهُ عَلَى الْقَبْرِ بَيَانُ جَوَازِ ذَلِكَ لِغَيْرِهِ، وَأَنَّهُ لَيْسَ مِنْ خَصَائِصِهِ. وَتَعَقَّبَ هَذَا التَّعَقُّبَ بِأَنَّ الَّذِي يَقَعُ بِالتَّبَعِيَّةِ لَا يَنْتَهِضُ دَلِيلًا لِلْأَصَالَةِ

امام ابن حبان رحمہ اللہ اس کے تعاقب میں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی معیت میں قبر پر جنازہ پڑھا اور اس پر کوئی انکار نہ کیا جو غیر کے لیے بھی جواز کی دلیل ہے،اور یہ صرف نبی کریم ﷺ کے لیے خاص نہیں بلکہ اس کے بعد اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے

---

[۱] احكام الجنائز ۸۹/۱، السنن الكبرى للبيهقي ۷۰۱۹

[۲] تحفة الاحوذى ۱۱۳/۴،نيل الاوطار ۶۴/۴

[۳] صحيح بخارى كتاب الجنائز بَابُ الإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ ۱۲۳۷، صحيح مسلم كتاب الجنائز بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ ۲۲۱۵،سنن ابوداود كتاب الجنائز بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ ۳۲۰۳،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ ۱۵۲۷، مسند احمد ۸۶۳۴،السنن الكبرى للبيهقى ۶۹۰۹،شرح السنة للبغوى ۱۴۹۹،احكام الجنائز ۸۷/۱

[۴] نيل الاوطار ۶۴/۴

ہوئے قبر پر جنازہ پڑھے تو یہ فعل حقیقت کی دلیل پر مبنی نہ ہو گا۔ ①

وَمِنْ جُمْلَةِ مَا أَجَابَ بِهِ الْجُمْهُورُ عَنْ هَذِهِ الزِّيَادَةِ أَنَّهَا مُدْرَجَةٌ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

اور جمہور اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ اس حدیث میں مذکورہ الفاظ کا اضافہ مدرج ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور ثابت کیا ہے۔ ②

أَنَّ الِاخْتِصَاصَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا بِدَلِيلٍ

خامام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صوصیت صرف دلیل سے ہی ثابت ہوتی ہے۔ ③

اہل قبر پر تدفین کے وقت نماز پڑھی گئی ہو یا نہ پڑھی گئی ہو بعد میں قبر پر نماز پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث اس پر شاہد ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي اليَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى المُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ، وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی وفات کی خبر اسی دن سنائی جس دن وہ انتقال ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مصلی کی طرف تشریف لے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی صف بندی کرائی، اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔ ④

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَدْ تُوُفِّيَ اليَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الحَبَشِ، فَهَلُمَّ، فَصَلُّوا عَلَيْهِ، قَالَ: فَصَفَفْنَا، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَنَحْنُ مَعَهُ صُفُوفٌ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: عَنْ جَابِرٍ كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں روایت مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج حبش کا ایک مرد صالح فوت ہو گیا اس لئے آؤ اور اس پر نماز پڑھو، ہم لوگوں نے صفیں قائم کیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم لوگ صف بستہ تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی،

---

① نیل الاوطار ۴/۶۴، تحفۃ الاحوذی ۴/۱۱۳

② فتح الباری ۱/۵۵۳، نیل الاوطار ۴/۶۴

③ نیل الاوطار ۴/۶۴

④ صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الجَنَازَةِ أَرْبَعًا ۱۳۳۳، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۲۲۰۴، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ يَمُوتُ فِي بِلَادِ الشِّرْكِ ۳۲۰۴، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ ۱۵۳۴، سنن نسائی کتاب الجنائز الصُّفُوفُ عَلَى الْجَنَازَةِ ۱۹۷۳، السنن الکبری للبیہقی ۶۹۳۱، صحیح ابن حبان ۳۰۶۸، مسند احمد ۷۷۷۶، موطا امام مالک کتاب الجنائز مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَائِزِ، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۸۹، معرفۃ السنن والآثار ۷۵۷۷، احکام الجنائز ۱/۱۰۷

ابوزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں دوسری صف میں تھا۔ (۱)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ أَخَاكُمْ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَصَلُّوا عَلَيْهِ، فَقَامَ فَصَفَّنَا خَلْفَهُ، فَإِنِّي لَفِي الصَّفِّ الثَّانِي فَصَلَّى عَلَيْهِ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی فوت ہو چکا ہے، کھڑے ہو جاؤ اور اس پر نماز پڑھو، ہم کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی، ہم نے دو صفیں بنائیں اور میں دوسری صف میں تھا۔ (۲)

مَشْرُوعِيَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ الْغَائِبِ عَنِ الْبَلَدِ وَبِذَلِكَ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحمد وَجُمْهُور السّلف

جمہور، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ غائبانہ نماز جنازہ کے قائل ہیں۔

لَمْ يَأْتِ عَنْ أَحَدٍ مِنْ الصَّحَابَةِ مَنْعُهُ

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کسی صحابی سے بھی اس کی ممانعت منقول نہیں۔

أَنَّهَا لَا تُشْرَعُ الصَّلَاةُ عَلَى الْغَائِبِ مُطْلَقًا

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں غائبانہ نماز جنازہ مطلق طور پر مشروع ہی نہیں۔ (۳)

غائبانہ نماز جنازہ کو ناجائز قرار دینے والوں کا یہ بھی کہنا ہے

أَنَّ ذَلِكَ خَاصٌّ بِالنَّجَاشِيِّ

یہ صرف نجاشی کے ساتھ خاص تھا۔

کیونکہ ایک روایت میں مذکور ہے

كُشِفَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَرِيرِ النَّجَاشِيِّ حَتَّى رَآهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زمین کے تمام پردے ہٹا دیے گئے اور نجاشی کی میت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔ (۴)

طُوِيَتْ لَهُ الْأَرْضُ وَأُحْضِرَتْ الْجِنَازَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصُّفُوفِ عَلَى الْجِنَازَةِ ۱۳۲۰، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۲۲۰۹

(۲) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۲۲۰۹، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ ۱۵۳۵، سنن نسائی کتاب الجنائز الصُّفُوفُ عَلَى الْجَنَازَةِ ۱۹۷۷، مسند احمد ۱۹۸۶۷، صحیح ابن حبان ۳۰۹۹

(۳) نیل الاوطار ۴/۶۱، فتح الباری ۳/۱۸۷، المجموع شرح المهذب ۵/۲۶۸

(۴) نیل الاوطار ۴/۶۲، تحفة الاحوذی ۴/۱۱۵

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لیے زمین سکیڑ دی گئی اور جنازہ سامنے حاضر کر دیا گیا تھا۔ [۱]

فِيهِ خَيَالَاتٍ أَجَابَ عَنْهَا

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت (جس میں ہے کہ نجاشی کی میت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے کر دی گئی) محض اوہام وخیالات میں سے ہے اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ [۲]

أن هذا التأويل فاسد

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ تاویل (کہ یہ عمل صرف نجاشی کے ساتھ خاص تھا) فاسد ہے۔ [۳]

یاد رہے کہ چونکہ اس عمل کی نجاشی کے ساتھ خصوصیت کی کوئی دلیل موجود نہیں، اس لیے یہ عمل بھی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ساری زندگی کے دیگر تمام اعمال کی طرح ہمارے لیے بھی اسوہ وسنت ہے۔

الصواب أن الغائب إن مات ببلد لم يصل عليه فيه، صلي عليه صلاة الغائب كما صلى النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على النَّجَاشِيِّ لأنه مات بين الكفار

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر غائب شخص ایسے شہر میں فوت ہو کہ جہاں اس کی نماز جنازہ نہ ادا کی گئی ہو، تو پھر اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی جیسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی جو کفار کے درمیان فوت ہو گئے تھے۔ [۴]

لَا يُصَلَّى عَلَى الْغَائِبِ إِلَّا إِذَا وَقَعَ مَوْتُهُ بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيهَا مَنْ يُصَلِّي عَلَيْهِ

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کسی غائب کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی سوائے اس کے کہ اگر غائب شخص ایسے شہر میں فوت ہو کہ جہاں اس کی نماز جنازہ نہ ادا کی گئی ہو تو پھر اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ [۵]

إِنَّ أَخَاكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ أَرْضِكُمْ فَقُومُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں یہ لفظ ہیں "یقیناً تمہارا ایک بھائی تمہارے علاقے سے باہر فوت ہوا ہے لہذا اٹھو اس کی نماز جنازہ پڑھو"۔ [۶]

اس روایت سے یوں استدلال کرتے ہیں

أَنَّهُ كَانَ بِأَرْضٍ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ بِهَا أَحَدٌ فَتَعَيَّنَتِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ لِذَلِكَ

---

[۱] فتح الباری ۳/۱۸۹، عون المعبود ۷/۹

[۲] المجموع شرح المهذب ۵/۲۵۳

[۳] احکام الجنائز ۱/۹۳

[۴] احکام الجنائز ۱/۹۲

[۵] نیل الاوطار ۴/۶۱، فتح الباری ۳/۱۸۸

[۶] سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ ۱۵۳۶

نجاشی کا جنازہ اس کے علاقے میں نہیں پڑھا گیا تھا اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی، اس کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ علاقے سے باہر فوت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس شخص کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی، اور نہ ہی اس حدیث میں کوئی ایسی وضاحت موجود ہے،

لَمْ أَقِفْ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَخْبَارِ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فِي بَلَدِهِ أَحَدٌ وَمِنْ ذَلِكَ

جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں ایسی کوئی خبر میرے علم میں نہیں کہ (جس سے معلوم ہوتا کہ) نجاشی کی نماز جنازہ اس کے شہر میں نہیں پڑھی گئی تھی۔ (۱)

کفار ومنافقین کی نماز جنازہ یا ان کے لیے دعا واستغفار قطعاً نا جائز ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۞ (۲)

ترجمہ: اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نمازِ جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۞ (۳)

ترجمہ: نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔

الصَّلَاةُ عَلَى الْكَافِرِ وَالدُّعَاءُ لَهُ بِالْمَغْفِرَةِ حَرَامٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالْإِجْمَاعِ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کافر کی نماز جنازہ اور اس کے لیے بخشش کی دعا کرنا نص قرآن اور اجماع امت کی وجہ سے حرام ہے۔ (۴)

شیخ البانی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں، (۵)

جسے شرعی حد لگائی گئی ہو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی:

(۱) فتح الباری ۱۸۸/۳

(۲) التوبۃ ۸۴

(۳) التوبۃ ۱۱۳

(۴) المجموع شرح المھذب ۱۴۴/۵، احکام الجنائز: ۹۷/۱

(۵) احکام الجنائز: ۹۶/۱

عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ، جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ: لَا، قَالَ: آحْصَنْتَ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الحِجَارَةُ فَرَّ، فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا، وَصَلَّى عَلَيْهِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ا قبیلہ اسلم کا ایک آدمی (ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ) آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے متعلق بدکاری کا اعتراف کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، جب اس طرح چار مرتبہ وہ اپنے متعلق گواہی دے چکا (کہ میں نے زنا کیا ہے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجنوں تو نہیں ہو (مجنون پر حد نہیں ہے) اس نے کہا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا شادی شدہ ہو (شادی شدہ نہ ہو تو سزا کوڑے ہیں رجم نہیں) اس نے کہا جی ہاں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اسے عید گاہ میں سنگسار کر دیا گیا، جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا لوگوں نے اسے پکڑ کر اتنے پتھر مارے کہ وہ مر گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق اچھے جملہ کہے (کیونکہ اس نے سچی توبہ کر لی حتی کہ جان قربان کر دی) اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [1]

بعض روایات میں ہے

وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ [2]

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَى، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَدَعَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا، فَقَالَ: أَحْسِنْ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي بِهَا، فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا نَبِيَّ اللهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ فَقَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ تَعَالَى؟

عمران رضی اللہ عنہ بن حصین سے مروی ہے جہنیہ قبیلہ کی ایک عورت اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس حال میں کہ وہ زنا سے حاملہ تھی، اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میں حد کے جرم کو پہنچی ہوں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر (حد) قائم کریں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلایا اور فرمایا کہ اس سے حسن سلوک کرنا، جب حمل وضع ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا، پس جب اس نے بچہ جن لیا تو وہ اسے

[1] صحیح بخاری کتاب الحدود باب الرَّجْمِ بِالْمُصَلَّى ۶۸۲۰، صحیح مسلم کتاب الحدود بَابُ مَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى ۴۴۲۰، مسند احمد ۱۴۴۶۲

[2] سنن ابوداود کتاب الحدود بَابُ رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ ۴۴۳۰، جامع ترمذی ابواب الحدود بَابُ مَا جَاءَ فِي دَرْءِ الحَدِّ عَنِ الْمُعْتَرِفِ إِذَا رَجَعَ ۱۴۲۹، سنن نسائی کتاب الجنائز بَابُ تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَرْجُومِ ۱۹۵۸، السنن الکبری للبیہقی ۱۶۹۵۵، سنن الدارقطنی ۳۲۴۰، مصنف عبدالرزاق ۱۳۳۳۷، معرفة السنن والآثار ۱۶۷۹۲

لے کر آیا، اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عورت کے بارے میں حکم دیا تو اس پر اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیے گئے (تا کہ بے پردگی نہ ہو) پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حکم دیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کا جنازہ پڑھایا، سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا اے اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اسکا جنازہ پڑھاتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تحقیق! اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر مدینہ والوں میں ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کی جائے تو انہیں کافی ہو جائے. اور کیا تم نے اس سے افضل توبہ پائی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے پیش کر دیا ہے۔ (۱)

أَنَّهُ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ الْمَرْأَةَ تُرْجَمُ قَاعِدَةً

امام شوکانی رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں رجم شدہ شخص کی نماز جنازہ پڑھنے (کے جواز) پر اجماع ہے۔ (۲)

قَالَ النَّوَوِيُّ: قَالَ الْقَاضِي: مَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ كَافَّةً الصَّلَاةُ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمَحْدُودٍ وَمَرْجُومٍ وَقَاتِلِ نَفْسِهِ وَوَلَدِ الزِّنَا

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ قاضی عیاض کا قول نقل فرماتے ہیں کہ تمام علماء کا مذہب یہ ہے کہ ہر مسلمان خواہ اسے حد لگی ہو، رجم شدہ ہو، خودکشی کرنے والا ہو، یا ولد زنا ہو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (۳)

بچہ خواہ مردہ پیدا ہو اس کی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے:

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجِنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ

مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا سوار آدمی جنازے کے پیچھے چلے، پیدل چلنے والے کی مرضی ہے (آگے چلے یا پیچھے، دائیں جانب چلے یا بائیں جانب) اور نابالغ بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (۴)

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَأَحْسَبُ أَنَّ أَهْلَ زِيَادٍ أَخْبَرُونِي أَنَّهُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا، وَأَمَامَهَا، وَعَنْ يَمِينِهَا، وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيبًا مِنْهَا، وَالسِّقْطُ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَيُدْعَى

(۱) صحیح مسلم کتاب الحدود بَابُ مَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى ۴۴۳۳ ،سنن ابوداود کتاب الحدود بَابُ الْمَرْأَةِ الَّتِي أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِهَا مِنْ جُهَيْنَةَ ۴۴۴۰،سنن نسائی کتاب الجنائز باب الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ ۱۹۵۹، جامع ترمذی ابواب الحدود بَابُ تَرَبُّصِ الرَّجْمِ بِالْحُبْلَى حَتَّى تَضَعَ ۱۴۳۵،سنن ابن ماجه کتاب الحدود بَابُ الرَّجْمِ ۲۵۵۵،سنن الدارمی ۲۳۷۰،صحیح ابن حبان ۴۴۰۳ ،سنن الدارقطنی ۳۱۶۰،مصنف عبدالرزاق ۱۳۳۴۸،مصنف ابن ابی شیبة ۲۸۸۱۰،احکام الجنائز ۸۳/۱

(۲) نیل الاوطار ۱۳۵/۷

(۳) شرح نووی علی مسلم ۴۷/۷،نیل الاوطار ۶۰/۴

(۴) السنن الکبری للنسائی ۲۰۸۰،جامع ترمذی ابواب الجنائز مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الأَطْفَالِ ۱۰۳۱، مسند احمد ۱۸۱۶۲، صحیح ابن حبان ۳۰۴۹،مستدرک حاکم ۱۳۱۳،السنن الکبری للبیہقی ۶۷۸۱،مصنف ابن ابی شیبة ۱۱۲۵۳

لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ

مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ سے ایک روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوار آدمی جنازے کے پیچھے چلے، اور پیدل لوگ اس کے پیچھے، آگے، دائیں اور بائیں اس کے قریب چلیں، اور بچہ جو ناقص پیدا ہو اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعاء کی جائے۔ (۱)

عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ مِنْ صِبْيَانِ الْأَنْصَارِ يُصَلِّي عَلَيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: طُوبَى لِهَذَا عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلْ سُوءًا وَلَمْ يُدْرِكْهُ قَالَ: أَوَغَيْرَ ذَلِكَ يَا عَائِشَةُ خَلَقَ اللهُ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَخَلَقَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَخَلَقَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انصاریوں کا ایک (فوت شدہ) بچہ لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، میں نے کہا اسے مبارک ہو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے، اس نے کوئی برائی کی نہ برائی کی عمر پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا پتہ کوئی اور بات ہو جائے؟ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی تو اس میں جانے والے بھی بنا دیے، اور انہیں باپوں کی پشتوں میں پیدا کیا، اسی طرح آگ بنائی تو اس میں جانے والے بھی بنائے، اور انہیں باپوں کی پشتوں میں پیدا کیا۔ (۲)

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى السِّقْطِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ ناقص بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (۳)

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَمَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ ،وَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ يُصَلَّى عَلَيْهِ ، وَبِهِ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ، وَابْنُ الْمُسَيِّبِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، ان میں امام ثوری رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے شامل ہیں، اور بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، ان میں ابن سیرین رحمہ اللہ، ابن مسیب رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ شامل ہیں۔ (۴)

(وَالسِّقْطُ) بِتَثْلِيثِ السِّينِ وَالْكَسْرُ أَشْهَرُ مَا بَدَا بَعْضُ خَلْقِهِ،فِي الْقَامُوسِ السِّقْطُ مُثَلَّثَةٌ الْوَلَدُ لِغَيْرِ تمام،وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى السقط ،فروى عن بن عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يستهل وبه قال

(۱) سنن ابوداودکتاب الجنائز،بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ ۳۱۸۰،السنن الکبری للبیھقی ۶۷۷۹،معرفۃ السنن والآثار۷۵۰۳، مستدرک حاکم۱۳۴۴،مسنداحمد۱۸۱۷۴

(۲) صحیح مسلم کتاب القدر بَابُ مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ أَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَأَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ ۶۷۶۸،سنن نسائی کتاب الجنائز باب الصَّلَاةُ عَلَى الصِّبْيَانِ۱۹۵۹، مسند احمد ۲۴۱۳۲، احکام الجنائز۸۰/۱

(۳) نیل الاوطار۵۶/۴

(۴) شرح السنة للبغوی ۳۷۴/۵

بن سيرين وبن المسيب ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ كُلُّ مَا نُفِخَ فِيهِ الرُّوحُ وَتَمَّتْ لَهُ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ صُلِّيَ عَلَيْهِ، وروى عن بن عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اسْتَهَلَّ وَرِثَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ، وَعَنْ جَابِرٍ إِذَا اسْتَهَلَّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَهِلَّ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ وَبِهِ قَالَ أَصْحَابُ الرَّأْيِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَالشَّافِعِيِّ (وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ) إِنْ كَانَا مُسْلِمَيْنِ

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سین پر تینوں حرکات کے ساتھ اس سے مراد ناتمام بچہ ہے، اور قاموس میں ہے السِّقْطُ سے مراد وہ بچہ ہے جو ناقص پیدا ہوا ہو، امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ناتمام پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ ادا کرنے کی بابت اختلاف ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بچہ اگر زندگی کی علامت کے ساتھ پیدا نہ ہو تو بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہی قول ابن سیرین اور ابن مسیب رحمہ اللہ کا ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر اس پر چار مہینے دس دن گزر چکے ہوں اور اس میں روح پھونک دی گئی ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب پیدا ہوا اور علامت زندگی موجود ہو، تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، جابر رضی اللہ عنہ نے اتنا مزید کہا ہے کہ اگر زندگی کی علامت نہ ہو تو نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، اس کے قائل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ ہیں۔ [۱]

واللفظا للنسائي،وإسناده صحيح ،والظاهر أن السقط إنما يصلي عليه إذا كان قد نفخت فيه الروح، وذلك إذا استكمل أربعة أشهر، ثم مات، فإما إذا سقط قبل ذلك، لانه ليس بميت كا لا يخفى

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ لفظ سنن نسائی کے ہیں اور اس کی سند صحیح ہے (مزید بیان کرتے ہیں) یہ بات ظاہر ہے کہ ناتمام سے مراد وہ بچہ ہے جس کے چار ماہ مکمل ہو چکے ہوں اور اس میں روح پھونک دی گئی ہو پھر وفات پائے، تاہم اس مدت سے پہلے اگر کسی صورت میں ساقط ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ وہ میت کہلا ہی نہیں سکتا۔ [۲]

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ:إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ،

جیسے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا اور وہ سچے ہیں اور سچے کئے گئے ہیں، تمہاری خلقت کو شکم مادر میں چالیس دن تک جمع رکھا جاتا ہے، پھر اتنے ہی دن وہ جما ہوا خون ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن وہ گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے، پھر اس کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا جاتا ہے اور وہ اس میں روح پھونک دیتا ہے، پھر چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے، اس کے رزق کا، اس کی موت کا، اس کے اعمال کا اور یہ کہ یہ بدنصیب ہو گا یا خوش نصیب؟

---

[۱] عون المعبود ۸٫۳۲۵

[۲] احکام الجنائز ۱٫۸۰

فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ

اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، تم میں سے ایک شخص اہل جنت کی طرح اعمال کرتا رہتا ہے، جب اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر غالب آجاتی ہے اور وہ اہل جہنم والے اعمال کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، اور ایک شخص جہنمیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس پر تقدیر غالب آجاتی ہے، اور اس کا خاتمہ جنتیوں والے اعمال پر ہو جاتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (1)

إِذَا اسْتَهَلَّ السَّقطُ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِثَ

جس روایت میں یہ لفظ ہیں جب ناتمام بچہ چیخ پڑے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اسے وارث بھی بنایا جائے گا۔ (2)

وَفِي إِسْنَادِهِ إِسْمَاعِيلُ بن مسلم وَهُوَ ضَعِيفٌ

اس روایت کی سند میں اسماعیل بن مسلم ہے جو ضعیف ہے۔ (3)

ولکنه حَدِيث ضَعِيفٌ لا يحتج به، کما بينه العلماء

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مگر یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ علماء جانتے ہیں۔ (4)

بوقت ضرورت مسجد میں بھی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے:

أَنَّ عَائِشَةَ، لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَتْ: ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَأُنْكِرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ:وَاللهِ، لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد کے اندر لائیں تاکہ آپ بھی نماز پڑھیں، لوگوں نے اس پر تعجب کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔ (5)

(1) صحیح بخاری کتاب بدئ الخلق بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ ٣٢٠٨،صحیح مسلم کتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ ٦٧٢٣،سنن ابوداودکتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ٤٧٠٨،جامع ترمذی ابواب القدربَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الأَعْمَالَ بِالخَوَاتِيمِ ٢١٣٧،سنن ابن ماجه کتاب السنة بَابٌ فِي الْقَدَرِ ٧٦،مسنداحمد٣٦٢٦، مسند حمیدی ١٢٦،شعب الایمان١٨٤،السنن الکبری للبیھقی١٥٤٢١

(2) سنن الدارمی ٣١٧٢،سنن ابن ماجه کتاب الفرائض بَابُ إِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُودُ وَرِثَ ٢٧٥٠،صحیح ابن حبان ٦٠٣٢،شرح السنة للبغوی ٢٢٣٣،احکام الجنائز١/٨١ ، تلخیص الحبیر٢/٢٦٦،الجموع شرح المھذب ٥/٢٥٥

(3) الجموع شرح المھذب٥/٢٥٥

(4) احکام الجنائز١/٨١

(5) صحیح مسلم کتاب الجنائزبَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ٢٢٥٢،سنن ابوداودکتاب الجنائزبَابُ الصَّلَاةِ عَلَى

قَالَ الْعُلَمَاءُ: بَنُو بَيْضَاءَ ثَلَاثَةُ إِخْوَةٍ سَهْلٌ وَسُهَيْلٌ وَصَفْوَانُ، وَأُمُّهُمْ الْبَيْضَاءُ اسْمُهَا دَعْدُ، وَالْبَيْضَاءُ وَصْفٌ، وَأَبُوهُمْ وَهْبُ بْنُ رَبِيعَةَ الْقُرَشِيُّ الْفِهْرِيُّ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں علماء کہتے ہیں بنو بیضاء کے تین بھائی تھے، سہیل، سہل اور صفوان، ان کی والدہ کا نام دعد اور بیضاء وصف تھا، اور ان کے والد کا نام وہب بن ربیعہ القرشی تھا۔

سہیل رضی اللہ عنہ نو ہجری میں فوت ہوئے ان کا جنازہ مسجد میں پڑھا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تو مسجد سے باہر پڑھنے کا تھا مگر مسجد میں پڑھنا بھی ثابت ہے، بعد میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنازے بھی مسجد نبوی ہی میں پڑھے گئے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حکماً مسجد میں پڑھوایا، لہٰذا ضرورت پڑے تو مسجد میں جنازہ پڑھا جا سکتا ہے چونکہ دفن باہر کیا جاتا ہے لہٰذا عموماً جنازہ باہر ہی پڑھا جاتا ہے، یہ وجہ نہیں کہ مسجد میں کراہت ہے بلکہ ضرورت نہیں، ضرورت ہو تو مسجد میں بلا کراہت درست ہے، احناف سرے سے مسجد میں جنازہ درست ہی نہیں سمجھتے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَا شَيْءَ لَهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا، اسے خاص اجر نہیں ملے گا[1]

بعض نسخوں میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا، اسے کوئی گناہ نہیں۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو شخص مسجد میں جنازہ پر نماز پڑھے اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔[3]

ضعیف روایت ہے اس کی سند میں صالح ہے اور بما لَا رَيْبَ فِيهِ "غرض اس میں کوئی حرج نہیں" کے الفاظ بھی ہیں لیکن پہلے الفاظ ہی درست ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ خاص اجر نہیں ملے گا، جیسا کہ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ نے تطبیق دی ہے صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا، مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جا سکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے، اس لیے مسجد میں

الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ۳۱۸۹، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ ۱۰۳۳، سنن نسائی کتاب الجنائز الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ۱۹۶۹، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ ۱۵۱۸، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۱۹۷۰، معرفۃ السنن والآثار ۷۶۸۰، السنن الکبری للبیہقی ۷۰۳۶، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۹۲، صحیح ابن حبان ۳۰۶۵، مستدرک حاکم ۶۶۴۵

[1] مسند احمد ۹۸۶۵

[2] سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ۳۱۹۱

[3] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ ۱۵۱۷

نمازِ جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا، البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل قرار پائے گا۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ صَلَّى عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي الْمَسْجِدِ وَإِنَّ صُهَيْبًا صَلَّى عَلَى عُمَرَ فِي الْمَسْجِدِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی، اور صہیب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔ (۱)

مَا صُلِّيَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ (۲)

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ إِدْخَالِ الْمَيِّتِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ فِيهِ

جمہور، امام احمد رحمہ اللہ، اسحاق رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کا جواز ہے کہ میت کو مسجد میں لایا جا سکتا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھائی جا سکتی ہے۔ (۳)

أَبُو حَنِيفَةَ وَمَالِكٌ ذَهَبَا بِكَرَاهَةِ صَلَاةِ الْجِنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ (۴)

یاد رہے کہ کراہت کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

لكن الأفضل الصلاة عليها خارج المسجد في مكان معد للصلاة على الجنائز كما كان الأمر على عهد النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وهو الغالب على هديه فيها

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسجد میں نمازِ جنازہ جائز ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ مسجد سے باہر جنازہ گاہ میں جنازے کی نماز ادا کی جائے، جیسا کہ (اکثر و بیشتر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں (ایسا ہی) ہوتا تھا۔ (۵)

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلَّى وَالْمَسْجِدِ

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں اس طرح باب قائم کیا ہے جنازہ گاہ اور مسجد دونوں جگہ نمازِ جنازہ ادا کرنا (درست ہے)۔ (۶)

---

(۱) نیل الاوطار ۴/۸۳

(۲) مصنف عبدالرزاق ۶۵۷۶

(۳) نیل الاوطار ۴/۸۴

(۴) نیل الاوطار ۴/۸۴

(۵) احکام الجنائز ۱/۱۰۶

(۶) صحیح بخاری کتاب الجنائز

قبروں کے درمیان نماز جنازہ جائز نہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى أَنْ يُصَلَّى عَلَى الْجَنَائِزِ بَيْنَ الْقُبُورِ

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ [1]

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام طبرانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب معجم الاوسط میں اس کی اسناد حسن قرار دیا ہے۔ [2]

ولا تجوز الصلاة عليها بين القبور

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ [3]

جنازے کی تکبیروں میں رفع الیدین:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، وَوَضَعَ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کے لیے تکبیر کہی اور پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا، پھر دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ لیا۔ [4]

عَنْ ابْنِ عُمَرَ إِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي جَمِيعِ تَكْبِيرَاتِ الْجَنَازَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔ [5]

قال الترمذي عقب الحديث الأول: هذا حديث غريب، واختلف أهل العلم في هذا، فرأى أكثر أهل العلم من أصحاب النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وغيرهم أن يرفع الرجل يديه في كل تكبيرة وهو قول ابن المبارك والشافعي وأحمد وإسحاق

امام ترمذی اول روایت کے تعاقب میں فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے، اور علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، مگر اصحاب نبوی کے اکثر اہل علم نے روایت کی ہے کہ انسان کو ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہیے، اور یہ ابن مبارک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد اور امام

---

1. المعجم الاوسط للطبرانی ۵۶۳۱، احکام الجنائز:۱۰۸/۱
2. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۴۱۸۷
3. احکام الجنائز:۱۰۸/۱
4. جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۱۰۷۷، سنن الدارقطنی ۱۸۳۱، نیل الاوطار ۷۷/۴، احکام الجنائز:۱۱۵/۱
5. نیل الاوطار ۷۶/۴

اسحاق رحمہ اللہ کا قول ہے۔ (۱)

لا يرفع يديه إلا في أول مرة

احناف اور امام ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا جائے گا۔ (۲)

أجمعوا على أنه يرفع في أول تكبيرة، واختلفوا في سائرها

ابن منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس پر اجماع ہے کہ پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ (۳)

وَاخْتَلَفُوا فِي رَفْعِ الْأَيْدِي فِي هَذِهِ التَّكْبِيرَاتِ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ الرَّفْعُ في جميعها وحكاه بن المنذر عن بن عُمَرَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَعَطَاءٍ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَقَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ والزهرى والأوزاعى وأحمد واسحاق واختاره بن الْمُنْذِرِ ، وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ لَا يَرْفَعُ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تکبیرات جنازہ میں ہر تکبیر پر رفع الیدین کرنے میں علمانے اختلاف کیا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر تکبیر پر رفع الیدین کیا جائے اس کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور عطاء اور سالم بن عبداللہ اور قیس بن ابی حازم اور زہری اور اوزاعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، اور ابن منذر رحمہ اللہ کے نزدیک مختار مذہب یہی ہے، اور امام ثوری رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے کا قول یہ ہے کہ صرف تکبیر اولیٰ میں ہاتھ اٹھائے جائیں، ہر تکبیر پر رفع الیدین کے متعلق کوئی صحیح مرفوع حدیث موجود نہیں ہے۔ (۴)

مردوں اور عورتوں کے (ایک سے زائد) جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟:

جنازے خواہ مردوں اور عورتوں کے ہوں ان سب پر ایک ہی نماز پڑھی جا سکتی ہے نیز مردوں کے جنازوں کو امام کی جانب اور عورتوں کے جنازوں کو قبلہ کی جانب رکھنا بہتر ہے۔

نَافِعًا، يَزْعُمُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، " صَلَّى عَلَى تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيعًا فَجَعَلَ الرِّجَالُ يَلُونَ الْإِمَامَ وَالنِّسَاءُ يَلِينَ الْقِبْلَةَ فَصَفَّهُنَّ صَفًّا وَاحِدًا وَوُضِعَتْ جِنَازَةُ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنٍ لَهَا يُقَالُ لَهُ: زَيْدٌ وُضِعَا جَمِيعًا وَالْإِمَامُ يَوْمَئِذٍ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَفِي النَّاسِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ وَأَبُو قَتَادَةَ فَوُضِعَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ " فَقَالَ رَجُلٌ: فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ فَنَظَرْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي قَتَادَةَ فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هِيَ السُّنَّةُ

نافع سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نو جنازوں کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھی، اور مردوں کو امام کی جانب رکھا، اور عورتوں کو قبلے کی جانب

(۱) احکام الجنائز:۱۱۵/۱

(۲) جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْجَنَازَةِ۱۰۷۷، احکام الجنائز:۱۱۵/۱

(۳) احکام الجنائز:۱۱۵/۱

(۴) شرح النووی علی مسلم ۲۴/۷

اور ان سب کو ایک سیدھ میں رکھا، اور (اسی طرح) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی بیوی ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے جن کا نام زید تھا کو اکٹھا رکھا گیا، اس وقت امام سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، اور حاضرین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ شامل تھے، بچے کو امام کی جانب رکھا گیا، ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اس کو درست نہ سمجھا تو میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور کہا یہ کیا ہے؟ ان سب نے کہا یہی مسنون طریقہ ہے۔ [1]

حَدَّثَنِي عَمَّارٌ، مَوْلَى الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، أَنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةَ أُمِّ كُلْثُومٍ، وَابْنِهَا، فَجُعِلَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ وَفِي الْقَوْمِ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، وَأَبُو قَتَادَةَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالُوا: هَذِهِ السُّنَّةُ

حارث بن نوفل کے آزاد کردہ غلام عمار سے مروی ہے وہ ام کلثوم (دختر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، زوجہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب) اور ان کے صاحبزادے (زید اکبر) کے جنازے میں حاضر تھے، پس (امیر مدینہ نے) بچے کو امام کی طرف رکھا، تو میں نے اس کا انکار کیا، جماعت میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موجود تھے تو انہوں نے کہا یہی سنت ہے۔ [2]

أن يصلى على كل واحدة من الجنائز صلاة، لأنه الأصل، ولأن النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فعل ذلك في شهداء أحد

زیادہ جنازوں کی الگ الگ نماز جنازہ پڑھنا بھی درست ہے، کیونکہ یہی اصل ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے جنازوں میں ایسا ہی کیا۔ [3]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَمْزَةَ أَمَرَ بِهِ فَهُيِّئَ إِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ كَبَّرَ عَلَيْهِ تِسْعًا، ثُمَّ جَمَعَ عَلَيْهِ الشُّهَدَاءَ كُلَّمَا أُتِيَ بِشَهِيدٍ وُضِعَ إِلَى حَمْزَةَ فَصَلَّى عَلَيْهِ، وَعَلَى الشُّهَدَاءِ مَعَهُ، حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ وَعَلَى الشُّهَدَاءِ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ صَلَاةً

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ انہیں قبلہ رخ رکھا جائے، پھر ان پر نو تکبیرات کہیں، پھر دوسرے شہید کو ان کے قریب رکھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس شہید کی نماز جنازہ پڑھائی، اس طرح تمام شہید ان کے قریب رکھے جاتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھتے رہے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء پر بہتر (۷۲) مرتبہ جنازہ پڑھا۔ [4]

---

[1] احکام الجنائز ۱/۱۰۳، سنن نسائی کتاب الجنائز باب اجْتِمَاعُ جَنَائِزِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ۱۹۸۰، السنن الکبری للبیہقی ۶۹۱۹، نیل الاوطار ۴/۸۲

[2] سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ إِذَا حَضَرَ جَنَائِزُ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مَنْ يُقَدَّمُ ۳۱۹۳، السنن الکبری للبیہقی ۶۹۲۰، احکام الجنائز ۱/۱۰۴

[3] احکام الجنائز ۱/۱۰۴

[4] المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۰۵۱، احکام الجنائز ۱/۱۰۴

خواتین کی نمازِ جنازہ میں شرکت:

خواتین کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوسکتی ہیں لیکن جنازے کے پیچھے چل کے جانا ان کے لیے جائز نہیں۔

أَنَّ عَائِشَةَ، لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَتْ: ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَأُنْكِرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: وَاللهِ، لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد کے اندر لائیں تاکہ آپ بھی نمازِ جنازہ پڑھیں، لوگوں نے اس پر تعجب کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کی نمازِ جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔ (۱)

الصلاة على الجنازة مشروعة للرجال والنساء لكن ليس للنساء اتباع الجنائز إلى المقبرة لأنهن منهيات عن ذلك

ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں خواتین کے لیے نمازِ جنازہ میں شرکت ثابت تو ہے لیکن وہ جنازوں کی تدفین کے لیے نہیں چلیں گی کیونکہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ (۲)

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے ہمیں (یعنی عورتوں کو) جنازے کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا، مگر تاکید سے منع نہیں ہوا۔ (۳)

نمازِ جنازہ کے لیے صفیں طاق ہونا ضروری نہیں:

کیونکہ ایسی کوئی دلیل موجود نہیں جس سے معلوم ہوتا کہ صفیں طاق ہونا ضروری ہے، جو لوگ طاق صفیں بنانا مستحب گردانتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ مِنَ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ۲۲۵۲، سنن ابوداود کتاب الجنائز باب الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ۳۱۸۹، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ ۱۰۳۳، سنن نسائی کتاب الجنائز الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ۱۹۶۹، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ ۱۵۱۸، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۱۹۷۰، معرفۃ السنن والآثار ۷۶۸۰، السنن الکبری للبیہقی ۷۰۳۶، شرح السنۃ للبغوی ۱۴۹۲، صحیح ابن حبان ۳۰۶۵، مستدرک حاکم ۶۶۴۵

(۲) الفتاوی الاسلامیۃ ۲/۲۸

(۳) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الجَنَائِزَ ۱۲۷۸، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ نَهْيِ النِّسَاءِ عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ ۲۱۶۶، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب مَا جَاءَ فِي اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ ۱۵۷۷، مسند احمد ۲۷۳۰۳، المعجم الاوسط للطبرانی ۱۲۵۶، مصنف عبدالرزاق ۶۲۸۸، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۱۲۹۴، السنن الکبری للبیہقی ۷۲۰۰، احکام الجنائز ۱/۷۰

الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا أَوْجَبَ، قَالَ: فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا اسْتَقَلَّ أَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ لِلْحَدِيث

مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بھی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نماز جنازہ میں شریک ہو جائیں تو اللہ اس کے لیے (جنت) لازم کر دیتا ہے، بیان کیا کہ مالک رضی اللہ عنہ جب کسی جنازہ میں لوگوں کی تعداد کم پاتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ (1)

حکم الألباني: ضعيف لكن الموقوف حسن

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف مگر موقوفاً حسن ہے۔ (2)

نمازیوں کی تعداد جتنی زیادہ ہو گی میت کو اتنا زیادہ فائدہ ہو گا:

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً، كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ، إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میت پر مسلمانوں کا ایک گروہ جن کا عدد سو تک پہنچتا ہو نماز جنازہ پڑھے، وہ سب اس کے لیے سفارش کریں (یعنی اللہ سے اس کی مغفرت کی دعا کریں) تو اس (میت) کے حق میں ان کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔ (3)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ، فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا، إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر چالیس آدمی کھڑے ہو کر جنازہ پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں (یعنی شرک و بدعت سے بے زار اور بری ہوں) تو اس میت کے بارے میں ان کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے (مشرک و مبتدع لاکھوں اکٹھے ہو جائیں تو کیا فائدہ)۔ (4)

(1) سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ ٣١٦٦، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَالشَّفَاعَةِ لِلْمَيِّتِ ١٠٢٨، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ١٤٩٠، شرح السنۃ للبغوی ١٥٠٥، السنن الکبری للبیہقی ٦٩٠٥

(2) سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ ٣١٦٦

(3) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ شُفِّعُوا فِيهِ ٢١٩٨، سنن نسائی کتاب الجنائز باب فَضْلُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ ١٩٩٣، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَالشَّفَاعَةِ لِلْمَيِّتِ ١٠٢٩، المعجم الاوسط للطبرانی ٦٠٣٩، شعب الایمان ٨٨١١، معرفۃ السنن والآثار ٧٦٤٢، السنن الکبری للبیہقی ٦٩٠٣، مسند احمد ١٣٨٠٤، صحیح ابن حبان ٣٠٨١، مصنف ابن ابی شیبۃ ١١٦٢٢، احکام الجنائز: ٩٨/١

(4) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ شُفِّعُوا فِيهِ ٢١٩٨، سنن ابوداودکتاب باب ٣١٧٠، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ١٤٨٩، مسند احمد ٢٥٠٩، صحیح ابن حبان ٣٠٨٢، شعب

نمازِ جنازہ کی فضیلت:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ شَهِدَ الجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ، فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ، قِيلَ: وَمَا القِيرَاطَانِ؟ قَالَ:مِثْلُ الجَبَلَيْنِ العَظِيمَيْنِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے جنازے میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے،اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے، پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔[1]

نمازِ جنازہ کے بعد اجتماعی دعا:

ولم يثبت عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، الدعاء بعد صلاة الجنازة ولم يكن هذا من سنته ولا سنة أصحابه

ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور خلفائے راشدین سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔[2]

سعودی مجلس افتاء۔انہوں نے اسی کے مطابق فتوی دیتے ہوئے اس دعا کو بدعت کہا ہے۔[3]

جنازے کے ساتھ چلنا

جنازے کو لے کر جلدی چلنا چاہیے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا، وَإِنْ يَكُ سِوَى ذَلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جنازہ لے جانے میں جلدی کرو،اس لیے کہ اگر مرنے والا نیک شخص ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف نزدیک کر رہے ہو،اور اگر اس کے سوا (برا) ہے تو ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتارتے ہو۔[4]

الایمان۸۸۱،شرح السنة للبغوی۱۵۰۵،السنن الکبری للبیہقی ۵۶۲۱

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَنِ انْتَظَرَ حَتَّى تُدْفَنَ ۱۳۲۵،صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَاتِّبَاعِهَا۲۱۸۹،السنن الکبری للنسائی ۲۱۳۲، مسند احمد۷۱۸۸

[2] فتاوى إسلامية ۲٫۳۰

[3] فتاوى إسلامية ۲٫۳۰

[4] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ السُّرْعَةِ بِالْجِنَازَةِ۱۳۱۵، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ ۲۱۸۶،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ ۳۱۸۱،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْرَاعِ بِالجَنَازَةِ ۱۰۱۵،سنن نسائی کتاب الجنائز باب السُّرْعَةُ بِالْجَنَازَةِ۱۰۱۲،سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ ۱۴۷۷،مسنداحمد۷۲۶۷،شرح السنة للبغوی۱۴۸۱،معرفة السنن والآثار۷۴۸۱،السنن الکبری للبیہقی ۶۸۴۴،مصنف ابن ابی شیبة ۱۱۲۶۳،احکام الجنائز۱٫۷۱

فَلَحِقَنَا أَبُو بَكْرَةَ فَرَفَعَ سَوْطَهُ، فَقَالَ:لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرْمُلُ رَمَلًا

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جنازہ لے کر) دوڑا کرتے تھے۔ (۱)

أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَهُ، قَالَ: أَوْصَى أَبُو مُوسَى حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ، قَالَ:إِذَا انْطَلَقْتُمْ بِجِنَازَتِي فَأَسْرِعُوا بِهِ الْمَشْيَ، وَلَا تَتَّبِعُونِي بِمِجْمَرٍ، وَلَا تَجْعَلُنَّ عَلَى لَحْدِي شَيْئًا يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ التُّرَابِ، وَلَا تَجْعَلُنَّ عَلَى قَبْرِي بِنَاءً، وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ حَالِقَةٍ، أَوْ سَالِقَةٍ، أَوْ خَارِقَةٍ. قَالُوا لَهُ: سَمِعْتَ فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا جب تم لوگ میرے جنازے کو لے روانہ ہو تو تیزی سے چلنا، انگیٹھی ساتھ لے کر نہ جانا، میری قبر میں کوئی ایسی چیز نہ رکھنا جو میرے اور مٹی کے درمیان حائل ہو، میری قبر پر کچھ تعمیر نہ کرنا،اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں ہر اس شخص سے بری ہوں جو بال نوچے، واویلا کرے اور گریبان چاک کرے، لوگوں نے پوچھا کیا آپ نے اس حوالے سے کچھ سن رکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ (۲)

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ رَأَى جِنَازَةً يُسْرِعُونَ بِهَا، فَقَالَ:لِتَكُنْ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ دیکھا جسے لوگ تیزی سے لے جا رہے تھے تو فرمایا تم پر اطمینان وسکون ہونا چاہیے۔ (۳)

هَذَا إِسْنَاد ضَعِيف ،لضعف لَيْث وَهُوَ ابْن أَبِي سليم ،مَا يُخَالِفهُ أَسْرِعُوا بالجنازة

حافظ بوصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کی اسناد ضعیف ہے، یہ روایت لیث جو ابن ابی سلیم ہے کی وجہ سے ضعیف ہے، اور اس حدیث کے مخالف ہے کہ جنازہ کو تیزی سے لے کر چلو۔ (۴)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَأَلْنَا نَبِيَّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَشْيِ مَعَ الْجَنَازَةِ، فَقَالَ:مَا دُونَ الْخَبَبِ إِنْ يَكُنْ خَيْرًا تَعَجَّلَ إِلَيْهِ، وَإِنْ يَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ فَبُعْدًا لِأَهْلِ النَّارِ، وَالْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ، وَلَا تُتْبَعُ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جنازہ کے ساتھ کس طرح چلنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبب سے کچھ کم (خبب دوڑنے کی ایک قسم ہے) اگر وہ جنازہ نیک آدمی کا ہے تو جلدی پہنچانے کے لیے، اور اگر نیک نہیں ہے تو جہنم والوں کا دور ہی رہنا بہتر ہے، اور جنازہ آگے رہنا چاہیے پیچھے نہیں، اور جو شخص (کافی فاصلہ دے کر) جنازہ کے آگے چلتا ہے تو گویا وہ اس کے ساتھ

---

(۱) سنن ابوداودکتاب الجنائز:بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ ۳۱۸۲،سنن نسائی کتاب الجنائز باب السُّرْعَةُ بِالْجَنَازَةِ ۱۹۱۴،مسنداحمد ۲۰۳۸۸،مستدرک حاکم ۵۸۸۴، السنن الکبری للبیہقی ۶۸۴۸

(۲) السنن الکبری للبیہقی ۲۶۵۴،صحیح ابن حبان ۳۱۵۰،شرح السنة للبغوی ۱۵۲۳،مسنداحمد ۱۹۵۴۷،احکام الجنائز ۱؍۸

(۳) سنن ابن ماجه کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ ۱۴۷۹، مسند احمد ۱۹۶۹۵

(۴) مصباح الزجاجة ۲؍۲۸

ہی نہیں ہے۔ (1)

وَهُوَ ضَعِيفٌ هُوَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ يَحْيَى الْجَابِرُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ:وَهَذَا كُوفِيٌّ وَأَبُو مَاجِدَةَ بَصْرِيٌّ،قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو مَاجِدَةَ، هَذَا لَا يُعْرَفُ

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے اس روایت میں یحییٰ بن عبد اللہ ہے جو یحییٰ الجابر کہلاتا ہے، امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ کوفہ کا باشندہ تھا اور ابو ماجد بصرہ کا باشندہ تھا اور امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابو ماجد کو کوئی نہیں جانتا۔ (2)

هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجَابِرُ ضَعِيفٌ، وَأَبُو مَاجِدٍ، وَقِيلَ أَبُو مَاجِدٍ مَجْهُولٌ

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے، یحییٰ بن عبد اللہ الجابر اور ابو ماجد ضعیف راوی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ابو ماجد مجہول ہے۔ (3)

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لاَ يُعْرَفُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلاَّ مِنْ هَذَا الوَجْهِ

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے، عبد اللہ بن مسعود کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا۔ (4)

وَأَبُو مَاجِدٍ مَجْهُولٌ

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں ابو ماجد مجہول راوی ہے۔ (5)

إسناده ضعيف

حسین سلیم اسد فرماتے ہیں اس روایت کی اسناد ضعیف ہیں۔ (6)

وقد ضعفه جماعة بأبي ماجد المذكور في إسناده قيل إنه مجهول وقيل منكر الحديث, والراوي عنه يحيى الجابري وهو ضعيف

محمد صدیق خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک بڑی جماعت نے اس روایت کی اسناد میں ابو ماجد کو ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ مجہول ہے، اور کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث تھا، اور اس کی سند میں یحییٰ الجابری ہے جو ضعیف ہے۔ (7)

---

(1) سنن ابوداودكتاب الجنائز:بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ ٣١٨٤،مشكاة المصابيح ١٦٦٩،جامع ترمذى ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ خَلْفَ الجَنَازَةِ ١٠١١،السنن الكبرى للبيهقى ٦٨٤٩،مسنداحمد٣٩٣٩،معرفة السنن والآثار٧٥٠٦،شرح السنة للبغوى١٤٨٨،مسندابى يعلى ٥٠٣٨

(2) سنن ابوداودكتاب الجنائز:بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ ٣١٨٤

(3) السنن الكبرى للبيهقى٦٨٤٩

(4) جامع ترمذى ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ خَلْفَ الجَنَازَةِ ١٠١١

(5) شرح السنة للبغوى١٤٨٨

(6) مسندابى يعلى٥٠٣٨

(7) الروضة الندية١/١٧٣

مشروعية الإسراع ليس المراد بها الإفراط في المشي الخارج عن حد الاعتدال

جمہور فرماتے ہیں جنازہ جلدی لے جانا مستحب ہے جلدی سے مراد اعتدال ہے۔ (۱)

الْإِسْرَاعِ مَا لَا يَخْرُجُ عَنِ الْوَقَارِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اسی کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (۲)

وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى اسْتِحْبَابِ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ إِلَّا أَنْ يُخَافَ مِنْ الْإِسْرَاعِ انْفِجَارُ الْمَيِّتِ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں علماء کا اتفاق ہے کہ جنازہ جلدی لے جانا مستحب ہے الا کہ میت کو کسی نقصان کا اندیشہ ہو۔ (۳)

يَجِبُ الْإِسْرَاعُ بِالْجَنَازَةِ

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنازہ جلدی لے جانا واجب ہے۔ (۴)

ظاهر الامر الوجوب

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وجوب ہی راجح ہے۔ (۵)

جنازے کے ساتھ چلنا اور اسے کندھا دینا سنت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ؟، قَالَ: إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَسَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اسے ملے تو سلام کرے، جب اس کی دعوت کرے تو قبول کرے، جب مشورہ چاہے تو اچھی صلاح دے، جب چھینکے اور الحمد للہ کہے تو (یرحمک اللہ کہہ کر) جواب دے، جب وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے، جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے۔ (۶)

عن أبي سعيد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عُودُوا المَرِيضَ واتَّبِعُوا الجَنَائِزَ تُذكِرُكُمُ الآخِرة

(۱) الروضة الندية ۱/۱۷۲

(۲) فتح الباری ۳/۱۸۳

(۳) المجموع شرح المهذب ۵/۲۷۱

(۴) المحلی ۳/۳۸۱

(۵) احکام الجنائز ۱۷

(۶) صحيح مسلم كتاب السلام بَابُ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ رَدُّ السَّلَامِ ۵۶۵۱، مسند احمد ۸۸۴۵، صحيح ابن حبان ۲۴۲، شعب الايمان ۸۷۵۳، شرح السنة للبغوی ۱۴۰۵، مسندابی یعلی ۶۵۰۴، السنن الكبرى للبيهقی ۱۰۹۰۹

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیمار کی عیادت کرو اور جنازوں میں شرکت کرو وہ تمہیں آخرت یاد دلائیں گے۔ [1]

دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ تَشْيِيعِ جِنَازَةِ الْمُسْلِمِ مَعْرُوفًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَعْرُوفٍ

امیر صنعانی رحمہ اللہ پہلی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان معروف ہو یا غیر معروف کے جنازے میں شرکت کرنا واجب ہے۔ [2]

ويجب حمل اجنازة واتباعها، وذلك من حق الميت المسلم على المسلمين

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنازے کو اٹھانا اور اسے کندھا دینا اور اس کے پیچھے چلنا واجب ہے، یہ مسلمان میت کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ [3]

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ:مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ كُلِّهَا؛ فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ، وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو کوئی جنازے کے ساتھ چلے تو چار پائی کی چاروں جانب سے (باری باری) کندھا دے کیونکہ یہ سنت ہے، اس کے بعد اگر چاہے تو نفل کے طور پر اٹھالے اور چاہے تو چھوڑ دے [4]

حكم الألباني :ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ضعیف روایت ہے [5]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ:مَنْ حَمَلَ الْجِنَازَةَ بِجَوَانِبِهَا الْأَرْبَعِ فَقَضَى الَّذِي عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس شخص نے جنازے کے چاروں اطراف کو کندھا دیا اس نے فرض ادا کر دیا۔ [6]

أَبَا الْمُهَزِّمِ قَالَ: صَحِبْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَشْرَ سِنِينَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَبِعَ جِنَازَةً، وَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا

---

[1] بخاری فی الادب المفرد۵۱۸، مصنف ابن ابی شیبة۱۰۸۴۲،شرح السنة للبغوی ۱۵۰۳، مسنداحمد۱۱۲۷۰،صحیح ابن حبان ۲۹۵۵،شعب الایمان ۸۷۵۰،مسندابی یعلی ۱۱۱۹،السنن الکبری للبیہقی ۶۵۷۸،احکام الجنائز۶۶/۱

[2] سبل السلام۶۱۴/۲

[3] احکام الجنائز۶۶/۱

[4] ۔سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ ۱۴۷۸، مسند ابوداود الطیالسی ۳۳۰،السنن الکبری للبیہقی ۶۸۳۴، شرح السنة للبغوی۱۴۸۸،مصنف ابن ابی شیبة۱۱۲۸۱

[5] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ ۱۴۷۸

[6] مصنف عبدالرزاق۶۵۱۸

ابوالمہزم سے مروی ہے میں دس برس تک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا میں نے ان سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو جنازے کے پیچھے چلا اور اس کو تین بار اٹھایا یعنی تین بار کندھا دیا تو میت کا حق پورا کر چکا جو اس پر تھا۔ (1)

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ . وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ.وَأَبُو الْمُهَزِّمِ: اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ وَضَعَّفَهُ شُعْبَةُ

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے، اور بعضوں نے اسی اسناد سے روایت کی ہے اور مرفوع نہیں کی، اور ابوالمہزم کا نام یزید بن سفیان ہے، اور ان کو شعبہ نے ضعیف کہا ہے۔ (2)

اس مسئلے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے کہ چارپائی کی تمام جوانب کو کندھا دینا چاہیے یا کہ کسی ایک جانب کو کندھا دینا ہی کافی ہے،

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى مَشْرُوعِيَّةِ الْحَمْلِ لِلْمَيِّتِ، وَأَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَكُونَ بِجَمِيعِ جَوَانِبِ السَّرِيرِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث میت کو چاروں جانب کندھا دینے کی مشروعیت پر دلیل ہے اور یہی سنت ہے۔ (3)

جنازے کے آگے اور پیچھے چلنے میں کوئی حرج نہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ , وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا , كَانُوا يَمْشُونَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ وَخَلْفَهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (بعض اوقات) جنازے کے آگے اور (بعض اوقات) پیچھے چلا کرتے تھے۔ (4)

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ:وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا، وَأَمَامَهَا، وَعَنْ يَمِينِهَا، وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيبًا مِنْهَا

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیدل چلنے والا جنازے سے پیچھے، اس کے آگے، اس کے دائیں اور اس کے بائیں، اس کے قریب ہو کر چل سکتا ہے۔ (5)

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جنازے کے آگے چل رہے

---

(1) جامع ترمذی ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي القِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۱۰۴۱، شرح السنة للبغوی ۱۵۰۱

(2) جامع ترمذی ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي القِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۱۰۴۱

(3) نیل الاوطار ۴/۸۵

(4) شرح معانی الآثار ۲۷۵۵، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجِنَازَةِ ۱۴۸۲، احکام الجنائز ۱/۷۴

(5) سنن ابوداودکتاب الجنائز: بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ ۳۱۸۰، سنن ابن ماجه کتاب الجنائز: بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ ۳۱۸۰، مسند احمد ۱۸۱۸۱، السنن الکبری للبیهقی ۶۷۷۹، شرح السنة للبغوی ۱۴۸۸، معرفة السنن والآثار ۷۵۰۳، مسند البزار ۵۹۹۹، احکام الجنائز ۱/۷۳

ہیں۔ (1)

اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ جنازے سے پیچھے چلنا افضل ہے یا آگے۔

إِنَّ الْمَشْيَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ أَفْضَلُ ،وَجَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةِ

جمہور،امام احمد رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنازے کے سامنے چلنا افضل ہے،اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی کے قائل ہیں۔

إِنَّ الْمَشْيَ خَلْفَهَا أَفْضَلُ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے۔ (2)

عَنِ ابْنِ أَبْزَى، قَالَ: كُنْتُ فِي جِنَازَةٍ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَمَامَهَا وَعَلِيٌّ يَمْشِي خَلْفَهَا قَالَ: فَجِئْتُ إِلَى عَلِيٍّ فَقُلْتُ لَهُ: الْمَشْيُ خَلْفَهَا أَفْضَلُ أَوِ الْمَشْيُ أَمَامَهَا

ابن ابزی سے روایت ہے ایک جنازے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آگے آگے چل رہے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پیچھے چل رہے تھے،میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے،سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنازے کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے افضل ہے۔ (3)

وَأَنْ يَكُونَ الْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ، عَنْ يَمِينِهَا أَوْ شِمَالِهَا أَوْ أَمَامِهَا أَوْ خَلْفِهَا، وَأَحَبُّ ذَلِكَ إِلَيْنَا خَلْفُهَا

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں پیدل چلنے والا جہاں چاہے چلے،چاہے دائیں چلے یا بائیں،آگے چلے یا پیچھے لیکن ہمارے نزدیک پسندیدہ پیچھے چلنا ہی ہے۔ (4)

فإذا لم يكن المشي أمام الجنازة أفضل فأقل الأحوال أن يكون مساويا للمشي خلفها في الفضيلة

صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنازہ میں آگے چلنا اور پیچھے چلنا افضیلت میں برابر ہے۔ (5)

---

(1) سنن ابوداودکتاب الجنائزبَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ ۳۱۷۹،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ ۱۰۰۷،سنن نسائی کتاب الجنائز باب مَكَانُ الْمَاشِي مِنَ الْجَنَازَةِ۱۹۴۶،سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجِنَازَةِ ۱۴۸۲،شرح معانی الآثار۲۷۴۲،سنن الدارقطنی۱۸۰۹،السنن الکبری للبیہقی۶۸۵۷،مصنف ابن ابی شیبة۱۱۲۲۴،شرح السنة للبغوی ۱۴۸۸،صحیح ابن حبان ۳۰۴۵،مسنداحمد۴۵۳۹،مسندابی یعلی ۵۴۲۱

(2) الام للشافعی۱؍۳۱۰،بدائع الصنائع۱؍۳۱۰، المبسوط ۲؍۵۷، المغنی ۲؍۳۵۴، نیل الاوطار۴؍۸۸

(3) مصنف ابن ابی شیبة۱۱۲۳۹،السنن الکبری للبیہقی۶۸۶۸، مسند احمد ۷۵۴،المحلی بالآثار۳؍۳۹۴

(4) المحلی بالآثار ۳؍۳۹۳

(5) الروضة الندیة۱؍۱۷۳

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ ①

الرَّاكِبُ يَمْشِي خَلْفَهَا وَالْمَاشِي أَمَامَهَا

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سوار جنازے کے پیچھے اور پیدل چلنے والا آگے چلے۔ ②

لکن الأَفْضَلُ الْمَشْيَ خَلْفَهَا، لانه مقتضى قوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لیکن پیچھے چلنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازوں کے پیچھے چلو۔ ③

(جنازے کے ساتھ) سوار ہو کر جانا مکروہ ہے:

عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُتِيَ بِدَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ:إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِي، فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُونَ، فَلَمَّا ذَهَبُوا رَكِبْتُ

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جانور لایا گیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا، لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے سے واپس ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جانور لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک فرشتے (جنازے کے ساتھ) چل رہے تھے تو میں ایسا نہ کر سکا کہ سوار ہو جاتا اور وہ چل رہے ہوتے، لیکن جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔ ④

جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ:صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ شُهُودٌ، ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ فَعُقِلَ حَتَّى رَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَسْعَى حَوْلَهُ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن دحداح رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا اور ہم اس میں موجود تھے، پھر (واپسی پر) ایک گھوڑا لا کر باندھ دیا گیا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو گئے، وہ آپ کے ساتھ درمیانی رفتار سے تیز تیز چلنے لگا، اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ارد گرد بھی تیز تیز چلنے لگے۔ ⑤

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا رُكْبَانًا عَلَى دَوَابِّهِمْ فِي جِنَازَةٍ، فَقَالَ:أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنَّ مَلَائِكَةَ اللَّهِ يَمْشُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ، وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ؟

---

① حجة الله البالغة ۲/۵۸

② نيل الاوطار ۴/۸۸

③ احكام الجنائز ۱/۷۴

④ سنن ابوداود كتاب الجنائز باب الرُّكُوبِ فِي الْجَنَازَةِ ۳۱۷۷

⑤ سنن ابوداود كتاب الجنائز باب الرُّكُوبِ فِي الْجَنَازَةِ ۳۱۷۸، صحيح مسلم كتاب الجنائز باب رُكُوبِ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ إِذَا انْصَرَفَ ۲۲۳۸

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے جنازے میں کچھ لوگوں کو سوار دیکھا، تو فرمایا کیا تمہیں اس بات سے حیا نہیں آتی کہ اللہ کے فرشتے تو اپنے قدموں پر چل رہے ہوں اور تم سوار ہو؟۔ ①

حكم الألباني :ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہی ضعیف روایت ہے۔ ②

یادرہے کہ کراہت کے ساتھ جواز بہرحال موجود ہے جیسا کہ پیچھے روایت میں گزرا ہے الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ سوار جنازے کے پیچھے چلے۔ ③

ويجوز الركوب بشرط أن يسير وراء ها لقوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سوار ہونا جائز ہے بشرطیکہ جنازے کے پیچھے چلے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار جنازے کے پیچھے چلے۔ ④

موت کا اعلان کرنا اور نوحہ کرانا حرام ہے:

نَعَاهُ لَهُ نَعْيًا أَوْ نُعْيَانًا أَخْبَرَهُ بِمَوْتِهِ

نعی سے مراد موت کی اطلاع دینا یا اعلان کرنا ہے۔ ⑤

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ:نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّعْيِ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے نعی سے منع فرمایا ہے۔ ⑥

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: إِذَا مِتُّ فَلاَ تُؤْذِنُوا بِي، إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ نَعْيًا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ النَّعْيِ

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب میں مرجاؤں تو کسی کو خبر نہ کرنا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ نعی ہے، میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے موت کی خبر کو مشہور کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ⑦

① سنن ابن ماجه كتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ۱۴۸۰

② سنن ابن ماجه كتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ۱۴۸۰

③ سنن ابوداود كتاب الجنائز:بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ ۳۱۸۰

④ احكام الجنائز۱/۷۴

⑤ القاموس المحيط ۱۳۳۹

⑥ مسنداحمد۲۳۲۷۰

⑦ جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّعْيِ۹۸۴،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ۱۴۷۶،السنن الكبرى للبيهقى۷۱۷۹،مصنف ابن ابى شيبة ۱۱۳۰۵، مسنداحمد۲۳۲۷۰، احكام الجنائز۱/۳۰

عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالنَّعْيَ، فَإِنَّ النَّعْيَ مِنْ عَمَلِ الجَاهِلِيَّةِ.قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَالنَّعْيُ: أَذَانٌ بِالمَيِّتِ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نعی سے بچو اس لیے کہ " نعی " کفر کے کاموں میں سے ہے، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا "نعی " یہ ہے کہ میت کی موت کا اعلان کیا جائے کہ فلاں شخص مر گیا۔ (۱)

وَ إِنَّمَا نُهِيَ عَمَّا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَصْنَعُونَهُ فَكَانُوا يُرْسِلُونَ مَنْ يُعْلِنُ بِخَبَرِ مَوْتِ الْمَيِّتِ على أَبْوَاب الدّور والأسواق

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نعی سے شریعت نے منع کیا ہے وہ اہل جاہلیت کا طریقہ ہے، جس کی صورت یہ تھی کہ لوگ موت کی اطلاع دینے والوں کو بھیجتے جو گھروں کے دروازوں اور بازاروں میں اعلان کرتے (اس میں نوحہ ہوتا اور اس کے ساتھ میت کے افعال حمیدہ کا بیان ہوتا)۔ (۲)

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ النَّعْيَ، وَالنَّعْيُ عِنْدَهُمْ: أَنْ يُنَادَى فِي النَّاسِ أَنَّ فُلاَنًا مَاتَ لِيَشْهَدُوا جَنَازَتَهُ، وقَالَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ: لاَ بَأْسَ أَنْ يُعْلِمَ أَهْلَ قَرَابَتِهِ وَإِخْوَانَهُ وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ قَالَ: لاَ بَأْسَ بِأَنْ يُعْلِمَ الرَّجُلُ قَرَابَتَهُ.

بعض اہل علم نے " نعی " سے کراہت کی ہے ان کے مطابق نعی یہ ہے کہ لوگوں میں یہ اعلان کیا جائے کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے اس کے جنازے میں شرکت کریں، اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اگر کوئی اپنے بھائیوں اور قرابت داروں کو اطلاع دے، اور ابراہیم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ آدمی اپنے قرابت داروں کو خبر کرے۔ (۳)

محض کسی کی وفات کی اطلاع دینا مباح و درست ہے، اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی وفات کی اطلاع دی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي اليَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى المُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ، وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس دن نجاشی کا انتقال ہوا اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خبر دی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید گاہ گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صف بندی کرائی، اور چار تکبیریں کہیں۔ (۴)

مسجد میں جھاڑو دینے والی خاتون کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً كَانَ يَكُونُ فِي المَسْجِدِ يَقُمُّ المَسْجِدَ، فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ

(۱) جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّعْيِ ۹۸۴،مصنف ابن ابی شیبة۱۱۲۰۶

(۲) فتح الباری ۱۱۶/۳،سبل السلام ۴۸۲/۱،احکام الجنائز۳۲/۱

(۳) جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّعْيِ ۹۸۵،شرح السنة للبغوی۱۴۹۰،سبل السلام۴۸۱/۱

(۴) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الجَنَازَةِ أَرْبَعًا ۱۳۳۳، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۲۲۰۴، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ يَمُوتُ فِي بِلَادِ الشِّرْكِ ۳۲۰۴

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ، فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ:مَا فَعَلَ ذَلِكَ الإِنْسَانُ؟ قَالُوا: مَاتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : فَلاَ آذَنْتُمُونِي؟فَقَالُوا: إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتُهُ قَالَ: فَحَقَرُوا شَأْنَهُ، قَالَ:فَدُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک سیاہ مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی وہ مرگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوئی، اس کو ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد کیا اور فرمایا کہ وہ آدمی کہاں گیا؟ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ تو مرگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ لوگوں نے کہا کہ اس کا فلاں فلاں واقعہ ہے، گویا اس کے مرتبہ کو لوگوں نے حقیر سمجھا، آپ نے فرمایا اسکی قبر مجھے بتلاؤ چنانچہ آپ اس کی قبر پر آئے اور اس پر نماز پڑھی۔ [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ میں شہید ہونے والے تین افراد کی اطلاع دی۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا، وَجَعْفَرًا، وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ:حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ، حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مارے جانے کی خبر (اس سے پہلے کہ میدان جنگ سے ان کی شہادت کی خبر آئے) دے دی تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید کیا گیا، پھر علم کو جعفر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوا، پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لے لیا اور وہ بھی مارا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ بیان فرمارہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر فرمایا اس کے بعد علم کو اس شخص نے لیا جو خدا تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے (یعنی خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح عنایت فرمائی۔ [2]

قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ: يُؤْخَذُ مِنْ مَجْمُوعِ الْأَحَادِيثِ ثَلَاثُ حَالَاتٍ،إِعْلَامُ الْأَهْلِ وَالْأَصْحَابِ وَأَهْلِ الصَّلَاحِ فَهَذِهِ سُنَّةٌ،دَعْوَى الْجَمْعِ الْكَثِيرِ لِلْمُفَاخَرَةِ فَهَذِهِ تُكْرَهُ.إِعْلَامٌ بِنَوْعٍ آخَرَ كَالنِّيَاحَةِ وَنَحْوِ ذَلِكَ فَهَذَا يَحْرُمُ

ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں احادیث کے مجموعے سے تین حالتیں اخذ کی جاسکتی ہیں، گھروالوں، ساتھیوں اور اہل اصلاح کو اطلاع دینا سنت ہے، مفاخرت (تکبروریاء) کے لیے بڑی جماعت کو دعوت دینا مکروہ ہے، ایسی اطلاع جس میں نوحہ یا اس کی مثل کوئی کام ہو حرام ہے۔ [3]

ويجوز إعلان الوفاة إذا لم يقترن به ما يشبه نعي الجاهلية

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جاہلیت کے طریقے کے مشابہ نہ ہو تو وفات کی اطلاع دینا جائز ہے۔ [4]

وَفِي النِّهَايَةِ: وَالْمَشْهُورُ فِي الْعَرَبِ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا مَاتَ فِيهِمْ شَرِيفٌ أَوْ قُتِلَ بَعَثُوا رَاكِبًا إِلَى الْقَبَائِلِ يَنْعَاهُ إِلَيْهِمْ يَقُولُ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى القَبْرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ ۱۳۳۷

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ ۴۲۶۲

[3] سبل السلام ۱٫۴۸۲

[4] احکام الجنائز ۱٫۳۲

نُعَاءُ فُلَانًا أَوْ يَا نُعَاءَ الْعَرَبِ هَلَكَ فُلَانٌ أَوْ هَلَكَتْ الْعَرَبُ بِمَوْتِ فُلَانٍ انتہی .وَيَقْرَبُ عِنْدِي أَنَّ هَذَا هُوَ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ

نہایہ میں ہے کہ جب عرب میں کوئی معروف شخصیت فوت ہو جاتی یا قتل کر دی جاتی، تو ایک سوار کو قبائل کی طرف روانہ کر دیا جاتا، جو وہاں جا کر مرنے والے کے اوصاف و شمائل کو گن گن کر بلند آواز سے بیان کرتا، اور روتا پیٹتا اور اچھے اور عمدہ کارناموں کو یاد کر کے چیخ و پکار کر کے اس کی موت کی خبر دیتا کہ فلاں فوت ہو گیا یا مر گیا، اور امام صنعانی فرماتے ہیں کہ یہ وہ محرم ہے جس کی بابت نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں منع فرمایا ہے۔ (1)

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ البَيْعَةِ أَنْ لاَ نَنُوحَ

ام عطیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بیعت کے موقع پر ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ (2)

حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَجِعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا شَدِيدًا، فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا، فَلَمَّا أَفَاقَ، قَالَ: أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ

ابو بردہ بن ابو موسی سے مروی ہے ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سخت بیمار ہو گئے اتنے سخت بیمار کہ غشی طاری ہو گئی اور آپ کا سر ایک عورت کی گود میں تھا، ان کی گھر والوں میں سے ایک عورت یہ حالت دیکھ کر چلا پڑیں، ابو موسی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اس وقت کچھ کہنے پر قادر نہ تھے، جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا میں اس سے بری ہوں جس سے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بری ہیں اور بے شک رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مصیبت کے وقت اونچی آواز نکالنے والی، پریشانی کے وقت اپنے سر کے بال منڈوانے والی اور آفت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑنے والی عورت سے بری ہوں۔ (3)

قَالَ أَبُو مَالِكٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي أُمَّتِي أَرْبَعًا مِنَ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَيْسُوا بِتَارِكِيهِنَّ: الْفَخْرُ بِالْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ،وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ، فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ فَإِنَّهَا تَقُومُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيلُ مِنْ قَطِرَانٍ، ثُمَّ يُعَلُّ عَلَيْهَا دِرْعٌ مِنْ لَهَبِ النَّارِ

ابو مالک اشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا زمانہ جاہلیت کی چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں لوگ کبھی ترک نہیں کریں گے، اپنے حسب پر فخر کرنا دوسروں کے حسب نسب میں عار دلانا، بارش کو ستاروں سے منسوب کرنا، میت پر نوحہ کرنا، اور فرمایا نوحہ کرنے والی عورت اگر اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کی شلوار یا خارش والی قمیض

---

(1) سبل السلام ۱/۴۸۲

(2) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ النَّوْحِ وَالبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذَلِكَ ۱۳۰۶، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ التَّشْدِيدِ فِي النِّيَاحَةِ ۲۱۶۳، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي النَّوْحِ ۳۱۲۷، مسند احمد ۲۰۷۹۸، السنن الکبری للبیہقی ۷۱۰۷

(3) صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَالدُّعَاءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ۲۸۷، صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الحَلْقِ عِنْدَ المُصِيبَةِ ۱۲۹۶، صحیح ابن حبان ۳۱۵۲، السنن الکبری للبیہقی ۷۱۱۹، احکام الجنائز ۱/۳۰

ہو گی (جو آگ کے بھڑکتے شعلوں سے تیار ہو گی۔ [1]

میت پر رونے کی جائز صورت:

میت پر رونا اس صورت میں جائز ہے کہ جب اس میں نوحہ کی کوئی آمیزش نہ ہو۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں [2]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي، وَيَنْهَوْنِي عَنْهُ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَنْهَانِي، فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبْكِينَ أَوْ لاَ تَبْكِينَ مَا زَالَتِ المَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں ان کے چہرے پر پڑا ہوا کپڑا کھولتا اور روتا تھا، دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کہہ رہے تھے، آخر میں چچی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ روؤ یا چپ رہو جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں ملائکہ تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ [3]

حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ إِنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ، فَأْتِنَا، فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلاَمَ، وَيَقُولُ: إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ، وَلْتَحْتَسِبْ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ قَالَ: حَسِبْتُهُ أَنَّهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا هَذَا؟ فَقَالَ: هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ میرا ایک لڑکا وفات پا گیا ہے اس لئے آپ تشریف لائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب کہلا بھیجا کہ سلام کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کی جو چیز تھی وہ لے لی اور اسی کی ہے وہ چیز جو اس نے دی اور ہر شخص کی ایک مدت مقرر ہے اس لئے صبر کر اور اسے بھی ثواب سمجھ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی قسم دیتے ہوئے بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن

---

[1] مسند احمد ۲۲۹۰۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ التَّشْدِيدِ فِي النِّيَاحَةِ ۲۱۶۰

[2] احکام الجنائز: ۲۸

[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ ۱۲۴۴، صحیح مسلم کتاب الافضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَالِدُ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ۶۳۵۵، السنن الکبری للنسائی ۱۹۸۱، السنن الکبری للبیہقی ۶۷۱۳

جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کچھ لوگ تھے، وہ لڑکا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس لایا گیا اور اس کی سانس اکھڑ رہی تھی، راوی کا بیان ہے کہ جب اپنی ایک بیٹی کے بچے کو موت وحیات کی کشمکش میں دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھیں بہنے لگیں، سعد رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! یہ کیا ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جواب دیا کہ یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے، اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم کرتے ہیں۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ، فَقَالَ:قَدْ قَضَى قَالُوا: لاَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى القَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا، فَقَالَ:أَلاَ تَسْمَعُونَ إِنَّ اللَّهَ لاَ يُعَذِّبُ بِدَمْعِ العَيْنِ، وَلاَ بِحُزْنِ القَلْبِ، وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ، وَإِنَّ المَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَضْرِبُ فِيهِ بِالعَصَا، وَيَرْمِي بِالحِجَارَةِ، وَيَحْثِي بِالتُّرَابِ

عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی ہے سعد بن عبادہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کسی مرض میں مبتلا ہوئے، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عیادت کے لیے عبد الرحمٰن بن عوف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اور عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کے ہمراہ ان کے یہاں تشریف لے گئے، جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اندر داخل ہوئے تو تیمار داروں کے ہجوم میں انہیں پایا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دریافت فرمایا کہ کیا وفات ہوگئی؟ لوگوں نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ان کے مرض کی شدت کو دیکھ کر) رو پڑے، لوگوں نے جو رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے، پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا سنو! اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو نکلنے پر بھی عذاب نہیں کرے گا اور نہ دل کے غم پر، ہاں اس کا عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا (اگر اس زبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا بھی باعث بنتی ہے، اور میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ وماتم کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، سیدنا عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ میت پر ماتم کرنے پر ڈنڈے سے مارتے، پتھر پھینکتے اور رونے والوں کے منہ میں مٹی جھونک دیتے۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى القَبْرِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ: فَقَالَ:هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟ فَقَالَ أَبُو

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ۱۲۸۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۲۱۳۵، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۳۱۲۵، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۱۵۸۸، السنن الکبری للنسائی ۲۰۰۷، مسنداحمد۲۱۷۷۶، صحیح ابن حبان۴۶۱، مصنف عبدالرزاق۶۶۷۰، السنن الکبری للبیہقی۷۱۲۹، احکام الجنائز۱/۱۶۴

(۲) صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ البُكَاءِ عِنْدَ المَرِيضِ ۱۳۰۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۲۱۳۷، صحیح ابن حبان۳۱۵۹، شعب الایمان۹۶۸۶، شرح السنۃ للبغوی ۱۵۲۹، السنن الکبری للبیہقی ۷۱۵۲

طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: فَانْزِلْ قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کے جنازہ میں حاضر ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے تھے، میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں بہہ رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس نے رات کو اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں اترو چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔ [1]

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ، فَدَخَلَ المَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لاَ يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا المَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر مقام سخ سے آئے (تا کہ جلدی پہنچ سکیں) یہاں تک کہ گھوڑے سے اترے، اور مسجد میں داخل ہوئے کسی سے گفتگو نہ کی یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا، آپ کو یمنی چادر اڑھائی گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے چادر اٹھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو بوسہ دیا، پھر رونے لگے، اور فرمایا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، اللہ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا، وہ موت آپ کے لئے مقدور تھی تو وہ آپ پر آچکی۔ [2]

مومن موت سے پلید نہیں ہو جاتا بلکہ پاک رہتا ہے، لہذا اسے بوسہ دینا اور چھونا جائز ہے، جبکہ بعض فقہاء میت کو پلید کہتے ہیں لیکن یہ درست نہیں،

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: المُسْلِمُ لاَ يَنْجُسُ حَيًّا وَلاَ مَيِّتًا

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا مومن زندہ ہو یا فوت شدہ، پلید نہیں ہوتا۔ [3]

ہاں کافر مر جائیں تو پلید ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، بَكَى أَبُو بَكْرٍ، وَبَكَى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا،

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ۱۲۸۵، مسند احمد ۱۳۳۸۳، مستدرک حاکم ۶۸۵۳، شرح السنة للبغوی ۱۵۱۳، السنن الکبری للبیہقی ۷۰۴۶، احکام الجنائز ۱۴۸/۱

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ ۱۲۴۱، وکتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۵۲، سنن نسائی کتاب الجنائز باب تَقْبِيلُ الْمَيِّتِ ۱۸۴۳، مستدرک حاکم ۱۴۲۲، مسند احمد ۴

[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب غُسْلِ المَيِّتِ وَوُضُوئِهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ، بعد الحدیث ۱۲۵۲

ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں) روئے۔ (١)

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ میت پر رونا جائز ہے، تاہم بعض روایات میں یہ ذکر ہے کہ رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے جیسا کہ چند روایات حسب ذیل ہیں۔

عَنِ المُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے متعلق کوئی جھوٹی بات کہنا عام لوگوں سے متعلق جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے، جو شخص بھی جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے، اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا کہ کسی میت پر اگر نوحہ و ماتم کیا جائے تو اس نوحہ کی وجہ سے اس پر عذاب ہوتا ہے۔ (٢)

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: تُوُفِّيَتْ ابْنَةٌ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمَكَّةَ، وَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا أَوْ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا، ثُمَّ جَاءَ الآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ: أَلاَ تَنْهَى عَنِ البُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ المَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

عبید اللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی مکہ میں وفات پا گئی تو ہم لوگ جنازہ میں شریک ہونے کے لئے پہنچے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی حاضر ہوئے، میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا، یا یہ کہا کہ میں ان میں سے ایک کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اور دوسرے آ کر میرے پاس بیٹھ گئے، تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رونے سے کیوں نہیں روکتے ہو، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے۔ (٣)

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ المَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر اس کے گھر والوں کے کچھ رونے سے عذاب

(١) المعجم الكبير للطبرانی ٥٣٣٠، سبل الهدى والرشاد فی سيرة خير العباد ١٢/٦٤

(٢) صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى المَيِّتِ ١٢٩١،صحیح مسلم مقدمہ بَابُ فِي التَّحْذِيرِ مِنَ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ٥

(٣) صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ١٢٨٦،صحیح مسلم کتاب الجنائز: بَابُ الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ٢١٥٠،مصنف عبدالرزاق٦٦٧٥،مسندشافعی ١/٨٣،السنن الکبری للبیہقی٧١٧٦،مسنداحمد ٢٩٠،شرح السنة للبغوی١٥٣٧،معرفة السنن والآثار٧٧٨٦

ہوتا ہے [1]

ان احادیث میں یہ اشکال واعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

---وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى--- ﴿۱۶۴﴾ [2]

ترجمہ: کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ اٹھانے والا نہیں۔

جبکہ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کے رونے سے میت عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

وَذَهَبَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ إِلَى تَأْوِيلِ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ لِمُخَالَفَتِهَا لِلْعُمُومَاتِ الْقُرْآنِيَّةِ وَإِثْبَاتِهَا لِتَعْذِيبِ مَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ وَاخْتَلَفُوا فِي التَّأْوِيلِ فَذَهَبَ جُمْهُورُهُمْ كَمَا قَالَ النَّوَوِيُّ إِلَى تَأْوِيلِهَا بِمَنْ أَوْصَى بِأَنْ يُبْكَى عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ بِسَبَبِهِ وَمَنْسُوبٌ إِلَيْهِ

علمائے کرام نے اس اشکال کو مختلف طریقوں سے حل کیا ہے مثلاً اگر مرنے والا خود نوحہ کرتا ہو اور گھر والوں کو اس سے نہ روکتا ہو، بلکہ اسے برقرار رکھتا ہو یا اپنی میت پر نوحہ کرنے کی وصیت کر کے گیا ہو، تب اسے عذاب ہو گا ورنہ نہیں۔ [3]

ليس المراد به مطلق البكاء، بل بكاء خاص وهو النياحة

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ مطلق رونے سے منع کیا گیا ہے بلکہ نوحہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ [4]

جنازے کے ساتھ آگ لے کر جانا، گریبان پھاڑنا اور ہلاکت و بربادی کی دعا کرنا حرام ہے:

حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُتْبَعُ الْجَنَازَةُ بِصَوْتٍ وَلَا نَارٍ، وَلَا يُمْشَى بَيْنَ يَدَيْهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آواز اور آگ کے ساتھ جنازے میں شرکت نہ کی جائے، اور جنازے کے آگے نہ چلا جائے۔ [5]

وفي سنده من لم يسم، لكنه يتقوى بشواهده المرفوعة، وبعض الاثار الموقوفة

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ۱۲۸۷، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ ۲۰۵۰، السنن الکبری للنسائی ۱۹۹۷، معرفۃ السنن والآثار ۷۷۸۶، السنن الکبری للبیہقی ۷۱۷۲، مسند احمد ۲۸۸

[2] الانعام ۱۶۴

[3] فتح الباری ۳/۵۰۰، نیل الاوطار ۴/۱۲۵، معالم السنن ۱/۳۰۴

[4] احکام الجنائز ۱/۲۸

[5] مسند احمد ۱۰۸۸۰، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي النَّارِ يُتْبَعُ بِهَا الْمَيِّتُ ۳۱۷۱

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگرچہ اس کی سند میں کچھ ضعف ہے لیکن مرفوع اور بعض موقوف شواہد کی بنا پر مضبوط ہو جاتی ہے۔[1]

عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَتْبَعَ الْمَيِّتَ صَوْتٌ أَوْ نَارٌ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آواز یا آگ میت کے پیچھے آئے۔[2]

حكم حسين سليم أسد: إسناده ضعيف

حسین سلیم اسد فرماتے ہیں اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

أنه قال في وصيته: فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ، وَلَا نَارٌ

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں لکھا کہ جب مجھے موت آئے تو نہ کوئی نوحہ کرنے والی میرے ساتھ ہو اور نہ آگ۔[3]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ: لَا تَضْرِبُوا عَلَيَّ فُسْطَاطًا، وَلَا تَتْبَعُونِي بِمِجْمَرٍ، وَأَسْرِعُوا بِي، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي، وَإِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ السُّوءُ عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: يَا وَيْلَهُ أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِي؟

عبد الرحمٰن بن مہران سے مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے مجھ پر کوئی خیمہ نہ لگانا، میرے ساتھ آگ نہ لے کر جانا اور مجھے جلدی لے جانا، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب کسی نیک آدمی کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے جلدی آگے بھیجو مجھے جلدی آگے بھیجو اور اگر کسی گناہگار آدمی کو چارپائی پر رکھا جائے تو وہ کہتا ہے ہائے افسوس مجھے کہاں لیے جاتے ہو؟۔[4]

رواه أحمد وغيره بسند صحيح

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام احمد رحمہ اللہ نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔[5]

أَوْصَى أَبُو مُوسَى حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ، قَالَ: إِذَا انْطَلَقْتُمْ بِجِنَازَتِي فَأَسْرِعُوا بِهِ الْمَشْيَ، وَلَا تَتَّبِعُونِي بِمِجْمَرٍ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ جب میرا جنازہ اٹھانا تو اس کے پیچھے چلنا اور آگ ساتھ لے کر نہ چلنا۔[6]

---

[1] احکام الجنائز:۷۰/۱

[2] مسند ابی یعلی الموصلی ۲۶۲۷

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهِجْرَة وَالْحَجّ۳۲۱،السنن الکبری للبیهقی ۷۰۶۷

[4] مسند احمد ۷۹۱۴،احکام الجنائز:۷۰/۱

[5] احکام الجنائز:۷۰/۱

[6] السنن الکبری للبیهقی ۶۶۵۴

لانه بدعة

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کے پیچھے آگ لے کر جانا (جیسا کہ یہ اہل جاہلیت کا فعل تھا) بدعات میں سے ہے۔ [1]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الخُدُودَ، وَشَقَّ الجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو (خواتین) چہروں کو پیٹیں، گریبان چاک کریں اور جاہلیت کی باتیں بکیں وہ ہم میں سے نہیں۔ [2]

جنازے کے ساتھ جانے والا اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا رَأَيْتُمُ الجَنَازَةَ، فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلاَ يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جنازے میں شرکت کرے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔ [3]

عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، قَالَا :مَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهِدَ جَنَازَةً قَطُّ فَجَلَسَ حَتَّى تُوضَعَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنازے میں شریک ہوں اور جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے ہوں۔ [4]

والقول الراجح عندي هو ما ذهب إليه الجمهور من أنه يستحب أن لا يجلس التابع والمشيع للجنازة حتى توضع

---

[1] احکام الجنائز ۷۰/۱

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابٌ لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الجُيُوبَ ۱۲۹۴،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَالدُّعَاءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ۲۸۵،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الخُدُودِ، وَشَقِّ الجُيُوبِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ ۹۹۹،سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدُودِ، وَشَقِّ الْجُيُوبِ ۱۵۸۴،سنن نسائی کتاب الجنائز باب دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ۱۸۶۲،مسنداحمد ۳۶۵۸،مسندابی یعلی ۵۲۰۱،السنن الکبری للبیہقی ۷۱۱۵،شرح السنة للبغوی ۱۵۳۳،صحیح ابن حبان ۳۱۴۹

[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابٌ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً، فَلاَ يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ، فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالقِيَامِ ۱۳۱۰، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۲۲۲۱،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي القِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۱۰۴۳،سنن نسائی کتاب الجنائز بَابُ الْأَمْرِ بِالْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۱۹۱۸،مسنداحمد ۱۱۱۹۵

[4] سنن نسائی کتاب الجنائز الْأَمْرُ بِالْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۱۹۱۹

بالأرض. وأن النهي في قوله: فلا يقعد، محمول على التنزيه. والله تعالى أعلم، ويدل على استحباب القيام إلى أن توضع ما رواه البيهقي من طريق أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: مَشَيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ , وَابْنِ الزُّبَيْرِ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَمَامَ الْجِنَازَةِ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الْمَقْبَرَةِ، فَقَامُوا حَتَّى وُضِعَتْ، ثُمَّ جَلَسُوا فَقُلْتُ لِبَعْضِهِمْ، فَقَالَ: إِنَّ الْقَائِمَ مِثْلُ الْحَامِلِ يعني في الأجر

اس بارے میں بہت کچھ بحث وتمحیص کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے نزدیک قول راجح وہی ہے جدھر جمہور گئے ہیں، اور وہ یہ کہ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں اور اس کے رخصت کرنے والوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھ دیا جائے نہ بیٹھیں، اور حدیث میں نہ بیٹھنے کی نہی تنزیہی ہے، اور اس قیام کے استحباب پر بیہقی کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے انہوں نے ابو حازم کی سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازہ کے ہمراہ گئے، پس یہ جملہ حضرات کھڑے ہی رہے جب تک وہ جنازہ زمین پر نہ رکھ دیا گیا، اس کے بعد وہ سب بھی بیٹھ گئے، میں نے ان میں سے بعض سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ کھڑا رہنے والا بھی اسی کے مثل ہے جو خود جنازہ کو اٹھا رہا ہے، یعنی ثواب میں یہ دونوں برابر ہیں۔ (١)

ان تمام احادیث کا حکم منسوخ ہو چکا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات اس پر شاہد ہیں۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ فِي الْجَنَازَةِ حَتَّى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ، فَمَرَّ بِهِ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ: هَكَذَا نَفْعَلُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: اجْلِسُوا خَالِفُوهُمْ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب تک جنازہ قبر میں نہ رکھ دیا جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تب تک کھڑے رہتے، ایک دن ایک یہودی عالم آپ کے پاس سے گزرا (اس نے آپ کو کھڑے دیکھ کر کہا) ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ بات سن کر بیٹھ گئے اور دوسرے لوگوں سے بھی فرمایا تم بھی اس کی مخالفت کرو اور بیٹھ جاؤ۔ (٢)

اسماعيل بن مسعودبن الحكم الزرقي عن أبيه قال: شهدت جنازة بالعراق، فرأيت رجالا قياما ينتظرون أن توضع، ورأيت علي ابن أبي طالب رضي الله عنه يشير إليهم أن اجلسوا، فإن النبي صلى الله عليه وسلم قد أمرنا بالجلوس بعد القيام.

اسماعیل بن مسعود بن حکم زرقی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں عراق میں ایک جنازے پر حاضر ہوا تو میں نے کچھ آدمیوں کو کھڑے ہو کر جنازہ رکھے جانے کا منتظر دیکھا پھر میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا کہ تم بیٹھ جاؤ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(١) مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٥/٣٦٥، السنن الكبرى للبيهقى ٦٨٨٣

(٢) سنن ابوداودكتاب الجنائز: بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ٣١٧٦، جامع ترمذی ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ ١٠٢٠، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجِنَازَةِ ١٥٤٥، شرح السنة للبغوى ١٤٨٧، السنن الكبرى للبيهقى ٦٨٩٠

ہمیں کھڑے ہونے (کا حکم دینے) کے بعد بیٹھنے کا حکم فرمایا تھا۔ ①

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَعَ الْجَنَائِزِ حَتَّى تُوضَعَ، وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، ثُمَّ قَعَدَ بَعْدَ ذَلِكَ، وَأَمَرَهُمْ بِالْقُعُودِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازوں کے ساتھ کھڑے رہتے جب تک کہ انہیں رکھ نہ دیا جاتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ بھی کھڑے رہتے، پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنا شروع کر دیا، اور لوگوں کو بھی بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ ②

جنازے کے لیے کھڑا ہونا منسوخ ہے:

مراد یہ ہے کہ جنازہ گزرے تو اسے دیکھ کر اپنی جگہ پر کھڑے ہو جانا۔ پہلے یہی حکم تھا جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الجَنَازَةَ، فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلاَ يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جائے، اور جو شخص جنازہ کے ساتھ چل رہا ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔ ③

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا بِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُودِيٍّ، قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الجِنَازَةَ، فَقُومُوا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہمارے قریب سے ایک جنازہ گزرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کھڑے ہو گئے لہذا ہم بھی کھڑے ہو گئے، پھر ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ ④

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ، فَقُومُوا لَهَا، حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے اس وقت تک کھڑے رہو جب تک کہ وہ تمہیں پیچھے نہ چھوڑ جائے یا رکھ نہ دیا جائے۔ ⑤

---

① احکام الجنائز:۱/۷۸

② احکام الجنائز:۱/۷۸، السنن الکبری للبیہقی ۶۸۸۶

③ صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابٌ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً، فَلاَ يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ، فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالقِيَامِ ۱۳۰۹

④ صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ ۱۳۱۱

⑤ صحیح مسلم کتاب الجنائز: بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ، سنن ابوداود کتاب الجنائز: بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۳۱۷۲، صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابُ القِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۱۳۰۷، جامع ترمذی ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي القِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۱۰۴۲، سنن نسائی کتاب الجنائز: بَابُ الْأَمْرِ بِالْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۱۹۱۷، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجِنَازَةِ ۱۵۴۲، السنن الکبری

وَالْقِيَامَ لَهَا مَنْسُوخٌ

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ قیام بھی منسوخ ہو چکا ہے (۱)

إِنَّ الْقِيَامَ مَنْسُوخٌ

امام مالک رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قیام منسوخ ہو چکا ہے (۲)

نسخ کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بِرَحَبَةِ الْكُوفَةِ، وَهُوَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجِنَازَةِ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوسِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم فرمایا کرتے تھے مگر بعد میں آپ بیٹھ جاتے تھے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا کہتے تھے۔ (۳)

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، مَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَ أَحَدُهُمَا، وَقَعَدَ الْآخَرُ، فَقَالَ الَّذِي قَامَ: أَمَا وَاللَّهِ، لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَامَ، قَالَ لَهُ الَّذِي جَلَسَ: لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَسَ

ابو مجلز سے مروی ہے حسن رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب سے ایک جنازہ گزرا تو حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، لیکن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے نہ ہوئے، جب حسن رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اللہ کی قسم! میں یقیناً جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا اللہ کی قسم! میں بھی یقیناً جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بھی رہے۔ (۴)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات کا مطلب یہ ہے کہ پھر ایسا ہی ہوا، کوئی جنازہ گزرا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے رہے کھڑے نہیں ہوئے گویا بیٹھے رہنے کا جواز بھی ہے۔

بعض علماء ان احادیث کو ناسخ نہیں بلکہ جواز کے لیے دلیل قرار دیتے ہیں یعنی کھڑا ہونا ہی بہتر ہے، لیکن ان احادیث کی وجہ سے اگر کوئی بیٹھ

للبیہقی ۶۸۶۹، مسند احمد ۱۵۶۸۷، صحیح ابن حبان ۳۰۵۱، مسند ابی یعلی ۷۲۰۰

(۱) احکام الجنائز ۱/۷۷

(۲) نیل الاوطار ۴/۹۴

(۳) سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۳۱۷۵، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ ۱۵۴۴، مسند احمد ۶۲۳، موطا امام مالک کتاب الجنائز الْوُقُوفُ لِلْجَنَائِزِ وَالْجُلُوسِ عَلَى الْمَقَابِرِ، صحیح ابن حبان ۳۰۵۶، السنن الکبری للبیہقی ۶۸۸۴، احکام الجنائز ۱/۷۸

(۴) سنن نسائی کتاب الجنائز باب الرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ الْقِيَامِ ۱۹۲۷، مسند احمد ۱۷۲۸، مصنف عبدالرزاق ۶۳۱۳، السنن الکبری للبیہقی ۶۸۸۹

جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

أَنَّ الْقِيَامَ لِلْجِنَازَةِ لَمْ يُنْسَخْ

امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ نہیں ہوا۔ [1]

امام ابن حزم رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ لَلنَّدْبِ، وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ نَسْخًا. قَالَ النَّوَوِيُّ: وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ مُسْتَحَبٌّ وَبِهِ۔ [2]

میت اٹھانے والے کے لیے وضو مستحب ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میت کو غسل دے اسے غسل کرنا چاہیے اور جو اسے اٹھائے اسے وضو کرنا چاہیے۔ [3]

وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي الَّذِي يُغَسِّلُ الْمَيِّتَ، فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: إِذَا غَسَّلَ مَيِّتًا فَعَلَيْهِ الغُسْلُ.وقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ الوُضُوءُ.

علماء کا اس میں اختلاف ہے جو میت کو نہلائے، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اہل علم فرماتے ہیں جو میت کو نہلائے اس کو بھی غسل کرنا چاہیے اور بعضوں نے کہا اسے وضو کرنا چاہیے۔

وقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: أَسْتَحِبُّ الغُسْلَ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ، وَلاَ أَرَى ذَلِكَ وَاجِبًا، وَهَكَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ. وقَالَ أَحْمَدُ: مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا أَرْجُو أَنْ لاَ يَجِبَ عَلَيْهِ الغُسْلُ، وَأَمَّا الوُضُوءُ فَأَقَلُّ مَا قِيلَ فِيهِ وقَالَ إِسْحَاقُ: لاَ بُدَّ مِنَ الوُضُوءِ.

اور مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میت کو نہلانے کے بعد غسل مستحب ہے مگر واجب نہیں، اور امام احمد رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا جس نے میت کو نہلایا امید ہے اس پر غسل واجب نہ ہو لیکن وضو میں کم روایتیں آئی ہیں، اور اسحاق نے فرمایا وضو ضرور ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: لاَ يَغْتَسِلُ وَلاَ يَتَوَضَّأُ مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ.

اور عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میت کے نہلانے کے بعد نہ غسل ہے نہ وضو۔ [4]

جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے اونچی آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے:

لانه بدعة

---

[1] سنن نسائی کتاب الجنائز باب الرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ الْقِيَامِ ۱۹۲۷، مسند احمد ۱۷۲۸، مصنف عبدالرزاق ۶۳۱۳، السنن الکبری للبیہقی ۶۸۸۹

[2] نیل الاوطار ۹۲/۴

[3] سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي الْغُسْلِ مِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ ۳۱۶۱

[4] جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الغُسْلِ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ ۹۹۳

شیخ البانی سمیت متعدد علماء رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ عمل بدعت ہے۔ (۱)

عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُونَ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ الْجَنَائِزِ وَعِنْدَ الْقِتَالِ وَعِنْدَ الذِّكْرِ

قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنازوں کے قریب اونچی آواز کو ناپسند فرماتے تھے اور میدان جنگ میں اور ذکر کے دوران۔ (۲)

واعلم أن الصوابَ المختارَ ما كان عليه السلفُ رضي الله عنهم: السكوتُ في حال السير مع الجنازة، فلا يُرفع صوتا بقراءة، ولا ذكر، ولا غير ذلك

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مناسب، پسندیدہ اور جس عمل پر سلف ہیں وہ جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے خاموشی ہی ہے، لہذا قرات، ذکر یا اس کے علاوہ کوئی آواز بھی بلند نہ کی جائے۔ (۳)

وكان رفع الصوت في هذه المواطن الثلاثة من عادة أهل الكتاب والأعاجم، ثم قد ابتلى بها كثير من هذه الأمة

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنازہ کے ساتھ باآواز بلند ذکر وغیرہ کرنا، یہ اہل کتاب اور اعاجم کی عادت تھی، لیکن اس امت کے بہت سارے لوگ بھی اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ (۴)

ولان فيه تشبها بالنصارى فإنهم يرفعون أصواتهم بشئ من أنا جيلهم وأذكارهم مع التمطيط والتلحين والتحزين

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنازے میں آواز بلند کرنا نصاریٰ سے تشبیہ ہے، وہ اپنی آواز بلند کرتے ہیں۔۔۔۔۔ (۵)

میت کی تدفین:

میت کو ایسے گھڑے میں دفن کرنا واجب ہے جو اسے درندوں سے بچا سکے۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: جَاءَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالُوا: أَصَابَنَا قَرْحٌ وَجَهْدٌ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا، قَالَ: احْفِرُوا وَأَوْسِعُوا

ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے احد کے روز انصاری لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہم زخمی ہیں اور تھکے ہوئے

(۱) احکام الجنائز ۱/۷۱

(۲) السنن الکبری للبیہقی ۷/۱۸۲

(۳) الاذکار للنووی ۱/۱۶۰

(۴) اقتضائ الصراط المستقیم لمخالفة اصحاب الجحیم ۱/۳۵۸

(۵) احکام الجنائز ۱/۷۲

بھی تو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا قبریں کھودو اور کھلی کھلی بناؤ۔ (۱)

ولا خلاف في ذلك, وهو ثابت في الشريعة ثبوتا ضروريا

صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ شریعت میں ضروری طور پر ثابت ہے۔ (۲)

ويجب إعماق القبر, وتوسيعه وتحسينه

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر کو گہرا، وسیع اور عمدہ کھودنا واجب ہے۔ (۳)

ایک قبر میں ایک سے زائد افراد کی تدفین:

عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: جَاءَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالُوا: أَصَابَنَا قَرْحٌ وَجَهْدٌ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا، قَالَ: احْفِرُوا وَأَوْسِعُوا، وَاجْعَلُوا الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ

ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے احد کے روز انصاری لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہم زخمی ہیں اور تھکے ہوئے بھی تو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا قبریں کھودو اور کھلی بناؤ، اور ایک قبر میں دو یا تین آدمیوں کو رکھو۔ (۴)

ولا بأس من أن يدفن فيه اثنان أو أكثر عند الضرورة

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حسب ضرورت ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو دفن کیا جا سکتا ہے۔ (۵)

سیدھی قبر میں کوئی حرج نہیں لیکن لحد (بغلی قبر کھودنا) زیادہ بہتر ہے:

وَسُمِّيَ اللحدَ لِأَنَّهُ فِي نَاحِيَةٍ، وَكُلُّ جَائِرٍ مُلْحِدٌ {مُلْتَحَدًا} مَعْدِلًا، وَلَوْ كَانَ مُسْتَقِيمًا كَانَ ضَرِيحًا

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں بغلی قبر کو لحد اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ایک کونے میں ہوتی ہے اور اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی ہر چیز کو ملحد کہیں گے اسی سے لفظ مُلْتَحَدًا ہے یعنی پناہ کا کونہ، اور اگر قبر سیدھی ہو تو اسے ضریع کہتے ہیں۔ (۶)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ، وَآخَرُ يَضْرَحُ، فَقَالُوا: نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا، وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا، فَأَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ، فَأُرْسِلَ إِلَيْهِمَا، فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ «فَلَحَدُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

(۱) سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي تَعْمِيقِ الْقَبْرِ ۳۲۱۵، جامع ترمذی ابواب الجهاد بَابُ مَا جَاءَ فِي دَفْنِ الشُّهَدَاءِ ۱۷۱۳، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ ۱۵۶۰، السنن الكبرى للنسائى ۲۱۴۸، مسند احمد ۱۶۲۶۲، احکام الجنائز ۱/۱۴۲

(۲) الروضة الندية ۱/۱۷۶، الدرر البهيه ۱/۴۶۵

(۳) احکام الجنائز ۱/۱۴۲

(۴) سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي تَعْمِيقِ الْقَبْرِ ۳۲۱۵

(۵) احکام الجنائز ۱/۱۴۶

(۶) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللحْدِ قبل الحديث ۱۳۴۷

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے مدینہ میں ایک آدمی بغلی قبر بناتا تھااور دوسرا سیدھی قبر بناتا تھا،لوگوں نے کہا کہ ہم استخارہ کرتے ہیں اور ان دونوں کی طرف آدمی بھیج دیتے ہیں ان میں سے جو بھی پیچھے رہ گیا ہم اسے چھوڑ دیں گے، پھر ان دونوں کی طرف پیغام بھیج دیا گیا تو بغلی قبر بنانے والا (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) پہلے آن پہنچا، لہذا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بغلی قبر بنائی۔[1]

مدینہ منورہ میں دونوں طرح کی قبر بنانے والے آدمی موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں کو برقرار رکھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ دونوں طرح قبر بنانا جائز ہے، لیکن مندرجہ ذیل دلائل کی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ لحد زیادہ بہتر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور سیدھی قبر دوسروں کے لیے ہے۔[2]

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

ابو عیسیٰ فرماتے ہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث حسن غریب ہے۔[3]

الْحَدُوا لِي لَحْدًا، وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللبِنَ نَصْبًا، كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض میں جس میں ان کی وفات ہوئی کہا میرے لیے بغلی قبر بنانا، اور مجھ پر کچی اینٹیں چننا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا۔[4]

إِجْمَاعَ الْعُلَمَاءِ عَلَى جَوَازِ اللحْدِ وَالشَّقِّ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر چاہے بغلی بنائی جائے یا سیدھی علماء کا اس بات پر اتفاق ہے۔[5]

الْبَابِ تَدُلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِ اللحْدِ وَأَنَّهُ أَوْلَى مِنْ الضَّرْحِ

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ ۱۵۵۷،مسند احمد ۱۲۴۱۵،شرح السنة للبغوی ۱۵۱۰،احکام الجنائز ۱۴۴/۱

[2] سنن ابوداودکتاب الجنائز: بَابٌ فِي اللحْدِ ۳۲۰۸،جامع ترمذی ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا ۱۰۴۵،سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ اللحْدِ ۱۵۴۵،السنن الکبری للنسائی ۲۱۴۷،السنن الکبری للبیہقی ۶۷۱۸،احکام الجنائز ۱۴۴/۱

[3] شرح السنة للبغوی ۱۵۱۱

[4] صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابٌ فِي اللحْدِ وَنَصْبِ اللبِنِ عَلَى الْمَيِّتِ ۲۲۴۰،سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ اللحْدِ ۱۵۵۶،السنن الکبری للنسائی ۲۱۴۶، مسند احمد ۱۴۵۰،شرح السنة للبغوی ۱۵۱۲،السنن الکبری للبیہقی ۶۶۱۵، احکام الجنائز ۱۴۵/۱

[5] شرح النووی فی مسلم ۳۴/۷، الدرر البھیمہ ۴۲۶/۱،نیل الاوطار ۹۷/۴

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مذکورہ احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ لحد، ضرح سے زیادہ بہتر ہے۔ (۱)

ويجوز في القبر اللحد والشق لجريان العمل عليهما في عهد النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ولكن الأول أفضل

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بغلی قبر اور سیدھی قبر دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تیار کی جاتی تھیں لیکن لحد افضل ہے۔ (۲)

میت کو قبر کے پچھلے (یعنی نچلے) حصے سے داخل کیا جائے:

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: أَوْصَى الْحَارِثُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ الْقَبْرِ، وَقَالَ: هَذَا مِنَ السُّنَّةِ

ابو اسحاق سے مروی ہے حارث نے وصیت کی کہ اس کی نماز جنازہ عبد اللہ بن یزید پڑھائیں، انہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر میت کو قبر کے پاؤں کی جانب سے داخل کیا، اور فرمایا یہ سنت طریقہ ہے۔ (۳)

عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، شَهِدَ جِنَازَةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَأَظْهَرُوا الِاسْتِغْفَارَ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ أَنَسٌ، قَالَ هُشَيْمٌ: قَالَ خَالِدٌ، فِي حَدِيثِهِ وَأَدْخَلُوهُ مِنْ قِبَلِ رِجْلِ الْقَبْرِ

ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ انس رضی اللہ عنہ کسی انصاری کے جنازے میں شریک ہوئے، لوگوں نے وہاں بلند آواز سے استغفار کرنا شروع کر دیا لیکن انس رضی اللہ عنہ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی، دوسرے راوی کے مطابق لوگوں نے اسے قبر کی پائنتی کی جانب سے داخل کیا۔ (۴)

عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسٍ فِي جِنَازَةٍ فَأَمَرَ بِالْمَيِّتِ فَسُلَّ، مِنْ قِبَلِ رِجَلَ الْقَبْرِ

محمد سے مروی ہے انس رضی اللہ عنہ کسی انصاری کے جنازے میں شریک ہوئے، ان کے حکم پر میت کو لوگوں نے قبر کی پائنتی کی جانب سے داخل کیا۔ (۵)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ سَلًّا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے سر کی جانب (یعنی قبر کے پاؤں کی جانب) سے داخل کیا گیا۔ (۶)

ويستحب ان يضع رأس الميت عند رجل القبر

---

(۱) نیل الاوطار ۴/۹۷

(۲) احکام الجنائز: ۱/۱۴۵

(۳) سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي الْمَيِّتِ يُدْخَلُ مِنْ رِجْلَيْهِ ۳۲۱۱، السنن الکبری للبیهقی ۷۰۵۲، احکام الجنائز: ۱/۱۵۰

(۴) مسند احمد ۴۰۸۰

(۵) مسند احمد ۴۰۸۱، احکام الجنائز: ۱/۱۵۱

(۶) نیل الاوطار ۴/۹۸، مسند شافعی ۱/۳۶۰، شرح السنة للبغوی ۱۵۱۴، السنن الکبری للبیهقی ۷۰۵۴، احکام الجنائز: ۱/۱۵۱

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کو قبر میں پاؤں کی جانب سے داخل کرنا مستحب ہے۔ (۱)

أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَدْخُلَ الْمَيِّتُ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ الْقَبْرِ

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ مستحب ہے کہ میت کو پائنتی کی جانب سے قبر میں داخل کیا جائے۔ (۲)

أَنَّهُ يَدْخُلُ الْقَبْرَ مِنْ جِهَةِ الْقِبْلَةِ مُعَرَّضًا

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کو قبلہ کی جانب سے چوڑائی کے رخ قبر میں داخل کیا جائے گا۔ (۳)

وَاتِّبَاعُ السُّنَّةِ أَوْلَى مِنْ الرَّأْيِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سنت کی پیروی کرنا رائے سے زیادہ بہتر ہے (یعنی قبر کے پاؤں کی جانب سے میت کو داخل کرنا چوڑائی کی طرف سے داخل کرنے سے بہتر ہے) ۔ (۴)

اور میت کو دائیں پہلو پر قبلہ رخ رکھا جائے:

هذا معلوم في الشريعة الإسلامية لا يحتاج إلي الاستدلال عليه

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں شریعت اسلامیہ میں یہ ایسا معروف فعل ہے کہ جو دلیل کا محتاج نہیں۔ (۵)

هو مما لا أعلم فيه خلافا

صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (۶)

يُجْعَلُ الْمَيِّتُ فِي قَبْرِهِ عَلَى جَنْبِهِ الْيَمِينِ، وَوَجْهُهُ قُبَالَةَ الْقِبْلَةِ

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کو قبر میں دائیں پہلو پر قبلہ رخ رکھا جائے۔ (۷)

على هذا جرى عمل أهل الاسلام من عهد رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى يومنا هذا وهكذا

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عہد رسالت سے آج تک اہل اسلام اسی پر عمل پیرا ہیں۔ (۸)

---

(۱) المجموع شرح المهذب ۵/۲۸۹

(۲) نيل الوطار ۴/۹۹

(۳) نيل الاوطار ۴/۹۹، الام للشافعی ۱/۳۱۱، المبسوط ۲/۶۱

(۴) نيل الاوطار ۴/۹۸

(۵) السيل الجرار ۱/۲۲۰

(۶) الروضة الندية ۱/۱۷۷

(۷) المحلی ۳/۴۰۴

(۸) احكام الجنائز ۱/۱۵۰

ہر حاضر شخص پر تین لپ مٹی ڈالنا مستحب ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ، ثُمَّ أَتَى قَبْرَ الْمَيِّتِ، فَحَثَى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز جنازہ پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میت کی قبر کے پاس آئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر کی جانب سے تین لپ مٹی ڈالی۔ (۱)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ , عَنْ أَبِيهِ , قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دُفِنَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا , وَحَثَى عَلَى قَبْرِهِ بِيَدِهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنَ التُّرَابِ وَهُوَ قَائِمٌ عِنْدَ رَأْسِهِ

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان پر چار تکبیریں کہیں پھر قبر پر تشریف لائے اور ان کے سر کے پاس کھڑے ہو کر ان پر تین لپ مٹی ڈالی (۲)

میت کو قبر میں داخل کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَدْخَلَ الْمَيِّتَ الْقَبْرَ، قَالَ:بِسْمِ اللَّهِ، وَبِاللَّهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے مرنے والوں کو قبر میں اتارو تو کہو بِسْمِ اللهِ، وَبِاللهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں بِسْمِ اللهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.۔ (۳)

میت خواہ عورت ہو اسے قبر میں صرف مرد ہی اتاریں گے:

أنه المعهود في عهد النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وجرى عليه عمل المسلمين حتى اليوم ويأتي فيه، أَنَّ الرِّجَالَ أَقْوَى وَأَشَدُّ بَطْشًا،لو تولته النساء أفضى ذلك إلى انكِشَافِ شيءٍ من أبدانهن أمام الاجانب وهو غير جائز

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے آج تک مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے، مرد اس عمل کے لیے زیادہ قوی اور حوصلہ

---

(۱) سنن ابن ماجه كتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي حَثْوِ التُّرَابِ فِي الْقَبْرِ ۱۵۶۵

(۲)۔ سنن الدارقطني ۱۸۳۶

(۳) سنن ابوداودكتاب الجنائز:بَابٌ فِي الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ ۳۲۱۳،جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ۱۰۴۶،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي إِدْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرَ ۱۵۵۰، مسنداحمد۴۹۹۰، شرح السنة للبغوی۱۵۱۴،صحیح ابن حبان ۳۱۰۹،مستدرک حاکم ۱۳۵۳،احکام الجنائز۱۵۲/۱

مند ہیں، اگر خواتین ایسا کریں تو ان کے جسموں کا کوئی حصہ اجنبیوں کے سامنے ظاہر ہوسکتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ (۱)

میت کے اولیا اسے قبر میں اتارنے کے زیادہ مستحق ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ ﴿۷۵﴾ (۲)

ترجمہ: اور رشتے ناتے والے ان میں سے بعض بعض کے زیادہ نزدیک ہیں۔

خاوند اپنی بیوی کو دفن کر سکتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي بُدِئَ فِيهِ، فَقُلْتُ:وَارَأْسَاهْ، فَقَالَ:وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ، فَهَيَّأْتُكِ وَدَفَنْتُكِ قَالَتْ: فَقُلْتُ غَيْرَى: كَأَنِّي بِكَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ عَرُوسًا بِبَعْضِ نِسَائِكَ. قَالَ:وَأَنَا وَارَأْسَاهْ، ادْعُوا لِي أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ، وَيَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ: أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کی ابتداء ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے میرے سر میں درد ہو رہا تھا اس لئے میں نے کہا ہائے میرا سر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق میں فرمایا میری خواہش ہے کہ جو ہونا ہے وہ زندگی میں ہو جائے تو میں اچھی طرح تمہیں تیار کر کے دفن کر دوں، میں نے کہا کہ آپ کا مقصد کچھ اور ہے؟ آپ اسی دن کسی اور عورت کے ساتھ دولہا بن کر شب باشی کریں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہائے میرا سر، اپنے والد اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میں سیدنا ابو بکر کے لئے ایک تحریر لکھ دوں، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی کہنے والا کہے گا اور کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا کہ خلافت کا زیادہ مستحق میں ہوں، اور اللہ اور تمام مسلمان سیدنا ابو بکر کے علاوہ کسی کو نہیں مانیں گے۔ (۳)

غیر عورت کو قبر میں کیسا مرد اتارے؟:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: شَهِدْنَا ابْنَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، فَقَالَ:هَلْ فِيكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: نَعَمْ، أَنَا. قَالَ:فَانْزِلْ. قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے جنازے میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، میں

---

(۱) احکام الجنائز۱۴۷/۱، المجموع شرح المھذب۲۸۸/۵

(۲) الانفال۷۵

(۳) مسند احمد۲۵۱۱۳، السنن الکبری للنسائی ۷۰۴۴، سنن الدارقطنی ۱۸۲۷، احکام الجنائز ۱۴۸/۱

نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا ایسا آدمی بھی یہاں کوئی ہے جو آج رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو؟ یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم قبر میں اترو، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اترے اور میت کو دفن کیا۔ (1)

وَمِمَّا يُحْتَجُّ بِهِ مِنْ الْأَحَادِيثِ فِي كَوْنِ الرِّجَالِ هُمْ الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَ الدَّفْنَ وَإِنْ كَانَ الْمَيِّتُ امْرَأَةً

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن سے یہ دلیل پکڑی جاتی ہے کہ صرف مرد ہی دفن کریں گے خواہ میت عورت ہی ہو۔ (2)

وَأَحَقُّ النَّاسِ بِإِنْزَالِ الْمَرْأَةِ فِي قَبْرِهَا مَنْ لَمْ يَطَأْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَإِنْ كَانَ أَجْنَبِيًّا، حَضَرَ زَوْجُهَا أَوْ أَوْلِيَاؤُهَا أَوْ لَمْ يَحْضُرُوا، وَأَحَقُّهُمْ بِإِنْزَالِ الرَّجُلِ أَوْلِيَاؤُهُ؟

امام ابن حزم رضی اللہ عنہ اسی کے قائل ہیں۔ (3)

قبر کو ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ کیا جائے:

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ

ابی الہیاج اسدی رحمہ اللہ سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کیا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ تم ہر ذی روح کی تصویر کو مٹا دو، اور ہر (شرعی مقدار سے) بلند قبر کو برابر کر دو۔ (4)

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُلْحِدَ لَهُ لَحْدًا، وَنُصِبَ عَلَيْهِ اللَّبِنُ نَصْبًا، وَرُفِعَ قَبْرُهُ مِنَ الْأَرْضِ نَحْوًا مِنْ شِبْرٍ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ کے لیے لحد تیار کی گئی، اور اس پر کچی اینٹیں چنی گئیں، اور آپ ﷺ کی قبر زمین سے ایک بالشت برابر اونچی بنائی گئی۔ (5)

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، قَالَ: رَأَيْتُ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِبْرًا أَوْ نَحْوًا مِنْ شِبْرٍ

---

(1) مسند احمد ۱۲۲۷۵، صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابُ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ الْمَرْأَةِ ۱۳۴۲، مستدرک حاکم ۶۸۵۳، شرح السنة للبغوی ۱۵۱۳، السنن الکبری للبیہقی ۷۰۴۶، احکام الجنائز ۱۴۹/۱

(2) المجموع شرح المهذب ۵/۲۸۹

(3) المحلی ۳/۳۷۰

(4) صحیح مسلم کتاب الجنائز: بَابُ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ ۲۲۴۳، سنن ابوداود کتاب الجنائز: بَابٌ فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ ۳۲۱۸، جامع ترمذی ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي تَسْوِيَةِ الْقُبُورِ ۱۰۴۹، السنن الکبری للنسائی ۲۱۶۹، مستدرک حاکم ۱۳۶۶، شرح السنة للبغوی ۱۵۱۶، مصنف عبدالرزاق ۶۴۸۷، السنن الکبری للبیہقی ۶۷۵۷، مسند احمد ۱۰۶۴، احکام الجنائز ۲۰۷/۱

(5) السنن الکبری للبیہقی ۶۷۳۶، صحیح ابن حبان ۶۶۳۵، احکام الجنائز ۱۵۳/۱

اس روایت کے لیے ایک مرسل روایت شاہد ہے، صالح بن ابی الاخضر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو ایک بالشت برابر یا بالشت کے قریب (بلند) دیکھا۔ ⑴

وَلَا نُحِبُّ أَنْ يُزْدَادَ فِي الْقَبْرِ أَكْثَرُ مِنْ تُرَابِهِ لَيْسَ لِأَنَّهُ يَحْرُمُ ذَلِكَ، وَلَكِنْ لِئَلَّا يَرْتَفِعَ جِدًّا، وَيُشَخَّصُ الْقَبْرُ عَنْ وَجْهِ الْأَرْضِ نَحْوَ مِنْ شِبْرٍ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر میں صرف وہی مٹی ڈالی جائے گی جو اس سے نکلی ہو، ورنہ زائد مٹی ڈالنے سے قبر بہت بلند ہو جائے گی، نیز اسے صرف ایک بالشت برابر ہی بلند رکھا جائے۔ ⑵

فإن من المعلوم أنه يبقى بعد الدفن على القبر التراب الذي أخرج من القبر، فإن من المعلوم أنه يبقى بعد الدفن على القبر التراب الذي أخرج من اللحد الذي شغله جسم الميت، وذلك يساوي القدر

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بعد از تدفین قبر سے نکالی ہوئی مٹی قبر ہی کے اوپر ڈالی جائے گی، اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ تدفین کے بعد لحد سے نکالی ہوئی مٹی قبر ہی پر ڈالی جائے گی جس قدر اس کا جسم اندرونی جگہ گھیرے۔ ⑶

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُرْفَعَ الْقَبْرُ عَنْ الْأَرْضِ قَدْرَ شِبْرٍ هَكَذَا نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ وَالْأَصْحَابُ وَاتَّفَقُوا عَلَيْهِ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اصحاب شافعی متفق ہیں کہ ایک بالشت کے برابر قبر بلند کرنا مستحب ہے۔ ⑷

أن يرفعَ الْقَبْرُ عن الْأَرْضِ قليلا نَحْو شِبْرٍ، ولا يسوى بالارض

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر کو زمین سے تھوڑا سا بلند رکھا جائے یعنی ایک بالشت برابر اور قبر کو زمین کے برابر نہ کیا جائے۔ ⑸

عَنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّهِ اكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشْرِفَةٍ، وَلَا لَاطِئَةٍ مَبْطُوحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِقَالَ أَبُو عَلِيٍّ: يُقَالُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمٌ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ، وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، رَأْسُهُ عِنْدَ رِجْلَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام قاسم رحمہ اللہ سے مروی ہے میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا اے میری ماں! میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں اصحاب کی قبر کھول دیجئے، پس انھوں میرے لیے تینوں قبریں کھول دیں، جو نہ تو بہت بلند تھیں اور نہ بالکل

⑴ المراسیل لابی داود۴۲۱

⑵ الام للشافعی ۱،۳۲۲

⑶ احکام الجنائز ۱،۱۵۵

⑷ المجموع شرح المهذب ۵،۲۹۳

⑸ احکام الجنائز ۱،۱۵۳

زمین سے ملی ہوئی اور ان پر میدان کی سرخ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں، ابو علی نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر آگے ہے اور آپ ﷺ کے سر مبارک کے پاس سیدنا ابو بکر کی قبر ہے، اور آپ ﷺ کے پاؤں کے پاس سیدنا عمر فاروق کی قبر ہے، اس طرح سیدنا عمر کا سر رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کی طرف ہے۔ [1]

حكم الألبان : ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ضعیف روایت ہے۔ [2]

قبر کو کوہان نماں بنانا مستحب ہے:

عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ:أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا

سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر کو ہان نماں بنی ہوئی دیکھی۔

قبر پر پتھر یا اس جیسی کوئی نشانی رکھی جا سکتی ہے:

عَنِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَدُفِنَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ، فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، قَالَ كَثِيرٌ: قَالَ الْمُطَّلِبُ: قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي ذَلِكَ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ، وَقَالَ:أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي، وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي

مطلب سے مروی ہے جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ (بقیع میں) لایا گیا اور وہیں ان کو دفن کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو پتھر لانے کا حکم فرمایا (تاکہ قبر پر بطور نشان نصب فرمائیں)، لیکن وہ اسکو اٹھا نہ سکا، تو آپ ﷺ خود ہی اسکو اٹھانے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں آستینیں اوپر چڑھالیں، مطلب کہتے ہیں کہ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ گویا میں اب بھی اپنی آنکھوں سے آپ کے ہاتھوں کی سفیدی کی طرف دیکھ رہا ہوں، جبکہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھولا تھا، اور پھر پتھر اٹھا کر عثمان کی قبر کے سرہانے نصب فرمایا تھا، اور آپ ﷺ نے اس پتھر سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ تو جانتا ہے کہ یہ میرے بھائی (عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) کی قبر ہے، اور میرے اہل خانہ میں سے جب کسی کا انتقال ہو گا، تو میں اسکو بھی اس کے آس پاس ہی دفن کروں گا۔ [3]

---

[1] سنن ابوداودكتاب الجنائز بَابٌ فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ ٣٢٢٠، مستدرک حاکم١٣٦٨، شرح السنة للبغوی١٥١٥، السنن الكبرى للبیہقی٦٧٥٨

[2] سنن ابوداودكتاب الجنائز بَابٌ فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ ٣٢٢٠

[3] سنن ابوداود كتاب الجنائز بَابٌ فِي جَمْعِ الْمَوْتَى فِي قَبْرٍ وَالْقَبْرُ يُعَلَّمُ ٣٢٠٦، السنن الكبرى للبیہقی٦٧٤٤

بَابٌ فِي جَمْعِ الْمَوْتَى فِي قَبْرٍ وَالْقَبْرُ يُعَلَّمُ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے ایک قبر میں زیادہ مردوں کو جمع کیا جاسکتا ہے اور قبر کی علامت مقرر کی جاسکتی ہے۔

بَابُ إِعْلَامِ الْقَبْرِ بِصَخْرَةٍ أَوْ عَلَامَةٍ مَا كَانَتْ

امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے پتھر یا کسی بھی علامت کے ذریعے قبر کی نشانی مقرر کرنا۔

وله شاهدان ذكرتهما

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کے دو شاہد ہیں جن کے ساتھ یہ قوی ہوجاتی ہے۔ (۱)

قبر پر لکھنا جائز نہیں:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُجَصَّصَ القُبُورُ، وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهَا، وَأَنْ تُوطَأَ.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے، اور ان پر لکھنے، ان پر تعمیر کرنے، اور ان پر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

تدفین کے بعد میت کے لیے استغفار کرنا مشروع ہے:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ:اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو اس پر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے بخشش طلب کرو، اور اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو یقیناً اس سے اب سوال کیا جارہا ہے۔ (۳)

دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا بدعت سیئہ ہے، قرآن وحدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہ اللہ، تبع تابعین رحمہ اللہ، ائمہ دین رحمہ اللہ اور سلف صالحین کے زمانہ میں وجود نہیں ملتا ہے بلکہ یہ بعد کی ایجاد ہے، بعض حنفی اماموں نے قبر پر اذان کے عدم جواز اور بدعت ہونے کی صراحت بیان کی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ، وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ، وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهِ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَابْلُتِّيُّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ

عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں کوئی فوت ہوجائے تو اسے زیادہ دیر تک نہ روکے

---

(۱) احکام الجنائز:۱/۱۵۵

(۲) جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ تَجْصِيصِ القُبُورِ، وَالكِتَابَةِ عَلَيْهَا ۱۰۵۲،سنن ابوداودکتاب الجنائز:بَابٌ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ ۳۲۲۶

(۳) سنن ابوداودکتاب الجنائز:بَابُ الِاسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الِانْصِرَافِ۳۲۲۱

رکھے بلکہ جلد از جلد اسے دفن کیا جائے، اور اس کے سرانے فاتحہ الکتاب اور پاؤں کی جانب سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کرو۔ (۱)

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَابِلُتِّيُّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں یحیٰ بن عبد اللہ البابلتی سے روایت نقل کی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ قَالَ: قَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ، إِذَا مِتُّ فَالْحَدْ لِي لَحْدًا، فَإِذَا وَضَعْتَنِي فِي لَحْدِي فَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ شَنَّ التُّرَابَ عَلَيَّ شَنًّا، ثُمَّ اقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِي بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ.

عبد الرحمٰن بن خالد بن اللجلاج فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے تدفن کر دینا، اور جب مجھے میری قبر میں رکھو تو یہ دعا پڑھنا بِسْمِ اللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، پھر میری قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد میرے سرانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات تلاوت کرنا یہی رسول اللہ ﷺ کا فرمان میں نے اپنے کانوں سے سماعت کی ہے۔ (۲)

فهو مع كونه موقوفاً ففيه عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج؛ وهو مجهول

امام بیہقی فرماتے ہیں یہ روایت موقوف ہے اور اس میں عبد الرحمن بن العلاء بن اللجاج راوی مجہول ہے۔ (۳)

قبر کے سرہانے یا پاؤں کی جانب سورۃ البقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات کا پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

وهو مذهب جمهور السلف كأبي حنيفة ومالك، وقال هذا ما علمت أحداً يفعل ذلك

جمہور علمائے سلف ابوحنیفہ اور مالک کا یہی مذہب ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا کرتے کسی بھی نہیں دیکھا۔ (۴)

تدفین کے وقت قبر کے قریب بیٹھنا جائز ہے:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں نکلے ہم قبر تک پہنچ گئے لیکن ابھی تک لحد نہیں بنائی گئی تھی، تو رسول اللہ ﷺ قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ (۵)

---

(۱) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۴۲۴۲

(۲) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۴۲۴۳

(۳) سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة ۹/۱۵۳

(۴) سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة ۹/۱۵۵

(۵) سنن ابوداودکتاب الجنائز باب الِاسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الِانْصِرَافِ ۳۲۱۲

میت کو کسی شرعی عذر کی بنا پر قبر سے نکالا جا سکتا ہے:

ویجوز إخراج المیت من القبر لغرض صحیح

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کو کسی شرعی عذر کی بنا پر قبر سے نکالا جا سکتا ہے۔ (۱)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَأَمَرَ بِهِ، فَأُخْرِجَ، فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ، فَاللَّهُ أَعْلَمُ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيصًا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو (رئیس المنافقین) عبد اللہ بن ابی کو اس کی قبر میں ڈالا جا چکا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسے قبر سے نکالا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھ کر لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اپنا کرتہ اسے پہنایا، اب اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے (غالباً مرنے کے بعد منافق کے ساتھ ایسے سلوک کی وجہ یہ تھی کہ) اس نے عباس رضی اللہ عنہ کو ایک قمیض پہنائی تھی۔ (۲)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ، فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِي حَتَّى أَخْرَجْتُهُ، فَجَعَلْتُهُ فِي قَبْرٍ عَلَى حِدَةٍ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میرے والد کے ساتھ قبر میں ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ دفن تھے، لیکن میرا دل اس پر راضی نہیں ہو رہا تھا اس لیے میں نے ان کی لاش نکال کر دوسری قبر میں دفن کر دی۔ (۳)

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ إخْرَاجِ الْمَيِّتِ مِنْ قَبْرِهِ إذَا كَانَ فِي ذَلِكَ مَصْلَحَةٌ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ میت کو کسی شرعی وجہ سے قبر سے نکالا جا سکتا ہے (۴)

تدفین سے پہلے میت کو کسی دوسرے شہر منتقل کرنا:

كانت السنة العملية في عهد النبي، صلى الله عليه وسلم، وفي عهد أصحابه أن يدفن الموتى في مقابر البلد الذي ماتوا فيه، وأن يدفن الشهداء حيث ماتوا، ولم يثبت في حديث ولا أثر صحيح أن أحداً من الصحابة نقل إلى غير مقابر البلد الذي مات فيه أو في ضاحيته أو مكان قريب منه.------لا يجوز أن ينقل الميت قبل دفنه إلى غير البلد الذي مات فيه إلا لغرض صحيح

---

(۱) احکام الجنائز ۱/۱۶۰

(۲) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابٌ هَلْ يُخْرَجُ المَيِّتُ مِنَ القَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ ۱۳۵۰، مصنف عبدالرزاق ۹۹۳۸، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۸۵، نیل الاوطار ۴/۱۳۶، احکام الجنائز ۱/۱۶۰

(۳) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابٌ هَلْ يُخْرَجُ المَيِّتُ مِنَ القَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ ۱۳۵۲، السنن الکبری للنسائی ۲۱۵۹، السنن الکبری للبیہقی ۷۰۷۶

(۴) نیل الاوطار ۴/۱۳۶

سعودی مجلس افتاء کا فتوی ہے عہد نبوی اور عہد صحابہ میں عملی سنت یہی تھی کہ وفات پانے والوں کو اسی شہر کے قبرستان میں دفن کیا جاتا جہاں وہ فوت ہوتے اور شہداء کو اسی جگہ دفن کیا جاتا جہاں وہ شہید ہوتے، نیز کسی صحیح حدیث یا اثر سے یہ بات ثابت نہیں کہ کسی صحابی کو اپنے علاقے سے باہر منتقل کیا گیا ہو۔۔۔ لہذا کسی صحیح ضرورت (یعنی شرعی عذر) کے بغیر میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل نہ کیا جائے۔ (۱)

وفات سے پہلے اپنی قبر خود کھود لینا:

ولا يستحب للرجل أن يحفر قبره قبل أن يموت، فإن النبي صلى الله عليه وسلم لم يفعل ذلك هو ولا أصحابه، والعبد لا يدري أين يموت

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کسی شخص کو ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا، مزید برآں انسان کو یہ علم بھی نہیں کہ وہ کہاں فوت ہو گا۔ (۲)

شيخ الاسلام ابن تيمية رحمه الله تعالى كذا في

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (۳)

تین اوقات میں تدفین ممنوع ہے:

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ الجہنی سے مروی ہے تین اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھنے اور میت کی تدفین سے روکتے تھے، جب آفتاب طلوع ہو رہا ہوتا آنکہ بلند ہو جائے، جب سورج نصف آسمان پر ہوتا تاوقتیکہ ڈھل جائے، جس وقت سورج غروب ہونا شروع ہو۔ (۴)

---

(۱) فتاوى الاسلامية ۲/۳۱

(۲) احكام الجنائز ۱/۱۶۰

(۳) احكام الجنائز ۱/۱۶۰

(۴) صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا ۱۹۲۹، سنن ابوداودكتاب الجنائز بَابُ الدَّفْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا ۳۱۹۲، جامع ترمذى ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا ۱۰۳۰، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلَّى فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ ۱۵۱۹، السنن الكبرى للنسائى ۱۵۵۵، سنن الدارمى ۱۴۷۲، مسنداحمد ۱۷۳۷۷، صحيح ابن حبان ۱۵۴۶، شرح السنة للبغوى ۷۷۸، مسندابى يعلى ۱۷۵۵، السنن الكبرى للبيهقى ۴۳۸۲

رات کو دفن کرنا:

وَعَنْ جابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا تَدْفِنُوا مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَّا أَنْ تَضْطَرُّوا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو رات میں دفن نہ کروالا کہ تم اس کے لیے مجبور کر دیے جاؤ۔[1]

جابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يُحَدِّثُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا، فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ، وَقُبِرَ لَيْلًا، فَزَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلَى ذَلِكَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو اپنے صحابہ میں سے ایک آدمی کا ذکر کیا کہ ان کا انتقال ہوا اور ان کو معمولی کفن دیا گیا اور رات ہی میں دفن کر دیا گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ڈانٹا کہ رات کے وقت کسی کو دفن نہ کیا جائے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھ لیں الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔[2]

رات میں میت کو دفن کرنے کی ممانعت صرف اس گمان کی وجہ سے ہے کہ نماز جنازہ میں رات کے وقت لوگ کم تعداد میں شریک ہوں گے، لہذا اگر نماز جنازہ دن میں پڑھ لی گئی ہو لیکن کسی عذر کی وجہ سے رات کو دفن کرنا پڑے تو یہ ممنوع نہیں، جواز کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْخَلَ رَجُلًا قَبْرَهُ لَيْلًا، وَأَسْرَجَ فِي قَبْرِهِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت ایک آدمی کو قبر میں داخل کیا، اور دفن کرتے وقت روشنی کی۔[3]

دُفِنَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔[4]

عَنْ عُرْوَةَ،أَنَّ عَلِيًّا دَفَنَ فَاطِمَةَ لَيْلًا

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلَّى فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ ۱۵۲۱، سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الْكَفَنِ ۳۱۴۸،سبل السلام ۵۰۷/۱

[2] صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابٌ فِي تَحْسِينِ كَفَنِ الْمَيِّتِ ۲۱۸۵،سنن ابوداودکتاب الجنائز:بَابٌ فِي الْكَفَنِ ۳۱۴۸،صحیح ابن حبان ۳۱۰۳،مستدرک حاکم ۱۳۶۴،مصنف عبدالرزاق ۶۵۴۹، السنن الکبری للبیہقی ۶۶۹۴،مسنداحمد ۱۴۱۴۵

[3] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلَّى فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ ۱۵۲۰

[4] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ

عروہ سے مروی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت دفن کیا۔ (۱)

الْأَحَادِيثُ الْمَذْكُورَةُ فِي الْبَابِ تَدُلُّ عَلَى جَوَازِ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مذکورہ احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ رات کے وقت دفن کرنا جائز ہے۔ (۲)

وَبِهِ قَالَ الْجُمْهُورُ

جمہور اسی بات کے قائل ہیں۔ (۳)

وَلَا يَحِلُّ دَفْنُ الْمَوْتَى فِي هَذِهِ السَّاعَاتِ أَلْبَتَّةَ

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کسی مجبوری کے بغیر رات کو دفن نہ کیا جائے۔ (۴)

مسلمانوں کو کفار کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم:

ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں اہل اسلام نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ (۵)

مردوں (یعنی قبروں) زیارت مشروع ہے اور زائر قبلہ رخ کھڑا ہو:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ، فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے، لہذا تم بھی قبروں کی زیارت کرو یقیناً یہ آخرت یاد دلاتی ہے۔ (۶)

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَزُورَ فَلْيَزُرْ، وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا

بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا جو شخص (قبروں کی) زیارت کا ارادہ رکھتا ہے اسے

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبة۱۱۸۲۷، مصنف عبدالرزاق۶۵۵۶، فتح الباری ۳/۳۰۸

(۲) نیل الاوطار۴/۱۰۸

(۳) نیل الاوطار۴/۱۰۸

(۴) المحلی بالآثار۲/۷۵

(۵) الفتاوی الاسلامیة۲/۲۴

(۶) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ۲۲۶۰، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ ۱۰۵۴، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ ۳۲۳۵، صحیح حبان۹۸۱، مستدرک حاکم ۱۳۸۵، السنن الکبری للبیہقی۷۴۸۶، سنن الدارقطنی ۴۶۷۹، مسند البزار ۴۳۷۳، احکام الجنائز۱/۱۷۸

زیارت کرنی چاہیے لیکن (وہاں) تم کوئی باطل کلام نہ کرو۔ (۱)

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:زُورُوا الْقُبُورَ، وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا.

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو لیکن (وہاں) تم کوئی باطل کلام نہ کرو۔ (۲)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا لیکن اب چلے جایا کرو لیکن (وہاں) تم کوئی باطل کلام نہ کرو۔ (۳)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا ; فَإِنَّ فِيهَا عِبْرَةً.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا لیکن اب چلے جایا کرو کیوں کہ اس میں سامانِ عبرت موجود ہے۔ (۴)

الْأَمْرُ لِلرُّخْصَةِ أَوْ لِلِاسْتِحْبَابِ وَعَلَيْهِ الْجُمْهُورُ

جمہور علماء فرماتے ہیں اس حکم کی وجہ سے قبروں کی زیارت کی رخصت ہے اور قبروں کی زیارت مستحب ہے۔ (۵)

وَذَهَبَ ابْنُ حَزْمٍ إِلَى أَنَّ زِيَارَةَ الْقُبُورِ وَاجِبَةٌ وَلَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً فِي الْعُمْرِ

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبروں کی زیارت واجب ہے، خواہ عمر میں ایک مرتبہ کی جائے۔ (۶)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازے کے لیے نکلے، ہم قبر پر پہنچے مگر ابھی تک قبر تیار نہیں ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ (۷)

---

(۱) سنن نسائی کتاب الجنائز باب زِيَارَةُ الْقُبُورِ ۲۰۳۳

(۲) مجمع الزائد ۴۳۰۵

(۳) مجمع الزائد ۴۳۰۶

(۴) مجمع الزوائد ۴۲۹۹، مستدرک حاکم ۱۳۸۶، مسند احمد ۱۱۳۲۹، شرح مشکل الآثار ۴۷۴۴، معرفة السنن والآثار ۷۸۰۰، السنن الکبری للبیہقی ۷۱۹۶

(۵) تحفة الاحوذی ۴/۱۳۵

(۶) نیل الاوطار ۴/۱۳۳، تحفة الاحوذی ۴/۱۳۶

(۷) سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الْجُلُوسِ عِنْدَ الْقَبْرِ ۳۲۱۲

اس حدیث کی وجہ سے یہ عمل مستحب ہے ضروری نہیں۔
خواتین بھی قبروں کی زیارت کرسکتی ہیں بشرطیکہ۔۔۔: کثرت کے ساتھ نہ کریں،اس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔
هَذَا خِطَابٌ لِلرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ
رخصت کے الفاظ '' فَزُورُوهَا ''میں مردوں کے ساتھ خواتین بھی شامل ہیں۔
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامیں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا لیکن اب تم قبروں کی زیارت کرو۔ [1]
جس سبب کی وجہ سے قبروں کی زیارت جائز ہے،اس میں عورتیں بھی مردوں کی شریک ہیں یعنی
فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ
قبریں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ [2]
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ أَقْبَلَتْ ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْمَقَابِرِ فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتِ؟ قَالَتْ: مِنْ قَبْرِ أَخِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، فَقُلْتُ لَهَا: أَلَيْسَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، كَانَ قَدْ نَهَى، ثُمَّ أُمِرَ بِزِيَارَتِهَا
عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک روز عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے واپس تشریف لائیں تو انہوں نے کہااے ام المومنین رضی اللہ عنہا کہاں سے تشریف لارہی ہیں؟عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیامیں اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کر کے واپس آرہی ہوں،عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کیارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت سے منع نہیں فرمایا؟انہوں نے جواب دیاہاں،لیکن پھران کی زیارت کی اجازت دے دی۔ [3]
قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ " قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ

---

[1] مسنداحمد۱۱۳۲۹،شرح مشکل الآثار ۴۷۴۴، مستدرک حاکم ۱۳۸۶،معرفۃ السنن والآثار۷۸۰۰،السنن الکبری للبیہقی ۷۱۹۶

[2] صحیح مسلم کتاب الجنائزبَابُ اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ۲۲۶۰، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ ۱۰۵۴،سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ ۳۲۳۵،صحیح حبان۹۸۱،مستدرک حاکم ۱۳۸۵ ،السنن الکبری للبیہقی۷۱۸۶،سنن الدارقطنی ۴۶۷۹، مسندالبزار ۴۳۷۳، احکام الجنائز۱۷۸؍۱

[3] مستدرک حاکم۱۳۹۲،السنن الکبری للبیہقی۷۲۰۷

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں قبروں کی زیارت کروں تو کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ دعا پڑھا کرو" سلام ہے ایماندار گھر والوں پر اور مسلمانوں پر، رحمت کرے گا ہم سے آگے جانے والوں پر اور پیچھے جانے والوں پر اور اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔"[1]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ «تَزُورُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ كُلَّ جُمُعَةٍ

علی بن حسین اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو اپنے چچا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔[2]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ:اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے قریب بیٹھی رو رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر جا اور صبر کر۔[3]

بَابُ زِيَارَةِ القُبُورِ

اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے قبروں کی زیارت کا بیان۔[4]

الْجَوَازَ حَدِيثُ الْبَابِ وَمَوْضِعُ الدَّلَالَةِ مِنْهُ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنْكِرْ عَلَى الْمَرْأَةِ قُعُودَهَا عِنْدَ الْقَبْرِ وَتَقْرِيرُهُ حجة

امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں (اس حدیث میں) محل شاہد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قبر کے پاس بیٹھنے سے نہیں روکا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کام کو برقرار رکھنا قابل حجت ہے۔[5]

فَلَمَّا رخص دخل فِي رخصته الرِّجَال وَالنِّسَاء

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا۲۲۵۶،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ۱۵۴۶،السنن الكبرى للبيهقى۷۲۱۱،السنن الكبرى للنسائى ۲۱۷۵،شرح السنة للبغوى۱۵۵۵،مصنف عبدالرزاق۶۷۱۲،احكام الجنائز:۱/۱۸۹

[2] مستدرک حاکم۱۳۹۶،نیل الاوطار۴/۱۳۳

[3] صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ القَبْرِ اصْبِرِي ۱۲۵۲،صحیح مسلم کتاب الجنائز: بَابٌ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ۲۱۴۰،سنن ابوداودکتاب الجنائز: بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ ۳۱۲۴، السنن الكبرى للبيهقى ۷۱۲۷،مسند احمد ۱۲۴۵۸

[4] صحیح بخاری کتاب الجنائز: بَابُ زِيَارَةِ القُبُورِ۱۲۸۳

[5] فتح الباری۳/۱۴۹

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں مطلق قبروں کی زیارت کا جواز ہے خواہ زائر مرد ہوں یا عورت۔ [۱]

لیکن خواتین کے لیے کثرت سے قبروں کی زیارت جائز نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے [۲]

هَذَا اللعْنُ إِنَّمَا هُوَ لِلْمُكْثِرَاتِ مِنَ الزِّيَارَةِ لِمَا تَقْتَضِيهِ الصِّفَةُ مِنَ الْمُبَالَغَةِ

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث میں مذکورہ لعنت ایسی خواتین کے لیے ہے جو بہت زیادہ زیارت کرتی ہیں کیونکہ مبالغے کا صیغہ اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ [۳]

لَعَلَّ الْمُرَادَ كَثِيرَاتُ الزِّيَارَةِ

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں امید یہی ہے کہ اس سے مراد کثرت سے زیارت کرنے والی خواتین ہیں۔ [۴]

ويمكن أن يجاب عنه بأن النهي محمول على تكثير الزيارة

اس کا جواب ممکن ہے کہ یہ نہی کثرت زیارت پر محمول ہے۔ [۵]

عبد الرحمٰن مبارکپوری اسی کے قائل ہیں۔ [۶]

لكن لا يجوز لهن الاكثار من زيارة القبور

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (خواتین کے لیے) کثرت سے زیارت کرنا جائز نہیں۔ [۷]

أَنَّهُ نَهَى زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت جائز ہی نہیں۔ [۸]

---

[۱] عمدة القاری ۸/۶۹

[۲] سنن ابن ماجه کتاب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ ۱۵۷۶، جامع ترمذی ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ ۱۰۵۶، مسند احمد ۸۴۴۹، مسند البزار ۸۶۶۲، شرح السنة للبغوی ۱۵۵۴، السنن الکبری للبیهقی ۷۲۰۴

[۳] فتح الباری ۳/۱۴۹، نیل الاوطار ۴/۱۳۳، تحفة الاحوذی ۴/۱۳۶

[۴] مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح ۵/۵۱۸، تحفة الاحوذی ۴/۱۳۶

[۵] مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح ۵/۵۱۸

[۶] تحفة الاحوذی ۴/۱۳۷

[۷] احکام الجنائز ۱/۱۸۵

[۸] مجموع الفتاوی ۲۴/۳۶۰

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس روایت میں یہ لفظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے وہ ضعیف ہے۔ (1)

اگر یہ روایت کسی طرح قابل حجت ہو جائے تو اس سے مراد ایسی عورتیں ہوں گی جو بناؤ سنگھار کر کے جاتی ہیں یا نوحہ کرتی ہیں، ورنہ کبھی کبھار زیارت کے لیے جانا عورتوں کے لیے یقیناً جائز ہے۔

صرف عبرت کے لیے مشرک کی قبر کی زیارت جائز ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت دی گئی۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ، فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الآخِرَةَ.

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا بلاشبہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مل گئی پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ (2)

فيه جواز زيارة المشركين في الحياة، وقبورهم بعد الوفاة

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں مشرکین کی زندگی میں ملاقات اور مرنے کے بعد قبروں کی زیارت کا جواز ہے۔ (3)

کافر کی قبر کی زیارت کرتے ہوئے اسے دعا نہیں بلکہ آگ کی بشارت دی جائے:

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَكَانَ وَكَانَ، فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ: فَكَأَنَّهُ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَيْنَ أَبُوكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ قَالَ: فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدُ، وَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَبًا، مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ

سالم اپنے والد سے مروی ہے ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے والد صلہ رحمی کرتے تھے اور ایسے ایسے تھے (بھلائیاں گنوائیں) بتائیے وہ کہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں ہے، راوی کہتے ہیں شاید ان کو اس سے رنج ہوا کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ کے والد کہاں ہیں؟ جہاں کہیں بھی تم کسی کافر کی قبر کے قریب سے گزرو تو اسے آگ کی بشارت دو، وہ دیہاتی بعد میں اسلام لے آئے، اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشکل کام دیدیا، میں جس کافر کی قبر کے

---

(1) احکام الجنائز:۱/۱۸۶

(2) جامع ترمذی ابواب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ ۱۰۵۴

(3) احکام الجنائز:۱/۱۸۸

پاس سے گزرتا ہوں اس کو دوزخ کی خوشخبری ضرور دیتا ہوں۔ (1)

زیارت کے دوران قرآن کی قرات یکسر ثابت نہیں:

وأما قراءة القرآن عند زيارتها، فما لا أصل له في السنة بل الاحاديث المذكورة في المسألة السابقة تشعر بعدم مشروعيتها، إذ لو كانت مشروعة، لفعلهارَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وعلمها أصحابه، لا سيما وقد سألته عائشة رضي الله عنها وهي من أحب الناس إليه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عما تقول إذا زارت القبور؟ فعلمها السلام والدعاء ،وما يقوي عدم المشروعية قوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبروں کی زیارت کے وقت قرآن پڑھنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے، بلکہ مذکورہ حدیث قرات قرآن کی عدم مشروعیت کا ظاہر کرتی ہے اگر قبروں پر قرات مشروع ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابہ کرام بھی قرات کرتے، اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ دریافت نہ کرتیں کہ جب میں قبروں کی زیارت کروں تو کیا کہوں؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلام اور دعا کرو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی عدم مشروعیہ کا ثبوت ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ، بے شک شیطان اس گھر سے فرار اختیار کرتا ہے جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ (2)

فقد أشار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى أن القبور ليست موضعا للقراءة شرعا، فلذلك حض على قراءة القرآن في البيوت ونهي عن جعلها كالمقابر التي لا يقرأ فيها

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں بھی یہ اشارہ موجود ہے کہ قبروں پر قرات شرعا جائز نہیں، بلکہ قرآن مجید کی قرات گھروں میں کرو، اور اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ قبروں پر قرات کی جائے۔ (3)

ولذلك كان مذهب جمهور السلف كأبي حنيفة ومالك وغيرهم كراهة للقراءة عند القبور،وهو قول الامام أحمد فقال أبو داود في مسائله :سمعت أحمد سئل عن القراءة عند القبر؟ فقال: لا

اور جمہور ائمہ جن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں قبروں پر قرآن مجید کی قرات کو ناپسند کرتے تھے، اور امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے، ابو داود رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں فرمایا میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کیا قبروں پر قرآن مجید کی قرات کی

---

(1) سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ ۱۵۷۳،المعجم الكبيرللطبرانی ۳۲۶،احکام الجنائز:۱/۱۹۸،عمل اليوم والليلة،ابن السنی ۵۹۵

(2) صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين وقصرها بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ النَّافِلَةِ فِي بَيْتِهِ، وَجَوَازِهَا فِي الْمَسْجِدِ ۱۸۲۴،مسنداحمد۷۸۲۱، السنن الكبرى للنسائی۷۹۶۱، شعب الایمان۲۱۶۴،شرح السنة للبغوی۱۱۹۲

(3) احکام الجنائز:۱/۱۹۱

جا سکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔ ⑴

قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ هُنَاكَ تِلَاوَتَهُ فَبِدْعَةٌ مُنْكَرَةٌ لَمْ يَفْعَلْهَا أَحَدٌ مِنْ السَّلَفِ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں قرآن کی قرات کرنا بدعت ہے اصحاب سلف میں سے کسی نے قبروں پر تلاوت نہیں کی۔ ⑵

قبروں کی زیارت کرنے والا یہ دعا پڑھے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبُرَةَ، فَقَالَ:السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا تم پر سلام ہے، یہ مسلمانوں کا گھر ہے اور ہم اللہ چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں۔ ⑶

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ، فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللهُ لَلَاحِقُونَ، أَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

سلمان بن بریدہ سے مروی ہے جب وہ قبرستان کی طرف نکلتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سکھلاتے، اے مسلمانوں اور مومنوں کے گھر والو تم پر سلام ہے، اور تحقیق ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔ ⑷

مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر نہیں چلنا چاہیے:

ولا يمشي بين قبور المسلمين في نعليه

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر نہیں چلنا چاہیے۔ ⑸

عَنْ بَشِيرٍ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَحَانَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظْرَةٌ، فَإِذَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي الْقُبُورِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ، فَقَالَ:يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ، وَيْحَكَ أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ فَنَظَرَ الرَّجُلُ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُولَ اللَّهِ

⑴ احکام الجنائز:۱۹۱/۱

⑵ مجموع الفتاوی ۳۰۰/۲۴

⑶ صحیح مسلم کتاب الطهارة بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۵۸۴،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا زَارَ الْقُبُورَ أَوْ مَرَّ بِهَا ۳۲۳۷،سنن ابن ماجه کتاب الزهد بَابُ ذِكْرِ الْحَوْضِ ۴۳۰۶،السنن الكبرى للنسائی ۱۴۳،مسنداحمد۸۸۷۸،صحیح ابن حبان۱۰۴۶،مسندالبزار۸۳۲۲،عمل اليوم والليلة،ابن السنی۵۸۸

⑷ صحيح مسلم كتاب الجنائز بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا۲۲۵۷، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ ۱۵۴۷،شرح السنة للبغوی ۱۵۵۵، مسند احمد۲۲۹۸۵،السنن الكبرى للبيهقی ۷۲۱۲

⑸ احکام الجنائز:۱۹۹/۱

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَعَهُمَا فَرَمَى بِهِمَا

بشیر سے مروی ہے اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی نظر ایک شخص پر پڑی جو قبروں کے درمیان جوتوں سمیت گزر رہا تھا، آپ نے فرمایا اے جوتوں والے تجھ پر افسوس ہے اپنے جوتے اتار ڈال، اس شخص نے آپ ﷺ کی جانب دیکھا، جب اس نے پہچان لیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں تو اس نے اپنے جوتے اتار کر پھینک ڈالے۔ (1)

يَحْرُمُ الْمَشْيُ بَيْنَ الْقُبُورِ بِالنِّعَالِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر چلنا مکروہ ہے۔ (2)

قبروں کو مسجدیں بنالینا حرام ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ:لَعَنَ اللَّهُ اليَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا، قَالَتْ: وَلَوْلاَ ذَلِكَ لَأَبْرَزُوا قَبْرَهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ (3)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:قَاتَلَ اللَّهُ اليَهُودَ، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ وبرباد کردے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (4)

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ، وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ أُولَئِكَ، إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، فَمَاتَ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ام المومنین ام حبیبہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اور اس میں تصویریں لگی ہوئی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا یہی حال تھا کہ جب ان میں کوئی

---

(1) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ بَيْنَ الْقُبُورِ ۳۲۳۰، صحیح ابن حبان ۳۱۷۰،مستدرک حاکم ۱۳۸۰،السنن الکبری للبیہقی ۷۲۱۶،احکام الجنائز۱۹۹؍۱

(2) فتح الباری۲۰۶؍۳

(3) صحیح بخاری کتاب الجنائزبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ اتِّخَاذِ المَسَاجِدِ عَلَى القُبُورِ ۱۳۳۰،مسنداحمد۲۴۵۱۳

(4) صحیح بخاری کتاب الصلاۃ بَابُ الصَّلاَةِ فِي البِيعَةِ۴۳۴،صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ ۱۱۸۵،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ ۳۲۲۷،مسنداحمد۷۸۲۶،صحیح ابن حبان۲۳۲۶،مصنف عبدالرزاق۱۵۸۹، السنن الکبری للبیہقی۷۲۱۸

نیک مرجاتا تھا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہیں تصویر بناتے، یہی لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین مخلوق ہوں گے۔ ①

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ، وَمَنْ يَتَّخِذُ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بدترین لوگ وہ ہیں جن زندہ افراد پر قیامت قائم ہوگی اور جو قبروں کو مسجدیں بنالیتے ہیں۔ ②

إسناده جيد

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا اس کی سند جید ہے۔

وَكَوْنُ هَذَا الْفِعْلِ كَبِيرَةً

ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبروں کو مسجدیں بنالینا کبیرہ گناہ ہے۔ ③

أن اتخاذ القبور مساجد حرام،الصلاة إلى القبور مستقبلا لها، السجود على القبور،بناء المساجد عليها

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبروں کو مسجدیں بنالینا حرام ہے، مزید یہ کہ قبروں کو مسجدیں بنانے میں تین امور شامل ہیں، قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، قبروں پر سجدے کرنا، قبروں پر مسجدیں بنانا۔ ④

قبروں کو مزین کرنا اور چراغوں سے روشن کرنا بھی (حرام ہے):

قبروں کو مزین کرنا چونکہ لوگوں کے لیے فتنہ، اہل قبر کی تعظیم اور شرک کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے اس لیے حرام ہے۔

تزيين القبر بدعة

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر کو مزین کرنا بدعت ہے۔ ⑤

فرجع الضمير إلى المساجد ؛ وهو خطأ؛ بدليل السياق، وبدليل قوله بعد: وتسريجها؛ فهنا لا يحتمل إرجاع الضمير إلا إلى المساجد صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے یہاں مساجد کی تزئین و آرائش مراد لی ہے جو کہ خطا ہے، سیاق کلام اور آئندہ

① صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ١١٨١،صحیح بخاری کتاب الجنائز:بَابُ بِنَاءِ المَسْجِدِ عَلَى القَبْرِ١٣٤١،السنن الکبری للنسائی٧٨٥،السنن الکبری للبیہقی٧٢٠،مسند احمد٢٤٢٥٢،شرح السنة للبغوی٥٠٩

② احکام الجنائز ٢١٧/١، المعجم الکبیر للطبرانی١٠٤١٣،مصنف ابن ابی شیبة١١٨١٦،صحیح ابن حبان٢٣٢٥،صحیح ابن خزیمة٧٨٩، مسند احمد ٣٨٤٤، مسند البزار ١٧٢٤

③ الزواجر ٢٤٦/١

④ احکام الجنائز:٢١٩/١

⑤ احکام الجنائز:٢٦٢

الفاظ وتسریجها اس کی دلیل ہیں جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔ (1)

چراغ روشن کرنا مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر حرام ہے۔

كونه بدعة محدثة لا يعرفها السلف الصالح ،أن فيه إضاعة للمال وهو منهي عنه بالنص،أن فيه تشبها بالمجوس عباد النار

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ایسی بدعت ہے جس سے سلف ناواقف تھے اور ہر بدعت گمراہی ہے،اس میں مال کا ضیاع ہے جو کہ نصاً ممنوع ہے،اس میں مجوسیوں کی مشابہت ہے جو آگ کی پرستش کرتے ہیں۔ (2)

صرح أصحابنا بحرمة السراج على القبر وإن قل، حيث لم ينتفع به مقيم ولا زائر، وعللوه بالاسراف وإضاعة المال،والتشبه بالمجوس، فلا يبعد في هذا أن يكون كبيرة

ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صاف طور پر قبروں پر چراغ جلانے کو منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ اس سے وہاں مقیم اور زائرین کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا،اس عمل میں اسراف اور مال کا ضیاع ہے اور اس میں مجوسیوں کی مشابہت ہے،اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ (3)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں ان پر مسجد بنانے والوں اور چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (4)

أن هذا الحديث مع شهرته ضعيف الاسناد

اس مشہور حدیث کی اسناد ضعیف ہے۔ (5)

قبروں پر بیٹھنا اور مرنے والوں کو گالیاں دینا (حرام ہے):

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے،اس پر بیٹھنے اور ان پر گنبد بنانے سے منع فرمایا ہے۔ (6)

---

(1) التعليقات الرضية على الروضة الندية ۱/۴۷۶

(2) احكام الجنائز:۱/۲۳۲

(3) احكام الجنائز ۱/۲۳۲

(4) سنن ابوداودكتاب الجنائز:بَابٌ فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ ۳۲۳۶، جامع ترمذى ابواب الصلاة بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَتَّخِذَ عَلَى القَبْرِ مَسْجِدًا ۳۲۰،السنن الكبرى للنسائى۲۱۸۱،مسنداحمد۲۰۳۰،صحيح ابن حبان ۳۱۷۹، المعجم الكبيرللطبرانى ۱۲۷۲۵،مستدرك حاكم ۱۳۸۴،شرح السنة للبغوى ۵۱۰،السنن الكبرى للبيهقى ۷۲۰۶،احكام الجنائز:۱/۲۳۲

(5) احكام الجنائز:۱/۲۳۲

(6) صحيح مسلم كتاب الجنائز:بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ۲۲۴۵،مصنف ابن ابى شيبة

عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ، وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا

ابومرثد غنوی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبر پر نہ بیٹھو اور نہ اس کی طرف نماز پڑھو۔ ①

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُورُ، وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهَا، وَأَنْ تُوطَأَ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر لکھنے ان پر تعمیر کرنے اور قبر کو روندنے سے منع فرمایا ہے۔ ②

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ، فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص انگارے پر بیٹھے اور وہ اس کے کپڑوں کو جلا کر جلد تک پہنچ جائے یہ اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ ③

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى تَحْرِيمِ الْقُعُودِ عَلَى الْقَبْرِ

جمہور علماء فرماتے ہیں یہ حدیث دلیل ہے کہ قبر پر بیٹھنا حرام ہے۔ ④

الكراهة فقط

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ عمل مکروہ ہے۔ ⑤

والحق القول بالتحريم

١١٧٦٤،مسند احمد١٤١٤٨،احکام الجنائز٢٠٤/١

① صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى الْقَبْرِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ٢٢٥٠،سنن ابوداودکتاب الجنائز:بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ عَلَى الْقَبْرِ ٣٢٢٩،جامع ترمذی ابواب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُورِ، وَالجُلُوسِ عَلَيْهَا، وَالصَّلَاةِ إِلَيْهَا ١٠٥٠،مسند احمد١٧٢١٦،صحیح ابن خزیمة٧٩٣،صحیح ابن حبان٢٣٢٠،مستدرک حاکم٤٩٦٩،شرح السنة للبغوی ١٥١٩، مسند ابی یعلی١٥١٤،السنن الکبری للبیہقی٤٢٧٦

② جامع ترمذی ابواب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ تَجْصِيصِ القُبُورِ، وَالكِتَابَةِ عَلَيْهَا١٠٥٢،شرح السنة للبغوی١٥١٧

③ صحیح مسلم کتاب الجنائز:بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى الْقَبْرِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ٢٢٤٨،سنن ابوداودکتاب الجنائز: بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ عَلَى الْقَبْرِ٣٢٢٨،سنن نسائی کتاب الجنائز التَّشْدِيدُ فِي الْجُلُوسِ عَلَى الْقُبُورِ٢٠٤٦،سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز: بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُورِ، وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا ١٥٦٦،السنن الکبری للبیہقی٧٢١٤،مسند احمد٨١٠٨،صحیح ابن حبان٣١٦٦،معرفة السنن والآثار٧٨٠٨،مصنف ابن ابی شیبة١١٧٧٧،احکام الجنائز٢٠٩/١

④ نیل الاوطار١٠٤/٤

⑤ احکام الجنائز٢١٠/١

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حرمت کا قول برحق ہے۔ ①

وَالنَّهْيُ ظَاهِرٌ فِي التَّحْرِيمِ

امیر صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ دلیل حرمت کا تقاضا کرتی ہے۔ ②

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ :

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: لَا يُجَصَّصُ الْقَبْرُ وَلَا يُطَيَّنُ وَلَا يُرْفَعُ عَلَيْهِ بِنَاءٌ،

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبر نہ تو پختہ بنائی جائے اور نہ مٹی سے لیپی جائے، اور قبر پر نہ تو کوئی عمارت (گنبد، قبہ، مینار وغیرہ) کھڑی کی جائے۔ ③

وكره أبو حنيفة أن يبنى على القبر أو يوطأ عليه، أو يجلس عليه، أو ينام عليه، أو يقضى عليه حاجة الإنسان من بول أو غائط، أو يعلم بعلامة، أو يصلى إليه، أو يصلى بين القبور.

اور امام ابوحنیفہ اس بات پر کراہت کرتے ہیں کہ قبروں پر عمارت کھڑی کی جائے یا روندا جائے یا قبروں پر بیٹھا جائے یا قبروں پر سویا جائے، یا انسان ان پر بول و براز کی حاجت پوری کرے، یا پہچان کے لیے نشان لگایا جائے (چاہے وہ نام کی صورت میں ہو یا کوئی اور)، یا قبروں پر نماز پڑھی جائے، یا قبروں کے درمیان نماز پڑھی جائے۔ ④

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ كَرَاهَةُ تَجْصِيصِ القبر والبناء عيه وَتَحْرِيمُ الْقُعُودُ وَالْمُرَادُ بِالْقُعُودِ الْجُلُوسُ عَلَيْهِ هَذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ الْمُرَادُ بِالْقُعُودِ الْجُلُوسُ وَمِمَّا يُوَضِّحُهُ الرِّوَايَةُ الْمَذْكُورَةُ بَعْدَ هَذَا لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَفِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرَى لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ قَالَ أَصْحَابُنَا تَجْصِيصُ الْقَبْرِ مَكْرُوهٌ وَالْقُعُودُ عَلَيْهِ حَرَامٌ وَكَذَا الِاسْتِنَادُ إِلَيْهِ وَالِاتِّكَاءُ عَلَيْهِ وَأَمَّا الْبِنَاءُ عَلَيْهِ، قَالَ الشَّافِعِيُّ فِي الْأُمِّ وَرَأَيْتُ الْأَئِمَّةَ بِمَكَّةَ يَأْمُرُونَ بِهَدْمِ مَا يُبْنَى

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے پختہ قبروں کی نہی ثابت ہوئی، اور اس کے اوپر عمارتوں کا بنانا منع ہوا، اور قبروں پر بیٹھنا حرام ہوا، یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور جمہور علماء کا، اور امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں کہا ہے اس سے مراد قبروں کے اوپر قضائے حاجت کرنے کے لیے بیٹھنا ہے، اور اسی طرح تکیہ لگانا، اور مکان بنانا، اور دوسری روایت کہ تم میں سے کوئی شخص انگارے پر بیٹھے اور وہ اس کے کپڑوں کو جلا کر جلد تک پہنچ جائے یہ اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اصحاب نے قبروں کو پختہ بنانا مکروہ اور ان پر بیٹھنا حرام کہا ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ نے الام میں کہا ہے کہ میں نے بہت سے اماموں کو دیکھا ہے کہ وہ قبروں کے گنبدوں وغیرہ کو گرانے کا حکم دیتے

① احکام الجنائز ۱/۲۱۰

② سبل السلام ۱/۵۱۱

③ المدخل لابن الحاج ۳/۲۶۴

④ البناية شرح الهداية ۳/۲۵۹

تھے،اور فقہانے وہ مٹی جو قبر سے نکلے اس سے زیادہ مٹی لگانا تک قبر میں مکروہ کہا ہے، پختہ بنانا اور عمارت کھڑی کرنے کا تو کیا ذکر ہے۔ (۱)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کا گالی مت دو کیونکہ انہوں نے جو آگے بھیجا ہے (یعنی جو عمل کیے ہیں) اسے حاصل کرلیا ہے۔ (۲)

الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الأَحْيَاءَ.

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو گالی نہ دو اس سے زندہ لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے (کیونکہ مرنے والوں سے ان کا قریبی تعلق ہے)۔ (۳)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَنْهَى أَنْ يُقْعَدَ عَلَى الْقَبْرِ، وَأَنْ يُقَصَّصَ، أَوْ يُبْنَى عَلَيْهِ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ قبر پر بیٹھا جائے، انہیں پختہ کیا جائے، ان پر عمارت تعمیر کی جائے اور اس پر (قبر کی مٹی سے) زائد مٹی ڈالی جائے۔ (۴)

قبر کو عید بنالینا ممنوع ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبریں اور میری قبر کو عید مت بنانا بلکہ مجھ پر درود بھیجنا، تم جہاں بھی ہو گے وہیں سے تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا۔ (۵)

قصد هذه القبور في وقت معين، أو الاجتماع العام عندها في وقت معين، هو اتخاذها عيدا

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں معین اوقات اور اجتماع عام کر کے معروف موسموں میں عبادت کے لیے قبر کے پاس جانا یہ ان پر عید منانا ہے۔

اتخاذها عيدا، تقصد في أوقات معينة، ومواسم معروفة، للتعبد عندها، أو لغيرها

(۱) شرح النووی علی مسلم ۷/۲۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الأَمْوَاتِ ۱۳۹۳،وکتاب الرقاق بَابُ سَكَرَاتِ المَوْتِ ۶۵۱۶، السنن الکبری للنسائی ۲۰۷۴،مسنداحمد ۲۵۴۷۰،سنن الدارمی ۲۵۵۳،صحیح ابن حبان ۳۰۲۱

(۳) جامع ترمذی ابواب البروصلة بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّتْمِ ۱۹۸۲،صحیح ابن حبان ۳۰۲۲،المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۱۳،مسنداحمد ۱۸۲۰۹

(۴) سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابٌ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ ۳۲۲۵،سنن الکبری للنسائی ۲۱۶۵،السنن الکبری للبیہقی ۶۷۳۵،احکام الجنائز ۱/۲۰۴

(۵) سنن ابوداودکتاب المناسک بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ ۲۰۴۲،شعب الایمان ۳۸۶۵، مسند احمد ۸۸۰۴،مصنف عبدالرزاق ۶۷۲۶،احکام الجنائز ۱/۲۱۹

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عید سے مراد یہ ہے کہ معین اوقات اور معروف موسموں میں عبادت کے لیے قبر کے پاس جانا۔ (۱)

ووجه الدلالة أن قبر النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أفضل قبر على وجه الارض وقد نهى عن اتخاذه عيدا، فقبر غيره أولى بالنهي كائنا من كان

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں (اس حدیث میں) محل شاہد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر روئے زمین پر تمام قبروں سے افضل ہے، جب اسے عید بنانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے تو دوسری کسی بھی قبر کو عید بنانا بالاولی ممنوع ہے۔ (۲)

والحديث دليل على تحريم اتخاذ قبور الانبياء والصالحين عيدا

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث دلیل ہے کہ انبیاء وصالحین کی قبروں کو عید بنانا حرام ہے۔ (۳)

قبروں کی طرف سفر کر کے جانا ممنوع ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ: المَسْجِدِ الحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین مسجدوں کے سوا کسی کے لیے رخت سفر نہ باندھا جائے ایک مسجد حرام دوسری مسجد نبوی اور تیسری مسجد اقصیٰ۔ (۴)

مردے کی ہڈی توڑنا جائز نہیں:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میت کی ہڈی توڑنا زندگی میں اس کی ہڈی توڑنے کے مترادف ہے۔ (۵)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میت کی ہڈی کو توڑنا گناہ میں زندہ کی ہڈی توڑنے کی مانند ہے۔ (۶)

(۱) احكام الجنائز ۱/۲۱۹

(۲) اقتضاء الصراط المستقیم ۲/۱۷۲، احكام الجنائز ۱/۲۱۹

(۳) احكام الجنائز ۱/۲۱۹

(۴) صحيح بخارى كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة بَابُ فَضْلِ الصَّلاَةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ ۱۱۸۹

(۵) سنن ابوداودكتاب الجنائز:بَابٌ فِي الْحَفَّارِ يَجِدُ الْعَظْمَ هَلْ يَتَنَكَّبُ ذَلِكَ الْمَكَانَ؟ ۳۲۰۷، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ ۱۶۱۶، السنن الكبرى للبيهقى ۷۰۷۸، مسنداحمد ۲۴۷۳۹، ارواء الغليل ۷۶۳، معرفة السنن والآثار ۷۷۵۲، صحيح ابن حبان ۳۱۶۷، سنن الدارقطنى ۳۴۱۵، شرح السنة للبغوى ۱۵۱۲، مسندالبزار ۲۸۵

(۶) سنن ابن ماجه كتاب الجنائز: بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ ۱۶۱۷

في الزوائد في إسناده عبد الله بن زياد مجهول. ولعله عبد الله بن زياد بن سمعان المدني أحد المتروكين
اس روایت کی سند میں عبداللہ بن زیاد مجہول ہے،شاید یہ عبداللہ بن زیاد بن سمعان المدنی ہے جو متروکین میں ہے۔

حكم الألباني :ضعيف
شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے۔ (۱)

وَيَحْرُمُ قَطْعُ شَيْءٍ مِنْ أَطْرَافِ الْمَيِّتِ وَإِتْلَافُ ذَاتِهِ، وَإِحْرَاقُهُ ،وَلَوْ أَوْصَى بِهِ
حنابلہ کہتے ہیں میت کے اعضاء میں سے کسی کو کاٹنا،اس کی ذات کو ہلاک کرنا اور اسے جلادینا حرام ہے خواہ اس نے اس کی وصیت ہی کی ہو۔ (۲)

(فَكَذَلِكَ نَحْنُ نَأْخُذُ كَوْنَهُ كَبِيرَةً) (بِأَنَّهُ مِنْ الْكَبَائِرِ)
ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ (۳)

والحديث دليل على تحريم كسر عظم الميت المؤمن
شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث دلیل ہے کہ کسی مومن مردے کی ہڈی توڑنا جائز نہیں۔ (۴)
علاوہ ازیں علمائے کرام نے جرم کی تحقیق وتفتیش کے لیے پوسٹ مارٹم اور علاج معالجے کے لیے چیر پھاڑ کرنے کی اجازت دی ہے۔
قبروں پر جانور ذبح کرنا حرام ہے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ
انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں عقر (یعنی قبر پر ذبح) نہیں ہے۔ (۵)

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ:كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَقَرَةً أَوْ شَاة
امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (جاہلیت میں) لوگ قبر کے پاس گائے یا بکری ذبح کرتے تھے (اسے عقر کہتے ہیں)۔ (۶)

عن ابن عباس، مَلْعُونٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ مَلْعُونٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ مَلْعُونٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ الله مَلْعُونٌ مَنْ غَيَّرَ تُخُومَ الأَرْضِ مَلْعُونٌ مَنْ كَمَّهَ أَعْمَى عَنْ طَرِيقٍ مَلْعُونٌ مَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ بِعَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ

(۱) سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ۱۶۱۷
(۲) كشاف القناع۲،۱۴۳،احكام الجنائز۱،۲۳۴
(۳) الزواجرعن اقتراف الكبائز۱،۱۴۹،احكام الجنائز۱،۲۳۴
(۴) احكام الجنائز ۱،۲۳۴
(۵) سنن ابوداودكتاب الجنائز بَابُ كَرَاهِيَةِ الذَّبْحِ عِنْدَ الْقَبْرِ۳۲۲۲، مسند احمد ۱۳۰۳۲، صحيح ابن حبان۳۱۴۶،شرح السنة للبغوى۱۵۵۲، السنن الكبرى للبيهقى۷۰۶۹
(۶) سنن ابوداودكتاب الجنائز بَابُ كَرَاهِيَةِ الذَّبْحِ عِنْدَ الْقَبْرِ۳۲۲۲،السنن الكبرى للبيهقى۷۰۶۹،اقتضاء الصراط المستقيم۲،۲۶۶

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو اپنے باپ کو گالی دے وہ ملعون ہے، جو اپنی ماں کو گالی دے وہ ملعون ہے، جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے، وہ ملعون ہے جو کسی کی زمین ہتھیا لے، وہ بھی ملعون ہے جو کسی نابینا کو غلط راستے کی طرف راہنمائی کرے، وہ بھی ملعون ہے جو کسی جانور سے بدفعلی کرے، جو عمل لوط (ہم جنس پرستی) کرے وہ ملعون ہے۔ (۱)

وأما الذبح هناك فمنهي عنه مطلقا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبروں پر ذبح کرنا مطلقاً منع ہے (۲)

ذَلِكَ فَهُوَ مَذْمُومٌ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبروں پر ذبح کرنا مذموم فعل ہے۔ (۳)

تعزیت کرنا مشروع ہے:

لفظ تعزیت کا معنی تسلی دینا ہے، جو کہ باب عَزَّى يُعَزِّي (تفعیل) کا مصدر ہے۔

مُعَاوِيَةَ بْنَ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ يَجْلِسُ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ لَهُ ابْنٌ صَغِيرٌ يَأْتِيهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ، فَيُقْعِدُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَهَلَكَ فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ أَنْ يَحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهِ، فَحَزِنَ عَلَيْهِ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:مَالِي لَا أَرَى فُلَانًا؟قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بُنَيُّهُ الَّذِي رَأَيْتَهُ هَلَكَ، فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ بُنَيِّهِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ هَلَكَ، فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:يَا فُلَانُ، أَيُّمَا كَانَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ تَمَتَّعَ بِهِ عُمُرَكَ، أَوْ لَا تَأْتِي غَدًا إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ إِلَيْهِ يَفْتَحُهُ لَكَ، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، بَلْ يَسْبِقُنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لِي لَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ، قَالَ:فَذَاكَ لَكَ

قرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند صحابہ کرام بھی تشریف رکھتے تھے، ان میں ایک شخص تھا کہ جس کا ایک چھوٹا بچہ اس کی پشت کی جانب سے آتا تھا اور وہ اس کو اپنے سامنے بٹھلایا کرتا تھا، اتفاق سے وہ بچہ مر گیا، اس شخص نے جلسہ میں حاضری چھوڑ دی اس خیال سے کہ بچہ یاد آئے گا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں فلاں آدمی کو نہیں دیکھ رہا ہوں، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کا چھوٹا بچہ جس کو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا اس کا انتقال ہو گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس شخص سے ملاقات کی اور اس کے بچہ کی خیریت دریافت فرمائی، اس شخص نے جواب دیا کہ وہ بچہ تو مر چکا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعزیت فرمائی اور اس کی وفات پر اظہار افسوس فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے شخص! تجھ کو کونسی بات پسند ہے کہ تو تمام زندگی اس سے نفع حاصل کرتا یا یہ کہ تو جس وقت تک قیامت

(۱) الجامع الصغیر وزیادته ۱۰۸۳۱

(۲) اقتضاء الصراط المستقیم ۲٫۲۶۶

(۳) المجموع شرح المهذب ۱٫۲۳

کے دن جنت کے کسی دروازے پر جائے گا اس کو اپنے سے پہلے وہاں پائے گا، اور وہ تیرے واسطے دروازہ کھولے گا، اس شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ بات کہ وہ شخص جنت کے دروازہ پر مجھ سے پہلے ہی پہنچ جائے، اور میرے واسطے دوازہ کھولے مجھ کو زیادہ محبوب ہے اس کے زیادہ رہنے سے، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے واسطے یہی ہوگا۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ عَزَّى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فِي مُصِيبَةٍ، كَسَاهُ اللهُ حُلَّةً خَضْرَاءَ يُحْبَرُ بِهَاقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا يُحْبَرُ بِهَا؟ قَالَ: يُغْبَطُ بِهَا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کسی مومن بھائی کو مصیبت میں تسلی دی، تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا سبز لباس پہنائیں گے جس کے ذریعے روز قیامت اس پر رشک کیا جائے گا، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کسی چیز کے ساتھ رشک کرنا چاہیے، فرمایا خوشی کا اظہار کرے۔ (۲)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث شواھد کی بنا پر حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ عَزَّى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ.

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مصیبت زدہ کو تسلی دی، تو اس کے لیے بھی اس (مصیبت زدہ) کے اجر کی مثل (اجر) ہے۔ (۳)

حكم الألباني :ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے۔

الحديث أورده ابن الجوزي في الموضوعات

ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو موضوعات میں لکھا ہے۔ (۴)

تعزیت کے الفاظ:

تعزیت کے لیے ایسے تمام الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں جن کے ذریعے تسلی ہو جائے، غم رک جائے اور صبر آجائے،

إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ

---

(۱) سنن نسائی كتاب الجنائز باب فِي التَّعْزِيَةِ۲۰۸۸،السنن الكبرى للبيهقی۷۰۸۹،شعب الايمان ۹۲۹۸،احکام الجنائز۱/۱۶۲

(۲) شعب الایمان ۸۸۴۳،احکام الجنائز۱/۱۶۳، ارواالغليل ۳/۲۱۷،تاریخ بغداد ۸/۴۰۳،تاریخ دمشق ۵۲/۲۱۸

(۳) جامع ترمذی ابواب الجنائزبَابُ مَا جَاءَ فِي أَجْرِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا۱۰۷۳،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا۱۶۰۲،مسندالبزار۱۶۳۲،شعب الايمان ۸۸۴۴،شرح السنة للبغوی ۱۵۵۱،السنن الكبرى للبيهقی ۷۰۸۸، ارواالغليل ۳/۲۱۷، احکام الجنائز۱/۱۶۳

(۴) سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا۱۶۰۲

البتہ نبی کریم ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ الفاظ ثابت ہیں اللہ کی جو چیز تھی وہ لے لی اور اسی کی ہے وہ چیز جو اس نے دی، اور ہر شخص کی ایک مدت مقرر ہے اس لئے صبر کر اور اسے بھی ثواب سمجھ۔ ①

وهذا الحديث أحسن ما يعزي به

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جن الفاظ کے ساتھ تعزیت کی جائے ان میں یہ حدیث سب سے عمدہ ہے۔ ②

مصیبت زدہ شخص ابتدائی طور پر صبر کا مظاہرہ کرے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَتَى نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا، فَقَالَ لَهَا: اتَّقِي اللَّهَ، وَاصْبِرِي، فَقَالَتْ: وَمَا تُبَالِي أَنْتَ بِمُصِيبَتِي، فَقِيلَ لَهَا: هَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَتْهُ، فَلَمْ تَجِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ:إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى أَوْ: عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ ایک عورت کے پاس پہنچے جو اپنے بچہ کی موت پر آہ وزاری کر رہی تھی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر، وہ بولی جو افتاد مجھ پر پڑی ہے وہ تم پر نہیں پڑی، لوگوں نے اس کو بتایا یہ اللہ کے نبی ﷺ تھے، پس وہ (معذرت کی غرض سے) آپ کے پاس گئی اس نے آپ کے دروازے پر (امراء وحکام کی عادت کے مطابق) دربان نہیں پائے، وہ بولی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی (اسی بنا پر میری زبان سے نامناسب کلمات نکل گئے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا صبر تو صدمہ کے شروع ہی میں ہے یا یہ فرمایا کہ صبر تو پہلے صدمہ میں ہے۔ ③

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: مَا لِعَبْدِي المُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ، إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ، إِلَّا الجَنَّةُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے (اس) مومن بندے کے لیے بہشت ہے جس کے پیارے کو میں اہل دنیا سے قبض کرتا ہوں اور وہ (اس کی موت پر) صبر کرے۔ ④

① صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ۱۲۸۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۲۱۳۵، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۱۵۸۸، السنن الکبری للنسائی ۲۰۰۷، مسند احمد ۲۱۷۷۶، صحیح ابن حبان ۴۶۱، شرح السنۃ للبغوی ۱۵۲۷، مصنف عبدالرزاق ۶۶۷۰، السنن الکبری للبیہقی ۷۱۲۹، احکام الجنائز ۱۶۴/۱

② الاذکار کاذکرہ الالبانی فی احکام الجنائز ۱۶۴/۱

③ صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ زِيَارَةِ القُبُورِ ۱۲۸۳، صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ ۲۱۴۰، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ ۳۱۲۴، جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّبْرَ فِي الصَّدْمَةِ الأُولَى ۹۸۸، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ ۱۵۹۶، السنن الکبری للنسائی ۱۰۸۴۰

④ صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ العَمَلِ الَّذِي يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ ۶۴۲۴

مصیبت زدہ شخص مندرجہ ذیل دعائیں پڑھے:

الَّذِينَ إِذَآ أَصَابَتۡهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ [1]

ترجمہ: اِن حالات میں جولوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے، انہیں خوشخبری دے دو۔

اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْنِي خَيْرًا مِنْهُ

اے اللہ! ہم اپنی مصیبت کا ثواب تجھ ہی سے طلب کرتے ہیں تو مجھ کو اس کا بہترین اجر دے [2]

میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجنا بھی مشروع ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اصْنَعُوا لأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ.

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی خبر شہادت موصول ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کروان کو ایسی (تکلیف دہ) اطلاع ملی ہے جو انہیں کھانا پکانے سے مشغول رکھے گی۔ [3]

میت کے قریبی رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں کو چاہیے کہ وہ میت کے گھر والوں کے لیے تین دن تک کھانا تیار کریں، لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے کہ کسی انسان کی موت کو بہترین شکم پروری کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، بعض لوگ ایصال ثواب کا بہانہ بنا کر یتیموں اور بیواؤں کا سارا مال ہڑپ کر جاتے ہیں۔

تعزیت کے لیے کسی ایک جگہ پر اکٹھے ہونا:

(مثلاً گھر، قبرستان یا مسجد وغیرہ میں) اور اہل میت کا آنے والوں کے لیے کھانا تیار کرنا درست نہیں۔

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَرَى الاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ

جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم میت کے گھر والوں کے پاس جمع ہونے اور تدفین کے بعد کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے

---

[1] البقرة١٥٦

[2] ۔صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ٢١٢٧،٢١٢٦ ،سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ ١٥٩٨،مسنداحمد١٦٣٤٤،شعب الايمان٩٢٤٧،شرح السنة للبغوى١٤٦٢،احكام الجنائز١٢٣/١

[3] جامع ترمذى ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يُصْنَعُ لأَهْلِ الْمَيِّتِ٩٩٨،سنن ابوداودكتاب الجنائزبَابُ صَنْعَةِ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ٣١٣٢،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يُبْعَثُ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ ١٦١٠،مسنداحمد١٧٥١،سنن الدارقطنى١٨٥٠، مسندحميدى٥٤٧،مصنف عبدالرزاق٦٦٦٥،مسندالبزار٢٢٤٥،مستدرك حاكم١٣٧٧،شرح السنة للبغوى١٥٥٢، مسندابى يعلى٦٨٠١،احكام الجنائز١٦٧/١

تھے۔ (۱)

وإسناده صحيح على شرط الشيخين

حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کی اسناد شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ (۲)

وَأَمَّا إِصْلَاحُ أَهْلِ الْمَيِّتِ طَعَامًا وَجَمْعُ النَّاسِ عَلَيْهِ فَلَمْ يُنْقَلْ فيه شئ وَهُوَ بِدْعَةٌ غَيْرُ مُسْتَحَبَّةٍ

صاحب الشامل فرماتے ہیں میت کے اہل خانہ بذات خود کھانا تیار کریں، اور لوگوں کو جمع کریں، اور اس میں سے کسی چیز کو تقسیم نہ کرنا بدعت ہے، اور غیر مستحب فعل ہے۔ (۳)

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اس کا اکرام کرنا مستحب ہے:

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ، قَالَ: لَوْ رَأَيْتَنِي وَقُثَمَ وَعُبَيْدَ اللَّهِ ابْنَيْ عَبَّاسٍ ، وَنَحْنُ صِبْيَانٌ نَلْعَبُ، إِذْ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى دَابَّةٍ، فَقَالَ:ارْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ قَالَ: فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ، وَقَالَ لِقُثَمَ: ارْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ فَجَعَلَهُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَحَبَّ إِلَى عَبَّاسٍ مِنْ قُثَمَ، فَمَا اسْتَحَى مِنْ عَمِّهِ أَنْ حَمَلَ قُثَمًا وَتَرَكَهُ، قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا، وَقَالَ كُلَّمَا مَسَحَ:اللَّهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي وَلَدِهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ: مَا فَعَلَ قُثَمُ؟ قَالَ: اسْتُشْهِدَ، قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُ أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ وَرَسُولُهُ بِالْخَيْرِ، قَالَ: أَجَلْ

عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ (جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد) فرماتے ہیں کاش! تم نے اس وقت مجھے اور عباس رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں قثم اور عبید اللہ کو دیکھا ہوتا جب کہ ہم بچے آپس میں کھیل رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی سواری پر وہاں سے گذر ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بچے کو اٹھا کر مجھے پکڑاؤ اور اٹھا کر مجھے اپنے آگے بٹھالیا، پھر قثم کو پکڑانے کے لئے کہا اور انہیں اپنے پیچھے بٹھالیا، جبکہ عباس رضی اللہ عنہ کی نظروں میں قثم سے زیادہ عبید اللہ محبوب تھا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا سے اس معاملے میں کوئی عار محسوس نہ ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قثم کو اٹھالیا اور عبید اللہ کو چھوڑ دیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا، اور فرمایا اے اللہ! جعفر کا اس کی اولاد کے لئے کوئی نعم البدل عطاء فرما، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ سے پوچھا کہ قثم کا کیا بنا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ شہید ہو گئے، میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خیر کو بہت طور پر جانتے ہیں، انہوں نے فرمایا بالکل ایسا ہی ہے۔ (۴)

---

(۱) سنن ابن ماجه كتاب الجنائز:بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ الِاجْتِمَاعِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةِ الطَّعَامِ ۱۶۱۲، مسند احمد۶۹۰۵

(۲) احكام الجنائز:۱۶۷/۱

(۳) المجموع شرح المهذب۳۲۰/۵

(۴) مسنداحمد۱۷۶۰،احكام الجنائز:۱۶۸/۱،مستدرک حاکم۱۳۷۸،السنن الكبرى للبيهقى ۷۰۹۳

وفات کے بعد میت کو جن اشیا کا فائدہ ہوتا ہے

مسلمانوں کی دعا:

جبکہ اس میں قبولیت کی شرائط موجود ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ [۱]

ترجمہ: (اور وہ ان لوگوں کے لیے بھی ہے) جو اِن اگلوں کے بعد آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی بُغض نہ رکھ، اے ہمارے رب تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

ولی کا میت کے روزوں کی قضائی دینا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے کچھ روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔ [۲]

میت کی نذر پوری کرنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، فَقَالَ: اقْضِهِ عَنْهَا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا بے شک میری والدہ وفات پا گئی ہیں اور اس کے ذمے نذر ہے (تو میں کیا کروں) ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی طرف سے نذر پوری کر دو۔ [۳]

---

[۱] الحشر۱۰

[۲] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ ۱۹۵۲، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ قَضَاءِ الصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲۶۹۲، سنن ابوداودکتاب الصوم بَابُ فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ ۲۴۰۰، السنن الکبری للنسائی ۲۹۳۱، السنن الکبری للبیہقی ۸۲۲۱، مسنداحمد ۲۴۴۰۲، صحیح ابن خزیمۃ ۲۰۵۲، صحیح ابن حبان ۳۵۶۹، سنن الدارقطنی ۲۳۳۵، مسندابی یعلی ۴۴۱۷، معرفۃ السنن والآثار ۸۸۴۷، احکام الجنائز ۱/۱۶۹

[۳] صحیح بخاری کِتَابُ الوَصَايَا بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ، وَقَضَاءِ النُّذُورِ عَنِ المَيِّتِ ۲۷۶۱، سنن ابن ماجہ کِتَابُ الْكَفَّارَاتِ بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ ۲۱۳۲، سنن ابوداودکتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابٌ فِي قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ ۳۳۰۷، السنن الکبری للنسائی ۴۷۴۰، السنن الکبری للبیہقی ۸۲۳۲، مسنداحمد ۳۵۰۶، ۱۸۹۳، صحیح ابن

میت کی طرف سے کوئی بھی شخص قرض ادا کر سکتا ہے:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ:هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟، قَالُوا: لاَ، قَالَ:فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟، قَالُوا: لاَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ:هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ:فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟، قَالُوا: ثَلاَثَةَ دَنَانِيرَ، فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ:هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟، قَالُوا: لاَ، قَالَ:فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟، قَالُوا: ثَلاَثَةُ دَنَانِيرَ، قَالَ:صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ

سلمہ بن اکوع سے مروی ہے ہم نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس اثناء میں ایک جنازہ لایا گیا، لوگوں نے عرض کیا اس پر نماز پڑھ دیں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس پر کوئی قرض ہے؟ ہم نے کہا نہیں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دریافت فرمایا اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے، ہم نے کہا نہیں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس پر نماز پڑھی، پھر ایک دوسرا جنازہ لایا گیا، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس پر نماز پڑھ دیں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے، لوگوں نے کہا تین دینار، تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس پر نماز پڑھی، پھر ایک تیسرا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عرض کیا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس پر نماز پڑھ دیں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے کہا تین دینار، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! آپ اس پر نماز پڑھیں میں اس کے قرض کا ذمہ دار ہوں، چنانچہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔[1]

صالح اولاد جو بھی نیک اعمال سرانجام دے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾[2]

ترجمہ: اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے۔

اور اولاد انسان کی کوشش وکمائی میں سے ہے،

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ، وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بے شک سب سے پاکیزہ چیز جسے انسان کھاتا ہے وہ اس کی (اپنے ہاتھوں

حبان ۴۳۹۳، شرح السنة للبغوی ۲۴۴۹، مسند ابی یعلی ۲۳۸۳، احکام الجنائز ۱۷۰/۱

[1] صحیح بخاری كِتَاب الحَوَالاَتِ بَابُ إِنْ أَحَالَ دَيْنَ المَيِّتِ عَلَى رَجُلٍ جَازَ ۲۲۸۹، السنن الکبری للنسائی ۲۰۹۹، سنن ابن ماجه كِتَاب الصَّدَقَاتِ بَابُ الْكَفَالَةِ ۲۴۰۷، السنن الکبری للبیہقی ۱۱۴۰۴، مسند احمد ۱۶۵۱۰

[2] النجم ۳۹

کی) کمائی ہے، اور بے شک اس کی اولاد بھی اس کی کمائی میں سے ہی ہے۔ (۱)

صدقہ جاریہ اور اچھے اثرات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ﴿١٢﴾ (۲)

ترجمہ: ہم یقینا ایک روز مُردوں کو زندہ کرنے والے ہیں، جو کچھ افعال انہوں نے کیے ہیں وہ سب ہم لکھتے جارہے ہیں اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی ہم ثبت کر رہے ہیں، ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾ (۳)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے اللہ سے ڈرتے رہو اللہ یقینا تمہارے ان سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو، ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بُھول گئے تو اللہ نے انہیں خود اپنا نفس بُھلا دیا یہی لوگ فاسق ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمام منقطع ہو جاتے ہیں، صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں، نیک وصالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔ (۴)

قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَى الْحَدِيثِ أَنَّ عَمَلَ الْمَيِّتِ يَنْقَطِعُ بِمَوْتِهِ وَيَنْقَطِعُ تَجَدُّدُ الثَّوَابِ لَهُ إِلَّا فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ لِكَوْنِهِ كَانَ سَبَبَهَا فَإِنَّ الْوَلَدَ مِنْ كَسْبِهِ ،وَكَذَلِكَ الْعِلْمُ الَّذِي خَلَّفَهُ مِنْ تَعْلِيمٍ أَوْ تَصْنِيفٍ وَكَذَلِكَ الصَّدَقَةُ الْجَارِيَةُ وَهِيَ

---

(۱) مسند احمد ۲۴۰۳۲، احکام الجنائز ۱۷۱/۱، سنن ابوداود کتاب الْإِجَارَةِ بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ ۳۵۲۸، سنن ابن ماجه كِتَابُ التِّجَارَاتِ بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمَكَاسِبِ ۲۱۳۷، السنن الكبرى للنسائى ۶۰۰۰، مستدرک حاکم ۲۲۹۵، مسند البزار ۳۲۳، صحیح ابن حبان ۴۲۵۹، شرح السنة للبغوى ۲۳۹۸، السنن الكبرى للبيهقى ۱۵۷۴۷

(۲) یسین ۱۲

(۳) الحشر ۱۹،۱۸

(۴) صحيح مسلم كتاب الوصية بَابُ مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۴۲۲۳، الادب المفرد للبخارى ۳۸، سنن ابوداود كِتَاب الْوَصَايَا بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲۸۸۰، جامع ترمذى أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابٌ فِي الْوَقْفِ ۱۳۷۶، السنن الكبرى للنسائى ۶۴۴۵، السنن الكبرى للبيهقى ۱۲۶۳۵، مسند احمد ۸۸۴۴، صحيح ابن خزيمة ۲۴۹۴، صحيح ابن حبان ۳۰۱۶، شرح السنة للبغوى ۱۳۹، معجم ابن عساكر ۵۱۹، مسند ابى يعلى ۶۴۵۷، احكام الجنائز ۱۷۶/۱

الْوَقْفُ، وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ اخْتِلَافِ أَحْوَالِ النَّاسِ فِيهِ وَأَوْضَحْنَا ذَلِكَ فِي كِتَابِ النِّكَاحِ وَفِيهِ دَلِيلٌ لِصِحَّةِ أَصْلِ الْوَقْفِ وَعَظِيمِ ثَوَابِهِ وَبَيَانُ فَضِيلَةِ الْعِلْمِ وَالْحَثُّ عَلَى الِاسْتِكْثَارِ مِنْهُ وَالتَّرْغِيبُ فِي تَوْرِيثِهِ بِالتَّعْلِيمِ وَالتَّصْنِيفِ وَالْإِيضَاحِ وَأَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يَخْتَارَ مِنَ الْعُلُومِ الْأَنْفَعَ فَالْأَنْفَعَ ، وَفِيهِ فَضِيلَةُ الزَّوَاجِ لِرَجَاءِ وَلَدٍ صَالِحٍ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی فوت ہوجاتا ہے تو اس کا عمل موقوف ہوجاتا ہے اور اب اس کو تین چیزوں کے علاوہ نیا ثواب حاصل نہیں ہوتا کیونکہ میت ان کا سبب بنتی ہے اولاد تو اس کی کمائی ہے، اسی طرح وہ علم تعلیم ہو یا تصنیف ہو جس کو وہ دنیا میں چھوڑ گیا، اسی طرح صدقہ جاریہ جیسے وقف، اور اس حدیث سے اس نکاح کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی جو ولد صالح کی امید سے کیا جائے، اور اس میں صحت وقف اور کثرت ثواب کی دلیل ہے اور علم کی فضیلت ظاہر ہے، اور علم حاصل کرنے اس کے پھیلانے اور چھوڑ جانے کی تعلیم یا تصنیف سے یا شرح سے کی ترغیب ہے، اور انسان کے لیے ضروری ہے کہ تمام علموں میں سے وہ علم اختیار کرے جو سب سے زیادہ مفید ہے،

وَفِيهِ أَنَّ الدُّعَاءَ يَصِلُ ثَوَابُهُ إِلَى الْمَيِّتِ وَكَذَلِكَ الصَّدَقَةُ وَهُمَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِمَا وَكَذَلِكَ قَضَاءُ الدَّيْنِ كَمَا سَبَقَ وَأَمَّا الْحَجُّ فَيَجْزِي عَنِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيهِ وَهَذَا دَاخِلٌ فِي قَضَاءِ الدَّيْنِ إِنْ كَانَ حَجًّا وَاجِبًا وَإِنْ كَانَ تَطَوُّعًا وصى به فهو مِنْ بَابِ الْوَصَايَا ، وَأَمَّا إِذَا مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ فَالصَّحِيحُ أَنَّ الْوَلِيَّ يَصُومُ عَنْهُ وَسَبَقَتِ الْمَسْأَلَةُ فِي كِتَابِ الصِّيَامِ وَأَمَّا قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَجَعْلُ ثَوَابِهَا لِلْمَيِّتِ وَالصَّلَاةُ عَنْهُ وَنَحْوُهُمَا فَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ أَنَّهَا لَا تَلْحَقُ الْمَيِّتَ

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا کا صدقہ کا اور اسی طرح ادائے قرض کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور میت کی طرف سے حج کرنا کفایت کرجاتا ہے فرض حج ہو اگر نفلی حج ہوگا تو وہ وصیت کے زمرہ میں آئے گا اس پر اجماع ہے، اور روزہ میت کا ولی اس کی طرف سے رکھ سکتا ہے، لیکن قرآن کا پڑھنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا یا نماز پڑھنا تو امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ ان چیزوں کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ [1]

نقش اسم الميت وتاريخ موته على القبر

قبر پر میت کا نام اور تاریخ وفات لکھنا:

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ بدعت ہے۔ [2]

قال أصحابنا: وسواء كان المكتوب على القبر في لوح عند رأسه كما جرت عادة بعض الناس، أم في غيره، فكله مكروه لعموم الحديث ،واستثنى بعض العلماء كتابة اسم الميت لا على وجه الزخرفة، بل للتعرف قياسا على

[1] شرح النووی علی مسلم ۱۱/۸۵

[2] احکام الجنائز ۱/۲۶۰

وضع النبي صلى الله عليه وسلم الحجر على قبر عثمان بن مظعون كما تقدم في المسألة المشار إليها آنفا . قال الشوكاني :وهو من التخصيص بالقياس وقد قال به الجمهور، لا أنه قياس في مقابلة النص

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں شوافع کہتے ہیں بعض لوگوں رسم ورواج کے مطابق قبر کے سرانے تختی وغیرہ لگاتے ہیں جو کہ حدیث کے مطابق مکروہ ہے۔بعض علماء استثنائی صورت میں میت کا نام زیب وزینت کے طور پر لکھنے کی اجازت دیتے ہیں،اور اس بات سے قیاس پکڑتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر پتھر نشانی کے طور پر رکھا تھا، جیسا کہ پہلے مسئلہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہو چکا ہے،اور امام شوکانی فرماتے ہیں جمہور کے مطابق یہ قیاس کے ساتھ مخصوص ہے،نصوص کی موجودگی میں قیاس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ (۱)

ليس العمل عليه، فإن أئمة المسلمين من الشرق إلى الغرب مكتوب على قبورهم وهو عمل أخذ به الخلف عن السلف

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس پر کسی کا عمل نہیں مشرق ومغرب کے ائمہ کرام کی قبروں پر یہ لوحات لکھے ہوئے ہیں اسی بناء پر خلف نے سلف سے یہی طریقہ اخذ کیا ہے۔ (۲)

ما قلت طائلا، ولا نعلم صحابيا فعل ذلك، وإنما هو شئ أحدثه بعض التَّابِعين فمن بعدهم - ولم يبلغهم النهي

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سلف سے یہ فعل ثابت نہیں بلکہ یہ بعض تابعین اور ان کے بعد کی بدعت ہے اور انہیں نہی کا حکم نہیں پہنچا تھا۔ (۳)

وفات کے تیسرے اور چالیسویں دن ختم وغیرہ کی مجالس:

لم يثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم، ولا عن أصحابه رضي الله عنهم ولا عن السلف الصالح إقامة حفل للميت مطلقًا لا عند وفاته ولا بعد إسبوع أو أربعين يومًا أو سنة من وفاته، بل ذلك بدعة وعادة قبيحة كانت عند قدماء المصريين وغيرهم من الكافرين

ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایسے پروگرام جمعرات، چالیسواں، برسی منعقد کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور سلف صالحین سے ثابت نہیں بلکہ یہ بدعت گندی عادت ہے ایسے پروگرام منعقد کرنا تو قدیم مصریوں اور کافروں کا کام تھا۔ (۴)

اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ مِنْ الطَّعَامِ مِنْ أَهْلِ الْمَيِّتِ لِأَنَّهُ شُرِعَ فِي السُّرُورِ لَا فِي الشُّرُورِ، وَهِيَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ

ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں میت کے گھر کھانا کھانا بری بدعت ہے۔ (۵)

ابن الهمام في شرح الهداية على كراهة اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت وقال: وهي بدعة قبيحة۔

(۱) احكام الجنائز:۱,۲۰۶

(۲) احكام الجنائز:۱,۲۰۶

(۳) احكام الجنائز:۱,۲۰۶

(۴) فتاوى اسلامية:۱,۱۲۰

(۵) فتح القدير:۲,۱۴۲

ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں میت کے گھر کھانا کھانا بہت بری بدعت ہے۔ [۱]

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اہل میت کے گھر میں ضیافت کا کھانا مکروہ ہے اس لیے کہ ضیافت خوشی میں ہوتی ہے غمی میں نہیں ہوتی یہ انتہائی بری بدعت ہے۔ [۲]

سرکاری ملازم کو تحفہ لینا حرام ہے:

أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ:قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الأَزْدِ، يُقَالُ لَهُ ابْنُ الأُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ:هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي،فَقَالَ لَهُ:أَفَلاَ قَعَدْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ، فَنَظَرْتَ أَيُهْدَى لَكَ أَمْ لاَ،ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ،ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ العَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ، فَيَأْتِينَا فَيَقُولُ:هَذَا مِنْ عَمَلِكُمْ، وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، أَفَلاَ قَعَدَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ:هَلْ يُهْدَى لَهُ أَمْ لاَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لاَ يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ، وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ، وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ، فَقَدْ بَلَّغْتُ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، حَتَّى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:اللهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلاَثًا

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازد کے ایک شخص جس کو ابن اتبیہ کہتے تھے عامل بنا کر بھیجا، جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حساب لیا، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ ملا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اگر تم سچے ہو تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے، پھر دیکھتے کہ تمہیں تحفہ ملتا ہے یا نہیں، پھر شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر (کھڑے ہو کر) خطبہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی جس کے وہ لائق ہیں، پھر فرمایا اما بعد، عامل کا یہ حال ہے کہ جب میں اسے تحصیل زکوٰۃ کے لئے بھیجتا ہوں تو وہ میرے پاس آتا ہے اور یہ کہتا ہے یہ آپ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے، وہ اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر دیکھتا کہ اسے تحفہ ملتا ہے یا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے تم میں سے جو شخص ذرا سی بھی خیانت کرے گا تو وہ قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھا کر لائے گا، اگر اونٹ ہو گا تو اس کو لے کر آئے گا اور وہ آواز کرتا ہو گا، اگر گائے ہو گی تو اسے لے کر آئے گا اور وہ آواز کرتی ہو گی، اور اگر بکری ہو گی تو اسے لے کر آئے گا اور وہ آواز کرتی ہو گی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق میں نے پہنچا دیا، ابو حمید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بلند کیا یہاں تک کہ آپ کی بغل کی سفیدی دکھائی دی، پھر تین مرتبہ فرمایا اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا۔ [۳]

---

[۱] احکام الجنائز:۱۶۷/۱

[۲] شرح النقایہ

[۳] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور بَابٌ كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۶۳۶، وکتاب الھبۃ وفضلھا بَابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ ۲۵۹۷، وکتاب الاحکام بَابُ هَدَايَا العُمَّالِ ۷۱۷۴، وکتاب الحیل بَابُ احْتِيَالِ العَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ ۶۹۷۹، صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ تَحْرِيمِ هَدَايَا الْعُمَّالِ ۴۷۳۸، سنن الدارمی ۱۷۱۱، مسند احمد ۲۳۵۹۸

وفد بنی طی:

یہ ایک عظیم قحطانی قبیلہ تھااور یہ کہلان سے ہیں،ان کاوطن یمن تھا، پھراز د کے خروج کے بعد وہاں سے نکل آئے اور نجد میں بنواسد کے پڑوس میں قیام کیا، پھران کے دو پہاڑوں اجاء اور سلمٰی پر ان کو مغلوب کرلیا اور شمالی نجد کے ان پہاڑوں کے درمیان آباد ہو گئے، عجمی ممالک میں بعض لوگ سارے عربوں کو طائی سمجھتے تھے اسی لئے ایران میں عربوں کو تازی کہا جاتا تھا،اس قبیلے کے سربرآوردہ روساء زید الخیل اور عدی بن حاتم طائی تھے،ان کے حدود حکومت الگ الگ تھے، یہ دونوں الگ الگ ہی مختلف موقعوں پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔

زید الخیل زمانہ جاہلیت کے مشہور شاعر اور خطیب تھے،وجاہت، فیاضی اور بہادری میں اپنی مثال آپ تھے،اصل نام زید بن مہلہل تھا مگر اپنی شہسواری کی وجہ سے زید الخیل کے نام سے مشہور ہو گئے،

قَالُوا: قَدِمَ وَفْدُ طَيِّئٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلا. رَأْسُهُمْ وَسَيِّدُهُمْ زَيْدُ الْخَيْرِ. وَهُوَ زَيْدُ الْخَيْلِ بْنُ مُهَلْهِلٍ مِنْ بَنِي نَبْهَانَ وَفِيهِمْ وَزَرُ بْنُ جَابِرِ بْنِ سَدُوسِ بْنِ أَصْمَعَ النَّبْهَانِيُّ وَقَبِيصَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ مِنْ جَرْمِ طَيِّئٍ وَمَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَيْبَرِيٍّ مِنْ بَنِي مَعْنٍ وَقُعَيْنُ بْنُ خُلَيْفِ بْنِ جَدِيلَةَ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي بَوْلَانَ، فَدَخَلُوا الْمَدِينَةَ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَعَقَلُوا رَوَاحِلَهُمْ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ دَخَلُوا فَدَنَوْا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ فَأَسْلَمُوا

نو ہجری میں قبیلہ طے کے پندرہ آدمیوں کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا جن کے رئیس زید الخیر تھے یہی زید الخلیل بن مہلہل تھے جو بنی نبہان میں سے تھے ان لوگوں میں وزر بن جابر بن سدوس بن اصمع بنہانی وقبیصہ بن الاسود بن عامر بھی تھے جو طے کی شاخ جرم سے تعلق رکھتے تھے،بنی معن میں سے مالک بن عبد اللہ بن خیبری اور قعین بن خلیف بن جدیلہ تھے،بنی بولان سے بھی ایک شخص تھا، یہ لوگ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ مسجد ہی میں تشریف فرما تھے،ان لوگوں نے اپنی سواریوں کو مسجد کے سامنے والے میدان میں باندھ دیا اور مسجد کے اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا تو تمام اہل وفد نے صدق دل سے اسلام قبول کرلیا۔

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ, إني أتيتك من مسيرة تسع، أصهبت راحلتي، وأسهرت ليلي، وأظمأت نهاري، أسألك عن خصلتين أسهرتاني

ابن اثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نو دن کی دشوار گزار مسافت طے کر کے آیا ہوں، سفر میں میری سواری تھک گئی، میری راتیں جاگتے اور دن پیاس کی حالت میں گزرے میں نے یہ ساری مشقت صرف دو باتیں دریافت کرنے کے لئے برداشت کیں۔

فقال له النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ما اسم؟

نبی کریم ﷺ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟

قال: أنا زَيْدُ الخَيْلِ

انہوں نے عرض کیا زید الخیل۔

قال :بل أنت زَيْدَ الخَيْرِفاسأل

آپ نے فرمایا نہیں تم زید الخیر ہو، جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔

فقال: أسألك عن علامة الله تعالى فيمن يريد, وعلامته فيمن لا يريد

انہوں نے عرض کیا جو شخص اللہ کو چاہتا ہو اس کی کیا علامت ہے، اور جو اللہ کو نہیں چاہتا اس کی کیا علامت ہے؟(بروایت دیگر جسے اللہ چاہتا ہے اور جسے نہیں چاہتا اس کی کیا علامت ہے)

فقال له صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كيف أصبحت؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم زندگی کے شب و روز کیسے گزارتے ہو؟

قال: أصبحت أحب الخير وأهله ومن يعمل به، وإن عملت به أيقنت بثوابه، وإن فاتني منه شيء حننت إليه

انہوں نے عرض کیا میں نیکی اور نیکی کرنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو پسند کرتا تھا، اگر میں اس پر عمل کرتا تھا تو اس سے دلی طمانیت حاصل ہوتی تھی (کہ اس کا اجر ملے گا)، اور جب یہ عمل چھوٹ جاتا تھا تو غمگین ہو جاتا تھا۔

فقال له النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هذه علامته فيمن يريد، وعلامته فيمن لا يريد ضد ذلك، ولو أرادك بالأخرى هيأك لها، ثم لم يبال من أي واد هلكت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کو چاہتا ہے اور جو نہیں چاہتا اس کی یہی علامت ہے (یا جسے اللہ چاہتا ہے اور جسے نہیں چاہتا اس کی یہی علامت ہے) اگر اللہ اس کے خلاف تمہارے لئے کچھ چاہتا تو تم کو اس کے لئے تیار کرتا پھر اس کو اس کی پرواہ نہ ہوتی کہ تم کس وادی میں ہلاک ہو گئے۔ [۱]

مَا ذكر رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ بِفَضْلٍ ثُمَّ جَاءَنِي إِلَّا رَأَيْتُهُ دُونَ مَا يُقَالُ فِيهِ، إِلَّا زَيْدَ الخَيْلِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ كُلَّ الَّذِي فِيهِ .ثُمَّ سَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زيد الخَيْر

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا عرب کے جس شخص کی بھی فضیلت بیان کی گئی پھر وہ میرے پاس آیا تو جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا تھا میں نے اسے اس سے کم تر پایا، سوائے زید الخیر کے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زید الخیر رکھا۔ [۲]

وَجَازَهُمْ بِخَمْسِ أَوَاقٍ فِضَّةٍ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ. وَأَعْطَى زَيْدَ الخَيْلِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا

[۱] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۵۸،۵، اسد الغابة ۳۷۶،۲

[۲] عیون الاثر ۲۹۴،۲،ابن سعد ۲۴۳،۱

جب یہ وفد رخصت ہونے لگا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وفد کے تمام اراکین کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور زید الخیر رضی اللہ عنہ کو بارہ اوقیہ چاندی اور عمدہ خوشبو عنایت فرمائی۔ (۱)

وَقَطَعَ لَهُ فَيْدَ وَأَرْضِينَ فَكَتَبَ لَهُ بِذَلِكَ كِتَابًا وَرَجَعَ مَعَ قَوْمِهِ،فَلَمَّا كَانَ بِمَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ: الْفَرْدَةُ مَاتَ هُنَاكَ فَعَمَدَتِ امْرَأَتُهُ إِلَى كُلِّ مَا كَانَ النَّبِيُّ صلّى الله عليه وسلم كَتَبَ لَهُ بِهِ فَخَرَّقَتْهُ

ابن اسحاق کا بیان ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زید رضی اللہ عنہ الخیر کو ایک تحریری فرمان کے ذریعے فید (گاؤں) اور اس کے آس پاس کی زمینیں بھی بطور جاگیر عطا فرمائیں اور وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے، مگر جب مقام فردہ پہنچے تو فوت ہو گئے ان کی بیوی نے تمام حکم ناموں پر قبضہ کر لیا جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زید رضی اللہ عنہ کو لکھے تھے اور پھاڑ ڈالے۔ (۲)

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْ يُنْجَ زيد مِنْ حُمَّى الْمَدِينَةِ ، فَإِنَّهُ قَالَ: وَقَدْ سَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاسْمٍ غَيْرِ الحُمَّى وَغَيْرِ أُمِّ مِلْدَمٍ، فَلَمْ يُثْبِتْهُ، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى مَاءٍ مِنْ مِيَاهِ نَجْدٍ يُقَالُ لَهُ فَرْدَةُ، أَصَابَتْهُ الحُمَّى بِهَا فَمَاتَ

ابن اسحاق نے لکھا ہے جب یہ آپ سے رخصت ہو کر واپس جانے لگے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا،اگر زید رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کے بخار سے بچ نکلا تو پھر اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں،چنانچہ ابھی یمن کے فردہ نامی ایک چشمہ پر ہی پہنچے تھے کہ بخار نے آگھیرا اور اسی بخار کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ (۳)

أنه صلى الله عليه وسلم قال له: يا زيد تقتلك أم ملدم يعني الحمى.

ایک اور روایت میں ہے آپ نے فرمایا اے زید رضی اللہ عنہ! تمہاری موت بخار سے ہو گی چنانچہ یہی ہوا جب گھر پہنچے تو بخار میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔ (۴)

وكان يكنى أبا مكنف، وكان له ابنان: مكنف، وحريث، أسلما وصحبا النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وشهدا قتال الردة مع خَالِد بْن الْوَلِيد

اور ان کی کنیت ابو مکنف تھی ان کے دو بیٹے مکنف رضی اللہ عنہ اور حریث رضی اللہ عنہ اسلام لائے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شرف صحبت سے مشرف ہوئے اور اہل ردت کے ساتھ لڑائی میں خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے ساتھ شرکت کی۔ (۵)

(۱) ابن سعد۲۴۳؍۱

(۲) ابن سعد۳۲۱؍۱

(۳) زادالمعاد۵۳۹؍۳،ابن ہشام۵۷۸؍۲،الروض الانف ۴۷۳؍۷،عیون الآثر۲۹۴؍۲،البدایۃ والنہایۃ ۷۵؍۵،تاریخ طبری ۱۴۵؍ ۳

(۴) السیرۃ الحلبیۃ۳۱۶؍۳

(۵) اسدالغابۃ۳۷۶؍۲، شرح الزرقانی علی المواہب۱۵۹؍۵

قال ابن عبد البر: وقيل مات في آخر خلافة عمر

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ [1]

بحرین کا جزیہ:

أَنَّ عَمْرو بْنَ عَوْفٍ الأَنْصارِيَّ :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ إِلَى البَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ البَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ العَلاَءَ بْنَ الحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ البَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الأَنْصارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَوَافَتْ صَلاَةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الفَجْرَ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ، وَقَالَ:أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ؟، قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللَّهِ لاَ الفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ

عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جزیہ لانے کے لئے بحرین روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا تھا، جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے بہت سامال لے کر آئے تو انصار کو معلوم ہوگیا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ آگئے ہیں، چنانچہ فجر کی نماز سب لوگوں نے (اپنے محلہ کی مسجد کے بجائے) مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی، نماز کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کی طرف منہ کیا تو انصار سامنے آگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم کو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے مال لانے کی خبر ہوگئی؟ انہوں نے کہاہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہے، اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق فقر کا خوف نہیں، بلکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم پر دنیا اس طرح فراخ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی تھی، پھر تم اس میں ایک دوسرے سے جھگڑو گے جس طرح پہلے لوگ جھگڑے تھے، اور پھر وہ تم کو اسی طرح ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا تھا۔ [2]

---

[1] زادالمعاد۳/۵۳۹،شرح الزرقانی علی المواهب۱۵۹/۵،اسدالغابة۲/۳۷۶

[2] صحیح بخاری کتاب الجزیة بَابُ الجِزْيَةِ وَالمُوَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ ۳۱۵۸،وکتاب المغازی باب ۱۲،ح۴۰۱۵، وکتاب الرقاق بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهَرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا۶۴۲۵،صحیح مسلم کتاب الزهدوالرقاق باب الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۷۴۲۵،جامع ترمذی ابواب القیامة باب بَابٌ ۲۴۶۲،سنن ابن ماجه کتاب الفتن بَابُ فِتْنَةِ الْمَالِ ۳۹۹۷

رمضان المبارک

نو ہجری

وفد بنی ثقیف:

یہ مشہور عدنانی قبیلہ ہے جو قیس عیلان کی نسل سے تھا، یہ بنو خصفہ بن قیس کے بطن بنو ہوزان کی ایک شاخ بنو منبہ کا بطن تھا یہ لوگ طائف میں آباد تھے، رمضان المبارک نو ہجری میں چھ یا انیس آدمیوں پر مشتمل بنی ثقیف کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وفد کو تاریخ اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے، ثقیف طائف کا بڑا نامور اور جنگجو قبیلہ تھا، دس نبوی میں قبیلہ کے سرداروں عبد یا لیل ،مسعود اور حبیب نے نہ صرف دعوت اسلام کو رد کر دیا تھا، بلکہ آپ ﷺ سے ایسا نازیبا سلوک بھی کیا تھا کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی تھی، تاہم رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ الٰہی! بنی ثقیف کو ہدایت عطا فرما اور ان کو میرے پاس بھیج دے، صلح حدیبیہ کے موقع پر اسی قبیلے کے رئیس عروہ بن مسعود ثقفی قریش کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے تھے جب واپس گئے تو قریش کو بتلایا۔

أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ؛ وَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا، وَاللهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَّكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهُ

اے قوم! واللہ میں بادشاہوں کے دربار میں وفد لے کر گیا ہوں، میں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں پیش ہوا ہوں، واللہ میں نے آج تک کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مقربین، مصاحبین اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد کے اصحاب ان کی کرتے ہیں، واللہ آپ تھوکتے ہیں تو آپ کا تھوک اٹھانے میں ایک دوسرے پر مسابقت کرتے ہیں اور جسے یہ ہاتھ لگ جائے وہ اسے اپنے جسم پر مل لیتا ہے، جب آپ کوئی ارشاد فرماتے ہیں تو تعمیل حکم میں صحابہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کو دوڑتے ہیں، جب آپ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم وضو کے پانی کو لینے کے لئے ایسے جھپٹتے ہیں گویا باہم جھگڑ پڑیں گے، جب آپ گفتگو فرماتے ہیں آپ کے رعب وعظمت کی وجہ سے سب خاموش ہو جاتے ہیں اور انتہائی تعظیم کی بنا پر آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے، محمد نے تمہارے سامنے ایک بہتر بات رکھی ہے بہتر یہی ہے کہ تم اسے منظور کر لو۔[۱]

عروہ رضی اللہ عنہ اسلام سے متاثر تو اسی وقت ہو گئے تھے لیکن قبول اسلام کا شرف انہیں اس وقت حاصل ہوا، جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے، اسلام قبول کر کے واپس گئے اور اپنے قبیلے کو بھی دعوت اسلام دی، جواب تیروں کی بوچھاڑ کی صورت

[۱] صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ ۲۷۳۱،زاد المعاد ۲۶۱؍۳

میں ملا اور وہ وہیں شہید ہو گئے، ۸ ہجری میں غزوہ حنین پیش آیا تو قبیلہ بنو ثقیف نے قبیلہ ہوزان کا ساتھ دیا، قبیلہ ہوزان کی شکست کے بعد رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے طائف کا محاصرہ کرلیا، لیکن ان لوگوں نے اپنے قلعے کی برجیوں سے مسلمانوں پر آگ اور تیروں کا مینہ برسا دیا، لیکن جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کے درختوں کا کاٹنے کا حکم دیا تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ اللہ کے لئے ہمیں ہماری روزی سے محروم نہ کریں، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان خوفناک دشمنوں کی استدعا قبول فرمالی اور محاصرہ اٹھا کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے، اہل طائف کو اب اپنی قدر عافیت معلوم ہوگئی تھی، قریب قریب سارا عرب حلقہ بگوش اسلام ہو چکا تھا، اور وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ اب مسلمانوں سے مقابلہ ان کے بس کا روگ نہیں رہا، اسی بے بسی کے احساس نے انہیں وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے پر مجبور کیا

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ أَقَامَتْ ثَقِيفٌ بَعْدَ قَتْلِ عُرْوَةَ أَشْهُرًا، ثُمَّ إِنَّهم ائتمروا بينهم، رأوا أنَّه لَا طَاقَةَ لَهُمْ بِحَرْبِ مَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْعَرَبِ وَقَدْ بَايَعُوا وَأَسْلَمُوا، فَائْتَمَرُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ وَذَلِكَ عَنْ رَأْيِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَخِي بَنِي عِلَاجٍ فَائْتَمَرُوا بَيْنَهُمْ ثُمَّ أَجْمَعُوا عَلَى أَنْ يُرْسِلُوا رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَرْسَلُوا عَبْدَ يا ليل بْنَ عَمْرِو بْنِ عُمَيْرٍ وَمَعَهُ اثْنَانِ مِنَ الْأَحْلَافِ وَثَلَاثَةٌ مِنْ بَنِي مَالِكٍ، وَهُمُ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ وَهْبِ بْنِ مُعَتِّبٍ، وَشُرَحْبِيلُ بْنُ غَيْلَانَ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ، وَأَوْسُ بْنُ عَوْفٍ أَخُو بَنِي سَالِمٍ، وَنُمَيْرُ بْنُ خَرَشَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عروہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے قتل کے بعد ثقیف کئی ماہ تک ٹھہرے رہے، پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سمجھ لیا کہ وہ اپنے ارد گرد کے مسلمانوں اور عمر و عربوں سے جنگ کرنے کی ہمت و سکت نہیں رکھتے تو انہوں نے بنی علاج کے بھائی عمو بن امیہ کے مشورے کے مطابق اپنے باہمی معاملات کے بارے میں مشورہ کیا، اور پھر اپنے میں سے ایک آدمی بھیجنے کے بارے میں متفق ہو گئے، پس انہوں نے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر کو احلاف کے دو آدمیوں اور بنی مالک کے تین آدمیوں کے ساتھ بھیجا، جن کے نام یہ ہیں الحکم بن عمرو بن وہب بن معتب، شرحبیل بن غیلان بن سلمہ بن معتب، عثمان بن ابو العاص، بنی سالم کا اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ۔

وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: كَانُوا بِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ كِنَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَالِيلَ وَهُوَ رَئِيسُهُمْ وَفِيهِمْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ وَهُوَ أَصْغَرُ الْوَفْدِ، فَخَرَجَ عَبْدُ يَالِيلَ وَابْنَاهُ كِنَانَةُ وَرَبِيعَةُ وَشُرَحْبِيلُ بْنُ غَيْلَانَ بْنِ سَلَمَةَ وَالْحَكَمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ وَهْبِ بْنِ مُعَتِّبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ وَأَوْسُ بْنُ عَوْفٍ وَنُمَيْرُ بْنُ خَرَشَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَسَارُوا فِي سَبْعِينَ رَجُلا وَهَؤُلَاءِ السِّتَّةُ رُؤَسَاؤُهُمْ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كَانُوا جَمِيعًا بضعة عَشَرَ رَجُلا. وَهُوَ أَثْبَتُ

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں وہ دس بارہ آدمی تھے جن میں کنانہ عبد یالیل ان کا لیڈر تھا اور ان میں عثمان بن ابو العاص بھی شامل تھا جو وفد میں سب سے چھوٹا تھا، چنانچہ عروہ مسعود ثقفی کی شہادت کے آٹھ ماہ بعد عبد یالیل اور ان کے دو بیٹے کنانہ و ربیعہ اور شرحبیل بن غیلان بن سلمہ اور حکم بن عمرو بن وہب بن معتب و عثمان بن ابی العاص و اوس بن عوف و نمیر بن خرشہ بن ربیعہ نکلے اور ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، یہ چھ آدمی ان کے رئیس ہوئے، بعض اہل علم نے کہا یہ سب انیس آدمی تھے یہی زیادہ ٹھیک ہے،

قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: إِنِّي لَفِي رِكَابِ الْمُسْلِمِينَ بِذِي حُرُضٍ. فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ تَلَقَّانِي يَسْتَخْبِرُنِي. فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ خَرَجْتُ أَشْتَدُّ أُبَشِّرُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُدُومِهِمْ،فَأَلْقَى أَبَا بكر الصديق رضي الله عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِقُدُومِهِمْ. فَقَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ لا تَسْبِقْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِهِمْ!

مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی حرض میں (مسلمانوں کے ساتھ اونٹ چرا رہا) تھا کہ اتفاق سے عثمان بن ابی العاص مجھ سے مل کر حالات دریافت کرنے لگے، جب مجھے وفد کے آنے کی غرض وغایت معلوم ہوئی تو میں قدر خوش ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دینے کے لئے مدینہ کی طرف دوڑ پڑا، راستے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مل گئے (انہوں نے پوچھا خیر تو ہے اس طرح بے تحاشا کیوں بھاگ رہے ہو؟) تو میں نے ان لوگوں (ثقیف) کے آنے کی خبر دی، مغیرہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان کیا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے پہلے ان لوگوں کے آنے کی خبر رسول اللہ ﷺ کو نہ دینا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی،

فَدَخَلَ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُرَّ بِمَقْدَمِهِمْ. وَنَزَلَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ مِنَ الأَحْلافِ عَلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فَأَكْرَمَهُمْ. وَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ كَانَ فِيهِمْ مِنْ بَنِي مَالِكٍ قُبَّةً فِي الْمَسْجِدِ لِكَيْ يَسْمَعُوا الْقُرْآنَ، وَيَرَوُا النَّاسَ إِذَا صَلَّوْا

چنانچہ انہوں نے جب رسول اکرم ﷺ کو بنو ثقیف کے آنے کی اطلاع دی تو آپ بھی بے حد مسرور ہوئے، ان میں جو لوگ پیچھے تھے وہ مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے، مغیرہ نے ان لوگوں کا اکرام کیا، جو لوگ بنی مالک میں سے تھے نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کے لیے مسجد نبوی میں خیمہ نصب فرمایا تا کہ قرآن کی آواز ان کے کانوں میں پڑتی رہے اور مسلمانوں کی نماز میں محویت دیکھ کر ان پر اثر پڑے، وفد کی خبر گیری اور مہمانی خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص کے سپرد کی،

خَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ هُوَ الَّذِي يَمْشِي بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ.وَكَانُوا لَا يَأْكُلُونَ طَعَامًا يَأْتِيهِمْ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَأْكُلَ مِنْهُ خالد حَتَّى أَسْلَمُوا، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيهِمْ كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيَقِفُ عَلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ حَتَّى يُرَاوِحَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ وَيَشْكُو قُرَيْشًا وَيُذْكُرُ الْحَرْبَ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ

خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان آتے جاتے تھے اور جب وہ ان کے پاس کھانا لے کر آتے تو جب تک خالد رضی اللہ عنہ بن سعید اس کھانے سے نہ کھالیتے وفد کے لوگ وہ کھانا نہ کھاتے تھے، وہ لوگ فی الواقع رسول اللہ ﷺ کی اس تدبیر سے اسلام سے بڑے متاثر ہو کر اسلام لے آئے، سید الامم ﷺ خود بھی عشاء کی نماز کے بعد ان کے پاس تشریف لے جاتے اور بڑی دیر تک ان سے گفتگو فرماتے رہتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ بھی ایک قدم پر کھڑے ہوتے تھے کبھی دوسرے قدم پر، آپ ﷺ قریش کی شکایت کرتے تھے اور اس جنگ کا ذکر فرماتے تھے جو آپ ﷺ اور قریش کے درمیان ہوئی تھی۔ [1]

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ لَا يَذْكُرُ نَفْسَهُ، فَلَمَّا سَمِعَهُ وَفْدُ ثَقِيفٍ قَالُوا: يَأْمُرُنَا أَنْ نَشْهَدَ أَنَّهُ

[1] ابن سعد ۱/۲۳۷

رَسُولُ اللهِ وَلَا يَشْهَدُ بِهِ فِي خُطْبَتِهِ ،فَلَمَّا بَلَغَهُ قَوْلُهُمْ قَالَ: فَإِنِّي أَوَّلُ مَنْ شَهِدَ أَنِّي رَسُولُ اللهِ ،فَمَكَثَ الْوَفْدُ يَخْتَلِفُونَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوا، فَقَالَ كِنَانَةُ بْنُ عَبْدِ يالَيْل: هَلْ أَنْتَ مُقَاضِينَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَى قَوْمِنَا؟ قَالَ:نَعَمْ، إِنْ أَنْتُمْ أَقْرَرْتُمْ بِالْإِسْلَامِ أُقَاضِيكُمْ، وَإِلَّا فَلَا قَضِيَّةَ وَلَا صُلْحَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشادفرماتے تو اپنے آپ کا تذکرہ نہ فرماتے تھے چنانچہ جب وفد ثقیف نے یہ (انداز خطاب) سنا تو کہنے لگے محمد ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم اس امر کی گواہی دیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، حالانکہ خطبہ کے دوران میں وہ خود اپنے نبی ہونے کی شہادت نہیں دیتے، جب آپ ﷺ کو ان کے اس قول کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ نے مجھے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے، اور اس کی طرف سے میں خلقت کی ہدایت اور اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہوں، وفد کچھ مدت تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہا اور برابر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، آپ ﷺ انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے آخر یہ وفد مسلمان ہوگیا، کنانہ بن عبد یالیل نے دریافت کیا کیا آپ ہم سے مصالحت کریں گے اگر ہم ابھی قوم کے پاس جاکر واپس آجائیں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اگر تم نے اسلام کا اقرار کرلیا تو میں تم سے مصالحت کرلوں گا ورنہ کوئی صلح نہیں ہوگی اور نہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی عہد ہوگا، آہستہ آہستہ یہ لوگ چند شرائط کے ساتھ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوگئے، اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ اور امیر وفد عبد یالیل کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ اس طرح تھی۔

قَالَ أَفَرَأَيْتَ الزِّنَى، فَإِنَّا قَوْمٌ نَغْتَرِبُ وَلَا بُدَّ لَنَا مِنْهُ؟

عبد یالیل: ہمارے ہاں مرد عام طور پر مجرد رہتے ہیں اس لئے وہ زنا کاری پر مجبور ہیں، کیا اس کی اجازت ہوگی؟

قَالَ: هُوَ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ:وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا

رسول اکرم ﷺ: زنا تو قطعاً حرام ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا [1]

ترجمہ: زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔

قَالُوا: أَفَرَأَيْتَ الرِّبَا فَإِنَّهُ أَمْوَالُنَا كُلُّهَا؟

عبد یالیل: اور سود کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے یہ تو ہمارا اپنا ہی مال ہے۔

قَالَ: لَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ:يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

رسول اکرم ﷺ: تم اپنا اصل روپیہ لے سکتے ہو لیکن سود تو بالکل حرام ہے، اللہ کا حکم ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ [2]

[1] بنی اسرائیل ۳۲

[2] البقرۃ ۲۷۸

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم ایمان لائے ہو۔

قَالُوا: أَفَرَأَيْتَ الْخَمْرَ، فَإِنَّهُ عَصِيرُ أَرْضِنَا لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا؟

عبد یالیل: اور شراب کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ ہم لوگ تو پشت ہا پشت سے شراب کے عادی ہیں کہ یہ ہمارے ملک کے انگوروں کا عرق ہے اس کی اجازت تو مرحمت فرمائیں۔

قَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَهَا، وَقَرَأَ: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

رسول اکرم ﷺ: اللہ تعالیٰ نے جوئے وغیرہ کے ساتھ شراب کو بھی حرام کر دیا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

وَقَدْ كَانُوا يَسْأَلُونَهُ أَنْ يُعْفِيَهُمْ مِنَ الصَّلَاةِ

عبد یالیل: یا رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز سے تو معاف فرمادیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا خَيْرَ فِي دِينٍ لَا صَلَاةَ فِيهِ

رسول اکرم ﷺ: اس دین میں کوئی اچھائی نہیں جس میں نماز نہ پڑھی جائے۔

فقالوا سَنُؤْتِيكَهَا وَإِنْ كَانَتْ دَنَاءَةً

عبد یالیل: اگرچہ یہ ایک کمینگی ہے لیکن ہم اسے آپ کے لیے ادا کریں گے۔

فَاشْتَرَطُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم أَنْ لَا يُحْشَرُوا وَلَا يُعْشَرُوا وَلَا يُجَبُّوا

یہ درخواستیں نامنظور ہوگئیں تو اہل وفد نے زکواۃ، عشر اور جہاد سے استثناء کی درخواست کی۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ أَنْ لَا تُحْشَرُوا وَلَا تجبوا

رسول اللہ ﷺ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ تم جنگوں میں جاؤ اور نہ زکوٰۃ دو۔

وأنَّه سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم يَقُولُ بَعْدَ ذَلِكَ سيتصدَّقون وَيُجَاهِدُونَ إِذَا أَسْلَمُوا

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے بعد میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جب یہ لوگ صدق دل سے اسلام قبول کر لیں گے تو جہاد بھی

---

[1] المائدۃ ۹۰

کریں گے اور زکوٰۃ بھی دیں گے۔[1]

لَكَ مَا سَأَلْتَ، أَرَأَيْتَ الرَّبَّةَ مَاذَا نَصْنَعُ فِيهَا؟

عبد یالیل: آپ ہماری دیوی ربہ کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟

قَالَ : اهْدِمُوهَا

رسول اللہ ﷺ: آپ ﷺ نے فرمایا اسے منہدم کر ڈالو۔

قَالُوا: هَيْهَاتَ، لَوْ تَعْلَمُ الرَّبَّةُ أَنَّكَ تُرِيدُ هَدْمَهَا، لَقَتَلَتْ أَهْلَهَا

یہ لوگ اپنے بت سے اتنے خوفزدہ تھے کہ آپ کا ارشاد سن کر بہت حیران ہوئے، اور کہنے لگے ہائے ہائے! اگر دیوی ربہ کو یہ معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ اسے ختم کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں تو وہ وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر دی گی۔

وَقَدْ كَانَ فِيمَا سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدَعَ لَهُمُ الطَّاغِيَةَ، وَهِيَ اللاتُ لَا يَهْدِمُهَا ثَلَاثَ سِنِينَ فَمَا بَرِحُوا يَسْأَلُونَهُ سَنَةً سَنَةً وَيَأْبَى عَلَيْهِمْ، حَتَّى سَأَلُوهُ شَهْرًا وَاحِدًا بَعْدَ قُدُومِهِمْ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ أَنْ يَدَعَهَا شَيْئًا مُسَمًّى

عبد یالیل: اور کہنے لگے کہ تین سال تک طاغیہ کو ان کے واسطے نہ توڑا جائے، اور مسلسل آپ ﷺ سے سال سال کے بارے میں سوال کرتے رہے اور آپ ﷺ انکار کرتے رہے، یہاں تک انہوں نے اپنے کم عقل لوگوں کو متالف کرنے کے لیے آپ ﷺ سے اپنی آمد کے ایک ماہ بعد تک کا سوال کیا، لیکن آپ ﷺ نے کسی نامزد چیز کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: وَيْحَكَ يَا ابن عبد ياليل، مَا أَجْهَلَكَ، إِنَّمَا الرَّبَّةُ حَجَرٌ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جو اس موقع پر موجود تھے ان سے ضبط نہ ہو سکا اور بول اٹھے اور فرمایا اے ابن عبد یالیل! افسوس، تو کس قدر جاہل ہے تیرا معبود ربہ تو ایک پتھر کے سوا کچھ نہیں ہے۔

فَقَالُوا: إِنَّا لَمْ نَأْتِكَ يَا ابن الخطاب

اہل وفد نے برہم ہو کر کہا اے ابن خطاب! تم ہمارے درمیان مت بولو ہم تمہارے پاس نہیں آئے۔

وَقَالُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَلَّ أَنْتَ هَدْمَهَا، فَأَمَّا نَحْنُ، فَإِنَّا لَا نَهْدِمُهَا أَبَدًا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، ربہ کو گرانے کا کام ہم سے تو کبھی نہیں ہو سکے گا آپ ﷺ خود جو چاہیں کریں۔

قَالَ فَسَأَبْعَثُ إِلَيْكُمْ مَنْ يَكْفِيكُمْ هَدْمَهَا

رسول اکرم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا اچھا تو یہ بت شکنی ہمارے ذمہ ہی رہی تم لوگ یہ کام نہ کرنا۔

---

[1] سنن ابوداودکتاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ بَابُ مَا جَاءَ فِي خَبَرِ الطَّائِفِ ۳۰۲۵

اس کے بعد سب اراکین وفد نے اسلام قبول کرلیا۔ [1]

ایک روایت میں ہے کہ جو شرائط وفد ثقیف نے پیش کیں وہ ان سب کو ایک معاہدے کی صورت میں لکھ کر اپنے ساتھ لائے تھے، اور چاہتے تھے کہ آپ ﷺ اس پر اپنی مہر ثبت فرمادیں، لیکن آپ ﷺ نے ان کو محبت اور حکمت سے سمجھایا تو اپنی تمام لغو شرائط سے دست بردار ہو گئے، اور اس تحریری معاہدے پر دستخط کرنے پر تیار ہو گئے جو آپ ﷺ نے تجویز فرمایا۔

ابو عبیدہ رحمہ اللہ نے یہ معاہدہ کتاب الاموال میں پورے کا پورا نقل کیا ہے اس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَقِيفٍ:

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَقِيفٍ، كَتَبَ أَنَّ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَذِمَّةَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّبِيِّ عَلَى مَا كَتَبَ لَهُمْ فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ:

- أَنَّ وَادِيَهُمْ حَرَامٌ مُحَرَّمٌ لِلَّهِ كُلُّهُ، عِضَاهُهُ وَصَيْدُهُ وَظُلْمٌ فِيهِ وَسَرَقٌ فِيهِ أَوْ إِسَاءَةٌ.
- وَثَقِيفٌ أَحَقُّ النَّاسِ بِوَجٍّ، وَلَا يُغَيِّرُ طَائِفُهُمْ لَهُمْ، وَلَا يُدْخِلُهُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَغْلِبُهُمْ عَلَيْهِ، وَمَا شَاءُوا أَحْدَثُوا فِي طَائِفِهِمْ مِنْ بُنْيَانٍ أَوْ سِوَاهُ بِوَادِيهِمْ.
- وَلَا يُحْشَرُونَ وَلَا يُعْشَرُونَ، وَلَا يُسْتَكْرَهُونَ بِمَالٍ وَلَا نَفْسٍ.
- وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دَيْنٍ إِلَى أَجَلِهِ فِي رَهْنٍ، فَإِنَّهُ لِوَاطٌ مُبَرًّأً مِنَ اللهِ.
- وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دَيْنٍ فِي رَهْنٍ وَرَاءَ عُكَاظٍ، فَإِنَّهُ يَقْضِي إِلَى عُكَاظٍ بِرَأْسِهِ.
- وَمَا كَانَ مِنْ دَيْنٍ فِي صَحِيفَتِهِمُ الْيَوْمَ الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَإِنَّهُ لَهُمْ.
- وَمَا كَانَ لِثَقِيفٍ مِنْ وَدِيعَةٍ فِي النَّاسِ أَوْ مَالٍ أَوْ نَفْسٍ غَنِمَهَا مُودِعُهَا أَوْ أَضَاعَهَا، أَلَا فَإِنَّهَا مُؤَدَّاةٌ.
- وَمَا كَانَ لِثَقِيفٍ مِنْ نَفْسٍ غَائِبَةٍ، أَوْ مَالٍ، فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ مِثْلَ مَا لِشَاهِدِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ مَالٍ بَلِيَّةٌ، فَإِنَّ لَهُمْ مِنَ الْأَمْرِ مِثْلَ مَا لَهُمْ بِوَجٍّ.
- وَمَا كَانَ لِثَقِيفٍ مِنْ حَلِيفٍ أَوْ تَاجِرٍ فَأَسْلَمَ، فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ قِصَّةِ أَمْرِ ثَقِيفٍ.
- وَإِنْ طَعَنَ طَاعِنٌ عَلَى ثَقِيفٍ أَوْ ظَلَمَهُمْ ظَالِمٌ، فَإِنَّهُ لَا يُطَاعُ فِيهِمْ فِي مَالٍ وَلَا نَفْسٍ، وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ يَنْصُرُهُمْ عَلَى مَنْ ظَلَمَهُمْ، وَالْمُؤْمِنُونَ.
- وَمَنْ كَرِهُوا أَنْ يَلِجَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّاسِ، فَإِنَّهُ لَا يَلِجُ عَلَيْهِمْ.
- وَإِنَّ السُّوقَ وَالْبَيْعَ بِأَفْنِيَةِ الْبُيُوتِ.

[1] زادالمعاد ۳/۵۲۲,۴۳۶، البداية والنهاية ۵/۴۰، دلائل النبوة للبيهقى ۵/۳۰۲

○ وَإِنَّهُ لَا يُؤَمَّرُ عَلَيْهِمْ إِلَّا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ: عَلَى بَنِي مَالِكٍ أَمِيرُهُمْ، وَعَلَى الْأَحْلَافِ أَمِيرُهُمْ.

وَمَا سَقَتْ ثَقِيفٌ مِنْ أَعْنَابِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّ شَطْرَهَا لِمَنْ سَقَاهَا.

○ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَسِيرٍ بَاعَهُ رَبُّهُ، فَإِنَّ لَهُ بَيْعَهُ، وَمَا لَمْ يُبَعْ، فَإِنَّ لَهُ فِيهِ سِتَّ قَلَائِصَ، نِصْفَانِ حَقَائِقُ وَبَنَاتُ لَبُونٍ كِرَامٌ سِمَانٌ.

وكتب خالد بن سعيد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر ہے اللہ کے رسول اور نبی محمد کی، ثقیف کے لئے۔

○ ان کو اس اللہ کا ذمہ دیا جاتا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد بن عبد اللہ کا ذمہ اس چیز کے متعلق جو اس دستاویز میں لکھا جاتا ہے۔

○ بیشک ان کی وادی حرام ہے اور سب کی سب اللہ کے لئے حرام کی گئی ہے، وہاں کے جنگلی خار دار درخت، وہاں کا شتکار، وہاں کا ظلم کرنا، چوری کرنا یا کوئی اور برائی کرنا (سب حرام ہیں)۔

○ اور اس وادی دج پر ثقیف ہی کا سب سے زیادہ حق ہے، ان کے طائف کو مفتوح نہیں کیا جائے گا اور نہ کوئی مسلمان وہاں جا کر ان کو وہاں سے نکال سکے گا، وہ اپنے شہر طائف میں یا اپنی وادی میں جو عمارت چاہیں گے بنا سکیں گے۔

○ ان کو نہ فوجی خدمت کے لئے مجبور کیا جائے گا اور نہ ان سے (بزور) عشر لیا جائے گا نہ زکواۃ، یہ مسلمانوں ہی کی ایک جماعت ہیں، مسلمانوں میں جہاں آنا جانا چاہیں آجا سکیں گے، وہ کسی کو قیدی بنائیں گے تو اس بارے میں خود ہی فیصلہ کر سکیں گے، ان کو رہن کی ضمانت پر جو قرض وصول کرنا ہو اس پر سود نہیں لیا جائے گا، اگر اس کے ادا کرنے کی مدت آجائے اور ادا نہ کیا جائے تو قرض کی رقم کا بڑھانا سود ہے اور اللہ سے برات اور جو قرض رہن کی ضمانت پر آنے والے موسم عکاظ کے بعد تک کے لئے ہو تو اس کا اصل راس المال عکاظ میں ادا کر دیا جائے اور ثقیف کو ان کے کھاتوں میں ان کے قبول اسلام کے دن سے جو وصول طلب دیوان ہیں وہ ان کو ملیں گے۔

○ اور ثقیف کو لوگوں سے جو امانت یا مال یا آدمی (لونڈی غلام) جسے امانت رکھوانے والے نے مال غنیمت میں پایا تھا یا کھو یا تھا وصول طلب ہو تو ضرور واپس کیا جائے گا۔

○ اور ثقیف کے جو آدمی یا سامان (اب) موجود نہ ہوں تو ان کو بھی وہی تحفظ حاصل ہو گا جو حاضر الوقت کو ہے اور ان کا جو مال لیہ (وادی دج کا ایک مقام) میں ہو تو اس کو بھی وہی تحفظ حاصل ہو گا جو دج کے مال کو ہے۔

○ اور ثقیف کا جو حلیف یا تجارتی معاملت دار ہو اس کو بھی ثقیف ہی کے حقوق حاصل ہوں گے۔

○ اور اگر ثقیف پر کوئی الزام لگانے والا الزام لگائے یا کوئی ظلم کرنے والا ان پر ظلم کرے تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی خواہ مال کے متعلق ہو یا جان کے، اور رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان ثقیف کی مدد اس شخص کے خلاف کریں گے جو ان پر ظلم کرے۔

○ اور ثقیف کو جس شخص کا اپنے ہاں آنا پسند نہ ہو گا وہ ان کے ہاں نہ جا سکے گا اور بازار اور بیوپار گھروں کے صحنوں میں ہو گا۔

○ان کا امیر انہیں میں سے ہوا کرے گا کوئی دوسرا نہیں، بنو مالک پر ان کا اپنا امیر اور احلاف پر ان کا اپنا امیر ہو گا۔

○اور ثقیف والے قریش کے جن تاکستانوں کو پانی فراہم کریں گے تو پانی فراہم کرنے والے کو پیداوار کا آدھا ملے گا۔

○اور ان کے پاس جو اسیر ہو جسے اس کے مالک نے بیچ دیا ہو تو اسی کو اس کی بیع کا حق ہو گا اور جو بیچا نہ گیا ہو تو اس میں (فدیہ) چھ اونٹنیاں ہوں گی آدھوں آدھ تین سالہ اونٹنیاں اور دودھ پلائی عمدہ موٹی۔

○اور جس نے معاملہ بیع کر کے کچھ خریدا ہو تو اس بیع کا اسی کو حق ہے۔

کاتب خالد بن سعید۔[1]

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ اور بعض دوسرے علماء نے اس معاہدے کی کچھ شقوں کا متن مختلف صورت میں دیا ہے، بدکاری اور شراب خوری سے بچنے اور نماز کی پابندی جیسے احکام کو معاہدہ میں اندراج کا محتاج نہیں سمجھا گیا، کیونکہ ان میں کسی قسم کی رعایت ممکن ہی نہ تھی، البتہ فوجی خدمات کے بارے میں (وقتی طور پر) ان کو رعایت اس لئے دی گئی کہ جہاد فرض کفایہ ہے ہر شخص پر واجب نہیں، اور جب واجب بھی ہو تو اس کے خاص مواقع ہیں روز کا کام نہیں، اسی طرح زکوۃ کے بارے میں شق اس لئے شامل کی گئی کہ یہ سال کے بعد واجب ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ جب ان لوگوں کے دلوں میں ایمان راسخ ہو جائے گا تو خود بخود ہی زکوۃ بھی ادا کریں گے، اور جہاد کے لئے بھی نکلیں گے اور فی الواقع بعد میں یہی ہوا۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي،قَالَ: أَنْتَ إِمَامُهُمْ

وفد ثقیف نے مدینہ منورہ میں چند روز قیام کے بعد وطن کو مراجعت کا عزم کیا تو عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے اپنی قوم کا امام مقرر فرما دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان کا امام ہے۔

وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَمِّرْ عَلَيْنَا رَجُلًا يَؤُمُّنَا مِنْ قَوْمِنَا،فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ لِمَا رَأَى مِنْ حِرْصِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ،وَكَانَ قَدْ تَعَلَّمَ سُوَرًا مِنَ الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ

ایک روایت میں ہے اہل وفد نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ایک آدمی کو ہمارا امیر مقرر فرما دیں جو ہماری امارت کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابی العاص کی خواہش دین فہمی سے واقف تھے، لہذا انہی کو ان کا امیر مقرر فرما دیا، تمام اراکین وفد نے آپ کے حکم کے سامنے سر جھکا دیا، ان لوگوں نے مدینہ منورہ سے نکلنے سے قبل قرآن مجید کی چند سورتیں یاد کر لی تھیں۔

پھر آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

قَالَ يَا عُثْمَانُ تجوَّز فِي الصَّلاة، وَاقْدُرِ النَّاس بِأَضْعَفِهِمْ فإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ والصَّغير والضَّعيف وَذَا الْحَاجَةِ

نماز پڑھاتے وقت لوگوں کی حالت کا خیال رکھنا ان میں بوڑھے، بچے، بیمار، کمزور اور کاروباری ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

قَالَ: أَنْتَ إِمَامُهُمْ فَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ واتَّخذ مُؤَذِّنًا لا يَأْخُذُ عَلَى أذانه أجراً

[1] مجموعه الوثائق ۳۸۵/۱، کتاب الاموال لابن زنجویه ۴۵۲/۲، الاموال للقاسم بن سلام ۲۴۷/۱

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ان کا امام ہے پس ان کے کمزوروں کی اقتداء کر اور ایسے شخص کو موذن مقرر کر جو اپنی اذان میں اجرت نہ لے۔ (۱)

یعنی افضل واعلی یہی ہے کہ یہ منصب کسی ایسے شخص کے سپرد کیا جائے جو اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کرے، اگر ایسا کوئی شخص میسر نہ ہو تو تنخواہ پر موذن رکھا جاسکتا ہے کیونکہ اس عمل میں ایک اہم دینی مصلحت ہے۔

وَكَانُوا يَغْدُونَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ يَوْمٍ، وَيُخَلِّفُونَ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ عَلَى رِحَالِهِمْ لِأَنَّهُ أَصْغَرُهُمْ،فَكَانَ عثمان كُلَّمَا رَجَعَ الْوَفْدُ إِلَيْهِ وَقَالُوا بِالْهَاجِرَةِ، عَمَدَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَسَأَلَهُ عَنِ الدِّينِ وَاسْتَقْرَأَهُ الْقُرْآنَ،فَاخْتَلَفَ إِلَيْهِ عثمان مِرَارًا حَتَّى فَقِهَ فِي الدِّينِ وَعَلِمَ، وَكَانَ إِذَا وَجَدَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمًا عَمَدَ إِلَى أَبِي بكر، وَكَانَ يَكْتُمُ ذَلِكَ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَعْجَبَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحَبَّهُ

یہ وفد ہر روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا، اور عثمان بن ابی العاص کو اپنے سامان کا نگران بنا کر انہیں پیچھے چھوڑ آتے کیونکہ یہ وفد ثقیف کے سب سے کم عمر رکن تھے، لیکن فہم وفراست، شوق تعلیم اور جوش ایمانی کی بنا پر وہ سب اہل وفد پر فائق تھے چنانچہ جب وفد واپس آتا تو عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور دین کے مسائل پوچھتے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرتے، اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ کو بکثرت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے مواقع ملتے رہے یہاں تک کہ دین کے مختلف معاملات ومسائل میں بلا کی مہارت اور تفقہ حاصل کرلیا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ سوئے ہوئے ہوتے تو یہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فہم دین حاصل کرتے، عثمان رضی اللہ عنہ نے خدمت اقدس میں اپنی حاضری کو اپنے ساتھیوں سے خفیہ اور پوشیدہ رکھا، رسول اللہ ﷺ کو عثمان بن ابی العاص کی یہ ادا بھا گئی تو آپ ﷺ ان سے محبت کرنے لگے۔ (۲)

وفد ثقیف رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر طائف پہنچا تو بیشتر بنو ثقیف اور ان کے احلاف حلقہ بگوش اسلام ہو گئے،

أنه لم يبق بمكّة والطّائف أحد من قريش وثقيف في حَجّةِ الْوَدَاعِ إلّا كان أسلم وشهدها

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کچھ عرصہ بعد حجۃ الوداع کا موقع آیا تو مکہ اور طائف سے کوئی قریشی اور ثقفی ایسا نہ تھا جو مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہوا ہو۔ (۳)

بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَالْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ فِي هَدْمِ الطَّاغِيَةِ،فَلَمَّا قَدِمُوا عَمَدُوا إِلَى اللاتِ لِيَهْدِمُوهَا، وَاسْتَكَفَّتْ ثَقِيفُ كُلُّهَا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ، حَتَّى خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْحِجَالِ

---

(۱) سنن ابوداودكتاب الصلاة بَابُ أَخْذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّأْذِينِ ۵۳۱،جامع ترمذی ابواب الصلوٰةبَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَأْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلَى الْأَذَانِ أَجْرًا ۲۰۹،مستدرک حاکم ۷۱۵

(۲) زادالمعاد ۵۲۱،۳

(۳) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۴۳۴،۶

لَا تَرَى عَامَّةُ ثَقِيفٍ أَنَّهَا مَهْدُومَةٌ يَظُنُّونَ أَنَّهَا مُمْتَنِعَةٌ، فَقَامَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَخَذَ الْكِرْزِيْنِ وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: وَاللهِ لَأُضْحِكَنَّكُمْ مِنْ ثَقِيفٍ، فَضَرَبَ بِالْكِرْزِيْنِ ثُمَّ سَقَطَ يَرْكُضُ، فَارْتَجَّ أَهْلُ الطَّائِفِ بِضَجَّةٍ وَاحِدَةٍ، وَقَالُوا: أَبْعَدَ اللهُ المغيرة قَتَلَتْهُ الرَّبَّة، وَفَرِحُوا حِينَ رَأَوْهُ سَاقِطًا

وفد کی روانگی کے چند دن بعد رسول اللہ ﷺ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ (اور ایک روایت کے مطابق خالد رضی اللہ عنہ بن ولید) کو بھی لات اور اس کے معبد کو زمین بوس کرنے کے لئے طائف بھیجا،اہل طائف میں سے اکثر مسلمان ہو چکے تھے لیکن پھر بھی ان کے دل سے لات کی ہیبت نہیں گئی تھی،جب یہ لوگ پہنچے اور انہوں نے لات کو منہدم کرنے کا ارادہ کیا تو اس منظر کو دیکھنے کے لیے بنو ثقیف کے تمام مرد عورتیں اور بچے حتی کہ پردہ دار عورتیں بھی باہر نکل آئیں اور ثقیف کے عوام کا یہ عقیدہ تھا کہ اسے گرایا نہیں جا سکتا،مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ اٹھے اور بڑا سا کلہاڑا پکڑا اور اپنے ساتھیوں سے کہا اللہ کی قسم! ثقیف (کی جہالت کے باعث) میں آپ لوگوں کو خوب ہنساؤں گا،اس کے بعد انہوں نے لات پر گرز مارا اور لڑکھڑاتے ہوئے (قصداً) گر پڑے اور ایڑیاں پٹکنے لگے،اہل طائف میں ایک شور بلند ہوا اور وہ آپس میں کہنے لگے اللہ مغیرہ کو ہلاک کرے،اسے ہماری دیوی ربہ نے ہلاک کر دیا ہے،اور انہیں گرا ہوا دیکھ کر خوب خوش ہوئے،

وَقَالُوا: مَنْ شَاءَ مِنكُمْ فَلْيَقْرَبْ وَلْيَجْتَهِدْ عَلَى هَدْمِهَا، فَوَاللهِ لَا تُسْتَطَاعُ ، فَوَثَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ: قَبَّحَكُمُ اللهُ يَا مَعْشَرَ ثَقِيفٍ، إِنَّمَا هِيَ لَكَاعُ حِجَارَةٍ وَمَدَرٍ، فَاقْبَلُوا عَافِيَةَ اللهِ وَاعْبُدُوهُ، ثُمَّ ضَرَبَ الْبَابَ فكَسَرَهُ، ثُمَّ عَلَا سُورَهَا وَعَلَا الرِّجَالُ مَعَهُ، فَمَا زَالُوا يَهْدِمُونَهَا حَجَرًا حَجَرًا حَتَّى سَوَّوْهَا بِالْأَرْضِ

اور کہنے لگے اب تم میں سے جو چاہے آگے بڑھے اور اس دیوی کو منہدم کرنے کی کوشش کر دیکھے،بخدا!یہ کام کسی کے بس کا روگ نہیں ،ناممکن ہے محال ہے،ان کی یہ باتیں سن کر مغیرہ کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے ثقیف کے لوگو! اللہ تمہارا منہ کالا کرے یہ تو پتھر اور مٹی کا ایک ٹکڑا ہے،اس لیے اللہ کی پناہ میں آؤ اور اسی کی عبادت کرو پھر دروازہ کو ٹھوکر مار توڑ دیا اور آدمیوں سمیت اوپر چڑھ گئے اور ایک ایک پتھر گرا کر اسے منہدم کر کے زمین سے ملا دیا۔

مغازی واقدی میں ان کے یہ الفاظ ذکر کیے گئے ہیں

فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ ثَقِيفٍ، كَانَتْ الْعَرَبُ تَقُولُ: مَا مِنْ حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَعْقَلُ مِنْ ثَقِيفٍ، وَمَا مِنْ حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَحْمَقُ مِنْكُمْ!وَيْحَكُمْ، وَمَا اللَّاتُ وَالْعُزَّى، وَمَا الرَّبَّةُ؟ حَجَرٌ مِثْلُ هَذَا الْحَجَرِ، لَا يَدْرِي من عبده ومن لم يعبده! ويحكم، أتسع اللَّاتُ أَوْ تُبْصِرُ أَوْ تَنْفَعُ أَوْ تَضُرّ؟

اے ثقیف کے لوگو!عرب کہا کرتے تھے کہ عرب کے قبیلوں میں بھی ثقیف سے بڑا عقلمند نہیں اور اب تم سے زیادہ کوئی احمق اور بے وقوف بھی کوئی نہیں،تم پر افسوس!یہ لات اور عزی اور ربہ کچھ نہیں ہیں،یہ ایک پتھر دوسرے پتھروں کی طرح،اور یہ نہیں جانتا کہ کون اس کی عبادت کر رہا ہے اور کون نہیں،تم پر افسوس! کیا لات سنتا اور دیکھتا ہے یا کیا یہ نفع یا نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتا ہے۔[1]

[1] مغازی واقدی ۹۷۲،۳

اس کے بعد دروازے پر ضرب لگائی اور اسے توڑ دیا، پھر معبد کی فصیل پر چڑھ گئے اور دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ اوپر چڑھ گئے اور اسے منہدم کرنا شروع کر دیا، اور آخر کار سب نے مل کر نہ صرف عمارت کا ایک ایک پتھر گرا دیا، بلکہ اس کی بنیادیں تک کھود ڈالیں،

وَجَعَلَ صَاحِبُ الْمِفْتَاحِ يَقُولُ: لَيَغْضَبَنَّ الْأَسَاسُ فَلَيَخْسِفَنَّ بِهِمْ ، فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ المغيرة قَالَ لخالد: دَعْنِي أَحْفِرْ أَسَاسَهَا، فَحَفَرَهُ حَتَّى أَخْرَجُوا تُرَابَهَا وَانْتَزَعُوا حُلِيَّهَا وَلِبَاسَهَا، فَبُهِتَتْ ثَقِيفٌ ، فَقَالَتْ عَجُوزٌ مِنْهُمْ:لَتَبْكِيَنَّ دُفَّاعٌ ،أَسْلَمَهَا الرِضَاعُ ،لَمْ يُحْسِنُوا المَصَاعَ، وَأَقْبَلَ الْوَفْدُ حَتَّى دَخَلُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلِيِّهَا وَكِسْوَتِهَا، فَقَسَمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ، وَحَمِدَ اللهَ عَلَى نُصْرَةِ نَبِيِّهِ وَإِعْزَازِ دِينِهِ

معبد کے کلید بردار نے کہا اس کی بنیاد ضرور غضب ڈھائے گی اور انہیں زمین میں دھنسا دے گی، جب مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سے کہنے لگے ٹھہرو ذرا میں اس کی بنیاد کھود ڈالوں، انہوں نے بنیاد کھود کر اس کی مٹی نکالی اور پھر دیوی کے زیورات اور لباس نکال لئے، یہ دیکھ کر ثقیف حیران رہ گئے، اور ان کی ایک بڑھیا کہنے لگی لوگوں پر روکہ بزدلوں نے اپنے بتوں کو دشمنوں کے حوالے کر دیا اور ان سے معرکہ آرا نہ ہوئے، پھر یہ وفد زیورات اور لباس وغیرہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اسے تقسیم فرما دیا، اور اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی کہ اس نے اپنے نبی کی نصرت فرمائی اور اپنے دین کو اعزاز وشرف بخشا۔[1]

فَلَمَّا أَسْلَمَ أَهْلُ الطَّائِفِ، سَأَلَ أبو مليح رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْضِيَ عَنْ أَبِيهِ عروة دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِ الطَّاغِيَةِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَعَمْ،فَقَالَ لَهُ قَارِبُ بْنُ الْأَسْوَدِ: وَعَنِ الأسود يَا رَسُولَ اللهِ فَاقْضِهِ وعروة والأسود أَخَوَانِ لِأَبٍ وَأُمٍّ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ الْأَسْوَدَ مَاتَ مُشْرِكًا،فَقَالَ قَارِبُ بْنُ الْأَسْوَدِ: يَا رَسُولَ اللهِ لَكِنْ تَصِلُ مُسْلِمًا ذَا قَرَابَةٍ يَعْنِي نَفْسَهُ وَإِنَّمَا الدَّيْنُ عَلَيَّ، وَأَنَا الَّذِي أُطْلَبُ بِهِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبا سفيان أَنْ يَقْضِيَ دَيْنَ عروة والأسود مِنْ مَالِ الطَّاغِيَةِ، فَفَعَلَ

جب اہل طائف نے اسلام قبول کر لیا تو ابو ملیح رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! طاغیہ کے معبد سے ہمارے باپ عروہ کا قرضہ ادا کر دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی بات ہے، قارب بن اسود نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں عروہ اور اسود دونوں سگے بھائی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسود تو مشرک مرا ہے، قارب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنی میرے ساتھ کیونکہ اب تو وہ قرض مجھ کو ادا کرنا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لات کے بت خانے سے جو مال برآمد ہو اول اس سے عروہ اور اسود کا قرضہ ادا کر دینا جو ادا کر دیا گیا۔[2]

لات اور پھر معبد کی بربادی کے بعد اہل طائف کے دلوں میں توحید کی بنیاد مستحکم ہوگئی اور وہ اسلام کے بازوئے شمشیر بن گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب ارتداد کی لہر چلی تو بنو ثقیف نے بھی اسی میں بہنے کا عزم کیا، مگر عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص

[1] زادالمعاد ۵۲۴؍۳،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۰۳؍۵

[2] زادالمعاد ۴۳۹؍۳،ابن ہشام ۵۴۲؍۲،الروض الانف ۴۲۰؍۷،عیون الآثر ۲۸۳؍۲،شرح الزرقانی علی المواہب ۱۲۶؍۵

نے اپنی قوم کو مخاطب ہو کر کہا اے ثقیف کے لوگو! تم سے قبائل سے آخر میں ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوئے ہو، تمہارے لئے مناسب نہیں کہ سب سے پہلے اسلام سے پلٹ جاؤ، ان کا یہ پرخلوص جملہ سن کر ان کی قوم اسلام پر ثابت قدم رہی۔

عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کا قبول اسلام

ربیع اوال نو ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو بنو طے کی طرف روانہ فرمایا تھا جس میں عدی بن حاتم شام کی طرف فرار ہو گئے تھے، مگر پھر نو ہجری کے اختتام پر ماہ رمضان میں قبول اسلام کے لئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، وہ اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

وَأَمَّا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ فَكَانَ يَقُولُ، فِيمَا بَلَغَنِي: مَا مِنْ رَجُلٍ مِنْ الْعَرَبِ كَانَ أَشَدَّ كَرَاهِيَةً لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ سَمِعَ بِهِ مِنِّي، أَمَا أَنَا فَكُنْتُ امْرَأً شَرِيفًا، وَكُنْتُ نَصْرَانِيًّا، وَكُنْتُ أَسِيرُ فِي قَوْمِي بِالْمِرْبَاعِ ، فَكُنْتُ فِي نَفْسِي عَلَى دِينٍ، وَكُنْتُ مَلِكًا فِي قَوْمِي، لِما كَانَ يُصْنَعُ بِي ،فَلَمَّا سَمِعْتُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهْتُهُ،فَقُلْتُ لِغُلَامٍ كَانَ لِي عَرَبِيٍّ، وَكَانَ رَاعِيًا لِإِبِلِي : لَا أَبَا لَكَ، أَعْدِدْ لِي مِنْ إِبِلِي أَجَمَالًا ذُلُلًا سِمَانًا، فَاحْتَبِسْهَا قَرِيبًا مِنِّي، فَإِذَا سَمِعْتَ بِجَيْشٍ لِمُحَمَّدٍ قَدْ وَطِئَ هَذِهِ الْبِلَادَ فَآذِنِّي

عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرنے والا نہ ہو گا، میں ایک شریف نصرانی آدمی تھا میں اپنی قوم کی آمدنی کا چوتھائی حصہ لیتا ہوں اور اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور ان کے سارے انتظام میں ہی کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد ہر طرف سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے مگر مجھے اپنے دین کی صداقت پر پورا یقین تھا، ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتوحات کا دائرہ روز بروز وسیع ہونے لگا اب میں اپنی حکومت اور دین کے بارے میں خطرہ محسوس کرنے لگا، اسی زمانے میں ایک شخص مدینہ سے آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں فرمایا ہے کہ کسی دن بنو طے کے سردار عدی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہو گا، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا تو میں پریشان ہو گیا، میرا ایک عربی غلام تھا جو میرے اونٹ چرایا کرتا تھا، میں نے اسے حکم دیا کہ تو میرے اونٹوں میں سے چند موٹے تازے، سدھائے ہوئے، تیز رفتار اونٹ ہر وقت تیار رکھو، اور جب تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر کے اس طرف آنے کی خبر سنے تو فوراً مجھے اطلاع کر دینا،

فَفَعَلَ، ثُمَّ إِنَّهُ أَتَانِي ذَاتَ غَدَاةٍ، فَقَالَ: يَا عَدِيُّ، مَا كُنْتَ صَانِعًا إِذَا غَشِيَتْكَ خَيْلُ مُحَمَّدٍ، فَاصْنَعْهُ الْآنَ، فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَايَاتٍ، فَسَأَلْتُ عَنْهَا، فَقَالُوا: هَذِهِ جُيُوشُ مُحَمَّدٍ،قَالَ: فَقُلْتُ: فَقَرِّبْ إِلَيَّ أَجْمَالِي، فَقَرَّبَهَا، فَاحْتَمَلْتُ بِأَهْلِي وَوَلَدِي، ثُمَّ قلت: أَلحق بأهلى دِينِي مِنْ النَّصَارَى بِالشَّامِ فَسَلَكْتُ الْجُوْشِيَّةَ ، وَيُقَالُ: الْحَوْشِيَّةُ فِيمَا قَالَ ابْنُ هِشَامٍ وَخَلَّفْتُ بِنْتًا لِحَاتِمٍ فِي الْحَاضِرِ ، فَلَمَّا قَدِمْتُ الشَّامَ أَقَمْتُ بِهَا

اس نے میری ہدایت کے مطابق عمل کیا، اور ایک دن وہ غلام دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور مجھے بتلایا کہ اے عدی! میں نے لہراتے ہوئے

جھنڈے دیکھے ہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کے لشکر کے آنے پر جو کچھ تم نے کرنا ہے وہ آج کرلو، میں نے پوچھا یہ جھنڈے کیسے ہیں، تو لوگوں نے بتایا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر کے جھنڈے ہیں عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے غلام سے کہا تو جلد جاکر اونٹوں کو لے آ، غلام اونٹوں کو لے آیا اور میں اپنے اہل وعیال کو ان پر سوار کر کے اپنے ہم مذہب عیسائیوں کے پاس ملک شام روانہ ہوا فقط ایک میری بہن حاتم طائی کی بیٹی مجھ سے بچھڑ گئی اس کو میں اس افراتفری مچی میں اپنے ساتھ نہ لاسکا اور میں نے ملک شام میں جوشیہ بستی میں سکونت اختیار کرلی،

وَتُخَالِفُنِي خَيْلٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتُصِيبُ ابْنَةَ حَاتِمٍ، فِيمَنْ أَصَابَتْ ، فَقُدِمَ بِهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبَايَا مِنْ طَيِّئٍ، وَقَدْ بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَرَبِي إِلَى الشَّامِ، قَالَ: فَجُعِلَتْ بِنْتُ حَاتِمٍ فِي حَظِيرَةٍ بِبَابِ الْمَسْجِدِ، كَانَتْ السَّبَايَا يُحْبَسْنَ فِيهَا

میرے بعد وہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لشکر پہنچا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ حاتم طائی کی بیٹی سفانہ کو بھی گرفتار کرلیا اور پھر قیدیوں کو مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے شام کی طرف فرار ہونے کی اطلاع ملی، اور ان سب قیدیوں کو ایک خیمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے دروازے کے آگے رکھا گیا، انہی میں میری بہن بھی تھی اور وہ بڑی ہمت اور جرات اور عقل مند عورت تھی،

فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَتْ إِلَيْهِ، وَكَانَتْ امْرَأَةً جَزْلَةً ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، نَأَى الْوَافِدُ، وَانْقَطَعَ الْوَلَدُ، وَأَنَا عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ، مَا بِي مِنْ خِدْمَةٍ، فَمُنَّ عَلَيَّ، مَنَّ اللهُ عَلَيْكَ،قَالَ:مَنْ وَافِدُكِ؟قَالَتْ: عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ،قَالَ:الَّذِي فَرَّ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ؟قَالَتْ: ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكَنِي

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس خیمہ کے پاس سے گزرے تو وہ کھڑی ہوگئی، اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ مر چکا ہے میرا نگران بھاگ کر دوسرے ملک چلا گیا ہے، میں بہت بوڑھی ہو چکی ہوں اور کسی خدمت کے قابل نہیں ہوں آپ مجھ پر احسان فرمائیں اللہ آپ پر احسان فرمائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرا نگران کون تھا؟ وہ بولی عدی بن حاتم میں اس کی بہن ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی عدی جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگ گیا ہے، میری بہن سفانہ نے اثبات میں جواب دیا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہاں چھوڑ کر آگے چلے گئے،

حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ مَرَّ بِي، فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ بِالْأَمْسِ ،قَالَتْ: حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ الْغَدِ مَرَّ بِي وَقَدْ يَئِسْتُ مِنْهُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِهِ أَنْ قُومِي فَكَلِّمِيهِ،قَالَتْ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَ الْوَالِدُ، وَغَابَ الْوَافِدُ، فَامْنُنْ عَلَيَّ مَنَّ اللهُ عَلَيْكَ،فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ فَعَلْتُ، فَلَا تَعْجَلِي بِخُرُوجٍ حَتَّى تَجِدِي مِنْ قَوْمِكِ مَنْ يَكُونُ لَكِ ثِقَةً، حَتَّى يُبَلِّغَكِ إِلَى بِلَادِكِ ثُمَّ آذِنِينِي

دوسرے دن آئے تو میں نے وہی بات کہی جو پہلے دن کہی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے وہ باتیں کیں جو کل کہی تھیں، تیسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم

پھر تشریف لائے لیکن مایوس ہونے کی وجہ سے میں خاموش رہی اور آپ ﷺ سے کچھ نہ کہا، آپ کے پیچھے آنے والے ایک شخص نے اشارہ کیا کہ کھڑی ہو کر آپ ﷺ سے بات کروں، چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا باپ مر چکا ہے، میرا نگران بھاگ گیا ہے مجھ پر احسان فرمائیں اللہ آپ پر احسان فرمائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا بہت اچھا، جب تک باوثوق آدمی نہ ملے جو تمہیں تمہاری قوم میں پہنچا دے یہاں سے نہ جانا، اور جاتے وقت مجھے اطلاع دے کر جانا،

فَسَأَلْتُ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي أَشَارَ إِلَيَّ أَنْ أُكَلِّمَهُ، فَقِيلَ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ،وَأَقَمْتُ حَتَّى قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَلِيٍّ أَوْ قُضَاعَةَ، قَالَتْ: وَإِنَّمَا أُرِيدُ أَنْ آتِيَ أَخِي بِالشَّامِ، قَالَتْ: فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ قَوْمِي، لِي فِيهِمْ ثِقَةٌ وَبَلَاغٌ،قَالَتْ: فَكَسَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَمَلَنِي، وَأَعْطَانِي نَفَقَةً، فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ الشَّامَ

پھر میں نے اس آدمی کے متعلق پوچھا جس نے آپ سے بات کرنے کے متعلق اشارہ کیا تھا تو لوگوں نے کہا وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہیں، کہتی ہیں میں وہیں تھی یہاں تک کہ بنیقضاعہ کے چند لوگ آئے جو شام جا رہے تھے، اور میں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا چاہتی تھی، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں جن پر مجھے بھروسہ ہے، آپ مجھے جانے کی اجازت فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے از راہ لطف و کرم مجھے پہننے کے لئے کپڑے، سواری کے لئے اونٹ اور خرچ کرنے کے لئے کچھ نقدی عطا فرمائی، میں ان کے ساتھ روانہ ہو گئی یہاں تک کہ میں شام پہنچ گئی، سفانہ رضی اللہ عنہا کو علم تھا کہ عدی کا قیام کس جگہ ہے، مدینہ منورہ سے وہ سیدھی جوشیہ پہنچیں،

قَالَ عديّ: فو الله إِنِّي لَقَاعِدٌ فِي أَهْلِي، إِذْ نَظَرْتُ إِلَى ظَعِينَةٍ تَصُوبُ إِلَيَّ تُؤْمِنَاقَالَ: فَقُلْتُ ابْنَةُ حَاتِمٍ، قَالَ: فَإِذَا هِيَ هِيَ،فَلَمَّا وَقَفَتْ عَلَيَّ انْسَحَلَتْ تَقُولُ: الْقَاطِعُ الظَّالِمُ، احْتَمَلْتَ بِأَهْلِكَ وَوَلَدِكَ، وَتَرَكْتُ بَقِيَّةَ وَالِدِكَ عَوْرَتَكَ،قَالَ: قُلْتُ: أَيْ أُخَيَّةُ، لَا تَقُولِي إِلَّا خيرا، فو الله مَا لِي مِنْ عُذْرٍ، لَقَدْ صَنَعْتُ مَا ذَكَرْتُ

عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں نے دیکھا کہ اونٹ پر ایک عورت سوار چلی آ رہی ہے مجھے شک گزرا کہ یہ میری بہن ہے لیکن پھر خیال آیا کہ اسے تو مسلمان اسیر کر کے لے گئے ہیں وہ یہاں کیسے آ سکتی ہے، معاً محمل کا پردہ اٹھا اور یہ الفاظ میرے کانوں میں پڑے ظالم، قاطع رحم، تف ہے تجھ پر! اپنے اہل و عیال کو لے آئے اور مجھے وہاں تنہا چھوڑ دیا یہ تو نے کیا حرکت کی، عدی کہتے ہیں بہن کی باتیں سن کر میں سخت شرمندہ ہوا اور کہا اے میری بہن تمہیں مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے، میں اس افراتفری میں بالکل مجبور ہو گیا تھا ورنہ تمہیں ضرور اپنے ساتھ یہاں لے کر آتا،

قَالَ: ثُمَّ نَزَلَتْ فَأَقَامَتْ عِنْدِي، فَقُلْتُ لَهَا: وَكَانَتْ امْرَأَةً حَازِمَةً، مَاذَا تَرَيْنَ فِي أَمْرِ هَذَا الرَّجُلِ؟قَالَتْ: أَرَى وَاللَّهِ أَنْ تَلْحَقَ بِهِ سَرِيعًا، فَإِنْ يَكُنْ الرَّجُلُ نَبِيًّا فَلِلسَّابِقِ إِلَيْهِ فَضْلُهُ، وَإِنْ يَكُنْ مَلِكًا فَلَنْ تَذِلَّ فِي عِزِّ الْيَمَنِ، وَأَنْتَ أَنْتَ،قُلْتُ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا الرَّأْيُ، قَالَ عدي: فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ الْقَوْمُ: هَذَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ

،وَجِئْتُ بِغَيْرِ أَمَانٍ وَلَا كِتَابٍ

وہ خاموش ہوگئی، پھر سواری سے اتر کر کچھ دیر آرام کر چکی تو میں نے پوچھا تم نے اس شخص کو کیسے پایا؟ میری بہن کہنے لگی رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ وہ سلوک فرمایا ہے جو تیرا باپ بھی نہیں کر سکتا تھا، عدی نے بہن سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہیں؟ سفانہ نے کہا اللہ کی قسم! میری رائے ہے کہ تم جلد از جلد جا کر ان سے ملو، اگر وہ واقعی نبی ہیں تو ان کی خدمت میں پہلے حاضر ہونے والے کو فضیلت حاصل ہوگی، اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو آپ بھی ذی رتبہ خاندانی آدمی ہیں، ان کی مصاحبت میں باعزت منصب پر فائز رہ سکیں گے اور تو تو ہی ہے، عدی رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے کہا اللہ کی قسم! یہ بہترین رائے ہے، عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بہن کے اصرار پر میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا یہ عدی بن حاتم آ رہا ہے، میں کسی کی چٹھی یا امان لے کر نہیں آیا تھا،

فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقَ بِي إِلَى بَيته، فو الله إِنَّهُ لَعَامِدٌ بِي إِلَيْهِ، إِذْ لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ ضَعِيفَةٌ كَبِيرَةٌ، فَاسْتَوْقَفَتْهُ، فَوَقَفَ لَهَا طَوِيلًا تُكَلِّمُهُ فِي حَاجَتِهَا،قَالَ: قُلْتُ فِي نَفْسِي: وَاللَّهِ مَا هَذَا بِمَلِكٍ،قَالَ: ثُمَّ مَضَى بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا دَخَلَ بِي بَيْتَهُ، تَنَاوَلَ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ مَحْشُوَّةٍ لِيفًا، فَقَذَفَهَا إِلَيَّ، فَقَالَ: اجْلِسْ عَلَى هَذِهِ، قَالَ: قُلْتُ: بَلْ أَنْتَ فَاجْلِسْ عَلَيْهَا،فَقَالَ: بَلْ أَنْتَ، فَجَلَسْتُ عَلَيْهَا وَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَرْضِ،قَالَ: قُلْتُ فِي نَفْسِي: وَاللَّهِ مَا هَذَا بِأَمْرِ مَلِكٍ

رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور مجھے ساتھ لے کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں ایک ضعیف عورت ملی اور اس نے آپ ﷺ کو روک کر دیر تک اپنی حاجت عرض کی، رسول اللہ ﷺ اس کی خاطر کھڑے رہے، میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم! یہ بادشاہ نہیں ہے، بادشاہوں کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے، پھر رسول اللہ ﷺ مجھے لے کر اپنے گھر میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا اور فرمایا اس پر بیٹھو، میں نے عرض کیا آپ اس پر تشریف رکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم ہی اس پر بیٹھو میں اس گدے پر بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ سامنے زمین پر بیٹھ گئے، میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے،

ثُمَّ قَالَ: إِيهِ يَا عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ! أَلَمْ تَكُ رَكُوسِيًّا ؟قَالَ: قُلْتُ: بلى،(قَالَ) : أولم تَكُنْ تَسِيرُ فِي قَوْمِكَ بِالْمِرْبَاعِ؟قَالَ: قُلْتُ: بَلَى،قَالَ: فَإِنَّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ يَحِلُّ لَكَ فِي دِينِكَ، قَالَ قُلْتُ: أَجَلْ وَاللَّهِ،وَقَالَ: وَعَرَفْتُ أَنَّهُ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ، يَعْلَمُ مَا يُجْهَلُ، ثُمَّ قَالَ:لَعَلَّكَ يَا عَدِيُّ إِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنْ دُخُولٍ فِي هَذَا الدِّينِ مَا تَرَى من حَاجتهم، فو الله لَيُوشِكَنَّ الْمَالُ أَنْ يَفِيضَ فِيهِمْ حَتَّى لَا يُوجد من يَأْخُذهُ،وَلَعَلَّكَ إِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنْ دُخُولٍ فِيهِ مَا تَرَى مِنْ كَثْرَةِ عَدُوِّهِمْ وَقلة عددهمْ، فو الله لِيُوشِكَنَّ أَنْ تَسْمَعَ بِالْمَرْأَةِ تَخْرُجُ مِنَ الْقَادِسِيَّةِ عَلَى بَعِيرِهَا (حَتَّى) تَزُورَ هَذَا الْبَيْتَ، لَا تَخَافُ ، وَلَعَلَّكَ إِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنْ دُخُولٍ فِيهِ أَنَّكَ تَرَى أَنَّ الْمُلْكَ وَالسُّلْطَانَ فِي غَيْرِهِمْ،وَايْمُ اللهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ تَسْمَعَ بِالْقُصُورِ الْبِيضِ مِنْ أَرْضِ بَابِلَ قَدْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَأَسْلَمْتُ

پھر فرمایا اے عدی! بتاؤ تم رکوسی (نصاریٰ کا ایک فرقہ) نہیں تھے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں، فرمایا کیا تم اپنی قوم سے آمدنی کا چوتھا حصہ نہیں لیتے تھے؟ میں نے کہا ہاں میں اپنی قوم سے آمدنی کا چوتھا حصہ لیتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام تھا، میں نے کہا اللہ کی قسم! آپ درست فرماتے ہیں، میں نے جان لیا ہے کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں، آپ وہ باتیں جانتے ہیں جن سے دوسرے ناواقف ہیں، پھر فرمایا اے عدی! شاید تم دین اسلام کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ اس کے ماننے والے محتاج ہیں، اللہ کی قسم! عنقریب ان کو اتنا مال ملے گا کہ ان میں اس کو لینے والا کوئی نہیں رہے گا، شاید تم دین اسلام کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ اس کے ماننے والے تھوڑے اور اس کے دشمن زیادہ ہیں، اللہ کی قسم! جلد وہ وقت آنے والا ہے، تم سنو گے کہ ایک عورت تن تنہا قادسیہ سے اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی اور بیت اللہ کا حج کرے گی، اللہ کے سوا اس کو کوئی خوف نہیں ہو گا، شاید تم دین اسلام میں اس لئے داخل نہیں ہوتے کہ حکومت اور سلطنت اس کے دشمنوں کے ہاتھ میں ہے؟ اللہ کی قسم! تم جلد سن لو گے کہ بابل کے سفید محل فتح ہو کر اہل اسلام کے قبضہ میں آ گئے ہیں، عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی تقریر سن کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کو ان کے قبول اسلام پر بہت خوشی ہوئی اور آپ نے انہیں اپنی طرف سے قبیلہ طے کی امارت پر ممتاز فرمایا، بعض روایات کے مطابق عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کے قبول اسلام کا واقعہ ۱۰ ہجری کا ہے۔

ابن اسحاق کی دوسری روایت میں ہے، جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی

فَقَالَ لَهُ: يَا عَدِيُّ بْنَ حَاتِمٍ مَا أَفَرَّكَ أَنْ يُقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟فَهَلْ مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللهُ؟ مَا أَفَرَّكَ أَنْ يُقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ؟ فَهَلْ شَيْءٌ هُوَ أَكْبَرُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: فَأَسْلَمْتُ، فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ اسْتَبْشَرَ، وَقَالَ:إِنَّ الْمَغْضُوبَ عَلَيْهِمُ الْيَهُودُ، وإِنَّ الضَّالِّينَ النَّصَارَى، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي حَنِيفٌ مُسْلِمٌ،قَالَ: فَرَأَيْتُ وَجْهَهُ يَنْبَسِطُ فَرَحًا،قَالَ: ثُمَّ أَمَرَنِي فَأُنْزِلْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَجَعَلْتُ أَغْشَاهُ، آتِيهِ طَرَفَيِ النَّهَارِ

اور فرمایا تم کس چیز سے بھاگ رہے ہو؟ کیا لاالٰہ الااللہ کا اقرار کرنے سے بھاگ رہے ہو؟ کیا تمہارے علم میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟ پھر فرمایا کیا تم اللہ اکبر کہنے سے بھاگ رہے؟ کیا تم اللہ کے سوا کسی اور کو بڑا سمجھتے ہو؟ تو عدی نے اسلام کا اعتراف کیا، اور عدی رضی اللہ عنہ کے اسلام پر نبی کریم ﷺ کا چہرہ خوشی سے پھولا نہ سمایا، آپ ﷺ نے فرمایا! یہود اللہ کے غضب کے مستحق ہیں اور عیسائی گمراہ ہیں، میں نے عرض کی میں ان دونوں گروہوں سے الگ ہو کر مسلمان ہوں، میں نے دیکھا کہ یہ سن کر آپ کا چہرہ خوشی سے کھل گیا، عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر آپ نے مجھے ایک انصاری کے گھر رہنے کا حکم دیا میں صبح و شام دو وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ (۲)

فَقَالَ:يَا عَدِيُّ بْنَ حَاتِمٍ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ،فَقُلْتُ: إِنِّي عَلَى دِينٍ، قَالَ:أَنَا أَعْلَمُ بِدِينِكَ مِنْكَ،قُلْتُ: أَنْتَ أَعْلَمُ بِدِينِي مِنِّي؟

(۱) ابن ہشام ۵۸۰؍۲،الروض الانف ۴۷۸؍۷،عیون الآثر ۲۹۶؍۲، تاریخ طبری ۱۱۴؍۳، البدایۃ والنہایۃ ۷۷؍۵،السیرۃ الحلبیۃ ۳۱۷؍۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۱۲۵؍۴

(۲) زادالمعاد ۴۵۳؍۳،تاریخ طبری ۱۱۲؍۳،البدایۃ والنہایۃ ۷۸؍۵،دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۳۹؍۵

قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:أَلَسْتَ رَكُوسِيًّا؟قُلْتُ: بَلَى،قَالَ:أَوَلَسْتَ تَرَأَسُ قَوْمَكَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى،قَالَ:أَوَلَسْتَ تَأْخُذُ الْمِرْبَاعَ؟قُلْتُ: بَلَى،قَالَ:ذَاكَ لَا يَحِلُّ لَكَ فِي دِينِكَ، قَالَ: فَلَمَّا قَالَهَا، تَوَاضَعْتُ مِنِّي هُنَيَّةً، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

ایک روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا عدی بن حاتم مسلمان ہو جاؤ سلامت سے رہو گے، میں نے کہا میں تو پہلے ہی دین دار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا میں تیرے دین کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں، میں نے عرض کیا آپ ﷺ میرے دین کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تم کورسی نہیں تھے؟ میں نے عرض کیا ہاں، فرمایا کیا تم اپنی کے بادشاہ نہ تھے، میں نے عرض کیا ہاں، فرمایا کیا تم اپنی قوم کی آمدنی کا چوتھا حصہ نہیں لیتے تھے؟ میں نے کہا ہاں میں اپنی قوم سے آمدنی کا چوتھا حصہ لیتا تھا، فرمایا تیرے مذہب میں تیرے لئے یہ جائز نہیں ہے، عدی کہتے ہیں یہ بات سن کر مجھے اپنا سر نیچا کرنا پڑا، اس کے بعد امام احمد نے وہی ذکر کیا ہے جو پہلے بیان ہوا ہے [1]

عدی رضی اللہ عنہ کی سحری کے وقت میں غلط فہمی:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ:وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ١٨٧ [2] عَمَدْتُ إِلَى عِقَالٍ أَسْوَدَ، وَإِلَى عِقَالٍ أَبْيَضَ، فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ، فَلاَ يَسْتَبِينُ لِي ،قَالَ لَهُ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِي عِقَالَيْنِ: عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ، أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ، إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ، وَبَيَاضُ النَّهَارِ

عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب قرآن مجید کی یہ آیت ترجمہ: نیز راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدۂ صبح کی دھاری نمایاں نظر آ جائے۔ نازل ہوئی تو میں نے ایک سیاہ اور ایک سفید ڈورا لیا اور ان کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا پھر رات بھر انہیں بار بار دیکھتا رہا، لیکن ان میں کوئی امتیاز نہ کر سکا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے تکیہ کے نیچے دو رسیاں رکھتا ہوں ایک سفید اور ایک سیاہ اور اس سے میں رات اور دن کو پہچان لیتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے بطور مذاح کے فرمایا پھر تو تمہارا تکیہ بہت ہی وسیع و عریض ہے (کہ صبح کا سفید خط اور سیاہ خط اس کے نیچے آ گیا تھا) ڈوروں سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے [3]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

[1] مسنداحمد ۱۹۳۷۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ۵٫۳۴۲

[2] البقرۃ ۱۸۷

[3] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۱۹۱۶، وکتاب التفسیرسورۃ البقرہ بَابُ قَوْلِهِ:وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلاَ تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي المَسَاجِدِ ۴۵۱۰، صحیح مسلم کتاب الصوم بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ ۲۵۳۳

عرب میں مکمل امن و امان کی پیشین گوئی:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الفَاقَةَ، ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ، فَقَالَ:يَا عَدِيُّ، هَلْ رَأَيْتَ الحِيرَةَ؟ قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا، وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا، قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِيرَةِ، حَتَّى تَطُوفَ بِالكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ،

عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی، پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے راستوں کی بدامنی کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عدی رضی اللہ عنہ! کیا تم نے حیرہ (کوفہ کے پاس ایک بستی کو) دیکھا ہے؟ میں نے کہا دیکھا تو نہیں البتہ نام سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ مکرمہ پہنچ کر) بیت اللہ کا طواف کرے گی اور (راستہ میں) اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر و خوف نہ ہو گا،

قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّئٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا البِلاَدَ ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى، قُلْتُ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلاَ يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ،

میں نے اپنے (حیرت سے) دل میں کہا پھر قبیلے طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہو گا، جنہوں نے شہروں کو تباہ کر دیا، اور انہوں نے فساد کی آگ سلگا رکھی ہے، اور اگر تم کچھ دنوں اور زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے، میں نے تعجب سے پوچھا کیا کسریٰ بن ہومز (کے خزانے)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) کسریٰ بن ہومز (کے خزانے)، اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ ایک آدمی ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا، اور ایسے شخص کو تلاش کرے گا (جو اس کی زکوٰۃ) کو قبول کر لے مگر اس مال کو قبول کرنے والا کوئی شخص نہ ملے گا،

وَلَيَلْقَيَنَّ اللَّهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ، وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، فَلَيَقُولَنَّ لَهُ: أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَقُولُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے، اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہو گا، جو اس کی گفتگو کی ترجمانی کرے (بلکہ پروردگار سے بلاواسطہ باتیں کرے گا)، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنہوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا بیشک بھیجے تھے، اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا میں نے تمہیں مال اور اولاد نہیں دیا تھا؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی، وہ عرض کرے گا بیشک تو نے دیا تھا، پھر وہ شخص اپنی داہنی طرف

دیکھے گا توسوائے جہنم کے کچھ نظر نہیں آئے گا، پھر وہ اپنی بائیں طرف دیکھے گا توسوائے جہنم کے کچھ نظر نہیں آئے گا،

قَالَ عَدِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍقَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ إِلَّا اللَّهَ ، وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ، لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو القَاسِمِ: صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ

عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے جہنم سے ڈرو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کرسہی، اگر کسی کو کھجور کا ٹکڑا بھی میسر نہ آسکے تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے، عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ تنہا حیرہ سے سفر کے لیے نکلی، اور (مکہ مکرمہ پہنچ کر) اس نے بیت اللہ کا طواف کیا، اور راستہ میں اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں تھا، اور مجاہدین اسلام کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہومز کے خزانے فتح کیے، اور (اے لوگو!) اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لوگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکوۃ کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (اور کوئی اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا)۔[1]

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ:ثُمَّ سَأَلُوهُ، فَحَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:أَمَّا بَعْدُ، فَلَكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ أَنْ تَرْتَضِخُوا مِنَ الْفَضْلِ، ارْتَضَخَ امْرُؤٌ بِصَاعٍ بِبَعْضِ صَاعٍ، بِقَبْضَةٍ، بِبَعْضِ قَبْضَةٍ . قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْثَرُ عِلْمِي أَنَّهُ قَالَ:بِتَمْرَةٍ، بِشِقِّ تَمْرَةٍ. وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَاقِي اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَائِلٌ مَا أَقُولُ: أَلَمْ أَجْعَلْكَ سَمِيعًا بَصِيرًا؟ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَوَلَدًا؟ فَمَاذَا قَدَّمْتَ؟ فَيَنْظُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ، وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَلَا يَجِدُ شَيْئًا، فَمَا يَتَّقِي النَّارَ إِلَّا بِوَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوهُ، فَبِكَلِمَةٍ لَيِّنَةٍ، إِنِّي لَا أَخْشَى عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ، لَيَنْصُرَنَّكُمُ اللَّهُ تَعَالَى، وَلَيُعْطِيَنَّكُمْ، أَوْ لَيَفْتَحَنَّ لَكُمْ، حَتَّى تَسِيرَ الظَّعِينَةُ بَيْنَ الْحِيرَةِ ويَثْرِبَ إِنَّ أَكْثَرَ مَا تَخَافُ السَّرَقَ عَلَى ظَعِينَتِهَا

ایک روایت یوں ہے عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن میں مجلس میں بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس اون کے کمبلوں میں ملبوس کچھ آدمی آئے جن کا بھوک وپیاس سے براحال تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد کھڑے ہو کر لوگوں کو ان کے ساتھ تعاون کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا لوگو! جس کے پاس کچھ بچا ہوا ہے وہ صدقہ کرے، صاع، آدھا صاع، مٹھی یا آدھی مٹھی دے سکتا ہے تو وہ اس کے دینے سے دریغ نہ کرے، شعبہ نے کہا کہ میرے علم کے مطابق انہوں نے یہ کہا آدھی کھجور تک دے کر اپنی جان آگ سے بچاؤ، تم میں سے ہر ایک نے اللہ کے پاس جانا ہے، اور اس نے تم سے وہ باتیں پوچھنی ہیں جو میں بتاتا ہوں، وہ پوچھے گا کیا میں نے تمہیں سننے اور دیکھنے کی صلاحیت نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تمہیں مال اور اولاد نہیں دیے تھے؟ (جواب ملے گا کیوں نہیں یا اللہ تو نے سب کچھ عطا فرمایا تھا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر تم نے اپنے لئے کیا آگے بھیجا؟ اس وقت انسان اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھے گا مگر اسے دوزخ سے بچانے والی کوئی چیز نظر نہیں آئے گی، اس لئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب الصدقتہ قبل الرد ۱۴۱۳،وکتاب فضائل ومناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۵۹۵

آج صدقہ خیرات کر کے خواہ آدھی کھجور ہی دو اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو، اگر دینے کے لئے کچھ نہیں ہے تو اچھی بات ہی کہو، مجھے تم پر فقر و فاقہ کا خوف نہیں اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں اتنا دے گا کہ ایک عورت مدینہ اور حیرہ کے درمیان اکیلی سفر کرے گی، مگر اونٹنی چوری ہونے سے زیادہ اس کو کوئی خوف نہیں ہوگا۔ (١)

فَدَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي عُنُقِ عَدِيِّ صَلِيبٌ مِنْ فِضَّةٍ، فَقَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ: اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ،قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوهُمْ، فَقَالَ: بَلَى، إِنَّهُمْ حَرَّمُوا عَلَيْهِمُ الْحَلَالَ، وَأَحَلُّوا لَهُمُ الْحَرَامَ، فَاتَّبَعُوهُمْ، فَذَلِكَ عِبَادَتُهُمْ إِيَّاهُمْ

عدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت عدی کے گلے میں چاندی کی صلیب لٹک رہی تھی، اس وقت آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ (٢) عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ہم تو اپنے علماء اور درویشوں کی عبادت نہیں کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں! جو کچھ یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اسے تم حرام مان لیتے ہو، اور جو کچھ یہ حلال قرار دیتے ہیں اسے حلال مان لیتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یہ تو ہم ضرور کرتے ہیں، فرمایا بس یہی ان کو اپنا رب بنالینا ہے۔ (٣)

شکار کے مسائل:

قَالَ:إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ، وَإِنْ أَكَلَ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، وَإِذَا خَالَطَ كِلاَبًا، لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهَا، فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ لاَ تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ،وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ، وَإِنْ وَقَعَ فِي المَاءِ فَلاَ تَأْكُلْ

عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیر کے شکار کا مسئلہ دریافت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنا کتا چھوڑو اور چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لو تو پھر اسے کھا سکتے ہو، بشرطیکہ اس نے اسے تمہارے لئے روک رکھا ہو (یعنی اس میں سے خود کچھ نہ کھایا ہو)، اس کا پکڑ لینا اس کے ذبح کرنے کے قائم مقام ہے، اگر وہ اس میں سے کچھ کھالے تو پھر تم نہ کھاؤ، اس لئے کہ پھر اس نے اس شکار کو تمہارے لئے نہیں پکڑا بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے، اور اگر دوسرے کتے جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کتے کے ساتھ شکار میں شریک ہو جائیں، اور شکار کو پکڑ کر مار ڈالیں تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس کتے نے مارا ہے، اور اگر تم نے شکار پر تیر مارا، پھر وہ شکار تمہیں

(١) مسند احمد ١٩٣٨١، دلائل النبوة للبیہقی ٥/٣٣٩، البداية والنهاية ٥/٧٨

(٢) التوبة ٣١

(٣) تفسیر ابن کثیر ٤/١٣٥

دو یا تین دن بعد ملا، اور اس پر تمہارے تیر کے نشان کے سوا کوئی دوسرا نشان نہیں تو ایسا شکار کھاؤ، لیکن اگر شکار پانی میں گر کر مر جائے تو اسے نہ کھاؤ۔ [1]

قُلْتُ لَهُ: فَإِنِّي أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ الصَّيْدَ، فَأُصِيبُ ، فَقَالَ:إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْهُ، وَإِنْ أَصَابَهُ بِعَرْضِهِ، فَلَا تَأْكُلْهُ

عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا میں معراض پھینکتا ہوں اس سے شکار کو مارتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر معراض پھینکے پھر وہ (نوک کی طرف سے شکار کے جسم میں) گھس جائے تو اسے کھالو اور اگر اس جانور کو عرضاً لگے (یعنی دھار شکار پر نہ لگے) تو اسے مت کھاؤ اس لیے کہ وہ چوٹ سے مرا ہے۔ [2]

ناجائز نذر پوری نہ کی جائے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: أَبُو إِسْرَائِيلَ، نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلاَ يَقْعُدَ، وَلاَ يَسْتَظِلَّ، وَلاَ يَتَكَلَّمَ، وَيَصُومَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ، وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو (چلچلاتی دھوپ میں) کھڑا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق دریافت کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا اور بیٹھے گا نہیں، اپنے اوپر سایہ نہ کرے گا اور کلام بھی نہ کرے گا اور ہمیشہ روزہ رکھے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا حکم دو کہ کلام کرے، اپنے اوپر سایہ کرے، بیٹھ جائے اور پھر روزہ پورا کرے۔ [3]

کثرت عبادت کی ممانعت:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک دن یہ کہا اللہ کی قسم میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا اور ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، ان کے والد عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص (کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو انہوں) نے ان کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا، عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا بہت اچھے آدمی ہیں لیکن جب سے میری شادی ہوئی ہے نہ وہ میرے ساتھ سوئے اور نہ مجھ سے انہیں کوئی مطلب، عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی،

[1] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید بَابُ الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةً ۵۴۸۴،صحیح مسلم کتاب الصیدبَابُ الصَّيْدِ بِالْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ ۴۹۸۱

[2] صحیح مسلم کتاب الصیدبَابُ الصَّيْدِ بِالْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ ۴۹۷۲

[3] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذوربَابُ النَّذْرِ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ ۶۷۰۴

فَدَخَلَ عَلَيَّ، فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ، وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَه،قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا عَبْدَ اللهِ، أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ، وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:فَلاَ تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا،وَإِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا،قَالَ:إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ، وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ

رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لے آئے، میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چمڑے کا ایک گدا بچھایا، لیکن رسول اللہ ﷺ زمین پر ہی بیٹھ گئے اور گدا ہم دونوں کے درمیان پڑا رہا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ! مجھے یہ خبر نہیں دی گئی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! بیشک میں ایسا کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، نماز بھی پڑھو اور نیند بھی پوری کرو، اس لئے کہ بیشک تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، بیشک تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، بیشک تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے، اور بیشک تم سے ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو یونہی کرتا رہا تو آنکھیں دھنس جائیں گی اور تو بے حد کمزور ہو جائے گا،

وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمُرٌ ، وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، فَإِنَّ ذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ،فَشَدَّدْتُ، فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً،قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:خَمْسًا،قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:سَبْعًا،قَالَ: إِنِّي لَأَقْوَى لِذَلِكَ،قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: تِسْعًا،قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:إِحْدَى عَشْرَةَ،قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ،قَالَ:فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ، وَلاَ تَزِدْ عَلَيْهِ

امید ہے کہ تمہاری عمر لمبی ہو گی، بس تمہارے لئے بس یہ کافی ہے کہ مہینہ میں تین روزے رکھ لو اور کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے لہذا یہ پورے سال کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے، لیکن میں نے اپنے اوپر سختی چاہی تو مجھ پر سختی کر دی گئی، عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ قوت ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! (کچھ اور بڑھادیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا پانچ دن کے روزے رکھ لو، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! (کچھ اور بڑھادیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا سات دن کے روزے رکھ لو، میں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! (کچھ اور بڑھادیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا نو دن کے روزے رکھ لو، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! (کچھ اور بڑھادیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا گیارہ دن کے روزے رکھ لو، عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے میں اس سے زیادہ طاقت پاتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر تم داود علیہ السلام کے طریقہ پر روزے رکھ لو اس سے زیادہ روزے نہ رکھو،

قُلْتُ: وَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ؟قَالَ: نِصْفُ الدَّهْرِ،قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ،ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ شَطْرَ الدَّهْرِ، صُمْ يَوْمًا، وَأَفْطِرْ يَوْمًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ

میں نے پوچھا داود علیہ السلام کے روزے رکھنے کا کیا طریقہ تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف سال، لہذا تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو، میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے بھی زیادہ قوت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داوٗد علیہ السلام کے روزے کے طریقے کے سوا اور کوئی طریقہ (شریعت میں) جائز نہیں، یعنی زندگی کے آدھے دنوں میں ایک دن کا روزہ رکھ اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے رکھے ہی نہیں، جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے رکھے ہی نہیں، جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے رکھے ہی نہیں،

وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ،قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ،قَالَ:فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عِشْرِينَ،قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ،قَالَ:فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عَشْرٍ،قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ،قَالَ:فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ، وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ،قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، حَتَّى قَالَ:اقْرَأْ فِي كُلِّ ثَلَاثٍ

پھر فرمایا ایک مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن پڑھو (یعنی اتنی دیر قیام کرو کہ بس ایک پارہ اس میں پڑھا جائے، لمبا قیام نہ کرو) عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس دن میں ختم کرو، میں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس دن میں ختم کرو، میں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات دن میں ختم کرلیا کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھو (اس لیے کہ اس سے کم میں تدبر اور تفکر قرآن میں ممکن نہیں) میں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں، وہ برابر زیادتی کے لئے درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین راتوں میں قرآن ختم کرو اور اس سے زیادہ ختم نہ کرو۔[1]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں، تین دن میں قرآن ختم کرنے کی اجازت صحیح بخاری میں ہے۔

اعتکاف:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْتَكِفُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ، فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً، فَأَذِنَتْ لَهَا، فَضَرَبَتْ خِبَاءً، فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الأَخْبِيَةَ، فَقَالَ:مَا هَذَا؟فَأُخْبِرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ

[1] صحیح بخاری کتاب الصیام فی ابواب متفرقة، وکتاب فضائل القرآن بَابٌ فِي كَمْ يُقْرَأُ القُرْآنُ ۵۰۵۲، وکتاب الادب باب حق الضیف ۶۱۳۴، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيقَ، وَبَيَانِ تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ، وَإِفْطَارِ يَوْمٍ ۲۷۳۰، مسند احمد ۶۷۶۴

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، اسی مقصد کے لئے میں آپ کے لئے مسجد نبوی میں خیمہ لگا دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر اس میں داخل ہو جایا کرتے تھے، حسب معمول آپ کے لئے اعتکاف کے لئے مسجد میں خیمہ لگا یا گیا، پھر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی حکم کیا اور ان کے لئے خیمہ لگا یا گیا، پھر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنا خیمہ نصب کرنے کی (اپنے اعتکاف کے لیے) اجازت چاہی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ نصب کر لیا، جب ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش نے دیکھا تو انہوں نے بھی (اپنے لئے) ایک خیمہ نصب کر لیا، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خیمے دیکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیفیت بتائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان خیموں سے نیکی کا ارادہ کیا گیا ہے؟ یعنی یہ ثواب کی نیت سے نہیں صرف ایک دوسرے کی ریس سے کیا گیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رمضان میں اعتکاف ترک کر دیا اور (اس کے بدلہ) شوال کے عشرہ میں اعتکاف فرمایا۔[1]

نماز عید الفطر:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما، قَالَ: شَهِدْتُ الفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يُصَلُّونَهَا قَبْلَ الخُطْبَةِ، ثُمَّ يُخْطَبُ بَعْدُ، خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى جَاءَ النِّسَاءَ مَعَهُ بِلاَلٌ، فَقَالَ: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ المُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ}[2] الآيَةَ،

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الفطر پڑھنے گیا ہوں، یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے اور بعد میں خطبہ ارشاد فرماتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، میری نظروں کے سامنے وہ منظر ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اپنے دست مبارک سے بیٹھنے کا اشارہ فرما رہے تھے (جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کے سامنے خطبہ دے چکے تو لوگوں نے سمجھا کہ اب خطبہ ختم ہو گیا ہے اور انہیں واپس جانا چاہیے، چنانچہ لوگ واپسی کے لیے اٹھے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہاتھ کے اشارہ سے روکا کہ ابھی بیٹھے رہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو خطبہ دینے جا رہے تھے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں سے گزرتے ہوئے عورتوں کی طرف تشریف لائے بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللهَ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم بَابُ اعْتِكَافِ النِّسَاءِ ۲۰۳۳، وبَابُ الِاعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ ۲۰۴۱، صحیح مسلم کتاب الصوم بَابُ مَتَى يَدْخُلُ مَنْ أَرَادَ الِاعْتِكَافَ فِي مُعْتَكَفِهِ ۲۷۸۵، سنن ابوداودکتاب الصیام بَابُ الِاعْتِكَافِ ۲۴۶۴، سنن ابن ماجہ کتاب الصیام بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَبْتَدِئُ الِاعْتِكَافَ، وَقَضَاءِ الِاعْتِكَافِ ۱۷۷۱

[2] الممتحنة: 12

رَحِيمٌ [۱]

ترجمہ: اے نبی جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں اور اس بات کی عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی، اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو، یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا: آنْتُنَّ عَلَى ذَلِكِ؟ قَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ، لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا: نَعَمْ، لاَ يَدْرِي حَسَنٌ مَنْ هِيَ قَالَ: فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلاَلٌ ثَوْبَهُ، ثُمَّ قَالَ: هَلُمَّ، لَكُنَّ فِدَاءٌ أَبِي وَأُمِّي فَيُلْقِينَ الفَتَخَ وَالخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلاَلٍ

پھر جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو ان سے دریافت فرمایا کیا تم ان باتوں پر قائم ہو؟ ایک عورت (اسماء بنت یزید، جو اپنی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے خطیبة النساء کے نام سے مشہور تھیں) نے عرض کیا ہاں، اس کے علاوہ کوئی عورت نہ بولی، حسن کو معلوم نہیں کہ بولنے والی خاتون کون تھیں؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں صدقہ دینے کی ترغیب فرمائی اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا اور کہا کہ لاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، چنانچہ عورتیں اپنے چھلے اور انگوٹھیاں بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔ [۲]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ کرنا

ذی الحجہ (یوم الحج الاکبر)

نو ہجری (مارچ ۶۳۱ء)

قَالَ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْصَرَفَهُ مِنْ تَبُوكَ بَقِيَّةَ رَمَضَانَ وَشَوَّالًا وَذَا الْقَعْدَةِ، ثُمَّ بَعَثَ أَبا بكر أَمِيرًا عَلَى الْحَجِّ سَنَةَ تِسْعٍ لِيُقِيمَ لِلْمُسْلِمِينَ حَجَّهُمْ،

ابن اسحاق کہتے ہیں تبوک سے واپسی کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رمضان کے باقی دن اور شوال، ذوالقعدہ کا پورا مہینہ مدینہ طیبہ میں گزارا، پھر ذی الحجہ نو ہجری میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرما کر مکہ مکرمہ روانہ کیا تاکہ وہ مناسک حج قائم کرائیں۔ [۳]

وَبَعَثَ مَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِشْرِينَ بَدَنَةً قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا بِيَدِهِ، عَلَيْهَا نَاجِيَةَ بْنَ جُنْدُبٍ الْأَسْلَمِيَّ، وَسَاقَ أبو بكر خَمْسَ بَدَنَاتٍ

[۱] الممتحنة ۱۲

[۲] صحیح بخاری کتاب العیدین بَابُ مَوْعِظَةِ الإِمَامِ النِّسَاءَ يَوْمَ العِيدِ ۹۷۹، وکتاب التفسیرسورة الممتحنة بَابُ إِذَا جَاءَكَ المُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ ۴۸۹۵، صحیح مسلم کتاب العیدین ۲۰۴۴، مسند احمد ۳۰۶۳

[۳] دلائل النبوة للبیہقی ۲۹۳/۵

آپ ﷺ نے ان کے ساتھ اپنے بیس قربانی کے جانور روانہ فرمائے،ان کے لیے قلادے ڈالے اور اپنے دست مبارک سے کوہانوں کو چیرا لگایا اور ناجیہ رضی اللہ عنہ بن جندب کو ان کا نگران مقرر فرمایا۔[١]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ، ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ، فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں اپنے ہاتھوں سے نبی اکرم ﷺ کے اونٹوں کے ہار بٹا کرتی تھی، پھر آپ ﷺ ان کے کوہانوں کو چیرا لگاتے پھر ہار ڈالتے اور بیت اللہ کی طرف بھیجتے، پھر آپ ﷺ خود مدینہ میں قیام کرتے تو آپ ﷺ پر کوئی چیز جو پہلے حلال تھی حرام نہ ہوتی(اور آپ بدستور اسی حال میں رہے،حالت احرام کی پابندیوں میں کوئی پابندی آپ نے اپنے اوپر عائد نہیں کی)۔[٢]

فَخَرَجَ فِي ثَلَاثِمِائَةِ رَجُلٍ مِنَ الْمَدِينَةِ،وَسَاقَ أبو بكر خَمْسَ بَدَنَاتٍ،

خود سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے قربانی کے پانچ جانور ساتھ لئے،اور تین سو حاجیوں کا قافلہ لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے۔[٣]

اب عرب کا نظام ونسق بالکلیہ اہل ایمان کے ہاتھ میں آ گیا تھا اور تمام مزاحم طاقتیں بے بس ہو چکی تھیں،اس لئے عرب کو مکمل دار الاسلام بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورہ التوبہ میں ہدایات نازل فرمائیں کہ

○ عرب سے شرک کو قطعاً مٹا دیا جائے اور قدیم مشرکانہ نظام کا کلی استیصال کر ڈالا جائے، تاکہ مرکز اسلام ہمیشہ کے لئے خالص اسلامی مرکز بن جائے اور کوئی دوسرا عنصر اس کے اسلامی مزاج میں نہ تو خلل انداز ہو سکے،اور نہ کسی خطرے کے موقع پر اندرونی فتنہ کا موجب بن سکے،اسی غرض کے لئے مشرکین سے برات اور ان کے ساتھ معاہدوں کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

○ کعبہ کا انتظام اہل ایمان کے ہاتھ میں آجانے کے بعد یہ بالکل نامناسب تھا کہ جو گھر خالص اللہ کی پرستش کے لئے وقف کیا گیا ہے اس میں بدستور شرک ہوتا رہے،اور اس کی تولیت بھی مشرکین کے قبضہ میں رہے، اسی لئے حکم دیا گیا کہ آئندہ کعبہ کی تولیت اہل توحید کے قبضہ میں رہنی چاہیے،اور بیت اللہ کے حدود میں شرک وجاہلیت کی تمام رسمیں بھی بزور بند کر دینی چاہئیں، بلکہ ان مشرکین اس گھر کے قریب پھٹکنے بھی نہ پائیں، تاکہ بنائے ابراہیمی کے آلودہ شرک ہونے کا کوئی امکان ناقی نہ رہے۔

○ عرب کی تمدنی زندگی میں رسوم جاہلیت کے جو آثار ابھی تک باقی تھے ان کا جدید اسلامی دور میں جاری رہنا کسی طرح درست نہ تھا،اس لئے ان کے استیصال کی طرف توجہ دلائی گئی،نسی کا قاعدہ ان رسوم میں سب سے زیادہ بدنما تھا،اس لئے اس پر براہ راست ضرب لگائی گئی

---

[١] مغازی واقدی ۱۰۷۷؍۳

[٢] صحیح مسلم بَابُ اسْتِحْبَابِ بَعْثِ الْهَدْيِ إِلَى الْحَرَمِ لِمَنْ لَا يُرِيدُ الذَّهَابَ بِنَفْسِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَقْلِيدِهِ وَفَتْلِ الْقَلَائِدِ وَأَنَّ بَاعِثَهُ لَا يَصِيرُ مُحْرِمًا وَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ بِذَلِكَ ۳۱۹۸

[٣] عیون الاثر ۲۸۴؍۲

اور اسی ضرب سے مسلمانوں کو بتا دیا گیا کہ بقیہ آثار جاہلیت کے ساتھ انہیں کیا کرنا چاہیے۔

○عرب میں اسلام کا مشن پایہ تکمیل کو پہنچ جانے کے بعد دوسرا اہم مرحلہ جو سامنے تھا وہ یہ تھا کہ عرب کے باہر دین حق کا دائرہ اثر پھیلایا جائے، اس معاملہ میں روم و ایران کی سیاسی قوت سب سے بڑی سد راہ تھی، اور ناگزیر تھا کہ عرب کے کام سے فارغ ہوتے ہی اس سے تصادم ہو، نیز آگے چل کر دوسرے غیر مسلم سیاسی و تمدنی نظاموں سے بھی اسی طرح سابقہ پیش آنا تھا، اس لئے مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ عرب کے باہر جو لوگ دین حق کی پیرو نہیں ہیں ان کی خود مختارانہ فرماں روائی کو بزور شمشیر ختم کر دو، تا آنکہ وہ اسلامی اقتدار کے تابع ہو کر رہنا قبول کر لیں، جہاں تک دین پر ایمان لانے کا تعلق ہے ان کو اختیار ہے کہ ایمان لائیں یا نہ لائیں، لیکن ان کو یہ حق نہیں کہ اللہ کی زمین پر اپنا حکم جاری کریں، اور انسانی سوسائیٹیوں کی زمام کار اپنے ہاتھ میں رکھ کر اپنی گمراہیوں کو خلق خدا پر اور ان کی آنے والی نسلوں پر زبردستی مسلط کرتے رہیں، زیادہ سے زیادہ جس آزادی کے استعمال کا انہیں اختیار دیا جا سکتا ہے وہ بس اسی حد تک ہے کہ خود اگر گمراہ رہنا چاہتے ہیں تو رہیں، بشرطیکہ جزیہ دے کر اسلامی اقتدار کے مطیع بنے رہیں۔

○مومنین صادقین میں اب تک جو تھوڑا بہت ضعف عزم باقی تھا اس کا علاج بھی ضروری تھا کیونکہ اسلام عالمگیر جدوجہد کے مرحلے میں داخل ہونے والا تھا، اور اس مرحلہ میں جبکہ اکیلے مسلم عرب کو پوری غیر مسلم دنیا سے ٹکرانا تھا، ضعف ایمان سے بڑھ کر کوئی اندرونی خطرہ اسلامی جماعت کے لئے نہ ہو سکتا تھا، اس لئے جن لوگوں نے تبوک کے موقع پرستی اور کمزوری دکھائی تھی ان کو نہایت شدت کے ساتھ ملامت کی گئی، پیچھے رہ جانے والوں کے اس فعل کو کہ وہ بلا عذر معقول پیچھے رہ گئے بجائے خود ایک منافقانہ طرز عمل، اور ایمان میں ان کے ناراست ہونے کا ایک بین ثبوت قرار دیا گیا، اور آئندہ کے لئے پوری صفائی کے ساتھ یہ بات واضح کر دی گئی کہ اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد اور کفر و اسلام کی کشمکش ہی وہ اصلی کسوٹی ہے جس پر مومن کا دعوائے ایمان پرکھا جائے گا، جو اس آویزش میں اسلام کے لئے جان و مال اور وقت و محنت صرف کرنے سے جی چرائے گا اس کا ایمان معتبر ہی نہ ہوگا، اور اس پہلو کی کسر کسی دوسرے مذہبی عمل سے پوری نہ ہو سکے گی جس میں رسول اللہ ﷺ اور کفار کے درمیان طے شدہ عہد و پیمان کو برابری کی بنیاد پر توڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔

نزول سورہ التوبہ ا تا ۳۷

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ ۱

اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے بیزاری کا اعلان ہے ان مشرکوں کے بارے میں جن سے تم نے عہد پیمان کیا تھا،

فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ

پس (اے مشرکو!) تم ملک میں چار مہینے تک تو چل پھر لو، جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو،

وَ اَنَّ اللّٰہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ ﴿۲﴾ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖۤ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ

اور یہ (بھی یاد رہے) کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے، اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے

اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۬ۙ وَ رَسُوْلُہٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ۚ

دن صاف اطلاع ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی، اگر اب بھی تم توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے

وَ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ﴿۳﴾

اور اگر تم روگردانی کرو تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے، اور کافروں کو دکھ کی مار کی خبر پہنچا دیجئے،

اِلَّا الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْکُمْ شَیْئًا

بجز ان مشرکوں کے جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور انہوں نے تمہیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچایا

وَّ لَمْ یُظَاھِرُوْا عَلَیْکُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَیْھِمْ عَھْدَھُمْ اِلٰی مُدَّتِھِمْ ؕ

اور نہ کسی کی تمہارے خلاف مدد کی ہے تو تم بھی ان کے معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو،

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۴﴾ (التوبۃ ۱تا۴)

اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ: {يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ}، [1] وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ پر سورۃ النساء کی آخری آیت "لوگ تم سے کلالہ کے معاملہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔" نازل ہوئی اور سورۃ توبہ کی اکثر آیات آخر میں نازل ہوئی تھیں۔ [2]

رسول اللہ ﷺ پر آخری آیت یہ نازل ہوئی تھی جس کے چند دن بعد آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا،

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ [3]

اس دن کی رسوائی و مصیبت سے بچو جبکہ تم اللہ کی طرف واپس ہو گے وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم ہرگز نہ ہو گا۔

---

[1] النساء: 176

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ براۃ اب قَوْلِهِ بَرَاءَةٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۴۶۵۴

[3] البقرۃ ۲۸۱

سورہ انفال میں گزر چکا ہے

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿٥٨﴾ [۱]

ترجمہ:اور اگر کبھی تمہیں کسی قوم سے خیانت (نقص عہد اور غداری) کا اندیشہ ہو تو علی الاعلان اس کا معاہدہ اس کی طرف پھینک دو اور اسے خبردار کر دو کہ اب ہمارا تمہارا کوئی معاہدہ باقی نہیں ہے،یقیناً اللہ خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسی ضابطہ اخلاقی کے مطابق معاہدات کی منسوخی کا یہ اعلان عام ان تمام قبائل کے خلاف کیا گیا،جو عہد و پیمان کے باوجود ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے تھے اور موقع پاتے ہی پاس عہد کو بالائے طاق رکھ کر دشمنی پر اتر آتے تھے،یہ کیفیت بنی کنانہ اور بنی ضمرہ اور شاید ایک آدھا اور قبیلہ کے سوا باقی تمام ان قبائل کی تھی جو اس وقت تک شرک پر قائم تھے،قبیلہ خزاعہ،قبیلہ مدلج اور دوسرے سب قبائل کے لئے بھی یہی اعلان تھا،اس اعلان برات سے عرب میں شرک اور مشرکین کا وجود گویا عملاً خلاف قانون (Outlaw) ہو گیا، کیونکہ ملک کا غالب حصہ اسلام کے زیر حکم آچکا تھا،اس لئے ان کے لئے سارے ملک میں کوئی جائے پناہ نہ رہی۔اعلان برات ۱۰ ذی الحجہ ۹ ہجری کو ہوا تھا اور ان لوگوں کو اس وقت سے ۱۰ ربیع الثانی ۱۰ ہجری تک چار مہینہ کی مہلت دی گئی تھی کہ اس دوران اپنی پوزیشن پر اچھی طرح غور کر لیں،لڑنا ہے تو لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں،ملک چھوڑنا ہے تو اپنی جائے پناہ تلاش کر لیں اور اگر اسلام قبول کرنا ہے تو سوچ سمجھ کر قبول کر لیں،اگر دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی اختیار نہیں کرو گے تو حربی کافر شمار ہو گے جن سے لڑنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہو گا، تا کہ جزیرہ عرب کفر و شرک کی تاریکیوں سے صاف ہو جائے،تمام لوگوں کے لئے یہ اطلاع عام ہے کہ اللہ اور اس کا رسول حج اکبر (قربانی کا دن) کے دن سے مشرکین سے بری الذمہ ہے،

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمِ الحَجِّ الأَكْبَرِ، فَقَالَ: يَوْمُ النَّحْرِ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج اکبر کے دن کے بارے میں دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یوم نحر (دس ذوالحجہ) ہے۔[۲]

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِي أَهْلِ مِنًى بِبَرَاءَةَ،

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے چنانچہ ہمارے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی یوم نحر ہی میں سورت برات کا اعلان کیا یعنی یوم حج اکبر سے مراد یوم النحر (دس ذوالحجہ) کا دن ہے۔[۳]

---

[۱] الانفال ۵۸

[۲] جامع ترمذی ابواب الحج بَابُ مَا جَاءَ فِي يَوْمِ الحَجِّ الأَكْبَرِ ۹۵۷

[۳] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة براة بَابُ قَوْلِهِ فَسِيحُوا فِي الأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللهِ وَأَنَّ اللهَ مُخْزِي الكَافِرِينَ ۴۶۵۵،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ لَا يَحُجُّ الْبَيْتَ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَبَيَانُ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ ۳۲۸۷

اسی دن منٰی میں اعلان برات سنایا گیا، دس ذوالحجہ کو حج اکبر کا دن اسی لئے کہا گیا کہ اس دن حج کے سب سے زیادہ اور اہم مناسک ادا کیے جاتے ہیں اور عوام عمرے کو حج اصغر کہا کرتے تھے، اس لئے عمرے سے ممتاز کرنے کے لئے حج کو حج اکبر کہا گیا، عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جو حج جمعہ والے دن آئے وہ حج اکبر ہے یہ بے اصل بات ہے، فرمایا تم ملک میں چار مہینے اور گھوم پھر لو اس کے بعد کوئی معاہدہ و میثاق نہیں، یہ مہلت اس لئے نہیں دی جارہی کہ فی الحال تمہارے خلاف کاروائی ممکن نہیں ہے بلکہ اس سے مقصد صرف تمہاری بھلائی اور خیر خواہی ہے تا کہ جو توبہ کرکے مسلمان ہونا چاہے وہ مسلمان ہو جائے، ورنہ یاد رکھو کہ تمہاری بابت اللہ کی جو تقدیر و مشیت ہے اسے تم ٹال نہیں سکتے، اور اللہ کی طرف سے مسلط ذلت و رسوائی سے تم بچ نہیں سکتے، اگر تم توبہ کرلو یہ تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم اللہ کے قبضہ قدرت میں ہو تم اس سے بھاگ نہیں سکتے، اور کافروں کو دنیا میں قتل، اسیری، جلاوطنی اور آخرت میں جہنم کے عذاب کی خوشخبری سنادو، سوائے ان مشرکین جن سے آپ کا معاہدہ ہے اور وہ اپنے عہد پر قائم ہیں اور ان سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں ہوا جو نقص عہد کا موجب ہو، اس لئے مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اس عہد کی اس کی مدت تک پاسداری کریں، بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو جنہوں نے اپنی ذمہ داریوں کا ادا کیا، شرک، خیانت اور دیگر گناہوں سے بچے رہے۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ

پھر حرمت والے مہینوں کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو انہیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرلو

وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ

اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو، ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوۃ ادا کرنے لگیں

فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ

تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے

فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

تو تو اسے پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے، پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دے، یہ اس لیے کہ یہ لوگ

لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ

بے علم ہیں، مشرکوں کے لیے عہد اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے رہ سکتا ہے سوائے ان کے جن سے

عَٰهَدتُّمْ عِندَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ ۖ فَمَا ٱسْتَقَٰمُوا۟ لَكُمْ فَٱسْتَقِيمُوا۟ لَهُمْ ۚ

تم نے عہد و پیمان مسجد حرام کے پاس کیا ہے، جب تک وہ لوگ تم سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو

إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَّقِينَ ۝ (التوبہ ۵ تا ۷)

اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔

پس جب پناہ کے یہ چار مہینے گزر جائیں اور اس دوران نہ تو وہ ملک سے نکلیں اور نہ اسلام ہی قبول کریں تو اللہ کے ان دشمنوں کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کر دو، ان کو قیدی بناؤ اور ان کو اللہ کی زمین پر اس طرح نہ چھوڑو کہ وہ کھلے دندناتے پھرتے رہیں، بلکہ جہاں جہاں ان کے حصار، قلعے اور پناہ گاہیں ہیں وہاں پر ان کی تاک میں بیٹھو حتی کہ تمہاری اجازت کے بغیر ان کے لئے نقل و حرکت ممکن نہ رہے، اگر وہ اپنے شرک سے توبہ کر لیں اور برضا و خوشی حقوق اللہ ادا کرنے کے لئے نماز پڑھنے لگیں اور حقوق العباد زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو پھر ان کو چھوڑ دو اب وہ تمہارے برابر کے مسلمان ہیں، ان کے وہی حقوق ہیں جو تمہارے ہیں اور ان کے ذمے وہی فرائض ہیں جو تمہارے ہیں، بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کا شرک اور ان کے دیگر کم تر گناہ بخش دیتا ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں جب تک کہ وہ اس بات کا اقرار کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں، جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیں گے سوائے اسلام کے حق میں (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ [1]

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى قَبُولِ الْأَعْمَالِ الظَّاهِرَةِ وَالْحُكْمِ بِمَا يَقْتَضِيهِ الظَّاهِرُ وَالِاكْتِفَاءُ فِي قَبُولِ الْإِيمَانِ بِالِاعْتِقَادِ الْجَازِمِ

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعمال ظاہری کو قبول کیا جائے گا اور ظاہری حال ہی پر حکم لگایا جائے گا اور پختہ اعتقاد کو قبولیت ایمان کے لیے کافی سمجھا جائے گا۔ [2]

وَيُؤْخَذُ مِنْهُ تَرْكُ تَكْفِيرِ أَهْلِ الْبِدَعِ الْمُقِرِّينَ بِالتَّوْحِيدِ الْمُلْتَزِمِينَ لِلشَّرَائِعِ وَقَبُولُ تَوْبَةِ الْكَافِرِ مِنْ كُفْرِهِ مِنْ غَيْرِ تَفْصِيلٍ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلاَةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۲۵، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ۱۲۹

[2] فتح الباری ۱/۷۷

بَيْنَ كُفْرٍ ظَاهِرٍ أَوْ بَاطِنٍ

اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی اس حدیث سے یہ بھی لیا جائے گا کہ جو اہل بدعت توحید کے اقراری اور شرائع کا التزام کرنے والے ہیں ان کی تکفیر نہ کی جائے گی اور یہ کہ کافر کی توبہ قبول کی جائے گی، اور اس کی تفصیل میں نہ جائیں گے کہ وہ توبہ ظاہری کر رہا ہے یا اس کے دل سے بھی اس کا تعلق ہے (کیونکہ یہ معاملہ اللہ کے حوالہ ہے)۔ [۱]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تمہیں نمازوں کے قائم کرنے اور زکوۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے جو زکوۃ نہ دے اس کی نماز بھی نہیں، اسی آیت سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتنہ ارتداد کے زمانہ میں استدلال کیا تھا، فتنہ برپا کرنے والا ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم اسلام کے منکر نہیں ،نماز بھی پڑھنے کے لئے تیار ہیں مگر زکوۃ ادا نہیں کریں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بالعموم یہ پریشانی لاحق تھی کہ آخر ایسے لوگوں کے خلاف تلوار کیسے اٹھائی جا سکتی ہے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کا حوالہ دے کر فرمایا کہ ہمیں تو ان لوگوں کو چھوڑ دینے کا حکم صرف اس صورت میں دیا گیا تھا جبکہ یہ شرک سے توبہ کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں مگر جب یہ تین شرطوں میں سے ایک شرط پر اڑائے دیتے ہیں تو پھر انہیں ہم کیسے چھوڑ دیں،

فَقَالَ: وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَال

چنانچہ فرمایا اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرے گا (یعنی نماز تو پڑھے گا مگر زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دے) کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ [۲]

دوران جنگ اگر مشرکین میں سے کوئی آپ سے پناہ طلب کرے تو اس کی خواہش پوری کر کے اسے پناہ دے دیں تا کہ وہ اللہ کا کلام سن لے اور اسلام پر اچھی طرح غور و فکر کر لے، ممکن ہے اس طرح اسے توبہ اور قبول اسلام کی توفیق مل جائے، اگر وہ اسلام قبول کر لے تو بہتر ورنہ اسے اس کے مستقر تک بخیریت پہنچا دیں، پناہ کے طلب گاروں کو پناہ کی رخصت اس لئے دی گئی ہے کہ بے علم لوگ ہیں، ممکن ہے اللہ اور رسول کی باتیں ان کے علم میں آئیں اور مسلمانوں کا اخلاق و کردار وہ دیکھیں تو اسلام کی حقانیت و صداقت کے وہ قائل ہو جائیں، اور اسلام قبول کر کے آخرت کے عذاب سے بچ جائیں، جس طرح صلح حدیبیہ کے بعد بہت سے کافر جن میں عروہ بن مسعود، مکرز بن حفص اور سہیل بن عمرو وغیرہ بھی تھے یکے بعد دیگرے امان طلب کر کے مدینہ آتے جاتے رہے تو انہیں مسلمانوں کے اخلاق و کردار کے مشاہدے سے اسلام کے سمجھنے میں بڑی مدد ملی اور بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے، آخر ان مشرکین کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا عہد کیسے قائم رہ سکتا ہے، کیا انہوں نے واجبات ایمان کو قائم کیا یا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو اذیت دینا چھوڑ دی ہے، بلکہ انہوں نے حق کے خلاف جنگ کی اور باطل کی مدد کی، کیا انہوں نے زمین میں فساد پھیلانے کی بھرپور کوشش کر کے اپنے آپ کو اس بات کا مستحق نہیں

---

[۱] فتح الباری ۱/۷۷

[۲] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ ۱۴۰۰، صحیح مسلم کتاب بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ۱۲۴

ٹھہرالیا کہ اللہ تعالیٰ ان سے بری الذمہ ہو، اللہ او راس کے رسول کے ہاں ان کے لئے کوئی عہد اور ذمہ نہ ہو، سوائے ان مشرکین کے یعنی بنی کنانہ، بنی خزاعہ اور بنی ضمرہ جن کے ساتھ آپ نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا، چنانچہ جب تک وہ اپنے عہد پر قائم رہیں آپ بھی اپنے عہد پر قائم رہیں، بے شک اللہ اہل تقویٰ کو پسند کرتا ہے۔

كَيْفَ وَ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ

ان کے وعدوں کا کیا اعتبار، ان کا اگر تم پر غلبہ ہوجائے تو نہ یہ قرابت داری کا خیال کریں نہ عہد و پیمان کا،

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۸ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اپنی زبانوں سے تمہیں پرچا رہے ہیں لیکن ان کے دل نہیں مانتے ان میں اکثر فاسق ہیں، انہوں نے اللہ کی آیتوں کو

ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۹ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ

بہت کم قیمت پر بیچ دیا اور اس کی راہ سے روکا، بہت برا ہے جو یہ کر رہے ہیں، یہ تو کسی مسلمان کے حق میں کسی رشتہ داری

اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۱۰ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

کا یا عہد کا مطلق لحاظ نہیں کرتے، یہ ہیں ہی حد سے گزرنے والے، اب بھی اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہوجائیں

وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۱۱

اور زکوۃ دیتے رہیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں، ہم تو جاننے والوں کے لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر رہے ہیں،

وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

اگر یہ لوگ عہد و پیمان کے بعد بھی اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں

فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۱۲ (التوبۃ ۸ تا ۱۲)

تو تم بھی ان سرداران کفر سے بھڑ جاؤ، ان کی قسمیں کوئی چیز نہیں، ممکن ہے کہ اس طرح وہ بھی باز آجائیں۔

اور دوسرے مشرکین کے ساتھ کوئی عہد و پیمان کیسے ہوسکتا ہے جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ اگر مسلمانوں پر قدرت و غلبہ حاصل کرلیں تو انہیں ختم کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے، اور کسی رشتے اور تعلق کا لحاظ نہ کریں گے، اور نہ کسی معاہدہ کی ذمہ داری کا، بلکہ وہ مسلمانوں کو بدترین عذاب سے دوچار کریں گے، وہ آپ سے ڈر کر بظاہر تو صلح کی شرطیں طے کرتے ہیں مگر آپ کو ان کے بارے میں دھوکے میں نہیں رہنا چاہیے

کیونکہ وہ آپ کے حقیقی دشمن ہیں،اور آپ کے ساتھ دلی بغض وعناد رکھتے ہیں اس لئے ان کے دلوں میں ان شرائط کی پاسداری کا کوئی خیال نہیں ہوتا،ان میں سے اکثر ایسے لوگ ہیں جنہیں نہ اخلاقی ذمہ داریوں کا احساس ہے اور نہ اخلاق کی پابندیوں کے توڑنے میں کوئی باک ہے،ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور اللہ کے احکامات پر عمل کرنے کے بجائے دینوی زندگی کے چند روزہ فائدے کو چن لیا ہے،اور دعوت حق کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا،اور ان لوگوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جو اس نظام کو حق پا کر اس کے متبع بنے تھے،بلاشبہ یہ تو بہت ہی گرے ہوئے کام کرتے رہے ہیں،ان لوگوں کا کردار تو یہ ہے کہ ایمان اور اہل ایمان سے عداوت کی بنا پر یہ نہ توکسی قرابت داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ کسی عہد کو پورا کرنے کا،یہ ہمیشہ مسلمانوں پر زیادتیاں ہی کرتے رہے ہیں،اللہ نے ان کو مہلت دی ہوئی ہے پس اگر یہ کفرونفاق سے توبہ کر کے ایمان کی طرف لوٹ آئیں،اللہ کو واحد لاشریک مان کر اس کی عبودیت کے لئے نماز قائم کریں اور مستحقین کی فلاح وبہبود کے لئے زکوٰۃ ادا کریں تو ان تینوں کاموں کے بعد معاشرتی،تمدنی اور قانونی حیثیت سے تمہارے بھائی شمار ہوں گے،اور جاننے والوں کے لئے ہم اپنے احکام واضح اور ممیز کرتے ہیں،اگر اسلام قبول کر لینے کے بعد مرتد ہو جائیں اور دین اسلام کے خلاف صف آرا ہو جائیں تو کفر کے ان پیشواؤں(قائدین کفر) سے جنگ کرو، کیونکہ ان کے عہد ومیثاق کے ایفا کا کوئی بھروسہ نہیں،شاید وہ تلوار کے زور سے ہی باز آجائیں،

ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، أَنَّهُ كَانَ فِي عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى النَّاسِ حِينَ وَجَّهَهُمْ إِلَى الشَّامِ ،قَالَ: إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ قَوْمًا مُحَوَّقَةً رُءُوسِهِمْ فَاضْرِبُوا مَقَاعِدَ الشَّيْطَانِ مِنْهُمْ بِالسُّيُوفِ، فَوَاللهِ لَأَنْ أَقْتُلَ رَجُلًا مِنْهُمْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْتُلَ سَبْعِينَ مِنْ غَيْرِهِمْ وَذَلِكَ بِأَنَّ اللهَ يَقُولُ:فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ

ولید بن مسلم نے کہا کہ ہم سے صفوان بن عمرو نے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے روایت کیا ہے کہ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں شام کی طرف روانہ کیا گیا تھا،سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا تم وہاں ایسے لوگوں سے ملو گے جن کے سر درمیان سے مونڈے ہوئے ہوں گے، تو ان کی شیطانی گرہوں پر تلواریں مارو،اللہ کی قسم! مجھے ان میں سے ایک کو قتل کرنا دوسرے ستر کافروں کے قتل کرنے سے زیادہ پسند ہے،اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو کفر کے سرداروں سے جنگ کرو[1]

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ

تم ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے کیوں تیار نہیں ہوتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور پیغمبر کو جلاوطن کرنے کی فکر میں ہیں

وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ

اور خود ہی اول بار انہوں نے تم سے چھیڑ کی ہے، کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو بشرطیکہ

[1] تفسیرابن ابی حاتم ۱۷۶۱/۶

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ

تم ایمان والے ہو، ان سے تم جنگ کرو اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا، انہیں ذلیل اور رسوا کرے گا،

وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٤﴾ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ

تمہیں ان پر مدد دے گا اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دل کا غم و غصہ دور کرے گا،

وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٥﴾ (التوبۃ ۱۳تا۱۵)

اور وہ جس کی طرف چاہتا ہے رحمت سے توجہ فرماتا ہے، اللہ جانتا بوجھتا حکمت والا ہے۔

تمام مشرک قبائل کو معاہدات کی منسوخی کا چیلنج دیا جا چکا تھا اور مشرکین پر حج کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے، صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے بعد جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کے اکثر عزیز و اقارب اپنے کفر پر جمے ہوئے تھے، ان نئے مسلمانوں کے لئے بڑی آزمائش کا موقع تھا کہ وہ اپنے بھائی بندوں کے خلاف تلوار اٹھائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کی رغبت دینے اور دین کے معاملے میں کسی رشتہ و قرابت اور کسی دینوی مصلحت کا لحاظ نہ کرنے کی پر زور تلقین کی، فرمایا تم ان لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنے عہدوں کو توڑ دیا اور تمہارے خلاف دشمن کی اعانت کی، یعنی جب قریش نے بنوخزاعہ کے خلاف (جو رسول اللہ ﷺ کا عبدالمطلب کے زمانہ سے حلیف چلا آرہا تھا) بنو بکر کی مدد کی (جو صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کا حلیف بنا تھا) اور صرف ایمان کی دشمنی کی بنا پر دارالندوہ میں بیٹھ کر رسول کو جلاوطن، قید یا قتل کرنے کی تجویزوں پر غور و فکر کیا، اور سازش تیار کر کے قتل کرنے کی حتی الامکان کوشش کی، مگر ان کی سازش سے اللہ کی تدبیر کہیں بہتر تھی، جیسے فرمایا

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ [1]

ترجمہ: وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہترین چال چلنے والا ہے۔

... يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ... ﴿١﴾ [2]

ترجمہ: اور ان کی روش یہ ہے کہ رسول کو اور خود تم کو صرف اس قصور پر جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب، اللہ پر ایمان لاؤ۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا ... ﴿٧٦﴾ [3]

---

[1] الانفال ۳۰

[2] الممتحنۃ ۱

[3] بنی اسرائیل ۷۶

ترجمہ: اور یہ لوگ اس بات پر بھی تلے رہے ہیں کہ تمہارے قدم اس سرزمین سے اکھاڑ دیں اور تمہیں یہاں سے نکال باہر کریں۔
جنہوں نے ہجرت کے بعد رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کو دھمکی بھیجی تھی کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو مدینہ سے نکال دو، اپنے فخر و غرور میں مبتلا ہو کر غزوہ بدر کے برپا کرنے والے بھی یہی لوگ تھے، کیا تم ان سے قتال کرنے سے ڈرتے ہو حالانکہ اگر تم مومن ہو تو اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس کے غیض و غضب سے ڈرو، ان سے لڑائی کرو، اللہ قادر ہے کہ ان پر اپنا کوئی عذاب نازل کر دے مگر اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے قتل اور ذلیل و رسوا کرے گا، اور اپنی رحمت خاص سے تمہیں ان پر غالب کر دے گا، اور بہت سے مومنو کو جن کے دل کفار کے خلاف غیظ و غضب سے لبریز ہیں ٹھنڈے کرے گا، اور ان (بنوخزاعہ) کا غصہ فرو کر دے گا، اور ان برسرپیکار کفار میں سے جسے چاہئے گا اسلام کو ان کے دلوں میں آراستہ کر دے گا اور توبہ کی توفیق عطا کر کے اس کی توبہ قبول فرمالے گا، اللہ سب کچھ جانتا ہے کہ بندوں کے لیے کیا بہتر ہے اور وہ اپنے کونی اور شرعی افعال و اقوال میں حکمت والا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ

کیا تم سمجھ بیٹھے ہو کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ اب تک اللہ نے تم میں سے انہیں ممتاز نہیں کیا جو مجاہد ہیں اور جنہوں نے

اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ (التوبۃ ۱۶)

اللہ کے اور رسول کے اور مومنوں کے سوا کسی کو ولی دوست نہیں بنایا، اللہ خوب خبردار ہے جو تم کر رہے ہو۔

یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت ہے کہ وہ کھرے اور کھوٹے کو الگ الگ کرنے کے لئے اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمایا

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ (۱)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے ہیں اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ... ﴿۱۷۹﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم اس وقت پائے جاتے ہو وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ

---

(۱) آل عمران ۱۴۲

(۲) آل عمران ۱۷۹

الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳ [1]

ترجمہ: کیا تم لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ وہ صرف یہ کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش ہو گی ہی نہیں حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں، اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔

چنانچہ سابقون اولون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مکہ مکرمہ میں خوب آزمائش کی گئی، پھر ہجرت کے موقع پر ان کا امتحان ہوا اور وہ سرخرو رہے ، انصار نے اپنا حق اخوت نبھایا اور ثابت کر دیا کہ وہ ایک مسلمان ہی کو اپنا حقیقی بھائی اور رفیق سمجھتے ہیں، پھر حق و باطل کا پہلا معرکہ غزوہ بدر برپا ہوا، اور صحابہ کرام نے ثابت کر دیا کہ ان کی نظر میں قوم، قبیلہ، علاقہ اور قرابت کی کوئی وقعت نہیں، وہ صرف اللہ کے سپاہی ہیں اور اللہ کا کلمہ سر بلند کرنے کے لئے اپنے گھروں کو خیر باد کہہ کر آئے ہیں، چنانچہ اب ان لوگوں کو جو صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے فرمایا کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بغیر امتحان و آزمائش کے یونہی چھوڑ دیئے جائیں گے حالانکہ اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو معلوم نہیں کیا جنہوں نے جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دوست نہیں بنایا یعنی انہوں نے کفار کو اپنا دوست نہیں بنایا، مسلمانوں کو چونکہ اللہ اور رسول کے دشمنوں سے محبت کرنے اور دوستانہ تعلقات رکھنے سے بھی منع کیا گیا تھا لہذا یہ بھی آزمائش کا ایک ذریعہ تھا جس سے مخلص مومنوں کو دوسروں سے ممتاز کیا گیا، اللہ کو کو تو پہلے ہی ہر چیز کا علم ہے، لیکن جہاد کی حکمت یہ ہے کہ اس سے مخلص اور غیر مخلص ، فرمابردار اور نافرمان بندے نمایاں ہو کر سامنے آجاتے ہیں جنہیں ہر شخص دیکھ اور پہچان لیتا ہے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ

لائق نہیں کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں درآں حالیکہ وہ خود اپنے کفر کے آپ ہی گواہ ہیں ،

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَ فِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝۱۷ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

ان کے اعمال غارت و اکارت ہیں اور وہ دائمی طور پر جہنمی ہیں، اللہ کی مسجدوں کی رونق و آبادی تو ان کے حصے میں ہے

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ

جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نمازوں کے پابند ہوں، زکوۃ دیتے ہوں، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں،

فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۸ (التوبۃ۱۸،۱۷)

توقع ہے یہی لوگ یقیناً ہدایت یافتہ ہیں۔

اللہ کے گھر یعنی مسجد حرام کو تعمیر یا آباد کرنا یہ ایمان والوں کا کام ہے نہ کہ ان کا جو کفر و شرک کا ارتکاب اور اس کا اعتراف کرتے ہیں،

عَنِ السُّدِّيِّ، قَوْلُهُ: وَأَمَّا شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ فَإِنَّ النَّصْرَانِيَّ يُسْأَلُ: مَا أَنْتَ؟ فَيَقُولُ: نَصْرَانِيٌّ، وَالْيَهُودِيُّ

[1] العنکبوت ۲،۳

فَيَقُولُ: يَهُودِيٌّ،صَابِئٌ ،فَيَقُولُ: صَابِئٌ ،وَالْمُشْرِكُ يَقُولُ إِذَا سَأَلْتَهُ: مَا دِينُكَ؟فَيَقُولُ: مُشْرِكٌ

سدی رحمہ اللہ نے آیت کریمہ ''درآں حالیکہ وہ خود اپنے کفر کے آپ ہی گواہ ہیں۔'' کے بارے میں کہا ہے اگر آپ کسی نصرانی سے پوچھیں کہ تمہارا دین کیا ہے؟ تو وہ کہے گا میں نصرانی ہوں کسی یہودی سے یہ سوال پوچھیں تو وہ کہے گا میں یہودی ہوں، اگر کسی صابی سے پوچھیں تو وہ کہے گا میں صابی ہوں، اور اگر کسی مشرک سے پوچھیں تمہارا دین کیا ہے؟ تو وہ جواب دے گا کہ میں مشرک ہوں۔ (۱)

جیسے مشرکین تلبیہ میں کہا کرتے تھے

لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ، تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ

اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ تیرا شریک ہے جس کا تو مالک ہے اور جس کا وہ مالک ہے اس کا بھی تو ہی مالک ہے۔ (۲)

ان کے وہ عمل جو بظاہر نیک لگتے ہیں جیسے طواف وعمرہ اور حاجیوں کی خدمت وغیرہ ان کے شرک کی وجہ سے ضائع ہو گئے اور انہوں نے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے، جیسے فرمایا

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۴ (۳)

ترجمہ: لیکن اب کیوں نہ وہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ وہ مسجد حرام کا راستہ روک رہے ہیں حالانکہ وہ اس مسجد کے جائز متولّی نہیں ہیں، اس کے جائز متولّی تو صرف اہل تقوٰی ہی ہو سکتے ہیں مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

اس لیے فرمایا مسجدوں کے تو وہ لوگ مجاور یا خادم ہو سکتے ہیں جن کے دلوں میں خشیت الٰہی ہو، جو اللہ وحدہ لاشریک کو اپنا خالق ومالک اور رازق جانتے ہوں، جو یقین محکم رکھتے ہوں کی تمام قدرتیں اور تمام اختیارات صرف اللہ وحدہ لاشریک کے قبضہ قدرت میں ہیں، جو یوم آخرت کے دن کے حساب کتاب اور اس کی جزاوسزا پر یقین کامل رکھتے ہوں، اور اظہار عبودیت کے لئے نماز قائم کرتے ہوں اور مستحقیق کی فلاح وبہبود کے لئے زکوۃ ادا کرتے ہوں، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کے ایمان کی گواہی دی ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالإِيمَانِ،

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ ایک آدمی مسجد میں پابندی سے آتا ہے تو تم اس کے ایمان کی گواہی دو۔ (۴)

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ , قَالَ: أَدْرَكْتُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ الْمَسَاجِدَ بُيُوتُ

(۱) تفسیرطبری ۱۶۵؍۱۴

(۲) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ التَّلْبِيَةِ وَصِفَتِهَا وَوَقْتِهَا ۲۸۱۵

(۳) الانفال ۳۴

(۴) جامع ترمذی کتاب یفسیر بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ ۳۰۹۳،مسند احمد ۱۱۷۲۵،مستدرک حاکم ۷۷۰

اللهِ فِي الْأَرْضِ   وَإِنَّهُ حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ يُكْرِمَ زَائِرَهُ فِيهَا

عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت ہے ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خبر دی مسجدیں زمین میں اللہ کے گھر ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر میں اس کی زیادت کے لیے آئے وہ اس کی عزت کرے۔[1]

اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈریں، انہی سے یہ توقع ہے کہ سیدھی راہ چلیں گے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلا دینا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے

وَ جٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۹

اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ اللہ کے نزدیک برابر کے نہیں، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا،

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ

جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا

اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۲۰ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ

وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبہ والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں، انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے

بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۲۱ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

اپنی رحمت کی اور رضامندی کی اور جنتوں کی، ان کے لیے وہاں دوامی نعمت ہے، وہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں،

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۲۲ (التوبۃ۱۹تا۲۲)

اللہ کے پاس یقیناً بہت بڑے ثواب ہیں۔

حاجیوں کو پانی پلانا جہاد کا مقابلہ نہیں کرسکتا: مشرکین حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی دیکھ بھال کا جو کام کرتے تھے اس پر انہیں بڑا فخر تھا، اور اس کے مقابلے میں وہ ایمان و جہاد فی سبیل اللہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے جس کا اہتمام مسلمانوں کے اندر تھا،

حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أُسْقِيَ الْحَاجَّ، وَقَالَ آخَرُ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَقَالَ آخَرُ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ، فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ، وَقَالَ: لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُولِ

[1] تفسیر عبدالرزاق ۲؍۳۴۲

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَلَكِنْ إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فِيمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ}[1] الْآيَةَ إِلَى آخِرِهَا،

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان ہی ایام میں ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ (تین آدمی مسجد نبوی میں جمع ہوئے) ایک شخص نے کہا اگر میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل نہ کروں سوائے حاجیوں کے پانی پلانے کے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں (یہی نیکی کیا کم ہے)، دوسرے نے کہا اگر میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل نہ کروں سوائے مسجد حرام کے آباد کرنے کی تو مجھے کوئی پرواہ نہیں (یہی عمل کافی ہے، دوسرے عمل اس کا کیا مقابلہ کریں گے)، تیسرے آدمی نے کہا جہاد فی سبیل اللہ ان دونوں کاموں سے افضل ہے، (وہ لوگ زور زور سے یہ باتیں کر رہے تھے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے جب انہیں اس طرح باہم تکرار کرتے ہوئے سنا تو انہیں ڈانٹا اور کہا جمعہ کے دن منبر رسول کے پاس آواز بلند نہ کرو، اور یہ جمعہ کا دن تھا، لیکن میں جمعہ کی نماز کے بعد اس بات کو جس میں تم نے اختلاف کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں گا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی مجاوری کرنے کو اس شخص کے کام کے برابر ٹھیرا لیا ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور روز آخر پر اور جس نے جانفشانی کی اللہ کی راہ میں؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔“[2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ} قَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حِينَ أُسِرَ يَوْمَ بَدْرٍ، لَئِنْ كُنْتُمْ سَبَقْتُمُونَا بِالْإِسْلَامِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ، لَقَدْ كُنَّا نَعْمُرُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَنَسْقِي الْحَاجَّ، وَنَفُكُّ الْعَانِي، قَالَ اللهُ: {أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ} إِلَى قَوْلِهِ: {الظَّالِمِينَ}أَنَّ ذَلِكَ كَانَ فِي الشِّرْكِ وَلَا أَقْبَلُ مَا كَانَ فِي الشِّرْكِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت ”کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی مجاوری کرنے کو اس شخص کے کام کے برابر ٹھہرا لیا ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور روز آخر پر اور جس نے جانفشانی کی اللہ کی راہ میں؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔“ کی شان نزول میں روایت ہے یہ عباس بن عبد المطلب کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب انہیں بدر کے دن قیدی بنالیا گیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ اگر تم ہم سے اسلام، ہجرت اور جہاد میں سبقت لے گئے ہو تو کیا ہوا ہم بھی تو مسجد حرام کو آباد رکھتے، حاجیوں کو پانی پلاتے اور فدیہ دے کر قیدیوں کو چھڑاتے رہے ہیں، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا اور فرمایا تمہارے یہ تمام اعمال حالت شرک میں تھے اور شرک کے ساتھ میں کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔[3]

---

[1] التوبة: 19

[2] صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى ۱۸۷۱، تفسیر طبری ۱۶۹/ ۱۴، تفسیر عبد الرزاق ۱۳۸/ ۲

[3] تفسیر طبری ۱۷۰/ ۱۴

قَالَ: سَمِعْتُ الضَّحَّاكَ، يَقُولُ فِي قَوْلِهِ:{أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ} الْآيَةَ، أَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أُسِرُوا يَوْمَ بَدْرٍ يُعَيِّرُونَهُمْ بِالشِّرْكِ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: أَمَا وَاللهِ لَقَدْ كُنَّا نَعْمُرُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَنَفُكُّ الْعَانِيَ وَنَحْجِبُ الْبَيْتَ وَنَسْقِي الْحَاجَّ

اور ضحاک بن مزاحم نے اس آیت ''کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی مجاوری کرنے کو اس شخص کے کام کے برابر ٹھہرا لیا ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور روز آخر پر اور جس نے جانفشانی کی اللہ کی راہ میں؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔'' کے شان نزول کو اس طرح روایت کیا ہے مسلمان آئے اور انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو جو غزوہ بدر میں قیدی بنا لیے گئے تھے شرک کرنے کی وجہ سے طعنہ دیا، ان کے جواب میں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! ہم بھی مسجد الحرام کو آباد کرتے فدیہ دے کر قیدیوں کو چھڑاتے بیت اللہ کی دربانی کرتے اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں، تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔ (۱)

کیا تم سقایت حاج اور عمارت مسجد حرام کو ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے برابر سمجھتے ہو؟ یاد رکھو! اللہ کے نزدیک یہ برابر نہیں بلکہ مشرک کا کوئی عمل بھی مقبول نہیں، چاہے وہ صورۃً خیر ہی ہو، واضح کیا گیا کہ ایمان باللہ، ایمان بالآخرت اور جہاد فی سبیل اللہ سب سے زیادہ اہمیت وفضیلت والے عمل ہیں، اللہ ان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا جن کا وصف ہی ظلم ہو، وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں مال وجان سے جہاد کیا ان کے لئے بڑا درجہ ہے، ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور اپنی رضامندی کی بشارت دیتا ہے جو جنت میں سب سے بڑی اور نہایت جلیل القدر نعمت ہوگی، جنت میں ان کے لئے پائیدار عیش وآرام کے بے شمار سامان ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یقیناً اللہ کے پاس خدمات کا صلہ دینے کو بے شمار نعمتیں ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ

اے ایمان والو ! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں

عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ

،تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا گناہ گار ظالم ہے ،آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ

وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا

اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال

وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے

(۱) تفسیر طبری ۱۴/۱۷۲

وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

اور اس کی راہ کے جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے،

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ (التوبۃ ۲۳تا۲۴)

اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ترک موالات ومودت کا حکم :اے مومنو!ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرو، جو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اس کے ساتھ موالات رکھو جو ان تقاضوں کو پورا نہیں کرتا ان سے عداوت رکھو حتی کہ وہ تمہارے باپ یا بھائی ہوں، اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو ترجیح دیں تو انہیں اپنا رفیق نہ سمجھو اگر اللہ کے فرمان کے بعد اللہ کے دشمنوں کو دوست بنانے کی جسارت کرو گے تو تم ہی ظالم ہو، کیونکہ کفار کو دوست بنانا، کفار کی اطاعت اور ان کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت و محبت پر مقدم رکھنے کا موجب ہے اور مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو ہر چیز پر مقدم رکھتا ہے اور یہ دین کی اساس ہے، جیسے فرمایا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ... ﴿۲۲﴾ [۱]

ترجمہ: تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے، وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَوْذَبٍ، قَالَ: جَعَلَ أَبُو أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ يَنْصِبُ الْآلِهَةَ لِأَبِي عُبَيْدَةَ يَحِيدُ عَنْهُ، فَلَمَّا أَكْثَرَ الْجَرَّاحُ قَصَدَهُ أَبُو عُبَيْدَةَ فَقَتَلَهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ هَذِهِ الْآيَةَ حِينَ قَتَلَ أَبَاهُ: {لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ} [۲] إِلَى آخِرِهَا.

اور عبداللہ بن شوذب سے روایت ہے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا والد غزوہ بدر کے روز ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف نیزہ سیدھا کر رہا تھا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اعراض کر رہے تھے جب جراح باز نہ آیا تو اس کے بیٹے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، جب انہوں نے اپنے والد کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ” تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے

[۱] المجادلۃ ۲۲

[۲] المجادلة: 22

ہوں جنوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے، وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں خبردار رہو اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔'' نازل فرمائی۔ (۱)

اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ کہہ دیں اگر تمہارے باپ، مائیں، بھائی، بیٹے، بیویاں اور دیگر عمومی رشتہ دار، اور وہ مال جس کے حصول میں مشقت برداشت کرتے ہو اور اسے مرغوب بھی رکھتے ہو، اور سوداگری جس میں نقصان ہونے سے ڈرتے ہو، اور تمہاری خواہشات اور پسند کے مطابق خوبصورت، سجاوٹ اور آرام دہ حویلیاں (جو بیشک ضروری ہیں اور ان کی اہمیت وافادیت ہے اگر) تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ اور ہجرت سے زیادہ عزیز ومحبوب ہیں یعنی جہاد میں مانع ہو جائیں، اور یہ بات اللہ کو سخت ناپسندیدہ اور اس کی ناراضی کا باعث ہے اس لئے تم فاسق (اللہ کی ہدایت سے محروم) اور ظالم قرار پاؤ گے، تو پھر اللہ کا عذاب نازل ہونے کا انتظار کرو جسے کوئی ٹال نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ دائرہ اطاعت سے باہر نکلنے والے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت پر مذکورہ بالا اشیاء کی محبت کو ترجیح دینے والوں کو ہدایت سے نہیں نوازتا،

حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الآنَ يَا عُمَرُ

زہرہ بن معبد نے اپنے دادا (عبداللہ بن ہشام) سے روایت کیا ہے ایک موقع پر ہم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ جا رہے تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! مجھے آپ اپنے نفس کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا نہیں، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا پھر اللہ کی قسم! اب آپ مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہاں اے عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! اب تمہارا ایمان پورا ہوا ہے۔ (۲)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

اور انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص

(۱) السنن الکبری للبیهقی ۱۷۸۳۵

(۲) صحیح بخاری کتاب الایمان والنذر وبَابٌ كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۶۳۲

اس وقت تک مومن نہیں جب تک میں اس کو اس کے والد، اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی محبت، آپ ﷺ کی فرمانبرداری سب سے بلند و بالا ہے، استاد ہو یا پیر، مرشد یا امام مجتہد سب سے مقدم رسول اللہ ﷺ کی شخصیت ہے، محبت کے یہی معنیٰ ہیں، یہ نہیں کہ زبان سے رسول اللہ ﷺ پکار لیا، آپ ﷺ کا نام مبارک سن کر انگلیوں کو چوم لیا یا نسبتاً عقائد تصنیف کر لئے، یہ سب رسمی اور بدعی طریقے اللہ کے ہاں کام آنے والے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی جلیل القدر کتاب قرآن مجید میں صاف ارشاد فرمایا ہے،

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ (۲)

ترجمہ: اگر اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو میرے قدم بہ قدم چلو اس صورت میں اللہ بھی تم کو اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔

دُعُوا كُلَّ قَوْلٍ عِنْدَ قَوْلِ مُحَمَّدٍ

جہاں رسول کریم ﷺ کے ارشاد سے کسی بھی امام یا مجتہد یا پیر و مرشد بھی کا قول آپ ﷺ کے قول سے ٹکرائے وہاں آپ ﷺ کے قول مبارک کو مقدم رکھو، اور مخالف طور پر سارے اقوال کو چھوڑ دو بس صرف اتنی ہی بات ہے جو مقلدین جامدین کو پسند نہیں، گو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جو بڑے امام بزرگ ہیں نے خود صاف فرما دیا ہے،

قَالَ إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي

جب صحیح حدیث مل جائے اور میرا قول اس کے خلاف ہو، تو میرے قول کو چھوڑ دو اور صحیح حدیث پر عمل کرو کیونکہ میرا مذہب یہی ہے جو حدیث سے ثابت ہے۔ (۳)

اور جہاد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا اور جہاد فی سبیل اللہ سے عزیز تر ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب تم کسی کو مدت معینہ پر اصلی قیمت سے زیادہ قیمت پر ادھار دینا اختیار کر لو گے اور گایوں کی دمیں پکڑ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الایمان بَابٌ حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الإِيمَانِ۱۵، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وُجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللهِ صلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ، وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، وَإِطْلَاقِ عَدَمِ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لَمْ يُحِبَّهُ هَذِهِ الْمَحَبَّةَ۱۶۸، سنن الدارمی ۲۷۸۳، مسند احمد ۱۲۸۱۴

(۲) آل عمران ۳۱

(۳) اصول الدین عندالامام ابی حنیفہ ص:۶

کر کھیتی باڑی پر راضی و قانع ہو جاؤ گے اور جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط فرما دے گا جس سے تم اس وقت تک نہ نکل سکو گے جب تک اپنے دین کی طرف نہیں لوٹو گے۔ (۱)

اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر

فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

ناز ہو گیا تھا، لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے،

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے

وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى

اور کافروں کو پوری سزا دی، ان کفار کا یہی بدلہ تھا، پھر اس کے بعد بھی جس پر چاہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی توجہ

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ (التوبۃ۲۵تا۲۷)

فرمائے گا، اللہ ہی بخشش و مہربانی کرنے والا ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْ بَرَاءَةَ: {لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ}، (۲)

مجاہد رحمۃ اللہ سے روایت ہے سورہ برات کی نازل ہونے والی پہلی آیت "اللہ اس سے پہلے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے۔" ہے۔ (۳)

جو لوگ اس بات سے ڈرتے تھے کہ اعلان برات کی خطرناک پالیسی پر عمل کرنے سے تمام عرب کے گوشے گوشے میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھے گی، اور اس کا مقابلہ کرنا مشکل ہو گا، ان سے فرمایا کہ ان اندیشوں میں مت پڑو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو اس سے بھی زیادہ سخت خطرناک موقعوں پر جب تم قلیل التعداد اور بے سروساماں تھے تمہاری مدد کر کے کفار پر غالب کر چکا ہے، اور ابھی حال ہی میں غزوہ حنین کے شدید موقع پر بھی اس کی مدد کو دیکھ چکے ہو، حالانکہ تمہیں اپنی کثرت تعداد پر گھمنڈ تھا کہ آج ہم پر کوئی غالب نہیں آسکے گا، مگر تمہاری کثرت

(۱) سنن ابوداود کتاب البیوع بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ العِينَةِ ۳۴۶۲

(۲) التوبة: 25

(۳) تفسیرطبری ۱۴/۲۷۰، الدر المنثور ۴/۱۵۸

تمہارے کسی کام نہ آئی، دشمن کے یک بارگی حملہ کے دباؤ میں آ کر مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے، اور زمین کی کشادگی اور وسعت کے باوجود انہیں بھاگنے کا راستہ نہیں مل رہا تھا، مشکل کی اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اور مجاہدین پر سکینت نازل فرمائی، اور مدد کے لئے فرشتوں کے لشکر اتارے جو مجاہدین کو ثابت قدم رکھتے اور انہیں فتح و نصرت کی بشارت دیتے تھے،

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ:إِنَا لَمَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَالنَّاسُ يَقْتَتِلُونَ إِذْ نَظَرْتُ إِلَى مِثْلِ الْبِجَادِ الْأَسْوَدِ يَهْوِي مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى وَقَعَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ، فَإِذَا نَمْلٌ مَنْثُورٌ قَدْ مَلأَ الْوَادِي فَلَمْ تَكُنْ إِلَّا هَزِيمَةُ الْقَوْمِ، فَمَا كُنَّا نَشُكُّ أَنَّهَا الْمَلائِكَةُ

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں غزوہ حنین میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے ہم رکاب تھا لوگوں کے شکست کھانے سے پہلے میں نے دیکھا کہ آسمان سے کوئی چیز اتر رہی ہے، اس نے چیونٹیوں کی طرح میدان کو گھیر لیا اور اسی وقت مشرکین کے قدم اکھڑ گئے اللہ کی قسم! ہمیں کوئی شک نہیں کہ وہ آسمانی مدد تھی۔[1]

قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ عَامِرٍ السُّوَائِي وَكَانَ شَهِدَ حُنَيْنًا مَعَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ أَسْلَمَ بَعْدُ فَكُنَّا نَسْأَلُهُ عَنِ الرُّعْبِ الَّذِي أَلْقَى اللهُ فِي قُلُوبِ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ حُنَيْنٍ،فَكَانَ يَأْخُذُ الْحَصَاةَ فَيَرْمِي بِهَا فِي الطَّسْت فَيَطِنُّ، فَيَقُولُ كُنَّا نَجِدُ فِي أَجْوَافِنَا مِثْلَ هَذَا

یزید بن عامر سوائی غزوہ حنین میں کفار کے ساتھ تھے ،بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ غزوہ حنین میں تمہارے دلوں کا رعب وخوف سے کیا حال تھا؟ تو وہ طشت میں کنکریاں رکھ کر بجاتے اور کہتے یہی آواز ہمیں ہمارے دل سے آرہی تھی ،کلیجہ بے طرح اچھل رہا تھا اور دل دہل رہا تھا۔[2]

اللہ نے کفار کو شکست، قتل، ان کے اموال واولاد اور ان کی عورتوں پر مسلمانوں کے قبضہ کے ذریعے سے عذاب کا مزہ چکھا دیا، جان لو کہ اللہ تعالیٰ کفار کو دنیا میں بھی عذاب دے گا اور آخرت میں بھی سخت عذاب میں مبتلا کرے گا، پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی فیاضی وکریم النفسی کے برتاؤ کے نتیجہ میں اکثر لوگوں نے توبہ کر لی اور اسلام قبول کر لیا تو اللہ بے انتہا مغفرت اور بے پایاں رحمت کا مالک ہے، اس لئے یہ مت سمجھو کہ مشرکین عرب تمہیں تہس نہس کر ڈالیں گے، بلکہ اب بھی تمہیں یہی توقع رکھنی چاہیے کہ اللہ تمہاری مدد پر قادر ہے اور کفار ومشرکین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، بلکہ جب انہیں نظام جاہلیت کے فروغ وبقا کی کوئی امید ان لوگوں کو باقی نہ رہے گی، اور وہ سہارے ختم ہو جائیں گے جن کی وجہ سے یہ اب تک جاہلیت کو چمٹے ہوئے ہیں تو خود بخود یہ اسلام کے دامن رحمت میں پناہ لینے کے لئے آ جائیں گے۔

---

[1] الخصائص الکبری ۴۴۷؍۱،دلائل النبوة للبیہقی ۱۴۶؍۵،امتاع الاسماع ۳۳۲؍۳،زادالمعاد ۴۱۴؍۳

[2] مغازی واقدی ۹۰۶؍۳ ، دلائل النبوة للبیہقی ۱۴۴؍۵، امتاع الاسماع ۳۳۲؍۳،الخصائص الکبری ۴۴۶؍۱،سبل الھدی والرشاد فی سیرة خیرالعباد ۳۲۸؍۵،شرح الزرقانی علی المواھب ۵۲۶؍۳،السیرة النبویة لابن کثیر ۶۳۱؍۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ۚ

اے ایمان والو! بیشک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں، وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں،

وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾ (التوبہ ۲۸)

اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے، اللہ علم و حکمت والا ہے۔

مشرک ناپاک ہے: اہل ایمان کو حقیقت حال سے آگاہ فرمایا اور جو بات سورۂ کے آغاز میں اعلان برات کے انداز میں ذکر کی گئی تھی اس کو واضح اور دوٹوک الفاظ میں یوں فرمایا، اے مومنو! مشرکین کے اعتقادات، اخلاق، اعمال اور ان کا جاہلانہ طریق زندگی ناپاک ہے، اور اس شخص سے بڑھ کر ناپاک اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خود ساختہ معبودوں کی پرستش کرتا ہے، جو نہ تو نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان اور نہ کچھ اور فائدہ دے سکتے ہیں، اور اسی نجاست کی بنا پر آئندہ کے لئے ان کا حج و زیارت بند ہی نہیں بلکہ مسجد حرام میں ان کا داخلہ بھی بند کر دیا گیا ہے، جبکہ مومن ناپاک نہیں ہوتا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طَرِيقِ المَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ، فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ جُنُبًا، فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّ المُسْلِمَ لاَ يَنْجُسُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مدینہ منورہ کے کسی راستے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی، اور اس وقت میں جنابت کی حالت میں تھا، میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کر کے واپس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کیا میں جنابت کی حالت میں تھا اس لیے میں نے آپ کے ساتھ بغیر غسل کے بیٹھنا برا جانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! مسلمان ہرگز ناپاک نہیں ہوتا (کیونکہ اس کی نجاست عارضی ہے)۔[1]

اگر مشرکین کو مسجد حرام کے قریب جانے سے روک دینے کی وجہ سے تمہارے اور ان کے درمیان دنیاوی امور میں قطع تعلق کی بنا پر فقر و احتیاج کے لاحق ہونے کا ڈر ہو، تو اس مفلسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اپنی مشیت و حکمت سے تمہیں غنی کر دے گا،

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: {إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً} وَذَلِكَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا: لَتُقْطَعَنَّ عَنَّا الْأَسْوَاقُ ،وَلَتَهْلِكَنَّ التِّجَارَةُ وَلَيَذْهَبَنَّ مَا كُنَّا نُصِيبُ فِيهَا مِنَ الْمَرَافِقِ ،فَنَزَلَ: {وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ} فَفِي هَذَا عِوَضٌ مِمَّا تَخَوَّفْتُمْ مِنْ قَطْعِ تِلْكَ الْأَسْوَاقِ. فَعَوَّضَهُمُ اللهُ بِمَا قُطِعَ عَنْهُمْ مِنْ أَمْرِ الشِّرْكِ، مَا أَعْطَاهُمْ مِنْ أَعْنَاقِ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنَ الْجِزْيَةِ

محمد بن اسحاق نے آیت کریمہ ''اے ایمان لانے والو! مشرکین ناپاک ہیں لہٰذا اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔'' کے

---

[1] صحیح بخاری کِتَابُ الغُسْلِ بَابُ عَرَقِ الجُنُبِ، وَأَنَّ المُسْلِمَ لاَ يَنْجُسُ ۲۸۳

بارے میں کہا ہے لوگ کہتے تھے کہ اس طرح تو ہم بازاروں اور مارکیٹوں سے کٹ جائیں گے، ہماری تجارت تباہ ہو جائے گی، اور جو سہولتیں ہمیں حاصل ہیں ہم ان سے محروم ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''اور اگر تمہیں تنگ دستی کا خوف ہے تو بعید نہیں کہ اللہ چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے۔'' نازل فرمادی، یعنی اگر اہل شرک سے تعلقات منقطع ہونے کی صورت میں تمہیں کساد بازاری کا خدشہ ہے، تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ تمہیں اہل کتاب کی گردنیں جھکا کر تمہیں جزیہ دلادے گا۔[1]

اللہ جو الرزاق المتین ہے اپنی حکمت ومشیت کے تحت جب رزق کا ایک دروازہ بند کرتا ہے تو بے شمار دوسرے دروازے کھول دیتا ہے، اور ایسی ایسی جگہوں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا، یقیناً اللہ تعالیٰ بے انتہا فضل وکرم اور بہت بڑے جود وسخا کا مالک ہے، خاص طور پر اس شخص کے لئے جو محض اللہ کی خاطر کسی چیز کو ترک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور فتوحات کی وجہ سے کثرت سے مال غنیمت مسلمانوں کو حاصل ہوا اور پھر بہ تدریج سارا عرب بھی مسلمان ہو گیا، اور حج کے موسم میں حاجیوں کی ریل پیل پھر اسی طرح ہو گئی جس طرح پہلے تھی بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہو گئی، اور جو مسلسل روز افزوں ہی ہے، اللہ علام الغیوب اور حکمت والا ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے ،جو اللہ اور اس کے رسول کی

وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے، نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے،

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ (التوبۃ۲۹)

یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔

مشرکین سے قتال عام کے حکم کے بعد اس آیت میں یہود ونصاریٰ سے قتال کا حکم دیا گیا کہ اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو جنگ کرو، اہل کتاب کے خلاف جو اللہ کو زبانی طور تو مانتے ہیں لیکن اللہ وحدہ لاشریک تسلیم کرنے کے بجائے عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذباللہ) اللہ کا بیٹا ان کی والدہ کو اللہ کی بیوی تسلیم کرتے ہیں، ان دونوں کو یا ایک کو اللہ کی صفات واختیارات شریک کرتے ہیں، اس لئے ان کا ایمان باللہ قابل اعتبار نہیں ہے، اسی طرح آخرت کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد زندہ کیے جائیں گے، مگر اس سے آخرت کا عقیدہ مکمل نہیں ہو جاتا، اس کے ساتھ یہ عقیدہ بھی ہونا چاہیے کہ اس دن اللہ کی بارگاہ میں جب تک اللہ مالک یوم الدین خود کسی کو اجازت نہ فرمائے کسی بڑے یا چھوٹے کی کوئی سفارش، کوئی فدیہ یا کوئی کفارہ کام نہیں آئے گا، اللہ کی بارگاہ میں صرف ایمان وعمل ہی قابل قبول ہوگا، اس عقیدے کے بغیر آخرت کا ماننا کوئی معنی نہیں رکھتا، کیونکہ یہود ونصاریٰ نے اس پہلو سے بھی اپنے عقیدے کو داغدار کیا ہے، لہٰذا ان کا آخرت پر ایمان کا عقیدہ بھی

[1] تفسیر طبری ۱۹۷؍ ۱۴

غیر معتبر ہے، اور نہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کی اتباع کرتے ہیں نہ اس دین حق کو قبول نہیں کرتے، اگر چہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایک دین رکھتے ہیں، مگر حقیقت میں انہوں نے اپنے دین میں تغیر و تبدل اور تحریف کی ہوئی ہیں، وہ لوگوں کو باطل نظریات کی دعوت دیتے ہیں، اس لئے یہود و نصاریٰ اور مجوس وغیرہ سے جنگ کرو تا کہ ان کی خود مختاری و بالادستی ختم ہو جائے، اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ کی ایک متعین رقم دے کر مسلمانوں کی ماتحتی میں رہنا قبول کر لیں، یہی وجہ ہے کہ اہل ذمہ کی عزت کرنا جائز نہیں اور نہ انہیں مسلمانوں پر کوئی فوقیت دی جائے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ، فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ، فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَضْيَقِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ سے سلام کی ابتداء نہ کرو جب ان سے کوئی راستے میں مل جائے تو اسے تنگی پر مجبور کرو۔[1]

یعنی ابتداء ان کو سلام کرنا حرام ہے، اور اگر وہ سلام کریں تو جواب میں صرف وعلیکم کہیں، یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے توہین و تذلیل کی تمام معروف شرطیں ان پر عائد کر دی تھیں،

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حِينَ صَالَحَ نَصَارَى مِنْ أَهْلِ الشَّامِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، هَذَا كِتَابٌ لِعَبْدِ اللَّهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ نَصَارَى مَدِينَةِ كَذَا وَكَذَا، إِنَّكُمْ لَمَّا قَدِمْتُمْ عَلَيْنَا سَأَلْنَاكُمُ الْأَمَانَ لِأَنْفُسِنَا وَذَرَارِينَا وَأَمْوَالِنَا وَأَهْلِ مِلَّتِنَا وَشَرَطْنَا لَكُمْ عَلَى أَنْفُسِنَا أَلَّا نُحْدِثَ فِي مَدِينَتِنَا وَلَا فِيمَا حَوْلَهَا دَيْرًا وَلَا كَنِيسَةً، وَلَا قِلَايَةً وَلَا صَوْمَعَةَ رَاهِبٍ، وَلَا نُجَدِّدَ مَا خَرِبَ مِنْهَا، وَلَا نُحْيِي مِنْهَا مَا كَانَ خُطَطَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَلَّا نَمْنَعَ كَنَائِسَنَا أَنْ يَنْزِلَهَا أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ، وَأَنْ نُوَسِّعَ أَبْوَابَهَا لِلْمَارَّةِ وَابْنِ السَّبِيلِ، وَأَنْ يَنْزِلَ مَنْ مَرَّ بِنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ نُطْعِمُهُمْ، وَلَا نَأْوِي فِي كَنَائِسِنَا وَلَا مَنَازِلِنَا جَاسُوسًا، وَلَا نَكْتُمَ غِشًّا لِلْمُسْلِمِينَ،

عبدالرحمٰن بن غنم اشعری سے روایت ہے جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں سے مصالحت کی تو میں نے یہ دستاویز لکھی تھی۔

اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، یہ امیر المومنین، اللہ کے بندے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے فلاں فلاں شہر کے نصاری کی طرف سے معاہدہ ہے، جب تم ہمارے پاس آئے تو ہم نے تم سے اپنی جانوں، اولادوں، مالوں اور اہل ملت کے لیے امن طلب کیا ،اور تم سے یہ شرط طے کی کہ ہم اپنے شہر اور اس کے گرد و پیش میں کوئی گرجا، کنیسہ نہیں بنائیں گے، نہ کسی راہب کی خانقاہ بنائیں گے، نہ کسی خراب گرجا وغیرہ کی مرمت ہی کریں گے، اور مسلمان جہاں رہائش پذیر ہیں وہاں نئے بھی نہیں بنائیں گے، اور دن یو یارات ہم کسی وقت بھی اپنے کنیسوں میں داخل ہونے والے کسی مسلمان کو منع نہیں کریں گے، مسافروں اور راہ چلتے لوگوں کے لیے ان کے دروازوں کو کھلا رکھیں

[1] صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ ۵۶۶۱، جامع ترمذی ابواب السیر بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ ۱۶۰۲

گے، جو مسلمان ہمارے پاس آئے گا ہم تین دن تک اس کی مہمان نوازی کریں گے، ہم اپنے گرجوں اور گھروں میں کسی جاسوس کو جگہ نہیں دیں گے، مسلمانوں سے دھوکے فریب کی کوئی بات نہیں چھپائیں گے،

وَلَا نُعَلِّمَ أَوْلَادَنَا الْقُرْآنَ، وَلَا نُظْهِرَ شِرْكًا، وَلَا نَدْعُوَ إِلَيْهِ أَحَدًا؛ وَلَا نَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ ذَوِي قَرَابَتِنَا الدُّخُولَ فِي الْإِسْلَامِ إِنْ أَرَادُوهُ، وَأَنْ نُوَقِّرَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَنْ نَقُومَ لَهُمْ مِنْ مَجَالِسِنَا إِنْ أَرَادُوا الْجُلُوسَ، وَلَا نَتَشَبَّهَ بِهِمْ فِي شَيْءٍ مِنْ مَلَابِسِهِمْ، فِي قَلَنْسُوَةٍ، وَلَا عِمَامَةٍ، وَلَا نَعْلَيْنِ، وَلَا فَرْقِ شَعْرٍ، وَلَا نَتَكَلَّمَ بِكَلَامِهِمْ، وَلَا نَكْتَنِيَ بِكُنَاهِم، وَلَا نَرْكَبَ السُّرُوجَ، وَلَا نَتَقَلَّدَ السُّيُوفَ، وَلَا نَتَّخِذَ شَيْئًا مِنَ السِّلَاحِ، وَلَا نَحْمِلَهُ مَعَنَا، وَلَا نَنْقُشَ خَوَاتِيمَنَا بِالْعَرَبِيَّةِ، وَلَا نَبِيعَ الْخُمُورَ،

ہم اپنی اولاد کو قرآن نہیں سکھائیں گے، شرک کا اظہار نہیں کریں گے اور نہ کسی کو اس کی دعوت دیں گے، اگر ہمارے رشتے داروں میں سے کوئی اسلام کو قبول کرنا چاہے گا تو ہم اسے منع نہیں کریں گے، ہم مسلمانوں کی عزت کریں گے، جب وہ بیٹھنا چاہیں تو اپنی مجلسوں سے ان کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے، ہم ٹوپی، عمامہ، جوتوں اور بالوں کے سٹائل وغیرہ کسی چیز میں بھی مسلمانوں کی مشابہت اختیار نہیں کریں گے، ہم ان کی زبان نہیں بولیں گے اور ان کی کنیتیں نہیں رکھیں گے، زین والے گھوڑے پر سوار نہیں ہوں گے، تلوار نہیں لٹکائیں گے، کوئی بھی اسلحہ نہیں لیں گے اور نہ اسے اپنے ساتھ رکھیں گے، اپنی انگوٹھیوں پر عربی نقش نہیں کرائیں گے، شرابیں نہیں بیچیں گے،

وَأَنْ نَجُزَّ مَقَادِيمَ رُءُوسِنَا، وَأَنْ نَلْزَمَ زِينَا حَيْثُمَا كُنَّا، وَأَنْ نَشُدَّ الزَّنَانِيرَ عَلَى أَوْسَاطِنَا، وَأَلَّا نُظْهِرَ الصَّلِيبَ عَلَى كَنَائِسِنَا، وَأَلَّا نُظْهِرَ صُلُبَنَا وَلَا كُتُبَنَا فِي شَيْءٍ مِنْ طُرُقِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا أَسْوَاقِهِمْ، وَلَا نَضْرِبَ نَوَاقِيسَنَا فِي كَنَائِسِنَا إِلَّا ضَرْبًا خَفِيًّا، وَأَلَّا نَرْفَعَ أَصْوَاتَنَا بِالْقِرَاءَةِ فِي كَنَائِسِنَا فِي شَيْءٍ مِنْ حَضْرَةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلَا نُخْرِجَ شَعَانِينَ وَلَا بَاعُوثًا، وَلَا نَرْفَعَ أَصْوَاتَنَا مَعَ مَوْتَانَا، وَلَا نُظْهِرَ النِّيرَانَ مَعَهُمْ فِي شَيْءٍ مِنْ طُرُقِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا أَسْوَاقِهِمْ، وَلَا نُجَاوِرَهُمْ بِمَوْتَانَا، وَلَا نَتَّخِذَ مِنَ الرَّقِيقِ مَا جَرَى عَلَيْهِ سِهَامُ الْمُسْلِمِينَ، وَأَنْ نُرْشِدَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَا نَطَّلِعَ عَلَيْهِمْ فِي منازلهم.

اپنے سروں کے اگلے بالوں کو کٹوا دیں گے، جہاں کہیں بھی ہوں گے صفائی کا خیال رکھیں گے، زنار (وہ پیٹی جسے نصرانی کمر اور پیٹ پر باندھتے ہیں) اپنی کمروں پر ضرور لٹکائے رکھیں گے، صلیب کا نشان اپنے گرجوں پر ظاہر نہیں کریں گے، اپنی صلیبوں اور کتابوں کو مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں ظاہر نہیں کریں گے، اپنے گرجوں میں ناقوس بہت آہستہ آواز میں بجائیں گے، مسلمانوں کی موجودگی میں ہم اونچی آواز سے اپنی کتابوں کو نہیں پڑھیں گے، ہم اپنے مذہبی شعار مثلاً شعانین (نصاری کی ایک اتوار کے دن عید جس میں عیسیٰ علیہ السلام کے بیت المقدس میں داخل ہونے کی یاد منائی جاتی ہے) اور باعوث (عیسائیوں کے ہاں بارش کے لیے عبادت اور دعا وغیرہ) راستوں میں انجام نہیں دیں گے، ہم اپنے مردوں پر اونچی آواز میں بین نہیں کریں گے، اور نہ ان کے ساتھ مسلمانوں کے رستوں اور بازاروں میں آگ لے کر چلیں گے، قبرستان میں مسلمانوں کے پڑوس میں اپنے مردوں کو دفن نہیں کریں گے، مسلمانوں کے حصے میں آئے ہوئے غلام ہم نہیں لے گے،

ہم مسلمانوں کی خیر خواہی تو کرتے رہیں گے لیکن ان کے گھروں میں نہیں جھانکیں گے،

قَالَ: فَلَمَّا أَتَيْتُ عُمَرَ بِالْكِتَابِ، زَادَ فِيهِ وَلَا نَضْرِبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، شَرَطْنَا لَكُمْ ذٰلِكَ عَلَى أَنْفُسِنَا وَأَهْلِ مِلَّتِنَاوَقَبِلْنَا عَلَيْهِ الْأَمَانَ فَإِنْ نَحْنُ خَالَفْنَا فِي شَيْءٍ مِمَّا شَرَطْنَاهُ لَكُمْ وَوَظَفْنَا عَلَى أَنْفُسِنَا فَلَا ذِمَّةَ لَنَا وَقَدْ حَلَّ لَكُمْ مِنَّا مَا يَحِلُّ مِنْ أَهْلِ الْمُعَانَدَةِ وَالشِّقَاقِ

راوی کا بیان ہے جب میں یہ معاہدہ لکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس میں یہ اضافہ بھی فرمادیا ہم کسی بھی مسلمان کو نہیں ماریں گے، ہم تمہاری طرف سے اپنے لیے اور اپنے اہل قبلہ وملت کے لیے ان شرائط کو قبول کرتے ہیں، اور امان کو قبول کرتے ہیں، اگر ہم نے ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کی جو ہم نے لگائی ہیں اور اپنے اوپر لاگو کی ہیں تو پھر ہم سے آپ کا ذمہ دور ہو جائے گا، اور ہم اس سزا کے مستحق ہوں گے جو عہد شکنی کرنے والے معاندین اور اختلاف بڑھانے والے کو ملتی ہے۔ [1]

تقریباً اسی طرح کا مضمون (المحلی بالاثار ۵/۴۱۵) میں بھی ہے۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ

یہود کہتے ہیں عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ قول صرف ان کے منہ کی بات

بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾

ہے، اگلے منکروں کی بات کی یہ بھی نقل کرنے لگے اللہ انہیں غارت کرے وہ کیسے پلٹائے جاتے ہیں،

اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف

وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے،

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ انکاری ہے مگر اسی بات کا کہ اپنا نور پورا کرے گ

وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ

و کافر ناخوش رہیں، اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ

[1] تفسیر ابن کثیر ۴/۱۳۳

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ (التوبۃ ۳۰ تا ۳۳)

اسے اور تمام مذہبوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک برا مانیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے ان خبیث اقوال کا ذکر فرمایا کہ یہ خود کو کہتے تو اہل کتاب ہیں، مگر ان کی فطری کجی کی وجہ سے ان کے اعتقادات میں اتنی خرابی پیدا ہوگئی کہ اللہ کو وحدہ لاشریک ماننے کے بجائے یہودیوں کے بعض فرقوں نے عقیدہ گھڑلیا کہ عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے، اور نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اللہ کا بیٹا ہے، حالانکہ ان لوگوں کے پاس اس عقیدہ کی صداقت اور رجحت کی کوئی دلیل نہیں ہے، دراصل وہ اپنے اس قول میں پہلی مشرک قوموں سے مشابہت رکھتے ہیں جنہوں نے کفر وضلالت میں مبتلا ہو کر گمراہانہ عقیدے ایجاد کر لئے تھے، اللہ انہیں ہلاک کرے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ، يَقُولُ: لَعَنَهُمُ اللهُ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت ”اللہ کی مار ان پر۔“ کے بارے میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ [1]

یہ واضح حق کو باطل کی طرف موڑ دیتے ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دینی راہنماؤں کو اللہ کے سوا الٰہ بنالیا ہے، یعنی جو حقوق واختیارات اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں وہ انہوں نے اپنے احبار (پروہتوں، علماء) اور رہبان یعنی گوشہ نشین لوگوں کو دے دیئے ہیں، وہ ان کے لئے ان امور کو حلال کرتے ہیں جن کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اور یہ ان کو حلال سمجھ لیتے ہیں، اور ان امور کو حرام کرتے ہیں جن کو اللہ نے حلال ٹھہرایا ہے اور یہ ان کی تقلید میں ان امور کو حرام قرار دے دیتے ہیں، یعنی ان کے احبار اور رہبان ان کے لئے ایسی شریعت مشروع کرتے ہیں جو انبیاء ورسل کے دین کے منافی ہے اور یہ ان کی تقلید کرتے ہیں،

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: يَا عَدِيُّ اطْرَحْ هَذَا الْوَثَنَ مِنْ عُنُقِكَ، فَطَرَحْتُهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ بَرَاءَةَ فَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ {اتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ}، [2] حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا، فَقُلْتُ: إِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ، فَقَالَ: أَلَيْسَ يُحَرِّمُونَ مَا أَحَلَّ اللهُ فَتُحَرِّمُونَهُ، وَيُحِلُّونَ مَا حَرَّمَ اللهُ فَتَسْتَحِلُّونَهُ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے گلے میں سونے کی صلیب لٹکی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عدی! اس بت کو اپنی گردن سے دور کر دو، پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورت برات کی یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا ”انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا ہے۔“ یہاں تک کہ آپ تلاوت سے فارغ ہو گئے، میں نے کہا ہم ان علماء اور بزرگوں کی عبادت تو نہیں کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ایسا نہیں تھا کہ تم اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو ان کے کہنے پر حرام سمجھتے تھے، اور اللہ

---

[1] تفسیر طبری ۲۰۷؍۱۴

[2] التوبة: 31

کی حرام کردہ چیزوں کو ان کے کہنے پر حلال سمجھتے تھے؟ میں نے عرض کیا واقعی ایسا ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا یہی ان کی عبادت ہے۔ [۱]

قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَغَيْرُهُمَا فِي تَفْسِيرِ: اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ، إِنَّهُمُ اتَّبَعُوهُمْ فِيمَا حَلَّلُوا وَحَرَّمُوا

حذیفہ بن یمان، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں اسی طرح مروی ہے انہوں نے حلال وحرام میں اپنے علماء ومشائخ کی باتوں کو اختیار کر لیا تھا۔ [۲]

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: يُوشِكُ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ، أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُونَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میں کسی بات پر تکرار ہوئی تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا (تمہارا یہی حال رہا تو) قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں گے، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا رہا ہوں اور تم (اس کے مدمقابل) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات کرتے ہو۔ [۳]

نیز یہ اپنے مشائخ وعباد کے بارے میں غلو سے کام لیتے ہیں، ان کی تعظیم کرتے ہیں، ان کی قبروں کو بت بنا دیتے ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، جہاں جانور ذبح کرنے کی منتیں مانی جاتی ہیں، دعائیں مانگیں جاتی ہیں اور مشکلات وپریشانیوں میں ان کو مدد کے لئے پکارا جاتا ہے، اور انہوں نے مسیح علیہ السلام ابن مریم کو بھی معبود بنا لیا ہے، حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اللہ وحدہ کے سوا کسی کی عبادت واطاعت نہ کریں، جسے وہ حرام کر دے وہ حرام ہے اور وہ جسے حلال فرما دے حلال ہے، اسی کے احکام بجالانے کے لائق ہیں، اسی کی ذات کو عبادت، محبت اور دعا کے لئے مخصوص کریں، مگر انہوں نے اللہ کے حکم کو دور پھینک دیا، اور اللہ کے ساتھ شرک کیا جس پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، اللہ ان چیزوں سے پاک ومقدس ہے اور اس کی عظمت وشان ان کے شرک اور بہتان طرازی سے بہت بلند ہے، یہ یہود ونصاریٰ اور دیگر مشرکین چاہتے ہیں کہ اپنی جاہلانہ باتوں سے دین حق کو مٹا دیں، مگر ان کی سازشیں، شرارتیں اور فساد حق کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں، اللہ کی مشیت ہر چیز پر غالب ہے وہ اپنے دین کو غالب کر کے رہے گا، اللہ ہی نے محمد رحمۃ للعالمین ﷺ کو دین حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ وہ لوگوں پر حق کو واضح کر دے، اور اس دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرے، اگرچہ مشرکین سازشیں اور فساد برپا کریں،

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ

---

[۱] المعجم الكبير للطبراني ۲۱۸

[۲] تفسیر ابن کثیر ۱۳۵/۴

[۳] أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن ۳۲۸/۷

قَضاءً فَإِنَّهُ لا يُرَدُّ، وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، يَسْتَبِيحُ بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا أَوْ قَالَ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے مشرق ومغرب کی زمین لپیٹ دی گئی، میں نے اس کا پورب اور پچھم دیکھا اور میری امت کی عمل داری وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اسے میرے لیے لپیٹا گیا ہے، اور مجھے سرخ وسفید (سونا چاندی) دو خزانے دیئے گئے ہیں، میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ فرمائے، اور ان پر ان کے اپنے اندر کے علاوہ باہر سے کوئی دشمن مسلط نہ فرمائے جو انہیں ہلاک کر کے رکھ دے (یعنی بالکل نیست ونابود ہو جائیں) میرے پروردگار نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں جب کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو پھر اسے رد نہیں کیا جاتا اور میں نے تیری یہ دعائیں قبول کیں میں (تیری امت کے) ان لوگوں کو عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا، اور ان کے اپنے اندر کے علاوہ باہر سے کوئی دشمن مسلط نہیں کروں گا جو انہیں ہلاک کر کے رکھ دے اگرچہ سب ملکوں والے ان پر چڑھ دوڑیں (تو انہیں ہلاک نہیں کر سکیں گے) البتہ یہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کریں گے۔ (۱)

فَكَانَ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ يَقُولُ: قَدْ عَرَفْتُ ذَلِكَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، لَقَدْ أَصَابَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمُ الخيرَ والشرفَ والعزَّ ولَقَدْ أَصَابَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ كَافِرًا الذُّلَّ وَالصَّغَارَ وَالْجِزْيَةَ

تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے تو یہ بات خود اپنے گھر میں بھی دیکھ لی، جو مسلمان ہوا اسے خیر وبرکت، عزت وشرافت ملی اور جو کافر رہا اسے ذلت، نفرت ولعنت کے ساتھ جزیہ دینا پڑا۔ (۲)

سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَبْقَى عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ، وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ، بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ ذُلِّ ذَلِيلٍ، إِمَّا يُعِزُّهُمُ اللَّهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ أَهْلِهَا، أَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَدِينُونَ لَهَا

سلیم بن عامر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین پر کوئی کچا پکا گھر ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں اللہ تعالیٰ کلمہ اسلام داخل نہ کر دے، وہ عزت والوں کو عزت عطا فرمائے گا اور ذلیلوں کو ذلیل کرے گا، جنہیں عزت عطا فرمانا چاہے گا انہیں اسلام نصیب فرمائے گا، اور جنہیں ذلیل کرنا چاہے گا وہ اسے قبول نہیں کریں گے لیکن انہیں اس کی ماتحتی میں آنا پڑے گا۔ (۳)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الفتن بَابُ هَلَاكِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ۷۲۵۸، سنن ابوداودکتاب الفتن والملاحم بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا ۴۲۵۲، جامع ترمذی ابواب الفتن بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فِي أُمَّتِهِ ۲۱۷۶، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابُ مَا يَكُونُ مِنَ الْفِتَنِ ۳۹۵۲

(۲) مسند احمد ۱۶۹۵۷

(۳) مسند احمد ۲۳۸۱۴

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔ (مولانا ظفر علی خان)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

اے ایمان والو ! اکثر علماء اور عابد، لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ

اور اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں اور جو لوگ سونا چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں

وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ

اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے، جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ

جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ

میں تپایا جائے گا پھر اس دن ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے

لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ (التوبۃ ۳۴، ۳۵)

اپنے لیے خزانہ بنا رکھا تھا، پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔

یہود کے احبار اور نصاریٰ کے رہبان و مشائخ کو زمانہ جاہلیت میں بڑا رسوخ حاصل تھا، ان کے تحفے، ہدیے، خراج، چراغی مقرر تھی جو بغیر مانگے انہیں پہنچ جاتی تھی مگر ان کی دولت جمع کرنے کی ہوس ختم ہونے کا نام نہ لیتی تھی، فرمایا جن علما و درویشوں کو تم نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کے اختیارات سونپ رکھے ہیں ان میں سے اکثر کا حال یہ ہے کہ اپنے جاہ و منصب سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کا مال باطل طریقوں سے اینٹھنے کے لئے رشوتیں کھاتے ہیں، نذرانے لوٹتے ہیں، اور اپنی اغراض کی خاطر کلام اللہ میں تحریف و تغیر کر کے لوگوں کی خواہشات کے مطابق مسئلے بتلاتے ہیں، اور یوں خود بھی حق سے رکتے ہیں اور حق و باطل کو غلط ملبط کر کے لوگوں کو بھی اللہ کے راستے سے روکتے ہیں ،اور یہی حال آجکل اکثر مسلمان علماء کا بھی ہے، جو مال و دولت اور حیثیت کی ہوس میں اپنی اور لوگوں کی خواہشات کے مطابق فتوے دیتے ہیں اور انہیں راہ حق سے روکتے ہیں،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اليَهُودُ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ:فَمَنْ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یقیناً اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے، ہم نے پوچھا اے اللہ کے

رسول صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم! کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے فرمایا پھر اور کون لوگ۔ (١)

گوہ کے بل میں گھسنے سے مراد یہ ہے کہ تم اندھا دھند یہود و نصاریٰ کی تقلید کرنے لگو گے، اچھی ہو یا بری ہر حال میں ان کی چال چلنا پسند کرو گے، فکر اور تامل، قوت اجتہادی اور اختراعی کا مادہ تم سے نکل جائے گا، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ القُرُونِ قَبْلَهَا، شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَفَارِسَ وَالرُّومِ؟ فَقَالَ:وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولَئِكَ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک میری امت اس طرح پچھلی امتوں کے مطابق نہیں ہو جائے گی جیسے بالشت بالشت کے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہوتا ہے، (یعنی کھانے پینے، لباس، معاشرت، نشت و برخاست اور دوسری رسمیں) لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم! اگلی امتوں سے کون مراد ہیں؟ فارسی اور رومی؟ آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ان کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں۔ (٢)

قال عبد الله بن المبارك رحمه الله :وَهَل أَفْسَدَ الدِّينَ إِلَّا المُلوكُ ، وَأحبارُ سُوءٍ وَرُهْبَانُها

جیسا کہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا دین کو بادشاہوں، علمائے سوء اور مشائخ ہی نے تو خراب کیا ہے۔ (٣)

جو لوگ مال و دولت جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیں، روز قیامت ان کے مال پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی، پھر ان لوگوں کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں اور ان کے پیٹھوں کو داغا جائے گا، اور کہا جائے گا یہی وہ مال ہے جس کو تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنے کے بجائے سینت سینت کر رکھتے تھے، اب اس کی محبت کا مزہ چکھو،

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ، فَلَمَّا نَزَلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ،أَيُّمَا مَالٍ أَدَّيْتَ زَكَاتَهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ وَإِنْ كَانَ مَدْفُونًا فِي الْأَرْضِ، وَأَيُّمَا مَالٍ لَمْ تُؤَدِّ زَكَاتَهُ فَهُوَ كَنْزٌ يُكْوَى بِهِ صَاحِبُهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ.

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ زکوٰۃ کے حکم سے پہلے کا حکم ہے، زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے کے بعد زکوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے مال کی طہارت کا ذریعہ بنا دیا ہے، اس لئے علما فرماتے ہیں کہ جس مال سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ اگر ساتوں زمین کے نیچے بھی ہو تو وہ کنز نہیں ہے اور جس مال

---

(١) صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ٧٣٢٠،وکتاب احادیث الانبیائ بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ٣٤٥٦،صحیح مسلم کتاب العلم بَابُ اتِّبَاعِ سُنَنِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى ٦٨٨١،مسند احمد ١١٨٠٠

(٢) صحیح بخاری كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ٧٣١٩

(٣) التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة١٢٢٩/١،طالب العلم بين أمانة التحمل ومسؤولية الأداء٢٧/١،سهام الإسلام١٦٢/١، إغاثة اللهفان في مصايد الشيطان٥٩٣/١

کی زکوٰۃ ادا نہ کی جاتی ہو وہ گو زمین پر ظاہر پھیلا پڑا ہو وہ کنز (خزانہ) ہے جس پر وعید ہے۔ (۱)

عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فِي قَوْلِهِ: {وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ} قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:تَبًّا لِلذَّهَبِ، تَبًّا لِلْفِضَّةِ" يَقُولُهَا ثَلَاثًا، قَالَ: فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم وَقَالُوا: فَأَيَّ مَالٍ نَتَّخِذُ؟ فَقَالَ: عُمَرُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَا أَعْلَمُ لَكُمْ ذَلِكَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَصْحَابَكَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: فأيَّ مَالٍ نَتَّخِذُ؟ قَالَ:لِسَانًا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا وَزَوْجَةً تُعِينُ أَحَدَكُمْ عَلَى دِينِهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب یہ آیت کریمہ ’’جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔‘‘ نازل ہوی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے چاندی والوں کے لیے ہلاکت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہی فرمایا یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر شاق گزرا اور انہوں نے دریافت کیا پھر ہم کس قسم کا مال رکھیں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تمہیں یہ بات معلوم کر کے بتاتا ہوں، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بات شاق گزری ہے اور وہ پوچھتے ہیں کہ پھر ہم کس طرح کا مال رکھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل، اور دین کے کاموں میں مدد دینے والی بیوی۔ (۲)

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت والے دن اس کے مال کو جہنم کی تختیاں بنا دیا جائے گا، جس سے اس کے دونوں پہلوؤں، پیشانی اور کمر کو داغا جائے گا، اور جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو پھر گرم کیے جائیں گے، یہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا اور لوگوں کے فیصلے ہو جانے تک اس کا یہی حال رہے گا، اس کے بعد جنت یا جہنم میں اسے لے جایا جائے گا۔ (۳)

عَنْ ثَوْبَانَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنْ تَرَكَ بَعْدَهُ كَنْزًا مُثِّلَ لَهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ زَبِيبَتَانِ يَتْبَعُهُ، فَيَقُولُ: مَنْ أَنْتَ؟، فَيَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ الَّذِي خَلَّفْتَ بَعْدَكَ، فَلَا يَزَالُ يَتْبَعُهُ حَتَّى يُلْقِمَهُ يَدَهُ فَيَقْضِمُهَا، ثُمَّ يَتْبَعُهُ سَائِرَ جَسَدِهِ

ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے پیچھے کوئی خزانہ چھوڑ جائے گا، تو اس کا وہ خزانہ قیامت کے دن ایک زہریلا اژدھا بن کر جس کی آنکھوں پر نقطے ہوں گے اس کے پیچھے لگ جائے گا، یہ شخص بھاگتا ہوا اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا جمع

(۱) تفسیر ابن کثیر ۴/۱۳۹

(۲) مسند احمد ۲۳۱۰۱، المعجم الاوسط ۲۲۷۴، تفسیر ابن کثیر ۴/۱۳۹

(۳) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ ۲۲۹۰

کیا ہوا مال اور مرنے کے بعد چھوڑا ہوا خزانہ ہوں، آخر اسے پکڑ لے گا اور اس کا ہاتھ چبا جائے گا اور پھر باقی جسم بھی چبا جائے گا۔[۱]
یعنی اللہ کی جس نعمت کا حق ادا نہ کیا جائے وہ باعث وبال ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِذَا كَنَزَ النَّاسُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ فَاكْنِزُوا هَذِهِ الْكَلِمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَالْعَزِيمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا، وَلِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ

شداد رضی اللہ عنہ بن اوس فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ سونا چاندی جمع کرنے لگیں تو تم ان کلمات کا بکثرت ورد کیا کرو "اے اللہ! میں تجھ سے کام کی ثابت قدمی اور بھلائیوں کی پختگی اور تیری نعمتوں کا شکر اور تیری عبادتوں کی اچھائی اور سلامتی والا دل اور سچی زبان اور تیرے علم میں جو بھلائی ہے اور تیرے علم میں جو برائی ہے اور اس کی پناہ اور جن برائیوں کو تو جانتا ہے، ان سے استغفار طلب کرتا ہوں بیشک تو تمام غیب کا جاننے والا ہے۔"[۲]

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان و

وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ

زمین کو پیدا کیا ہے ان میں سے چار حرمت و ادب کے ہیں، یہی درست دین ہے، تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو،

وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۟ (۳۶)

اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے، مہی

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ

نوں کا آگے پیچھے کر دینا کفر کی زیادتی ہے اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں جو کافر ہیں، ایک سال تو اسے حلال

عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

کر لیتے ہیں اور ایک سال اسی کو حرمت والا کر لیتے ہیں، کہ اللہ نے جو حرمت رکھی ہے اس کے شمار میں تو موافقت کر لیں

---

[۱] صحیح ابن حبان ۳۲۵۷

[۲] مصنف ابن ابی شیبۃ ۲۹۳۵۸، مسند احمد ۱۷۱۱۴، صحیح ابن حبان ۹۳۵، الدعاء للطبرانی ۶۳۱، المعجم الکبیر للطبرانی ۷۱۳۵

فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ

پھر اسے حلال بنالیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے، انہیں ان کے برے کام بھلے دکھائی دیئے گئے ہیں

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ (التوبۃ ۳۷ ۳۶۳)

اور قوم کفار کی اللہ رہنمائی نہیں فرماتا۔

عربوں میں بھی حرمت والے مہینوں میں قتال وجدال اور لوٹ مار کو سخت ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا، لیکن مسلسل تین مہینے ان کی حرمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قتل وغارت سے اجتناب ان کے لئے بہت مشکل کام تھا، اس لئے اس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ جس حرمت والے مہینے میں وہ قتل وغارت گری کرنا چاہتے اس میں وہ کر لیتے اور اعلان کر دیتے کہ اس کی جگہ فلاں مہینہ حرمت والا ہو گا، دوسرا طریقہ یہ تھا کہ حرمت والے مہینوں میں حج کو ہمیشہ ایک ہی موسم میں رکھنے کے لئے قمری سال کو شمسی سال کے مطابق کرنے کے لئے اس میں کبیسہ کا ایک مہینہ بڑھا دیتے تھے، اس طرح ۳۳ سال تک حج اپنے اصلی وقت کے خلاف دوسری تاریخوں میں ہوتا رہتا تھا، اور چونتیسویں سال اصلی نو، دس ذی الحجہ کو ادا ہوتا تھا، اس تقدیم وتاخیر کو نسی کہا جاتا تھا، اس بارے میں فرمایا گیا کہ جب سے اللہ نے اس عظیم الشان کائنات کا نظام تخلیق فرمایا ہے، اس وقت سے سال کے بارہ ہی مہینے رکھے ہیں، ان میں چار مہینے حرام مقرر فرمائے گئے ہیں جن میں قتال وجدال کی بالخصوص ممانعت ہے، ان میں تین پے در پے مہینے ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم حج بیت اللہ کے لئے اور رجب کو عمرہ کے لئے حرام کیا گیا ہے، اللہ نے ان مہینوں جو ترتیب رکھی ہے وہی صحیح اور مکمل عدد ہے، لہذا جن مصالح کی بنا پر ان مہینوں کو حرام قرار دیا گیا ہے ان میں بدامنی پھیلا کر ضائع مت کرو، جیسے فرمایا

...وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ [1]

ترجمہ: جو بھی راستی سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا اسے ہم دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

اگر کفار ومشرکین ان حرمت والے مہینوں میں ان کی حرمت پامال کر کے تم سے قتال کریں، تو جس طرح وہ متفق ہو کر تم سے لڑائی کرتے ہیں اسی طرح تم بھی باہم مل کر ان سے لڑائی کرو، اور جان رکھو کہ اللہ کی مدد ونصرت تقویٰ شعار لوگوں ہی کے ساتھ ہے، اور نسی تو کفر میں ایک مزید کفرانہ حرکت ہے، کیونکہ انہوں نسی کو اپنی طرف سے گھڑ کر اللہ کی شریعت اور دین قرار دے دیا، حالانکہ اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں، انہوں نے دین کو بدل ڈالا، حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دے ڈالا، انہوں نے بزعم خود اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے ساتھ فریب کیا، اللہ کے بندوں پر ان کے دین کو گڈمڈ کر دیا، اللہ کے پاکیزہ دین میں حیلہ سازی اور فریب کاری کو استعمال کیا، جس سے یہ کفار گمراہی میں مبتلا کیے جاتے ہیں کسی سال ایک مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال اس کو حرام کر دیتے ہیں، تاکہ اللہ کے مقرر کردہ حرام مہینوں کی تعداد بھی پوری کر لیں اور اللہ کا حرام کیا ہوا حلال بھی کر لیں، شیطان نے ان کے برے اعمالوں کو مزین کر دیا ہے اور وہ اس پر خوش ہیں اور اللہ ان لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں کرتا جو کفر کے رنگ میں رنگے گئے ہوں۔

---

[1] الحج ۲۵

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سورہ برات کے اعلان کے لئے روانہ کرنا

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ كَانَ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ لِيُقِيمَ لِلنَّاسِ الْحَجَّ، قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ بَعَثْتَ بِهَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: لَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، ثُمَّ دَعَا عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ: أُخْرُجْ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ مِنْ صَدْرِ بَرَاءَةٍ، وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ إِذَا اجْتَمَعُوا بِمِنًى، أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ، وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ لَهُ إِلَى مُدَّتِهِ،

ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے مروی ہے جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حج کے لئے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ برات نازل ہوئی توصحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کے اعلان کے لئے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہدایت لکھ کر بھیجیں کہ وہ لوگوں میں حج کے روز اس کا اعلان کر دیں، عرب میں یہ رسم تھی کہ معاہدہ کو جب منسوخ کر کے واپس کیا جاتا تو صرف وہی شخص اسے واپس کر سکتا تھا جو واپس کرنے والے کا قریبی عزیز ہو، خاندان سے باہر کے کسی شخص کا کیا ہوا اعلان قبول نہیں کیا جاتا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کا اعلان میری طرف سے میرے گھر کا کوئی آدمی کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا جاؤ جب لوگ قربانی کے لئے منیٰ میں جمع ہوں تو سورت براۃ کے ابتدائی حصہ کا اعلان کر دو اور منادی کر دو کہ کوئی کافر جنت میں داخل نہیں ہوگا، نہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کر سکے گا نہ کسی کو ننگے بدن بیت اللہ کا طواف کرنے کی اجازت ہوگی، اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ عہد اس مدت تک برقرار رہے،

فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ عَلَى نَاقَةِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءِ، حَتَّى أَدْرَكَ أَبَا بَكْرٍ بِالطَّرِيقِ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ بِالطَّرِيقِ قَالَ: أَأَمِيرٌ أَمْ مَأْمُورٌ؟ فَقَالَ: بَلْ مَأْمُورٌ، ثُمَّ مَضَيَا. فَأَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ الْحَجَّ، وَالْعَرَبُ إِذْ ذَاكَ فِي تِلْكَ السَّنَةِ عَلَى مَنَازِلِهِمْ مِنَ الْحَجِّ، الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، قَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالَّذِي أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ، وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يطوف بِالْبَيْتِ عُرْيَان، وَمَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ لَهُ إِلَى مُدَّتِهِ،

چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب آپ کی مشہور اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے روانہ ہوئے اور راستہ ہی میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے، امام نسائی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے کے لئے آئے، جب مقام بالعرج یا وادی بِضَجنَانَ میں صبح کی نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تکبیر کہہ کر نماز شروع کرنے لگے تو پیچھے سے ناقہ کی آواز سنی تو تکبیر کہنے سے رک گئے اور بولے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جدعا کی آواز ہے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود حج کے لئے تشریف

لے آئے ہیں، اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں تو پھر ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نماز پڑھیں گے، اونٹنی قریب آئی تو معلوم ہوا کہ اس پر سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن ابی طالب سوار ہیں، سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ان سے دریافت کیا امیر حج مقرر ہو کر یا تابع ہو کر آئے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کے سامنے سورہ برات (التوبہ) کی تلاوت کروں اور ہر معاہدہ والے کو اس کے معاہدہ کی تحریر واپس کر دوں ، سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے لوگوں کو حج کرایا، اور تمام قبائل اپنی اپنی انہی جگہوں پر اترے ہوئے تھے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اترتے تھے، جب قربانی کا روز ہوا تو سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے لوگوں کو جمع کر کے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان کا اعلان کیا، اور فرمایا اے لوگو! جنت میں کافر نہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد مشرک بیت اللہ کا حج کرنے پائے گا اور نہ برہنہ ہو کر کوئی شخص بیت اللہ کا طواف کر سکے گا اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عہد کسی مقررہ مدت تک ہے وہ اس مدت تک پورا کیا جائے گا،

وَأَجَّلَ النَّاسَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ مِنْ يَوْمِ أَذَّنَ فِيهِمْ، لِيَرْجِعَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَأْمَنِهِمْ أَوْ بِلَادِهِمْ ، ثُمَّ لَا عَهْدَ لِمُشْرِكٍ وَلَا ذِمَّةٌ إِلَّا أَحَدٌ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ إِلَى مُدَّةٍ، فَهُوَ لَهُ إِلَى مُدَّتِهِ. فَلَمْ يَحُجَّ بَعْدَ ذَلِكَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَمْ يَطُفْ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. ثُمَّ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت ہے تا کہ سب اپنے اپنے شہروں میں پہنچ جائیں، پھر کسی مشرک کے لیے عہد اور ذمہ داری نہیں ہے سوا ان لوگوں کے جن سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مدت معینہ تک عہد ہے تو وہ عہد اس مدت تک رہے گا، پس اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے، اس کے بعد سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں واپس چلے گئے۔ [1]

ہم مکہ مکرمہ میں آئے تو سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے آٹھ ذوالحج سے پہلے خطبہ دیا جس میں لوگوں کو احکام حج سکھائے، وہ فارغ ہوئے تو سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے سامنے سورت براۃ پڑھی حتی کہ اس کو ختم کر دیا، جب ہم قربانی کے دن واپس آئے تو سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے پھر خطبہ دیا اور لوگوں کو طواف افاضہ اور قربانی ذبح کرنے کا طریقہ سکھایا، وہ فارغ ہوئے تو سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کھڑے ہو کر سورت براۃ کی ابتدائی حصہ کی تلاوت فرمائی، بارہ ذوالحجہ کو سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے تیسری مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو کنکر مارنے اور مکہ کی طرف واپسی کے احکام بتائے، ان کے فارغ ہونے کے بعد سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کھڑے ہو کر سورت براۃ کی ابتدائی حصہ کی تلاوت کی۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فِيمَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى :لاَ يَحُجُّ بَعْدَ العَامِ مُشْرِكٌ، وَلاَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَيَوْمُ الحَجِّ الأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ، وَإِنَّمَا قِيلَ الأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ: الحَجُّ الأَصْغَرُ، فَنَبَذَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّاسِ فِي ذَلِكَ العَامِ، فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الوَدَاعِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ

ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صدیق نے (حجۃ الوداع سے پہلے والے حج کے موقع پر) دسویں ذی الحجہ کے دن بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ مجھے منیٰ میں یہ اعلان کرنے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور کوئی شخص بیت اللہ

---

[1] ابن ہشام۲/۵۴۶، الروض الانف ۷/۴۲۵، دلائل النبوۃ للبیہقی ۵/۲۹۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴/۶۹

کا طواف ننگے ہو کر نہ کرے، اور حج اکبر کا دن دسویں تاریخ ذی الحجہ کا دن ہے، اسے حج اکبر اس لیے کہا گیا کہ لوگ (عمرہ کو) حج اصغر کہنے لگے تھے، تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سال مشرکوں سے جو عہد لیا تھا اسے واپس کر دیا، اور دوسرے سال حجۃ الوداع میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو کوئی مشرک شریک نہیں ہوا۔ [1]

عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ: سَأَلْنَا عَلِيًّا: بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ؟ قَالَ: بُعِثْتُ بِأَرْبَعٍ:لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَعَهْدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ، وَلَا يَحُجُّ الْمُشْرِكُونَ وَالْمُسْلِمُونَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا .وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَعَهْدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ، فَأَجَلُهُ إِلَى أَرْبَعِ أَشْهُرٍ

زید بن یثیع سے مروی ہے ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ حج میں کس کام کے لئے آئے تھے، بولے میں حج میں چار باتوں کا اعلان کرنے آیا تھا، ایماندار کے سوا کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، کوئی ننگا آدمی بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا، اس سال کے بعد مومن اور کافر مسجد الحرام میں جمع نہیں ہوں گے، جس کا معاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدت معین تک ہے اس کا معاہدہ اس مدت تک پورا کیا جائے گا اور جس کا معاہدہ معین مدت کے لئے نہیں، اس کو صرف چار مہینہ کی اجازت ہے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی امداد کے لئے مقرر کر دیئے کہ باری باری منادی کر دیں۔

ایک روایت میں ہے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ پہنچ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے اعلان کے لئے بھیجا ہے

فقال: أدرك أبا بكر، فحيثما لقيته فخذ منه الكتاب فأدركته فأخذته منه، فرجع أبو بكر فقال: يا رسول الله نزل في شيء. قال: لا أنت صاحبي في الغار، وصاحبي على الحوض، ولكن جبريل قال لي لا يؤدي عنك إلا أنت أو رجل منك

توسیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے اس لئے فوراً ہی مدینہ واپس ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، تم تو میرے غار کے ساتھی ہو اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوگے، لیکن جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ برات کا اعلان سوائے میرے یا میرے خاندان کے کسی شخص کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا اس لئے آیات برات سنانے کے لئے میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا ہے۔ [2]

---

[1] صحيح بخارى كتاب الجزية والموادعة بَابٌ كَيْفَ يُنْبَذُ إِلَى أَهْلِ العَهْدِ ۳۱۷۷ ، صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ لَا يَحُجُّ الْبَيْتَ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَبَيَانُ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ۳۲۸۷

[2] شرح الزرقانی علی المواهب ۵/۶۲

قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلاَ يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ العَامُ المُقْبِلُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ المَاضِي؟ قَالَ:كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ العَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن وہ اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ باقی نہ ہو، دوسرے سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جو پچھلے سال کیا تھا (تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو، پچھلے سال تو چونکہ لوگ تنگی میں مبتلا تھے اس لیے میں نے چاہا کہ تم لوگوں کی مشکلات میں ان کی مدد کرو۔ [1]

مدینہ واپسی تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور دونوں ایک ساتھ مدینہ منورہ واپس ہوئے۔

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی درخواست:

أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ، انْكِحْ أُخْتِي عَزَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتُحِبِّينَ ذَلِكِ؟فَقَالَتْ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَإِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ:بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ میری بہن عزہ سے نکاح کر لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟ میں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے لیے مخل ہونے والی نہیں ہوں، اور یہ بات زیادہ پسند کرتی ہوں کہ اس خیر میں میری بہن بھی شریک ہو جائے (یعنی آپ کی زوجہ بن کر وہ بھی فضیلت اور درجات علیا حاصل کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم باتیں کر رہے تھے کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے، میں نے کہا ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ربیبہ (بیوی کی بیٹی) نہ بھی ہوتی تب بھی میرے لئے جائز نہ ہوتی، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے، اس کے باپ کو اور مجھے ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو۔ [2]

[1] صحیح بخاری کتاب الاضاحی بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُومِ الأَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا ۵۵۶۹

[2] صحیح مسلم کتاب الرضاع بَابُ تَحْرِيمِ الرَّبِيبَةِ، وَأُخْتِ الْمَرْأَةِ ۳۵۸۸

عوف رضی اللہ عنہ بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی بیعت:

عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ:أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ؟وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ قَالَ:أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ؟ فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ قَالَ:أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: فَبَسَطْنَا أَيْدِينَا وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ:عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، وَتُطِيعُوا وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًافَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ، فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن جبکہ ہم نو یا آٹھ یا سات آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے؟ ہم کچھ عرصہ پہلے بیعت کر چکے تھے، لہذا ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو بیعت کر چکے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو بیعت کر چکے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے اور عرض کیا ہم تو بیعت کر چکے ہیں اب کس بات پر بیعت کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات پر کہ اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرو گے، پانچوں نمازیں پڑھو گے اور اطاعت کرتے رہو گے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ آواز سے فرمایا اور لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو گے (تم لوگوں نے بیعت کی) اس کے بعد ان کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ اگر ان کا کوڑا بھی گر جاتا (یعنی اونٹ پر سے) تو وہ کسی سے یہ نہیں کہتے تھے کہ اسے اٹھا دو (بلکہ خود سواری سے اتر کر اٹھاتے اور پھر سوار ہو جاتے)[1]

شاہ حبشہ کی غائبانہ نماز جنازہ:

اسی سال اصحمہ شاہ حبشہ کا انتقال ہوا،

عطاء بن جابر: لما مات النجاشي قال النبي صلّى اللّه عليه وسلم :قد مات اليوم عبد صالح يقال له أصحمة، فقوموا فصلّوا على أصحمة، فصفّنا خلفه.

عطا بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس دن شاہ حبشہ نجاشی کی موت واقع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج ایک صالح شخص کی موت واقع ہوئی ہے جسے اصحمہ کہا جاتا تھا صفیں بناؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو چنانچہ ہم نے صفیں بنائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔[2]

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ:مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ، فَقُومُوا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب کراہتہ المسلتہ للناس ۲۴۰۳

[2] الاصابة فی تمیز الصحابة ۳۴۷/۱، شرح الزرقانی علی المواهب ۲۵/۵

فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس روز نجاشی شاہ حبشہ کی وفات ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج ایک مرد صالح اس دنیا سے چلا گیا اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ (۱)

أبي هريرة: أصبحنا ذات يوم عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأتاه جبريل، فقال: إن أخاك أصحمة النجاشي، قد توفي، فصلوا عليه، فوثب ووثبنا معه حتى جاء المصلى، فصف بهم

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع تھے کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ تمہارا بھائی شاہ حبشہ اصحمہ نجاشی فوت ہو گیا ہے اس کی نماز جنازہ پڑھو، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو ان کی دیکھا دیکھی میں ہم بھی فوراً کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جنازہ گاہ تک پہنچے اور اس کے لیے نماز جنازہ پڑھی۔ (۲)

قاله الحافظ، وصلى عليه وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تكْبِيرَاتٍ

حافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔ (۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى، وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تكْبِيرَاتٍ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس روز نجاشی کا انتقال ہوا اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فوت ہونے کی خبر دی ہم اس کی نماز جنازہ کے لیے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جنازہ پر چار تکبیرات کہیں۔ (۴)

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلَّى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ گاہ میں اس کی صف بندی کرائی اور نماز جنازہ کی چار تکبیرات کہیں۔ (۵)

یعنی جب کسی صاحب علم وفضل یا اہم شخصیت کی دوسرے شہر یا ملک میں وفات ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنی جائز ہے۔

ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال :

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اس سے آپ کو بڑا صدمہ پہنچا،

---

(۱) صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ ۳۸۷۷

(۲) شرح الزرقاني على المواهب ۱۲۷/۱۰

(۳) شرح الزرقانی علی المواهب ۱۲۶/۱۰

(۴) صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابٌ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۲۲۰۴، صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ بِنَفْسِهِ ۱۲۴۵، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابٌ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ يَمُوتُ فِي بِلَادِ الشِّرْكِ ۳۲۰۴، دلائل النبوة للبیہقی ۴۱۰/۴، البداية والنهاية ۹۸/۳، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۸۹/۱۱

(۵) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الجَنَائِزِ بِالْمُصَلَّى وَالمَسْجِدِ ۱۳۲۸

فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَ عِنْدِيَ ثَالِثَةٌ زَوَّجْتُهَا عُثْمَانَ

ان کی وفات کے بعد آپ نے فرمایا تھا عثمان رضی اللہ عنہ! اگر میرے پاس تیسری لڑکی ہوتی تو میں اس کو بھی تجھ سے بیاہ دیتا۔ [1]

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى القَبْرِ، فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، فَقَالَ:هَلْ فِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ:فَانْزِلْ فِي قَبْرِهَا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی (ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کے جنازہ میں حاضر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہوں، آپ نے فرمایا اس کی قبر میں اترو، اور وہ ان کی قبر میں اترے اور ان کو دفن کیا۔ [2]

ایک اعرابی کا قبول اسلام

عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ، أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَأَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ: اخْرُجِي إِلَيْهِ فَإِنَّهُ لَا يُحْسِنُ الِاسْتِئْذَانَ، فَقُولِي لَهُ: فَلْيَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَدْخُلُ؟ قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَلِكَ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَدْخُلُ؟ قَالَ: فَأَذِنَ، أَوْ قَالَ: فَدَخَلْتُ،

ربعی بن حراش قبیلہ بنی عامر کے کسی آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے اجازت طلب کی (مگر السلام علیکم کہنے کے بجائے کہا) کیا میں اندر گھس آؤں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی سے کہا اس شخص کو اجازت حاصل کرنے کا سلیقہ نہیں آتا، جا اور اسے بتا کہ پہلے السلام علیکم کہنا چاہیے، اس کے بعد یوں کہنا چاہیے کیا میں حاضر ہو سکتا ہوں؟ وہ شخص کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات میں نے بھی سن لی تو اسی کے مطابق میں نے عرض کیا السلام علیکم، کیا میں حاضر ہو سکتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو اجازت مل گئی، یا یہ کہ میں اندر چلا آیا (راوی کو شک ہے)

فَقُلْتُ: بِمَ أَتَيْتَنَا بِهِ؟ قَالَ: لَمْ آتِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، أَتَيْتُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ - قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ - وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنْ تَدَعُوا اللَّاتَ وَالْعُزَّى، وَأَنْ تُصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَأَنْ تَصُومُوا مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا، وَأَنْ تَحُجُّوا الْبَيْتَ، وَأَنْ تَأْخُذُوا مِنْ أَمْوَالِ أَغْنِيَائِكُمْ فَتَرُدُّوهَا عَلَى فُقَرَائِكُمْ ،

اور پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کیا دین لے کر آئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لایا ہوں سب بہتر ہی بہتر ہے۔ یہ لے کر آیا ہوں کہ

[1] ابن سعد ۳/۴۱

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ۱۲۸۵، وبَابُ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ المَرْأَةِ ۱۳۴۲

ایک اللہ کی عبادت کرو جس کا کوئی شریک نہیں (شعبہ رحمہ اللہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ وحدہ لاشریک لہ کے الفاظ آپ نے فرمائے تھے، اور یہ کہ لات وعزی بتوں کو یک لخت ترک کر دو، اور شب و روز میں پانچ نمازیں ادا کرو، سال بھر میں ایک مہینہ کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو اور اپنے مالداروں سے روپیہ لے کر اپنے غریبوں میں تقسیم کرو،

قَالَ: فَقَالَ: هَلْ بَقِيَ مِنَ الْعِلْمِ شَيْءٌ لَا تَعْلَمُهُ؟ قَالَ: قَدْ عَلِمَ اللَّهُ خَيْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، الْخَمْسَ {إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ}، [1]

اس نے پوچھا اچھا کوئی علم ایسا باقی ہے جو آپ نہ جانتے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو بہت عمدہ عمدہ سی باتیں باقی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی ہیں، ہاں علم کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی "قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے، وہی بارش بھیجتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے رحم میں کیا ہے، یہ کوئی نہیں جانتا کہ کل اسے کیا کرنا ہے اور نہ یہ جانتا ہے کہ وہ کس ملک اور کس بستی میں مرے گا، اللہ ہی جاننے والا خبردار ہے۔" [2]

اجازت حاصل کرنے کے لیے صرف السلام علیکم کہنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ پوچھنا چاہیے کہ کیا میں اندر داخل ہو سکتا ہوں؟

---

[1] لقمان: 34

[2] سنن ابوداودکتاب الادب بَابُ كَيْفَ الِاسْتِئْذَانُ ٥١٧٧، مسنداحمد ٢٣١٢٧